

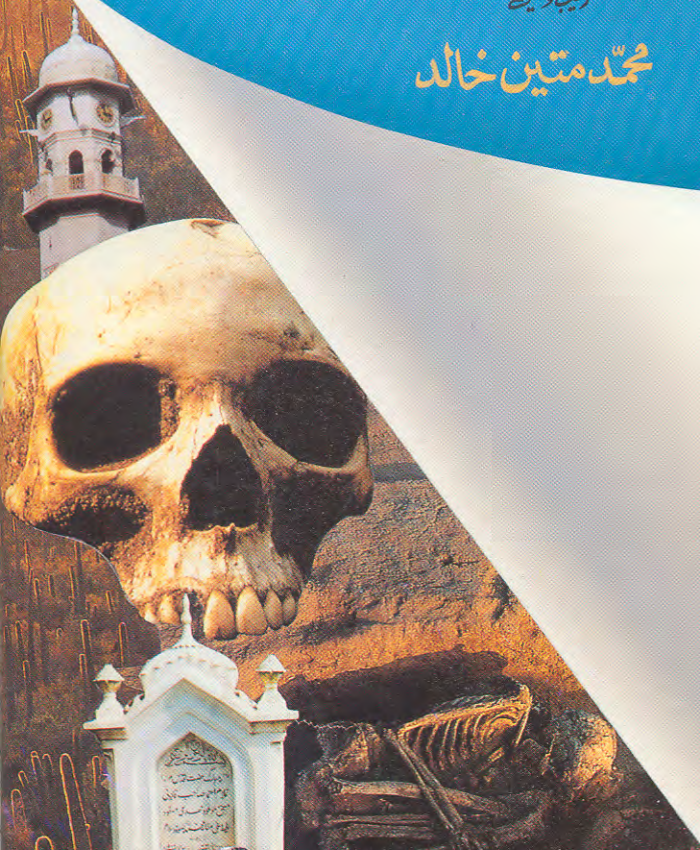
عالم اسلام میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

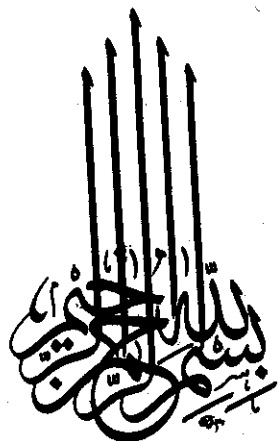
ثبوت حاضر ہیں!

قادیانیوں کے بدترین کفریہ عقائد و غلام پرستی پر عکس شدہ شواہد

ترتیب و ترتیب

محمد متین خالد





ثبوت حاضر ہیں!

چیلنج

”ثبوتِ حاضریہیں“

یہ کتاب ’اپنے اندر

قادیانی مذہب کے بانی

آنجنابی ’مرزا غلام احمد قادیانی

اس کے بیٹوں ’اس کے نام نہاد خلفا اور دیگر قادیانیوں کی

مستند تصانیف اور اخبارات و رسائل کی

قابل اعتراض اور کفریہ عبارتوں کی عکسی نقول لیے ہوئے ہے

قادیانی جرائم کے یہ ثبوت

اتنے واضح ہیں کہ دنیا کی کسی بھی عدالت میں

ان عکسی دستاویزات کی صداقت کو چیلنج کرنا

کسی بھی قادیانی کے لیے ممکن نہیں ہے۔

ہم اس کتاب میں درج

تمام حوالوں اور عکسی نقول

کی صداقت کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں

اور قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد سمیت

دنیا کے تمام قادیانیوں (بشمول لاہوری گروپ) کو

چیلنج کرتے ہیں کہ

اگر اس کتاب میں موجود کوئی بھی عکس غیر حقیقی ہو، یا

ایک بھی حوالہ من گھڑت پایا جائے

تو ہم اس کیلئے ہر قسم کی سزا پانے کے لیے تیار ہیں!

بصورت دیگر انہیں ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر آخرت کی فکر کرتے ہوئے

اسلام کی آغوش میں آ جانا چاہیے۔

ہے کسی قادیانی میں جرات جو ہمارے اس چیلنج کو قبول کرے؟

(مصنف)

عالمِ اسلام کی تاریخ میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

ثبوتِ حاضر ہیں!

قادیانیوں کے بدترین کفریہ عقائد و عزائم پر مبنی عکسی شہادتیں



عالمِ کرباسِ اقصیٰ قسریہ پبلیکیشنز

حضور کی باغ روڈ ملتان ☎

یہ کتاب یا اس کا کوئی بھی مضمون، ناشر یا مصنف کی اجازت کے بغیر کوئی بھی شخص یا ادارہ دوبارہ شائع کر سکتا ہے۔ ایسی کسی مجوزہ اشاعت کی اطلاع مصنف کے لیے باعث ممنونیت ہوگی۔



ثبوت حاضر ہیں!	نام کتاب	☐
محمد متین خالد	ترتیب و تحقیق	☐
ایک ہزار	تعداد	☐
فراز کمپوزنگ سنٹر	کمپوزنگ	☐
عتایت اللہ رشیدی	ڈیزائننگ	☐
300/= روپے	قیمت	☐
اکتوبر 1997ء	اشاعت اول	☐
نومبر 1997ء	اشاعت دوم	☐
مارچ 1999ء	اشاعت سوم	☐
شرکت پرنٹنگ پریس - 43 نسبت روڈ لاہور	مطبع	☐
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان	ناشر	☐
ملنے کا پتہ		

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان۔ فون: 514122

مکتبہ تعمیر انسانیت، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 7237500



اپنے پیارے بیٹے

محمد بن متین

کے نام

جسے میں نے تحفظِ ختمِ نبوت کیلئے وقف کر دیا ہے
 اللہ تعالیٰ اُسے سعادت کی زندگی اور شہادت
 کی موت نصیب فرمائے کہ:

"شیر کی ایک دن کی زندگی، گیدڑ کی
 سو سالہ زندگی سے بہتر ہے"



توجہ فرمائیں!

اس باب کے 16 مختلف ابواب ہیں۔ ہر باب اپنے موضوع کا مکمل احاطہ کرتا ہے۔ ہر باب کے شروع میں قادیانیوں کی متعلقہ گستاخیوں اور ہرزہ سرائیوں کو نمبر شمار لگا کر ایک ترتیب سے درج کر دیا گیا ہے۔ پھر اسی باب کے آخر میں اسی ترتیب کے ساتھ قادیانی کتب کے ہکسی فوٹو دے دیئے گئے ہیں۔ مثلاً ”اللہ تعالیٰ کی توہین“ کے باب میں توہین نمبر 5 کی ہکسی فوٹو، اسی باب کے آخر میں حوالہ نمبر 5 کے تحت دے دی گئی ہے۔ قادیانی کتابوں کے ٹائٹل کا فوٹو ہر حوالہ ساتھ بار بار دینے کی بجائے صرف ایک دفعہ دیا گیا ہے۔ اس کے لیے دیکھیں صفحہ نمبر 16

مزید براں قادیانی تحریروں کو نمایاں کرنے کے لئے ان کے باہر موٹی آؤٹ لائن لگادی گئی ہے۔



2	جنج	☐
5	احساب	☐
7	ترتیب عنوانات	☐
16	فہرست نامثل کتب	☐
19	تکویانی عقائد کی بھیاک تصویر	☐
21	تکویانیت کا اصل چہرہ	☐
26	دعوت فکر	☐
29	جہلی نبوت کا خاتمہ	☐
33	شاہکار کتب	☐
36	تکویانیت کا KALEIDOSCOPE	☐
48 (ب)	نفر قلم	☐
قلیب	کوزے میں دریا	☐
قلیب	تاریخ ساز آئینہ	☐

Go To Page



Go To Page



75

نبوت جاری ہے

49

نبوت بند ہے

78

میرے پاس جبرائیل آیا ☐

56

وحی بند ہے ☐

78

خدا تعالیٰ کی وحی ☐

57

ختم نبوت پر ایمان اور اصرار ☐

79

خدا نے میرا نام نبی رکھا ☐

58

اجماعی عقیدہ کا منکر لفظی ہے ☐

119	اللہ مرد، مرزا عورت؟	☐
120	حلقہ	☐
120	اللہ تعالیٰ کے دستخط	☐

Go To Page



149	حضور نبی کریم ﷺ کی توہین	
152	قادیانی محمد رسول اللہ	☐
153	مرزا قادیانی خاتم النبیین	☐
153	مرزا قادیانی تمام نبیوں کا مجموعہ	☐
154	قادیان میں محمد رسول اللہ	☐
	محمد رسول اللہ کے تمام کلمات	☐
154	مرزا غلام احمد قادیانی میں	
155	قادیانی کلمہ	☐
155	افضلیت مرزا	☐
155	مرزا قادیانی پر درود	☐
156	مرزا قادیانی پر درود و سلام	☐
157	نبی کریم سورج "مرزا قادیانی چاند"	☐
157	مسیح موعود تمام صفات میں	☐
	نبی کریم کے عمل ہیں	
158	مرزا قادیانی بعینہ محمد رسول اللہ	☐
158	روحانی کلمات کی ابتداء، راتنامہ	☐
159	محمد رسول اللہ کی دو ہشتیں	☐
159	پہلے محمد رسول اللہ سے بڑھ کر	☐
159	ہلال اور بدر کی نسبت	☐
160	بڑی فتح مبین	☐

79	کثرت وحی	☐
79	امتی بھی، نبی بھی	☐
80	بارش کی طرح وحی نازل ہوئی	☐
80	قادیان، رسول کا تخت گاہ	☐
	ختم نبوت، ایک باطل عقیدہ، اسلام	☐
81	شیطان مذہب	☐
81	ایک فلسفی کا ازالہ	☐
82	نبوت کا دروازہ کھلا ہے	☐
82	مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین	☐
	کی گواہی	
	امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا	☐
85	انفعا نہ رکھنا چاہیے	☐
87	گردن پر گوار	☐
87	نبوت کا قادیانی تصور	☐

Go To Page



113	اللہ تعالیٰ کی توہین	
115	اللہ تعالیٰ کے بے شمار ہاتھ ہیں	☐
116	اللہ کی زبان پر مرض	☐
116	اللہ اور چور	☐
116	قادیان میں خدا	☐
116	سچا خدا	☐
117	میں خود خدا ہوں	☐
118	لڑکا اور خدا	☐
119	اللہ کا بچہ	☐

- 248 تمام انبیاء سے اجتماع غلطی ہوئی ☐
- 248 تمام انبیاء کا مجموعہ ☐
- 249 حضرت لوح علیہ السلام پر فضیلت ☐
- 249 حضرت یوسف علیہ السلام پر فضیلت ☐
- 249 حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فضیلت ☐
- 250 پرلے درجہ کی بے غیرتی ☐
- 250 ہر رسول میری قیض میں چھپا ہوا ہے ☐

Go To Page



حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین 265

- 269 حضرت عیسیٰ علیہ السلام گالیاں دیتے تھے ☐
- 269 حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل چر کر لکھی ☐
- 269 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ نہیں ☐
- 269 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کی حقیقت ☐
- 270 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کنجریاں ☐
- 271 حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے ☐
- 271 شراب اور افیون ☐
- 272 شراب اور خدائی کلو عوی ☐
- 272 شراب اور فاحشہ عورتیں ☐
- 272 پہلے مسک سے بڑھ کر ☐
- 273 حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت ☐
- 273 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ☐
- سوروں کا شکار

- 160 نبی کریم کے تین ہزار معجزات ☐
- 160 مرزا قادیانی کے 10 لاکھ نشانات ☐
- 160 نشان اور معجزہ ایک ہی ہے ☐
- 161 آگے سے بڑھ کر ☐
- 162 رسول قدنی ☐
- 163 محمد رسول اللہ سے بڑھ کر ☐
- 163 نبی کریم مسور کی جہی استعمال کرتے تھے ☐
- 164 وہ نبی بھی کیا نبی ہے ☐
- 164 تکمیل اشاعت ہدایت ☐
- 165 مرزا کی تعلیم لوح کی کشتی ☐
- 165 تمام انبیاء کا لباس ☐
- 166 اپنی آواز مرزا قادیانی کی آواز سے بلند نہ کرو ☐

- 168 احمد سے مرزا قادیانی ☐
- 168 مرزا قادیانی کو دیکھنے کے لیے نبیوں کی خواہش ☐
- 168 مرزا قادیانی کے کئی نام ☐
- 169 مرزا قادیانی، احمد مجتبیٰ ☐
- 169 اپنی دجی پر ایمان ☐
- 170 مرزا قادیانی پر نازل ہونے والی دجی ☐
- 172 روضہ آدم اور مرزا قادیانی ☐
- 173 آخری اینٹ ☐

Go To Page



- 245 انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین ☐
- 248 نبی کی تحقیر غضب الہی کا موجب ☐



339

قرآن وسنت کی توہین

342 قرآن مجید قادیان کے قریب نازل ہوا ☐342 قرآن مرزا قادیانی پر دوبارہ اترا ☐342 قرآن شریف، مرزا کی باتیں ☐342 مرزا کے اہانت، قرآن کی طرح ☐343 احادیث رسول کی توہین ☐274 حضرت مریم علیہ السلام کلدوسرائی نکل ☐حضرت مریم صدیقہؑ کا اپنے منسوب سے ☐274 نکل سے پہلے تعلق ☐275 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوسرے نام ☐

303

صحابہ کرامؓ کی توہین

306 ثلوان صحابی ☐306 حضرت ابو ہریرہؓ کی توہین ☐307 حضرت ابو بکر صدیقؓ کی توہین ☐حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر ☐307 فاروقؓ کی توہین ☐307 مولوی (حکیم) نور الدین، ابو بکرؓ ہے ☐308 زندہ علی، مردہ علی ☐308 حضرت امام حسینؓ کی توہین ☐308 مرزا قادیانی اور حضرت امام حسینؓ ☐

میں فرق

309 کر بلا کی بیر ☐سو حسینؓ کی قربانی، مرزا قادیانی کی ایک ☐309 گھڑی کے برابر ☐311 حضرت حسینؓ سے پیہ کر ☐311 حضرت فاطمہؓ کی شرمناک توہین ☐311 بیچ تن کی توہین ☐311 امام المومنینؑ، مرزا قادیانی کی بیوی ☐312 مرزا قادیانی کے 313 صحابی ☐

351

حشمن شریفین کی توہین

354 قرآن شریف میں تین شہروں کا نام ☐354 مسجد اقصیٰ کی توہین ☐355 قادیان کی فضیلت ☐355 مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ ☐

363

اولیاء عظام و علماء کرام کی توہین

366 مرزا قادیانی، خاتم الاولیاء ☐366 حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی توہین ☐367 حضرت سید مرعلیؒ شہ گورکھویؒ کی توہین ☐368 دیگر اولیاء و علما کی توہین ☐370 گلیاں دینا سفلیوں اور کینہوں کا کام ہے ☐370 بد زبان بد تر ہے ☐



437 مرزا قادیانی کے حالات زندگی

- 438 "تذکرہ" اور "سیرت المہدی" کا تعارف ☐
- 439 تاریخ پیدائش کا دلچسپ اختلاف ☐
- 441 پیدائش ☐
- 442 مرزا کی حلاش ☐
- 442 مرزا قادیانی کے استو ☐
- 443 مقدمات میں وقت ضائع ☐
- 443 بھاس اور پانچ قادیانی فرق ☐
- 444 چوہڑی، زانیہ اور کچھوں کے خواب ☐
- 444 ٹپٹی ٹپٹی ☐
- 445 عجیب و غریب الملت ☐
- 445 انگریزی الملت ☐
- 446 پنجابی الملت ☐
- 447 ٹانک وائٹن ☐
- 447 ہائے نفرت ☐
- 448 اور اور اور ☐
- 448 سندھی ☐
- 449 کھانے کا انداز ☐
- 449 ریشی ازار بند ☐
- 450 بھجے دی مل ☐
- 451 میں ایسے پردے کا قائل نہیں ☐
- 451 غرارہ ☐
- 452 الٹی سیدھی گرگلی ☐
- 452 احکام ☐
- 452 ملازمت ☐

389 مسلمانوں کو گالیاں اور کفر کا فتویٰ

- 391 ولد الحرام ☐
- 392 عیسائی، یہودی، مشرک ☐
- 392 بدکار عورتوں کی اولاد ☐
- 393 مرد خنزیر، عورتیں کتیاں ☐
- 393 مرزا کو نہ ماننے والا کافر ☐
- 393 جنمی ☐
- 394 مرزا قادیانی کا نکار کفر ☐
- 394 خواہ نام بھی نہیں سنا ☐



413 مسلمانوں سے معاشرتی پابیکٹ

- 416 مسلمانوں سے تعلقات حرام ☐
- 416 مسلمانوں کے پیچھے نماز قطعی حرام ☐
- 417 غیروں کے پیچھے نماز ☐
- 417 غیروں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی حکمت ☐
- 418 غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے ☐
- اور انہیں احمدی لڑکیوں کا رشتہ
- نہ دینے کے متعلق احکامات
- مرزا نے اپنے مسلمان بیٹے کا جنازہ نہ پڑھا ☐
- غیر احمدیوں کو لڑکی دینا ☐

466	زبانی نماز	452	جیبی گھڑی
467	روزہ توڑ دیا	453	بازو ٹوٹ گیا
467	نماز میں فارسی نظم	453	مرزا صاحب کے والد نماز نہ پڑھتے تھے
468	احکام	454	عشقِ شاعری
468	تیز مگر مہانی سے طہارت	455	لغیفہ
469	نماز میں تکلیف	456	راکھ سے روٹی
470	بھالو	457	گول منہ لیمانہ
471	غیر محرم عورتوں کو چھوٹا	458	کنجی کی رقم
471	زینب بیگم	458	مرچیلوی دی گل پڑی مندااے
473	رات کا پہرو	459	اور انگلی کٹ گئی
473	مائی تابی	459	جیب میں اینٹ
474	مائی کاکو	460	جراثیں کلج گھر گلابی اور کھانا
474	پیغمبری ادویات	460	اٹنے کاج
475	نسخہ زد جامِ عشق	460	روزے تروادینے
476	لڑکی کیسی ہوئی چاہیے	461	روزے نہیں رکھے
476	تھمیر	461	چشمِ نیم باز
477	عورتوں کے الم	462	گھڑی کو چھاپی
477	پیشہ نبوت	462	الٹی سیدھی جراثیں
478	خدا کی مشین	462	تکیے کے نیچے کپڑے
478	سب کا جنازہ پڑھ دیا	463	خوراک
479	سورمار	464	نماز میں پان
479	کسی کی جان گئی، کسی کی اواٹھری	464	ریشمی ازار بند کے فوائد
480	غرارہ	465	بواسیر اور نماز
480	بھاریاں	465	منوعہ چیزیں (بھنگ و ستورہ افیون)
480	ہسٹیریا		سب جائز
	کمزوری، توپا بیٹس، درد سر، تشنچ قلب	466	مردہ اسلام
481	حالتِ مردی کا عدم	466	حج، احکام، زکوٰۃ

496	پانچویں پیش گوئی	□	سرورد، کی خواب، تشفی دل، نیا بیلنس	□
	پندرہویں صدی کا آغاز اور	□	کثرت پیشاب	481
499	قادیانوں کے لیے لمحہ فکریہ	□	لکنت	482
500	جاہلیت کی انتہا	□	داڑھوں کو کیرٹا	482
500	بہشتی مقبرہ	□	ایڑیاں پھٹ گئیں	482
501	بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی شرائط	□	بال سفید	482
505	یوچین سوسائٹی کا عیب والا حصہ	□	انہوں کو کھدیدا ہے	483
506	کبھی کبھی زنا	□	مائی اونیہا	483
506	تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اور ارق	□	چاند کے واسطے عینک	483
508	مباہلہ جائز ہے	□	بیٹے کی خاطر نماز جمعہ نہیں پڑھی	484
508	خلیفہ صاحب کی عیاری	□	ایسوکڑی لٹنی این	484
509	میاں زاہد سے میری بیویاں	□	لعنت کی گردان	485
	پردہ نہیں کرتیں	□	لعنت 1000	485
509	شہادت نمبر 1 چیتچ مباہلہ	□	قادیانی، مرزا قادیانی کی نظر میں	485
511	شہادت نمبر 2	□	درندے، قادیانوں سے اچھے	486
512	ایک احمدی خاتون کا بیان	□	قادیان؟	487
513	شہادت نمبر 3	□	مرزا قادیانی کے سفید جھوٹ	487
513	شہادت نمبر 4	□	بخاری شریف میں	487
514	شہادت نمبر 5 (حلفیہ شہادت)	□	میرا کوئی استلو نہیں	488
514	شہادت نمبر 6	□	جھوٹے کا اعتبار نہیں	488
514	بے خوف مجاہد	□	جھوٹ، منجاست	488
515	شہادت نمبر 7 (حلفیہ شہادت)	□	جھوٹ، ارتداد	489
516	شہادت نمبر 8 (حلفیہ شہادت)	□	پیشین گوئیاں	489
516	شہادت نمبر 9 (حلفیہ شہادت)	□	پہلی پیش گوئی	490
516	شہادت نمبر 10	□	دوسری پیش گوئی	491
517	حلفیہ شہادت	□	تیسری پیش گوئی	493
517	شہادت نمبر 11 (حلفیہ شہادت)	□	چوتھی پیش گوئی	495

542 ☐ مرزا نیوں کی روحانی شکار گاہ

549 ☐ بے نقاب

Go To Page



741 ☐ انگریز کی حمایت

743 ☐ خاندانی خدمات

744 ☐ ممانعت جملو کی کتابیں

746 ☐ پچاس الماریاں

747 ☐ سکون نہ مکش نہ عینہ میں

747 ☐ خدا کا شکر

748 ☐ مرزا کے مریدوں کی خصوصیت

748 ☐ خود کاشتہ پودا

749 ☐ انگریزی سلطنت ایک رحمت

749 ☐ حرامی اور بدکار آدمی

749 ☐ اسلام کے دوسرے

750 ☐ دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ

750 ☐ بددوق کا جہاد

750 ☐ انگریز کا جاسوس

751 ☐ مرزا اعجاز سلطنت

752 ☐ گورنمنٹ برطانیہ کے لیے پناہ

اور تعویذ

752 ☐ فرقہ احمدیہ

753 ☐ ٹی سی کی انتہا

754 ☐ ستارہ قیصر

517 ☐ محمد یوسف ناز کا حلیہ بیان

518 ☐ شہادت نمبر 12

519 ☐ شہادت نمبر 13 (حلیہ شہادت)

520 ☐ شہادت نمبر 14 (حلیہ شہادت)

520 ☐ شہادت نمبر 15 (حلیہ شہادت)

520 ☐ شہادت نمبر 16 (حلیہ شہادت)

521 ☐ شہادت نمبر 17 (حلیہ شہادت)

521 ☐ مرزا محمود کی اپنی گواہی

521 ☐ شہادت نمبر 18 (حلیہ شہادت)

522 ☐ شہادت نمبر 19 (حلیہ شہادت)

523 ☐ شہادت نمبر 20 (حلیہ شہادت)

523 ☐ شہادت نمبر 21 (حلیہ شہادت)

523 ☐ شہادت نمبر 22 (حلیہ شہادت)

526 ☐ شہادت نمبر 23 (حلیہ شہادت)

527 ☐ (حلیہ شہادت)

528 ☐ شہادت نمبر 24

529 ☐ شہادت نمبر 25 (حلیہ شہادت)

شہادت نمبر 26 (راجہ بشیر احمد صاحب

رازی خلیف)

530 ☐ محاسب کا گھڑیاں

531 ☐ شہادت نمبر 27

533 ☐ شہادت نمبر 28

534 ☐ حق پسند اصحاب کی توجہ کے لیے

535 ☐ بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا

537 ☐ اظہار واقعہ کو بد زبانی نہیں کہا جاسکتا

538 ☐ انتباہ!

539 ☐ فیصلہ عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور



شرمناک قادیانی تحریریں

833

متفرقات

795

835

☐ قادیانی کلمہ کی حقیقت

799

836

☐ تصویر یوں لگتی ہے

800

847

☐ اکھنڈ بھارت

804

848

☐ ہائڈرو کیشن میں قادیانیوں کا موقف

806

855

☐ سپریم کورٹ آف پاکستان کا

807

☐ تاریخ ساز فیصلہ

807

865

☐ روضہ رسول ﷺ کی توہین

808

866

☐ درود شریف کی توہین کی توہین

808

809

809

810

☐ پر پیش کی جگہ

☐ قادیانی کوک شاستر

☐ قادیانی خشوع و خضوع

☐ قادیانی ترانہ

☐ ہیٹ سے چوہا؟

☐ رحم پر مر

☐ عضو حاصل کا دعویٰ...

☐ بے غسل...؟

☐ جہاں سے نکلے تھے...

☐ عورت کی کارروائی

☐ مرزا قادیانی کی اپنی جماعت کو نصیحت


فہرست ٹائٹل کتب

59	Go To Page	ازالہ اوہام (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
63	Go To Page	حماتہ البشری (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
68	Go To Page	مجموعہ اشتہارات (جلد اول) (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
71	Go To Page	انجام آتھم (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
88	Go To Page	حقیقت الوحی (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
96	Go To Page	دافع ابلاء (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
98	Go To Page	برایں احمدیہ حصہ پنجم (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
100	Go To Page	ایک غلطی کا ازالہ (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
102	Go To Page	حقیقت النبوة (مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)	☐
107	Go To Page	انوار خلافت (مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)	☐
109	Go To Page	تریاق القلوب (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
122	Go To Page	توضیح مرام (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
125	Go To Page	تجلیات الہیہ (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
127	Go To Page	تذکرہ وحی مقدس و مجموعہ الہامات (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
131	Go To Page	آئینہ کلمات اسلام (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
134	Go To Page	کتاب البریہ (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
139	Go To Page	اربعین (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
144	Go To Page	اسلامی قربانی (قاضی یار محمد قادیانی)	☐
146	Go To Page	کشتی نوح (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
175	Go To Page	ایک غلطی کا ازالہ (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
181	Go To Page	ریویو آف ریلیجز، کلمۃ الفصل (مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)	☐
186	Go To Page	اعجاز احمدی (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐

190	Go To Page	سیرت الہدی (حصہ سوئم) (مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)	☐
192	Go To Page	روزنامہ الفضل قادیان (3۵ جون ۱۹۲۰ء)	☐
196	Go To Page	ملفوظات (جلد سوئم) (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
198	Go To Page	خطبہ الہامیہ (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
207	Go To Page	تحفہ گولڑویہ (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
212	Go To Page	روزنامہ الفضل قادیان (۱۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء)	☐
220	Go To Page	سیرت الہدی (جلد دوئم) (مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)	☐
228	Go To Page	تذکرہ 'وحی مقدس و مجموعہ الہامات (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
242	Go To Page	در شین (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
252	Go To Page	چشمہ معرفت (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
261	Go To Page	نزول المسیح (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
284	Go To Page	نسیم دعوت (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
287	Go To Page	ست بجن (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
297	Go To Page	ایام الصلح (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
299	Go To Page	راز حقیقت (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
318	Go To Page	مجموعہ اشتہارات (جلد سوئم) (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
320	Go To Page	الہدی نمبر ۲، ۳ ماہنامہ (احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)	☐
323	Go To Page	ملفوظات (جلد اول) (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
330	Go To Page	روزنامہ الفضل قادیان (26 جنوری ۱۹۲۶ء)	☐
360	Go To Page	حقیقت الرویاء (مرزا بشیر الدین محمود)	☐
386	Go To Page	قادیان کے آریہ اور ہم (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
395	Go To Page	انوار اسلام (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
403	Go To Page	نجم الہدی (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
411	Go To Page	آئینہ صداقت (مرزا بشیر الدین محمود)	☐
427	Go To Page	سلسلہ احمدیہ (مرزا بشیر احمد ایم اے)	☐

557	Go To Page	محمد اعظم (ذاکثر بشارت احمد)	☐
571	Go To Page	مخطوط امام بنام غلام (حکیم محمد حسین قریشی قادیانی)	☐
574	Go To Page	سیرت المہدی (جلد اول) (مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)	☐
598	Go To Page	سیرت المہدی (حصہ دوم) (مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)	☐
611	Go To Page	سیرت المہدی (حصہ سوم) (مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)	☐
639	Go To Page	ذکر حبیب (مفتی محمد صادق قادیانی)	☐
660	Go To Page	نور الحق (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
666	Go To Page	شہادت القرآن (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
675	Go To Page	آریہ دھرم (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
684	Go To Page	جنگ مقدس (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
693	Go To Page	الوصیت (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
702	Go To Page	تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق (مظہر الدین لمٹانی)	☐
733	Go To Page	مرزائیوں کی روحانی شکار گاہ (عبدالرزاق مسہ قادیانی)	☐
739	Go To Page	کلام محمود (مرزا بشیر الدین محمود)	☐
771	Go To Page	مجموعہ اشتہارات (جلد دوم) (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
777	Go To Page	تحفہ قیسریہ (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
780	Go To Page	ستارہ قیسریہ (مرزا غلام احمد قادیانی)	☐
827	Go To Page	تذکرہ المہدی (پیر سراج الحق قادیانی)	☐
829	Go To Page	حیات احمد (جلد دوم نمبر اول) (یعقوب علی عرفانی قادیانی)	☐
836	Go To Page	AFRICA SPEAKS (مرزا ناصر احمد کا دورہ افریقہ)	☐



قادیانی عقائد کی بھیانک تصویر

قادیانیت، منکرین ختم نبوت کا ایسا گروہ ہے جسے انگریز نے عالم اسلام کی بیخ کنی کے لیے خود کاشت کیا اور پھر اس کے تمام مفادات کا تحفظ کیا۔ یہ لوگ اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کے باعث دن رات پوری امت مسلمہ، اسلام اور وطن عزیز کے خلاف تباہ کن ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں۔ یہ مار آستین ہیں۔ یہ لوگ بیرون ممالک میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام دشمن طاقتوں کی جاسوسی، اسلام کی تخریب اور پاکستان کی جڑیں کاٹنے کا کام کرتے ہیں۔ عالم اسلام کے اول دشمن اسرائیل کے دار الحکومت تل ابیب میں ان کا مشن پوری سرگرمی سے کام کر رہا ہے۔ اسرائیل کی فوج میں باقاعدہ قادیانی موجود ہیں۔ ان حالات میں اس فتنہ کے تدارک کی ذمہ داری امت محمدیہ علیہم السلام کے ہر فرد پر عائد ہوتی ہے۔ قادیانیت کے خلاف خواص و عوام میں ایک نیا شعور پیدا ہو رہا ہے جس سے قادیانیت کی زہر نالیوں اور ریشہ دوانیوں کے خلاف نفرت کا احساس عام ہو رہا ہے۔

ان حالات میں عزیزی محمد متین خالد کا وجود ایک نعمت مرقبہ سے کم نہیں۔ وہ دینی حلقوں بالخصوص تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ انہیں مسئلہ ختم نبوت سے جو لگاؤ اور انس ہے، وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ آج کے فوجوانوں میں قادیانیت کا اتنا ماہر اور اس کے متعلق نئی معلومات سے باخبر شاید اور کوئی نہیں۔ تحفظ ختم نبوت پر ان کی متعدد کتابیں شائع ہو کر دوام شہرت پا چکی ہیں جو ان کے عشق رسول علیہم السلام پر شاہد ہیں، اب ان کی تازہ تصنیف ”ثبوت حاضر ہیں“ منظر عام پر آرہی ہے۔ میں نے اس کتاب کے مسودہ کو اپنی مصروفیات اور ناسازی طبع کے باوجود بڑے غور سے پڑھا۔ مزید براں انہوں نے زبانی طور پر بھی مجھے اس

کتاب کے بارے میں بتایا۔

قادیانیت ایسے سنگین فتنہ کو سمجھانے کا یہ انداز، یہ تخیل، یہ فکر، اور یہ اسلوب بالکل نیا ہے جس کی مثال شاید پہلے سے موجود نہیں ہے۔ انہوں نے جس چھان پھانک اور تحقیق سے قادیانیت کے سرستہ رازوں سے پردہ اٹھایا اور پوشیدہ گوشے بے نقاب کئے ہیں، اسے تمام دینی حلقوں میں یقینی طور پر سراہا جائے گا اور ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور انہیں اپنی محنت کی واد ملتی رہے گی۔

قادیانی کتب کے مستند حوالوں کی موجودگی میں اب قادیانیت کے کفر میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی، قادیانیوں کو آنکھیں بند کر کے نہیں بلکہ آنکھیں کھول کر اپنے عقائد کی بھیاں کی تصویر کو بنظر غائر دیکھنا چاہیے اور اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ یہ کتاب اپنی تحقیق کے لحاظ سے ایک ایسا چشمہ ہے جس سے قادیانی سیراب ہو کر مشرف باسلام ہو سکتے ہیں اور یوں یہ کتاب مسلمانوں اور قادیانیوں دونوں کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

عزیزی متین خالد کا کمال یہ ہے کہ اس نے بڑے سلیقہ اور مہارت سے قادیانیت کے ”جن“ کو یوں قابو کیا کہ اسے گھڑے کی مچھلی بنا دیا۔ اس سے نہ صرف اس کا اپنا قد بلند ہوا ہے بلکہ ملت اسلامیہ کو بھی بلند قامتی عطا ہوئی ہے۔ مجھے اس خوش قسمت نوجوان پر فخر ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خالد کی اس محنت شاقہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے اپنی بارگاہ اقدس میں قبول فرمائے اور اس کی عمر اور قلم میں برکت فرمائے تاکہ وہ پہلے سے بڑھ کر مزید اس محاذ پر کام کر سکے۔ آمین
بحر منہ نبی الامی الکرم

دعا کو

(جسٹس) چیر محمد کرم شاہ الازھری

جج سپریم کورٹ آف پاکستان

سجادہ نشین آستانہ عالیہ امیر

بھیرہ شریف۔ سرگودھا

قادیانیت کا اصل چہرہ

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے جس کا سرکاری مذہب اس کے آئین کی رو سے اسلام قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں عقیدہ توحید اور عقیدہ ختم نبوت بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک حضور اکرم ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ختم نبوت کا یہ عقیدہ تاریخ کے ہر دور میں ہر مسلک کے مسلمانوں کے درمیان متفقہ طور پر موجود رہا ہے۔ اجماع امت کے حامل مسلمانوں کے اس عقیدے سے انحراف نہ صرف قرآن و سنت کی تعلیمات کے خلاف ہے بلکہ یہ اتحاد امت کو پارہ پارہ کرنے کی مذموم کوشش کے مترادف بھی ہے۔ اس عقیدہ کا تحفظ وطن عزیز کی جغرافیائی حدود کی حفاظت سے بھی زیادہ لازمی ہے۔ یوں تو لاتعداد مسلمانوں نے تحفظ ختم نبوت کی ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ مگر میں یہاں مفکر پاکستان حضرت علامہ اقبالؒ کے ان کلمات کا ذکر کرنا چاہوں گا جو انہوں نے پنڈت جواہر لعل نہرو سے بحث کے دوران ادا کئے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ”حضور ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر کسی مسلمان کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا اور اب جو کوئی کسی بھی قسم کا دعویٰ نبوت کرتا ہے، وہ جھوٹا، کاذب، کافر اور مرتد ہے۔“ ربوہ والے حضور ﷺ کے بجائے نعوذ باللہ مرزا صاحب کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم بھی ختم نبوت کے قائل ہیں تو ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور یہی وجہ ہے کہ پہلے قادیان اور اب ربوہ میں صرف ”خلیفے“ آ رہے ہیں، کوئی نبی نہیں آیا۔ لاہوری حضرات مرزا صاحب کو نبی نہیں صرف مصلح قرار دیتے ہیں حالانکہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا تھا اور ان کی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے والے لوگ بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ ظاہر ہے کہ جھوٹی نبوت کے دعویدار کو مصلح ماننے والے بھی انہی کے بھائی بند ہو سکتے ہیں اور انہی کی صف میں شامل ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ قادیانی مسئلہ دور غلامی کی یادگار ہے۔ اگر ہم غلام نہ ہوتے تو یہ مسئلہ کبھی پیدا نہ ہوتا۔ گزشتہ تیرہ سو سال میں کسی بھی آزاد اسلامی یا

مسلمان ملک میں یہ مسئلہ پیدا نہیں ہوا۔ کسی بھی اسلامی یا مسلمان ملک میں کسی دیوانے یا پاگل نے بھی دعویٰ نبوت کی جرات نہیں کی۔ ایران میں بہائی مذہب کے بانی کا جو حشر ہوا، اس سے کون ناواقف ہے؟ ہباء اللہ نے خود ہی اپنے آپ کو اسلام سے خارج کر لیا۔ مسلمان کہلانے کی اسے بھی جرات نہ ہوئی لیکن ایران نے اس کے باوجود اسے اور اس کے مقلدین کو برداشت نہ کیا۔ ہمیں افسوس ہے کہ آزادی کے بعد 26، 27 سال تک ہم نے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش نہ کی، حالانکہ ہم نے یہ ملک اللہ، اس کے رسول اور اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا۔ اگر ختم نبوت ہمارا جزو ایمان ہے تو رسول کریم کو خاتم النبیین ماننے کے بعد ختم نبوت کی مختلف تاویلیں کرتے ہوئے دعویٰ نبوت کرنے والے اور اس جھوٹے نبی کی امت کے لیے پاکستان میں کیا جگہ رہ جاتی ہے؟ یہ پنجاب کی بد قسمتی تھی کہ یہ پورا اس سرزمین میں ہی لگ سکا اور اس نے یہیں نشوونما پائی۔ یہ پنجابیوں کی مذہب کے معاملے میں سادہ لوحی اور اسلام کی طرف سے عطا کردہ فراخ دلی کا نتیجہ تھا کہ انگریز کا یہ خود کاشتہ پودا تادور درخت بن گیا۔

قادیانیوں کی امتگوں اور آرزوؤں کا مرکز قادیان ہے جو بھارت میں واقع ہے۔ یہ تصور ان کا جزو ایمان ہے کہ وہ ایک نہ ایک دن ضرور واپس قادیان جائیں گے۔ ان کے قادیان جانے کے دو ہی طریقے ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ قادیانی حضرات مشرقی پنجاب کو بزور بازو فتح کر کے قادیان پہنچیں، یہ بڑی ناقابل عمل سی بات ہے، ویسے بھی قادیانی حضرات جہاد پر یقین نہیں رکھتے اور ان سے توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ لڑ کر مشرقی پنجاب فتح کر سکیں۔ دوسرا ذریعہ اکھنڈ بھارت کا ہے۔ یعنی مغربی پاکستان بھی خدا نخواستہ بھارت کا حصہ بن جائے یا پنجاب اور تین پاکستانوں میں تقسیم ہو جائے۔ جنہیں بھارت کی زیر سرپرستی بنگلہ دیش جیسا درجہ حاصل ہو جائے۔ ہمارے خیال میں یہ صورت کسی بھی باغیرت پاکستانی کو پسند نہیں ہوگی۔

قادیانیت کی تاریخ سے شناسا لوگوں کو علم ہو گا کہ قادیانیت کی تحریک کا واحد مقصد دنیا کے مسلمانوں کو احمدی بنانا تھا۔ وہ ہندوستان کو اس لیے اکھنڈ رکھنا چاہتے تھے کہ ”وسیع ہیں“ سے اس مقصد کے لیے کام کیا جائے۔ وہ برصغیر کی تقسیم کو عارضی سمجھتے تھے۔ ان کے ان عزائم کی تصدیق قادیانیوں کے ترجمان روزنامہ الفضل قادیان کے 15 اپریل 1947ء کے اس شمارے سے بخوبی ہو جاتی ہے جس میں

قادیانی جماعت کے دوسرے سربراہ مرزا بشیر الدین کا سر ظفر اللہ چوہدری کے بھیجے کے نکاح کے موقع پر خطبہ شائع ہوا تھا۔ اس خطبہ میں قادیانی جماعت کے سربراہ نے بڑے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ ”ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہو۔۔۔۔۔ ممکن ہے عارضی طور پر کچھ افتراق پیدا ہو اور دونوں قومیں جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر رہیں۔“

سامی اور سیاسی اعتبار سے یہ فرقہ خود کو سوا و اعظم سے الگ تصور کرتا ہے۔ واقعات کے لحاظ سے یہ گروہ برطانیہ، اسرائیل اور بھارت کے فتنہ کالمسٹ کی حیثیت رکھتا ہے جو پاکستان میں سرگرم عمل ہے اور اس کی وفا داری بھی مشکوک ہے۔ انہوں نے تقسیم ہند کے بعد سے جان بوجھ کر اپنی جماعت کا ایک حصہ قادیان میں متعین کر رکھا ہے تاکہ ضرورت پڑنے پر ان سے کام لیا جائے۔ قادیانی حضرات خود ہی اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ سمجھتے ہیں، وہ مسلمانوں کو اپنے میں سے نہیں سمجھتے ان کے ساتھ شادی بیاہ نہیں کرتے، ان کی نماز اور جنازے میں شرکت نہیں کرتے۔ ان کی دعا میں ان کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر شامل ہونا پسند نہیں کرتے۔ ایسے طرز عمل کے بعد انہیں بطور مسلمان وہ تمام مراعات حاصل کرنے کا حق نہیں ہونا چاہیے جو انہیں وفاقی اور سول ملازمتوں میں میسر ہیں یا بینکنگ، صنعت اور زندگی کے دیگر تمام دوسرے شعبوں میں حاصل ہیں۔

قادیانی جماعت میں سے زیادہ پڑھا لکھا اور روشن خیال سر ظفر اللہ چوہدری تھے، لیکن انہوں نے بھی بانی پاکستان بابائے قوم حضرت قائد اعظمؒ کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے کی بجائے غیر مسلم سفیروں کے ساتھ زمین پر بیٹھنا پسند کیا تھا اور جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ وزیر خارجہ ہیں لیکن جنازہ میں شریک نہیں ہوئے، اس کی وجہ کیا ہے؟ اس پر ظفر اللہ خاں نے کہا کہ ”مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر خارجہ سمجھ لیا جائے یا مسلمان حکومت کا کافر وزیر خارجہ“ عقیدہ کے لحاظ سے اس سے بڑھ کر کسی کی پختہ زناری اور کیا ہو سکتی ہے؟ اس طرح انہوں نے تاریخ میں یہ شہادت ریکارڈ کروائی کہ مسلمانوں کا مذہب الگ ہے اور قادیانی ان سے الگ ایک نئے مذہب کے پیروکار ہیں۔

علامہ اقبالؒ اس گروہ کو یودیت کا چرہ قرار دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔
 ”کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں نمایاں نہیں ہو جاتی۔ اچھی
 طرح ظاہر ہونے کے لیے برسوں چاہیں۔ تحریک کے دو گروہوں کے باہمی نزاعات
 اس امر پر شاہد ہیں کہ خود ان لوگوں کو جو بانی تحریک کے ساتھ ذاتی رابطہ رکھتے
 تھے، معلوم نہ تھا کہ تحریک آگے چل کر کس راستہ پر پڑ جائے گی؟ ذاتی طور پر میں
 اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا تھا۔ جب ایک نئی نبوت..... بانی اسلام کی نبوت
 سے اعلیٰ تر نبوت..... کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں
 یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے
 کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں
 پھل سے پچانا جاتا ہے۔“

(”اسٹیشنمین کے جواب میں“، حرف اقبال از لطیف شیروانی)

علامہ صاحب مزید فرماتے ہیں:

”ہانیا“ ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان
 کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ بانی تحریک نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے
 دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کو ملت
 اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا بنیادی
 اصولوں سے انکار، اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی)، مسلمانوں کی قیام نماز سے قطع
 تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ
 اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے، یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں بلکہ
 واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں دور ہیں، جتنے سکھ، ہندوؤں سے، کیونکہ
 سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ہندوؤں میں پوجا نہیں
 کرتے۔“ (اسٹیشنمین کے جواب میں، حرف اقبال از لطیف شیروانی)

بھٹو حکومت کے دور میں ستمبر 1974ء میں پارلیمنٹ میں بڑی مفصل بحث
 کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا تھا۔ بھٹو
 حکومت نے اس طرح نوے سالہ پرانا مسئلہ حل کرنے کی سعادت حاصل ہونے کا
 بھی دعویٰ کیا تھا۔ یہ دعویٰ بے جا بھی نہیں تھا لیکن اس آئینی ترمیم کے بعد مروجہ
 تعزیرات میں ترمیم کے لیے جن قانونی اقدامات کی ضرورت تھی، ان کے اہتمام کو

بوجہ موخر کر دیا تھا۔ اس مقصد کے لیے اس زمانے میں قومی اسمبلی میں ایک نجی مسودہ قانون بھی پیش کیا گیا لیکن اسے دبا دیا گیا تھا اور اس طرح مسلمانوں کے اس ضمن میں یہ مطالبات پورے نہ ہو سکے اور دس سال تک وجہ اضطراب بنے رہے بعد ازاں حکومت پاکستان کی طرف سے امتناع قادیانیت کے نام سے نافذ کئے جانے والے آرڈیننس سے قانونی اقدامات پورے ہو گئے۔ اس آرڈیننس کے نفاذ نے مسلمانوں کے مطالبہ، توقع اور خواہش پورا کرنے والے قانونی اور منطقی اقدام کا اہتمام کیا۔

قادیانیوں کے اسلام اور پاکستان دشمنی پر مبنی عزائم کے آگے بند باندھنے کے لیے جہاں قانونی و آئینی اقدامات ضروری ہیں وہاں، علمی محاذ پر ان کا تعاقب کرنا بھی بہت اہم ہے۔ اس حوالے سے متعدد اہل قلم نے اپنے اپنے انداز میں خدمات سرانجام دی ہیں۔ مگر نوجوان محقق جناب محمد متین خالد کی تازہ کاوش ”ثبوت حاضر ہیں“ قادیانیت کا اصل چہرہ بے نقاب کرنے کے حوالے سے اپنی مثال آپ ہے۔ متین صاحب تمہیک و تحسین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے کمال محنت سے قادیانی کتابوں کو کھنگال کر، قادیانی عقائد کی عکسی نقول کتابی صورت میں پیش کی ہیں۔ یہ ایک بلند پایہ تحقیقی کتاب ہے جو قادیانیوں کے متعلق نادر معلومات، حیرت انگیز اکتشافات اور قادیانیوں کی مذموم سرگرمیوں کے خفیہ گوشوں کو لیے ہوئے ہے۔

یہ نہایت محنت طلب کام تھا جسے خالد نے بڑی خوبی سے نبھایا۔ میرے نزدیک یہ محض کتاب ہی نہیں بلکہ ایک ایسا پیشہ بھی ہے جو مسلمانوں کے اندر کی بے ہمتی کو توڑ کر انہیں تحفظ ختم نبوت کی شاہراہ پر گامزن کرے گا اور خود قادیانی بھی اس معرکہ آراء کتاب سے ایمان کی روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔ مجھے امید ہے خالد کے اس کارنامہ کی ہر علمی حلقے میں قدر ہوگی۔ میں اس کے لیے تہ دل سے دعا گو ہوں۔

مجید نظامی

چیف ایڈیٹر۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور



دعوت فکر

الحمد للہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے۔ جس کے آئین کے سیکشن 7 الف میں قرآن و سنت کی بالادستی کا اقرار کیا گیا ہے۔ قرآن و سنت کی رو سے عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی اساس ہے۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس کی بدولت امت مسلمہ انتشار سے محفوظ ہے۔ یہی عقیدہ پوری امت مسلمہ کے اتحاد، یکجہتی، وحدت، استحکام اور سالمیت کا آئینہ دار ہے۔

قادیانی جماعت اس عقیدہ کی منکر ہے۔ قادیانیوں کا اس عقیدے سے انکار امت مسلمہ کی یکجہتی اور استحکام کو نقصان پہنچانے اور انتشار و تفریق پیدا کرنے کا باعث ہے، لہذا مسلمانوں کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ ایسی جماعت کی مذموم سرگرمیوں کے خلاف اپنا دفاع کریں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام اور قادیانیت دو الگ الگ مذاہب ہیں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نبوت و رسالت حضور نبی کریم ﷺ پر ختم ہو گئی ہے۔ جبکہ قادیانی حضرات مرزا غلام احمد کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک غیر قادیانی یعنی مسلمان، کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہیں۔ دراصل قادیانیت، برطانوی سامراج کی بدترین یادگار ہے جو اس کی حمایت اور سرپرستی میں کام کر رہی ہے کہ ایک مذہب ہی نہیں بلکہ ایک ایسی تحریک بھی ہے جس کی اسلام اور پاکستان سے وفاداری مشکوک ہے۔ پاکستان کے مذہبی حلقوں کا ہمیشہ سے یہ تاثر رہا ہے کہ قادیانی حضرات امت مسلمہ کے ہر معاملے کی بھرپور مخالفت کرتے رہتے ہیں اور یہود و ہنود کے ہر اس منصوبے کی حمایت کرتے ہیں جس کا مقصد مسلمانوں یا اسلام کو نقصان پہنچانا ہو۔ ایسے شواہد بھی سامنے آئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے

کہ یہ لوگ اسلام دشمن طاقتوں سے تعاون کرتے ہوئے اسلامی عقائد اور تعلیمات کو مسخ کرنے اور ان میں تحریف کرنے کے لیے ان کے ایجنٹ کے طور پر بھی کام کرتے رہے ہیں۔ یہ اطلاعات بھی ملتی رہی ہیں کہ قادیانی لابی غیر محسوس طریقے سے پاکستان کو اندر ہی اندر سے کمزور کرنے میں مصروف ہے۔ کراچی اور پنجاب میں جو تخریب کاری، دہشت گردی اور قتل و غارت ہو رہی ہے، قادیانی لابی کو بھی اس ضمن میں شک کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ ہمارے بعض مذہبی حلقوں کا یہ خیال ہے کہ یہی وہ خفیہ ہاتھ ہے جو ملک کی معاشی ترقی اور استحکام کا دشمن ہے۔ خود علامہ اقبالؒ نے بھی اس خطرناک گروہ کی نشاندہی پنڈت جواہر لعل نہرو کے نام اپنے تاریخی مکتوب میں یہ کہہ کر، کر دی تھی کہ ”قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔“

1974ء میں پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر دوسری آئینی ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنا پر آئین کے آرٹیکل 106 اور آرٹیکل 260 کی ذیلی شق (3) کے تحت غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ یہ ترمیم طویل صلاح مشورے، علمی بحث و مباحثے اور مسئلے کی مکمل چھان بین کے بعد جمہوری، پارلیمانی اور عدالتی طریقے پر کی گئی تھی۔ پارلیمنٹ میں انہیں غیر مسلم قرار دیئے جانے والے اجلاس میں یہ قرار داد بھی پیش کی گئی کہ ”احمدی اندرونی اور بیرونی سطح پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں، حکومت پاکستان اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے ہوئے ان سرگرمیوں کے سدباب کے لیے فوری اور ٹھوس اقدامات کرے۔“ درج بالا حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس گروہ کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے اور مسلمانوں کو ان کی حقیقت اور مذہب عقائد و عزائم سے آگاہ کیا جائے۔ مسلمانوں کے لیے جہاں عقیدہ ختم نبوت کی تفصیلات سے آگاہی ضروری ہے، وہاں ان کے لیے قادیانیوں کے اصل چہرے سے شناسی بھی ضروری ہے۔

میرے لیے یہ بڑی ہی خوشی کی بات ہے کہ نوجوان محقق جناب محمد متین خالد نے ”ثبوت حاضرین“ کے نام سے ایک ایسی کتاب مرتب کی ہے جس میں

قادیانیوں کے عقائد و تعلیمات (جو کہ انتہائی قابل اعتراض ہیں) کو ان کی مستند کتابوں سے ملکی دستاویزی شہادتوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔ انہوں نے یہ دستاویز تیار کر کے جہاں قادیانیوں کے مکروہ چہرے کو بے نقاب کیا ہے، وہاں تحفظ ناموس رسالت کے کارکنوں، علمائے کرام، اور وکلاء حضرات سمیت تمام مسلمانوں کو قادیانیت کے خلاف نئے علمی دلائل سے مسلح کیا ہے۔ یہ بات پورے اوراک سے کہی جاسکتی ہے کہ ان کی تحقیق سے نہ صرف مسلمانوں کو ایک نئی تڑپ، سوز و جگر، اور دعوتِ فکر ملے گی، بلکہ اس کتاب کے مطالعے سے قادیانیوں کو بھی اپنے عقائد پر نظر ثانی کرنے کا سنہری موقع ملے گا اور ان تمام نام نہاد دانشوروں کی بھی جو ایک خاص منصوبے کے تحت انہیں مسلمان قرار دیتے ہیں، برین واشنگ ہوگی۔ قادیانیت کی اصل حقیقت کو سمجھنے کے لیے اس سے بہتر کتاب میری نظر سے نہیں گزری۔ انشاء اللہ یہ کتاب قادیانیت کے لیے آکاس بیل اور مصطفیٰ کے لیے اخروی نجات کا باعث ہوگی۔ میں اس عبقری نوجوان کو قادیانیت کا اصل چہرہ سامنے لانے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اس کی تحقیق و جستجو اور جذبہ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی تروتازگی کی دعا کرتا ہوں۔ آمین

لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل

(سابق) سربراہ آئی ایس آئی

اسلام آباد



جعلی نبوت کا خاتمہ

ہمارے عزیز محمد متین خالد نے اپنی تالیف ”ثبوت حاضر ہیں“ پر جب ہم سے تبصرہ کرنے کی درخواست کی تو ہم شش و پنج میں پڑ گئے کہ ہم اس پر کیا تبصرہ کریں کیونکہ ”آفتاب آمد دلیل آفتاب“ کے مصداق جب انہوں نے قادیانیوں کی اپنی تحریروں کی عکسی شہادتیں پیش کر دیں تو اب اس کے بعد مزید کسی ثبوت یا تبصرے کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پیر و مرشد ہیں۔ انہوں امت مسلمہ کے بارے میں یہ کہہ کر بات ختم کر دی ہے کہ:

دل بہ محبوب حجازی بستہ ایم

زین جنت با یک دگر پیوستہ ایم

امت مسلمہ کو باہم پیوستہ کرنے والا رشتہ ہی حب رسول ﷺ ہے۔ جو شخص اس رشتہ کو کمزور کرنے کی کوشش کرے گا، وہ اس امت کا دوست نہیں بلکہ دشمن ہو گا۔ وہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ عالم عربی کی حدود و خور بھی حضور ﷺ ہی کی ذات کی وجہ سے ہیں لہذا۔

محمد ﷺ عربی سے ہے عالم عربی

عرب ممالک پہلے بھی موجود تھے لیکن عالم عرب حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد وجود میں آیا۔ لہذا عالم عرب ہو یا عالم اسلام ہو، اس کی اساس حضور ﷺ کی ذات گرامی قدر ہی ہے۔ اگر بہ او ز سیدی تمام بولجیبی است۔ جو شخص اس بنیاد کو کمزور کرے گا وہ بولجیبی فرقے کا فرد شمار ہو گا۔ حضرت علامہ نے پنڈت جواہر لعل نہرو کے نام اپنے خط میں اسی لیے فرمایا تھا کہ احمدی صرف اسلام ہی کے غدار نہیں بلکہ وہ ہندوستان کے بھی غدار ہیں۔ انہوں نے ایک ایسی حکومت کی تقویت کے لیے لڑچک تیار کیا جس نے سات سمندر پار سے آکر ہندوستان پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا تھا۔ حضرت علامہ کے نزدیک بھائی فرقہ قادیانیوں سے حد درجہ

زیادہ تخلص اور بہتر ہے کیونکہ بھائی کھلے طور پر اسلام سے بغاوت کا اعلان کرتے ہیں لیکن قادیانی فرقہ اسلام کے اندر رہ کر اس کی جڑیں کاٹنا چاہتا ہے۔ ہم ذوالفقار علی بھٹو کے زبردست ناقد ہیں لیکن اس کی یہ خدمت کبھی نہیں بھول سکتے کہ اس نے قادیانیوں کو اسلام سے خارج کر کے غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ یعنی جو کام قادیانیوں کو خود کرنا چاہیے تھا، وہ حکومت کو کرنا پڑا۔ سوال یہ ہے کہ قادیانی جب نئی نبوت کا اجرا کر کے مسلمانوں سے علیحدہ ہو چکے ہیں تو وہ ان کے اندر رہنے پر کیوں مصر ہیں۔ اب بھی وہ مردم شناری کے موقع پر اپنے نام مسلمانوں کے طور پر لکھواتے ہیں اور خود کو غیر مسلم ماننے پر تیار نہیں ہیں۔ وہ مسلمانوں کے اندر رہ کر ان کی جڑیں کاٹنا چاہتے ہیں لیکن خدا کا شکر ہے کہ اب ساری دنیا میں وہ غیر مسلم تسلیم کر لیے گئے ہیں۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب قادیانیوں کو ابھی غیر مسلم ڈکلیئر نہیں کیا گیا تھا کہ ہمارے کالج میں ایک قادیانی پروفیسر ہوا کرتے تھے جن کا نام رحمت علی تھا لیکن ”مسلم“ تخلص کرنے کے باعث وہ خود کو ”رحمت علی مسلم“ لکھا کرتے تھے۔ وہ پیریڈ پڑھانے کے لیے جس کلاس میں بھی جاتے، طلباء ان کے پہنچنے سے پہلے بلیک بورڈ پر ان کا نام ”رحمت علی غیر مسلم“ لکھ دیا کرتے تھے۔ ہم نے اس وقت اندازہ لگا لیا تھا کہ ایک نہ ایک روز قادیانی غیر مسلم قرار پا جائیں گے کیونکہ زبان خلق نقارہ خدا ہوتی ہے۔

حضرت علامہ اقبالؒ ”ختم نبوت کو خدا کا بہت بڑا احسان قرار دیتے ہیں کیونکہ اس ختم نبوت کے نظریے نے امت مسلمہ کو متحد رکھا ہوا ہے“ وہ فرماتے ہیں کہ:

لا نئی بعدی ز احسان خدا است
پردہ ناموس دین مصطفیٰ است

قوم را سرمایہ ملت ازد
حفظ سر وحدت ملت ازد

گذشتہ چودہ صدیوں میں یہی عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے اتحاد کا ضامن رہا ہے۔ نبوت کے کتنے ہی دعویدار کھڑے ہوئے لیکن امت مسلمہ نے کبھی انہیں در خود اہتنامہ نہیں سمجھا۔ ہمارے نزدیک اگر کوئی مسلمان کسی مدعی نبوت سے اپنے

دعوئی کے ثبوت میں کوئی معجزہ یا دلیل طلب کرتا ہے، وہ اپنی کمزوری ایمان کا مظاہرہ کرتا ہے۔ جب حضور اکرم ﷺ فرما گئے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، تو اب کسی مدعی نبوت سے یہ کہنا کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی معجزہ دکھاؤ، درست نہیں ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ اس کی سچائی کے امکان کے قائل ہیں۔ جب کوئی نبی آ ہی نہیں سکتا تو خواہ کوئی مدعی نبوت سورج کو مشرق کی بجائے مغرب سے نکال کر دکھا دے، ہم کیسے اس پر ایمان لاسکتے ہیں؟ اس لیے ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے کے رد میں زیادہ بحث مباحثے کے قائل نہیں۔ ہمارے نزدیک اس کے جھوٹے ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ ہمارے حضور ﷺ نے فرما دیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

ہم جھنگ کالج میں پڑھایا کرتے تھے۔ ہمارے ایک ساتھی پروفیسر نظام خاں بڑے بذلہ سنج آدمی تھے۔ ایک مرتبہ وہ ایف اے کے امتحان میں سپرنٹنڈنٹ بن کر تعلیم الاسلام کالج ربوہ تشریف لے گئے۔ وہاں انہیں پندرہ بیس روز تک قیام کرنا پڑا۔ قادیانی رعب ڈالنے کے لیے اپنے بڑے لوگوں کی ممانوں سے ملاقات کروایا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک روز سر ظفر اللہ خاں جو ان دنوں عالمی عدالت کے جج تھے، نظام خاں صاحب سے ملنے آئے، انہوں نے خاں صاحب سے ازراہ مروت پوچھا کہ آپ یہاں ہمارے مسمان ہیں، آپ کو کوئی تکلیف تو پیش نہیں آئی؟ خاں صاحب نے جواب دیا کہ مجھے یہاں خطرہ ایمان تو محسوس نہیں ہوا لیکن خطرہ جان ضرور محسوس ہو رہا ہے۔ سر ظفر خاں نے حیران ہو کر پوچھا، کیوں؟ کسی کی طرف سے آپ کو دھمکی ملی ہے یا کسی طالب علم نے نقل کرنے کے لیے آپ پر دباؤ ڈالا ہے؟ خاں صاحب فرماتے لگے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے، لیکن یہاں کے پانی سے مجھے ”دست شریف“ لگ گئے ہیں۔ سر ظفر اللہ بات کی تہ کو نہ بچ سکے۔ حیران ہو کر کہنے لگے کہ دست شریف؟ چہ معنی؟ خاں صاحب نے جواب دیا کہ جناب! چونکہ یہ ”پیغمبری بیماری“ ہے لہذا اس ڈر سے کہ کہیں اس کی توجہ نہ ہو جائے یا آپ کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے، میں نے ”دست شریف“ کہہ کر عزت سے اس کا نام لیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد سر ظفر اللہ کو پروفیسر نظام خاں سے دوبارہ ملاقات کی جرات نہیں ہوئی۔

سر ظفر اللہ کو اسی قسم کی شرمندگی ایک اور موقع پر بھی اٹھانا پڑی۔ جیو

کے کسی ہوٹل میں وہ قدرت اللہ شہاب اور ان کی بیگم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ جب کوفتوں کی ڈش آئی تو قدرت اللہ شہاب کی بیگم کہنے لگی کہ خدا جانے یہ قیمہ کیا ہے، اس لیے میں تو نہیں کھاؤں گی۔ سر ظفر اللہ کہنے لگے کہ جب ہوٹل والے کہتے ہیں کہ یہ حلال گوشت کا قیمہ ہے تو ہمیں حضورؐ کے اس فرمان پر عمل کرنا چاہیے کہ کھانے کے معاملے میں زیادہ شک و شبہ میں نہیں پڑنا چاہیے۔ بیگم شہاب کہنے لگیں کہ یہ ہمارے حضور ﷺ کا فرمان ہے یا آپ کے حضور کا؟ اگر ہمارے حضور ﷺ کا فرمان ہے تو سر آنکھوں پر! اس پر سر ظفر اللہ خاں اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔

مدعیان نبوت پہلے بھی پیدا ہوتے رہے ہیں لیکن آج تک نبوت کا کوئی ایسا دعویدار پیدا نہیں ہوا تھا جس نے کسی قوت کے گماشتے کے طور پر نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ یہ شرف قادیان کے نبی کو حاصل ہے کہ اس نے ایک استعماری قوت کے ایجنٹ کے طور پر نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنی ممدوح قوت کی مدح میں کتابیں لکھ لکھ کر الماریاں بھر دیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس استعماری قوت کی رخصتی کے ساتھ ہی اس کی ایجنٹ نبوت بھی پاکستان سے رخصت ہو جاتی لیکن یہ ناخوشگوار فریضہ اہل پاکستان کو سرانجام دینا پڑا۔ ”پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خیر تھا“ کے مصداق آج اسی جعلی نبوت کے خلیفہ برطانیہ میں مقیم ہیں اور عالم اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں معروف ہیں۔ امت مسلمہ کو یقین ہے کہ جس طرح نبوت کے سابقہ دعویدار نسباً ”منسباً“ ہو چکے ہیں، اسی طرح وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ خانہ ساز نبوت بھی اپنے فطری انجام کو پہنچ جائے گی کیونکہ ”لانیسی بعلی“ کا یہی تقاضا ہے۔

ہم اپنے عزیز محمد متین خالد کے شکر گزار ہیں کہ ”نبوت حاضر ہیں“ کے عنوان سے کتاب لکھ کر انہوں نے جعلی نبوت کے خاتمے کے پر اس میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ انہوں نے ہم سے دہپاچہ لکھنے کا مطالبہ کیا تھا، لہذا ”دہپاچہ حاضر ہے!“

پروفیسر محمد سلیم

مدیر ”سرراہے“

روزنامہ نوائے وقت لاہور

شاہکار کتاب

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى۔ امابعد

مسئلہ کذاب اور اسود عنسی سے جھوٹے مدعیان نبوت کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا، اس کا سلسلہ گذشتہ صدی کے دجال لعین مرزا غلام احمد قادیانی تک پہنچا ہوا ہے اور موجودہ دور میں اس دجال کی جھوٹی نبوت کی تبلیغ جاری ہے۔ یوں تو مسئلہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک تمام جھوٹے نبیوں نے اپنے اور اپنے مذہب پر طمع سازی کی ایسی دہیز چادر چڑھانے کی کوشش کی جس کی وجہ سے عام مسلمانوں کے ذہنوں کی رسائی، ان کے اس مکرو فریب اور جھوٹ کی طرف بڑی مشکل سے ہوئی ہے لیکن مرزا قادیانی نے دجل و فریب میں تمام آئینہ تلبیس کو پیچھے چھوڑ دیا اور اپنے عقائد پر لفاظی اور طمع کا ایسا لبادہ اوڑھے رکھا کہ ابتدا تو اکثر علماء کرام اس کے کفر کے بارے میں متذبذب رہے اور علماء کا ایک طبقہ تو مناظر اسلام کی حیثیت سے اس کا معتقد رہا۔ لیکن حق اور باطل کا امتیاز ہو کر رہتا ہے۔ جلد ہی مرزا کی اس طمع سازی سے پردہ اٹھا اور علماء امت نے متفقہ طور پر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا۔ یہ اس امت محمدیہ ﷺ پر علماء حق کا بہت بڑا احسان ہے، پاکستان بننے کے بعد بھی ہمارے مسلمانوں اور حکمران طبقے کی اکثریت، قادیانیت کی اس طمع سازی کے دامن میں جکڑی رہی اور اس مسئلہ کو فرقہ وارانہ حیثیت دے کر عام طور پر قادیانیوں کی بے جا حمایت کرتی رہی۔ علماء کرام نے ابتدا ہی سے قادیانیت کے اس فریب کا پردہ چاک کرنے کے لیے ان کے عقائد کی روشنی میں کتابیں تحریر کیں اور عام مسلمانوں

تک قادیانیوں کے کفریہ عقائد پہنچاتے رہے تاکہ مسلمان قادیانیت کے فریب سے بچ سکیں۔ میری رائے میں جتنے جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے، ان میں دجل و فریب اور تلبیس کے اعتبار سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کو پہلے نمبر پر قرار دیا جاسکتا ہے۔ ایک جھوٹی نبوت اور اس کے اوپر تسلسل سے جھوٹ، مرزا قادیانی کا طرہ امتیاز ہے۔ ایک ہی کتاب میں کئی جھوٹی اور متضاد باتیں درج ہیں۔ کون سی بات سچ ہے اور کون سی جھوٹی؟ خود مرزا قادیانی بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا تھا۔ مرزا قادیانی سے لے کر موجودہ خلیفہ مرزا طاہر تک بڑے اطمینان سے اپنی اور اپنے بڑوں کی باتوں سے اس طرح انکار کر دیں گے کہ آدمی حیرت میں مبتلا ہو جائے۔ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جھوٹ بولنے کا محاورہ غالباً مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ تحریری خط و کتابت اور زبانی گفتگو دونوں میں مرزا قادیانی کا طریقہ کاری یہی رہا کہ عین وقت پر جھوٹ بول کر اپنی سابقہ گفتگو کا انکار کر دیتا تھا۔ اسی بنا پر عام طور پر علماء کرام نے مرزا قادیانی سے گفتگو، زبانی کی بجائے تحریری کرنا مناسب سمجھی، اس میں بھی وہ اپنی تحریر سے منکر ہو جاتا۔ 1974ء میں جب مرزا قادیانی کے خلیفہ مرزا ناصر پر، مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کی وساطت سے قادیانی عقائد کے سلسلے میں سوالات کئے تو مرزا ناصر احمد مکمل طور پر مرزا قادیانی کی تحریروں کا انکار کر دیتا۔ اس پر مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی اور دیگر علماء کرام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تعاون سے کتاب پیش کرتے تو بعض دفعہ ان کتابوں سے بھی انکار کر دیتا۔ یہ طریقہ آج کل مرزا طاہر نے نہ صرف خود اختیار کیا ہوا ہے بلکہ اپنی ذریت کو بھی ہدایت کی ہوئی ہے کہ جب بھی علماء ان سے گفتگو کریں اور کوئی کتاب پیش کریں تو صاف طور پر ان کتابوں اور حوالہ جات سے منکر ہو جاؤ۔ اس بنا پر بعض مرتبہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ مرزا کی وہ کتابیں جو نایاب ہو رہی ہیں، ان کو محفوظ کیا جائے تاکہ قادیانیوں کے خلاف عدالتی کارروائیوں یا مباحثوں میں ان کتابوں کو پیش کیا جاسکے۔ بہر حال مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کے اس طرز عمل کی وجہ سے قادیانی کتب اور حوالہ جات کو محفوظ

کرنے کی ضرورت تھی اور بے شمار کتابوں کی طباعت ایک مشکل مرحلہ تھا۔ خدا بھلا کرے عزیزم متین خالد صاحب کا جن کو اللہ تعالیٰ نے قادیانیت کی ترویج کا خصوصی ملکہ اور شغف عطا فرمایا ہے اور اس سلسلے میں ان کی تصانیف کو عام لوگوں میں مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ انہوں نے پہلے قادیانیوں کے ایک ایک کفریہ عقیدہ کو ان کی کتابوں سے جن کر ایک جگہ جمع کیا۔ پھر ان کفریہ عقائد کے بارے میں قادیانیوں کی کتابوں سے حوالہ جات جمع کئے اور ہر عقیدہ کے ساتھ قادیانیوں کی کتاب سے فوٹو لے کر اصل حوالے کو بھی طباعت میں شامل کر دیا۔ اس طرح قادیانیت کے تمام جھوٹے عقائد بھی ایک جگہ جمع ہو گئے اور اس کے ساتھ تمام حوالہ جات اپنی اصلی کتابوں کے فوٹو کی صورت میں جمع ہو گئے اور یوں قادیانیت پر اصل حوالہ جات کے حوالہ سے ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے جو عدالتی کارروائیوں، مناظروں اور مباحثوں میں ریکارڈ اور ثبوت کے طور پر پیش کیا جاسکے گا۔ یہ کتاب اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے اور اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک شاہکار ہے۔ ساڑھے آٹھ سو سے زائد صفحات پر مشتمل اس کتاب کے مطالعے سے ہر مسلمان قادیانیت کے ایک ایک پہلو سے نہ صرف آگاہ ہو جائے گا بلکہ قادیانیت کے تمام عقائد اور عزائم روز روشن کی طرح واضح ہو جائیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تالیفات میں یہ ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے مسلمانوں کے لیے نافع بنائے اور ہر مسلمان کو قادیانیت کے شر سے محفوظ فرمائے۔

وصلی اللہ علی نبیہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

(مولانا) محمد یوسف (لدھیانوی) عفا اللہ عنہ

مرکزی نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان (کراچی)



KLEDO SCOPE قادیانیت کا

تمام دنیا کے اہل ادیان، جن میں عیسائی، یہودی اور مسلمان سبھی شامل ہیں، ان کا عقیدہ اور عمل یہی ہے کہ کسی شخص یا گروہ کے کسی امت میں شامل قرار دیئے جانے یا اس سے خارج کئے جانے کی بنیاد عقیدہ ”نبوت“ ہے۔

ایک شخص سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی تسلیم کرتا ہے اور ان کے بعد مبعوث ہونے والے رسول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو تسلیم نہیں کرتا، اسے یہودی کہا جائے گا۔ کوئی مذہب اور دنیا کا کوئی ملک حتیٰ کہ دھریہ ممالک بھی، اس شخص کو عیسائی تسلیم نہیں کریں گے۔ اور اگر یہ شخص باوجود عیسیٰ علیہ السلام کو رسول تسلیم نہ کرنے کے۔۔۔۔۔ یہ اصرار کرے کہ اسے عیسائی مانا جائے تو اس کے اصرار کو سیاسی اور دینی، دونوں طبقے اصرار بے جا قرار دیں گے اور اس کی دماغی صحت کو مخدوش تصور کریں گے یا اس کے اس اصرار کو اس کی نیت کے فساد اور عیسائیوں کے خلاف اس کی کسی سازش پر مبنی سمجھیں گے۔

اسی طرح، ایک ایسا شخص جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد، سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو اللہ کا برحق نبی مانتا ہے، جو نبی وہ ان کی نبوت کو تسلیم کرنے کا اعلان کرے گا، اسے یہودیوں سے خارج اور عیسائیوں میں شامل سمجھا جائے گا اور اگر یہ شخص اس پر احتجاج کرے کہ جب وہ موسیٰ علیہ السلام ایسے عظیم اور صاحب شریعت و ناسخ شریعت سابقہ نبی کو تسلیم کرتا ہے، اور ان کے بعد اس نے جس حضرت مسیح علیہ السلام کو نبی اللہ تسلیم کیا، تو یہ نبی نہ تو نئی شریعت لائے تھے اور نہ ہی انہوں نے شریعت موسوی کو منسوخ قرار دیا بلکہ وہ تو شریعت عیسوی کے مجدد تھے، ان کو نبی تسلیم کرنے سے اسے یہودیوں سے خارج کیوں قرار دیا جا رہا ہے اور یہ مطالبہ کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ماننے کے باوجود اسے یہودیوں ہی میں شامل سمجھا جائے اور یہودی سٹیٹ میں جو حقوق ایک یہودی کو حاصل ہیں، اسے وہ دیئے جائیں تو آج کی دنیا کے مذہبی اور دھریہ، دونوں قسم کے

ممالک اس کے اس دعویٰ اور مطالبہ کو رد کر دینے پر مجبور ہوں گے اور اسے
یہودیوں سے خارج اور عیسائیوں میں شامل تصور کریں گے اور اسی کی بنیاد پر اس
کے سیاسی، معاشرتی، معاشی اور مذہبی حقوق و فرائض کا تعین ہو گا۔

یہ قانون ابتدائے آفرینش سے جاری ہے، کل بھی اسے بین الاقوامی
حیثیت حاصل تھی اور آج بھی کیونٹ، عیسائی، یہودی، ہندو، پارسی اور لائڈ ہب
(سیکولر) ممالک اور اقوام اس قانون کو تسلیم کرتی ہیں اور دنیا کا پورا نظام سیاست و
مذہب اسی کے مطابق چل رہا ہے۔

نہ کل ”نبوت“ کی بنیاد پر قومیت اور مذہب کی تبدیلی کو بے جا تعصب،
تنگ دلی اور باہمی نفرت کا نام دیا گیا اور نہ آج کوئی عیسائی، یہودی اور کیونٹ
اس پر کتہ چینی کا جواز رکھتا ہے۔

ملت اسلامیہ از اول تا ایں دم، سید الرسل، امام الانبیاء، احمد مجتبیٰ
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور سلسلہ نبوت کی آخری
کڑی تسلیم کرتی ہے اور حضور ﷺ کے عہد میں، میلہ کذاب سے آج تک ہر
مدعی نبوت کو، مسلمانوں نے حضور اکرم ﷺ کی امت سے خارج قرار دیا ہے
اور ان سے تمام معاملات اسی خروج از ملت اور دین کو ترک کرنے والوں ہی کی
حیثیت سے کئے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی، حضور سرور کو نین ﷺ کی امت سے
معاملہ اسی اساس پر کیا ہے جو ”دعویٰ نبوت“ کو تسلیم کرنے اور نہ کرنے کی صورت
میں، ابتدائے آفرینش سے آج تک معمول رہا ہے۔ (اس اضافے کے ساتھ کہ
انہوں نے مسلمانوں کو اپنی چراگاہ بتایا)

مرزا غلام احمد قادیانی نے سن شعور کے بعد اپنے خاندان کی روایات کے
مطابق، انگریزی حکومت سے رابطہ قائم کیا اور بات باقاعدہ ملازمت تک پہنچی۔
ملازمت کے دوران اس کا تعلق عیسائی مشنریوں سے ہوا اور وہ تعلق گہرا ہوتا چلا
گیا۔

ترک ملازمت کے بعد مرزا قادیانی نے ایک جانب عیسائی پادریوں سے
مناظرے شروع کئے اور دوسری طرف عیسائی حکومت کو اللہ ذوالجلال کا سایہ
عاطفت قرار دیا اور ہندوستان و بیرون ہند، انگریزی حکومت کی اطاعت کو مذہبی
فریضہ قرار دیا اور برطانوی حکومت کی مخالفت کو نمک حرامی اور دین اسلام سے

انحراف ثابت کرنے کی مسلسل کوشش کی۔

آنجبانی مرزا غلام احمد اپنے دعویٰ الہام سے وفات تک، انگریزوں کے لیے جاسوسی کو دینی کام تصور کرتا رہا اور ایسے مسلمانوں اور غیر مسلمین کے کوائف وائسرائے ہند کو بھجواتا رہا جو خفیہ یا اعلانیہ، برطانوی حکومت کے مخالفت تھے یا ہندوستان آزاد کرانے کی جدوجہد کے معاون تھے۔ (ملاحظہ فرمائیں اس کتاب کا باب ”انگریز کی خدمات“)

اسی دوران مرزا غلام احمد قادیانی نے ان تمام مسلم ممالک میں اپنی کتابیں شائع کیں اور بعض ممالک میں مبلغ بھی بھجوائے جو ان لوگوں کی جاسوسی کرتے تھے جو برطانیہ کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کر رہے تھے اور انگریز انہیں اپنے بیحمانہ مظالم کا نشانہ بنائے ہوئے تھے (بالخصوص عرب ممالک اور افغانستان و ترکی) اور یہ قادیانی کارکن، ان ممالک کے باشندوں کو ”جہاد“ کے بارے میں بدول کرتے تھے۔

ایک عرصے تک، مختلف قسم کے مذہبی دعادی کے بعد، مرزا غلام احمد قادیانی نے، نبوت کا دعویٰ کیا۔ مسلمانوں کا ایک اہم طبقہ مرزا قادیانی کو، آغاز ہی سے مخدوش انسان تصور کرتا تھا۔ اس کے الہامات کو وہ ”دعویٰ نبوت“ یا اس دعویٰ کی تمہید قرار دیتا تھا اور مرزا مسلسل و پیچیدہ دعویٰ نبوت سے انکار بھی کرتا تھا، ختم نبوت کو اساس ایمان بھی تسلیم کرتا تھا اور برملا کہتا تھا کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں تو اسلام سے خارج اور کفار میں شامل تصور کیا جاؤں گا۔ لیکن جب اس نے واضح الفاظ میں اور قسمیں اٹھا کر اپنے آپکو نبی کی حیثیت سے پیش کرنا شروع کر دیا تو مسلمان ہند نے چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ کے اجماع کے مطابق مرزا قادیانی کو کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔

مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین اختلاف کا آغاز تو مرزا قادیانی کے دعادی سے ہوا، دعویٰ نبوت نے اس اختلاف کو فیصلہ کن مرحلے میں داخل کر دیا، اسی دوران مرزا نے، دوسرے جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بالمقابل اپنی انفرادیت اور عظمت کا ادعا کیا تو امت مسلمہ کے جذبات میں اور زیادہ شدت پیدا ہوئی، مرزا قادیانی نے بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص سیدنا مسیح علیہ السلام اور انہی کے ساتھ سیدنا ابوبکر صدیقؓ، سیدنا علی مرتضیٰؓ، سیدنا حسین ابن علیؓ، اہل بیتؓ اور بعض دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں

گستاخیاں کیں اور اپنے آپ کو ان سب سے برتر اور افضل ثابت کرنے کی کوشش کی تو اس کا رد عمل بھی شدید صورت میں رونما ہوا۔

یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ مرزا قادیانی اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ اس کے مرنے (مئی 1908ء) کے بعد، حکیم نور الدین بھیروی، خلیفہ بنا۔ حکیم نور الدین، کو چونکہ اُن تھا کہ جس گدھی پر وہ فائز ہوئے ہیں، آخر کار، یہ مرزا غلام احمد کے گھر ہی واپس لوٹے کی، لہذا 14-1913ء میں جب مرزا محمود، حکیم نور الدین کی اولاد اور متحدہ اکابرین، جن میں مولوی محمد علی، خواجہ کمال الدین وغیرہ زیادہ اہم تھے، ان سب کو پچھاڑ کر، جماعت پر مستولی ہو گئے تو ان سے شکست کھانے والوں، مولوی محمد علی، خواجہ کمال الدین وغیرہ نے لاہور کو اپنا مرکز بنایا اور کچھ دنوں بعد جب انہوں نے دوبارہ مسلمانوں سے قریبی تعلق رکھنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی تو وہ اپنے اس بنیادی عقیدے سے ہی منحرف ہو گئے کہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں (ور آنحالیکہ وہ اس سے پہلے اپنے حلیفہ بیانات میں، بر ملا مرزا غلام احمد کو نبی اور اس کے نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیتے رہے تھے)۔

دوسری طرف مرزا محمود نے جماعت پر قابض ہونے کے فوراً بعد، انگریز سے اپنا رشتہ منقطع کیا، جنگ عظیم اول (1914ء-1919ء) میں نہ صرف یہ کہ انگریز کی کھلم کھلا حمایت کی بلکہ جب انگریز بغداد پر قابض ہوا تو مرزا محمود نے اس پر انتہائی مسرت کا اظہار کیا، قادیان میں شیرینی تقسیم ہوئی اور چراغاں کیا گیا، ایسی ہی خوشی کا اظہار، ترکی کی شکست اور دوسرے مسلمان ملکوں پر انگریزی اقتدار کے منقطع ہونے کے مواقع پر کیا گیا۔

جنگ عظیم اول کے بعد، مرزا محمود نے اپنی جماعت کی سیاسی برتری کے ساتھ ساتھ معاشی استحکام کو زیادہ اہمیت دی اور بالخصوص معاشی میدان میں مسلمانوں کی پس ماندگی سے فائدہ اٹھا کر اپنی جماعت کی معاشیات کو منقطع کیا، اور نوبت بایں جا رسید کہ جہاں قادیانی، حکومت کے وفاتر میں گھسے اور انہوں نے اپنے ساتھیوں کے لیے سرکاری محکموں میں مواقع فراہم کئے، وہاں قادیان میں یہاں تک ہو گیا کہ قادیانی، قادیان کے مسلم دکانداروں سے ”تجارتی معاہدہ“ کے عنوان سے ایک فارم پر کرایا کرتے جس میں دوسری اہم شرائط کے علاوہ یہ عہد ہوتا کہ وہ کسی ایسے گروہ سے تعلق نہیں رکھیں گے جو مذہبی بنیادوں پر قادیانیوں کا مخالف ہو اور وہ اپنے محلوں میں چھوٹے چھوٹے مسلمان دکانداروں سے سالانہ ٹیکس قسم کی رقوم

حاصل کیا کرتے تھے۔

ان عوامل نے مسلمانوں اور قادیانوں میں نزاع کو 'زندگی کے تمام شعبوں تک وسیع کر دیا اور جب قادیانوں نے اپنے سے اختلاف کرنے والے قادیانوں تک کو 'قادیان بدر کرنے انہیں سوشل' اقتصادی اور معاشی بائیکاٹ کا ہدف بنایا اور 1937ء میں عبدالکریم مباحہ اور حکیم عبدالعزیز پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اور فخر الدین ملتانی ایسے فعال و گرم جوش قادیانی کو قتل کر دیا گیا تو مسلمانوں نے اس گروہ کی جارحانہ ذہنیت کو اپنی حقیقی صورت میں سمجھا اور انہوں نے یہ محسوس کیا کہ ملت اسلامیہ کو قادیانوں سے صرف اعتقادی ارتداد ہی کا نہیں، معاشی، معاشرتی اور مجلسی استبداد کا بھی خطرہ ہے اور سیاسی پہلو سے قادیانی، مسلمانوں کے جس قدر دشمن ہیں، اتنا دشمن شاید انگریز بھی نہیں۔

حالات و واقعات کے اس تسلسل کے دوران کانگریس کا عروج ہوا تو مرزا محمود نے پنڈت جواہر لال نہرو سے گریجو شانہ تعاون کا رشتہ استوار کیا اور اگرچہ پنڈت نہرو، انگلستان کے ایک سفر سے واپسی کے بعد، اس کا برملا اظہار اپنے خصوصی رفقاء سے کر چکے تھے کہ انگریز کو ہندوستان بدر کرنے کی مہم کی کامیابی کا ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ قادیانوں کی قوت کمزور ہو۔۔۔۔۔ مگر جب پنڈت نہرو نے ڈاکٹر شکر داس کے اس نقطہ نظر کو اپنا لیا کہ ہندوؤں کے قومی مقاصد کے لیے ایک "ہندوستانی نبی" بہت زیادہ مفید ہے اور یہ "ہندوستانی نبی" ہی ہو سکتا ہے جو عرب اور مدینہ سے مسلمان کا رشتہ کمزور کرے، ایک بھارتی قصبہ قادیان سے اس کا تعلق مضبوط کرے تو پنڈت نہرو قادیانوں کے سرپرست کی حیثیت سے اٹھ کھڑے ہوئے تا آنکہ علامہ اقبال علیہ الرحمہ کو میدان میں کودنا پڑا اور انہوں نے عقائد کی اہمیت، قوموں کے اجتماعی شعور، ملت اسلامیہ کی اساس ختم نبوت ایسے اہم عنوانات پر دلائل و براہین سے بحث کی جو مذہب کے اعتقادی اور امت مسلمہ کے اجتماعی پہلوؤں پر، مدت تک دانشوروں اور سیاستدانوں کے لیے مشعل ثابت ہو گئی، علامہ نے ایک جملے میں ایک عظیم حقیقت بیان کر دی۔ فرماتے ہیں۔

"جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل ہونے کے لیے کیوں مضطرب ہیں؟"

انگریز اور ہندو دونوں کی مصلحتوں کا تقاضا یہی تھا کہ وہ قادیانوں کو

مسلمانوں میں شامل رکھیں، اور اس جو تک کو ملت اسلامیہ کا خون چوسنے کا موقعہ زیادہ سے زیادہ فراہم کریں اور اس مدعی نبوت کے فضیل امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں انتشار کی جو خلیج وسیع ہو، اس سے کماحقہ فائدہ اٹھالیں۔ انگریز جب بے بسی کے عالم میں، برصغیر سے بھاگنے لگا تو اس نے اس عالم سراپیمگی میں بھی اپنے ہوش و حواس بحال رکھے اور بانی پاکستان کو مجبور کر دیا کہ وہ قادیانیوں کے سرخیل سر فخر اللہ کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنائیں۔

وزارت خارجہ ایسے اہم ترین منصب کے علاوہ قادیانیوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت، حکومت کے حسب ذیل محکموں پر قابض ہونے کی اسکیم بنائی اور وہ اس میں کامیاب ہوئے، محکمے یہ تھے۔

(1) فوج (2) پولیس (3) ایڈمنسٹریشن (4) ریلوے (5) فنانس (6) سائنس (7) کسٹمز (8) انجینئرنگ

قادیانی حکومت کے اعلیٰ ترین مناصب پر فائز ہوئے اور ان مناصب سے انہوں نے وہ دونوں فائدے حاصل کئے جو آنجمنی مرزا محمود احمد نے ان الفاظ میں واضح کئے تھے۔

”پیسے بھی اس طرح کمائے جائیں کہ ہر صبیغے میں ہمارے آدمی موجود ہوں اور ہر جگہ ہماری آواز پہنچ سکے اور ہماری جماعت فائدہ اٹھا سکے“ (روزنامہ الفضل ربوہ 11 جنوری 1954ء)

اسی کے ساتھ ساتھ قادیانی اس کوشش میں مصروف رہے کہ پاکستان کے کسی ایک علاقے کو، خالص قادیانی علاقہ بنایا جائے۔ 1952ء میں انہوں نے ”بین الاقوامی سیاسی سازش“ کے تحت بلوچستان کو ”قادیانی علاقہ“ بنانا چاہا مگر بات نہ بن سکی تو اس کے بعد انہوں نے جہاں ربوہ کو ایک مضبوط مرکز بنانے کے لیے خصوصی کوششیں کیں، وہاں انہوں نے حکومت کے تمام اہم شعبوں کو اس طرح گرفت میں لیا کہ قادیانی پورے نظام حکومت کو اپنے سیاسی ذہن کے ساتھ لے چلنے میں با اوقات کامیاب ہوئے۔

1969ء کے انتخابات میں قادیانیوں نے پہلی مرتبہ کھل کر ایک سیاسی طالع آزمایہ جماعت کی صورت اختیار کی اور معرکہ انتخاب میں کودے۔ مینلز پارٹی کے حلیف بنے اور کیمونسٹوں سے مل کر انہوں نے ریاست کو سیکولر بنانے اور زندگی کے تمام شعبوں بالخصوص سیاسی محاذ پر مسلمانوں کی نمائندگی کی سند حاصل کرنے کی

بھریور کوشش کی۔

1971ء میں پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ قائم ہوئی تو مرزا ناصر نے بار بار انتخابی معرکوں میں قادیانی کارکنوں کی خدمات کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا اور اندرونی سطح پر مرزا طاہر احمد کے ذریعہ مسٹر بھٹو اور مسٹر کھر سے مضبوط تعلقات قائم رکھے اور اس کوشش میں بڑی حد تک کامیاب بھی رہے کہ حکومت پاکستان کی پالیسیاں قادیانیوں کے حسبِ فطرت ہوں، قادیانیوں سے شدید مذہبی اختلاف رکھنے والوں کو حکومت کے ہاتھوں ختم یا بے اثر کیا جائے اور مثبت طور پر قادیانی حکومت کے ہر شعبہ اور اقتصادی مفادات سے متعلق محکموں میں کار فرما قوت بن جائیں۔

17 اپریل 1972ء کو یہ حیرت انگیز واقعہ رونما ہوا کہ پاکستان کے عظیم دوست، چین کے سفیر نے ریوہ کا خفیہ دورہ کیا، تقریباً 42 گھنٹے وہ ریوہ میں رہے، مگر اس کی خبر کہیں شائع نہ ہوئی۔ (ہفت روزہ المنبر فیصل آباد نے اپنی 28 اپریل 1972ء کی اشاعت میں اس خفیہ دورے کی مکمل داستان شائع کی، بعد ازاں ہفت روزہ لولاک فیصل آباد میں بھی اس کی تفصیل شائع ہوئی۔

1973ء کے جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر پاک فضائیہ کے دو طیاروں نے ایئر مارشل ظفر چوہدری قادیانی کی قیادت میں مرزا ناصر کو سلائی وی مگر جب مولانا مفتی محمود صاحب نے قومی اسمبلی میں اس مسئلے کو زیر بحث لانا چاہا تو مرکزی کمیونسٹ وزیر خورشید حسن میر آڑے آئے اور مفتی صاحب کو اپنی قرار داد پڑھنے تک کا موقع نہ دیا۔

۱۹۷۳ء میں ادلا ”ربوہ کے ایک کالج کو قومیاے، ٹانیا“ دستور میں اسلامی
فضات بالخصوص عقیدہ ختم نبوت کے شامل کرنے اور ٹاٹا آزاد کشمیر میں
قادیانیوں کو اقلیت قرار دیئے جانے کی قرار داد کی منظوری پر قادیانی مشتعل ہوئے
اور انہوں نے ان۔۔۔ مواقع پر جارحانہ لب و لہجے میں بات کی اور ”موت“ کو
محبوب بنانے اور اپنے مخالفین کی ذلت و نامرادی کے تقدیر مبرم ہونے کے اعلانات
کئے۔ مگر عملاً قادیانی اتنے جری ہو چکے تھے کہ فضائیہ میں انہوں نے موجودہ حکومت
کے خلاف سازش کی، اس سازش کا انکشاف جن اشخاص نے کیا، فضائیہ کے قادیانی
سربراہ ظفر چوہدری نے انہیں ہدف بنایا اور صریح دھاندلی و قانون شکنی کرتے
ہوئے انہیں طرح طرح کے مظالم کے بعد ریٹائرڈ کیا۔۔۔ نوبت بایں جا رسید کہ
وزیر اعظم بھٹو نے کیس کا خود مطالعہ کیا، حقائق ان کے سامنے آئے تو انہوں نے

ظفر چوہدری کو اس کلیدی عہدے سے الگ کیا۔۔۔ مگر ”قادیانی ہنوز انتہائی ’ممنوعہ‘ پر فائز ہیں، حکومت کی قوت کو قادیانیت کے فروغ اور اپنے مخالفین کی سرکوبی کے لیے استعمال کر رہے ہیں، بیرون پاکستان یہ تاثر دے رہے ہیں کہ قادیانی ہی پاکستان کے کرنا دھرتا ہیں۔“

مرزا ناصر نے خلافت سنبھالنے کے معاہدہ (1965ء میں) آئندہ بیس پچیس برس میں متعدد بار قادیانی حکومتوں کے قیام کی پیش گوئی کی اور اسے بار بار دہرایا، اس پیش گوئی کو پاکستان میں عملاً پورا کرنے کے لیے انواع و اقسام کی فوجی اور غیر فوجی تیاریاں کیں مثلاً۔

(الف) دس ہزار، احمدی گھوڑوں (مرزا ناصر کے الفاظ یہی ہیں) کی تیاری

(ب) ان گھوڑوں کے سواروں کی نیزہ بازی میں مہارت

(ج) ایک لاکھ سائیکل سواروں کی ٹیم کی تیاری، جو ایک سو میل تک روزانہ سفر کر سکیں اور بوقت ضرورت بوجھ لاد کر دوڑ سکیں۔

(د) سائیکل سوار ٹیموں میں قادیانی خواتین کی شمولیت کا اہتمام

(ه) چھوٹے بچوں کے لیے نشانہ بازی کی مشق کا اہتمام

(و) دس کروڑ روپے کا منصوبہ جس کے ذریعہ دنیا کی ایک سو زبانوں میں قادیانی لٹریچر شائع کیا جائے۔

(ز) مختلف ممالک میں تین عظیم پریس نصب کئے جائیں (روہ میں پریس لگ چکا ہے)

(ح) اڑھائی کروڑ روپیہ سالانہ (جس میں کم از کم دس فیصدی کا اضافہ ہر سال ہو) کا بجٹ۔

آنجنابی مرزا غلام احمد قادیانی کی امت اپنے مذموم عقائد کی برآوری کے لیے ملک کے کلیدی عہدوں کے طفیل اپنا ہی کھیل، کھیل رہی تھی، وہ ملک عزیز میں اپنا غلبہ چاہتے تھے۔ ان کی جراتیں اور جسارتیں یہاں تک بڑھ گئی تھیں کہ ملک کے تعلیمی اداروں میں طلبہ یونین کے انتخابات میں علی الاعلان حصہ لیتے اور شکست کو اپنی انا کا مسئلہ بنا لیتے۔ نیشنل میڈیکل کالج ملتان کی طلبہ یونین کے انتخابات میں ایک قادیانی طالب علم کے ہارنے کا انتقام انہوں نے اس انداز سے لیا کہ پوری امت ان کے خلاف شعلہ جوار بن گئیں۔ 22 مئی 1974ء کو نیشنل میڈیکل کالج کے طلبہ کا ایک گروپ تفریح اور مطالعاتی دورے پر پشاور کے لیے چناب ایکسپریس سے

روانہ ہوا۔ گاڑی جو نئی ربوہ پہنچی تو وہاں حسب معمول قادیانی لڑکوں اور طلبہ کی بوگی کے لیے خصوصاً "لڑکیوں (قادیانی حوروں) نے اپنا کفریہ لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا جس پر طلباء نے اظہارِ ناپسندیدگی کیا اور ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے۔ اس کے جواب میں قادیانی مشتعل ہو گئے اور احمدیت زندہ باد، محمدت مرودہ باد (نعوذ باللہ)، مرزا غلام احمد کی جے، ایسے کفریہ اور اشتعال انگیز نعرے لگائے اور طلبہ کو زود کو بکریاں۔ اسی اثناء میں گاڑی چل پڑی اور یوں ایک بڑا حادثہ ٹل گیا۔ لیکن جب طلبہ کی واپسی اسی ٹرین سے ہوئی اور گاڑی جیسے ہی 29 مئی 1974ء کو سرگودھا اسٹیشن پہنچی تو قادیانی نوجوان ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مذکورہ بوگی میں بغیر کسی استحقاق کے سوار ہو گئے جیسے ہی ربوہ اسٹیشن آیا، بوگی کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔ طلبہ کو مار مار کر لہو لہان کر دیا گیا۔ قادیانی اسٹیشن ماسٹر نے گاڑی کو نہ جانے دیا۔ جب یہ لٹا پٹا قافلہ فیصل آباد پہنچا تو ایک قیامت کا سماں تھا۔ ریلوے اسٹیشن پر مولانا تاج محمود کی قیادت میں لوگ قادیانی دہشت گردی کے خلاف سراپا احتجاج تھے۔ قادیانیت کے خلاف مسلمانوں کی نفرت اور غم و غصہ کی لہر پورے ملک میں پھیل گئی۔ پنجاب اسمبلی میں اس واقعہ کی صدائے بازگشت سنی گئی۔ قائد حزب اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد، حاجی سیف اللہ خاں اور جناب تابش الوری نے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اسی روز قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود نے سانحہ ربوہ کے بارے میں آواز بلند کی کہ وہ اس مسئلہ کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔ وزیر تعلیم عبدالغنیظ پیرزادہ نے یہ استدلال پیش کیا کہ چونکہ امن و امان کا مسئلہ صوبائی نوعیت کا ہے اور یہ مسئلہ صوبائی اسمبلی میں پیش ہو چکا ہے، اس لیے قومی اسمبلی میں اس کی ضرورت نہیں۔ پورے ملک میں قادیانیوں کے خلاف احتجاجی مظاہرے شروع ہو گئے۔ 31 مئی کو سانحہ ربوہ کی تحقیق کے لیے لاہور ہائی کورٹ کے جج جناب جسٹس کے ایم صدیقی پر مشتمل ایک رکنی ٹریبونل کا اعلان کیا گیا۔ صوبہ سرحد کی صوبائی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی جبکہ صوبہ سندھ کی اسمبلی میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے درمیان اس مسئلہ پر سمجھوتہ ہو گیا۔ 28 جون 1974ء کو پنجاب اسمبلی کے ستر ارکان نے قرارداد پیش کی لیکن اس وقت کے سپیکر شیخ رفیع احمد نے قرارداد خلاف ضابطہ قرار دے دی۔ 28 جون کو مولانا مفتی محمود نے مجلس عمل کا اجلاس اسلام آباد منعقد کیا تاکہ قومی اسمبلی

میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کی جائے۔ مجلس عمل نے مسلمانوں سے قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی اپیل کی۔ 30 جون کو مولانا شاہ احمد نورانی نے قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تحریک پیش کی۔ یکم جولائی کو وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس طلب کر لیا۔ تحریک کا مورال ایسا تھا کہ قوم کا ہر فرد خود کو تحریک کا حصہ سمجھتا تھا، پوری قوم نے ملت واحدہ کا عملی نمونہ پیش کیا۔ ادھر قادیانیوں نے اپنی خاص حکمت عملی کے تحت اندرون ملک تمام قومی بینکوں سے اپنا سرمایہ نکلوا کر بیرون ملک یا غیر ملکی بینکوں میں منتقل کرانا شروع کر دیا تاکہ ملک میں معاشی ابتری پیدا ہو سکے۔ ادھر لندن میں بیٹھے سابق وزیر خارجہ پاکستان سر ظفر اللہ خاں، حکومت پاکستان کو دھمکیاں دے رہے تھے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو اس فرقے کے تمام لوگ بھرپور مزاحمت کریں گے اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ قومی اسمبلی میں 13 روز تک قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد اور لاہوری جماعت کے سربراہ صدر الدین لاہوری پر خصوصی جرح ہوئی اور ان کا حلفی بیان قلمبند کیا گیا۔ اس سلسلہ میں انصاف کے تمام تقاضے پورے کئے گئے۔

مرزا ناصر احمد نے قومی اسمبلی میں اپنی جماعت کی طرف سے محضر نامہ پیش کیا۔ جس کا جواب مجلس عمل نے علماء کرام کے مشورہ سے دیا جسے ”ملت اسلامیہ کا موقف“ کے نام سے شائع کرانے کے بعد اراکین اسمبلی میں تقسیم کیا گیا۔ لاہوری گروپ کے محضر نامہ کا جواب مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے دیا۔ قادیانی دلاہوری جماعت کے سربراہوں کے مفصل بیانات، ان پر علماء کی جرح اور بجٹی بختیار کے وضاحتی نوٹس کے دوران قادیانی مسئلہ کا ایک ایک گوشہ اراکین اسمبلی کے سامنے واضح ہو گیا ورنہ اسمبلی کے اکثر اراکین اس مسئلہ کو فرقہ وارانہ مسئلہ سمجھتے تھے۔ انارنی جنرل بجٹی بختیار کی طرف سے قادیانی جماعت کے سربراہوں پر کی گئی جرح اپنی مثال تھی اور اس کے نتیجے میں ارکان پارلیمنٹ کو فیصلے تک پہنچنے کے لیے کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ وزیر اعظم بھٹو نے 7 ستمبر 1974ء فیصلہ کی تاریخ مقرر کر دی۔ پوری قوم کی نگاہیں اس یوم سعید پر مرکوز ہو کر رہ گئیں۔ 7 ستمبر 1974ء ملت اسلامیہ کی تاریخ کا وہ سنہری اور ناقابل فراموش دن ہے جب قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور دستور میں ترمیم کے ذریعے مسلمان کی تعریف، ختم نبوت پر ایمان اور قادیانیت سے برات کو شامل کیا گیا اور یوں آمین

پاکستان کی دفعہ 106 کی شق (3) اور آئین کی دفعہ 260 کی شق (2) میں ترمیم کر کے منکرین ختم نبوت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد آئین اور قانون کا تقاضا تھا کہ انہیں شعائر اسلامی، اسلام کی مقدس شخصیات کے القابات وغیرہ استعمال کرنے، خود کو مسلمان کہلانے اور قادیانی مذہب کو بطور اسلام پیش کرنے سے روکا جائے۔ اس سلسلہ میں اسمبلی میں کچھ پیش رفت بھی ہوئی تھی مگر بعد میں اس پر کام کو روک دیا گیا۔ یہاں تک کہ 26 اپریل 1984ء کو صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق شہید نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کی رو سے کوئی قادیانی اپنے مذہب کی شخصیات کے لیے اسلامی القابات اور شعائر اسلامی استعمال نہیں کر سکتا۔ خود کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر پیش کر سکتا ہے، خلاف ورزی کی صورت میں وہ قید اور جرمانہ کا مستحق ہوگا۔ اس آرڈیننس نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے والی آئینی ترمیم کے قانونی تقاضوں کو مکمل کیا۔ پورے ملک میں اس آرڈیننس کو سراہا گیا۔ قادیانی جماعت کے چوتھے سربراہ مرزا طاہر احمد نے اس قانون کی نہ صرف خود خلاف ورزی کی بلکہ اپنے خطبات کے ذریعے اپنے مذہب کے تمام پیروکاروں کو بھی خلاف ورزی پر اکسایا اور حکم دیا کہ وہ اعلانیہ طور پر پورے ملک میں انفرادی اور اجتماعی طور پر اس قانون کی خلاف ورزی کریں۔ جس پر مرزا طاہر احمد کے خلاف قانون کے تحت مقدمات درج ہو گئے اور وہ گرفتاری سے بچنے کی خاطر رات کی تاریکی میں ملک سے ہجرانہ طور پر فرار ہو کر برطانیہ چلا گیا۔ بچہ پی ویں پہ خاک جہاں کا خیر تھا۔ مرزا طاہر آج کل سیشلائٹ پر اسلام اور پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی میں مصروف ہے۔

پاکستان میں قادیانی جماعت کے سالانہ جلسہ پر پابندی لگنے کے بعد قادیانی جماعت ہر سال برطانیہ میں اپنا جلسہ منعقد کرتی ہے۔ جس کا توڑ کرنے کے لیے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہر سال باقاعدگی کے ساتھ برطانیہ میں انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس منعقد کرواتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری محنت کے نتیجہ میں آج برطانیہ ایسے آزاد خیال ملک میں بیداری کی لہر دوڑ رہی ہے۔ ہر شخص سمجھتا ہے کہ یہ لوگ اسلام کا لبوہ اوڑھ کر منافقت سے کام لیتے ہیں اور ان سے سوشل بائیکاٹ کی تحریک بھی چل رہی ہے۔ یہ بھی خبریں آرہی ہیں کہ مرزا طاہر احمد برطانیہ

سے جرمنی شفٹ ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ بزرگوں کے عزم کے مطابق قادیانی اگر چاند پر بھی چلے گئے تو ان کا وہاں بھی محاسبہ کیا جائے گا۔

اسلام دشمن مغربی طاقتوں نے مرزا طاہر احمد اور اس کے حواریوں کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر اس صدارتی آرڈیننس کو قادیانیوں کے انسانی حقوق کے منافی قرار دیا اور انڈیا سمیت پورا مغربی میڈیا کھل کر قادیانیوں کی حمایت میں آگیا اور اس اقدام کے خلاف دایلا شروع کر دیا۔ امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کی کمیٹی نے پاکستان کی فوجی اور اقتصادی امداد کے لیے اپنی قرارداد میں جو شرائط شامل کی تھیں، ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ ”اتحاد قادیانیت آرڈیننس“ ختم کیا جائے کیونکہ اس سے قادیانیوں کی مذہبی آزادی اور سرگرمیوں میں رکاوٹ آ رہی ہے۔

اوسر پاکستان میں قادیانیوں نے اتحاد قادیانیت آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جہاں وہ بڑی تیاری اور بڑے کدو فر کے ساتھ آئے۔ اللہ کے فضل سے وہ یہاں بھی ذلیل و رسوا ہوئے اور ان کی رٹ مسترد ہو گئی۔

آنجہانی مرزا قادیانی نے 23 مارچ 1989ء کو قادیانی فتنہ کی بنیاد رکھی چنانچہ اس فتنہ کے سوسال پورے ہونے پر قادیانی 23 مارچ 1989ء کو صد سالہ جشن منانا چاہتے تھے۔ اس کے لیے انہوں نے اپنے پاکستانی مرکز ربوہ میں عالمی سطح پر اہتمام کیا جس میں خدام احمدیہ کی طرف سے عسکری طاقت کا مظاہرہ بھی شامل تھا۔ جھوٹ کے سوسال مکمل ہونے پر صد سالہ جشن اور وہ بھی آئین و قانون کے خلاف، یہ مسلمانوں کے لیے اشتعال کا باعث تھا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس تشویشناک صورت حال پر غور کرنے کے لیے اپنے اجلاس منعقدہ 12 مارچ 1989ء کو اہم فیصلے کئے۔ مجلس کا ایک وفد ہوم سیکرٹری پنجاب سے ملا اور ان کی توجہ حالات کی سنگینی کی طرف متوجہ کروائی جس پر پنجاب حکومت نے ہوش مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قادیانی جشن پر فوری پابندی عائد کر دی۔ قادیانیوں نے اس پابندی کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ جناب جسٹس خلیل الرحمان خان صاحب نے اس اہم کیس کی سماعت کی۔ انہوں نے قادیانیوں سے کہا کہ جشن کا وقت گزر گیا۔ اب یہ رٹ بعد از وقت ہے۔ مگر قادیانی مصر تھے کہ نہیں! فیصلہ ہونا چاہیے کہ جشن پر پابندی جائز تھی یا ناجائز۔ بہر حال عدالتی کارروائی شروع ہوئی۔ دونوں طرف سے وکلاء پوری تیاری کے

ساتھ پیش ہوئے۔ 22 مئی 1991ء کو کیس کی سماعت مکمل ہو گئی۔ جناب جسٹس ظلیل الرحمان خان صاحب نے 17 ستمبر 1991ء کو فیصلہ سنایا اور قرار دیا کہ جشن پر پابندی آئین، قانون اور انصاف کے عین مطابق ہے۔ انہوں نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ جب، قادیانی اپنے سینہ پر کلمہ کے بیج لگاتے ہیں تو وہ توہین رسالت ﷺ کے مرتکب ہوتے ہیں کیونکہ قادیانی، مرزا قادیانی کو ”محمد رسول اللہ“ سمجھتے ہیں۔

اسی طرح پاکستان کی متعدد ہائی کورٹس میں انہوں نے جتنے بھی کیس دائر کئے اس میں منہ کی کھائی۔ آخری مرتبہ وہ 1993ء میں اپنے خلاف صادر ہونے والے تمام فیصلوں کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان میں آئے جہاں انہوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس ”بنیادی انسانی حقوق“ کے خلاف ہے۔ سپریم کورٹ کے فل بیج نے 5 دن مسلسل دن راولپنڈی میں اس کیس کی سماعت کی۔ اس بیج نے متفقہ طور پر قادیانیوں کی تمام اپیلیں خارج کر دیں اور اس تاریخی آرڈیننس کو قرآن و سنت اور بنیادی انسانی حقوق کے عین مطابق قرار دیا۔ سپریم کورٹ کے فل بیج کا یہ فیصلہ تاریخ ساز ہے اور میرے خیال میں ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔ سپریم کورٹ نے متفقہ طور پر اپنے فیصلہ میں لکھا کہ ”ہر قادیانی اپنے کفریہ عقائد کی بنا پر ”مسلمان رشدی سے بڑھ کر ہے۔“ مرزا طاہر نے سپریم کورٹ کے ان ریمارکس پر سخت برہمی کا اظہار کرتے ہوئے نہ صرف اس تاریخی فیصلہ پر کڑی تنقید کی بلکہ ججوں کے بارے میں بھی اپنے دادا مرزا قادیانی کی طرح غلیظ زبان استعمال کی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کی خاطر 1988ء میں تعزیرات پاکستان میں C295 کا اضافہ کیا گیا جس کی رو سے توہین رسالت ﷺ کے مرتکب کی سزا، سزائے موت ہے۔ جبکہ اس سے پہلے اس کی سزا صرف تین سال تھی۔ قادیانیوں کا مطالبہ ہے کہ اس قانون کو ختم کیا جائے۔ وہ اسے کالا اور امتیازی قانون کہتے ہیں۔ کلیدی عہدوں پر فائز قادیانیوں اور اسلام دشمن مغربی طاقتوں کی کوششوں سے کئی بار اس سلسلہ میں کوشش ہو چکی ہے۔ مگر اسلامیان پاکستان کی حضور نبی کریم ﷺ سے بے پناہ عقیدت و محبت کی بنا پر وہ اپنی کوششوں میں ناکام رہے اور انشاء اللہ ناکام رہیں گے۔

یہ ہے قادیانیوں کی سرگرمیوں، ان کی تاریخ اور ان کے مقاصد کی ایک ہلکی سی عکاسی اور ”ثبوت حاضر ہیں“ ان عنوانات کے دستاویزی شواہد کی ترجمان

ہے۔ یہ کتاب انہی حقائق کو آشکارا کرے گی جس کے مطالعہ سے آپ قادیانیت کے بارے میں علی وجہ البصیرت ایک قطعی رائے قائم کرنے میں سہولت حاصل کر سکیں گے۔

برادر عزیز جناب محمد متین خالد کی چشم بصیرت نے خوردبین کے بغیر قادیانیت شناسی کا حق ادا کر دیا ہے۔ جس طرح خوشبو کسی تعارف کی محتاج نہیں ہوتی، وہ پھیلتی ہے تو اپنا تعارف خود کرواتا ہے، اسی طرح خالد کی کتاب اپنا تعارف خود کرواتا ہے۔ وہ نوجوان ہیں اور بہت سی گونا گوں خویوں کے مالک ہیں۔ انہوں نے انگلک محنت، ریاضت، دیدہ وری اور ذہانت کے ساتھ سینکڑوں قادیانی کتابوں کو کھنگال کر اس کتاب کو ایسی تہذیب و ترتیب سے پیش کیا ہے کہ مذہبی دنیا ان کی تحقیق پر ورطہ حیرت میں ڈوب جائے گی۔ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ ان کی تحقیق کی ضیاء پاشیوں سے بے شمار لوگ فیض یاب ہوں گے۔ ختم نبوت کے ہر کارکن کے لیے یہ کتاب KLEDO SCOPE ہے جس پھر کی گھومتی (درق اللہ) ہے تو قادیانیت کے بارے میں ہر نیا انکشاف سامنے ہوتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ تاریخی کتاب قادیانی اذہان میں بھی تلاطم برپا کرے گی۔ جناب محمد متین خالد تمام مسلمانوں کی طرف سے تحسین و ستائش کے مستحق ہیں۔ یہ کتاب میرے خیال میں ان کے لیے باعث افتخار اور ملت اسلامیہ کے لیے موجب نازش ثابت ہوگی۔ میں اس کی اشاعت پر بے حد خوشی و انبساط محسوس کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو قبول فرمائے اور ان کے علم و عمل میں برکت نصیب فرمائے۔ آمین

بہ احترامات فراواں

(فقیر اللہ وسایا)

ایڈیٹر ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل (کراچی)





نفیر قلم

عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے۔ قرآن و سنت میں اس عقیدہ کی اہمیت و عظمت واضح طور پر بیان کی گئی ہے۔ اس عقیدہ کا تحفظ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ یہ عقیدہ اتنا نازک اور حساس ہے کہ اگر اس پر ذرا سا بھی شک و شبہ کا گرو وغبار پڑ جائے یا اس کے تحفظ کے سلسلہ میں ذرا سی بھی بے ہمتی، کمزوری یا لاپرواہی برتی جائے تو آدمی ایمان کی لازوال دولت سے محروم ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ اسے ایک چلتی پھرتی لاش تو کہا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔ مگر وہ مسلمان کہلوانے کا ہرگز مستحق نہیں ہو سکتا۔ یہ عقیدہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے ایمان کی معراج ہے۔ یہی وہ عقیدہ ہے جس پر ہر مسلمان اپنا سب کچھ قربان کر سکتا ہے اور یہی اسلامی غیرت و حمیت کا تقاضا ہے۔ یہ عقیدہ اسلام کے ازلی و شمنوں کی آنکھ میں شروع سے ہی کھلکتا رہا ہے۔ انہوں نے ہمیشہ مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر اس مستحکم عقیدہ کو کمزور کرنے کی کوشش کی مگر انہیں ہمیشہ منہ کی کھانا پڑی۔ اسلامی تاریخ کے کسی بھی دور میں اگر کسی نے بھولے سے بھی اس عقیدہ پر حملہ کرنے کی جرات کی تو اس کی موت کو عبرت کا نشانہ بنا کر اس عقیدہ کی عظمت کا اعتراف کیا گیا۔

عہد حاضر میں قلوبانی فتنہ، منکرین ختم نبوت کا منظم گروہ ہے جو حکومت برطانیہ کے زیر سلیہ پروان چڑھا جس کا مقصد اسلام کی بنیادوں کو مسح کرنا، امت مسلمہ میں انتشار و تفریق پیدا کرنا اور انگریز کے مفادات کے لیے کلام کرنا تھا۔ اس کی تخلیق مسلمانوں کی نظریاتی سرحدوں پر ایک سنگین اور منظم حملہ ہے اور یہ فتنہ اسلام کے لیے ایک مستقل خطرہ ہے۔ یہ لوگ اپنے عقائد کے لحاظ سے شیطان سے بڑھ کر ہیں۔ ان کے اذعان خبیثت کی عمل گاہیں ہیں۔ یہ لوگ گفتار کے ساحر اور جھوٹ کو بیچ میں بدل دینے کے ماہر ہیں۔ ان کی شریانون میں توہین اسلام کا وہ فاسد خون ہے جس کی بناء پر انہیں ملک و ملت کے لیے سرطان کہا جاسکتا ہے۔ ہر مسلمان کی خواہش ہے کہ اس کے عقائد کا تحفظ ہو اور اس کے مذہبی جذبات کی دل آزاری نہ ہو۔ یہ کمال کا انصاف ہے کہ ایک اقلیتی گروہ سامراجی اسلام دشمن طاقتوں کی

شہ پر اسلام اور اس کی مقدس شخصیات پر ریک حملے کرے، نبی کریم ﷺ کی عظیم نبوت کے مقابلہ میں اپنی نئی نبوت قائم کرے، اور پھر یہ مطالبہ اور اصرار بھی کرے کہ انہیں ان عقائد کی تبلیغ و تفسیر کی مکمل اجازت دی جائے۔ ہمارے بعض نام نہاد دانشور ایک خاص منصوبے کے تحت انہیں مظلوم قرار دیتے ہیں۔ ان پر عائد پابندیوں کو ”حقوق انسانی“ کے منافی قرار دیتے ہیں اور انہیں مکمل آزادی دینے کا مطالبہ کرتے ہیں خواہ اس سے پورا معاشرہ جزع و فزع کا شکار ہو جائے۔

الحمد للہ مجھے ایک عرصہ تک تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرنے کی سعادت حاصل رہی ہے۔ اپنی تبلیغی جدوجہد کے دوران مجھے بے شمار تجربات و مشاہدات سے گزرنا پڑا۔ ایک مشکل یہ پیش آتی رہی کہ ہر وہ شخص جس سے قادیانیت کے کفریہ عقائد و عزائم کے بارے میں بحث ہوتی، اس کا پہلا مطالبہ یہ ہوتا کہ اسے قادیانی کتابوں کے اصل حوالہ جات دکھائے جائیں، ایسے حوالہ جات اور ثبوت اس کے لیے دلچسپی اور حیرانگی کا باعث ہوتے۔ ایسے میں ایک ایسی کتاب کی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی جسے پڑھ کر ہر شخص قادیانیت کے عقائد و عزائم سے آگاہ ہو سکے اور جو عام یا رسمی انداز کی کتاب نہ ہو بلکہ ایک ایسی تحقیقی کوش ہو جو اپنے اندر ٹھوس اور مضبوط دلائل لئے ہوئے ہو اور اس کے بعد کسی بھی شخص کے لیے قادیانیوں کے کفریہ عقائد و عزائم سے انکار کی گنجائش نہ ہو۔

اس مسئلہ کا یہی حل تھا کہ ایک ایسی کتاب مرتب کی جائے جس میں قادیانی کفریہ عقائد و عزائم کے تقریباً تمام دستاویزی ثبوت ان کی مستند کتابوں سے عکسی صورت میں پیش کر دیے جائیں تاکہ ہر شخص کم از کم یہی کتاب پڑھ کر قادیانی عقائد کی ”اصلیت“ سے واقفیت حاصل کر سکے۔ اس سلسلہ میں جب میں نے حضرت مولانا اللہ وسلیا صاحب سے بات کی تو انہوں نے چونکا دینے والا انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ امیر مرکزیہ حضرت خواجہ خان محمد خلد سمیت تمام بزرگوں کی شدید خواہش ہے کہ ایسی کتاب ضرور مرتب ہونی چاہیے اور مزید حکم صادر فرماتے ہوئے کہا کہ ”یہ ذمہ داری آپ قبول فرمائیں“ مجھے معلوم تھا کہ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ خاردار وادی میں اترنے کے برابر ہے مگر میں نے کمر ہمت باندھی، اللہ تعالیٰ سے مدد اور توفیق کی دعا کی اور ایک آہنی عزم کے ساتھ کتاب کی تدوین میں مشغول ہو گیا۔ اس دوران مجھے جن جانگسل مشکلات کے پل صراط سے گزرنا پڑا، وہ ایک لمبی داستان ہے قادیانیوں کی مستند ترین کتابوں، رسائل اور اخبارات کو حاصل کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا، بعد ازاں ایک طویل عرصہ تک تقریباً پچاس ہزار سے زائد صفحات کو پوری

چھان پھٹک سے کھنگال کر ان کی قاتل اعتراض کفریہ عبارتوں کو تلاش کرنا ایک صبر آزمایا کلام تھا، پھر نہایت ذمہ داری کے ساتھ اصل حوالہ جلت کی فوٹو کاپی کروانا، اسے علیحدہ کاغذ پر چسپاں کر کے متعلقہ حصہ کو نمایاں کرنے کے لیے نشانات لگانا، اس کے پازریو تیار کروانا اور ان عکسی حوالہ جلت کی بڑی احتیاط سے ترتیب و تدوین کرنا ایک کھٹن اور مشکل کلام تھا جو محض توفیق الہی سے ممکن ہوا۔ زندگی میں جن خواہشات کے پورا ہونے کی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی، ان میں ایک اس کتب کی تکمیل تھی۔ آج اس کی اشاعت پر میں اپنے رب کا جتنا بھی شکر ادا کروں، کم ہے۔

میرے خیال میں یہ کتب ایک ایسا ”بیرو میٹر“ ہے جس سے قادیانیت کی سنگینی اور اس کے منافقانہ رویوں کا اندازہ، آسانی سے لگایا جاسکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کے مطالعہ سے نہ صرف ہر مسلمان قادیانیت کے اصل چہرہ کو پہچان سکے گا بلکہ تعصب کی عینک اتار کر اس کا مطالعہ کرنے والے قادیانی بھی راہ ہدایت پا سکتے ہیں۔

اس کتب کی تیاری کے سلسلہ میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ، حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا عبدالرحیم اشرف، اور حضرت مولانا تلج محمد (فقیر والی) کی تصانیف اور مشوروں نے مجھے بھرپور راہنمائی بخشی جس کے لیے میں ان سب بزرگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں مصمم قلب سے طاہر نذیر چوہدری (پی آئی اے)، جناب رفیق غوری (چیف ایڈیٹر جی این این)، تنویر شنوار (بزنس ریکارڈر لاہور)، جناب محمد خالد نسیم چشتی۔ (شیجنگ ڈائریکٹر ماہنامہ حسن طلب لاہور)، محترم عمران اقبال، محترم سعید اللہ صدیق (مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور) اور جناب محمد عبداللہ عابد (ایڈیٹر ماہنامہ چلمن لاہور) کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کتب کی تکمیل میں میری معاونت کی۔

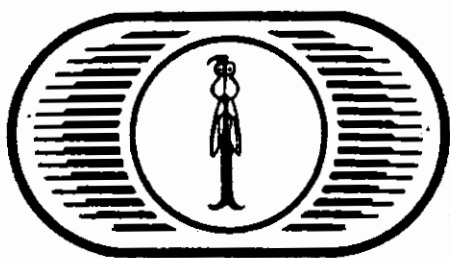
یہ کتب کیسی اور اسکی افادیت کتنی ہے؟ اس کے بارے میں مجھے آپ کی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔

محمد مستین خالد

لاہور کینٹ







مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین اولین وجہ علیحدگی، مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت ہے، ہم تاسف کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ مرزا غلام احمد اور ان کی امت کا رویہ، زیر بحث مسئلہ میں دیانت اور مذہبی تقدس کی نفی کے مترادف ہے۔

قادیانی امت کا قادیانی یا ربوی فرقہ اگرچہ قطعی طور پر مرزا غلام احمد کو نبی تسلیم کرتا ہے اور ان کا لاہوریوں سے نزاع اسی عنوان پر ہے، بیسیوں مناظرے ان دونوں گروہوں کے مابین ہو چکے ہیں اور قادیانی، لاہوری مرزائیوں کو مرزا غلام احمد کی تعلیمات سے منحرف قرار دینے کی سب سے بڑی وجہ اسی امر کو قرار دیتے ہیں کہ لاہوری گروہ نے 1913ء میں مرزا محمود سے شکست کھانے کے بعد مرزا غلام احمد کی نبوت سے انکار کر دیا اور اب تک وہ اسی طرز کو اپنائے ہوئے ہیں ورنہ ایک 1913ء تک تمام لاہوری اکابر اہل قادیان و ربوہ ہی کی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول تسلیم کرتے تھے۔

اسی طرح قادیانی، تمام امت مسلمہ کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں اور اس کی سب سے بڑی دلیل ان کے ہاں یہ ہے کہ مسلمان، مرزا غلام احمد کی نبوت کے منکر ہیں۔

یہی نہیں بلکہ قادیانی، مسلمانوں کا مذہبی، سوشل، اور معاشرتی بائیکاٹ بھی اسی وجہ سے کئے ہوئے ہیں کہ مسلمان اس وقت کے نبی کے منکر ہیں۔
لیکن اس موقف کے بالکل برعکس قادیانی، اپنے آپ کو ختم نبوت کے قائل بھی ثابت کرتے ہیں اور یہاں تک کہتے سنائی دیتے ہیں کہ پاکستان کے دستور میں حضور اکرم ﷺ کے خاتم النبیین اور حضورؐ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کاذب سمجھنے کا حلف اٹھانے کے لیے بھی وہ تیار ہیں۔

صریح الفاظ میں مرزا غلام احمد کو نبی اللہ کہنا اور پھر ختم نبوت پر ایمان کا اظہار اور پاکستان کے دستور کے مطابق حضور اکرم ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرنے کا اعلان بھی کرنا، اس تضاد کو قادیانی نبائے جارہے ہیں، اس پر ہر ہوشمند دیانتدار شخص تعجب کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

قادیانیوں کے ہاں یہ تضاد کیوں اختیار کیا گیا؟ اس سوال کا جواب قدرے موخر کرتے ہوئے ہم اس عنوان کے تحت دو باتوں کو ابتداً واضح کر دینا ضروری محسوس کرتے ہیں۔

اول یہ کہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاں اور حضورؐ کی امت کے قطعی اجماعی فیصلے کی رو سے ختم نبوت کا تغیر نا آشنا مفہوم کیا ہے۔
ثانیاً "مرزا غلام احمد جب مسلمان تھا تو اس کے نزدیک، ختم نبوت سے مراد کیا تھی۔ حضور اکرم، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کی وضاحت کس طرح فرمائی؟ اس سلسلے کی ایک واضح اور دو ٹوک حدیث ملاحظہ فرمائیں:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا، اسے بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا مگر ایک زاویے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، لوگ اس گھر کے ارد گرد گھومتے اور اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے اور کہتے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی؟

حضورؐ نے فرمایا (قصر نبوت کی) یہ اینٹ میں ہوں، میں نے اس خالی جگہ کو پر کر دیا، قصر نبوت مجھ سے ہی مکمل ہوا اور میرے ساتھ ہی انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا

گیا۔ (اجمالاً اور تفصیلاً) یہ حدیث، بخاری، مسند احمد، نسائی، ترمذی اور ابن عساکر میں ہے۔)

اگر ارشادات رسالت مابینہما میں کوئی بھی دوسری حدیث اس باب میں نہ ہوتی تو ایک ایسے شخص کیلئے جو سید العرب والعجم کو سچائی تسلیم کرتا ہے، اس کے لیے تمنا یہ حدیث ”ختم نبوت“ کے مفہوم کو متعین اور واضح کرنے کے لیے کافی تھی اور اس کے ایمان کا تقاضا یہی تھا کہ وہ اس واحد مفہوم کے سوا کسی بھی تاویل کو ناقابل غور قرار دے کر رد کر دیتا۔

جس طرح ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ ”امت“ کی واحد بنیاد ”نبوت“ ہے۔ اسی طرح علوم نبوت کے ماہرین اسے ایک اہم حقیقت تسلیم کرتے ہیں کہ خاتم النبیین ﷺ کی امت کی تعمیر و تکمیل حسب ذیل تین اہم مراحل میں ہوئی ہے۔

(1) معراج (2) حجتہ الوداع (3) مرض الوفاۃ

معراج = جب سرور کائنات ﷺ کو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ اور مسجد اقصیٰ سے آسمان دنیا اور پھر اس کے بعد ساتوں آسمانوں اور آخر کار عرش رب عظیم کے قدسی ماحول تک سیر کرائی گئی تو اس عالم خلوت میں ”لوحی الی عبده ما لوحی“ کے پر کیف لمحات میں حضور اکرم ﷺ کو ”فکرو عمل“ کی ایک نئی دنیا عطا ہوئی

تاریخ نبوت اور تعمیر امت کا ایک عظیم مرحلہ سید الثقلین ﷺ کا معراج ہے، اس موقع پر حضور کو وہ اساسات ودییت ہوئیں جن پر اس آخری عظیم اور خیر امت کی تعمیر بارگاہ قدس میں مطلوب و متعین تھی۔

اس پر شکوہ سفر کی روئیداد میں ایک پر کیف ایمان خیز واقعہ کو خود صاحب معراج حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ یوں بیان فرماتے ہیں۔

جب مجھے آسمان کی جانب سیر کرائی گئی تو مجھے میرے رب نے اپنے قرب سے نوازا حتیٰ کہ میرے اور ان (اللہ تعالیٰ) کے مابین دو کمان یا اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا، اس وقت آقا مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔

یا حبیبی! یا محمد! میرے محبوب محمد!

میں نے جواب دیا! بلکہ یا رب! میرے آقا حاضر ہوں، آپ کے حضور!
قال = ہل غمک ان جعلتک آخر النبیین؟ اس بات نے آپ کو
غزردہ تو نہیں کیا کہ آپ کو آخری نبی بنا دیا گیا؟
قلت = یا رب! لا! میں نے عرض کیا میرے آقا! اس فیصلے نے مجھے
پریشان نہیں کیا۔

قال = حبیبی ہل غم امتک ان جعلتہم آخر الامم؟ کیا آپ کی
امت کو اس بات نے جلائے غم تو نہیں کیا کہ میں نے انہیں آخری امت بنایا۔
قلت = لا یا رب! میں نے عرض کیا۔ میرے مالک! ایسا نہیں۔

قال = ابلغ عنی السلام وانخبر ہم انی جعلتہم آخر الامم۔ اللہ
رؤف الرحیم نے فرمایا اپنی امت کو میرا سلام پہنچا دینا اور انہیں مطلع کر دینا کہ میں
نے انہیں آخری امت بنایا ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر جبکہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت اور
عالم انسانیت کو انتہائی اہم، اصولی، قطعی اور زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی اصول و
ضوابط اور احکام سے مطلع فرمایا اور بالخصوص دین کے اجتماعی اور ابدی اصولوں کو
بیان فرمایا، اسی سلسلہ خطاب میں آپ نے موجودہ اور آئندہ انسانی دنیا کو خطاب
کرتے ہوئے فرمایا۔

ایہا الناس! انہ لا نبی بعدی ولا امة بعدکم فاعبدوا ربکم وصلوا
خمسکم وصوموا شہرکم وادوا زکوۃ اموالکم طیبۃ بہا انفسکم واطیعوا
الولایۃ امورکم ندخلوا جنت ربکم۔

(کنز العمال علی حاشیہ مسند احمد صفحہ 391)

لوگو! حقیقت یہ ہے کہ نہ تو میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد
کوئی امت! تو تم اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ نمازیں پڑھتے رہو، رمضان کے
روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوۃ بخوشی ادا کرو اور اپنے اولوالامر کی اطاعت کرو
تم اپنے مالک و آقا کی جنت میں داخل ہو سکو گے۔

تیسرا اہم ترین نازک، رقت خیز اور جذبات کے سمندر میں تلاطم پیدا کرنے والا واقعہ سید الاولین والاخرین امام الرسل و خاتم النبیین فداہ روجی و نفسی، ابی و ای علیہ السلام کی مرض وفات ہے۔ اس بیماری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کم از کم دو مرتبہ خصوصی اہتمام فرمایا۔

الوداعی خطاب

عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ایسا دکھائی دیتا تھا کہ حضور ہمیں الوداعی خطاب فرما رہے ہیں، آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔

انا النبی الامی ولا نبی بعدی فاسمعوا و اطیعوا ما دمت فیکم فاذا ذهب بنی فعلیکم بکتاب اللہ احلوا حلالہ و حرّموا حرامہ

(رواہ احمد)

”میں ای نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں جب تک میں تم میں موجود ہوں، میری بات سنو اور اطاعت کرو اور مجھے دنیا سے لے جایا جائے تو کتاب اللہ کو تمام لو، اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو۔“

معراج، حجۃ الوداع اور مرض الوفاۃ میں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جس اہتمام سے امت کو اس حقیقت کبریٰ ختم نبوت سے آگاہ فرمایا اور جس صراحت کے ساتھ ”ختم نبوت“ کا واحد حقیقی مفہوم ”لانی نبی بعدی ولا امنہ بعدکم“ یا ”انا آخر الانبیاء و انتم آخر الامم“ (میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ”میں آخری نبی اور تم آخری امت ہو) کے تاویل نا آشنا الفاظ سے واضح فرمایا، اس اہمیت اور اس وضاحت کے بعد کوئی انتہائی بد بخت اور مقام مصطفیٰ سے یکسر جاہل اور محروم ایمان فحش ہی ہو سکتا ہے جو اس اساسی عقیدے میں کوئی میخ نکالے یا تاویل و تحریف کا راستہ اختیار کرے۔

عقیدہ ختم نبوت کے مفہوم کے قطعی اور حضورؐ کے بعد نبوت و رسالت کے کلی انقطاع پر اکابرین اس حد تک ایمان و یقین سے سرشار اور اس میں رخنہ

اندازی سے بے زار ہیں کہ انہوں نے برملا اعلان کر دیا کہ اگر کوئی شخص کسی مدعی نبوت سے اس کے دعویٰ پر دلیل یا نبوت کا معجزہ طلب کرتا ہے تو اس کا یہ فعل بھی اسے ایمان سے محروم کرنے اور کفر کا مرتکب ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔ اور یہ اس لیے کہ دلیل یا معجزہ طلب کر کے اس نے اس امکان کو تسلیم کر ہی لیا کہ حضورؐ کے بعد کوئی شخص نبی بن سکتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی تصریحات

امت کے اس تیرہ سو سالہ اجتماعی ایمان و عقیدے ہی کا نتیجہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایسا شخص جو اپنے اقوال و اعمال کی قطعی شادتوں کے باعث اس معاملے میں انتہائی خائن شخص ثابت ہوا، اپنی تمام تر ضلالت کے باوجود اپنے ابتدائی دعویٰ الہام --- زمانہ براہین احمدیہ --- کے راج صدی بعد تک اسی مفہوم ختم نبوت کو پیش کرتا رہا۔ ملاحظہ فرمائیں چند واضح اعترافات۔

وجی بند ہے

VIEW
PROOF

(1)

”قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا □ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وجی رسالت مسدود ہے۔“

(ازالہ اوہام ص 411، روحانی خزائن نمبر 3 ص 511 از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(2)

”یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وجی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ کو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو، پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو، وہ محال ہوتا ہے۔ تمبر۔“

(ازالہ اوہام ص 314، روحانی خزائن نمبر 3 ص 414 از مرزا غلام احمد قادیانی)

”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین (الاحزاب : 41) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔“

(ازالہ اوہام ص 331، روحانی خزائن نمبر 3 ص 431 از مرزا غلام احمد قادیانی)

”مان کان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین“ (یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لانی بعدی سے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم دجی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اس کا کھلتا جائز قرار دیں گے جو باہد اہت باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر غلطی نہیں اور ہمارے رسول کے بعد کوئی نبی آئیے سکتا ہے جبکہ آپ کی وفات کے بعد دجی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ نے آپ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔“

(حماتہ البشری ص 81 تا 84 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 7 ص 200، 201 از مرزا

غلام احمد قادیانی)

”میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور یلئے القدر وغیرہ سے منکر بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہلسنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔“

(مجموعہ اشارات جلد اول ص 230، 231 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(6) اجماعی عقیدہ کا منکر لعنتی ہے

”میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں۔ اور میں کوئی کتاب بجز قرآن کے نہیں رکھتا۔ اور میرا کوئی پیغمبر بجز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں۔ جس پر خدا نے بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں۔ اور اس کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے۔ گواہ رہ کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی جو چشمہ حق و معرفت ہے، میں پیروی کرتا ہوں اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں۔ جو کہ اس خیر القرون باجماع صحابہ صحیح قرار پائی ہیں۔ نہ ان پر کوئی زیادتی کرتا ہوں اور نہ ان میں کوئی کمی اور اسی اعتقاد پر میں زندہ رہوں گا اور اسی پر میرا خاتمہ اور انجام ہوگا اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے، اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔“

(انجام آختم ص 143-144، روحانی خزائن جلد 11 ص 143-144 از مرزا غلام احمد قادیانی)



نقل ٹائٹل لمحو اول

حصہ اول

از الہ اوہام

فقیہ بامشہد شہید و متاخر کتب

الحمد والمنت کرمہ مبارک ذی الحجہ ۱۳۰۰

جلع معارف قرآنی و شائع اسرار کلام ربانی از

تالیفات مرسل یزدانی و مامور رحمانی

جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

مطبع منہجہ تہذیب و تمدن اسلامیہ
 مطبعہ امروہو
 قیامت فی بلد عمر

تعداد ورقہ ۷۰۰

دوم قرآن شریف قطعی طور پر عیسیٰ ابن مریم کی موت ثابت و ظاہر کر چکا ہر صحیح بخاری جو بعد کتاب الشرح الکتب سمجھی گئی ہے۔ اس میں فلقاً تو فیتنی کے معنی وفات ہی لکھے ہیں یہی وجہ کا امام بخاری اس آیت کو کتاب التفسیر میں لایا ہے۔

سوم قرآن کریم کئی آیتوں میں تصریح فرما چکا ہے کہ جو شخص مر گیا وہ پھر دنیا میں کبھی نہیں آئے گا۔ لیکن نیمیل کے ہمنام اس اُمت میں آئیں گے۔

چہارم قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ دنیا یا رسول ہو یا پیمانہ ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین توسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل پر دیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود متفق ہے کہ دنیا میں رسول تو کبھی مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔

پنجم یہ کہ احادیث مذکورہ بصراحت بیان کر رہی ہیں کہ آنے والا سچ ہو کر آئیں گے کے رنگ میں آئے گا۔ چنانچہ جس کو امتی کر کے بیان کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث امام مکرّم سے ظاہر ہے اور نہ صرف بیانی کیا گیا بلکہ جو کچھ طاعت اور عیسوی اُمت پر لازم ہے وہ سب اس کے لازم حال ٹھہرا گئی۔

ششم یہ کہ بخاری میں صراحۃً الکتب بعد کتاب الشرح ہے اصل سچ ابن مریم کا اور حلیہ بتایا گیا ہے اور آنے والے سچ ابن مریم کا اور طریقہ ہر کیا گیا ہے۔ اب ان قرآن ستر کے دو صریح اور صاف طور پر ثابت ہے کہ آنے والا سچ ہرگز وہ سچ نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ اس کا مثیل ہے اور اس وقت اس کے آنے کا وعدہ تھا کہ جب کروٹا افراد مسلمانوں میں سے یہودیوں کے ٹیل ہو جائینگے تا خدا تعالیٰ اس اُمت کی دونوں قسموں کی استعدادیں ظاہر کرے نہ یہ کہ اس اُمت میں صرف یہودیوں کی نجس صورت قبل کرنے کی استعداد ہو اور سچ بنی اسرائیل میں سے آئے۔ بلاشبہ ایسی صورت میں اس مقدس اور روحانی معلم اور پاک نبی کی

یہی ہے کہ وہ بھی موت کے بعد ہی اُٹھایا گیا تھا۔ پھر نکلتے ہیں کہ شیعہ کا یہ بھی قول ہے کہ آسمان سے آیوہا عیسیٰ کوئی بھی نہیں وہ حقیقت ہمدی کا نام ہی عیسیٰ ہے پھر بعد اس کے تجویز فرماتے ہیں کہ بعض صوفیوں نے اپنے کشف سے اسی کے مطابق اس حدیث کے معنی کہ لا مہدی آکا عیسیٰ یہ کئے ہیں کہ ہمدی جو آئے والا ہے وہ حقیقت عیسیٰ ہی ہے کسی اور عیسیٰ کی حاجت نہیں جو آسمان سے نازل ہو۔ اور صوفیوں نے اس طرح آخرا زمان کے ہمدی کو عیسیٰ ٹھہرایا ہے کہ وہ شریعت محمدیہ کی خدمت کے لئے اسی طرز اور طریق پر آئے گا جیسے عیسیٰ شریعت موسویہ کی خدمت اور اتباع کے لئے آیا تھا۔

پھر صفحہ ۴۳۱ میں لکھتے ہیں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ پر اس کے نزول کے بعد رسولوں کی طرح وہی نبوت نازل ہوتی رہے گی۔ جیسا کہ مسلم کے نزدیک فواسل بن عیسیٰ کی حدیث میں ہے کہ یقتل عیسیٰ الدجال عند بلب لد الشراق فبینہما ہم کذا اللک اذا اوحی اللہ تعالیٰ الی عیسیٰ بن مریم۔ یعنی جب عیسیٰ دجال کو قتل کرے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ وحی نازل کرے گا۔ پھر لکھتے ہیں کہ وحی کا لایوہا جب ٹپل ہوگا۔ کیونکہ جب ٹپل ہی پیغمبرِ وحی لاتا ہے۔

اس تمام تفسیر سے معلوم ہوا کہ پچالیس سال تک برابر جو مدت توقف حضرت مسیح کی دنیا میں دوبارہ آنے کے لئے قرار دی گئی ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی کے نازل ہوتے رہیں گے۔ اب ہر ایک دانشمند اندازہ کر سکتا ہے کہ جس حالت میں تینیس برس میں تین سال جو قرآنی شریف کی نازل ہو گئی تھیں تو موت ضروری ہے کہ اس پچالیس برس میں کم سے کم پچاس جزو کی کتاب اللہ حضرت مسیح پر نازل ہو جائے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بات مسلم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ کو مضمون میں قرآن شریف سے قیاد رکھتی ہو پیدا ہو جائے۔ اور جو اکثر مسلم محال ہو وہ محال ہو تا ہے۔ فدیہ

(۱۹) اُنیسویں آیت یہ ہے وما فرسلنا قبلك من المرسلین الا انهم یاتون
الطعام ویبعثون فلیا سواقی (الجزء نمبر ۱ سورۃ الفرقان یعنی ہم نے تجھ سے پہلے جس
قدر رسول بھیجے ہیں وہ سب کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اور
پہلے ہم پھر قرآنی ثابِت کہ چکے ہیں کہ دیوبی حیات کے لوازم میں سے طعام کا کھانا ہے
سو چونکہ وہب تمام نبی طعام نہیں کھاتے لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہب فوت
ہو چکے ہیں جن میں جوہر مگر صحیح بھی داخل ہے۔

(۲۰) بیسویں آیت یہ ہے والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وہم
یخلقون اموات غیر احياء وما یشعرون ایمان یبعثون (سورۃ النحل الجزء نمبر ۱۲)
یعنی جو لوگ بنیضائد کے پرستش کئے جاتے اور پکارے جلتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا
نہیں کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ ہیں۔ مرچکے ہیں زندہ بھی تو نہیں ہیں اور نہیں جانتے
کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ دیکھو یہ آیتیں کس قدر مراحت سے صحیح اور ان سب
انسانوں کی وفات پر دلائل کر رہی ہیں جن کو یہود اور نصاریٰ اور بعض فرقہ عرب کے
اپنا معبود ٹھہراتے تھے اور ان سے دعائیں مانگتے تھے۔ اگر اب بھی آپ لوگ صحیح
ابن مریم کی وفات کے قائل نہیں ہوتے تو سید سے یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہمیں
قرآن کریم کے ماننے میں کلام ہے۔ قرآن کریم کی آیتیں سنکر پھر وہیں ٹھہر
نہ جانا کیا ایسا نادر دل کا کام ہے۔

(۲۱) اکیسویں آیت یہ ہے ما کان محمد اباً احد من رجال العہد و لکن رسول اللہ
وخاتم النبیین ^{صلی اللہ علیہ وسلم} یعنی محمد ^{صلی اللہ علیہ وسلم} علیہ وسلم تم میں سے کسی موعود کا باپ نہیں ہے مگر
وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلائل کر رہی ہے
کہ بعد ہمارے نبی ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا پس اس سے
بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ صحیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں نہیں نکلتا کیونکہ

حَامَتَنَا تَطِيرُ بِرِيَشِ شَوْقٍ وَفِي مَنْقَارِهَا تَحْتَضِنُ السَّلَامَ
إِلَى وَطَنِ النَّبِيِّ حَبِيبِ بَنِي وَسَيِّدِ رَسُلِهِ خَيْرِ الْإِنَامِ

↑
B
A
C
K

الرسالة

اللطيفة المشتملة على معارف القرآن ودقائقه المسماة

حَامَةُ الْبُشَى

إِلَى
أَهْلِ مَكَّةَ وَصُلَحَاءِ أُمِّ الْقُرَى

لِحَضْرَةِ أَحْمَدَ الْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ وَالْمَهْدِيِّ الْمَعْهُودِ

عَلَيْهِ دَعَاةٌ مُطَاعَةٌ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

الطبعة الأولى في رجب سنة ١٣١٠ الهجرية

اور جو یسعی کے نزول کا ذکر ہے کسی بوس کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان احادیث میں مذکور اس نام کو ظاہری معنوں پر محمول کرے کیونکہ وہ خدا کے اس قول کے مخالف ہے کہ "ماکان محمد اباحسد من رجاکم وکن رسول اللہ و خاتم النبیین" (یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیین کو ختم کر نیوالے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ فضل

واما ذکر نزول عیسیٰ ابن مریم
فماکان لمؤمن ان یحمل هذا
الاسم المذکور فی الاحادیث علی
ظاهر معناه لانه یخالف قول اللہ
عز وجل ماکان محمد اباحید من
رجالکم وکن رسول اللہ وخاتم
النبیین۔ الا تعلم ان الرب الرحیم
المتفضل سمی نبینا صلی اللہ علیہ

دونوں دفعہ ہو سکتے ہیں پس بالضرورت ثابت ہو گیا کہ ان دونوں حدیثوں میں سے ایک حق ہے اور ایک باطل ہے۔ پھر جب ہم موجودہ واقعات کی طرف دیکھتے ہیں تو یہ پاتے ہیں کہ نصاریٰ کی حکومت ایک دائرہ کی طرح تمام اپنی زمین پر محیط ہو گئی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمام بادشاہ ان کے خوف سے کانپتے ہیں اور ان کے دلوں پر خوف اور سکھ کا عالم طاری ہو گیا ہے اور ان کا یہ حیدہ ہے کہ یہ لوگ ہم پر غالب آئیں گے لیکن قوم کے دہشت اور خیالی دجال کا ہم

فی وقت واحد ولا یرتفعان
ثبت بالضرورة ان من هذین
الخبرین خبر حق وخبر باطل
ثم اذا نظرنا الی الوقائع الموجودة
فوجدنا حکومة التصری قد
احاطت کالدائرة علی اهل الارض
ونری ان السلاطین کلهم یرتعون
من هولهم وقد ظهرت علی
قلوبهم خوف وانحجام واعتقاد
بانهم علیهم غلبون ولکن لا نری
من الدجال الموهوم المتصور
فی خیالات القوم اثر ولا علامة

وَسَلَّمَ خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ اسْتِثْنَاءٍ
وَفَتَرَهُ نَبِيَّتَانِي قَوْلَهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي
بَيِّنَاتٍ وَاضِحٍ لِلظَّالِمِينَ - وَلَوْ جُوزَنَا
ظُهُورَ نَبِيِّ بَعْدِ نَبِيَّتَانَا صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ

اور دم کریموے رب نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم انبیاء
رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی
طاہرین کے لئے بیان افصح سے اسکی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد
کوئی نبی نہیں اور اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کو

وَرَأَى أَنَّ فَتَنَ النَّصْرِيِّ قَدْ
تَكَثَّرَتْ وَأَمْثَلَاتُ الْأَرْضِ مِنْ
مَكَاثِدِهِمْ فَهَذَا دَلِيلٌ وَاضِحٌ
عَلَى أَنَّ الْمَعْنَى الصَّحِيحَ نَزُولُ
الْمَسِيحِ عِنْدَ غَلْبَةِ النَّصْرِيِّ
عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا سَبِيلَ إِلَى
تَطْبِيقِ هَذِهِ الْحَادِيثِ الْمُتَعَاذَةِ
إِلَّا أَنْ نَقُولَ أَنَّ قَسْيَسِي النَّصْرِيِّ
هُمْ الدَّجَالُ الْمَعْهُودُ وَوَجِبَ
عَلَيْنَا أَنْ تَفْسِّرَ الْحَادِيثَ بِمَعْنَى
ظَهَرَتْ مَعَانِيهَا فِي الْخَارِجِ فَإِنَّ
الْحَادِيثَ الَّذِي ذَكَرْنَاهَا أَنْفَاقًا
بَعْضُهَا قَائِدٌ إِلَى أَنَّ الْمَسِيحَ
يَنْزِلُ عِنْدَ شَوْكَةِ النَّصْرِيِّ وَشَوْكَةِ
صَلْبِهِمْ وَتَسْلُطِهِمْ فِي الْأَرْضِ
وَكَانَ بَعْضُهَا قَائِدٌ إِلَى أَنَّهُ لَا

کوئی نشان اور علامت نہیں پاتے اور ہم
دیکھتے ہیں کہ نصاریٰ کے فتنے بڑھ گئے ہیں اور
زمین ان کے فزیبوں سے بھر گئی ہے پس یہ
ایک واضح دلیل ہے کہ صحیح معنی یہی ہیں کہ مسیح
اس وقت نازل ہوگا جب زمین پر نصاریٰ کا
غلبہ ہوگا اور ان متعارض احادیث میں
تطبیق کا سوائے اس کے اور کوئی طریق
نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ نصاریٰ کے علماء ہی
دجال محمود ہیں اور ہم پر واجب ہے کہ ہم
بعض احادیث کی ایسی تفسیر کر لیں جیسے کہ وہ
واقعہ میں ظاہر ہوئی ہیں کیونکہ جن احادیث کا
ابھی ہم نے ذکر کیا ہے ان میں سے بعض تو
اس طرف لے جاتی ہیں کہ مسیح نصاریٰ کی
شوکت اٹھ کر صلیب کی شوکت اٹھائے زمین پر تسلط
ہو جائے کہ تو نازل ہوگا ادا ان میں سے بعض سفر لے
جاتی ہیں کہ وہ اس وقت نازل ہوگا جب تباہی کا خروج
ہوگا اور وہ تمام زمین پر مسلط ہو

کہ جائز قرار دیں تو ہم دینی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اسکا کھلنا جائز قرار دیں گے جو بابت ہدایت باطل ہے جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور ہمارے رسول کے بعد کوئی نبی آئیے سکتا ہے جبکہ آپ کی

وسلم لجوزنا الفتاح باب وحی النبوة بعد تعلیقہا وھذا خلف کمالا یحییٰ علی المسلمین - وکیف یحییٰ نبی بعد رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم

جائیگا۔ پس ہم نے پہلے احادیث کے آثار تو دیکھ لیے اور ان کو اپنے زمانہ میں وقوع پذیر پایا اور ہم نے یہ بھی دیکھا کہ کہ صلیب کی شرکت سے متعلق احادیث بھی پوری ہو گئی ہیں اور اسی طرح واقعہ ہوتی ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ یہاں تک کہ ہم نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا لیکن وہ احادیث جو ان کی مخالف اور ان کے معنوں کی معارض ہیں یعنی حدیث خروج الدجال پر اس کا کوئی اثر ایک نما ہر نہیں ہو آپس دونوں معنوں میں سے جو ظاہر ہو گیا وہی حق ہے اور جو ظاہر نہیں ہوا وہ باطل ہے کہ اس میں فکر کرنا اور ان کی نفرت نے فعلی کما فی ہے۔

اس بات میں احادیث میں ایک بہت بھاری اختلافات یہ ہے کہ کس نے احادیث

ینزل الافی وقت خروج الدجال ونسلطہ علی وجہ الارض کلھا فرأینا آثار القائد الاقل ووجہہا واقعة فی زماننا ونری ان اخبار شوكة الصليب قد تمت ووقع کلھا ما اخبر عنها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی رأینہا باعیننا واما القائد الذی کان مخالفا لھا ومعارض المعانیہا اعنی حدیث خروج الدجال فما ظہر اثر منہ فالذی ظہر من المعینین هو الحق والذی ما ظہر من المعینین هو الباطل الذی اخطأ فیہ نظر المتفکرین۔

ومن الاختلافات العظيمة فی احادیث هذا الباب ان بعض

وفات کے بعد وحی منتقل ہو گئی ہے اور اللہ نے آپ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔ کیا ہم یہ عقیدہ رکھیں کہ عیسیٰ جس پر انجیل نازل ہوئی تھی خاتم انبیاء ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ہم یہ اعتقاد رکھیں

وقد انقطع الوحي بعد وفاته وختم الله به النبيين اعتقد بان عيسى الذي انزل عليه الانجيل هو خاتم الانبياء لا رسولنا صلى الله عليه وسلم

اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسیح مہدی کا تاج اور میلین بن کر آئیگا کیونکہ تمام امام قریش سے ہوں گے اور مسیح قریش سے نہیں۔

پس یہ جائز نہیں کہ اللہ اس کو اس امت

کا خلیفہ بنائے۔ اور بعض یہ بتاتی ہیں کہ مسیح

حکم اور عدل اور خلیفۃ اللہ بنکر آئیگا اور رب

کام اس کے اختیار میں ہوگا۔ اور

سوائے اس وحی کے جو اس پر چالیس

سال تک نازل ہوگی وہ کسی کی پیروی نہیں

کریگا۔ پس اس کی وحی سے بعض احکام ترک کر

منسوخ ہو جائیں گے اور بعض کا اضافہ ہو

گا اور اللہ اسی کے ساتھ نبوت اور وحی

کو ختم کریگا اور اس کو خاتم النبیین بنائیگا۔

اور اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہنے میں کہ اس

کی وحی قرآن کی معارض نہیں ہوگی اور

مسیح کے مسلمانوں کی طرح نماز پڑھنے اور

الاحاديث يدل على ان المسيح

لا يأتي الا تابعا ومطيعا للمهدي

فان الائمة من قریش والمسيح

ليس من قریش فلا يجوز ان يستقله

الله لهذه الامة وبعضها يدل

على ان المسيح يأتي حكما عدلا

وامامًا وخليفة من الله تعالى و

كل الامر يكون في يديه ولا يتبع

احدا الا وحى الله الذي ينزل

عليه الى اربعين سنة فينسخ حجة

بعض احكام الفرقان ويزيد بعضا

ويختم الله به النبوة والوحى و

يجعله خاتم النبيين - ومع هذا

يقولون ان حجة لا يعارض وحى

القرآن ويصلي المسيح كما يصلي

المسلمون ويصوم كما يصومون

مجموعہ اشہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد اول

از ۱۸۷۸ء تا ۱۸۹۳ء

النشۃ
الشکرۃ الاسلامیۃ ربوہ

B
A
C
K

(۶۶)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَلَّمَكَ اللَّهُ الْكِتَابَ

ہمنا فتحہ بیننا و بین قومنا بالحق دانستغیر الفاتحین

ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ جمع مسلمانان انصاف شعار و حضرات علمی نامدار

اسے خوان مومنین اے برہم داران سکنائے دہلی و متوطنان ایں سرزمین !!! بعد سلام
مسون و دعاے درویش نہ آپ سب حاجوں پر واضح ہو کہ اس رقت یہ حقیر غریب الوطن
چند غصے کے لئے آپ کے اس شہر میں مقیم ہے اور اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے
بعض اکابر علماء امیری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ملائکہ کا منکر
ابنشت و دوزخ کا اکلاری ادا ایسا آقا رح و بسبیل اور لیاتہ القدر اور معجزات اور معالجات
تجوی سے بچا منکر ہے۔ لہذا میں اظہار الحق عام و خاص اور تمام مذہبوں کی خدمت میں گزارش
کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور
ملائکہ اور لیاتہ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد
میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہلسنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔
جو قرآن اور حدیث کی مد سے مسلمہ القوت ہیں۔ اور سینما و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب

MORE

[

B
A
C
K

اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ امنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ و البعث بعد الموت و امنت بحکاب اللہ العظیم القرآن الکریم۔ و اتبعت افضل رسل اللہ و خاتم انبیاء اللہ محمدًا المصطفیٰ و اتامن بالمسلمین۔ و اشهد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشهد ان محمدًا عبدہ و رسولہ۔ و ہ احببنی مسلمًا و توفنی مسلمًا و احشرنی فی عبادک بالمسلمین۔ و انت تعلم ما فی نفسی و لا یعلم غیرک و انت خیر الشاہدین۔ اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے اور خداوند علیم و سمیع اولیٰ الشہدین ہے کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی مسلمان کہہ دیتا ہے۔ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں اور مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعوے نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں۔ بلکہ مجھے تو فقط مشیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہت ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے اشد درجہ کی مناسبت رکھتی ہے۔ غرض میں ایک مسلمان ہوں۔ ایہا المسلمون اتا منکم و اما کم منکم ہا امر اللہ تعالیٰ۔ خلاصہ کلام یہ کہ میں محدث اللہ ہوں اور مامور من اللہ ہوں اور بالانہیہ مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں جو صدی چار و ہم کے لئے مسیح ابن مریم کی خصلت اور رنگ میں مجبور و بی ہو کر رب السموات والارض کی طرف سے آیا ہوں۔ میں مغتری نہیں ہوں۔ وقد خاب من افترئ۔ خدا تعالیٰ نے دنیا پر نظر کی اور اس کو ظلمت میں پایا اور مصلحت عباد کے لئے ایک اپنے عاجز بندہ کو خاص کر دیا۔ کیا تمہیں اس سے کچھ تعجب ہے کہ وعدہ کے موافق صدی کے سر پر ایک مجدد بھیجا گیا اور جس نبی کے رنگ میں چلا۔

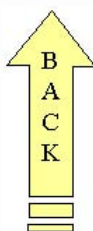
مائیل پیج باراقل

اِنَّ الْبَیِّنَاتِ لَکَانَ رُحُوْمًا

اِنَّ الْبَیِّنَاتِ لَکَانَ رُحُوْمًا

بفضلہ تعالیٰ

یہ رسائل اللہ جن کے نام بہ تفصیل ذیل میں



انجامِ اہم

خدائی فیصلہ - دعوتِ قوم

مکتوبِ عربی بنام علماء

مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہو کر عام فائدہ
کے لئے شائع کئے گئے

قادیان

قیمت فی جلد چھ

بھام

وَمَكَثَ عِنْدِي إِلَى مَدَّةٍ. فَيَكْشِفُ اللَّهُ عَلَيْهِ سِتْرِي فِي صَبْحَتِي. وَيُرَاهُ مِنْ بَعْضِ
 دَرَجَتِي وَرَجْعَتِي مِنْ نَمَازِ - پس خدا تعالی بعد از من خواهد گشت و از بعضی نشانها

آيَاتٍ وَعَجَائِبُ لِرَأْيَةِ مَنْزِلَتِي. إِلَّا الَّذِينَ يَجْعَلُونَنِي غَافِلِينَ مُنَافِقِينَ - وَلَا
 دَعَائِبُ لَهُ أَوْ رَأْيِهِ نَمُو. تا شناسائی در تیر من گردد. مگر آنانکه بصورت غافلان و منافقان می آیند و

يَطْلُبُونَ الْحَقَّ كَالنَّاشِطِينَ التَّائِبِينَ. فَأُولَئِكَ الَّذِينَ بَعْدُوا مِنِّي وَ
 حق را همچو ناشعان و تائبان نمی جویند - پس ایشان از من دور هستند اگر چه نزدیکان

لَوْ كَانُوا قَرِيبِينَ. رَضُوا بِالْبُعْدِ الْحَقِّ. وَمَا أَرَادُوا أَنْ يُعْطُوا حُظًّا مِنَ الْعَرْشَانِ
 باشند - ایشان بدو می و محرومی راضی شده اند - و نمی خواهند که حظه از معرفت ایشان را

وَمَا حَمَلَهُمْ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا فُسَادُ نِيَّاتِهِمْ. وَقَلَّةُ مَبَالَتِهِمْ. وَغَفْلَتُهُمْ فِي أَمْرِ الدِّينِ
 حاصل گردد - و هیچ چیز بجز فساد نیت و کمبود مبالغت و غفلت در حق دین را آماده نه کرده -

وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ أَقُولُ أَنْ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ لَا يَرَانِي إِلَّا بَعْدَ تَرْكِ الْأَهْوَاءِ
 درست است درست است میگویم که هر کس مرا بدید که از هوا و هوس و آرزو

وَالْإِمَانِي. وَلَيْسَ مِنِّي مَنْ يَقُولُ أَتَنَائِي وَتَسْوَانِي. وَبِلِقَى وَيُسْتَلْنِي. وَأَنَّهُ مِنْ
 دست بردار گردد - و آن کسی از من نیست که میگوید پس من و تو من - و خانه من و بار من - بلکه او را

الْمُجْرِمِينَ. وَأَنِّي جِئْتُ قَوْمِي لَأَمْنَعَهُمْ مِنَ مَسَاوِي الْأَخْلَاقِ - وَشَعْبِ النِّفَاقِ
 مجرمان است - و من برای این آمدم که از اخلاق بد منع کنم و طریق اخلاص و توحید بنامم -

وَأَسْرَحُ طَرِيقَ الْمُخْلِصِينَ الْمُتَعَدِّينَ - وَلَا دِينَ لَنَا إِلَّا دِينُ الْأَسْلَافِ. وَلَا كِتَابَ لَنَا
 و هیچ پیغمبری نداریم بجز دین اسلام و هیچ کتابی نداریم

إِلَّا الْفُرْقَانُ كِتَابُ اللَّهِ الْعَلَامُ. وَلَا نَجِي لَنَا إِلَّا مُحَمَّدٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ. صَلَّي اللَّهُ
 بجز قرآن شریف - و هیچ پیغمبری نداریم بجز حضرت محمد صلی الله علیه و سلم که خاتم الانبیاء

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ وَجَعَلَ اَعْدَاءَهُ مِنَ الْمَلْعُونِينَ - اَشْهَدُ اَنَا نَقِمْ سَك

است خدا بر دشمنان فرستاد و برکت نازل کرد و بر دشمنان او لعنت فرود آورد - گواه باشید که ما

بِكِتَابِ اللَّهِ الْقُرْآنِ - وَنَتَّبِعُ اقْوَالَ رَسُولِ اللَّهِ مِنْبِيعِ الْحَقِّ وَالْحَقَّانِ - وَنَقْبِلُ
بِكِتَابِ اللَّهِ كَقُرْآنِ شَرِيفٍ است پیغمبر می زنیم و سخن را رسول الله صلی الله علیه و سلم را که چشم حق و معرفت است

مَا نَعْقِدُ عَلَيْهِ الْاِجْمَاعَ بِذَلِكَ الزَّمَانِ - لِاتَزِيدَ عَلَيْهَا وَلَا نَنْقُصَ مِنْهَا

و پیروی می کنیم و همه آن امور را قبول می کنیم که در آن زمانه با جمیع صحابه صحیح قرار یافتند - نه بر آن امور

وَعَلَيْهَا نَحْمِي وَعَلَيْهَا نَمُوتُ - وَمِنْ زَادِ عَلَيَّ هَذِهِ الشَّرِيعَةِ مِثْقَالَ خَرَّةٍ اَوْ نَقُصَ

زیاده می کنیم و نه از آنها کم میسازیم - و بر آنها نازند خواهیم ماند و بر آنها نخواستیم بود - و هر که بمقدار یک ذره بر شریعت

مِنْهَا اَوْ كَفَرَ بِصِفَتِهَا اِجْمَاعِيَةٍ - فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ

زیاده کرد یا کم نمود یا بشکافیم همه را - پس بر لعنت خدا و لعنت فرشتگان و همه تو میایست

هَذَا اِعْتِقَادِي - وَهُوَ مَقْصُودِي وَمِرَادِي - وَلَا اُخَالِفُ

این اعتقاد من است و همین مقصود من است و مراد من - و من

قَوِي فِي الْاَصُولِ الْاِجْمَاعِيَةِ - وَمَا جِئْتُ بِمُحَدَّثَاتٍ كَالْفِرَاقِ الْمُبْتَدَعَةِ

با تو من خود در اصول اجماعیه اختلاف نمی دارم - و آنچه بدعتی چیز است نو پیدا نیارده ام -

بَيِّدَ اِنِّي اُرْسَلْتُ لِتَجْدِيدِ الدِّينِ وَاصْلَاحِ الْاِمَّةِ عَلَى رَأْسِ هَذِهِ الْمِائَةِ - فَاذْكُرْهُمْ

گواهی می دهم که من برای تازه کردن دین و اصلاح امت بر سر این صدی فرستاده شده ام - پس ایشان را

بَعْضُ اَنْفُسِ اَمْرِ الْعُلُومِ الْحَكِيمَةِ - وَالرَّاقِعَاتِ الْعَصِيمَةِ الْاَصْلِيَّةِ - وَجَعَلَنِي

بعضی از امور علم حکیمه و راقعات عصیمه اصلیه - و مرا بر دگر من

رَبِّي عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَى طَرِيقِ الْبُرُودِ الرَّحْمَانِيَةِ بِصَلَاتِهِ اِسْرَادَ لِنَفْعِ الْعَامَةِ -

بر طریق برودات رحمانیه عیسی بن مریم گردانید - برائے صلحی که بفرمان افاده مخلوقات





گذشتہ باب میں آپ مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ ”نبوت بند ہے۔“ اور حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ اب دنیا کسی نئے نبی کے وجود سے مستغنی ہو گئی ہے۔ لیکن جیسا کہ قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر یہ کلام اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سے اختلافات پائے جاتے۔ اس آیت کریمہ نے فیصلہ کر دیا کہ اگر مدعی نبوت کے اقوال میں اختلاف ہو تو وہ اپنے دعویٰ نبوت میں سچا نہیں بلکہ جھوٹا ہے اور آنجہانی مرزا قادیانی بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ:

1- ”جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔“ (براہین احمدیہ حصہ

پہلے ص 112 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 21 ص 275)

2- ”اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک

کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔“ (ضمیمہ حقیقتہ الوحی ص 184

مندرجہ روحانی خزائن نمبر 22 ص 191)

3- ”ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں کیونکہ

ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔“ (ست بہن ص 31

مندرجہ روحانی خزائن نمبر 10 ص 143)

4- ”کسی عقل مند اور صاف دل انسان کی کلام میں تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو، اس کا کلام بیشک متناقض ہو جاتا ہے۔“ (ست بچن ص 30 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 10 ص 142)

چونکہ خود مرزا صاحب بھی مدعی نبوت ہیں، اس لیے ان کے صدق و کذب کے پرکھنے کی ایک آسان سی صورت یہ بھی ہے۔ کہ دیکھا جائے کہ آیا خود مرزا صاحب کے کلام میں تناقض تو نہیں پایا جاتا، اگر ان کے کلام میں تناقض و تعارض پایا جاتا ہو تو بحوالہ فیصلہ قرآنی مرزا قادیانی اپنے دعویٰ نبوت میں کاذب قرار پاتے ہیں۔

مرزا صاحب کے کلام میں تناقض کی اس قدر بھرمار ہے کہ جس کا احصار اس جگہ ممکن نہیں۔ اس لیے بطور مشتمل نمونہ از خردارے چند مثالوں پر اکتفا کی جاتی ہے اور فیصلہ قارئین کرام کے شعور و انصاف پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

آنجنابی مرزا قادیانی نے پینترہ بدلتے ہوئے اپنے سابقہ عقیدہ میں بددیانتی سے انحراف کیا اور ختم نبوت کے مسلمہ عقیدہ پر چوٹ لگاتے ہوئے نبوت کے جاری ہونے پر اصرار کیا۔ اور خود نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ مرزا قادیانی کے نئے عقیدہ کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

(1) میرے پاس جبرائیل آیا

VIEW
PROOF

”میرے پاس آئیل آیا اور اس نے مجھے جن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا..... اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے اس لیے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔“
(حقیقتہ الوحی ص 103، روحانی خزائن نمبر 22 ص 106 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(2) خدا تعالیٰ کی وحی

VIEW
PROOF

”میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے

پر نازل ہوا..... اور یہ دعویٰ امت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں۔“

(حقیقتہ الوحی ص 387، روحانی خزائن نمبر 22 ص 503 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(3) خدا نے میرا نام نبی رکھا

VIEW
PROOF

”اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچے ہیں۔“

(حقیقتہ الوحی ص 387، روحانی خزائن نمبر 22 ص 503 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(4) کثرت وحی

VIEW
PROOF

”غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقصاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔“

(حقیقتہ الوحی ص 391، روحانی خزائن نمبر 22 ص 406، 407 از مرزا قادیانی)

(5) امتی بھی، نبی بھی

VIEW
PROOF

”جس قدر نبی گذرے ہیں، ان سب کو خدا نے براہ راست جن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا۔ لیکن اس امت میں آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔“
(حقیقت الوحی ص 28 (حاشیہ) روحانی خزائن نمبر 22 ص 30 از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(6) بارش کی طرح وحی نازل ہوئی

”مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی“
اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔“
(حقیقت الوحی ص 150، روحانی خزائن نمبر 22 ص 153، 154 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(7)

”میں خدا تعالیٰ کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔
میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔“
(حقیقت الوحی ص 150، روحانی خزائن نمبر 22 ص 154 از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(8) قادیان، رسول کا تخت گاہ

”تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے۔“

(دافع البلاء ص 14، روحانی خزائن نمبر 18 ص 230 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(9) ختم نبوت، ایک باطل عقیدہ، اسلام شیطانی مذہب

”یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الہی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔ صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا۔ جو کچھ ہیں، قصے ہیں اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں اپنی جان بھی فدا کرے، اس کی رضا جوئی میں فدا ہو جائے اور ہر ایک چیز پر اس کو اختیار کر لے، تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات اور مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا۔“

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں مجھ سے زیادہ ہزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا۔ (دریں چہ ٹک۔ ناقل) میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا مذہب جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور اندھا رکھتا ہے اور اندھا ہی مارتا اور اندھا ہی قبر میں لے جاتا ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 184، روحانی خزائن جلد 21 ص 354 از مرزا

قادیانی)

(10) ایک غلطی کا ازالہ

VIEW
PROOF

”ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک محبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے، وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے، اس لیے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے

ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے، وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے، حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے الفاظ، رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص 3، روحانی خزائن نمبر 18 ص 206 از مرزا قادیانی)

(11) نبوت کا دروازہ کھلا ہے

VIEW
PROOF

”پس یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے مل سکتی ہے۔ براہ راست نہیں مل سکتی۔ اور پہلے زمانہ میں نبوت براہ راست مل سکتی تھی۔ کسی نبی کی اتباع سے نہیں مل سکتی تھی۔“

(حقیقتہ النبوة حصہ اول ص 228، از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

(12) مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین کی گواہی

VIEW
PROOF

ذیل میں مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا محمود کی کتاب کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے جس میں وہ مرزا قادیانی کے حوالہ جات نقل کر کے استدلال کرتا ہے کہ نبوت جاری ہے اور مرزا قادیانی نبی ہے۔

(الف) ”میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔“ (نزول المسیح ص 48)

(ب) ”میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظہور ظہور کاملہ کے“ میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔“ (نزول

(پ) ”ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اس کو تمام انبیاء کی صفات کاملہ کا منظر ٹھہرایا ہے۔“

(نزول المسیح ص 48)

(ت) ”اس فیصلہ کرنے کے لیے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا وہ قرنا کیا ہے؟ وہ اس کا نبی ہو گا۔“ (چشمہ معرفت ص 318)

(ث) ”اس طرح پر‘ میں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔ چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے‘ اور عیسیٰ ایک نبی ہے پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 189)

(ث) ”خدا نے نہ چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء)

(ج) ”ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے‘ وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص 1)

(ج) ”میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر پچشم خود دیکھ چکا ہوں۔ کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص 3)

(ج) ”اس واسطے کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمدؐ اور احمدؑ میں مسیٰ ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔“ (ایک

(خ) ”میں خدا کے حکم کے موافق بنی ہوں۔“ (آخری خط مرزا قادیانی مندرجہ اخبار عام 26 مئی 1908ء)

(د) ”میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشین گوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنی متحقق نہیں ہو سکتے۔“ (آخری خط مرزا قادیانی مندرجہ اخبار عام 26 مئی 1908ء)

(ڈ) ”پس اس بنا پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے کہ اس زمانے میں کثرت مکالمہ، مخاطبہ الہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے۔“ (آخری خط مرزا قادیانی مندرجہ اخبار عام 26 مئی 1908ء)

(ز) ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشین گوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔“ (بدر 5 مارچ 1908ء)

(ر) ”جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں، اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔“ (آخری خط مرزا قادیانی مندرجہ اخبار عام 26 مئی 1908ء)

(ڑ) ”میں نبی ہوں اور امتی بھی ہوں تاکہ ہمارے سید آقا کی وہ پیش گوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہو گا اور نبی بھی ہو گا۔“ (آخری خط مندرجہ اخبار عام 26 مئی 1908ء)

(ز) ”کبھی نبی کی وحی خبر واحد کی طرح ہوتی ہے اور مع ذالک مجمل ہوتی ہے اور کبھی وحی ایک امر میں کثرت سے اور واضح ہوتی ہے..... پس میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ کبھی میری وحی بھی خبر واحد کی طرح ہو اور مجمل ہو۔“ (لیکچر سیا لکوت ص 33)

(س) ”اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راہباز مقدس نبی گذر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیے جائیں‘ سو وہ میں ہوں۔ اسی طرح اس زمانے میں تمام بدوں کے نمونے بھی ظاہر ہوئے۔ فرعون ہو یا وہ یہود ہوں جنہوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا یا ابوجہل ہو‘ سب کی مثالیں اس وقت موجود ہیں۔“
(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 90)

(حقیقت النبوة حصہ اول ص 213 تا ص از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

(13) امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا انخفاء نہ رکھنا چاہیے

VIEW
PROOF

”5 مارچ 1908ء کے پرچہ اخبار بدر میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ڈائری کے ذیل میں مذکور ہے کہ ایک احمدی سے ایک نواب ریاست نے سوال کیا کہ کیا حضرت مرزا صاحب رسالت کے مدعی ہیں جس کے جواب میں اس احمدی دوست نے کہا کہ ان کا ایک شعر ہے۔

من نیستم رسول دنیا و ردہ ام کتاب ہاں ملہم استم وز خداوند منذر م
اس سوال و جواب کا ذکر اس احمدی دوست نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت میں کیا جس پر حضور نے فرمایا کہ

”اس کی تشریح کر دینا تھا کہ ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو۔ دیکھو جو امور ساوی ہوتے ہیں ان کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہیے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں‘ صحابہ کرامؓ کے طرز عمل پر نظر کرو‘ وہ بادشاہوں کے درباروں میں گئے اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا‘ وہ صاف صاف کہہ دیا اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھجکے‘ جیسی تو لایخافون لومة لائم کے مصداق ہوئے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشین گوئیاں بھی کثرت سے ہوں‘ اسے

نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریحی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعوے کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں، نبی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی، صرف خدا کی طرف سے پیش گوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہو۔ پس وہ نبی کہلائے یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لیے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے مصلحوں سے ممتاز کرے۔ دیکھو اور لوگوں کو بھی بعض اوقات سچے خواب آجاتے ہیں بلکہ بعض دفعہ کوئی کلمہ بھی زبان پر جاری ہو جاتا ہے جو سچ نکل آتا ہے یہ اس لیے تا ان پر حجت پوری ہو اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کو یہ حواس نہیں دیئے گئے، پس ہم سمجھ نہیں سکتے کہ یہ کس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔

آپ کو سمجھانا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں، ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو، وہ مروہ ہے۔ یہودیوں عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مروہ کہتے ہیں تو اسی لیے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لیے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیے، صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں کہ یہ تو چوہڑے چماروں کو بھی آجاتے ہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الہیہ ہونا چاہیے اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیش گوئیاں ہوں اور ملحوظ کیفیت و کیفیت کے بڑھ چڑھ کر ہو، ایک مصرع سے تو شاعر نہیں ہو سکتے، اسی طرح معمولی ایک دو خوابوں یا الہاموں سے کوئی مدعی رسالت ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اسی لیے ہم نبی ہیں، امرحق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیے۔“ (بدر 5 مارچ 1908ء جلد 7 نمبر 9 ص 2)

(حقیقتہ النبوة ص 272 از مرزا بشیر الدین محمود)

(14) گردن پر تلوار

VIEW
PROOF

”اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو میں اسے کہوں گا۔ تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں۔ اور ضرور آسکتے ہیں۔“

(انوار خلافت ص 65 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

(15) نبوت کا قادیانی تصور

VIEW
PROOF

”مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ وہ وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کو نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے۔ اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور داویاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے۔ اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے۔“

(تریاق القلوب ص 152 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 279، 280 از مرزا

قادیانی)



بائیل رحمہ بار اول

قادر کے کار و بار نمودار ہو گئے۔ کافو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ لَكُمْ آيَاتُنَا لَعْنَةُ الْمُرْسِلِينَ الْأَمْهَمُ لَكُمْ الْمُنْصَرَفُ
 رَأَاهُ جَدُّ نَا لَهْمُ الْغَالِبُونَ سُدَّةً صَافَاتٍ
 وَكَفَانِي مِمَّا أَوْحَى إِلَيَّ هَذَا الْوَحْيُ الْمُبَشِّرُ
 قَالَ رَبِّكَ أَنَّهُ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَا يُوضِيكَ وَمَا نَسْتَفِزُّ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ
 مَا أَرْسَلَ نَبِيًّا إِلَّا أَخْرَجْنَا بِاللهِ قَوْلًا لَّا يُؤْمِنُونَ. إِنَّ اللهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا
 وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ. وَيُشِرُّ الَّذِينَ آمَنُوا بِأَنَّ لَكُمْ الْفَتْحَ. وَاللهُ مَعَكُمْ
 نُوْرٌ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ كَسَبَ لَّا غَلَبَتِ الْمُؤْمِنُونَ لَّا تَغْتَابُوا لَّا يَخْشَوْنَ
 — وَلَدِي الْمُرْسَلُونَ —

حَقِيقَةُ الْوَحْيِ

خدا تعالیٰ کا ہزار ہا شکر ہے کہ یہ کتاب جامع جیسے ہر ایک قسم کے
 حقائق اور معارف اور ہر ایک آسمانی نشان و رجحان میں محض اسی کے
 فضل اور کرم اور خاص اس کی توفیق اور تائید سے مرتب و تالیف ہو کر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام مینچر مطبع کے چھپی

تلا

B
A
C
K

لَدُن سَرَبَتِ کَرِیْم۔ در کلام تو چیزے سست کہ شعر ارادہ
 نصیح کیا گیا ہے۔ تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو
 دخل نہیں۔ اے میرے خدا مجھے وہ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے تجھے خدا دشمنوں سے
 العدا ویسطو بکل من سطا۔ برزما عندہم من السراح۔ انی
 بجائے گا اور حملہ کرنے والوں پر حملہ کر دے گا۔ انہوں نے جو کچھ اُن کے پاس تھا تو سب ظاہر کر دئے
 ساخبرہ فی آخر الوقت۔ انک لست علی الحق۔ ان اللہ رؤف
 میں مولوی محمد حسین بنالی کو آخر وقت میں خبر دید و شکاک تو حق پر نہیں ہے۔ خدا رؤف و
 رحیم۔ انا التالک الحدید۔ انی مع الافواج اتیک بغتۃ۔
 رحیم ہے۔ ہم نے تیرے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔ میں فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤں گا۔

انی مع الرسول اُجیب اُخطی واصیب۔ وقالوا انی لک
 میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا اپنے ارادہ کو کسی چھوڑ بھی دوں گا اور کسی ارادہ پورا کر دوں گا۔ اور کہیں گے کہ تجھ پر نیکو
 ہذا اقل هو اللہ عجیب۔ جاءنی ایل واختار۔ وادار اصبعہ
 سے حاصل ہوا۔ کہہ خدا ذو العجاہب ہے۔ میرے پاس آیل آیا اور اس نے مجھے چُن لیا۔ اور اپنی انگلی کو گردش دی
 و اشار۔ ان وعد اللہ اتی۔ فطوبی لمن وجد ورأی۔ الامراض
 اور پتہ اشارہ کیا۔ کہ خدا کا وعدہ آگیا۔ پس مبارک وہ جو اُس کو پا دے اور دیکھے۔ طرح طرح کی بیماریاں

اُحاشیہ۔ اس وحی الہی کے ظاہری الفاظ یہ سننے رکھتے ہیں کہ میں خطا بھی کروں گا اور صواب بھی یعنی میں جو چاہوں گا
 کبھی کروں گا اور کبھی نہیں کروں گا۔ اور کبھی میرا ارادہ پورا ہو گا اور کبھی نہیں ہو گا۔ ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کے کلام میں آجاتے ہیں۔
 جیسکہ احادیث میں لکھا ہے کہ میں مومن کی قبض روح کے وقت تردد میں پڑتا ہوں۔ جہاں کہ خدا تو دوسنے پاک ہے
 اسی طرح یہ وحی الہی ہے کہ کبھی میرا ارادہ خطا جاتا ہے اور کبھی پورا ہو جاتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ کبھی میں
 اپنی تقدیر اور ارادہ کو خسرو کر دیتا ہوں اور کبھی وہ ارادہ جیسکہ جا رہا ہوتا ہے۔ منہ
 * اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جو برائیاں کا نام رکھا ہے اس لئے کہ باور بار و جوع کرتا ہے۔ منہ

وحی الہی نے مجھے ٹھیکرایا ہے اور تصریح بیان فرمایا کہ وہ میرے حق میں اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔ ومن ینکر بہ فلیبارز للمباہلۃ ولعنة الله علی من کذب الحق وافتوی علی حضرة الحق۔ اور یہ دعویٰ اُمت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صوف میں اس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہو کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو! میری مُراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت دلایا ہوں۔ صرف مُراد میری نبوت سے کثرت مکالمات و مخاطبات الہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہو۔ سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اُس کی کثرت کا نام بموجب حکم الہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکن ان یصطلح۔

اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہو کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو عین لاکھ تک پہنچتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اس کتاب میں بھی لکھے گئے ہیں۔ اگر اُس کے معجزانہ افعال اور کھلے کھلے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے صدق پر گواہی نہ دیتے تو میں اُس کے مکالمہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا۔ اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اُس کا کلام ہے پر اُس نے اپنے اقوال کی تائید میں وہ افعال دکھائے جنہوں نے اُس کا چہرہ دکھانے کے لئے ایک صاف اور روشن آئینہ کا کام دیا +

آجاتے ہیں کسی مسلمان کا کام نہیں بلکہ ان لوگوں کا کام ہے جو حقیقت اسلام کے دشمن ہیں۔ اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کیلئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ انکا مسراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کے رُوسے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ یا تاہوں بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد

مکالمہ و مخاطبہ الہی سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔ اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلاتا ہوگا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائیگا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہونگے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فلا یظہر علی غیبہ احد الا من اراد منی رسول یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جب قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرے نو برس بھری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اگر کوئی منکر ہو تو باری نبوت اس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے

میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت ہجرت اور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہو گا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے اور یاد ہے کہ ہم نے محض نمونے کے طور پر چند پیشگوئیاں اس کتاب میں لکھی ہیں مگر دراصل وہ کئی لاکھ پیشگوئی ہر جن کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس اجڑو سے کم نہیں ہو گا۔ اب ہم اسی قدر پر کتاب کو ختم کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے چاہتے ہیں کہ اپنی طرف سے اس میں برکت ڈالے۔ اور لاکھوں دلوں کو اسکے ذریعہ سے ہماری طرف کھینچے۔ آمین ۛ واخبر دعونا ان الحمد لله رب العلمین ۛ

ت

ۛ خدا کے کلام میں یہ امر قریب افتہ تھا کہ دوسرا حصہ اس اُمت کا وہ ہو گا جو صحیح موعود کی جماعت ہوگی۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو دوسروں سے علیحدہ کر کے بیان کیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَاٰخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْفُظُوْا بِهٖمْ يَمْنٰتِ مُحَمَّدٍ میں ہر ایک اور فرقہ بھی ہر جو بعد میں آخری زمانہ میں آئیے والے ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی کی پشت پر مارا اور فرمایا لو کان الايمان محلقا بالذریا لئلا لرجل من فارس اور یہ میری نسبت پیشگوئی تھی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے وہی حدیث بطور وحی میرے پر نازل کی اور وحی کی رو سے مجھ سے پہلے اس کا کوئی مصداق معین نہ تھا اور خدا کی وحی نے مجھ میں کر دیا۔ فالحمد لله رب

اور اس کی اُمت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور مجر
اُس کے کوئی نبی صاحبِ قائم نہیں ایک وہی ہے جس کی فہرے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہو
جس کے لئے اُمتی ہونا لازمی ہے۔ اور اُس کی ہمت اور ہمدردی نے اُمت کو ناقص حالت
پر چھوڑنا نہیں چاہا۔ اور اُن پر وحی کا دروازہ جو حصولِ معرفت کی اصل جڑ ہے بند رہنا
گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیضِ وحی آپ کی پیروی
کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص اُمتی نہ ہو اُس پر وحی الہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے ان معنوں
سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے
اپنا اُمتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے۔ ایسا انسان
قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پاسکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہو مگر ظاہری نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیضِ محمدی سے وحی پانا۔ وہ
قیامت تک باقی رہے گی۔ انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہوا اور تا یہ نشانِ دنیا کو مٹ نہ جائے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہو کہ مکالمات اور مخاطبات الہیہ
کے دروازے کھلے رہیں اور معرفتِ الہیہ جو مدارِ نجات ہے مفقود نہ ہو جائے۔

کسی حدیث صحیح سے اس بات کا پتہ نہیں ملے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
کوئی ایسا نبی آئیو والا ہے جو اُمتی نہیں یعنی آپ کی پیروی سے فیض یاب نہیں اور اسی جگہ سوائے

چھ حقائق؛ اس پر کہ سوالِ طبعاً ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی اُمت میں پہلے نبی گذرے ہیں۔ پس یہ حالت میں موسیٰ کا
افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اس کے جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گذرے ہیں اُن سب کو خدا نے براہِ راست نبی لیا تھا۔ حضرت
موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا۔ لیکن اس اُمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت ہزار بار اولیاءِ کرام
ہیں اور ایک دوسری بڑھتی ہوئی ہے اور یہی ہے۔ اس کثرتِ فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔ امرِ الٰہی خیر کے انگ
کے کے باقی تمام لوگ اکثر موسیٰ اُمت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔ رہے انبیاءِ موم بیان کی جگہ پر کہ انہی حضرت موسیٰ کو
کہ نہیں پایا بلکہ وہ براہِ راست نبی کے لئے مگر اُمتِ محمدیہ میں ہزار بار اُن محض پیروی کو جس سے دل کے لئے منہ

۱۳۹

میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہو گا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنیوا لا مسیح میں ہی ہو گا۔
 اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے
 فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جفا ہوا
 تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سو نازل ہو گئے، اس لئے میں نے خدا کی وحی کو
 ظاہر پر عمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو
 براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اسکے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود
 جو آنے والا تھا تو وہی ہے۔ اور ساتھ اس کے صد ہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری
 تصدیق کیلئے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے
 کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو یہی تھا جو میں نے براہین احمدیہ
 میں لکھ دیا تھا اور پھر میں نے اس پر کفایت نہ کر کے اس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ اللہ
 سے ثابت ہوا کہ وہ حقیقت مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہو اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اسی اُمت
 میں سے آئیگا۔ اور عیساکہ جب دن پڑھ جاتا ہو تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح صد ہا نشانوں
 اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ اللہ لالت آیات اور مخصوص صریحہ حدیث نے مجھے اس بات
 کے لئے مجبور کر دیا کہ میں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو
 مجھے اس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی۔ میں پوشیدگی کے کجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے
 یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔ اُس نے گوشہ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ میں نے چاہا کہ میں
 پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروج مگر اُس نے کہا کہ میں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت ڈول گا۔
 پس یہ اُس خدا سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہو۔ اسی طرح اوائل میں میرا
 یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت؟ وہ نبی ہو اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہو۔
 اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں
 جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور

۱۵۰

صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور جیسا کہ میں نے نوٹ کے طور پر بعض عبارتیں خدا تعالیٰ کی وحی کی اس رسالہ میں بھی لکھی ہیں اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی تینیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر دکر سکتا ہوں۔ میں اُسکی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ اُن تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔ اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اُس نبی کا ہوں جو غیر الرسل ہے۔ اسلئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس کے نہ کہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ الفاظ میرے اُن لوگوں کو گوارا نہ ہونگے جن کے دلوں میں حضرت مسیح کی محبت پریش کی حد تک پہنچ گئی ہو مگر میں اُنکی پروا نہیں کرتا۔ میں کیا کر دوں اور کس طرح خدا کے حکم چھوڑ سکتا ہوں اور کس طرح اُس روشنی کو جو مجھے دی گئی تارک کر میں آسکتا ہوں خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کا پیروی کر نیوالا ہوں۔ جیسا کہ مجھے اس علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اُسکی طرف سے علم ہوا تو میں نے اُسکے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں۔ بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا۔ ہاں میں اس قدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خدا تعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش مار رہی ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالف وہ تو ہیں کہ الفاظ استعمال کئے ہیں کہ قریب ہے کہ اُن کو آسمان چھٹ جائیں پس خدا دکھلا تا ہے

چچہ یاد ہے کہ بہت لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سُکر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اُس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زناؤں پر براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افہام و جانید کا کمال ثابت کرنے کیلئے یہ قریب ہوتا ہے کہ آپ فیض کی برکت مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اسلئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصل نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور صحیحہ الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعے سے ملتا ہے۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ
الْفَاتِحِينَ

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعلی سے نجات
دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام

ۛ

دَافِعُ الْبَلَاءِ وَمُعْيَاذُ أَهْلِ الْأَصْطِفَاءِ

بمقام

قادیان دارالامان

بانتقام حکیم فضلہ دین صاحب مطبع ضیاء الاسلام

میں چھپا

اپریل ۱۹۰۶ء

تعداد جلد ۵۰۰

نہیں ہوتا کہ ایک رسول کے انکار سے دُنیا میں کوئی تباہی بھیجی جائے بلکہ اگر لوگ شرافت اور تہذیب سے خدا کے رسولوں کا انکار کریں اور دست درازی اور بدزبانی نہ کریں تو انکی سزا قیامت میں مقرر ہو۔ اور جس قدر دُنیا میں رسولوں کی حمایت میں مری بھیجی گئی ہے وہ محض انکار سے نہیں بلکہ شرارتوں کی سزا ہے۔ اسی طرح اب بھی جب لوگ بدزبانی اور ظلم اور تعدی اور اپنی خیانتوں سے باز آجائیں گے اور شریفانہ برتاؤ اُن میں پیدا ہو جائے گا۔ تب یہ تنبیہ اُٹھالی جائیگی مگر اس تقریب پر بہت سے سعادت مند خدا کے رسول کو قبول کر لیں گے اور آسمانی برکتوں سے حصہ لیں گے اور زمین سعادت مندوں سے بھر جائیگی۔ (۳) تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دُنیا میں رہے گوشتِ ریں تک رہے قادیان کو اسکی خونناک تباہی سے محفوظ رکھیں گا کیونکہ یہ اُسکے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کیلئے نشان ہے۔

منظ

B
A
C
K

اب اگر خدا تعالیٰ کے اس رسول اور اس نشان سے کسی کو انکار ہو اور خیال ہو کہ فقط اسی نمازوں اور دُعائوں سے یا مسیح کی پرستش سے یا گائے کے طفیل کو یا ویدوں کے ایمان سے باوجود مخالفت اور دشمنی اور نافرمانی اس رسول کے طاعون دور ہو سکتی ہے تو یہ خیال بغیر ثبوت کے قابل پذیرائی نہیں۔ پس جو شخص ان تمام فرقوں میں سے اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت دینا چاہتا ہے تو اب بہت عمدہ موقع ہے۔ گویا خدا کی طرف سے تمام مذاہب کی سچائی یا کذب پہچاننے کیلئے ایک نمائش گاہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور خدا نے سبقت کر کے اپنی طرف سے پہلے قادیان کا نام لے دیا ہے۔ اب اگر آریہ لوگ وید کو سچا سمجھتے ہیں تو انکو چاہیے کہ بنارس کی نسبت جو وید کے درس کا اصل مقام ہے ایک پیشگوئی کر دیں کہ انکا پر مشر بنارس کو طاعون سے بچلے گا۔ اور سناتن دھرم والوں کو چاہیے کہ کسی ایسے شہر کی نسبت جس میں گائیاں بہت ہوں مثلاً امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ گنو کے طفیل اس میں طاعون نہیں آئیگی۔ اگر اس قدر گنو اپنا معجزہ دکھا دے

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً

آنانکه بر دعوای ماحمله میکنند	وز راه چهل عویذ با بر تو کنند
گریک نظر کنند درین نسخه کتاب	ہست این یقین کہ ترک عباد و با بکنند
باور نمیکنم کہ نیایند عذر خواہ	دین امر دیگر است کہ ترک حیا کنند

برایین احمدیہ

چشم (۵)

لقب

بالحمدین الاحمد علی حقہ کتاب القرآن والنبوة المحمدیہ

مؤلفہ

حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

کیا عزت اور کیا مرتبت اور کیا تاثیر اور کیا قوت قدس سرہ اپنی ذات میں دکھتا ہے جس کی پہرہ کی دعویٰ کرنے والے صرف اندھے اور نادان ہوں۔ اور خدا تعالیٰ اپنے مکالمات و مخاطبات سے انہی انہیں نہ کھولے۔ یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الہی کا موازنہ ہمیشہ کیلئے بند ہو گیا ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔ صرف حقوں کی پوجا کو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی تپہ نہیں ملتا۔ جو کچھ میں قصے ہیں۔ اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں اپنی جان بھی فدا کرے اس کی رضا جوئی میں فنا ہو جائے اور ہر ایک چیز پر اس کو اختیار کرے تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات اور مخاطبات کے اس کو مشرف نہیں کرتا۔

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب کے اور کوئی نہ ہو گا۔ میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا مذہب جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور اندھا دکھتا ہے اور اندھا ہی مارتا اور اندھا ہی قبر میں لے جاتا ہے۔ مگر میں ساتھ ہی خدا کے کریم و رحیم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ افسوس! ایسا مذہب نہیں ہے بلکہ دنیا میں صرف اصلاح رہی یہ خوبی اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ بشرط سچی اور کامل اتباع ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکالمات الہیہ سے مشرف کرتا ہے۔ اسی وجہ سے تو حدیث میں آیا ہے کہ علماء امتی کا بنیاد بنی احوال یعنی میری امت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ اس حدیث میں بھی علماء ربانی کو ایک طرف امتی کہا اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی ہے۔

اور خود ظاہر ہے کہ جبکہ خدا تعالیٰ قدیم سے اپنے بندوں کے ساتھ مکالمہ ہوتا آیا ہے یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں عورتوں کو بھی خدا تعالیٰ کے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف حاصل ہوا ہے جیسے حضرت موسیٰ کی ماں اور مریم صدیقہ کو تو پھر یہ امت کیسی بد قسمت اور بد نصیب!

ایک غلطی کا ازالہ

از:-
حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پبلشر:- ناظر الیف و تصنیف
ربوہ منلع جنگ

دو ہزار

تعداد طبع

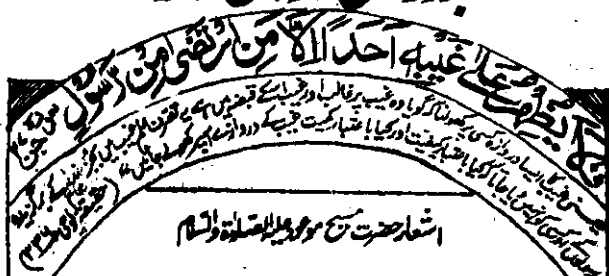
ایک غلطی کا ازالہ

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جنکو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک محبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے انکو نہ امت اٹھانی پڑتی ہے چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالفت کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔

حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے امیں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک نفع بلکہ صد ہا دفعہ پھر کو نکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح کا اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احادیث میں بھی جسکو طبع ہوئے بانیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے۔

(الہامی)

مقام اوسین ازراہ تحقیقہ
بدورانش رسولان نازگروند



انچہ داد است ہر نری را جام	تا	داد آں جام را مراتبام
انبیا گر یہ بودہ اند بے	من	بعفان نہ کمترم دے
کم یم زان ہمہ بروئے یقین	ہر کہ	گوید دروغ بہت لعین

الحمد للہ تم ائمہ شد کہ کتاب



حصہ اول

از افادات حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فضل عمر غلیفۃ المسیح والہدی
خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جمیع اصولی طور پر حضرت جبرائیل علیہ السلام فی حلالہ کلینیا
مسیح موعود و ہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت بر این قاطعہ کے
ساتھ ثابت کی گئی ہے اور ہر پہلو سے اس پر فصل بحث کی گئی ہے، میں نے ان کے اندر تصنیف و طبع
ہو کر انہیں نرقی اسلام کیلئے شائع ہوئی + مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان ۱۹۱۵ء

ایک وہی ہے جس کی قبر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۶ و ۲۸)

اس حوالہ سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

- ۱۔ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنی نہیں۔ کہ آپ کے بعد فیض روحانی بند ہے۔ بلکہ یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد ایسا فیضان جاری ہو۔
- ۲۔ یہ کہ آپ کے فیضان سے ایک ایسی نبوت ملتی ہے جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی۔ اور اس نبوت کا پانے والا امتی نبی کہلاتا ہے۔

اب پہلے حوالہ اور اس حوالہ کو ملا کر دیکھو کیا نتیجہ پید ا ہوتا ہے۔ پہلے حوالہ میں فرماتے ہیں کہ محدث جسے جزوی نبی بھی کہہ سکتے ہیں۔ پہلی امتوں میں ہوتے ہوئے ہیں۔ اور اس حوالہ میں سر ملنے ہیں۔ کہ اتنی نبی وہ درجہ ہے جو پہلے نبیوں کی اتباع سے نہیں ملا کرتا تھا۔ اور ان کا درجہ ایسا بڑا نہ تھا۔ کہ انکی اتباع سے کوئی فرد ان کی امت کی بنی بن جائے۔

پس ان حوالوں کو ملا کر نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ پہلی امتوں میں محدث یا جزوی نبی تو ہوتے تھے۔ لیکن پہلے نبیوں میں اس قدر طاقت نہ تھی کہ ان کے فیضان سے امتی نبی ہو سکے۔ اس کا صاف مطالبہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں صرف محدثیت ہی جاری نہیں۔ بلکہ اس سے اوپر نبوت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ کیونکہ محدث یا جزوی نبی کا درجہ تو وہ ہے جو پہلی امتوں کے بعض افراد کو بھی مل گیا کرتا تھا۔ لیکن امتی نبی کا درجہ ہے جو پہلے رسول کی اتباع سے نہیں مل سکتا تھا۔ کیونکہ وہ خاتم النبیین نہ تھے۔ اور جزوی نبی کے گھر اور کا درجہ سوائے نبی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہرگز کے بعد کل ہی ہوتا ہے۔ پس یہ تمام کل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے مل سکتی ہے۔ براہ راست نہیں مل سکتی۔ اور پہلے زمانہ میں نبوت براہ راست مل سکتی تھی۔ کسی نبی کی اتباع سے نہیں مل سکتی تھی۔ کیونکہ وہ اس قدر صاحب کمال

(۱۹) ”میں مسیح ہوں۔ اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے۔“ (نزول ایسح ص ۳۱)
 (۲۰) ”میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میرا آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔“ (نزول ایسح ص ۳۲ عاشیہ)

(۲۱) ”ایسا ہی خدا تعالیٰ اور اس کے پاک رسول نے بھی اسح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں اس کی تعریف کی ہے۔ اور اس کے تمام انبیاء کی صفات کا منظر ٹھہرایا ہے۔“ (نزول ایسح ص ۳۳)

(۲۲) ”اس فیصلہ کر نیکی کے لئے خدا آسمان قرآن میں اپنی آواز پھونکیگا وہ قرآن کی ہے؟ وہ اس کا نبی ہو گا۔“ (چند معرفت ص ۳۱۵)

(۲۳) ”اس طرح پر میں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔ چونکہ مریم ایک مسمیٰ قزو اور عیسیٰ ایک نبی ہے پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔“ (طہیہ بابن احمد ج ۱ ص ۱۸۹)

(۲۴) ”خدا نے نہ جانے کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے قادیان کو اس کی خوشحالی سے محفوظ رکھیکے۔ کیونکہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء)

(۲۵) ”ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یا اعتراض پیش ہوا کہ جس قسم نے معیت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونیکا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں؟ یا گویا مالاکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔“ (ایک غلطی کا ازالہ)

(۲۶) ”میں جبکہ اس مدت تک بڑا سو بیٹھ گئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر چشم خدا دیکھ چکا ہوں۔ کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۳۲)

(۲۷) ”اس واسطہ سے سمجھو کہ کہہ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد میں مسمیٰ ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۳۲)

(۲۸) ”میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔“ (آخری خط حضرت اقدس مہر مبارک خاں رام پور ص ۳۷)

(۲۹) میں اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور فارسی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام حاصل کر
بکثرت پیشگوئی کرے والا۔ اور بغیر کثرت کے یہ معنی متحقق نہیں ہو سکتے۔ (آخری خط مبارک ۲۶ء) ۲۶

(۳۰) پس اسی بناء پر بندہ نے میرا نام نبی رکھا ہے کہ اس نامے میں کثرت مکالمہ، مطالبہ الہیہ اور کثرت
اطلاع برعلوم غیبیہ منجھو عطا کی گئی ہے۔ (آخری خط حضرت اقدس مہر اخبار عام ۲۶ء) ۲۶

(۳۱) ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع عقلی مذاکرہ کے ساتھ ایسا مکالمہ تھا
کہ کچھ بولنا خاکیرت و کیفیت دوسروں کو ہیبت بڑھ کر ہو۔ اور اس میں پیشگوئی بکثرت ہو۔ اس

نبی کہتے ہیں۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔“ (بدر-۵ راسخ مشہور لغوی)
(۳۲) ”جبرائیل علیہ السلام میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میرا کہو کہ انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قانع ہوں اس

وقت آج اس دنیا سے گذر جاؤں۔“ (آخری خط حضرت اقدس مہر اخبار عام ۲۶ء) ۲۶

(۳۳) میں نبی ہوں اور اسی ہی بولنا کہ ہمارا کلام پیشگوئی پوری ہو آیا لایح اس ہی بولنا کہ ہوا دہری ہی ہو۔ (آخری خط مبارک ۲۶ء)
(۳۴) یہ بخیر بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جیسا مان سے مقرر ہو کر ایک نبی یا رسول آتا ہے تو اس کی ہر حرکت سے عام طور

پر ایک فرج ہے، اب استعدادت آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ بعد انتشار روحانیت ظہور میں آتا ہے تب ہر ایک شخص
خوابوں کے دیکھنے سے ہنسی کرتا ہے اور الہام کی استعداد رکھنے والے الہام پاتے ہیں اور روحانی امور میں عقلیں

بھی تیز ہو جاتی ہیں کیونکہ عیا کہ جب بارش ہوتی ہے ہر ایک میں کچھ نہ کچھ اس سے حاصل ہوتی ہے ایسا ہی اس وقت ہوتا ہے
جب رسول کے پیچھے سے ہمارا زمانہ آتا ہے۔ تب ان ساری برکتوں کو جو بے راصل وہ رسول ہوتا ہے۔ اور بقدر

لوگوں کو خواہیں یا الہام ہونے میں دراصل ان کے کھلنے کا دروازہ وہ رسول ہی ہوتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ دنیا۔
(۳۵) ”اس بگ صورت کے خدا سے مراد مسیح موعود ہے۔ کیونکہ خدا کے نبی اس کی صورت میں (جسٹہ معرفت ص ۷)

(۳۶) کبھی نبی کی وحی خبر واحد کی طرح ہوتی ہے اور معذ الک مجمل ہوتی ہے۔ اور کبھی وحی ایک امر میں
کثرت اور واضح ہوتی ہے۔۔۔۔۔ پس میں اسے انکار نہیں کر سکتا کہ کبھی میری وحی بھی خبر واحد

کی طرح ہو اور مجمل ہو (لیکچر سال کوٹ ص ۳)

(۳۷) ”اے نبی خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز مقدس نبی گند چکے ہیں۔ ایک ہی شخص
کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں۔ سو وہ میں ہوں۔ اسی طرح اس زمانے میں تمام بڑے

بڑے نبی بھی ظاہر ہوئے۔ فرعون ہوا، یونس، جھوٹے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھا یا یا ابو جہل جو
سب کی مثالیں اس وقت موجود ہیں۔“ (برائین ائمہ بعد نبیم ص ۹)

(۳۸) ایمان در حقیقت وہی ایمان ہے جو خدا کے رسول کو شافقت کیلئے بعد حاصل ہوتا ہے۔۔۔۔۔

ضمیمہ نمبر

”مرحق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیے“

ہر ماہ شہداء کے پرچہ اخبار بدر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ڈائری کے ذیل میں مذکور ہے کہ ایک احمدی سے ایک نواب یا ست نے سوال کیا کہ کیا حضرت نزار صاحب رسالت کے مٹی میں جنکے جواب میں اس احمدی دوست نے کہا کہ ان کا ایک شعر ہے

من یتیم رسول و نیاورن ام قحاب ہاں ہم اہم اہم و زخاوند من مذرم
اس سوال و جواب کا ذکر اس احمدی دوست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کیا جبہ حضور نے فرمایا کہ

”اسکی تشریح کر دینا تھا کہ ایسا رسول ہونی بی انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو۔ دیکھو جو امور سادی ہو ہیں انکے بیان کر نہیں ڈرنا نہیں چاہئے۔ اگر کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں صحابہ کرامؓ کے طرز عمل پر نظر کرو۔ وہ بادشاہوں کے دربار و نہیں گئے اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا وہ صاف صاف کہہ دیا اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھکے جیسی تو کیا یحییٰ بن زکریاؑ کا لہر کے مصداق ہونے ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دوسرا یہ نزاع عقلی ہے خدا تعالیٰ جسکے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو لطافت و کیفیت و دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور ایسے پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں ایسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشرعی نہیں جو کتاب اللہ کو مٹا دے اور نبی کتاب لائے ایسے دعوے کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں نبی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جنہر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہو پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر تم نبی نہ کہلاؤ تو اس کے لئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے علموں سے ممتاز کرے۔ دیکھو اور لوگوں کو بھی بعض اوقات سچے خواب آجاتے ہیں بلکہ بعض دفعہ کوئی کلمہ بھی زبان پر جاری ہو جاتا ہے جو حق تبارک و تعالیٰ سے ایسے لئے تا انہر محبت پوری ہو اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کو یہ حواس نہیں دیئے گئے پس ہم کچھ نہیں کہتے کہ یہ کس بات کا دعویٰ کرتے ہیں +

آپ کو سمجھانا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ قسم کی نبوت مدعی ہیں ہمارا مذہب یہ ہے کہ جس نبی میں نبوت کا سلسلہ ہو وہ مردہ ہے یہودیوں عیسائیوں ہندوؤں دین کو جو ہم مٹا دیتے ہیں تو اسی لئے کہ انہیں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اسکو دوسرے نبیوں سے بڑھ کر کہتے ہیں آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیے صرف سچے خوابوں کا اتنا کافی نہیں کہ یہ تو جو ہرے چاروں کی بھی آجاتے ہیں۔ مکالمہ معاملہ اللہ ہونا چاہیے اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیشگوئیاں ہوں اور لطافت و کیفیت کے بڑھ چڑھ کر ہو۔ ایک شخص سے تو شاعر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح معمولی ایک ذوقیوں یا الہاموں سے کوئی مدعی رسالت ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ ہم یہ کئی سالوں کی باتیں کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اسکے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اسی لئے ہم یہی ہیں

”مرحق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیے“ (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۷ء جلد نمبر ۱)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۹۷

انوار خلافت

یعنی

شیخ سید زول کماجموعہ جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود صاحبزادہ
 صاحبزادہ ثانی آیدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عہد خلافت کے دوسرے سال
 سید ۲۴ - ۲۷ - ۲۸ - اور ۳۰ دسمبر ۱۵۱۵ء کو فرمائیں

۱۸۰

مرتبہ

منشی غلام نبی (بلائی)

اکتوبر ۱۹۱۶ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

محبت

۱۰۰

یہ کتاب کے صفحات ۱۴۱ تا ۱۴۲ پر منشی غلام نبی کی تصدیق ہے

اس کے درجہ کو گھٹاتے ہیں۔ مگر ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہتک کو ایک منٹ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی کہیں گے تو لوگ ہماری مخالفت کریں گے۔ اور ہمیں دکھ دینگے۔ لیکن کہتا ہوں۔ حضرت مرزا صاحب کو نبی نہ کہنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک ہے جس کو ہم کسی مخالفت کی وجہ سے برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ تو مخالفت سے ڈراتے ہیں۔ لیکن اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے۔ اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو میں اُسے کہوں گا۔ تو جھوٹا ہے۔ کتاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہی ایسی ہے کہ آپ کے ذریعہ سے نبوت حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ نے رحمۃ للعالمین ہو کر رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں اس لئے اب ایک انسان ایسا نبی ہو سکتا ہے جو کئی پہلے انبیائے بڑا ہو مگر اس صورت میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو +

ہمارے لئے کتنی عزت کی بات ہے کہ قیامت کے دن تمام نبی اپنی اپنی امتوں کو لے کر کھڑے ہوں گے اور ہم کہیں گے کہ ہمارے نبی کی وہ شان ہے کہ آپ کا غلام ہی ہمارا نبی ہے۔ لیکن مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارے لئے وہی مسیح آئے گا۔ جو بنی اسرائیل کے لئے آیا تھا۔ اگر وہی آیا۔ تو یہ قیامت کے دن کیا کہیں گے کہ ہمارے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شان ہے کہ آپ کی امت کی اصلاح کے لئے بنی اسرائیل کا اسی ایک نبی آیا تھا۔ اس بات کو سوچو اور غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک تم کر رہے یا ہم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی میں عزت ہے کہ آپ کی امت میں سے کسی کو نبی کا درجہ ملے۔ نہ کہ بنی اسرائیل کا کوئی نبی آپ کی امت کی اصلاح کے لئے آئے۔ حضرت مسیح موعود نے اسی لئے فرمایا کہ:۔۔۔ بن مریم کے ذکر کو چھوڑو + اس کے ہنر غلام احمد ہے۔

یعنی بن مریم کا تم کیوں انتظار کر رہے ہو۔ مجھے دیکھو کہ میں احمد کا غلام ہو کر اس سے بڑھ کر ہوں کوئی کہے کہ اس شعر میں مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میں غلام احمد ہوں۔ اس لئے آپ کا یہی نام تھا میں کہتا ہوں۔ کون مسلمان ہے جو اپنے آپ کو غلام احمد نہیں کہتا۔ ہر ایک سچا مسلمان اور نبی ہی کہے گا کہ میں احمد کا غلام ہوں۔ اسی طرح حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ ایک اور

ان هذا الكتاب يدفع وساوس الخناس - وفيه
شفاء للناس - وهو يهب السكينة
ويجلب الكروب - وسيتته -

BACK

تزيان القلب

تصنيف

امام رباني حضرت ميرزا غلام احمد صاحب قادياني
مسيح موعود و مهدي مسعود عليه الصلوة والسلام

اور رسولوں اور محدثوں کے بارے میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں اور تمام قوموں کے لئے واجب الطاعت ٹھہرتے ہیں۔ قدیم سے خدا تعالیٰ کا ایک خاص قانون ہے جو ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

ہم اس سے پہلے ابھی بیان کر چکے ہیں کہ ایسے اولیاء اللہ جو مامور نہیں ہوتے۔ یعنی نبی یا رسول یا محدث نہیں ہوتے اور ان میں سے نہیں ہوتے جو دنیا کو خدا کے حکم اور الہام سے خدا کی طرف بھلاتے ہیں۔ ایسے ولیوں کو کسی اعلیٰ خاندان یا اعلیٰ قوم کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کا سب معاملہ اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے۔ لیکن ان کے مقابل پر ایک دوسری قوم کے ولی ہیں جو رسول یا نبی یا محدث کہلاتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک منصب حکومت اور قضا کا لیکر آتے ہیں اور لوگوں کو محکم ہوتا ہے کہ ان کو اپنا امام اور سردار اور پیشوا سمجھ لیں۔ اور جیسا کہ وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اس کے بعد خدا کے ان نائبوں کی اطاعت کریں۔ اس منصب کے بزرگوں کے متعلق قدیم سے خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ انکو اعلیٰ درجہ کی قوم اور خاندان میں سے پیدا کرتا ہے۔ تاکہ انکے قبول کرنے اور انکی اطاعت کا جو اُٹھانے میں کسی کو کراہت نہ ہو۔ اور چونکہ خدا نہایت رحیم و کریم ہے اس لئے نہیں چاہتا کہ لوگ ٹھوکر کھا دیں۔ اور ان کو ایسا مبتلا پیش آوے جو انکو اس سعادت عظمیٰ سے محروم رکھے کہ وہ اُس کے مامور کے قبول کرنے سے اس طرح پر رُک جائیں کہ اس شخص کی بیچ قوم کے لحاظ سے ننگ اور عار اُنپر غالب ہو۔ اور وہ دلی نفرت کے ساتھ اس بات سے کراہت کریں کہ اُسکے تابعدار بنیں اور اُسکو اپنا بزرگ قرار دیں۔ اور انسانی جذبات اور تصورات پر نظر کر کے یہ بات خوب ظاہر ہے کہ یہ ٹھوکر پھینکا نوع انسان کو پیش آجاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص جو قوم کا جو ہرہ بیٹھ جھکی ہے۔ اور ایک

گاہوں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت
اُنکے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور اُنکے پاخانوں کی نجات
اُٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی
گرفتار ہو کر اُس کی رسوائی ہو چکی ہے۔ اور چند سال جیلخانہ میں قید بھی رہ چکا ہے
اور چند دفعہ ایسے بُرے کاموں پر گاہوں کے نمبرداروں نے اُسکو جوتے بھی ملے
ہیں اور اُسکی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول
رہی ہیں اور سب مُردار کھاتے اور گوہ اُٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت
پر خیال کر کے حکمن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے۔
اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اُسپر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے
اور اُسی گاہوں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لیکر آوے اور کہے کہ
جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کریگا خدا اُسے جہنم میں ڈالے گا۔ لیکن
باوجود اس امکان کے جب کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا۔
کیونکہ ایسا کرنا اُسکی حکمت اور مصلحت کے خلاف ہے اور وہ جانتا ہے کہ لوگوں
کے لئے یہ ایک فوق الطاق تھوکر کی جگہ ہے کہ ایک ایسا شخص جو ہمیشہ درشت
رذیل چلا آتا ہے اور لوگوں کی نظر میں نہ صرف وہ نیچ ہے بلکہ اُس کا باپ اور دادا
اور پڑدادا اور جہانگیر معلوم ہے قوم کے نیچ ہیں اور ہمیشہ سے شریر اور بدکار
ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور مولیٰ کی طرح اُدنی خدمتیں کرتے رہے ہیں۔ اب اگر
لوگوں سے اُسکی اطاعت کرائی جائے تو بلاشبہ لوگ اُسکی اطاعت سے کراہت کریں گے۔
کیونکہ ایسی جگہ میں کراہت کرنا انسان کیلئے ایک طبعی امر ہے۔ اسلئے خدا تعالیٰ کا قدیم
قانون اور سنت یہی ہے کہ وہ صرف اُن لوگوں کو منصب دعوت یعنی نبوت وغیرہ پر
مأمور کرتا ہے جو اعلیٰ خاندان میں سے ہوں۔ اور ذاتی طور پر بھی جلال جلیل اچھے رکھتے



اللہ تبارک و تعالیٰ اس جہان کے خالق و مالک، حاکم و مطلق اور سبھی کچھ ہیں۔ ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک، خاندان، کنبہ برادری، عزیز و اقارب، اولاد اور جملہ انسانی اوصاف و تعلقات سے مبرا ہیں۔ ان کی شان حمید خود ان کی نازل کردہ آخری کتاب قرآن مجید میں یہ بیان ہوئی۔ لیس کمٹلہ شی۔ قرآن و حدیث کے علاوہ اکابر علمائے متقدمین و متاخرین کی کتابیں حضرت حق کی عظمت و جلالت کے موضوعات سے پر ہیں۔ لیکن اتنا کچھ کہنے، سننے کے بعد بھی اس کی عظمت و کبریائی اور اس کی حقیقت کا ادراک انسانی فہم سے ماوراء ہے۔ حتیٰ کہ پیغمبر اعظم ﷺ فرماتے ہیں۔

”ہم تیری معرفت کا حق ادا نہیں کر سکے۔“

لیکن متناسبی قادیان نے جس دیدہ دلیری سے مسلمہ عقائد کا مذاق اڑایا ہے اور گلی میں گلی ڈنڈا کھیلنے والے بچوں کے باہمی ذوق کے انداز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا ہے اور اپنی خود ساختہ نبوت کے ثبوت کے لیے اللہ تعالیٰ کے متعلق خرافات کا پلندہ گھڑا ہے، وہ مرزا کی نامرادی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ دل پر ہاتھ رکھ کر ان خرافات کو پڑھیں۔

VIEW
PROOF

(1) اللہ تعالیٰ کے بے شمار ہاتھ پیر

”قوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے لیے بے شمار ہاتھ پیر اور

ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا متناہی عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔“

(توضیح مرام ص 42، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 90 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(2) اللہ کی زبان پر مرض

VIEW
PROOF

”کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر بعد اس کے یہ سوال ہوگا کہ کیوں نہیں بولتا۔ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 144 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 312 از مرزا قادیانی)

(3) اللہ اور چور

VIEW
PROOF

”وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے“ اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔“

(تجلیات الہیہ ص 4، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 ص 396 از مرزا قادیانی)

(4) قادیان میں خدا

VIEW
PROOF

”ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا“ اپنے وعدہ کے موافق۔“

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 452، طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(5) سچا خدا

VIEW
PROOF

”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دافع ابلاء ص 11، مندرجہ روحانی خزائن نمبر 18 ص 231 از مرزا غلام احمد قادیانی)
 اس کا مطلب یہ ہوا کہ سچ خدا کی نشانی صرف یہ ہے کہ اس نے مرزا
 قادیانی کو قادیان میں رسول بنا کر بھیجا ہے اور اگر مرزا قادیانی رسول نہیں ہے تو پھر
 خدا کی سچائی مشکوک ہے۔ (نعوذ باللہ)

(6)  میں خود خدا ہوں

□ ”ورایتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ہو“

ترجمہ: ”میں (مرزا غلام احمد قادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔
 میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔“

(آئینہ کمالات اسلام 564 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 ص 564 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(7)

□ ”میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا
 کہ وہی ہوں۔“

(کتاب البریہ ص 85، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 103 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(8)

□ ”آواہن (خدا تیرے اندر اتر آیا۔)“

(کتاب البریہ ص 84، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 102 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(9)

□ ”تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے، وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی
 ہے۔“

(حقیقت الوحی ص 108، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 108 از مرزا قادیانی)

□ ”خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شرابی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا اور اس حالت میں، میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان و نیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنيا بمصابيح پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا لودت ان استخلف فخلقت آدم۔ انا خلقنا الانسان في احسن تقويم۔“

(کتاب البریہ ص 86-87، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 104-105 از مرزا

قادیانی)

□ ”اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے اور دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔“

(اربعین نمبر 3 ص 30، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 413 از مرزا قادیانی)

□ ”ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا اترے گا۔“

(حقیقت الوحی ص 95-96، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 98-99 از مرزا قادیانی)

اللہ کا بچہ

VIEW
PROOF

(13)

”یعنی بابو الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بنزله اطفال اللہ ہے۔“
(تمتہ حقیقت الوحی ص 581، روحانی خزائن جلد 22 ص 581 از مرزا قادیانی)

اللہ مرد، مرزا عورت؟

VIEW
PROOF

(14)

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔“

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34، از قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا غلام احمد قادیانی) ممکن ہے شیطان نے ایک انتہائی بارعب اور وجیہہ نورانی شخصیت کے روپ میں مرزا قادیانی کو ورغلا پھسلا کر رجولیت کی طاقت کا اظہار (یعنی عمل قوم لوط) فرمایا ہو اور پھر مرزا قادیانی نے آئے اللہ تعالیٰ سے منسوب کر دیا ہو۔ جب سے یہ دنیا قائم ہوئی ہے، آج تک کسی شخص نے بھی اللہ تعالیٰ پر ایسا بے ہودہ، گھشیا اور بدترین کفریہ الزام نہیں لگایا۔ یہ ذلت و رسوائی صرف مرزا قادیانی کو ہی نصیب ہوئی۔ جس کا نقد انعام انہیں دنیا میں لیٹرین میں موت کی صورت میں ملا۔
فاعتبرو یا لولی الابصار۔

”مریم کی طرح عیسیٰؑ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہؑ کے حصہ چہارم صفحہ 556 میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰؑ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔“

(کشتی نوح ص 47، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 50 از مرزا غلام احمد قادیانی)

اللہ تعالیٰ کے دستخط

VIEW
PROOF

(16)

”ایک دفعہ تشبیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیش گوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہیں۔ تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لیے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تاہل کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چمڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاهی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں۔ اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا، اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا، بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیئے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میاں عبد اللہ سنوری مسجد کے حجرہ میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا کیونکہ اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا۔ مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا نیت سے ہمت کر سکتا ہے۔

غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبد اللہ کو سنایا اور اس وقت میری آنکھوں سے

آنسو جاری تھے۔ عبد اللہ جو ایک روایت کا گواہ ہے، اس پر بہت اثر ہوا اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جو اب تک اس کے پاس موجود ہے۔“
(حقیقتہ الوحی ص 255، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 267 از مرزا قادیانی)



ٹاٹل بیج طبع اول

حصہ دوم رسالہ فتح اسلام از تالیفات مجددوران
وسج الزمان مرزا غلام احمد صاحب ریس قادیان جس کا نام نامی ہے

الہامی

توضیح مرام

الہامی

حافظ طیبی نے یہ کتاب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تفسیر سے لے کر

کیا شافعی نے منہ میں رکھ کر کے جس کی مراثی کو خطبہ بنا دیا

مطبع ریاض امر بامیت نور احمدی
ہندستان ہمت شہزاد مالک مطبع

پیدا ہوتی ہے وہی حرکت اس اندام کے کل اعضاء یا بعض میں جیسا کہ اُس قیوم کی ذات کا تقاضا ہو پیدا ہو جاتی ہے۔

اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھلانے کے لئے تختی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے لئے بے شمار تہہ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تندہی کی طرح اس وجود اعظم کی تائیں بھی ہیں جو صفہ ہستی کے تمام کنارے تک پھیل رہی ہیں۔

اور کشش کا کلام دے رہی ہے۔ یہ وہی اعضا ہیں جن کا دوسرے لفظوں میں عالم نام ہے جب قیوم عالم کوئی حرکت جسندوی یا کالی کرے گا تو اُس کی حرکت کے ساتھ اُس کے اعضاء حرکت پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہو گا۔ اور وہ اپنے تمام ارادوں کو انہیں اعضا

کے ذریعے ظہور میں لائے گا نہ کسی اور طرح سے۔ پس یہی ایک عام فہم مثال اس روحانی امر کی ہے کہ جو کہا گیا ہے کہ مخلوقات کی ہر ایک جزو خدا تعالیٰ کے ارادوں کی تابع اور اس کے مقاصد مخفیہ کو اپنے خادمانہ چہرہ میں ظاہر کر رہی ہے اور کمال درجہ

کی اطاعت سے اُس کے ارادوں کی راہ میں محو ہو رہی ہے اسی اطاعت اس قسم کی ہرگز نہیں ہے جس کی صورت حکومت اور زبردستی پر بنا ہو۔ بلکہ ہر ایک چیز کو خدا تعالیٰ کی طرف ایک مقناطیسی کشش پائی جاتی ہے اور ہر ایک ذرہ ایسا باطنی اس کی طرف جھکا ہوا محسوس ہوتا ہے جیسے ایک وجود کے متفرق اعضاء اس وجود کی طرف جھکے ہوئے

ہوتے ہیں۔ پس درحقیقت یہی سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ یہ تمام عالم اُس وجود اعظم کے لئے بطور اعضاء کے واقع ہے اور اسی وجہ سے وہ قیوم الخلقین کہلاتا ہے کیونکہ جیسی جان اپنے بدن کی قیوم ہوتی ہے ایسا ہی وہ تمام مخلوقات کا قیوم ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو نظم عالم کا بالکل بگڑ جاتا۔

ہر ایک ارادہ اُس قیوم کا خواہ وہ ظاہری ہے یا باطنی۔ دینی ہے یا دنیوی ویسی

تو اس صودت میں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مذہب نہیں ٹھہر سکتا۔ بسلا ایک شخص اسلام کے ہر ایک پاک عقیدہ کے موافق اپنا عقیدہ رکھتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری سمجھتا ہے جیسا کہ برہو صلیح والے سمجھتے ہیں تو اس خیال کے مسلمان اس کے آگے اپنے مذہب کا مابہ الاقیاذ کیا پیش کر سکتے ہیں۔ جو صرف قصے کہانیاں نہ ہوں بلکہ ایک ایسی شہود و محسوس نعمت ہو جو ان کو دی گئی۔ اور ان کے غیر کو نہیں دی گئی۔ پس اسے بد نعمت اور بد قسمت قوم! وہ وہی نعمت ہے جو مکالمات اور مخاطبات الہیہ ہیں۔ جن کے ذریعہ سے علوم غیب حاصل ہوتے اور خدا کی تائیدی قدر میں ظہور میں آتی ہیں اور خدا کی وہ نصرتیں جن پر وحی الہی کی ہر ہر موتی ہے ظاہر ہوتی ہیں اور وہ لوگ اُس ہر سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اس کے سوا کوئی مابہ الاقیاذ نہیں۔ اور جب تم خود مانتے ہو جو خدا دہاؤں کو مستتا ہے۔ پس اسے مست ایمانو! اور دلوں کے اندھو! جبکہ وہ سن سکتا ہے تو کیا وہ بول نہیں سکتا؟ اور جبکہ سننے میں اس کی کوئی ہتک عزت نہیں تو پھر اپنے بندوں کے ساتھ بولنے سے کیوں اُس کی ہتک عزت ہو گئی؟ وہ نہ یہ اعتقاد رکھو کہ جیسا کہ کچھ مدت سے الہام الہی پر ہر لگ گئی ہے ویسا ہی اُسی مدت سے خدا کی شنوائی پر بھی ہر لگ گئی ہے۔ اور اب خدا نعوذ باللہ صم و بکم میں داخل ہے۔ کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سُنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر بعد اس کے یہ سوال ہو گا کہ کیوں نہیں بولتا۔ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی ہے مگر کان مرض سے محفوظ ہیں۔ جبکہ وہی بندے میں اور وہی خدا ہے اور تکمیل ایمان کے لئے وہی حاجتیں ہیں۔ بلکہ اس زمانہ میں جو دلوں پر دہریت غالب ہو گئی ہے بولنے کی اسی قدر ضرورت تھی جس قدر سننے کی۔ تو پھر کیا وجہ کہ سننے کی صفت تو اب تک ہے مگر بولنے کی صفت معطل ہو گئی ہے۔

انہوں میں کہ چودھویں صدی میں سے بھی بائیس برس گزر گئے اور بہارِ دعوے کا زمانہ

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا

تَحْدِيدِ الْبَيِّنَاتِ

تصنیف میرزا غلام احمد مسیح مود علیہ السلام

— — — — —

باجازت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایضاً اللہ تبارک و تعالیٰ

منیجر یک ڈپوٹایف و اشاعت قادیان نے شائع کیا

۱۹۲۶ء
۱۲۳۳ھ
۱۲۳۳ھ

کتابت و تصنیف میرزا غلام احمد مسیح مود علیہ السلام

دوں گا۔ اسی طرح جس طرح فرعون کے ہاتھ سے موسیٰ نبی اور اس کی جماعت کو رہائی دی گئی۔ اور یہ معجزات اسی طرح ظاہر ہونگے جس طرح موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے اور خدا فرماتا ہے کہ میں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلاؤں گا۔ اور میں اُسے مدد دینگا جو میری طرف سے ہے۔ اور میں اس کا مخالف ہو جاؤں گا جو اس کا مخالف ہے۔

سوائے سننے والو! تم سب یاد رکھو کہ اگر یہ پیشگوئیاں صرف معمولی طور پر سمجھیں گے تو سمجھ لو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ لیکن اگر ان پیشگوئیوں نے اپنے پورے ہونے کے وقت دنیا میں ایک تہلکہ برپا کر دیا اور شدت گھبراہٹ سے دیوانہ سا بنا دیا اور اکثر مقامات میں عمارتوں اور جانوں کو نقصان پہنچایا تو تم اس خدا سے ڈرو جس نے میرے لئے یہ سب کچھ کر دکھایا۔ وہ خدا جس کے قبضہ میں اللہ ہے اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میں چھوٹی کی طرح پوشیدہ لؤنگا۔ یعنی کسی جوتشی یا اہم یا خواب بین کو اس وقت کی خبر نہیں دی جائے گی بجز اس قدر خبر کے جو اس نے اپنے مسیح موعود کو دے دی یا آئندہ اس پر کچھ زیادہ کرے۔ ان نشانوں کے بعد دنیا میں ایک تبدیلی پیدا ہوگی اور اکثر دل خدا کی طرف کھینچے جائیں گے اور اکثر معید دہلیں پر دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جائیگی اور غفلت کے پردے درمیان سے اٹھا دیئے جائیں گے اور حقیقی اسلام کا شربت انہیں پٹا یا جائیگا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے:-

چو دَورِ خسروی آغازِ کردند - مسلمان را سِلمان باز کردند

دَورِ خسروی سے مراد اس عاجز کا عہدِ دعوت ہے۔ مگر اس جگہ دنیا کی بادشاہت مراد نہیں بلکہ آسمانی بادشاہت مراد ہے جو مجھ کو دی گئی۔ خلاصہ معنی اس اہام کا یہ ہے

رُ تھوڑی خودی کی حالت میں خدا تعالیٰ نے ایک کانڈ پر رکھا ہوا مجھے یہ دکھایا کہ ظلمتِ فیات المکتب

العبادین - یعنی قرآن شریف کی سچائی پر یہ نشان ہوں گے۔ منکلا

تَذَكُّرَةٌ

بمجموع الهامات
حضرت شيخ مولود عليه السلام

الناشر
الشركة الإسلامية للبَيْدِط

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

تَذْكِرَةٌ

بِعَنْ
وحی مقدس

رویا و کشوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وحی مقدس و متعلقات وحی

تاریخ نزول

لَهُ ذَرَكَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَأَنَا غُلَامٌ حَدِيثُ السِّنِّ كُنْتُ فِي بَيْتِ
لَطِيفٍ نَظِيفٍ يُذَكِّرُنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
فَقُلْتُ أَيُّهَا النَّاسُ آيَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
فَأَشَارُوا إِلَى حُجْرَةٍ - فَدَخَلْتُ مَعَ الدَّاحِلِينَ - فَبَشَّرَنِي خَيْرًا
وَأَمْنَةً - وَحَيَاتِي بِأَحْسَنِ مَا حَيَّيْتُهُ - وَمَا أَتَسَلَّى حُسْنَهُ - وَ
جَمَالَهِ - وَمَلَاحِظَتَهُ - وَتَحَنُّنَهُ إِلَى يَزِيدِي هَذَا مَتَّعْنِي حُبًّا وَ

لہ (ترجمہ از قرب) اول و اُسل ایام جوانی میں ایک رات میں نے (رویا میں) دیکھا کہ میں ایک علیشان مکان
میں ہوں۔ جو نہایت پاک اور صاف ہے۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہر راسخ میں لے

ہوتا ہے کہ ترقی ہونے والی ہے۔ اور اللہ کریم کچھ چشم نمائی کرنے والے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہمارے ارادے میں ہے وہ ہو چکا۔ اب ٹل نہیں سکتا۔
(البدیع جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۷۔ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۱۱)

”طاعون کا تذکرہ ہو چکا۔ فرمایا۔ ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا۔ کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا، اپنے وعدہ کے موافق۔ اور پھر یہ بھی تھا۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

(البدیع جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۷۔ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۱۱) (الحکم جلد ۶ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۱۱)

(الف) ”نتیجہ خلافت مراد ہوا یا نکلا“
آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں۔ اور یہ بھی پختہ پتہ نہیں کہ یہ الہام کس امر کے متعلق ہو؟
(البدیع جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۷۔ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۱۱)

(ب) ”نتیجہ خلافت اُمید ہے“

(الحکم جلد ۶ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۱۱)

”۶۔ نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میرے دل میں ڈال گیا۔ کہ ایک قصیدہ۔
مقام مد کے مباحثہ کے متعلق بناؤں“ (اعجاز احمدی ص ۱۱)
فَقَدْ مَرَرْنِي فِي هَذِهِ الصُّورِ صُورَةً
لَيْدَعُ رَبِّي كُلَّمَا كَانَ يَحْشُرُ

پس ان صورتوں میں مجھے ایک طریق اچھا معلوم ہوا۔ تاہم خدا اس طوفان کو دور کرے۔ جو اس نے اٹھایا ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۱۱)

لَهُ هَذَا الشَّعْرُ مِنْ وَحْيِ اللَّهِ تَعَالَى جَلَّ سَنَانُهُ

(ترجمہ) یہ شعر اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہے۔

۱۱ یعنی مولوی شاعر اللہ صاحب۔ (مرتب)

تو کچھ تعجب نہیں کہ اس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ همان بخشش کر دے۔ اسی طرح عیسائیوں کو چاہیے کہ کلکتہ کی نعمت پیشگوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑے گی۔ کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اسی طرح میاں شمس الدین اور انکی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور غشی الہی بخشش کو گورنمنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں اُنکے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ اور مناسب ہے کہ عبدالجبار اور عبدالحق شہر اترسری کی نسبت پیشگوئی کر دیں۔ اور چونکہ فرقہ واپس کی اصل بڑا وائی ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین وائی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی۔ پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اس فہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سبکدوشی ہو جائیگی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

اور بالآخر یاد ہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے ٹہم اور آریلوں کے ہنڈت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں خپ رہے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ جھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دیگی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد ہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت امن یحبیب المضطر لکھی ہے اور اس سے قبہ لیت دعا کی امید کی ہے۔ یہ اُمید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطراب کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا۔ اور

(ٹائٹل طبع اول)

الحمد لله والمنت کہ بتائید و توفیق آں نعم المولیٰ و نعم النصیر و عنایات
آں ذات جلیل و عظیم و کیر حصہ اولیٰ کتاب لا جوابیہ سوم بہ

آئینہ مکاشفہ اسلام

جس کا دوسرا نام دافع الوسوس بھی ہے

بمآہ فروری سنہ ۱۸۹۳ء

مطبع ریاض ہند قادیان میں باہتمام شیخ نور احمد مہتمم

و مالک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

فانهم لا يقبلون الاصلاح - فصرت الوقت في نصيحتهم في حكم اخضاع الوقت
 وطمع قبول الحق منهم كطمع العطاء من الضنين ورايت انه يحبني و
 ويصدقني ويرحم علي ويشير الي ان عكازته معي وهو من الناصرين -
 ورايتني في المنام عين الله وتيقنت اني هو ولم يبق لي ارادة ولا
 خطرة ولا عمل من جهة نفسي وصرت كائنا من مثله بل كشيء تابطه شيء
 آخر و اخفاه في نفسه حتى ما بقي منه اثر ولا رائحة وصار كالمنفقودين - و
 اعني بعين الله رجوع الظل الى محله وغيوبة فيه كما يجري مثل هذه الحالات
 في بعض الاوقات على المحبتين - وتفصيل ذلك ان الله اذا اراد شيئاً من نظام
 الخلق جعلني من تجلياته الذاتية بمنزلة مشيئته وعلمه وجوارحه وتوحيده
 وتفريده لا تمام مراده وتكميل مواعيده كما جرت عادته بالابدال والاقطاب
 والصديقين - فرايت ان روجه احاط علي واستوى علي جسدي ولقي في ضمن
 وجوده حتى ما بقي مني ذرة وكنت من الغائبين - ونظرت الى جسدي
 فاذا جوارحي جوارحه وعيني عينه واذني اذنه ولساني لسانه - اخذني
 ربي واستوفاني واكد الاستيفاء حتى كنت من الفائزين - ووجدت قدرته
 وقوته تفور في نفسي والوهيته تتموج في روحي وضربت حول قلبي
 سرادقات الحضرة ودقق نفسي سلطان المجبروت - فما بقيت وما بقي
 ارادتي ولا منامي - وانهدمت عمارة نفسي كلها وتراءت عمارات
 رب العلمين - وانمحت اطلال وجودي وعفت بقايا انانيتي وما بقيت
 ذرة من هويتي - والالوهية غلبت على غلبة شديدة تامة و

خدا کا سایہ تیرے پر ہو گا اور وہ تیری پناہ رہیگا۔ آسمان بندھا ہوا تھا اور زمین بھی۔ ہم نے دونوں کو کھول دیا۔ تو وہ عیسیٰ ہی جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہو سکتا۔ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے۔ اور یہ امر ابتدا سے مقدر تھا۔ تو میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تو دنیا اور آخرت میں وجیہ اور مقرب ہے۔ تیرے پر انعام خاص ہے۔ اور تمام دنیا پر تجھے بزرگی ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے مہتریاں پر منار بلند تر محکم افتاد۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور اور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ اُس کے لئے وہ مقام ہے جہاں انسان اپنے اعمال کی قوت سے پہنچ نہیں سکتا تو میرے ساتھ ہے۔ تیرے لئے رات اور دن پیدا کیا گیا۔ تیری میری طرف وہ نسبت ہے جس کی مخلوق کو آگاہی نہیں۔ اے لوگو تمہارے پاس خدا کا نور آیا۔ پس تم منکر مت ہو۔ وغیرہ۔ اور ان کے ساتھ اور مکاشفات ہیں جو ان کی تائید کرتے ہیں چنانچہ ایک کشف میں میں نے دیکھا کہ میں اور حضرت عیسیٰ ایک ہی جہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اس کشف کو بھی میں براہین میں چھاپ چکا ہوں۔ جسکے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی تمام صفات روحانی میرے اندر ہیں اور جن کمالات سے وہ موصوف ہو سکتے ہیں وہ مجھ میں بھی ہیں۔ اور ہر ایک اور کشف ہے جو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ تا ۵۶۵ میں منت سے چھپ چکا ہے اُسکو بعینہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے ترجمہ:- میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوا خدا برتن کی طرح ہو گیا ہوں۔

BACK



کتاب الہیہ

از تصنیف منیف

حضرت میرزا غلام احمد صاحب
الصلوات علیہ

جسے

مینجر بک پبلیکیشنز و اشاعت دیاں صنلے گورواپو نے
شائع کیا

دسمبر ۳۲ء

بار دوم تقاریر ۱۰۰۰ قیمت عشر

ایسا ہی جیسا کہ مجھ سے۔ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہو۔ لوگ دُور دُور سے تیرے پاس آئیں گے اور خدا کی نصرت تیرے پر اترے گی۔ تیرے لئے لوگ خدا سے الہام پائیں گے اور تیری مدد کریں گے۔ کوئی نہیں جو خدا کی پیشگوئیوں کو ٹال سکے۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی اور تیرا ذکر بلند کیا گیا۔ خدا تیری حجت کو روشن کریگا۔ تو بہادر ہو۔ اگر ایمان شریا میں ہوتا تو تو اُسکو پالیتا۔ خدا کی رحمت کے خزانے تجھے دیئے گئے۔ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائیگا اور خدا ابتدا تجھے سر کریگا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا جان نشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا کیا ہے۔ اَوَاہِنُ {خدا تیرے اندر آیا} خدا تجھے ترک نہیں کرے گا اور نہ چھوڑے گا جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق نہ کرے۔ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔ تو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہو۔ میں نے اپنی رُوح تجھ میں بھونکی۔ تو مدد دیا جائیگا اور کسی کو گریز کی جگہ نہیں رہیگی۔ تو حق کیساتھ نازل ہوا اور تیرے ساتھ نبیوں کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ خدا نے اپنی فرستادہ کو بھیجا تا اپنی دین کو قوت دے اور سب دینوں پر اُسکو غالب کرے۔ اُسکو خدا نے قادیان کے قریب نازل کیا اور وہ حق کیساتھ اُترا اور حق کیساتھ اُتار گیا اور ابتدا سے ایسا ہی مقرر تھا۔ تم گڑھے کے کنارے پر تھے خدا نے تمہیں نجات دینے کیلئے اُسے بھیجا۔ اے میرے احمد تو میری مراد اور میرے ساتھ ہو۔ میں نے تیری بزرگی کا درخت اپنے ہاتھ سے لگایا۔ میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا اور تیری مدد کروں گا۔ کیا لوگ اس سے تعجب کرتے ہیں کہ خدا عجیب ہے چُن لیتا ہی جسکو چاہتا ہو۔ اور اپنے کاموں کو پوچھا نہیں جاتا۔

انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون۔ تو در منزل ملچو بار بار آئی
 تو جس بات کا ارادہ کرتا ہو وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہو۔ اے میرے بندے چونکہ تو میری خود گواہی
 خدا پر رحمت بباریدیا نے۔ انا امتنا اربعة عشر دوا باء
 بار بار آتا ہوا اسلئے اب تو خود دیکھ لے کہ تیرے پر رحمت کی بارش ہوئی یا نہ۔ ہم نے چودہ چار پالیوں کو ہلاک کر دیا۔
 ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ سراجام جاہل جہنم بود
 کیونکہ وہ نافرمانی میں مدد سے گزر گئے تھے۔ جاہل کا انجام جہنم ہے۔
 کہ جاہل نکو عاقبت کم بود۔ میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا۔
 جاہل کا خاتمہ بالآخر کم ہوتا ہے۔ میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا
 انی امرت من الرحمن فأتونی۔ انی حی الرحمن۔ انی لاجد
 میں خدا کی طرف سے خلیفہ کیا گیا ہوں پس تم میری طرف آ جاؤ۔ میں خدا کا چراگاہ ہوں۔ اور مجھے گمشدہ
 ریج یوسف لولا ان تفندون۔ الم ترکیف فعل
 یوسف کی خوشبو آتی ہے اگر تم یہ نہ کہو کہ شیخس بہک رہا ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے
 ربک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدهم فی تضلیل
 رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا۔ کیا اُس نے اُن کے مکر کو الٹ کر انہیں پر نہیں مارا۔
 وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہو گا۔
 وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہو گا۔
 انا عفونا عنک۔ لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذ لکم
 ہم نے تجھے معاف کیا۔ خدا نے بدر میں مبین چو دھویں مددی میں تمہیں ذلت میں پا کر تہا رہی مدد کی۔
 وقالوا ان هذا الا اختلاق۔ قل لو کان من عند غیر اللہ
 ابد کہیں گے کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے۔ انکو کہہ کہ اگر یہ کار و بار بجز خدا کے کسی اور کا ہوتا

اِس کی تصریح نہیں کی گئی۔ واللہ اعلم۔ منہ

یائس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی فعل میں دبایا ہوا دے اپنے اندر بالکل
 مخفی کر لیا ہو یہاں تک کہ اس کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہ گیا ہو۔ اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ
 اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی اور میرے جسم پرستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پہنچا کر لیا۔
 یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اس کا اعضاء
 اور میری اسٹھ اس کی اسٹھ اور میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان بن گئی تھی۔ میرے
 رب نے مجھے پکڑا اور لیا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ اس کی قدرت اور
 قوت مجھ میں جوش مارتی اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے
 دل کے چاروں طرف لٹکائے گئے اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو میں ڈالا۔ سو نہ تو میں
 میں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔ میری اپنی عمارت گر گئی اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے
 لگی اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی اور میں سر کے بالوں سے ناخن پاک اس کی
 طرف کھینچا گیا۔ پھر میں ہم مغز ہو گیا جس میں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بن گیا کہ جس میں کوئی میل
 نہیں تھی اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈال دی گئی۔ پس میں اس شے کی طرح ہو گیا جو نظر نہیں
 آتی یا اس قطرہ کی طرح جو دیا میں جلتے اور دریا اس کو اپنی چادر کے نیچے چھپالے۔ اس حالت
 میں میں نہیں جانتا تھا کہ اس کے پہلے میں کیا تھا اور میرا وجود کیا تھا۔ الوہیت میری رگوں اور
 پٹھوں میں مساوی کر گئی۔ اور میں بالکل اپنے آپ سے کھو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے سب
 اعضاء اپنے کام میں لگائے اور اس زور سے اپنے قبضہ میں کر لیا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔
 چنانچہ اس کی گرفت سے میں بالکل معدوم ہو گیا۔ اور میں اس وقت یقین کرتا تھا کہ میرا اعضاء
 میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضاء ہیں۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ میں اپنے سارے وجود سے
 معدوم اور اپنی ہویت سے قطعاً نکل چکا ہوں اب کوئی شریک اور مناع روک کرنے والا
 نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور علم اور غنی اور شرمی اور
 حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا۔ اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام

اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجسالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے مشاۃ حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان و دنیا کو پیدا کیا و کہا انا زینا السماء الدنيا بمصصا بیح۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے غلام سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا ارددت ان استخلف فخلق آدم۔ انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

یہ الہامات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت میرے پر ظاہر ہوئے اور اس قسم کے اور بھی بہت سے الہامات ہیں جن کو میں قریناً پچیس برس سے شائع کر رہا ہوں۔ اور بہت سے ان میں سے میری کتاب براہین احمدیہ اور دوسری کتابوں میں چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔ اب حضرات پادری صاحبان سوچیں اور خود کریں اور ان الہامات کو یسوع مسیح کے الہامات سے مقابلہ کریں اور پھر انصافاً گواہی دیں کہ کیا یسوع کے وہ الہامات جن سے وہ اس کی خدائی نکالتے ہیں ان الہامات سے بڑھ کر ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر کسی کی خدائی ایسے الہامات اور کلمات سے نکل سکتی ہے تو ان میرے الہامات سے نعوذ باللہ میری خدائی یسوع کی نسبت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی اور سب سے بڑھ کر ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آپ کی وحی میں صرف یہی نہیں کہ جس نے تجھ سے بیعت کی اُس نے خدا سے بیعت کی اور نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔ اور آپ کے ہر ایک فعل کو اپنا فعل ٹھہرایا ہے۔ اور یہ کہہ کر وما ینتطق عن الہو علی ان ہو الا وحی یوحی آپ کی تمام کلام کو اپنی کلام ٹھہرایا ہے بلکہ ایک جگہ اور تمام لوگوں کو آپ کے بندے قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے قل یا عبادِی۔ میں کہہ کر اسے میرے بندہ۔ پس ظاہر ہے کہ جس قدر صراحت اور وضاحت سے ان پاک کلمات سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

اربعین

تصنیف الطیف

حضرت امین مدینہ اعلیٰ امام احمد رضا موسیٰ علیہ السلام



کتاب خانہ

بک ڈپو تالیف و تصنیف کتب

ان کو کہہ دے کہ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی وحی اور حکم سے یہ سب باتیں کہتا ہوں اور میں اس زمانہ میں تمام مومنوں میں سے پہلا ہوں، ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور یہ لوگ مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا اور خدا بہتر مکر کرنے والا ہے، اور خدا ایسا نہیں کرے گا کہ وہ تجھے چھوڑ دے جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق نہ کر لے، اور تیرے پر دنیا اور دین میں میری رحمت ہے، اور تو آج ہماری نظر میں صاحب مرتبہ ہے اور ان میں سے ہے جن کو مدد دی جاتی ہے، اور مجھ سے تو وہ مقام اور مرتبہ رکھتا ہے جس کو دنیا نہیں جانتی اور ہم نے دنیا پر رحمت کرنے کے لئے تجھے بھیجا ہے اے احمد اپنے زوج کے ساتھ بہشت میں داخل ہو، اے آدم اپنے زوج کے ساتھ بہشت میں داخل ہو یعنی ہر ایک جو تجھ سے تعلق رکھنے والا ہے گو وہ تیری بیوی ہے یا تیرا دوست ہے نجات پائے گا، اور اس کو بہشتی زندگی ملے گی اور بہشت میں داخل ہوگا اور پھر

یہ مقام ہماری جماعت کے لئے سوچنے کا مقام ہے کیونکہ اس میں خداوند قدیر فرماتا ہے کہ خدا کی محبت اسی سے وابستہ ہے کہ تم کامل طور پر پیرو ہو جاؤ اور تم میں ایک ذرہ مخالفت باقی نہ رہے اور اس جگہ جو میری نسبت کلام الہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے جیسا کہ نبیوں سے کیا اس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں ہے بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے اسی وجہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانییل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے، اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے اور دانییل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانتہ یہ گویا اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ میں ہے، انت منی بمنزلہ توحید و تعبدیدی لجان ان اخان و تعرف بین الناس یعنی تو مجھ سے ایسا قرب رکھتا ہے،

وانت فیہم امن است در مکان محبت سکنا بھونچال
 کہ جنس تو جو انکو عذاب کرے۔ ہمدی محبت کا گھر۔ امن کا گھر ہے۔ ایک زلزلہ آیا

آیا اور شدت سے آیا۔ زمین تہ و بالا کر دی۔ یوم تالی السماء
 آئے گا اور بڑی سختی سے آئے گا۔ اور زمین کو زیر و زبر کر دے گا۔ اُس دن آسمان سے

بدخان مبین و تری الاسراض یومئذ خامدة
 ایک کھلا کھلا دھواں نازل ہوگا۔ اور اس دن زمین زور و زبر جائے گی یعنی سخت قحط کے آثار ظاہر ہونگے

مصفرة اکر مک بعد توھینک یریدون ان لا یتم
 جس بعد اس کے جو حق تعالیٰ تیری توہین کریں تجھے عزت دے گا اور تیرا کام کر دے گا۔ وہ ارادہ کریں گے جو برا کام ناممکن رہے

امرك واللہ یابی الا ان یتم امرک انی انا الرحمن ساجحل
 اور خدا نہیں چاہتا جو تجھے چھوڑ دے جب تک تیرے تمام کام پورے نہ کرے۔ میں رحمان ہوں۔ ہر ایک امر

لك سھولة فی كل امر اریك برکات من كل طرف
 میں تجھے سہولت دوں گا۔ ہر ایک طرف سے تجھے برکتیں دکھلاؤں گا۔

نزلت الرحمة علی ثلث العین و علی الاخرین ترد الیک
 میری رحمت تیرے تین عضو پر نازل ہوگی اور دو اور عضو ہیں یعنی انکو سلامت رکھوں گا۔ اور جو ان کے نور

انوار لشباب تری نسلاً بعید انا نبشرك بغلام مظهر
 تیری طرف عود کریں گے۔ اور تو اپنی ایک دُور کی نسل کو دیکھ لیگا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ

یعنی اس زلزلہ کے لئے جو قیامت کاغزو ہو گا یہ علامتیں ہیں کہ کچھ دن پہلے اسکی قحط پڑ گیا اور زمین خشک رہ
 جائے گی۔ نہ معلوم کہ معاش کے بعد یا کچھ دیر کے بعد زلزلہ آئے گا۔ منہ

یعنی وہ بڑے نشان جو دنیا میں ظاہر ہوں گے صرف وہ ہے جو پہلے ان سے توہین کی جائے اور طرح طرح کی بُری
 باتیں کی جائیں اور الزام لگائے جائیں۔ تب بعد اس کے آسمان سے خوفناک نشان ظاہر ہونگے یہی سنت اللہ ہے

کہ پہلی نوبت منکروں کی ہوتی ہے اور دوسری خدا کی۔ منہ
 یہ خدا تعالیٰ کی وحی یعنی تیری نسل بعیداً قریباً تیس سال کی ہے۔ منہ

الحق والعلیٰ ؑ کان اللہ نزل من السماء ؑ انا نبشیرک بغلام
حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا اترے گا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں

نافلۃً لک ؑ سبّحک اللہ ورافاک ؑ وعلمک ما لم تعلم
جو تیرا پوتا ہوگا خدا نے ہر ایک جیسے تجھے پال کیا اور تیرے موانعت کی اسدہ معارف تجھے سکھائیں گے تاکہ تم علم تھا

انہ کریم تمشی امامک وعادی لک من عادی ؑ وقالوا ان هذا
وہ کریم ہے وہ تیرے آگے چلا اور تیرے دشمنوں کا وہ دشمن بنے گا اور کہیں گے کہ یہ تو

الاختلاق ؑ الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر ؑ یلقی الروح
ایک بناوٹ ہے۔ اے معترض کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک بات پر قادر ہے جس پر اپنے بندوں میں کو

علی من یشاء من عبادہ ؑ کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم
چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے یعنی منصب نبوت اسکو بخشا ہو اور یہ تو تمام برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

فتبارک من علم وتعلم ؑ خدا کی فیلنگ اور خدا کی
پس بہت برکتوں والا جو جس سے اس بندہ کو تعلیم دی اور بہت برکتوں والا جو جس نے تعلیم پائی۔ خانے وقت کہ نہ تو محسوس کی

مہر نے کتنا بڑا کام کیا ؑ انی معک ومع اهلك
اور اس کے محسوس کیے اور نبوت کی مہر نے جس میں بہت قوت کا فیضان ہو بڑا کام کیا یعنی تیرے مبعوث ہونے کے دو باعث ہیں

ومع کل من احبک ؑ تیرے لئے میرا نام چمکا۔
میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ اور ہر ایک کے ساتھ جو تجھ کو پیار کرے گا تیرے لئے میرے نام ہے چمکا ڈھکائی۔

روحانی عالم تیرے پر کھولا گیا۔ فبصرک الیوم حدید ؑ
روحانی عالم تیرے پر کھولا گیا۔ پس تمہے نظر تیری تیز ہے۔

حاشیہ یہ وحی الہی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے اس زمانہ میں
محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا جو جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور خدا کی مہر نے یہ کام

کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیر و پی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ احمق ہو اور ایک پہلو

۱۲۳

کہ میں آپ کے افتراء کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالیش نہیں کرونگا۔ سو میں کہتا ہوں کہ میں نہ صرف انسانی عدالت میں نالیش کرونگا بلکہ میں خدا کی عدالت میں بھی نالیش نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابلِ شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دکھ دیا ہے اسلئے میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادرِ خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری کر کے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کرے۔ اَلَا رَانَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔ اسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱ دسمبر ۱۹۷۹ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔

برمقام فلک شدہ یارب گرامید سے دہم مدارعجب۔ بعد ۱۱۔
انشاء اللہ تعالیٰ۔ مجھ بہر حال ایک نشانِ میری بریت کے لئے اس مدت میں ظاہر ہوگا جو آپ کو سخت شرمندہ کرے گا۔ خدا کی کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں۔ دریا خشک ہو سکتے ہیں۔ موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جیبتک پورا نہ ہو لے۔

اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر ۱۹ صفحہ ۱۹ میں بابو الہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے۔
یریدون ان یرواطمثک واللہ یریدان یریک انعامہ۔ للانعامات المتواترة۔

انت معی بمنزلۃ اولادی۔ واللہ ولیک و ربک فقلنا یا نارکونی بردًا۔
یعنی بابو الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہونگے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفالِ اللہ ہے۔ یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے۔

اسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو جس قدر ظرقِ ناپاکی اور گند ہوتا ہے جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے اسی سے ایک روحانی جسم تیار ہوتا ہے۔ یہی طمٹ انسانی ترقیات کا نتیجہ ہے۔ اسی بناء پر صوفیہ کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کر سکتا۔ آدم کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوا۔ اسی وجہ سے ہر ایک نبی محض کروڑوں پر نظر کر کے استغفار

مجلس ۱۲۲

الحمد لله الذي جعل في كل شيء حكمة

الضمان

وہی ہے جس نے ان کو پیدا کیا اور ان کو پالیا اور ان کو مرانا چاہتا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين

بسم الله الرحمن الرحيم

حدیث میں ہے کہ اگر کسی نے اپنے رب کی تعریف کی تو اس کے لئے

هند ملتان میں تیار کیا گیا ہے

[illegible]

ظاہر ہے کہ بیچ المجلس فی سم النیاط اشارے کے طور پر ہے۔ اور مدراج میں سے ایک درجے کی علامت کنایہ مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت یسح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی۔ کہ گویا آپ عودت میں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ربوبیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا مجھے دالے کے لئے اشارہ کافی ہے پس جن لوگوں کو میرا وہ رقعہ جو میں نے حضرت یسح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دکھا تھا اور اس میں اپنی کشفی حالت ظاہر کی تھی میرے جنون کی دلیل نظر آتا ہے وہ اپنے ایمان کی فکر کریں اور قرآن کے الفاظ وَلَیْتُ حَنَافٍ قِیَامٍ دَیْدَ جَنَّتِ وَ مَن دَوْنِهَا جَنَّتِ پڑھ کر کی کوئی پر اپنے ایمان کو پرکھیں یہاں اللہ تعالیٰ ڈرنے والے کو دو جنت عطا فرمائے گا وعدہ فرماتا ہے جس کی تعریف درمیانی فقرات ہیں۔ پہلے اون میں چٹے ہو گئے۔ لوگو اور مرجان ہو گئے سرانے ہو گئے و غیرہ وغیرہ میں فرماتا ہے کہ اون دو جنتوں سے درجے دو جنت اور بھی ہیں پہلے جیسے مرنے کے بعد اون کو دو جنت ملیں گے۔ ایسے ہی اسی دینی زندگی میں ہی دو جنت ملیں گے اور الفاظ من کان فی ہذہ العلیٰ اندو فی الاخرۃ العلیٰ۔ اس کی تفسیر یہ ہے۔

اب جہاں صاحب اور بروہی محمد علی صاحب جہربانی فرما کر کھول کر لکھیں کہ اُن کو دو جنت کون سے حاصل ہیں۔ یوہی اعراض کر دینا تو بڑا آسان ہے خود کسی صنعت کے موصوف پتہ بتا دیں۔ اب میں مختصر طور پر اون جواہروں اور کشفوں کو ظاہر کرتا ہوں جو بطور پیشنگوی ظاہر ہوئے اور ہونے والے ہیں ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پشاور کے گرد کسی مسلمان بادشاہ کی چہرہ چمڑا ہو رہی ہے انجام کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ مگر تاہم میں نے



کیا جلتے کہ ہمیں کیوں ابن مریم کہا جائے۔ اور کیا آج سے بیس بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اقول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چلکر افتراء کے طود پر یہ الہام بنانا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھ دیتا کہ اب میں مریم ہو عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیز و غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں۔ مگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا۔ تو میں اُسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا۔ سوچو نہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائیگی۔ اسلئے گو اُس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اسپر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۹ میں درج ہے جو مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور آخر کئی ہمیز کے بعد جو دس ہمیز سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طے سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس برسر مخفی کی مجھے خبر نہ دی۔ حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی۔ مگر مجھے اسکے منہوں و لسانِ قدیب پر اطلاع نہ دی گئی۔ اسی واسطے میں نے مسلمانوں کی ساری عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو۔ وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا۔ مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں۔ کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں جب تک کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھا دے۔ سو اُس وقت تک حکمت الہی کا یہی

معلوم ہوا کہ خدا نے اُن کی زندگی کے پندرہ دن پندرہ سال سے بدل دئے ہیں یہی ہمارا خدا جو اپنی پیشگوئیوں کے بدلانے پر بھی قادر ہے مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ قادر نہیں۔

نشان ۱-۶۔ ایک دفعہ قتل طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تاخیر کے مُرخِی کے قلم سے اُسپر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں۔ اور پھر دستخط کر دئے اور میرے پر اسوقت نہایت رقت کا عالم تھا اس خیال سے کہ کشفِ خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اُسپر دستخط کر دئے اور اُسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اسوقت میں عبد اللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پیر دبار ہ تھا کہ اُسکے دروہو غریب مُرخِی کے قطرے میرے گرتے اور اُن کی ٹوپی پر بھی گرتے اور عجیب بات یہ کہ اس مُرخِی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کریگا کیونکہ اسکو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا مگر جس کو وحیانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا نیست ہست کر سکتا ہو۔ غرض میں یہ سارا قصہ میل عبد اللہ کو سنایا اور اسوقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبد اللہ جو ایک رویت کا گوامہر اُسپر بہت اثر ہوا اور اُس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جوا تک اُسکے پاس موجود ہے۔

۷۔ ایک مرتبہ زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا کہ دُنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ زمین زیر و زبر ہو جائیگی۔ پس وہ زلزلے جو سنان فرانسکو اور فادوسا وغیرہ میں میری پیشگوئی کے مطابق آئے وہ تو سب کو معلوم ہیں لیکن حال میں ۱۶ اگست ۱۹۷۶ء کو جو جنوبی حصہ امریکہ یعنی چلی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا۔ وہ پہلے زلزلوں سے کم نہ تھا۔ جس سے پندرہ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے اور ہزار ہا جانیں تلف ہوئیں اور



ہزار بار بشوئم دہن بہ مشک و گلاب
ہوز نام تو گفتن کمال بے ادبست
حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے آخری
نبی اور اس کی جملہ مخلوقات میں سب سے اعلیٰ، افضل اور رب العزت کے مقرب
خاص ہیں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ ﷺ کے لیے کہا گیا اور سچ یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر آپ کے
مقام رفیع کا بیان ممکن نہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ ایسی بے نظیر اور آئیڈیل تھی جس
کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ آپ ﷺ کے مبارک منہ سے پروردہ
دلوں کو تازگی اور فرحت ملی۔ آپ نے زندگی بھر کس کو نہ جھڑکا اور نہ گالی دی،
آپ رحمت ہی رحمت تھے۔ دشمن آپ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔
آپ کی زندگی چلتا پھرتا قرآن تھی۔ کسی کو طاقت ہے کہ وہ آپ کی زندگی کے کسی
ایک لمحہ کو ہی کما حقہ بیان کر سکے۔ آپ کے محاسن اتنے ہیں کہ وہ شمار ہی نہیں
ہو سکتے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری کلام قرآن مجید میں مختلف حوالوں سے اپنے اس ”عبد کامل“ اور ”رسول خاتم“ کا ذکر کیا اور اتنے پیار اور محبت سے کہ۔
 کرشمہ دامن ی کشد کہ جا اینجا است

لیکن ایک مرزا غلام احمد ہے جس کے بے لگام اور گستاخ قلم سے اس انسان اعظم، رسول اکرمؐ اور نبی مکرم ﷺ کے متعلق وہ وہ دلخراش عبارتیں نکلیں کہ الامان والحفیظ۔

ایسی جسارت تو ابلیس اعظم علیہ ماعلیہ بھی نہ کر سکا۔ اس نے بھی محض اپنی بڑائی کے اظہار کے لیے۔ ”افناخیر منہ“ کی بات کہی۔ لیکن تیرہویں صدی کے دم آخر، انگریزی استبداد کے زیر سایہ نبوت کا ڈھونگ رچانے والے اس ابلیس مجسم نے اس امام الانبیاء کا کس طرح ذکر کیا، وہ بڑی ہی اندوہناک داستان ہے۔ افسوس کہ گوری اقلیت کے زیر سایہ یہ سب گند اچھالا جاتا رہا اور اب تک بعض بد قسمت اس مردود اذلی سے اپنی عقیدتوں کا رشتہ جوڑے بیٹھے ہیں۔ ہم اس کفر کو دل پر پتھر رکھ کر نقل کر رہے ہیں۔ آپ بھی ان ملعون تحریرات کو دیکھ کر مرزائی اور مرزائی نوازوں کو آئینہ دکھائیے۔

(1) قادیانی محمد رسول اللہ

VIEW
PROOF

”پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص 4، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 207 از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

”خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد

اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔“
(حقیقت الوحی تمہ ص 67، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 502 از مرزا قادیانی)

(3) مرزا قادیانی خاتم النبیین

VIEW
PROOF

□ ”میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منهم لما یلحقوہم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں ’میرا نام محمدؐ اور احمدؑ رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص 10، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 212 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(4)

□ ”مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔“
(کشتی نوح ص 56، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 61 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(5) مرزا قادیانی تمام نبیوں کا مجموعہ

VIEW
PROOF

□ ”میں آدمؑ ہوں، میں نوحؑ ہوں، میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰؑ ابن مریم ہوں، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔“

(تمہ حقیقت الوحی ص 521، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 521 از مرزا

قادیانی)

”اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور نبی کریمؐ میں کوئی دوئی باقی نہیں حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ صبار وجودی وجودہ (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ 171) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) میری قبر میں دفن کیا جائے گا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا تاکہ اشاعت اسلام کا کام پورے کرے اور ہو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچا دے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے آخرین منهم لما یلحقوا بہم میں فرمایا تھا۔“

(کلمۃ الفصل ص 105، از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

محمد رسول اللہ کے تمام کمالات

(7)

مرزا غلام احمد قادیانی میں

VIEW
PROOF

”ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت، کسی کو کم۔ مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہؐ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قاتل ہو گیا کہ ”علی نبی کملائے پس علی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لاکھڑا کیا۔“

(کلمۃ الفصل ص 113، از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

”ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صابر وجودی وجودہ نیز من فرق بینی و بین المصطفیٰ فماعر فنی و ماری اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منهم سے ظاہر ہے، پس مسیح موعودؑ خود محمدؐ رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمدؐ رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔“

(کلمۃ الفصل ص 158، از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

”اس (نبی کریمؐ) کے لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا۔“
(اعجاز احمدی ص 71، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 183 از مرزا قادیانی)

”صلی اللہ علیک وعلی محمد“



(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 794 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

”یصلون علیک صلحاء العرب وابدال الشام و تصلی علیک



الارض والسماء و یحمدک اللہ من عرشہ“

(ترجمہ) تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین

و آسان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔“
(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 168 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(12)

”اے محمدی سلسلہ کے برگزیدہ مسیح تجھ پر خدا کا لاکھ لاکھ درود اور لاکھ لاکھ سلام ہو۔“ □

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 208 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی پر درود و سلام (13)

VIEW
PROOF

اے امام الوری سلام علیک
مہ بدر الدجہ سلام علیک

مہدی احمدی و عیسیٰ موعود
علیک علیک سلام علیک

مطلح قادیان پہ تو چکا
ہو کے شمس الہدی سلام علیک

تیرے آنے سے سب بنی آئے
مظہر الانبیاء سلام علیک

مقطہ وحی جبرئیل
سدرۃ المنتہی سلام علیک

کفر کی شب کو کہہ دیا کافور
مشل شمس انصی سلام علیک

مانتے ہیں تیری رسالت کو
اے رسول خدا سلام علیک

اہل عالم کا تو مطاع ہوا

منظر مصطفیٰ سلام علیک

تیرے ہاتھوں میں سیف قرآن ہے

اے شمعِ لافنی سلام علیک

ہے صدق تیرا کلام خدا

اے میرے مرزا سلام علیک

تیرے ملنے سے مل گیا موٹی

احمد حق نما سلام علیک

تیرے یوسف کا تحفہ صبح و ساء

ہے ورود و دعا سلام علیک

(قاضی محمد یوسف قادیانی کی نظم، روزنامہ الفضل قادیان جلد 7 شمارہ نمبر 100 مورخہ

30 جون 1920)

VIEW
PROOF

(14) نبی کریمؐ سورج“ مرزا قادیانی چاند

”مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمدؐ کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت

نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال

ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی

ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔“

(اربعین نمبر 4 ص 103 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 445/446 از مرزا

قادیانی)

VIEW
PROOF

(15) مسیح موعود تمام صفات میں نبی کریمؐ کے ظل ہیں

”فرمایا! کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے۔ وہ سب

حضرت رسول کریمؐ میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے

کمالات حضرت رسول کریمؐ سے نقلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے اور اسی لیے ہمارا نام

آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے۔ چنانچہ ابراہیم ہمارا نام اس واسطے ہے کہ حضرت ابراہیم ایسے مقام میں پیدا ہوئے تھے کہ وہ بت خانہ تھا اور لوگ بت پرست تھے، اور اب بھی لوگوں کا یہی حال ہے کہ قسم قسم کے خیالی اور وہمی جنوں کی پرستش میں مصروف ہیں اور وحدانیت کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے، نبی کریمؐ کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم (مرزا قادیانی) ان تمام صفات میں نبی کریمؐ کے ظل ہیں۔ مولانا روم نے خوب فرمایا ہے:

نام احمد نام جملہ انبیاء است

چوں بنیاد صد تو وہم پیش ما است

نبی کریمؐ نے گویا سب لوگوں سے چندہ وصول کیا اور وہ لوگ تو اپنے اپنے مقامات اور حالات پر رہے، پر نبی کریمؐ کے پاس کروڑوں روپے ہو گئے۔“
(ملفوظات حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) جلد سوئم ص 270)

VIEW
PROOF

(16) مرزا قادیانی بعینہ محمد رسول اللہ

”اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریمؐ کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریمؐ کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا، یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا، درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ اور یہی معنی آخرین منہم کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔“
(خطبہ الہامیہ ص 171 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 258، 259 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(17) روحانی کمالات کی ابتداء اور انتہاء

”ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہائے تھا

بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لیے پہلا قدم تھا پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔“
(خطبہ الہامیہ ص 177 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 266 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(18) محمد رسول اللہ کی دو بعثتیں

”ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے، ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے۔“

(خطبہ الہامیہ ص 180 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 270 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(19) پہلے محمد رسول اللہ سے بڑھ کر

”اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔“

(خطبہ الہامیہ ص 182 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 271-272 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(20) ہلال اور بدر کی نسبت

”اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے، خدا تعالیٰ کے حکم سے پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کے رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو۔“
(خطبہ الہامیہ ص 184 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 275 از مرزا قادیانی)

(21) بڑی فتح مبین

VIEW
PROOF

”اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا وقت ہو۔“

(خطبہ الہامیہ ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 288 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(22) نبی کریمؐ کے تین ہزار معجزات

”مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے اور حدیبیہ کی پیش گوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت اندازہ کردہ پر پوری نہیں ہوئی۔“

(تحفہ گولڑویہ ص 67 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 153 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(23) مرزا قادیانی کے 10 لاکھ نشانات

”ان چند سطروں میں جو پیش گوئیاں ہیں، وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں جو اول درجہ پر خارق عادت ہیں۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 72 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 72 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(24) نشان اور معجزہ ایک ہی ہے

”امتیازی نشان جس سے وہ شناخت کیا جاتا ہے پس یقیناً سمجھو کہ سچا مذہب اور حقیقی راست باز ضرور اپنے ساتھ امتیازی نشان رکھتا ہے اور اسی کا نام دوسرے لفظوں میں معجزہ اور کرامت اور خارق عادت امر ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 63 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 63 از مرزا قادیانی)

قادیانی

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مرزا قادیانی کے معجزات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے معجزات پر سینکڑوں مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں اور ہر ہر معجزہ کو علیحدہ علیحدہ سند متصل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مرزا قادیانی کے نام نہاد ”صحابہ و تابعین“ کو بھی چاہیے کہ وہ مرزا قادیانی کے دس لاکھ معجزات پر کوئی کتاب لکھ کر دنیا کے سامنے پیش کریں تاکہ دنیا کو مرزا قادیانی کے معجزات کا علم ہو سکے کہ آخر وہ کیا معجزات تھے؟

(25) آگے سے بڑھ کر

VIEW
PROOF

(از قاضی ظہور الدین اکمل قادیانی)

”امام اپنا عزیزو اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دارالامان میں

غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکان اس کا ہے گویا لامکان میں

غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں“

(اخبار بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء)

قاضی ظہور الدین اکمل، مرزا قادیانی کا خاص مرید تھا۔ اس نے مندرجہ بالا نظم لکھ کر ایک قطعہ کی صورت میں مرزا قادیانی کی خدمت میں پیش کی۔ مرزا قادیانی نے نظم پڑھ کر بے حد خوشی کا اظہار کیا اور اسے اپنے ساتھ گھر لے گئے۔

رسول قدنی

VIEW
PROOF

(26)

(از قاضی ظہور الدین اکمل قادیانی)

اے مرے پیارے مری جان رسول قدنی
تیرے صدقے، ترے قربان رسول قدنی

تو نے ایمان ثریا سے ہمیں لا کے دیا
نازش دودا، سلمان رسول قدنی

انت منی و انا منک خدا فرمائے
میں بتاؤں تری کیا شان رسول قدنی

عرش اعظم پہ تری حمد خدا کرتا ہے
ہم ہیں ناچنے سے انسان رسول قدنی

دستِ قادر مطلق تری مسلوں پہ کرے
اللہ اللہ! یہ تری شان رسول قدنی

آسمان اور زمین تو نے بنائے ہیں نئے
تیرے کشتوں پہ ہے ایمان رسول قدنی

پہلی بٹھ میں محمدؐ ہے تو اب احمدؐ ہے
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسولِ قدنی

سر چشمِ تری خاکِ قدم بنواتے
غوثِ اعظمؒ شہِ جیلانِ رسولِ قدنی

عرشِ بلقیسِ معانی ہے ترے قبضے میں
اس زمانہ کے سلیمانؑ رسولِ قدنی

(روزنامہ اخبار الفضل قادیان جلد 10 شمارہ نمبر 30-16 اکتوبر 1922ء)

مندرجہ بالا نظم بھی قاضی ظہور الدین اکمل قادیانی کی ہے جس میں اس نے
نبی کریم ﷺ، جن کو تمام مسلمان ان کے شہر مبارک ”مدینہ طیبہ“ کی نسبت سے ”
رسول مدنی“ کہتے ہیں، کی نقل اتارتے ہوئے مرزا قادیانی کی شان میں اس کے شہر
”قادیان“ کی نسبت سے ”رسول قدنی“ کے عنوان سے نظم لکھی۔

VIEW
PROOF

(27) محمد رسول اللہ سے بڑھ کر

”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا
درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“
(حضرت خلیفہ المسیح مرزا بشیر الدین محمود کی ڈائری، اخبار الفضل قادیان نمبر 5
جلد 10، 17 جولائی 1922ء)

VIEW
PROOF

(28) نبی کریمؐ سور کی چربی استعمال کرتے تھے

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب..... عیسائیوں
کے ہاتھ کانپیر کھالیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔“

(29) وہ نبی بھی کیا نبی ہے؟

”اسی طرح اس قوم کا جس کے جو شیلے آدمی قتل کرتے ہیں، خواہ انبیاء کی توہین کی وجہ سے ہی وہ ایسا کریں، فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کو دبائے اور ان سے اظہار برات کرے۔ انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی کے ذریعہ نہیں ہو سکتی، وہ نبی بھی کیا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لیے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں۔ جس کے بچانے کے لیے اپنا دین تباہ کرنا پڑے۔ یہ سمجھنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کے لیے قتل کرنا جائز ہے، سخت نادانی ہے.....

وہ لوگ (غازی علم الدین شہید، ناقل) جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں، وہ بھی مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے، وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔ میرے نزدیک تو اگر یہی شخص (راج پال کا) قاتل ہے جو گرفتار ہوا ہے تو اس کا سب سے بڑا خیر خواہ وہی ہو سکتا ہے جو اس کے پاس جاوے اور اسے سمجھائے کہ دنیاوی سزا تو تمہیں اب ملے گی ہی، لیکن قبل اس کے کہ وہ ملے، تمہیں چاہیے، خدا سے صلح کر لو۔ اس کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ اسے بتایا جائے کہ تم سے غلطی ہوئی ہے۔“

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 16 نمبر 82 ص 7-8 مورخہ 19/ اپریل 1929ء)

(30) تکمیل اشاعت ہدایت

”چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرض منصبی جو تکمیل اشاعت ہدایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بوجہ عدم وسائل اشاعت غیر ممکن تھا، اس لیے قرآن شریف کی آیت و آخرین منهم لما یلحقوا بہم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ثانی کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس وعدہ کی ضرورت

اسی وجہ سے پیدا ہوئی کہ تادو سرا فرض منہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنی تکمیل اشاعت ہدایت دین جو آپ کے ہاتھ سے پورا ہونا چاہیے تھا، اس وقت باعث عدم وسائل پورا نہیں ہوا، سو اس فرض کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آمد ثانی سے جو بروزی رنگ میں تھی، ایسے زمانہ میں پورا کیا جبکہ زمین کی تمام قوموں تک اسلام پہنچانے کے لیے وسائل پیدا ہو گئے تھے۔“

(تحفہ گوٹرویہ (حاشیہ) ص 177 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 263 از مرزا قادیانی)

(31) مرزا کی تعلیم نوح کی کشتی

”چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الہی کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں، وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو، خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔“

(اربعین نمبر 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 435 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(32) تمام انبیاء کا لباس

”خاکسار عرض کرتا ہے کہ مکرم ڈاکٹر میر محمد اسلعل صاحب نے اپنی اس روایت میں ایک وسیع دریا کو کوزے میں بند کرنا چاہا ہے۔ ان کا نوٹ بہت خوب

ہے اور ایک لمبے اور ذاتی تجربہ پر مبنی ہے اور ہر لفظ دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا ہے۔ مگر ایک دریا کو کوزے میں بند کرنا، انسانی طاقت کا کام نہیں۔ ہاں خدا کو یہ طاقت ضرور حاصل ہے اور میں اس جگہ، اس کوزے کا خاکہ درج کرتا ہوں جس میں خدا نے دریا کو بند کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متعلق اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔

جبرى اللہ فی حلل الانبیاء

یعنی خدا کا رسول جو تمام نبیوں کے لباس میں ظاہر ہوا ہے۔ اس فقرہ سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی جامع تعریف نہیں ہو سکتی۔ آپ ہر نبی کے ظل اور بروز تھے اور ہر نبی کی اعلیٰ صفات اور اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ طاقتیں آپ میں جلوہ قلن تھیں۔ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا ہے اور کیا خوب ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضاداری آتکہ خوباں ہمہ وارند تو تہاداری
 مکی ورش آپ کے ظل کامل (مرزا قادیانی) نے بھی پایا۔ مگر لوگ صرف
 تین نبیوں کو گن کر رہ گئے۔ لیکن خدا نے اپنی کوزے میں سب کچھ بھر دیا۔
 (سیرت المہدی جلد سوئم ص 308 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا
 قادیانی)

(33) اپنی آواز مرزا قادیانی کی آواز سے بلند نہ کرو

□ ”حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ 1903ء کا واقعہ ہے کہ میں ایک دن مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم تشریف لائے اور اندر سے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بھی تشریف لے آئے اور تھوڑی دیر میں مولوی محمد احسن صاحب امروہی بھی آگئے۔ اور آتے ہی حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان کرنے لگے۔ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب کو جوش آگیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو کی ایک دوسرے کے خلاف آوازیں بلند

ہو گئیں اور آواز کمرے سے باہر جانے لگے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (یعنی اے مومنو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے سنتے ہی مولوی عبدالکریم صاحب تو فوراً خاموش ہو گئے اور مولوی محمد احسن صاحب تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش نکالتے رہے اور حضرت اقدس وہاں سے اٹھ کر ظہر کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔“

(سیرت الہدی جلد دوم ص 30 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(34)

□ ”بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک ایرانی بزرگ قادیان آئے تھے اور کئی ماہ تک قادیان میں رہے۔ میں ان کی آمد سے تین چار ماہ بعد پھر قادیان آیا اور ان کو مسجد مبارک میں دیکھا۔ غالباً ”جمعہ کا دن تھا۔ بعد نماز جمعہ اس بزرگ نے فارسی زبان میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بیعت قبول فرمائی جائے۔ حضور نے فرمایا پھر دیکھا جائے گا، یا ابھی اور ٹھہریں۔ اس پر اس ایرانی بزرگ نے بڑی بلند آواز سے کہنا شروع کیا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ یا تو میری بیعت قبول فرمائیں یا مجھے اپنے دروازہ سے چلے جانے کی اجازت بخشیں۔ ان لفظوں کو وہ بار بار دہراتے اور بڑی بلند آواز سے کہتے تھے۔ اس وقت مولوی محمد احسن صاحب مرحوم نے کھڑے ہو کر سورۃ حجرات کی یہ آیت پڑھی کہ یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اور فرمایا کہ مومنوں کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ نبی کی آواز سے اپنی آواز کو اونچی کریں۔ یہ سخت بے ادبی ہے، آپ کو یوں نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن وہ ایرانی بزرگ اپنا لہجہ بدلنے میں نہ آیا۔ آخر اسے چند آدمی سمجھا کر مسجد کے نیچے لے گئے۔ اس کے بعد معلوم نہیں کہ وہ بزرگ یہاں رہے یا چلے گئے اور اس کی بیعت قبول ہوئی یا نہ ہوئی۔“

(سیرت الہدی جلد سوم ص 175 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

”اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے، وہ بھی اس کے مثل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمدؐ جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے و مبشراً برسول یاتئ من بعدی اسمہ احمد مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمدؐ بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں لیکن آخری زمانہ میں بر طبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے، بھیجا گیا۔“

(ازالہ اوہام ص 673 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 463 از مرزا غلام احمد قادیانی)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ اس آیت کا مصداق اپنے آپ کو ہی قرار دیتے ہیں کیونکہ آپ نے اس میں دلیل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ مراد ہوتے تو محمدؐ و احمدؑ کی پیش گوئی ہوتی۔ لیکن یہاں صرف احمدؑ کی پیش گوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اور شخص ہے جو مجرد احمد ہے۔ پس یہ حوالہ صاف طور پر ثابت کر رہا ہے کہ آپ احمد تھے بلکہ یہ کہ اس پیش گوئی کے آپ ہی مصداق ہیں۔“

(انوار خلافت ص 37 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

(36) مرزا قادیانی کو دیکھنے کے لیے نبیوں کی خواہش

”اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لیے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔“

(اربعین نمبر 14 ص 100 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 442 از مرزا قادیانی)

(37) مرزا قادیانی کے کئی نام

”پھر ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے کئی نام رکھے ہیں۔ حالانکہ کسی اور نبی نے اپنے کئی نام نہیں رکھے۔ اس لیے یہ نبی نہیں ہو

سکتے۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان لی اسماء انا محمد و انا احمد و انا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر و انا العاشر الذی یحشر الناس علی قدمی و انا العاقب و العاقب الذی لیس بعدہ نبی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے پانچ نام ہیں۔ پس اگر حضرت مسیح موعود کے بھی خدا تعالیٰ نے کئی نام رکھ دیئے اور آپ کو مہدی اور کرشن بنا دیا۔ تو اس سے آپ کی نبوت کس طرح باطل ہو گئی۔ آپ نے اپنے آقا سے تو ایک نام کم ہی پایا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پانچ نام رکھنے کے باوجود ثابت ہو سکتی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کی نبوت چار نام رکھنے کی وجہ سے ثابت نہیں ہو سکتی۔ وہ لوگ جو یہ اعتراض کرتے ہیں سوچیں اور بتائیں کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کیوں ثابت نہیں ہو سکتی۔“

(انوار خلافت ص 59 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

(38) مرزا قادیانی، احمد مجتبیٰ

VIEW
PROOF

”منم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد“
(ترجمہ) ”میں مسیح زمان ہوں، میں کلیم خدا یعنی موسیٰ ہوں، میں محمد ہوں، میں احمد مجتبیٰ ہوں“

(تریاق القلوب ص 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 134 از مرزا قادیانی)

(39) اپنی وحی پر ایمان

VIEW
PROOF

”مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کہم پر۔“

(اربعین نمبر 4 ص 19 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 25 از مرزا قادیانی)

(40) مرزا قادیانی پر نازل ہونے والی وحی

”انا اعطیناک الکوثر۔ فصل لربک واتحر۔ ان شاتک ہو
الابتر“

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 281-282 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(41)

”ورفعنا لک ذکرک“

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 282 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(42)

”هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین
کلہ“

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 621 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(43)

”اصحاب الصفة۔ وما ادرك ما اصحاب الصفة۔ تری اعینہم
تفیض من الذمیع یصلون علیک“

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 625، 626 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(44)

”وداعیا الی اللہ وسراجا منیرا“

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 626 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(45)

”یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک“

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 626 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(46)

”یرفع اللہ ذکرک“



(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 626 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(47)

”تبت یدابى لہب و تب“



(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 632 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(48)

”قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونى یحببکم اللہ“



(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 634 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(49)

”وما المرسلنک الا رحمة للعالمین“



(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 634 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(50)

”انت منى بمنزلة عرشى - انت منى بمنزلة ولى“



(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 636 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(51)

”انا انزلناہ قریباً من القادیان۔ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل۔“



صدق اللہ ورسولہ۔ وکان امر اللہ مفعولاً“

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 637 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

”آسمان سے کئی تخت اترے، پر تیرا تخت سب سے ادا پر بچایا گیا۔“ □
(تذکرہ مجموعہ المہمات ص 638 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

”اذا فتحنالك فتخا مبینا“ □

(تذکرہ مجموعہ المہمات ص 644 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

”سلام علیکم طبتہم - نحمدک ونصلی - صلوة العرش الی
الفرش“ □

(ترجمہ) تم پر سلام تم پاک ہو۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر
درود بھیجتے ہیں۔ عرش سے فرش تک تیرے پر درود ہے۔

(تذکرہ مجموعہ المہمات ص 644 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

”لولاک لما خلقت الافلاک“ □

(ترجمہ) اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

(تذکرہ مجموعہ المہمات ص 649 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

روضہ آدم اور مرزا قادیانی

”روضہ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تک

میرے آنے سے ہوا کامل بھلا برگ و بار“

(در شین اردو (مرزا قادیانی کا شاعرانہ کلام) ص 135 از مرزا غلام احمد قادیانی)

آخری اینٹ

مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف رحمت عالم ﷺ کے مقابلہ میں نبوت کا اعلان کیا۔ بلکہ حضور علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنے عقائد باطلہ و نظریات فاسدہ کی بنیاد رکھی۔ مثلاً

- حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ نبوت بند ہے۔ مرزا قادیانی نے مقابلہ میں کہا کہ نبوت جاری ہے۔
- حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جہاد جاری ہے۔ مرزا قادیانی نے مقابلہ میں کہا کہ جہاد بند ہے۔
- حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ مدار نجات میری ذات ہے، مرزا قادیانی نے مقابلہ میں کہا کہ مدار نجات میری ذات ہے جو مجھے نہیں مانتا، وہ کافر ہے۔

○ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”میری مثال اور انبیاء کی مثال ایک ایسے محل کی سی ہے کہ جس طرح ایک عمارت نہایت خوبصورتی سے بنائی گئی ہو مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ لوگ اس محل کے گرد گھومتے ہیں اور اس کی خوبصورتی پر تعجب کرتے ہیں اور حیران ہیں کہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی۔ سو میں وہ اینٹ ہوں جس نے اس خالی جگہ کو پر کر دیا۔ پورا ہو گیا میری ذات کے ساتھ نبوت کا محل اور اسی طرح ختم ہو گیا میری ذات پر رسولوں کا سلسلہ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ نبوت کے محل کی آخری اینٹ میں ہوں اور میں ہی نبیوں کا (سلسلہ) ختم کرنے والا ہوں۔“ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

جبکہ مرزا قادیانی نے اس کے جواب میں کہا:

آخری اینٹ

VIEW
PROOF

(57)

”پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیش گوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچا دے۔ پس میں ہی اینٹ ہوں۔“

(خطبہ الہامیہ ص 178 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 178 از مرزا قادیانی)
 اسی طرح مرزا قادیانی نے اس باب کے حوالہ نمبر 56 میں کہا کہ روضہ
 آدم میرے آنے سے مکمل ہوا۔
 غرضیکہ عرض یہ کرنا ہے کہ مرزا قادیانی بد بخت ہر بات میں حضور نبی کریم
 ﷺ کا مقابلہ کرتا ہے۔ جب کہ آدم علیہ السلام کا مقابلہ شیطان نے کیا تھا۔



ایک غلطی کا ازالہ

از:-
حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پبلشر:- ناظر الیوم تصنیف
ربوہ منلع جنگ

دومزار

تعداد طبع

هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله۔
 (دیکھو ۳۹ براہین احمدیہ) آپس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔
 پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جو ربی اللہ فی خلل
 الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے طول میں (دیکھو براہین احمدیہ ص ۱۷۷) پھر
 اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد (رسول اللہ
 والذین معہ) اللہ آ علی الکفار رحماء بینہم۔ اس وحی الہی میں میل نام
 محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو ۱۷۷ براہین میں درج ہے۔
 "وَنِيَامُ يَكُنْ يَدِيَا" اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دُنیا میں ایک نبی آیا۔
 اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔
 سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرتؐ تو خاتم النبیین ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح
 آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بیشک اس طرح سے نہ کوئی نبی نیا ہو یا پھر انا
 نہیں آسکتا جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں آتے
 ہیں۔ اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی مانتے ہیں بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت
 کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا
 عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت "وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ
 وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ" اور حدیث لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر
 کامل شہادت ہے لیکن ہم اس قسم کے عقاید کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا

شخص کے نام ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہوا وہ یہ ہر دو آخر نبی
 مِنْهُمْ تَعَالَى حَقُّوْا بِهِمْ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک اور
 فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت
 میں ہوں۔ اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں اور اس سے تعلیم اور تربیت
 پاویں۔ پس اس کی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنیوالی قوم میں ایک نبی ہو گا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کا بروز ہو گا اس لئے اسکے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلا میں
 اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں۔
 وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے۔ بہر حال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی
 نسبت ایک پیش گوئی ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا
 جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوئے ہوں اس لئے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ آیت ممدوحہ بالا میں یہ تو نہیں فرمایا و آخرین من الامة
 بلکہ یہ فرمایا و آخرین منهم۔ اور ہر ایک جانتا ہے کہ منہم کی غیر اصحاب رضی اللہ عنہم
 کی طرف راجع ہے۔ لہذا وہی فرقہ منہم میں داخل ہو سکتا ہے جس میں ایسا رسول موجود ہو
 کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھ بیس برس پہلے
 میرا نام براہین احمدیہ میں محمدؐ اور احمدؑ رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
 بروز مجھے قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے
 قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله اور نیز فرمایا ہے كل بركة
 من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبورك من علمه وتعلمه اور اگر کوئی یہ
 کہے کہ کس طرح معلوم ہوا کہ حدیث لوکلن الايمان معلقا بالاثريآلناله رجل
 من فارسی اس عاجز کے حق میں ہے اور کیوں جائز نہیں کہ امت محمدیہ میں سے کسی اور
 کے حق میں ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ براہین احمدیہ میں بار بار اس حدیث کا مصداق

ذریعہ سے وہی نام پایا اگر کوئی شخص اس جی الہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جیسا کہ میں اپنی نسبت کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے ایسا ہی میرے مخالف حضرت عیسیٰ بن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئینگے اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے ان کے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ خاتم الانبیاء کی مہر ختمیت ٹوٹ جائیگی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو حقیقت خاتم الانبیاء تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منهم لقائم الحق وہم۔ روزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے میں برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت کوئی ترزل نہیں آیا کیونکہ نکل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور

بہت سے یہ کہیں عمدہ بات ہے کہ اس طرح سے نہ تو خاتم الانبیاء کی پیشگوئی کی مہر ٹوٹی اور نہ اس کے نکل افراد معبود نبوت سے جولا یظہر علی غیبہ کے مطابق ہے محرم ہے مگر حضرت عیسیٰ کو وہ بارہا اتارنے سے جسکی نبوت اسلام چھ سو برس پہلے قرار پا چکی ہے اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا اور آیت خاتم الانبیاء کی صریح تفسیر یہ لازم آتی ہے۔ اس کے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سنیں گے۔ سو گالیاں دیں۔ وسیع علم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ منہ

وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مہارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔

دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانوں کو دیا گیا ہے، سنت ہے یعنی آنحضرت ﷺ کی عملی کارروائیاں جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کر کے دکھلائیں مثلاً قرآن شریف میں بظاہر نظر نہ ہوگا نہ نمازوں کی رکعات معلوم نہیں ہونیں کہ صبح کس قدر اور دوسرے وقتوں میں کس کس تعداد پر لیکن سنت نے سب کچھ کھول دیا ہے۔ یہ دھوکہ نہ لگے کہ سنت اور حدیث ایک چیز ہے۔ کیونکہ حدیث تو سو ڈیڑھ سو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سنت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا۔ مسلمانوں پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنت کا ہے۔ خدا اور رسول کی ذمہ داری کا فرض صرف دو امر پر تھے۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ قرآن کو نازل کر کے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دے۔ یہ تو خدا کے قانون کا فرض تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تھا کہ خدا کے کلام کو عملی طور پر دکھلا کر بخوبی لوگوں کو سمجھادیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتیں کر دنی کے پیرایہ میں دکھلادیں۔ اور اپنی سنت یعنی عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا۔ یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تھا۔ کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قائم ہو چکا تھا۔ کیا جب تک حدیثیں جمع نہ ہوئی تھیں لوگ نماز نہ پڑھتے تھے۔ یا زکوٰۃ نہ دیتے تھے۔ یا حج نہ کرتے تھے یا حلال حرام سے واقف نہ تھے۔ ہاں تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہی ہے۔ کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں۔ اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سنت کی خادمہ ہیں۔ جن لوگوں کو ادب قرآن

۱۰ اہل حدیث فعلی رسول اور قولی رسول دونوں کا نام حدیث ہی کہتے ہیں۔ یہیں انکی اصطلاح سے کچھ فرق نہیں۔ دراصل سنت الہیہ جسکی اشاعت کا اہتمام خود آنحضرت نے بذات خود فرمایا۔ اور حدیث الہیہ جو بعد میں جمع ہوئی۔ مندرجہ

B
A
C
K

اسکے نور کو نابود نہ کر سکی۔ سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اس زمانہ کے لئے سب سے پہلے میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا کیونکہ ضرور تھا کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ سے دکھ اٹھاؤں اور کافراں ملعون اور دجال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زمین تھا مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھ بیس برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدہ میں میرے ہاتھ سے لکھا دیئے ہیں اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحاق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں اسمعیل ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی ہر ورنہ ہی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جدی اللہ فی حلال الاہلیاء فرمایا بیٹے خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہو کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعے سے ظہور ہو مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم کے صفات مجھ میں ظاہر کرے۔ سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دکھ اٹھائے جو ابن مریم نے یہود سے اٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اٹھائے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر پھر خدا نے مسیح کے لئے میرا نام مسیح قائم رکھا تا جس صلیب کے مسیح کو توڑا تھا اور اسکو زخمی کیا تھا دوسرے وقت میں مسیح اسکو توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ۔ کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں رہ سکتے۔ سو سنہ عیسوی کی تیسویں صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کے مسیح کے ہاتھ سے مغلوب کرے۔ لیکن جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جس کو رُدر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنا والا اور پرورش کرنا والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں

اؤلوگو کہ ہیں نورِ خدا پاؤ گے ۔ تو تمہیں طہرِ تسلی کا بتایا ہم نے

کتابِ نور

بینی

دن کے مذاہب پر

بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء

جلد ۱۲

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ

فہرست مضامین

کلمۃ فیصل ۹۱ - ۱۸۴

میرزا بشیر احمد

۷۔ فروری ۱۹۱۵ء مطابق ۲۱ مئی ۱۳۳۳ھ

علم و طہارت

زندہ سالانہ

سرد کار نہیں کیا کوئی احمد کا نام لیوا اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے کہ اگر اس زمانہ کا بڑا کلمہ تیرہ سو سال پہلے عرب میں پیدا کیا جاتا تو ابوجہل سے جہالت میں کم رہتا اور کیا اگر اس زمانہ کا مرتد پیشاوی رسول عربی کے وقت کو پاتا تو مسید کذاب کی طرح آپ کے غداری نہ کرتا؛ دوستو اجاں تم نے احمد کو محمد کا کامل بروز مانا ہے وہاں احمد کے منکرین کو محمد کے منکرین کا کامل بروز مانتے ہوئے تمہیں کو کسی بات روکتی ہے۔ اور پھر اس پر بھی تو غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کی دو پشتوں کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے جیسا کہ آتا ہے **هو الذی بعث فی الامیین رسولاً یتلوا علیہم آیاتہ و ید کیہم و یعلمہم الکتب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۵ و اخرین منهم لیسوا یلحقوا بہم و هو العزیز الحکیم**۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ جس طرح نبی کریم کو آئیوں یعنی کئے والوں میں رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اسی طرح ایک اور قوم میں بھی آپ کو مبعوث کیا جائے گا جو ابھی تک دنیا میں پیدا نہیں کی گئی۔ لیکن چونکہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے کہ ایک شخص جب فوت ہو جاوے تو اسے پھر دنیا میں لایا جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے متعلق قرآن کریم میں صاف فرما دیا ہے کہ انھیں کلا رجعون پس یہ وعدہ اس صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ جب نبی کریم کی بدست ثانی کے لینے ایک ایسے شخص کو چنا جاوے جس نے آپ کے کمالات نبوت سے پورا حصہ لیا ہو اور جو حسن اور احسان اور ہدایت خلق اللہ میں آپ کا شاہ ہو اور جو آپ کی اتباع میں ماسقدر آگے نکل گیا ہو کہ بس آپ کی ایک زندہ تصویر بن جاوے تو بلا ریب ایسے شخص کا دنیا میں آنا خود نبی کریم کا دنیا میں آنا ہے اور چونکہ مشابہت نامہ کی وجہ سے مسیح موعودؑ اور نبی کریم میں کوئی و دنی باقی نہیں رہی حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ صمد وجود و وجود و دیکھو خطبہ المامیہ صفحہ ۱۷۱) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریم نے فرمایا کہ مسیح موعودؑ میری قبر میں دفن کیا جاوے گا جس سے میرا ذکر وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعودؑ نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو برہنہ کی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا آتائت اسلام

کام پورا کرے اور هو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہر
علی الدین کلہ کے زمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا
کے کونوں تک پہنچا دے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ
قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اتارنا اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے آخرین
منہجاً بلکہوا بہم میں فرمایا تھا یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ مسیح موعودؑ
نے خود خطہ الہامیہ صفحہ ۱۸۰ میں آیت آخرین منہجاً کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ
در کس طرح منہج کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو اگر رسول کریم آخرین میں موجود نہ ہوں
جیسا پہلوں میں موجود تھے؟ پس وہ جس نے مسیح موعودؑ اور نبی کریمؐ کو دو جدا جدا
کے رنگ میں لیا اس نے مسیح موعودؑ کی مخالفت کی کیونکہ مسیح موعودؑ کا ہر صدار وجودی وجہ
اور جس نے مسیح موعودؑ اور نبی کریمؐ میں تفریق کی اس نے بھی مسیح موعودؑ کی تعلیم کے خلاف
قدم مارا کیونکہ مسیح موعودؑ صاف فرماتا ہے کہ من فرق بینی و دین بلصطفیٰ خدا
عرفنی و ما سألنی ۱ دیکھو خطہ الہامیہ صفحہ ۱۸۰ میں مسیح موعودؑ کی جگہ نبی کریمؐ کی جگہ
ثانی نہ جانا اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ
ایک دفعہ پھر دنیا میں آئیگا۔ پس ان سب باتوں کے سمجھ لینے کے بعد اس بات میں کوئی
شک باقی نہیں رہتا کہ وہ جس نے مسیح موعودؑ کا انکار کیا اس نے مسیح موعودؑ کا انکار نہیں کیا
بلکہ اس نے اسکا انکار کیا جسکی بشت ثانی کے وعدہ کو پورا کرنے کے لیے مسیح موعودؑ مسبو
کیا گیا اور اس نے اسکا انکار کیا جس نے آخرین میں آنا تھا اور پھر اس نے اس کا انکار
کیا جس نے اپنی قبر سے اٹھ کر حسب وعدہ پھر اپنی قبر میں جانا تھا پس اسے نامان باتو مسیح
موعودؑ کے انکار کو کوئی معمول بات نہ جان کیونکہ محمدؐ نے اپنے ہاتھوں سے اپنی نبوت کی
جادو پر چڑھا لی ہے اور اگر تیرا دل غیردوں کے پنجے میں گرفتار ہے اور انکی محبت
سمجھ میں نہیں لینے دیتی تو جا پہلے آخرین منہج کی آیت قرآن سے نکال پھینک
اور پھر جترے دل میں آئے کہ۔ کیونکہ جب تک یہ آیت قرآن کریم میں موجود ہے اسوقت
تک تو مجبوس ہے کہ مسیح موعودؑ کو محمدؐ کی شان میں قبول کرے اور یا مسیح موعودؑ سے ارتداد کی

مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند ہو گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا پس اب جو ظلی نبی ہو گا وہ نبوت کی نمر کو توڑنے والا نہیں کیونکہ اسکی نبوت اپنی ذات میں کچھ چیز نہیں بلکہ وہ محمد کی نبوت کا ظل ہے۔ ذکر مستقل نبوت۔ ”اگر یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بردی نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے یہ محض ایک نفس کا دھوکا ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ ظلی نبوت کے لینے یا فردی ہے کہ انسان نبی کریم مسلم کی ابتداء میں اسقدر فرق ہو جاوے کہ من تو شدم تو من شدی کے درجہ کو پہلے ایسی صورت میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسے کمالات کو عکس کے رنگ میں اپنے اندر ترمایا گیا مگر وہی کہ ان دونوں میں قرب اتنا بڑھ گیا کہ نبی کریم مسلم کی نبوت کی چادر بھی اس پر چڑھائی جائیگی تب جا کر وہ ظلی نبی کمالات کا پس جب محل کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے اصل کی پوری تصویر ہو اور اسی پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے تو وہ ناداں جو مسیح موعودؑ کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اس کے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے کیونکہ اس نے اس نبوت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبوتوں کی سر تاج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر ٹھوکر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت مسلم کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور اس ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہرات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے ان کے لینے یا فردی نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جاویں جو نبی کریم مسلم میں رکھے گئے مگر ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت کسی کو کم۔ مگر مسیح موعودؑ کو تو جب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلے پس قلی نبوت نے مسیح موعودؑ کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اسقدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو پہلو لکھوا کیا۔ اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ عیسیٰؑ کے لینے یا فردی نہ تھا کہ وہ نبی کریم کے تمام کمالات حاصل کر لینے کے بعد نبی بنایا جاتا۔ دلائل و دلیلات کے لینے یا فردی نہ تھا کہ انکو نبی کا خطاب تب دیا جاتا جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات سے پورا حصہ لے لیتے اور پھر میں تو یہ بھی کہوں گا کہ موسیٰؑ کے لینے بھی یہ فردی نہ تھا

معتزین کا یہ خیال ہے کہ کلمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اس غرض سے رکھا گیا ہے کہ وہ آخری نبی ہیں تبھی تو یہ اعتراض کرتا ہے کہ اگر محمد رسول اللہ کے بعد کوئی اور نبی آتا تو اس کا کلمہ بناؤ نادان اتنا نہیں سوچتا کہ محمد رسول اللہ کا نام کلمہ میں تو اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سر تاج اور خاتم النبیین ہیں اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آجاتے ہیں ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے ہاں حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے تو محمد رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپؐ کے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے مگر مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہر گئی لہذا مسیح موعودؑ کے آنے سے نوزاد اللہ اکابر اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے لغرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعودؑ کی آمد نے محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے اور بس۔ علاوہ اسکے اگر ہم بغرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپؐ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کہنے لکھ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صابر و جوی و جود کا نیز من فریق بینی و بین المصطفیٰ فماعر فنی و ماسرخی اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منهم سے ظاہر ہے پس مسیح موعودؑ خود محمد رسول اللہؐ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔ قدرِ دوا

چھٹا اعتراض یہ ہے کہ لافرق بین احد من سلسلہ کے لفظ اسل کے مفہوم میں صرف وہی رسول شامل ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گئے چکے ہیں اور اس کا ثبوت یہ دیا جاتا ہے کہ سورۃ بقرہ کے پہلے رکوع میں متقی کی شان میں

اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ

الحمد لله والمنته كشميمه نزول المسيح جسكے ساتھ
 دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے
 حسب استدعا مولوی شہداء صاحب امت سہری کے
 محض پانچ دن میں ابتداء ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے
 طیار ہو کر اس کا نام

اعجاز احمد

رکھا گیا

اور اس رسالہ میں پیر مرعلی شاہ ضا و مولوی اصغر علی صاحب
 و مولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام
 رسالہ میں مفصل درج ہے (تاریخ طبع ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء)
 بمقام آقا بیان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام طبع ہوا

اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ

اتزعم ان رسولنا سيد الورى
 کیا تو گمان کرتا ہو کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فلا والذي خلق السماء لاجله
 مجھے اس کی قسم جس نے آسمان بنایا کہ ایسا نہیں ہے۔
 وانا ورثنا مثل ولد متاعه
 اور ہم نے اولاد کی طرح اس کی وراثت پائی۔
 له خسف القمر المنير وان لم
 اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور
 وكان كلام معجز آية له
 اور اس کے معجزات میں سے معجزہ کہ کلام بھی تھا۔
 اذا القوم قالوا يدعى الوحي عامدا
 جب قوم نے کہا کہ یہ تو عمدہ وحی کا دعویٰ کرتا ہے۔
 واني لظن ان يخالف اصله
 اور سایہ کیونکر اپنے اصل سے مخالف ہو سکتا ہے
 واني لذ ونسب كاصل طبعه
 اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ذونسب ہوں
 كفى العبد تقوى القلب عند حبيبنا
 اور بندہ کو دل کا تقویٰ کافی ہے۔ اور ایک صالح کو
 ولكن قضى رب السماء لائمة
 مگر خدا نے اماموں کے لئے چاہا کہ وہ ذونسب ہوں
 ومن كان ذالنسب كريم ولم يكن
 اور جو شخص اچھی نسب رکھتا ہے

على زعم شائنة توفي ابتر
 بے اولاد ہو کر حالت میں نکاح کی جیساکہ دشمنوں کا خیال
 له مثلنا ولد الى يوم يحشر
 ہمارے جیسے ہم نے اولاد پیدا کی اور جس دن جنت کی
 فاقى ثبوت بعد ذلك يحضر
 پس اس سے بڑھ کر وہ کونسا ثبوت جو پیش کیا جائے۔
 غسا القمر ان المشرق ان تنكر
 میرے لئے چاند اور سورج دونوں اب کیا تو انکار کرے گا۔
 كذلك لي قول على الكل يبهز
 اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے۔
 عجبتي فاني ظل بدر ينور
 میں تعجب کیا کہ میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ہونا
 فما فيه في وجهي يلوح ويزهر
 پس وہ روشنی جو اس میں ہے وہ مجھ میں چمک رہی ہے۔
 ومن طينه المعصوم طيني معطر
 اور اس کی پاک مٹی کا مجھ میں خمیر ہے۔
 وليس للنسب ذو صلاح معيتر
 اس لئے سرزنش نہیں کر سکتے کہ اس کی نسب اعلیٰ نہیں۔
 لهم نسب كينز يهيج التنفر
 تاکہ لوگوں کو ان کی نسب کا تعصب کے نفرت پیدا نہ ہو
 له حسب فهو الذي المحقر
 اس میں ذاتی صفات کچھ نہیں وہ کینز اور حقیر ہے۔

ٹھنڈی ہو گئی۔ اور وہ محبت کی بے قراری سب دل سے نکل گئی۔ بلکہ دل میں دُوری پیدا ہو گئی۔ اور خدا کے فضل اور حضورؐ کی دعا کی برکت سے میں بدکاری سے بھی محفوظ رہا۔ اور وہ جنون بھی جاتا رہا۔“

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۹۵۶ ۹۵۷)

صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب جمال نعمانی نے بیان کیا کہ:-

”ایک روز مغرب کی نماز پڑھی گئی۔ اور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کھڑا تھا۔ جب نماز کا سلام پھیرا گیا۔ تو آپؐ نے بائیں ہاتھ میری دائیں ران پر رکھ کر فرمایا۔ صاحبزادہ صاحب! اس وقت میں التحیات پڑھتا تھا۔ الہاماً میری زبان پر جاری ہوا:-

”صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ مُحَمَّدٍ“

(الحکم جلد ۲۶ نمبر ۱۹ مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۲۲ء ص ۷)

صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ”ہم ایک روز صحن مکان میں لیٹ رہے تھے جو ہمیں کشف ملکوت ہوا۔ اور کشف میں بہت سے فرشتے دیکھے کہ بہت خوبصورت لباس فاخرہ اور مکلف پہنے ہوئے وجد کرتے اور گاتے ہیں۔ اور ہماری طرف بار بار چکر لگاتے ہیں۔ اور ہر چکر میں ہماری طرف ہاتھ مبارک کے ایک غزل کا شعر پڑھتے ہیں۔ اور اس مصرعہ کا آخر لفظ پیر پیران ہے۔ وہ عین ہمارے منہ کے سامنے ہاتھ کر کے ہماری طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں۔

”پیر پیران“۔ (تذکرۃ المہدی معتقد پیر سراج الحق صاحب حصہ اول ص ۷)

صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:- ”ایک گھنٹہ ہوا ہو گا۔ ہم نے دیکھا کہ والدہ محمود قرآن شریف اُگلے رکھے ہوئے پڑھتی ہیں۔ جب یہ آیت پڑھی:-

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۹۷

”اللہ جل شانہ“ نے مجھے خبر دی ہے کہ
يُصَلُّونَ عَلَيْكَ صَلَواتُ الْعَرَبِ وَ اَبْدَالِ
الشَّامِ - وَ تُصَلِّيْ عَلَيْكَ الْاَرْضُ وَ السَّمَاءُ - وَ
يَحْكُمُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهِ

اور مکتوب حضرت اقدس مودعہ اگست ۱۸۸۵ء مندرجہ الحکم جلد نمبر ۲۲ مورخہ ۳۱ اگست ۱۸۸۵ء (ملا)

”بارہا غوث اور قطب وقت میرے پرکشش کئے گئے، جو میری عظمت
مرتب پر ایمان لائے ہیں، اور لائیں گے“

اور مکتوب حضرت اقدس مودعہ اگست ۱۸۸۵ء مندرجہ الحکم جلد نمبر ۲۲ مورخہ ۳۱ اگست ۱۸۸۵ء (ملا)

”اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری
دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی، وہ جہنمی ہے“

مکتوب حضرت اقدس مودعہ اگست ۱۸۸۵ء مندرجہ الحکم جلد نمبر ۲۲ مورخہ ۳۱ اگست ۱۸۸۵ء (ملا)

”یہ بات کھلی کھلی الہام الہی نے ظاہر کر دی۔ کہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے۔ وہ

بے فائدہ نہیں آیا تھا۔ بلکہ اس کی موت ان سب لوگوں کی زندگی کا موجب ہوگی۔

جنہوں نے محض رشک اس کی موت سے غم کیا۔ اور اس ابتلاء کی برداشت کر گئے۔

کہ جو اس کی موت سے ظہور میں آیا۔“ (سبز اشتہار صفحہ ۱۴ و ۱۵ حاشیہ)

”اس موت کی تقریب پر بعض مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہوا۔

اَحْسِبِ النَّاسَ اَنْ يُّثْرَكُوْا اَنْ يَقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَ

هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ - وَقَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتُوْا تَذْكُرُ

يُؤْسَفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ

الْهَالِكِيْنَ - شَهِتَ الْوُجُوْهُ قَتُوْلَ عَمِّهِمْ حَتّٰى

لے (ترجمہ از مرتب) تجھ پر عرب کے علماء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین و آسمان

تجھ پر درود بھیجتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔

لے یعنی بشیر اہل کی موت۔ (مرتب)

وَعَلَىٰ رُءُوسِهِ السِّبْطُ الْعَزِيزُ

۱۱۲۵

شیر المہدی

حصہ سوم

«مُرْتَبِ فرمود»

حضرت مرزا بشیر احمد رضا ایمان

جسے

خا

لہذا بشیر احمد رضا ایمان نے منشی فضل و فضل نے قادیان دارالافتاء

شائع کیا

نہایت

اپریل ۱۹۳۹ء

صفر ۱۳۵۸ھ

ایڈیشن اول

خاک روضہ کرتا ہے کہ پورے خطہ کی جماعت ایک خاص جماعت تھی۔ اور نہایت مخلص تھی۔ ان میں سے تین دوست خاص طور پر ممتاز تھے۔ یعنی میاں محمد خاں صاحب مرحوم منشی روڑے خاں صاحب مرحوم اور منشی نضر احمد صاحب۔ اول الذکر بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے اور ثانی الذکر خلافتِ ثانیہ میں فوت ہوئے اور موخر الذکر ابھی تک زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں تادیر سلامت رکھے اور ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔ نیز خاک روضہ کرتا ہے کہ محکم منشی نضر احمد صاحب کے اس اخلاص کے اظہار میں تین لطافتیں ہیں ایک تو یہ کہ جو رقم جماعت سے مانگی گئی تھی وہ انہوں نے خود اپنی طرف سے پیش کر دی۔ دوسرے یہ کہ پیش بھی اس طرح کی رقعہ موجود نہیں تھا تو زیور فرخت کر کے روپیہ حاصل کیا۔ تیسرے یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جابا تک نہیں دیکھا خود اپنی طرف سے زیور بیکر لایا ہوں۔ بلکہ حضرت صاحب یہی سمجھتے رہے کہ جماعت کے لئے نہایت نفع دینے والے یہ رقم بچوائی ہے۔ دوسری طرف منشی روڑے خاں صاحب کا اخلاص بھی ملاحظہ ہو اس عہد میں منشی نضر احمد صاحب سے چھ ماہ ناراض رہے کہ اس خدمت کے موقع کی خدمت سے بدول نہیں دی یہ نظارے کس وجہ روح پرور کس درجہ ایمان افروز ہیں۔ اسے ٹھوکرے عہد کے برگزیدہ مسیح تھے پر خدا کا لاکھ لاکھ درود اور لاکھ لاکھ سلام ہو کہ تیرا عمر کیسا شیریں ہے۔ اور اے محمدی مسیح نے حلفہ بگوشہ اتم پر خدا کی لاکھ لاکھ رحمتیں ہوں رقم نے اپنے عہد اخلاص و وفا کو کس دو لبواری اور جاں نثاری کے ساتھ نبھایا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ : منشی نضر احمد صاحب کیو۔ غلطی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ دہلی میں حبیبی قادیان قاتا تو اس کمرے میں ٹھہرتا تھا جو مسجد مبارک سے ملحق ہے اور جس میں سے ہو کر حضرت صاحب مسجد میں تشریف لے جاتے تھے ایک دفعہ ایک مولوی جو ذی علم شخص تھا۔ قادیان آیا۔ بارہ نمبر دار اس کے ساتھ تھے۔ وہ مناظرہ وغیرہ نہیں کرتا تھا بلکہ صرف محالات کا مشاہدہ کرتا تھا ایک مرتبہ رات کو تنہائی میں میرے پاس اس کمرہ میں وہ آیا۔ اور کہا کہ ایک بات مجھے بتائیں کہ مرزا صاحب کی عربی تصانیف ایسی ہیں کہ ان جیسی کوئی فصیح بلیغ عبارت نہیں لکھ سکتا۔ مرزا صاحب کچھ علماء سے مدد لے کر لکھتے ہوئے۔ اور وہ وقت رات کا ہی ہو سکتا ہے تو کیا رات کو کچھ آدمی ایسے آپ کے پاس رہتے ہیں جو اس کام میں مدد دیتے ہوں۔ میں نے کہا مولوی

وَقِيلَ إِنَّ الْفَقْرَ بَيْنِي وَاللَّهُ يُؤْتِي مَن يَشَاءُ وَكَأَنَّهُ يُؤْتِي

فقیہ ملک حبیبی ایاز دہلوی نے اس کو قرآن مجید کی تفسیر میں لکھی ہے۔
اور اس نے زور اور جوش سے اس کی تفسیر کی ہے۔

مضامین بنام ایاز

محقق خط و کتابت غلام

مجموعہ

ایڈیٹر :- غلام نبی • اسٹنٹ - فخر محمد خاں

جلد ۱ مورخہ ۲۰ جون ۱۹۲۰ء مطابق ۱۳ شوال ۱۳۳۸ھ نمبر ۱۰۰

البرية

حضرت عقیلہ بی بی اہل اہل دارہ اندھڑی اکیبر و حاجت میرا
۱۰۵۔ جن سلسلہ و مشرب ملک متعلیل صاحب لیلے کا
خود رسول بی بی جن غن متعلیل صاحب لیلے کا ساتھ
ایک ہزار ہر حضرت عقیلہ بی بی نے لے رہا۔
ماتحت صاحب لیلے۔ اور تہ نوت گیش
نور و انوار صحت و صحت۔ ساتھ لایہ و صحت و صحت
صحت کریں۔
۱۰۶۔ اور تہ نوت گیش و صحت و صحت۔ ساتھ لایہ و صحت و صحت
صحت کریں۔
۱۰۷۔ اور تہ نوت گیش و صحت و صحت۔ ساتھ لایہ و صحت و صحت
صحت کریں۔
۱۰۸۔ اور تہ نوت گیش و صحت و صحت۔ ساتھ لایہ و صحت و صحت
صحت کریں۔
۱۰۹۔ اور تہ نوت گیش و صحت و صحت۔ ساتھ لایہ و صحت و صحت
صحت کریں۔
۱۱۰۔ اور تہ نوت گیش و صحت و صحت۔ ساتھ لایہ و صحت و صحت
صحت کریں۔

خبر احمیہ

جناب معنی صاحب کا مازہ خط

اگر تاتاری و مسلمانان را

ایکے دوس میں ہیں
اک عہد کے دل میں ہیں

[illegible]

M. Muhammad Sadiq,
1897 Madison Avenue,
New York City.

حیدرآباد میں شہر قرآن کی تبلیغی جوبہ

میں نے اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا۔

استحان ہے اور وہ ہمیں آزماتا ہے کہ تم اس نمونہ کے دکھلانے میں کیسے ہو۔ تم سے پہلے جلالی زندگی کا نمونہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے قابلِ تعریف دکھلایا اور وہ ایسا ہی دقت تھا کہ جلالی طرز کی زندگی کا نمونہ دکھلایا جاتا کیونکہ ایماندار لوگ بتوں کی تنظیم کے لئے اور مخلوق پرستی کی حمایت میں بھیڑ بکری کی طرح قتل کئے جاتے تھے۔ اور پتھر دل اور ستار دل اور عناصر اور دوسری مخلوق کو خدا کی جگہ دی تھی۔ سو وہ زمانہ بے شک جہاد کا زمانہ تھا تا جو لوگ ظلم سے تلوار اٹھاتے ہیں وہ تلوار ہی سے قتل کئے جائیں۔ سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے تلوار اٹھانے والوں کو تلوار ہی سے خاموش کیا اور اسم محمدی جو منظر جلال اور شان محبوبیت اپنے اندر رکھتا ہے اس کی تجلی ظاہر کرنے کے لئے خوب جوہر دکھلائے اور دین کی حمایت میں اپنے خون بہا دیئے۔ پھر بعد اس کے وہ کذاب پیدا ہوئے جو اسم محمدی کا جلال ظاہر کرنے والے نہیں تھے بلکہ اکثر ان کے چومدوں اور ڈاکوؤں کی طرح تھے جو مجھ سے پہلے گند گئے جو جھوٹے طور پر محمدی کہلاتے تھے اور لوگ ان کو خود غرض سمجھتے تھے۔ جیسا کہ آجکل بھی بعض سرحدی نادان اس قسم کے مولویوں کی تعلیم سے دھوکا کھا کر محمدی جلال کے ظاہر کرنے کے بہانہ سے لوٹ مار اپنا شیوہ رکھتے ہیں اور اُسے دن ناحق کے خون کرتے ہیں مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمدی کی تجلی ظاہر کرنے کا دقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سو سچ کی کرلوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے

میرا نام بیت اللہ بھی لکھا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جعفر بن ابی ہاشم کو خائف کرنا چاہیں اس میں معاف خدا تعالیٰ نشانوں کے خزانے نکلیں گے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک ایذا کے وقت ضرور ایک خزانہ نکلتا، اور اس بات میں الہام یہ ہے۔ یکے پائے میں ہی بوسیدہ دینِ یگنہم کہ حجرِ اسودِ منہ۔ منہ

اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر تیں ہوں۔ اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے۔ یعنی جمالی طور کی خدمات کے ایام ہیں اور اخلاقی کمالات کا ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شیل موٹی بھی تھے اور شیل عیسیٰ بھی۔ موٹی جلالی رنگ میں آیا تھا اور جلال اور الہی غضب کا رنگ اُس پر غالب تھا مگر عیسیٰ جمالی رنگ میں آیا تھا اور فروتنی اس پر غالب تھی۔ سو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کئی اور مدنی زندگی میں یہ دونوں نمونے جلال اور جمال کے ظاہر کر دیئے اور پھر چاہا کہ آپ کے بعد آپ کی فیض یافتہ جماعت بھی جو آپ کے روحانی وارث ہیں انہی دونوں نمونوں کو ظاہر کرے۔ سو آپ نے محمدی یعنی جمالی نمونہ دکھلانے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا کیونکہ اس زمانہ میں اسلام کی مظلومیت کے لئے یہی علاج قرین مصلحت تھا پھر جب وہ زمانہ جاتا رہا اور کوئی شخص زمین پر ایسا نہ رہا کہ مذہب کے لئے اسلام پر جبر کرے اس لئے خدا نے جمالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا یعنی جمالی رنگ دکھلانا چاہا۔ سو اس نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسیٰ کا اذکار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے اور خدا نے تمہیں اس عیسیٰ احمد صفت کے لئے بطور اعضا کے بنایا۔ سو اب وقت ہے کہ اپنی اخلاقی قوتوں کا حُسن اور جمال دکھلاؤ۔ چاہیئے کہ تم میں خدا کی مخلوق کے لئے عام ہمدردی ہو اور کوئی پھل اور دھوکا تمہاری طبیعت میں نہ ہو تم اسم احمد کے مظہر ہو۔ سو چاہیئے کہ دن رات خدا کی حمد و ثنا تمہارا کام ہو اور خادمانہ حالت جو حاد ہونے کے لئے لازم ہے اپنے اندر پیدا کرو اور تم کا مل طور پر خدا کی کیونکر حمد کر سکتے ہو جب تک تم اس کو رب العالمین یعنی تمام دنیا کا پالنے والا نہ سمجھو اور تم کیونکر اس اقرار میں پتے ٹھیر سکتے ہو جب تک ایسا ہی اپنے تئیں بھی نہ بناؤ۔ کیونکہ اگر تو کسی نیک صفت کے ساتھ کسی کی تعریف کرتا

قَالَ رَبُّنَا مُحَمَّدٌ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ مَا نَزَّلَهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ

روحانی خزائن ۲

جلد ————— سوم

مشتمل بر

ملفوظات

حضرت سید محمد علیہ السلام

از نومبر ۱۹۰۱ء تا ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء

الناشر

الشركة الإسلامية لميٹڈ رپوا

(ضیاء الاسلام پریس رپوا)

راہ چنانچہ قرآن شریف میں بھی آیا کہ نأتی الارض ننقصہا من اطرانہا یعنی ابتداء عوام سے ہے۔ اور پھر خواص پکڑے جاتے ہیں اور بعض کے بچانے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت بھی ہوتی ہے کہ انہوں نے آخر میں توبہ کرنی ہوتی ہے یا ان کی اولاد میں سے کسی نے اسلام قبول کرنا ہوتا ہے۔

مسیح موعود تمام صفات میں نبی کریم کے ظل میں

فرمایا۔ کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے۔ وہ سب حضرت رسول کریم میں سے بڑھ کر موجود تھے۔ اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے۔ چنانچہ ابراہیم ہمارا نام اس واسطے ہے کہ حضرت ابراہیم ایسے مقام میں پیدا ہوئے تھے کہ وہ تمام تھنا اور لوگ بُت پرست تھے۔ اور اب بھی لوگوں کا یہی حال ہے کہ قسم قسم کے خیالی اور دہی توبہ کی پرستش میں مصروف ہیں اور وحدانیت کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم کی تمام خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل میں۔ مولانا روم نے خوب فرمایا۔

نام احمد نام جملہ انبیاء است

چوں بیامد صد نو دہم پیش ما است

نبی کریم نے گویا سب لوگوں سے چندہ وصول کیا اور وہ لوگ تو اپنے اپنے مقامات اور حالات پر رہے پر نبی کریم کے پاس کرڈروں روپے ہو گئے۔

ہندوؤں کی قوم بھی اسلام کی طرف توجہ کرے گی

فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس عالمگیر طوفان دہائیں یہ ہندوؤں کی قوم ہے۔ چنانچہ کرے چنانچہ جب ہم نے باہر مکان بنوانے کی تجویز کی تھی۔ تو ایک ہندو نے ہم کو آکر کہا کہ ہم تو قوم سے علیحدہ ہو کر آپ ہی کے پاس باہر رہا کریں گے اور نیز دود دفعہ ہم نے زبانی

هذا هو الكتاب الذي الهمت بحصته من رب العباد - في يوم عيد من الاعياد - لقرئته على الحافون -
 بانطاق الروح الامين - من غير مدد التوقيم والله دين - فلا شك انه آية من الايات - وما كان لبشر ان
 ينطق كشى مرتجلا مستحضرا في مثل هذه العبارات - وكان الناس يربون طبعه رقبة يوم العيد
 ويستطلعون بعيون المشتاق المربد - فالحمد لله الذي اراههم مقصودهم بعد الانتظار -
 ووجدوا مطلوبهم كبستان مذلة اغصانه من الثمار - وانه منيعة احسن
 المحفوة - ومطوية تبليغ الناس الى السعادة وانه حيث مواعده بعد ما
 امحلت البلاد وعم الفساد - ولت تجد هذه المعارف في الاثار المنتقا
 المدونة من الثقات - بل هي حقائق اوجبت الى من رب
 الكائنات - وانه اظهار تام - وهل بعد المسيحكم - وهل
 بعد خاتم الخلقاء على السر ختم - وليس من العجب
 ان تسمع من خاتم الائمة - نكاتها سمعت من
 قبل من علماء السلة - بل العجب كل العجب ان
 ياتي المسيح بالوعود والامام المنتظر وحكمه
 الناس وخاتم الخلقاء ثم لا ياتي بمعرفة
 جديدة من حضرة الكبرياء - وتكلم
 ككلم العامة من الظلم ولا
 يفرق فرقا بينا بين الظلمة
 والضيء - وافي حيث
 هذه الرسالة

خُطْبَةُ الْهَامِيَّةِ

وَإِنِّي عَلَّمْتُهَا الْهَامًا مِمَّنْ رَزَقَنِي وَكَانَتْ آيَةً

وانها طبع في مطبع ضياء الاسلام قاديا باهتمام الحكيم فضل الدين
 البجيردي في سنة ١٣١٩ من الهجرة المقدسة

هُوَ نَبِيُّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِيَّةُ بَيْنِي

نبی کریم یا صلت علی اللہ علیہ وسلم
وہابی نبی کریم ہیں سے اللہ علیہ وسلم

وَبَيْنَهُ كُنُسِبَةٌ مَنْ عِلْمٍ وَتَعْلَمُ وَإِلَيْهِ أَشَارُ

نسبت استاد و شاگرد است
جناب کے ساتھ استاد و شاگرد کی نسبت ہے۔

سُبْحَانَهُ فِي قَوْلِهِ وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا

اشارہ ہے کہ حق خداوندی و آخرین منہم لہا یلحقوا
یعنی حق کہ و آخرین منہم لہا یلحقوا ہم اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے

بِهِمْ فَفَكِّرْ فِي قَوْلِهِ آخِرِينَ - وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ

پس وہ لفظ آخرین فکر بنسبت
پس آخرین کے لفظ میں فکر کرو۔

فَيُضْ هَذَا الرَّسُولُ فَاتَمَّهُ وَأَكْمَلَهُ وَجَدَّ

فیض الی رسول کریم فرود آورد
اسی رسول کریم کا فیض نازل فرمایا

إِلَى لُطْفِهِ وَجُودُهُ حَتَّى صَارَ وَجُودِي وَجُودَهُ

لطف و وجود نبی کریم را بسوس من بخشید تا اینکه
نبی کریم کے لطف اور وجود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا

فَمَنْ دَخَلَ فِي جَمَاعَتِي دَخَلَ فِي صَحَابَةِ

پس آنکہ وہ جماعت میں داخل شد
پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا

وہ حقیقت میرے

میرے حقیقت میرے

پس وہ جو

سَيِّدِي عَصِيَّ الْمُرْسَلِينَ - وَهَذَا هُوَ مَعْنَى وَآخِرُ نَبِيِّنَا

آپ کے منیر المرسلین داخل شدہ ہیں معنی است ملاحظہ فرمائیے کہ یہ
سواء غیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ اور یہی ہے آخری نبی کے معنی

كَمَا لَا يَخْفَى عَلَى الْمُتَدَبِّرِينَ - وَمَنْ فَتَرَ بَيْنِي وَ

جنانکے بر اندیش کنندگان پوشیدہ نیست و آنکہ در من و در مصطفیٰ
بھیوں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں

بَيْنَ الْمُصْطَفَى، فَمَا عَرَفَنِي وَمَا رَأَى، وَإِنْ

تفریق ہے کند او مرا نہ دیکھا ہے نہ دیکھا ہے۔ اور اگر نہ
تفریق کرتا ہے جس نے مجھ نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔ اور ہے شک

نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَدَمَ خَاتَمَةَ

نبی ما علی اللہ علیہ وسلم آدم خاتمہ دنیا
ہمارے نبی علی اللہ علیہ وسلم دنیا کے خاتمہ کے آدم

الدُّنْيَا وَمُنْتَهَى الْإِيَّامِ وَخُلِقَ كَأَدَمَ بَعْدَ

و پایان روزائے زمانہ بودند و آنحضرت مانند آدم مخلوق شد
اور زمانہ کے دنوں کے منتہی تھے اور آنحضرت آدم کے طرح پیدا کئے گئے

مَا خُلِقَ عَلَى الْأَرْضِ كُلِّ نَوْعٍ مِنَ الدَّوَابِّ

بعد زائل کہ بر زمین ہر گونہ حیوانات
اس کے بعد کہ زمین پر ہر طرح کے کیڑے مکوڑے

وَكُلِّ صَنَفٍ مِنَ السَّبَّاعِ وَالْأَنْعَامِ مَوْلَمًا خُلِقَ

د وحوش و درندہ پیدا آئندہ
اور چار پائے اور دندے پیدا ہو گئے اور جس وقت

فِي السَّاعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْجُمُعَةِ دَاعِنِي الْيَوْمَ

در ساعت آخری روز جمعہ تجلی فرمود یعنی در روزے کہ جمعہ کے دن آخری ساعت میں تجلی فرمائی یعنی اس دن

الَّذِي هُوَ السَّادِسُ مِنَ الشَّيْءِ فَكَذَلِكَ طَلَعَتْ

ششم شیش است جو جمعہ کا چھٹا ہے

رُوحَانِيَّةٌ بَيِّنَاتٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَلْفِ

روحانیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم در ہزار ہمارے بچہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے

الْخَامِسِ بِأَجْمَالِ صِفَاتِهَا وَمَا كَانَ ذَلِكَ الزَّمانَ

پنجم باصفاات اجمالی ہو چکا تھا دس دن زمانہ اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ

مُنْهَى تَرْقِيَاتِهَا بَلْ كَانَتْ قَدَمًا أَوَّلَى لِمَعَارِجِ

پایاں ترقیات کی روحانیت نبود بلکہ براے معراج کلمات دس اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کلمات کے معراج کیلئے

كَمَا لَا تَعْلَمُ كَمُلَتْ وَتَجَلَّتْ تِلْكَ الرُّوحَانِيَّةُ فِي

گہم کھستیں بود پہلا قدم تھا ہر اس روحانیت نے

أَخِرِ أَلْفِ السَّادِسِ أَعْنِي فِي هَذَا الْحَيِّينَ كَمَا

در آخر الف ششم یعنی میں وقت از راہ کمال تجلی فرمود چنانکہ چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی جیسا کہ

فَفَكَّرْتُ إِنْ كُنْتُ مِنَ الْعَاقِلِينَ - وَاعْلَمْ أَنَّ

پس فکر کر اگر از عاقلان ہستی ۔
پس اگر تو عقل مند ہے تو فکر کر ۔

نَبِيًّا نَّاصِلِي اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا بَعَثَ فِي الْأَلْفِ

نبی کریم یا صلے اللہ علیہ وسلم چنانکہ در ہزار پنجم
پیامد سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ بار ہزار میں

الْخَامِسِ كَذَلِكَ بَعَثَ فِي آخِرِ الْأَلْفِ السَّادِسِ

مبعوث شدہ و پنچم از اختیاد کردن صورت ہر روزی
مبعوث ہوئے ایسا ہی صبح موعود کی ہر روزی صورت

بِاتِّخَاذِهِ بُرُوزَ الْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ وَذَلِكَ ثَابِتٌ

صبح موعود در آخر ہزار ششم مبعوث شدہ
اختیاد کر کے جیسے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے

بِنَصِّ الْقُرْآنِ فَلَا سَبِيلَ إِلَى الْجُمُودِ وَلَا يُنْكِرُهُ

بائنص قرآن ثابت است کہ انکار یا مانا گناہ نہیں
قرآن سے ثابت ہے اس میں انکار کی گناہ نہیں

إِلَّا الَّذِي كَانَ مِنَ الْعَمِينَ - لَا تَفْكُرُونَ فِي

و بجز ناپیشایان کے ان میں سے سرا زنی نہ
اور بجز انہوں کے کوئی اس سے سر نہیں پھرتا ۔

آيَةٍ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ وَكَيْفَ يَتَحَقَّقُ مَفْهُومُ

و آخرین منهم فکر نے کیدہ و چگونہ مفہوم لفظ

آخرین منهم کی آیت میں فکر نہیں کرتے ۔ اور کس طرح منہم کے لفظ

لَفْظٌ مِنْهُمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونَ الرَّسُولُ مُوجُودًا

منہم متفق شود اگر رسول کریم نہ آفرین موجود
کا معلوم متفق ہو اگر رسول کریم آفرین میں موجود

فِي الْآخِرِينَ كَمَا كَانَ فِي الْأَوَّلِينَ - فَلَا بُدَّ مِنْ

نہا شد پہلے کہ وہ اولین موجود بود پس از
نہ ہوں جیسا کہ پہلوں میں موجود تھے پس جو کہ

تَسْلِيمٍ مَا ذَكَرْنَا هُ وَلَا مَفْرَءٌ لِمُنْكَرِينَ - وَ

تسلیم آنہم ذکر کر دیم چارہ نیست و بلائے منکراں راہ گز نہ است و
ہم نے ذکر کیا اُس کی تسلیم سے چارہ نہیں اللہ منکروں کے بے جاانے کا دستہ بند ہے اور

مَنْ أَنْكَرَ مِنْ أَنْ بَعَثَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اُن کہ انہی معنی انکار کرد کہ بعثت نبی علیہ السلام
جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت

يَتَعَلَّقُ بِالْآلِفِ السَّادِسِ كَتَعَلَّقَ بِالْآلِفِ

با ہزار ششم تعلق دارد جیسا کہ با ہزار سیم
تعلق رکھتی ہے جیسے ہزار سے تعلق رکھتی ہے

الْخَامِسِ فَقَدْ أَنْكَرَ الْحَقُّ وَلَفْظَ الْفَرْقَانِ وَصَارَ

حق داشت او یقیناً دست بر سرق و لفظ قرآن زد و از
حق رکھتی تھی پس اُس نے حق کا اور لفظ قرآن کا انکار کیا

مِنَ الظَّالِمِينَ - بَلِ الْحَقُّ أَنَّ رُوحَانِيَّتَهُ عَلَيْهِ

ظالمین گردید بلکہ حق آنکہ روحانیت آنحضرت علیہ السلام
کہ آنحضرت کی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت

السَّلَامَ كَانَ فِي آخِرِ الْأَلْفِ السَّادِسِ أَعْنَى فِي

یعنی

در آخر ہزار ششم

یعنی

پچھ ہزار کے آخر میں

هَذِهِ الْأَيَّامِ أَشَدَّ وَأَقْوَى وَكَمَلَتْ مِنْ تِلْكَ

ہیں ایام بہت بآں سالہا اکمل و اقوی و اشد است

ہیں دنوں میں بہت اُن سالوں کے اقوی اور اکمل اور اشد ہے۔

الْأَعْوَامِ بَلْ كَالْبَدْرِ الثَّامِرِ وَلِذَا لِكَ لَا تَحْتَاجُ

بلکہ مانند بدر کمال است ازینجا مست کہ ما احتیاج

بلکہ وجود حوں رات کے چاند کی طرح ہے۔ اور اس لئے ہم

لِی الْحُسَامِ وَلَا لِي حِزْبٍ مِّنْ مُحَارِبِينَ - وَ

و

د گردہ رزم آوران نداریم

بشیر

اور

اور روانے والے گردہ کے محتاج نہیں

قواء

لِأَجْلِ ذَلِكَ اخْتَارَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ لِبَعْثِ الْمَسِيحِ

بجہت ہیں حق امت کہ خداوند سبحانہ تعالیٰ برائے بعثت مسیح موعود

اسی لئے خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کی بعثت کے لئے

الْمَوْعُودِ عِدَّةٌ مِّنَ الْمَيِّتِ كَعِدَّةِ لَيْلَةِ الْبَدْرِ مِنْ

از

مانند شمار شب بدر

شمار صد ہزار

اور

رسول کریم کی ہجرت کے بعد کی راتوں

صد ہزاروں کے شمار کہ

هَجْرَةِ سَيِّدِنَا خَيْرُ الْكَائِنَاتِ لِتَدُلَّ تِلْكَ الْعِدَّةُ

ہجرت رسول کریم اختیار فرمود تا کہ اُن شمار پر مرتبہ کہ

کے شمار کی مانند اختیار فرمایا ۳۰۰ شمار اس مرتبہ پر

۱۸۲

B
A
C
K

بَدْرَانِ بَدْرُ تَتَعَلَّقُ بِالْمَاخِضِ وَبَدْرُ تَتَعَلَّقُ

دو آبدار امت - ایک بدھ با زمان گلاشتہ تعلق دارد و بدھ دیگر با زمان

دو بدھ ہیں ایک بدھ گزشتہ زمانہ سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا بدھ

بِالْأَسْتِقْبَالِ مِنَ الزَّمَانِ عِنْدَ ذَلِكِ تَصِيبُ الْمُسْلِمِينَ

آئندہ وہ ہنگامے کہ مسلمانان را ذلت برسد

آئندہ زمانہ سے اس وقت جبکہ مسلمانوں کو ذلت پہنچے

كَمَا تَرَوْنَ فِي هَذَا الْأَوَانِ وَكَانَ الْإِسْلَامُ بِدْعًا

چنانکہ در این زمان سے بینید و اسلام چون ہلال آغاز شد

جیسا کہ اس زمانہ میں دیکھتے ہو اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا

كَالْحِلَالِ وَكَانَ قَدَّرَ أَنَّهُ سَيَكُونُ بَدْرًا فِي

د مقرر بود کہ انجام کار در آخر زمان بدھ

اور مقرر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں ہو

أَخِيرَ الزَّمَانِ وَالْمَالِ بِإِذْنِ اللَّهِ ذِي الْجَلَالِ

خداوند شد باذن خداوند ذوالجلال

ہو جائے خدا تعالیٰ کے حکم سے

فَاقْتَضَتْ حِكْمَةُ اللَّهِ أَنْ يَكُونَ الْإِسْلَامُ بَدْرًا

پس حکمت خداوندی خواست کہ اسلام خداں شد

پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں ہر کی شکل

فِي مِائَةِ تَشَابَهَ الْبَدْرَ عِدَّةً دَفَائِلِهِ أَشَارَ فِي

شکل بدھ اختیار کنند کہ از دہشت اشار با بدھ ہوا شد - پس ہمیں متوجہ اشارہ سے کند

اختیار کرے جو اشارہ کے دوسرے بدھ کی طرح مشابہ ہو - پس اپنی مضمون کی طرف اشارہ

النَّصْرَةَ الْأُولَى بِبَدْرِ فَقَاتَانِ بَشَارَتَانِ لِلْمُؤْمِنِينَ

نصرت اولیہ بدر بنام توغ آملہ - پس میں دو خبروں کے لئے مومنوں کے لئے ہیں۔
پہلی نصرت بدر میں توغ میں آئی - پس یہ دو خوشخبریاں مومنوں کے لئے ہیں۔

وَتَبَرُّقَانِ كَذْرَاءٍ فِي الْكِتَابِ الْمُبِينِ - وَقَدْ

دشمنوں کے دو کتاب روشن سے درخشندہ

اور مومنوں کی طرح کتاب میں چمکتی ہیں۔

مَضَى وَكُنْتُ فَتِي مَبِينٍ فِي زَمَنِ نَبِيِّنَا الْمُصْطَفَى

کہ وقت فتح میں
کہ زمانہ نبی کریمؐ کا
کہ فتح میں کا وقت
ہمارے نبی کریمؐ کے زمانہ میں گذشت

وَبَقِيَ فَتَمُ آخِرُ وَهُوَ أَعْظَمُ وَأَكْبَرُ وَأَظْهَرُ

دفع دیگر باقی ماند
اور دوسری فتح باقی رہی
کہ از غلبہ اول بزرگ تر و ظاہر تر
کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے

مِنْ غَلْبَةِ أُولَى وَقَدْ رَأَى أَنْ وَقْتَهُ وَقْتُ الْمَسِيحِ

است
اور مقدّر بود
کہ وقت دے
کہ اس کا وقت مسیح موعود کا

الْمَوْعُودِ مِنَ اللَّهِ الرَّعُوفِ الْوَدُودِ وَارْحَمَ الرَّاحِمِينَ

بارش
وقت ہو۔

وَالَيْهِ أَشَارَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى

دہیں اشارہ است
کہ اس قول میں اشارہ ہے
صباحان الذی اسرّی الخ
کہ اسی کی طرف خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے صباحان الذی اسرّی الخ

ٹائٹل پیج طبع اقل

الحمد لله والمنة

کہ یہ رسالہ پیر مہر علی شاہ صاحب گوڑوی لودران کے مریدوں
اور بھتیجاں لوگوں پر تمام حجت کے لئے محض نصیحتاً شائع کیا
گیا ہے اور بغرض اس کے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہو جائے
اس رسالہ کے ساتھ پیاس روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی
دیا گیا ہے جو اسی ٹائٹل پیج کے دوسرے صفحہ پر مندرج ہے اور
یہ رسالہ موسم بہ

حق گوڑ

ہو کہ

مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع گورداسپور میں باہتمام
حکیم حافظ فضل الدین صاحب بھروی مالک مطبع چکریم ستمبر ۱۹۰۲ء
کو شائع ہوا

دیکھلار کل ۱۳

جلد ۴۰۰

قیمت ۱۰/۱۰

اور جس تاریخ میں لیکھرام کا قتل ہوا بیان کیا گیا تھا اسی طرح سے لیکھرام قتل ہوا اور
 کئی سو لوگوں نے گواہی دی کہ وہ پیشگوئی بہت صفائی سے پوری ہو گئی۔ چنانچہ
 اب تک وہ محضر نامہ میرے پاس موجود ہے جس پر ہندوؤں کی گواہیاں بھی ثبت ہیں ایسا
 ہی پیشگوئی کے مطابق میرے گھر میں چار لڑکے پیدا ہوئے اور پسر چہارم کی پیدائش تک
 پیشگوئی کے مطابق جہد الحق غزنوی زندہ رہا۔ اس میں کیسی قدرت الہی پائی جاتی ہے
 ایسا ہی لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مکرسی اخویم مولوی حکیم فہد الدین صاحب
 کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا بدن پھوڑوں سے بھرا ہوا تھا اور وہ پھوڑے
 ایک سال سے بھی کچھ زیادہ دنوں تک اس لڑکے کے بدن پر رہے جو بڑے بڑے اور
 خطرناک اور بد نما اور موٹے اور ناقابل علاج معلوم ہوتے تھے جن کے اب تک داغ
 موجود ہیں۔ کیا یہ طاقتیں بجز خدا کے کسی اور میں بھی پائی جاتی ہیں؟ پھر یہ پیشگوئیاں
 کچھ ایک دو پیشگوئیاں نہیں بلکہ اسی قسم کی سو سے زیادہ پیشگوئیاں ہیں جو کتاب
 تریاق القلوب میں درج ہیں۔ پھر ان سب کا کچھ بھی ذکر نہ کرنا۔ اور بار بار احمد بیگ
 کے داماد یا آٹھم کا ذکر کرتے رہنا کس قدر مخلوق کو دھوکہ دینا ہے۔ اس کی ایسی ہی
 مثال ہے کہ (مثلاً) کوئی شریر النفس اُن تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم سے خود میں آئے اور حدیث میں کی پیشگوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت
 اندازہ کر دے پر پوری نہیں ہوئی) یا مثلاً حضرت شیخ کی مان اور صریح پیشگوئیوں کا کبھی کسی کے
 پاس نام تک نہ لے اور بار بار ہنسی ٹھٹھے کے طور پر لوگوں کو یہ کہے کہ کیوں صاحب کیا وہ
 وعدہ پورا ہو گیا جو حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ ابھی تم میں سے کئی لوگ زندہ ہونگے
 جو میں پھر واپس آؤنگا۔ یا مثلاً شرات کے طور پر داؤد کا تخت دوبارہ قائم کرنے کی
 پیشگوئی کو بیان کر کے پھر ٹھٹھے سے کہے کہ کیوں صاحب کیا یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح
 بادشاہ بھی ہو گئے تھے اور داؤد کا تخت اُن کو مل گیا تھا۔ شیخ سعدی نہیں کی نسبت

شہرت دی جائیگی۔ اور تو اس سے کیوں تعجب کرتا ہے کہ خدا ایسا کرے گا۔ کیا تیرے پر وہ وقت نہیں آیا کہ تو محض معدوم تھا اور تیرے دھود کا دنیا میں نہم و نشان نہ تھا۔ پھر کیا خدا کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ تیری ایسی تائیدیں کرے۔ اور یہ وعدے پورے کر کے دکھاوے۔ اور تو ان لوگوں کو جو ایمان لائے یہ خوشخبری سنا کہ ان کا قدم خدا کے نزدیک صدق کا قدم ہے۔ سو ان کو وہ وحی سنا دے جو تیری طرف تیرے رب سے ہوئی۔ اور یاد رکھ کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف جمع کریں گے۔ سو تیرے پر واجب ہے کہ تو ان سے بدخلقی نہ کرے اور تجھے لازم ہے کہ تو ان کی کثرت کو دیکھ کر حاکم نہ جائے۔ اور ایسے لوگ بھی ہونگے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے محبوبوں میں آکر آباد ہونگے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفہ کہلاتے ہیں۔ اور تو جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہونگے جو اصحاب الصفہ کے نام سے موسوم ہیں وہ بہت قوی الایمان ہونگے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہونگے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اسے ہمارے خدا! ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ سو ہم ایمان لائے ان تمام پیشگوئیوں کو تم تکہ لو کہ وقت پر واقع ہوئی۔ ان چند سطروں میں جو پیشگوئیاں ہیں وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہونگے اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں جو اول درجہ پر خارق عادت ہیں سو ہم اول مضامین بیان کئے ان پیشگوئیوں کے اقسام بیان کرتے ہیں بعد اس کے یہ ثبوت دیں گے کہ یہ پیشگوئیاں پوری ہو گئیں۔ اور درحقیقت یہ خارق عادت نشان ہیں اور اگر بہت ہی سمٹ گیری اور زیادہ سے زیادہ احتیاط سے بھی ان کا شمار کیا جائے تب بھی یہ نشان جو ظاہر ہوئے دس لاکھ سے زیادہ ہونگے۔

پیشگوئیوں کے اقسام میں سے اول وہ پیشگوئی ہے جس کی طرف وحی الہی و انتہی امر للزملان الینا میں اشارہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مخالف لوگوں کے ملا جگ ہوگا

معصی جاہل اس سے دھوکا بھی کھاتے ہیں۔ لیکن حکیم مطلق نے سونے میں ایک اخیازی نشان رکھا ہے جس کو صرف فی الغور شناخت کر لیتے ہیں۔ اور بہت سے سفید اور چمکتے ہوئے پتھر ایسے ہیں کہ جو ہیرے سے بہت ہی مشابہ ہیں اور بعض نادان ان کو ہیرا سمجھ کر ہزار بار پیہ کا نقصان اٹھاتے ہیں۔ لیکن صانع عالم نے ہیرے کے لئے ایک اخیازی نشان رکھا ہوا ہے جس کو ایک دانشمند جوہری شناخت کر سکتا ہے۔ ایسا ہی دنیا کے کل جوہرات اور عمدہ چیزوں کو دیکھ لو کہ اگرچہ بظاہر نظر کئی ردی لہہ ادنیٰ درجہ کی چیزیں من سے شل میں مل جاتی ہیں مگر ہر ایک پاک اور قابل قدر جوہر اپنے اخیازی نشان سے اپنی خصوصیت کو ظاہر کر دیتا ہے۔ لہذا اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ اور خود انسان کو دیکھو کہ اگرچہ وہ صورت میں بہت سے حیوانات سے مشابہت رکھتا ہے جیسا کہ بندے سے تاہم اس میں ایک اخیازی نشان ہے جس کی وجہ سے ہم کسی بندہ کو انسان نہیں کہہ سکتے۔ پھر جبکہ اس لمبی دنیا میں جونا پائیدار اور بے ثبات ہے اور جس کا نقصان بھی بمقابل آخرت کے کچھ چیز نہیں ہے ہر ایک عمدہ اور نفیس جوہر کیلئے حکیم مطلق نے اخیازی نشان قائم کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہ جوہر سہولت شناخت کیا جاتا ہے۔ تو پھر مذہب جس کی غلطی جہنم تک پہنچاتی ہے اور ایسا ہی ایک راستہ لہذا اہل اللہ کا وجہ جس کا منکاش مخلوق بھری کے گوشے میں ڈلتا ہے کیونکہ یقین کیا جائے کہ حق کی شناخت کے لئے کوئی ایسی یقینی مد تعلق نشان نہیں پس ایسے شخص سے زیادہ کون الحق لہذا نادان ہے کہ جو خیال کرتا ہے کہ کچھ مذہب اور کچھ ماستباز کے لئے کوئی اخیازی نشان خدا نے قائم نہیں کیا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں آپ فرماتا ہے کہ کتبہ اللہ جو مذہب کی غیلا ہے اخیازی نشان اپنے اللہ رکھتی ہے جس کی نظر کوئی شخص نہیں کر سکتا۔ لہذا نیز فرماتا ہے کہ ہر ایک مومن کو فرقان عطا ہوتا ہے یعنی اخیازی نشان جس سے وہ شناخت کیا جاتا ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ سچا مذہب اللہ حقیقی ماستباز فرمود اپنے ساتھ اخیازی نشان رکھتا ہے اور اسی کا نام دوسرے نظروں میں معجزہ اور کرامت اور خلاق حادث امر ہے۔

شعرو سخن نظم (راز اکمل آف گولیکے)

غلام احمد ہوا دارالامان میں
مکان اس کام ہے گویا لامکان میں
شرف پایا ہے نوع انس و جان میں
بروز مصطفیٰ ہو کر جہان میں
بلا شک جائیگا باغ جنان میں
یہ ہے اعجاز احمد کی زبان میں
خدا اک قوم کا مارا - جہان میں
کہاں طاقت تھی یہ سیف و سنان میں

اور آگے سے ہن بڑھ کر اپنی شان میں
غلام احمد کو دیکھتے قادیان میں
یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہان میں
کہ سب کچھ لکھ دیا راز بہان میں

امام اپنا عزیز و اس زمان میں
غلام احمد ہے عرش رب اکرم
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
غلام احمد میٹھا ہے ہے افضل
غلام احمد کا خادم ہے جودل سے
قلبی دل کو ہو جاتی ہے حاصل
بھلا اس معجزے سے بڑھ کے کیا ہو
قلم سے کام جو کر کے دکھایا

محمد پھر اتر آئے ہیں - ہم میں
محمد دیکھتے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد مختار ہو کر -
تری مدحت سرائی مجھ سے کیا ہو

خدا ہے تو - خدا چہرے سے ہر دانش

ترا رتبہ نہیں آتا بیان میں

انصار بدر

BACK

حکیم فضلہ دین صاحب قادیان حال داد بھیرو - پتہ اخبار کے حال پر ہمیشہ جہان کی نظر
کھاتے ہیں اور ان کے واسطے نئے نووارد کرنا ہم کہا کرتے ہیں - راتو کے اس

دونامیں ایک نبی آیا۔ پرنیلے اسکو قبول کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کر لیا اور نیچے زمین اور حلوں سے اُکی سیائی ظاہر کر دیا۔ (الہامی وحی ص ۱۰)

[illegible]

مفتاحین بنام ایدیز

تعلق خط و کتابت بنام

منجھو

ایڈیٹر۔ علامہ نبی : اسٹنٹ۔ فہر محمد خان :

۲۰ مورخ ۱۴- اکتوبر ۱۹۲۲ء شنبہ مطابق ۲۲ صفر ۱۳۴۱ء جلد ۱

انت ربی وانا ربک خافضہ
 میں تیرا ربی کی شان رسول قلی
 عرش عظمیٰ تری حمد خدا کے
 ہم ہیں انبیاء سے انسان رسول قلی
 دخط قادر مطلق تری سلوک پر
 اندر اسے یہ تری شان رسول قلی
 آسمان اور زمین تو ہے بنا کے
 تیرے کشوں پر ہے ایمان رسول قلی
 پہلی جنت میں تھے تو اب اس کے
 جہ پر پہنچا ہے قرآن رسول قلی
 لوح محفوظ پر لکھا ہے بھل تو
 قدرت خالق کو ان رسول قلی
 دودھ سے بنی گئے رسول قلی
 عرش عظمیٰ تری حمد خدا کے

رَسُولِ قَدَنِي

(از جناب قاضی محمد طہود الدین صاحب التحمل)

اے مجھے پیارے مری جان رسولی قدنی
تیرے عہدے تمہارے قربان رسولی قدنی

حضرت اعدا کو کیا کرتے یہ محنت پامال
 حق نے بننا تجھے نہ تھان رسولِ حق
 کہے ایمان تو گئے ہیں لاکھ دیا
 تازہ شوق و دودھ شفا بخش رسولِ حق
 لکھی تو میں نری یا صبیحہ فرما ہوں گی
 ایسے سے شرف کے سلطان رسولِ حق

البرية

۱۔ اچھی ہے۔ ناگاہ میں رو پیٹنے کی نسبت کم
 ۲۔ بڑھ کر صاحب گوشت افلاک سے تشریف لائے۔
 ۳۔ اسی کی مراد ان کی تحریر کی ہے۔

۱۔ انگریزوں نے دہلی کے حاکم کو اس کے اہلکاروں کے ساتھ ساتھ دہلی کے
۲۔ حاکم کو اس کے اہلکاروں کے ساتھ ساتھ دہلی کے حاکم کو اس کے اہلکاروں کے ساتھ ساتھ دہلی کے
۳۔ حاکم کو اس کے اہلکاروں کے ساتھ ساتھ دہلی کے حاکم کو اس کے اہلکاروں کے ساتھ ساتھ دہلی کے

ذمت کرے۔ اسی طرح اس قوم کا جس کے جو شیخ اسی قتل کو قتل
ہیں۔ ۱۵۱۰ء دنیا کی تاریخ کی وجہ سے یہ دوا دیا کریں۔ جس سے
کہ پورے روز کے ساتھ ایسے لوگوں کو دبا گئے اور ان سے
انہما پر بات کرے۔ انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی سے
ہیں ہوتی۔ وہ یہ بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت کو چاہیے

خون سے اٹھ رہنے

پڑیں۔ جس کے پانے کے لئے ایسا دین بیاہ کرنا پڑے۔ یہ کھانا کہ
موسول اللہ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے سخت ناہانی ہے
کیا محمد رسول اللہ کی عزت اتنی ہی ہے کہ ایک شخص کے خون سے
اس کی ہنگ دھوئی جائے۔ بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ
محمد رسول اللہ کی ہنگ کی سزا قتل ہے۔ میں کہتا ہوں۔ تاریخ کوئی

ایک مثال

ہی ایسی پیش کی جائے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زہر
ہی کسی ایک انسان کو بھی مسموم آپ کو کھانے کی وجہ سے قتل
کیا گیا ہو۔ اور اس قتل میں کسی

پولیشنگل جرم کا دخل

نہ ہو۔ کوئی ثابت کرے کہ مسموم اس جرم میں کسی کو قتل کیا گیا۔ ان اگر
کسی کے متعلق یہ شبہ ہو کہ وہ غیر قتل کو مسلمانوں پر چڑھا لایا
اور سازش کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچا دیا۔ تو یہ اور بات ہے
موت تو قتل میں مسموم کسی کو ایک شخص بھی قتل نہیں کیا گیا
اور ایسا کرنا جائز ہوتا۔ تو عبد اللہ بن ابی بن سلول کو کیوں زندہ چھوڑ

دیا جاتا۔ حالانکہ اس نے علی الاطلاق کہا تھا۔ کہ لفظ جنہ الاعن
منہما الان لا لی کہیں جو سب سے زیادہ معزز ہیں (نحوہ بالذہاب) سب سے
زیادہ ذلیل یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھالہ دگا۔ محمد رسول اللہ
کے پاس ایسی باتوں کی اطلاع بھی پہنچ جاتی تھی۔ یہ جو سب سے
یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ سب سے سچے۔۔۔ یہ جس کو قتل کر دیا
جائے۔ انہیں رسول کریم نے فرمایا نہیں۔ تو کیا یہ کہہ سکتے ہیں
اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ مگر قتل جائز ہوتا۔ تو وہ منافق جو آخری
دن کے مسلمانوں میں جو رہے کسی طرح زندہ نہ رکھتے تھے۔
انہیں کہیں یہ بات نہ پڑی ہو۔ کہ منافق لوگ۔

ہنگ و شہید کا

کہتے اور انہوں نے ہنگ کا نام دیتے تھے جس جہ پر ثابت ہے۔
لہذا ہنگ کی جانی ہو۔ نہ قرآن کریم سے یہ بھی ثابت ہے کہ بہت

بلکہ یہ بھی کتاب کی ذمات کے بعد بھی تھے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی ساری زندگی میں ان میں سے
ایک شخص بھی

قتل نہیں کیا گیا۔ سوائے ان کے جن پر کوئی پولیشنگل جرم ثابت ہو گیا
یہ خالص شہید کر کے والا ایک شخص بھی قتل نہیں ہوا۔ بلکہ صحابہ
کے زمانہ میں بھی کوئی نہیں ہوا۔ اگر ایسے لوگوں کو قتل کر دینے کا
حکم ہوتا۔ تو حدیث کو چاہئے تھا۔ تمام مسلمانوں کو بتا دیتے کہ ان
فلاح لوگ منافق ہیں۔ انہیں فوراً قتل کر دو۔ کیونکہ انہی قوم کا
ہنگ کرنا وہاں سے بہت زیادہ مجرم ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ
ایک یہودی نے حضرت عمرؓ کے سامنے کہا۔ میں تم کھانا ہوں۔
موسیٰ کی جیسے خدا نے سارے انہوں پر فضیلت دی ہے۔ حضرت
فرشتے آئے مارا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فریب پہنچی
تو آپؐ نے حضرت عمرؓ سے کہا۔ کہ کیوں مارا دیا نہیں چاہئے تھا۔
یہ نہیں کہا۔ کہ تو ریوس نہ چلائی۔ غرض قتل پر آمادہ ہو جائے گا
طریق غلط ہے۔ اور اس سے قتل کے اخلاق تباہ ہو جاتے ہیں۔
پس میں مسلمانوں سے بھی اور ہندوؤں سے بھی

درخواست

کرتا ہوں۔ کہ وہ عاجل باتوں کی طرف نہ جائیں۔ مسلمانوں کو یاد رکھنا
چاہئے کہ چاند پر نہ کہنے سے اپنے ہی منہ پر اگر ٹھوک پڑتا ہے۔
نہ نافرمانہ کتنی ہی کوشش کریں مگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نور
کو گرد نہاسے نہیں چھتا۔ اس

نور کی شعاعیں

دور درمیں بھی ہیں۔ تم یہ مت خیال کرو کہ کسی کے چھپانے سے چھپ
کے گا۔ ایک دنیا اسلام کی معتقد ہو رہی ہے۔ پادروں کی ہڈی ٹوٹی
سوائس نے اعتراف کیا ہے۔ کہ ہمیں سب سے زیادہ خطرہ اسلام سے
ہے۔ کیونکہ اسلام کا دشمن تعلیم کی غریبوں کے مقابلہ میں مادی دنیا
نہیں مہر تھا۔ اسلام کا دشمن یورپ کو کھالہ چلا جا رہا ہے اور چلے
جائے مسیحی اسلام کی طرف آئے ہیں۔ جو شخص شیعہ لگتا ہے کہ اسلام کو
گالی دینے سے

اسلام کی ہنگ ہوئی۔ وہ اگر عیسائی ہے تو عیسائی مذہب کا دشمن ہے
مگر کہہ تو کہ مذہب کا دشمن ہے۔ اور اگر ہندو ہے تو ہندو
کا دشمن ہے۔ تو دراصل گالی دینے والے کی ہوتی ہے۔ نہ ہی وہ جانے
اس کی کیا ہنگ ہوگی۔ ہنگ تو اخلاق کی بنا پر ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص
بھگیاں دیتا ہے۔ تو وہ اپنی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کیلئے بدل و جاں سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجیے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کا فائدہ ناس کیلئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ اُن تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور تمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل عقائدت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤنگا۔ کیونکہ جوش مذہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع مل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے اور نیز آدم علیہ السلام اسی جگہ نازل ہوا تھا۔ پس ختم دوز زمانہ کے وقت بھی وہ جو آدم کے رنگ میں آتا ہے اسی ملک میں اس کو آنا چاہیئے تا آخر اور اول کا ایک ہی جگہ اجتماع ہو کر دائرہ پورا ہو جائے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب آیت داخلین منہم دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خود اور ہمت اور ہمدردی خلاق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطا کیا تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا لیکن یہ امر کہ یہ دوسرا جث کس زمانہ میں چاہیئے تھا؟ اس کا یہ جواب ہے کہ چونکہ

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرض منصبی جو تکمیل اشاعت ہدایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بوجہ عدم وسائل اشاعت غیر ممکن تھا اسلئے قرآن شریف کی آیت داخلین منہم لما یطغوا بہم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ثانی کا وعدہ دیا گیا ہے اس وعدہ کی ضرورت اسی وجہ پیدا ہوئی کہ تا دوسرا فرض منصبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تکمیل اشاعت ہدایت دین جو آپ کے ہاتھ سے پورا ہونا چاہیئے تھا اسوقت باعث عدم وسائل پورا نہیں ہوا اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آمد ثانی سے جو وعدہ نکلیں تھے ایسے زمانہ میں پورا کیا جبکہ زمین کی تمام قوموں تک اسلام پہنچانے کیلئے وسائل پیدا ہو گئے تھے۔ منہ

ایک دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ کے قول کی تصدیق تبھی ہوتی ہے کہ جو بڑا دعویٰ کرے وہ ہلاک ہو جائے ورنہ یہ قول منکر پر کچھ حجت نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے لئے بطور دلیل ٹھہر سکتا ہے بلکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تئیس برس تک ہلاک نہ ہونا اس وجہ سے نہیں کہ وہ صادق ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ خدا پر افتراء کرنا ایسا گناہ نہیں ہے جس سے خدا اسی دنیا میں کسی کو ہلاک کرے کیونکہ اگر یہ کوئی گناہ ہوتا اور سنت اللہ اس پر جاوی ہوتی کہ مفتری کو اسی دنیا میں سزا دینا چاہیے تو اس کے لئے نظیریں ہونی چاہیے تھیں۔ اور تم قبول کرتے ہو کہ اس کی کوئی نظیر نہیں بلکہ بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں کہ لوگوں نے تئیس برس تک بلکہ اس سے زیادہ خدا پر افتراء کئے اور ہلاک نہ ہوئے۔ تو اب بتلاؤ کہ اس اعتراض کا کیا جواب ہو گا؟ اور اگر ہو کہ صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری۔ تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ اہلہام قل للمومنین

چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک اہلہام الہی کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین بیا یعونک انما بیا یعون اللہ ید اللہ فوق ایدہم یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اس لئے جو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدارجات ٹھہرایا جی انھیں ہیں دیکھو اور جسے کان ہوں سنئے۔ منہ

دو برس کا بچہ تھا۔ پھر آپ میری ان آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں ۲۴ سال کا
 جوان تھا۔ مگر میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ میں نہ آپ کو بہتر آپ کو زیادہ ملحق آپ کو
 زیادہ نیک۔ آپ سے زیادہ بزرگ۔ آپ کو زیادہ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں
 دیکھا۔ آپ ایک فرد تھے۔ جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوئے۔ اور ایک رحمت کی بارش تھے جو دنیا
 کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی۔ اور اسے شل آب کر گئی۔ اگر حضرت عائشہؓ نے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بات بھی کہی تھی کہ کان خلقہا العنکبوت "تو ہم حضرت مسیح موعود
 علیہ السلام کی نسبت اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ کان خلقہا حب محمد واتباعہ" علیہ
 السلوٰۃ والسلام۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مکرم ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے اپنی اس روایت میں ایک
 وسیع دریا کو کوزے میں بند کرنا چاہا ہے۔ ان کا فوٹ بہت خوب ہے اور ایک لمبے اور ذاتی تجربے
 پر مبنی ہے اور ہر لفظ دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا ہے مگر ایک دریا کو کوزے میں بند کرنا انسانی طاقت
 کا کام نہیں۔ اہل خدا کو یہ طاقت ضرور حاصل ہے اور میں اس جگہ اس کوزے کا خاکہ درج کرتا
 ہوں جس میں خدا نے دریا کو بند کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 جبرئیل علیہ السلام فی حلال الانبیاء

یعنی خدا کا رسول جو تمام نبیوں کے لباس میں ظاہر ہوا،

اس ضرور کو بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی جامع تعریف نہیں ہو سکتی۔ آپ ہر نبی کے خلق اللہ ہوئے
 تھے اور ہر نبی کی اعلیٰ صفات اور اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ طاقتیں آپ میں جلیوہ فکرتیں کسی نے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے۔

حسن یوسف دم بیٹے میر بیضا داری ۱۲ کہ خوباں ہمہ دارند تو ہنسا داری
 یہی ورثہ اپنے خلق کامل نے بھی پایا مگر لوگ صرف تین نبیوں کو گن کر گئے لیکن خدا نے بڑے کوزے میں سب
 کو بھر دیا۔ اللہ صل علیہ علیٰ مطاعہ محمد وبارک وسلم واخترنی رب تحت قدمیہما ذالک خلقی بل وارجو منک خیر

آمین ثلثہ آمین

اس جگہ سیرۃ المہدی کا حصہ سوم ختم ہوا۔

(واللہ اعلم) ان الحمد للہ رب العالمین

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحِبَّبْكُمْ اللّٰهُ

شیر المہدی

(حصہ دوم)

تالیف لطیف حضرت صبا جنزادہ میرا بشیر احمد صاحب ایم

جسے

مینجر بک ڈپو تالیف و اشاعت دیان وارانہ

نے

ماہ دسمبر ۱۹۲۷ء میں شائع کیا

پراس قدر نامناسب زور دیا ہے اور اتنا مبالغہ سے کام لیا ہے کہ شریعت کی اصل روح سے وہ باتیں باہر ہو گئی ہیں۔ اب اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ نمازیں دو نمازیوں کے درمیان کو نبی فالتو جگہ نہیں پڑی بنی چاہئے بلکہ نمازیوں کو مل کر کھڑا ہونا چاہئے تاکہ اول تو بے فائدہ جگہ ضائع نہ جامے، دوسرے بے ترقیبی واقع نہ ہو تیسرے بڑے آدمیوں کو یہ بہانہ نہ ملے کہ وہ بڑائی کی وجہ سے اپنے سے کم درجہ کے لوگوں سے ذرا ہٹ کر الگ کھڑے ہو سکیں وغیرہ نلک۔ مگر اس پر اہل حدیث نے اتنا زور دیا کہ اس قدر مبالغہ سے کام لیا ہے کہ یہ مسئلہ ایک مضحکہ خیز بات بن گئی۔ اب گویا ایک اہل حدیث کی نماز ہو نہیں سکتی جب تک وہ اپنے ساتھ والے نمازی کے کندھے سے کندھا اور ٹخنہ سے ٹخنہ اور پاؤں سے پاؤں رگڑاتے ہوئے نماز ادا نہ کرے حالانکہ اس قدر قربہ کھائے مفید ہونے کے نمازیں فواہ مخواہ پریشانی کا موجب ہوتا ہے۔

(۳۴۳) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حافظہ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ سنی علماء کا واقعہ ہے کہ میں ایک دن مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم تشریف لائے اور اندر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی تشریف لے آئے اور تھوڑی دیر میں مولوی محمد احسن صاحب امر وہی بھی آگئے۔ اور آتے ہی حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان کرنے لگے۔ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب کو جوش آگیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو کی ایک دوسرے کے خلاف آوازیں بلند ہو گئیں اور آواز کمرے سے باہر جانے لگے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا: لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبے۔ (یعنی اسے مومنو! اپنی آوازیں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے سنتے ہی مولوی عبدالکریم صاحب فوراً خاموش ہو گئے اور مولوی محمد احسن صاحب تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش نکالتے رہے اور حضرت اقدس وہاں سے اٹھ کر ظہر کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔

(۳۴۴) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میں غلام نبی صاحب سیٹھی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جبکہ میں قادیان میں تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئینہ کمالات اسلام تعین فرما رہے تھے۔ حضرت صاحب نے جماعت کے ساتھ مشورہ فرمایا کہ علماء وادارہ گدی نشینوں کی تبلیغ

گود اسپور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک ایرانی بزرگ قادیان آئے تھے۔ اور کئی ماہ تک قادیان میں رہے میں ان کی آمد سے تین چار ماہ بعد پھر قادیان آیا۔ اور ان کو مسجد مبارک میں دیکھا۔ غالباً جبر کا دن تھا۔ بعد نماز جمعہ اس بزرگ نے فارسی زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بیعت قبول فرمائی جاوے حضور نے فرمایا پھر دیکھا جائیگا۔ یا ابھی اور ٹھہریں۔ اس پر اس ایرانی بزرگ نے بڑی بلند آواز سے کہنا شروع کیا۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ یا تو میری بیعت قبول فرمائیے یا مجھ اپنے دروازہ سے چلے جانے کی اجازت بخشیں۔ ان لفظوں کو وہ بار بار دہراتے اور بڑی طنز و آواز سے کہتے تھے۔ اس وقت مولوی محمد احسن صاحب مرحوم نے کھڑے ہو کر سورہ ہجرات کی یہ آیت پڑھی کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ۔ اور فرمایا کہ مومنوں کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ نبی کی آواز سے اپنی آواز کو اونچی کریں۔ یہ سخت بے ادبی ہے آپ کو یوں نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن وہ ایرانی بزرگ اپنا الجرج لے کر آیا۔ آخر اسے چند آدمی سمجھا کر مسجد کے نیچے لے گئے اس کے بعد ظلم نہیں کروہ بزرگ یہاں رہے یا چلے گئے اور اس کی بیعت قبول ہوئی یا نہ ہوئی۔

فاکس رومن کرتا ہے کہ وہی ایرانی صاحب معلوم ہوتے ہیں۔ جن کا ذکر دایت نمبر ۵۷ میں ہو چکا ہے۔ نیز فاکس رومن کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو بیعت لینے میں توقف کیا تو شاید آپ نے اس ایرانی شخص میں کوئی کجی یا خامی دیکھی ہوگی اور آپ چاہتے ہو گئے کہ بیعت سے پہلے نیت صاف ہو جائے اور اس ایرانی نے جو حضرت صاحب کو خواب میں دیکھا تھا تو اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ فرو دل بھی صاف ہو چکا ہوگا۔ کیونکہ بسا اوقات ایک انسان ایک خواب دیکھتا ہے مگر اپنی کمزوریوں کی وجہ سے اس خواب کے اثر کو قبول نہیں کرتا اور دل میں کجی رہتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۷۵۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فاکس رومن کرتا ہے کہ قادیان کے جس قبرستان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد دفن ہوتے رہے ہیں۔ وہ مقامی عید گاہ کے پاس ہے یا ایک وسیع قبرستان ہے جو قادیان سے مغرب کی طرف واقع ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جن افراد کی قبروں کا مجھے علم ہو سکا ہے ان میں سے بعض کا خاکہ درج ذیل ہے اس خاکہ میں شاہ عبداللہ صاحب غازی کی قبر بھی دکھائی گئی ہے جو ایک فقیر منش بزرگ گذرے ہیں مجھے یہ اطلاع اس قبرستان کے فقیر حنیف شاہ سے بواسطہ شیخ نوح احمد صاحب مختار عام مرحوم ملی تھی۔ اور شاہ عبداللہ غازی کے متعلق

کہ حضرت مسیح موعود کا نام احمد تھا۔ اور ہم پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں وہ صرف دکھانے کے
دانت ہیں اور ان کے کھانے کے دانت اور ہیں +

نواں ثبوت | نواں ثبوت حضرت مسیح موعود کا نام احمد ہونے کا یہ ہے کہ خود اپنے اس آیت
کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیا ہے چنانچہ آپ انار اوام جلد ۲ ص ۹۷
ایڈیشن اول میں تحریر فرماتے ہیں :-

”اور اس آیت کے نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے
کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جلالی۔ اور احمد اور پٹی اپنے جلالی معنوں کے روسے
ایک ہی ہیں۔ اسی کیفیت پر اشارہ ہے وَمَنْ يَشْرَأْ بِرَسُولِي يَأْتِ مِنْ بَعْدِي فَتَمَكُّهُ أَحْمَدُ
مگر ہائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ خود بھی ہیں اپنے جامع جلال و جمال ہیں۔
لیکن آخری زمانہ میں طبرنی پیش گوئی مجدد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا
گیا۔“ +

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ اس آیت کا مصداق اپنے آپ کو ہی قرار دیتے ہیں کیونکہ
آپ نے اس میں دلیل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ مراد مہتے
تو محمد و احمد کی پیش گوئی ہوتی۔ لیکن یہاں صرف احمد کی پیش گوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ
کوئی اور شخص ہے جو مجدد احمد ہے پس یہ حوالہ صاف طور پر ثابت کر رہا ہے کہ آپ احمد تھے بلکہ یہ کہ
اس پیش گوئی کے آپ ہی مصداق ہیں اور اگر کسی دوسری جگہ پر آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو بھی اس آیت کا مصداق قرار دیا ہے تو اس کے یہی نسخہ ہیں کہ جو یہ اس کے کل فیضان جو
حضرت مسیح موعود کو پہنچا ہے آپ ہی سے پہنچا ہے اس لئے جو خبر آپ کی نسبت دی گئی ہے اس کے
مصداق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور ہیں کیونکہ جو خیال میں ہوں اصل میں ضرور ہوتی
چاہئیں پس عکس کی خبر دینے والا ساتھ ہی اصل کی خبر بھی دیتا ہے پس اس آیت میں ضمنی طور پر
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی خبر دی گئی ہے اور اس بیان سے یہ واجب نہیں آتا کہ اس
پیش گوئی کے مصداق حضرت مسیح موعود نہ ہوں اس کے اصل مصداق حضرت مسیح موعود ہیں
اور اس لحاظ سے کہ آپ کے سب کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے ہوئے ہیں

اِطْلَاع

میں نے اپنا ارادہ یہ ظاہر کیا تھا کہ اس رسالہ اربعین کے چالیس اشتہار جدا جدا شائع کروں۔ اور میرا خیال تھا کہ میں صرف ایک ایک صفحہ کا اشتہار یا کبھی طرہ صفحہ یا غایت کار دو صفحہ کا اشتہار شائع کرونگا اور یا کبھی شاید تین یا چار صفحہ لکھنے کا اتفاق ہو جائیگا۔ لیکن ایسے اتفاقات پیش آ گئے کہ اس کے برخلاف ظہور میں آیا۔ اور نمبر دہ اور تین اور چار رسالوں کی طرح ہو گئے۔ چنانچہ اس رسالہ کی تیسری شتر صفحہ تک نوبت پہنچ گئی اور درحقیقت وہ امر پورا ہو چکا جس کا میں نے ارادہ کیا تھا اس لئے میں نے ان رسائل کو صرف چار نمبر تک ختم کر دیا اور آئندہ شائع نہیں ہوگا۔ جس طرح ہمارے خدائے عزوجل نے اول پچاس نمازیں فرض کیں پھر تخفیف کر کے پانچ کو بجائے پچاس کے قرار دے دیا۔ اسی طرح میں بھی اپنے رب کریم کی سنت پر ناظرین کے لئے تخفیف تصدیح کر کے نمبر چار کو بجائے نمبر چالیس کے قرار دے دیتا ہوں اور اپنی اس تحریر کو اپنی جماعت کے لئے چند نصیحتوں پر ختم کرتا ہوں۔

نصائح

اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔ اپنے دلوں کو پاک کرو اور اپنے مولیٰ کو راضی کرو۔ دوستو! تم اس مسافر خانہ میں محض چند روز کے لئے ہو۔ اپنے اہل گھروں کو

خالقین ہماری مخالفت میں ان ہتھیاروں پر اتر گئے ہیں کہ جن سے پہلے نبیوں کی نبوت بھی باطل ہو جاتی ہے۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کفار کی نسبت فرماتا ہے کہ یہ ہمارے رسول (ص) علیہ السلام پر ایسے اعتراض کرتے ہیں۔ جو ان نبیوں پر بھی پڑے نہ ہیں جن کو یہ مانتے ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ آسان پر چڑھ جا۔ اور ہمارے لئے کتاب لاؤ غیرہ وغیرہ۔ تو جیسے اعتراضات وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا کرتے تھے۔ اسی طرح اعتراضات یہ لوگ آج حضرت مسیح موعود پر کرتے ہیں۔ جن کو اگر سچا مان لیا جائے تو سب نبیوں کی نبوت باطل ہو جاتی ہے +

ایک اور اعتراض
اور اس کا جواب
پھر ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے کئی نام رکھے ہیں۔ حالانکہ کسی اور نبی نے اپنے کئی نام نہیں رکھے۔ اس لئے یہ نبی نہیں ہو سکتے۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یحو اللہ

بلی الکفر وانا الحارث الذی یحشر الناس علی قدیمی وانا العاقب والعاقب الذی یس بعدہ یہی معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے پانچ نام ہیں + پس اگر حضرت مسیح موعود صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی نام رکھ دیئے اور آپ کو ہمدی اور کرشن بنا دیا۔ تو اس سے آپ کی نبوت کس طرح باطل ہو گئی۔ آپ نے اپنے آقا سے تو ایک نام کم ہی پایا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پانچ نام رکھنے کے باوجود ثابت ہو سکتی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کی نبوت ہمارے نام رکھنے کی وجہ سے ثابت نہیں ہو سکتی۔ وہ لوگ جو یہ اعتراض کرتے ہیں سوچیں۔ اور

نبی کے لئے شریعت
کا لانا شرط نہیں
پھر یہ کہا جاتا ہے کہ نبی کے لئے شرط ہے کہ وہ کتاب یعنی شریعت لے لیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود چونکہ کوئی کتاب نہیں لے لے۔ اس لئے نبی نہیں ہو سکتے۔ یہ اعتراض جن

(نوٹ) اس سوزہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی علیہ السلام نے اسی جلسے کے ایام میں ایک مختصر تحریر فرمائی تھی جو دوسری جگہ درج ہے۔ اس کو پڑھنا چاہیے۔ ہر ایک ذی ہوش شخص کو یہ بتائی ہے۔ (مترجم کنندہ)

بدین خطاب مرا هرگز التفات نبود
بتاج و تخت زمیں آرزو نیدارم
مرا بس است که ملک سابدست آید
حوالتم بفک کرده اند روز نخست
ملک جنت علیاست مسکن و ماوا
اگر جهان همه تحقیر من کند چه غمی ؟
منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
نه بلغم است که بدر ز بلغم کن نادان
از انس نفس پریدم برون که دنیا نام
مرا بگلشن رضوان حق شدت گذر
کمال پائی صدق مصفا گم شده بود
مرج از منم ایکه سخت بے خبری
کسیکه گم شده از خود تو بخت پیوست
نیادم ز پئے جنگ کارزار و جهاد
بخاک ذلت و لعن کسان رضا دادیم
درون من همه پُر از محبت نورست
بجز اسیر شی عشق رخسارانی نیست
عنایت و کرمش پرورد مرا هر دم
بکار خاند قدرت هزار با نقش اند
بیادم که در صدق را در غشافتم
بیادم که در علم و رشد بکشتایم

چه جرم من چنین حکم از خدا باشد
نه شوق افسر شاهی بل مرا باشد
که ملک و ملک زمیں را بکجا باشد
کنول نظر متاع زمیں چرا باشد
چرا بزم مله این نشیب خا باشد
که با من مست قدیر کز و العالی باشد
منم محمد و احمد که معقبی باشد
که جنگ او بکلیم حق از هوا باشد
کنول بنگره عرش جلئے ما باشد
مقام من چمن قدس و اصطفا باشد
دوباره از سخن و عظم من بپا باشد
که ایسکه گفته ام از وحی کبریا باشد
هر آنچه از دهنش بشنوی بجا باشد
غرض ز آدنم درس آقا باشد
بدین غرض که برستی بپا باشد
که در زمان ضلالت از وضیا باشد
بدر و او همه امراض را دوا باشد
بر بینی اش اگر چشم خورشید باشد
گر تجلی رحمان و نقشب باشد
بدستان برم آنرا که پارسا باشد
بخاک نیز نمایم که در سما باشد

کرتے جو ہر علی گولڑوی نے میرے مقلد پر کی، کیا میں نے اس کو اس لئے بلایا تھا کہ میں اس سے ایک منقولی بحث کر کے بیعت کروں جس عانت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے کسج موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلادیا ہے کہ منسلل حدیث پختی ہے اور منسلل جھوٹی ہے، اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کے ظلیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے اور وہ لوگ بھی اپنی ضد کو چھوڑ نہیں سکتے، کیونکہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شائع کر چکے ہیں اور اب ان کو رجوع اشد من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کونسا فائدہ مترتب ہو سکتا تھا اور جس حالت میں میں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کروں گا تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی نہ لیئے، کیا میں اپنے ہمد کو توڑ سکتا تھا پھر اگر ہر علی شاہ کا دل فاسد نہیں تھا، تو اس نے ایسی بحث کی مجھ سے کیوں درخواست کی جس کو میں ہمد مستحکم کے ساتھ ترک کر بیٹھا تھا، اور اس درخواست میں لوگوں کو یہ دھوکہ دیا کہ گویا وہ ہمیری دعوت کو قبول کرتا ہے، دیکھو یہ کیسے عجیب کرے کام لیا اور اپنے اشتہار میں یہ لکھا کہ اول منقولی بحث کرو، اور اگر شیخ محمد عین بٹالوی اور اس کے دو رفیق قسم کھا کر کہہ دیں کہ عقائد صحیح دہی ہیں جو ہر علی شاہ پیش کرتا ہے تو بلا توقف اسی مجلس میں میری بیعت کر لو، اب دیکھو دنیا میں اس سے زیادہ بھی کوئی فریب ہوتا ہے میں نے تو ان کو نشان دیکھنے اور نشان دکھانے کے لئے بلایا، اور یہ کہا کہ بطور اعجاز دونوں رفیق قرآن شریف کی کسی سورۃ کی عربی میں تفسیر لکھیں اور جس کی تفسیر اور عربی عبارت فصاحت اور غلٹ

تذكرة

مجموع الهامات
حضرت سيد مودودي عليه السلام

الناشر
الشركة الإسلامية للبَيْدِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ أَجْمَعِينَ

تَذْكِرَةٌ

یعنی

وحی مقدس

روایا و کشف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وحی مقدس و متعلقات وحی

تاریخ زمل

لَمْ يَرَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَأَنَا غَلَامٌ حَدِيثُ السِّنِّ كُنْتُ فِي بَيْتِ
لَطِيفٍ لَطِيفٍ يُذَكِّرُنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ أَيُّهَا النَّاسُ آيَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَشَارُوا إِلَى حُجْرَةٍ - فَدَخَلْتُ مَعَ الدَّاحِلِينَ - كُنْتُ بَيْنَ خَيْنٍ
وَأَيْتِهِ - وَحَيَاتِي بِأَحْسَنِ مَا حَيَّيْتُهُ - وَمَا أَتَسَى حُسْنَهُ وَ
جَمَالَهُ وَمَلَا حَتَهُ وَتَحَنُّنَهُ إِلَى يَوْمِي هَذَا شَغَفَنِي حُبًّا وَ

زبان حبیب
علم

علم (ترجمہ و ترجمہ) اور اہل ایام جوانی میں ایک رات میں نے (روایا میں) دیکھا کہ میں ایک عالیشان مکان
میں ہوں۔ جو نہایت پاک اور صاف ہے۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے

الْعَذَابِ عَنِ الْقَوْمِ الْمَجْرِمِينَ - وَلَا تَهِنُوا
 وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ -
 وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَ
 عَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ
 وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ - كُنْتُ كَثْرًا
 مَخْفِيًا فَأَخْبَيْتُ أَنْ أُعْرَفَ - إِنَّ السَّمَوَاتِ
 وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا - وَرَأَتْ
 يَتَّخِذُ وَتَكَ إِلَّا هُزُوعًا - أَهَذَا الَّذِي بَعَثَ
 اللَّهُ - قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا
 إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي الْقُرْآنِ -
 وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا
 تَعْقِلُونَ - وَقَالُوا إِنْ هَذَا إِلَّا أِفْكٌ آفِكِ
 إِنْ هَدَى اللَّهُ هُوَ الْهُدَى - أَلَا إِنْ جِزِبَ
 اللَّهُ هُمُ الْعَالِمُونَ - أَتَأْتَحْنُكَ فَتَحَا
 مُبِينًا لِيُخْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ
 وَمَا تَأَخَّرَ - أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ -
 فَبَرَأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ
 وَجِيهًا - وَاللَّهُ مُؤْمِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ -
 وَلِيَنْجَعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنْ
 وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا - قَوْلَ الْحَقِّ
 الَّذِي فِيهِ تَمْتَرُونَ - يَا أَحْمَدُ فَاضْتِ
 الرَّحْمَةَ عَلَى شَفَتَيْكَ - إِنَّا أَغْطَيْنَاكَ
 الْكَوْثَرَ - فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ - إِنْ شِئْنَاكَ

هُوَ إِلَّا بَشَرٌ. يَأْتِي قَبْرُ الْأَنْبِيَاءِ وَ أَمْرُكَ
يَتَأْتِي. يَوْمَ يَجِيءُ الْحَقُّ وَيُكْشَفُ الصِّدْقُ
وَيُخْسِرُ الْخَاسِرُونَ. أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي.
أَنْتَ مَعِي وَأَنَا مَعَكَ سِرُّكَ سِرِّي. وَصَحْنَا
عَنكَ وَذَرَكَ الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا
لَكَ ذِكْرَكَ. يَخْوْفُونَكَ مِنْ دُونِهِ. أَيْمَنَهُ
الْكُفْرُ. لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَى عَرَسَتْ
لَكَ بِيَدِي رَحْمَتِي وَقَدَّرْتَنِي. لَنْ يَجْعَلَ
اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عِلْمَ الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا.
يَنْصُرُكَ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ. كَتَبَ اللَّهُ لَا غُلْبَةَ
أَنَا وَرُسُلِي. لَا مَبْدَلَ لِكَلِمَاتِهِ. اللَّهُ
الَّذِي جَعَلَكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ.
قُلْ هَذَا أَفْضَلُ رَبِّي وَرَأَيْتُ أُجَرِّدُ نَفْسِي
مِنْ صُرُوبِ الْخَطَابِ. يَا عَيْسَى إِيَّا
مُتَوَقِّئِكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَجَاعِلُ الَّذِينَ

صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشیر ہوئے۔ اس وقت اس عاجز پر خدا تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوا۔
کہ جب ایک شخص نو مسلم سعد اللہ نام نے ایک نظم گایوں سے بھری ہوئی اس عاجز کی
طرف بھیجی تھی۔ اور اس میں اس عاجز کی نسبت اس ہندو زادہ نے وہ الفاظ استعمال کئے
تھے۔ کہ جب تک ایک شخص مدح و تحقیر شقی، نصیحت طینت، فاسد القلب نہ ہو۔ ایسے الفاظ استعمال
نہیں کر سکتا۔..... سو یہ الہام اس کے اشتہار اور رسالہ کے پڑھنے کے وقت
ہوا۔ کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ اِلَّا بَشَرٌ۔ سو اگر اس ہندو زادہ بد فطرت کی نسبت ایسا وقوع
میں نہ آیا۔ اور وہ نامراد اور ذلیل اور دُعا نہ مبرا۔ تو سمجھو۔ کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں۔
(انجام آتھم عاشیہ ص ۵۹)

مَا أَنْذَرَ آبَاءَهُمْ وَلِئَسْتَيْنِ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ
 ڈرامہ جس کے بانی اے ڈرامے نہیں گئے درنا کر مرنے کی راہ کھل جائے یعنی معلوم ہو جا کہ کون کون کون سے گمراہ

قُلْ إِنِّي أَمَرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ. قُلْ جَاءَ الْحَقُّ
 ہوتا ہے۔ کہہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لایا والا ہوں۔ کہہ حق آیا۔

وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا. كُلُّ بَرَكَةٍ
 اور باطل بھاگ گیا۔ اور باطل بھاگنے والا ہی تھا۔ ہر ایک برکت

مِّنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَتَبَارَكَ مَنْ عِلْمُ
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی

وَتَعَلَّمَ. وَقَالُوا إِنْ هَذَا إِلَّا اخْتِلَافٌ. قُلْ اللَّهُ ثُمَّ
 اور جس نے تعلیم پائی اور کہیے کہ یہ وہی نہیں ہے یہ کلمات تو اپنی طرف سے بندے ہیں۔ انکو کہہ کہ وہ خدا ہے

ذَرَهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ. قُلْ إِنْ أَفْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ
 جس نے یہ کلمات نازل کئے پھر انکو اور لوگ کے خیالات میں چھوڑ دے انکو کہہ کہ یہ کلمات میرا انتر ہیں اور خدا کا

إِجْرَامٌ شَدِيدٌ. وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا.
 کام نہیں تو پھر تم سخت سزا کے لائق ہوں اور اس انسان کے زیادہ تر کون ظالم جو جس نے خدا پر انتر کیا۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ يَهْدِي وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ
 اور جو بھٹ باندھا۔ خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا

عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا. لَا مَبْدَلَ لِكَلِمَتِهِ. يَقُولُونَ أَنَّى
 اس دین کو تمہارے دین پر غالب کرے۔ خدا کی باتیں پورے کھڑکی پر تھمیں کوئی انکو بدل نہیں سکتا اور لوگ

لَكَ هَذَا إِنْ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ. وَاعَانَهُ عَلَيْهِ
 کہیے کہ یہ تمہارے کلمے کا بدلہ ہے؟ یہ جو الہام کر کے بیان کیا جاتا ہے یہ تو انسان کا قلم جو درود و سحر کی

قَوْمٌ آخَرُونَ. أَفَتَأْتُونَ السَّحَرَ وَأَنْتُمْ تَبْصُرُونَ.
 دوسرے بنائے گئے ہیں۔ اے لوگو! کیا تم ایک فریب میں دیدہ دانستہ پھنستے ہو؟

يُرْضِيكَ. إِنْ أَفْتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا. فَتَحَ الْوَلِيُّ فَتَحَ
ایسا امر آئے نازل ہوا جس سے خوش ہو جائیگا۔ ہم ایک کھلی فتح تجھ کو عطا کریں گے۔ ولی کیلئے یہ بڑی
وَقَرَّبْنَا نَجِيًّا. أَشْجَعُ النَّاسِ. وَلَوْ كَانَ
فتح ہو۔ اور ہم سو کہ ایک ایسا قرب بخشا کہ ہرگز نہیں پایا۔ وہ تمام لوگوں سے نیا وہ بہادر ہو۔ اور اگر
أَوْ يَمَانٌ مُعَلَّقًا بِالْثَرَيَّا لَنَالَهُ. ^{۵۱} أَنَارَ اللَّهُ بُرْهَانَهُ.
ایمان ثریا سے ملتی ہو تا تو وہ بھی جاکر اس کو سے لیتا۔ خدا اس کی محبت و روشن کرے گا۔
كُنْتُ كَفَرًا مَخْفِيًّا فَاحْبَبْتُ أَنْ أُعْرِفَ. يَا مُرْويَا شَمْسُ
میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا جس میں نے ہمارا کہ ظاہر کیا جاوے۔ اے ہاندا! اے سورج!
أَنْتَ مِثِّي وَأَنَا مِثْلَكَ. إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَأَنْتَ هَلِي
تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے۔ جب خدا کی مدد آئے گی اور زمانہ
أَمْرُ الزَّمَانِ إِلَيْنَا. وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ. أَلَيْسَ هَذَا
ہماری طرف رجوع کرے گا۔ تب کہا جائے گا کہ کیا یہ نہیں جو بھیج گیا تھی
بِالْحَقِّ. وَلَا تُصَعِّرْ لِحَلْقِ اللَّهِ وَلَا تَسْتَمِ مِنَ النَّاسِ.
پر نہ تھا؟ اور چاہیے کہ طوق الہی کے منہ کے وقت ہمیں چھین نہ ہو۔ اور چاہئے کہ تو
وَوَيْعٌ مَكَانَكَ. وَبَشِيرٌ الَّذِينَ آمَنُوا
وہ بھی کثرت ملاقات ہو سکتا ہے۔ اور تجھ کو ہم پر کہ ایمان والوں کو وسیع کہے تاکہ کثرت ہو جائے
أَنْ لَهُمْ قَدَمٌ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ. وَأَتْلُ عَلَيْهِمْ
اور تمہارے لئے کئی گنا نفع ہو اور ایمان والوں کو بخوبی دے کہ جس کے حضور میں ان کا قدم صدقہ ہو اور جو
مَا أَوْحَى إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ. أَصْحَابُ الصُّفَةِ.
کچھ تیرے ہی کے لئے جو حق بات کو کہی ہو وہی وہی کہی ہو تیری محبت میں داخل ہوں گے۔ مدد
وَمَا أَدْرَاكَ مَا أَصْحَابُ الصُّفَةِ. تَرَى أَعْيُنُهُمْ
کے ہونے والے اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا میں صفہ کے بہنے والے۔ تو دیکھ کہ انکی آنکھوں سے

تَفْخِضُ مِنَ الدَّمْعِ- يَصْلُوْنَ عَلَيْكَ- رَبَّنَا إِنَّا

آنسو جاری ہیں گے۔ وہ تیرے پروردگار سے گئے اللہ کہیں گے کہہ ہلتے خدا

سَمِعْنَا مَنَادًا يَقُولُ يٰلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ- وَدَّاعِي إِلَى اللَّهِ

ہم نے ایک منادی کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلا رہا ہے۔ اور خدا کی طرف

وَسِرَاجًا مُنِيرًا- يٰأَحْمَدُ فَأَنْتَ الرَّحْمَةُ عَلَى

ہم پر ہے۔ اور ایک چمکانے والا چراغ ہے۔ اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت

شَفِيتُكَ- إِنَّكَ يَا غَيْنُنَا- سَمِيتُكَ الْمُتَوَكِّلَ-

جاری کی گئی۔ تو میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا۔

يَرْفَعُ اللَّهُ ذِكْرَكَ- وَيُثَبِّتُ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا

خدا تیرا ذکر بلند کرے گا۔ اللہ اپنی نعمت دنیا اور آخرت میں تیرے پر

وَالْآخِرَةِ- بَوَّارِكْتَ يَا أَحْمَدُ- وَكَانَ مَا بَارَكَ اللَّهُ

پوری کی گئی۔ اے احمد! تو بרכת دیا گی۔ اور وہ کچھ جسے بרכת دی گئی

فِيكَ حَقًّا فَيُكَ- شَأْنُكَ عَجِيبٌ وَآجُرُكَ

وہ تیرا حق تھا۔ تیری شان عجیب ہے اور تیرا اجر

قَرِيبٌ- الْأَرْضُ وَالسَّمَاءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِي-

قریب ہے۔ آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔

أَنْتَ وَجْهُهُ فِي حَضْرَتِي- أَخَذْتُكَ لِنَفْسِي- مُبْتَحَنًا

تو میری نگاہ میں دوپیر ہے میں نے تجھے اپنے لئے لیا۔ خدا نے پاک

اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى زَادَ حَجْدَكَ- يَنْقُطِعُ أَبَاؤُكَ

اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ زیادہ کرے گا۔ تیرے باپ دادا کا ذکر منقطع

وَيُثَبِّتُ عُمْرَكَ- وَتَمَّا كَانَ اللَّهُ لِيَثْرُكَ- حَتَّى

جو جائیگا اللہ تیرے بعد سلسلہ خاندان کو بھی جو فروغ ہو گا۔ اور خدا ایسا نہیں کرتا کہ جو شخص

یہ باتیں کہتا ہے کہ ظاہری بزرگی اور دنیاوی کامیابی اسے اس کا سارا کھانا خاندان پہنچے شہرت نہ دے گی تھا۔ بلکہ

مُؤْمِنِي - وَأَصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ - لَعَلَّكَ بَآخِئٍ نَفْسِكَ
 مؤمنی کے ہو۔ اور ان کی باتوں پر صبر کر۔ کی تو اس لئے بچے تئیں ہلک کرے گا۔

أَلَا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ - لَّا تَقِفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ -
 کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ اس بات کے پیچھے مت پڑیں کہ تجھے علم نہیں۔

وَلَا تَخَاطِبُنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُخَرَّقُونَ -
 اور ان لوگوں کے بارے میں مخاطب نہیں مجھ کو گفتگو مت کر کیونکہ وہ سب فن کے مہا چٹے۔

وَأَصْنَعُ الْفُلْكَ يَا غُثَيَا وَخَبِيثًا - إِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ
 اور ہمارے آنکھوں کے دوبرو کشتی تیار کر۔ اور ہلکے اشائے سودہ لوگ جو تیرے ہاتھ میں ہاتھ

رَاغِبًا يَبَايِعُونَ اللَّهَ - يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ - وَإِذْ
 تھے یہ وہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ جو ان کے ہاتھوں پر ہو۔ اور یاد کر

يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْقِدْ لِي يَا هَامَانَ لَعَنَ
 وہ وقت جب تجھ کو وہ شخص لگا کر لگا۔ جس تیری تلخی اور تجھے کافر ٹھہرایا اور کہا کہ اے ہامان

أَطْلِعْ عَلَىٰ إِلَهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَا أَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ -
 میرے لئے اُن بھڑکے بتیں موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں اور میں اُسکو جھوٹا سمجھتا ہوں۔

فَبَشِّرْهُ بِأَنِّي لَهَبٍ وَتَبَّ - مَا كَانَ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ
 ہلک ہو گئے دولہا ہاتھ الی لب کے وعدہ آپ بھی ہلکے ہو گئے۔ اس کو نہیں چاہیے خاکہ اس

لے کفر سے مرد مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ہے۔ کیونکہ اس نے استغاثہ دیکھ کر فقیر حسین کے
 سامنے پیش کیا اور اس ملک میں تکفیر کی آگ بھڑکانے والا تیسرے حسین ہی تھا۔ عَلَيهِ مَا
 يَسْتَحِقُّهُ - منہ (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۷ حاشیہ)

۱۷۷ اس جگہ ابولہب سے مراد ایک دہوی مولوی سب جو فوت ہو چکا ہے اور یہ پیش گوئی ۲۵ برس کی
 ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اور یہ اُس زمانہ میں شائع ہو چکی ہے جبکہ میری نسبت تکفیر
 کا فتویٰ بھی ان مولویوں کی طرف سے نکلا تھا۔ تکفیر کے فتویٰ کا بانی بھی وہی دہلی کا مولوی تھا جس کا
 نام خدا تعالیٰ نے ابولہب رکھا۔ اور تکفیر سے ایک مدت دراز پہلے یہ خبر دے دی۔ جو
 براہین احمدیہ میں درج ہے۔ منہ (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۷ حاشیہ)

وَقَالُوا أَفِئَتُكَ هَذَا - إِنَّ هَذَا لَمَكْرٌ مَكْرَتُهُ فِي
 ہر کہیں کے کہتے ہیں یہ مکر کہاں سے حاصل ہو گیا۔ یہ تو ایک مکر ہے جو تم لوگوں
 الصَّيْنَةِ - يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ - قُلْ
 نے مل کر بنایا۔ یہ لوگ تیری طرف دیکھتے ہیں مگر تو انہیں دکھائی نہیں دیتا۔ ان کو کہہ کہ
 إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ -
 اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔
 عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمْ - وَإِنْ عُدْتُمْ عَدْنَا -
 خدا کا ہے تا تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم پھر شرارت کی طرف عود کرو گے تو ہم بھی عذاب
 وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا - وَمَا أَرْسَلْنَاكَ
 دینے کی طرف عود کریں گے۔ اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنالیا ہے۔ اور ہم نے تمہیں
 إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ - قُلْ اْعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ
 تمام دنیا پر رحمت کرنے کیلئے بھیجا ہے۔ ان کو کہہ کہ تم اپنے کاموں پر اپنا بڑھاپہ کر دو اور میں
 إِنِّي عَامِلٌ فَمَا تَعْلَمُونَ - لَا يَقْبَلُ عَمَلُ
 اپنے طور پر عمل کیا ہوں پھر تمہاری دیکھ بھال کے کہ کسی کی خدا مدد کرتا ہے۔ کوئی عمل
 مَثْقَلٌ ذَرَّةً مِنْ خَيْرٍ يَتَّقُوا - إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ
 بنیہر تقویٰ کے ایک ذرہ قبول نہیں ہو سکتا۔ خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ جو
 اتَّقُوا الَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ - قُلْ إِنْ أَفْتَرَيْتُمْ
 تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ان کیساتھ جو نیک کاموں میں مشغول ہیں۔ کہہ اگر میں نے افتر کیا ہے
 فَقُلْ أَجْرًا مِی - وَلَقَدْ كَلِمْتُ فَبَيْنَكُمْ عُمْرًا مِنْ قَبْلِهِ
 تو میری گردن پر میرا گناہ ہے۔ اور میں پہلے اس سے ایک مدت تک تم میں ہی رہتا تھا۔
 أَفَلَا تَعْقِلُونَ - أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ - وَلَنُجْعَلَ
 کیا تم کو سمجھ نہیں؟ کیا خدا اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے؟ اور ہم ان لوگوں

بقیہ حاشیہ کیونکہ مہدی موعودؑ کی آمدینہ بے حیثیت نہ ہو اور مسلمانین اسلام ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۷۸ حاشیہ)

جَاعِلِ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ

نہی تیرے تابعین کو تیرے منکروں پر۔ قیامت تک غالب

الْقِيَامَةِ۔ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ۔

رکھوں گا۔ ان میں سے ایک پہلا گروہ ہے اور ایک پچھلا۔

میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نکالتی سے

تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے

اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور

بڑے زور اور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔

أَنْتَ مِثِّي بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيدِي وَتَفْرِيدِي۔

تو مجھ سے ایسا ہے جیسکہ میری توحید اور تفرید۔

فَحَانَ أَنْ تُعَانَ وَتُعْرِفَ بَيْنَ النَّاسِ۔

پس وہ وقت آنکھ کو دو دیا جائے گا۔ اور دنیا میں مشہور کیا جائے گا۔

أَنْتَ مِثِّي بِمَنْزِلَةِ عَرْشِي۔ أَنْتَ مِثِّي بِمَنْزِلَةِ

تو مجھ سے۔ منزل میرے عرش کے ہے۔ تو مجھ سے۔ منزل میرے

وَلَدِي۔ أَنْتَ مِثِّي بِمَنْزِلَةِ زَوْجِي لَهَا الْخَلْقِ۔

فرزند کے ہے۔ تو مجھ سے۔ منزل اس انتہائی قریب کے جو جس کو دنیا نہیں جان سکتی۔

لے خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے اور یہ کلمہ بطور استعارہ کے ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں ایسے

ایسے الفاظ سے نادان عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھہرا رکھا ہے۔ اس لئے مصلحت الہی

نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھ کر الفاظ اس عاجز کے لئے استعمال کرے تا عیسائیوں کی آنکھیں

کھلیں اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جن سے مسیح کو خدا بناتے ہیں اس امت میں بھی ایک ہے جسکی

نسبت اُس سے بڑھ کر ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ منہ (حقیقۃً الہی منہ حاشیہ)

نَحْنُ أَوْلِيَاءُ كَذِبِ الْحَيَوةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔
ہم تمہارے حوالی اور سنبھال دینا اور آخرت میں ہیں۔

إِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ۔ وَكُلَّمَا أَحْبَبْتَ
جس پر تو غضب ناک ہوئی غضب ناک ہوتا ہوں اور جن سے تو محبت کرتا ہو
أَحْبَبْتَ۔ مَنْ عَادَى وَلِيَّيَ فَقَدْ أَذْنَتْهُ
میں بھی محبت کرتا ہوں۔ جو شخص میرے ولی سے دشمن رکھے میں رائے کیلئے

لِلْحَرْبِ۔ إِنِّي مَعَ الرَّسُولِ أَقْوَمُ۔ وَالْوَمَّ مَنِ
اس کو متنبہ کرتا ہوں۔ میں اس رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اور اس شخص کو طاعت کرو
يَلُومُ۔ وَأَعْطَيْكَ مَا يَدُومُ۔ يَا تَيْبُكَ الْفَرْجُ۔
جو اس کو طاعت کرے۔ اور تجھے دو چیز دوں گا جو ہمیشہ رہے گی۔ کشائش تجھے ملے گی۔

سَلَامٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ۔ صَافِيَتَاهُ وَتَجَسَّنَاهُ مِنْ
اس پر ابراہیم پر سلام۔ ہم نے اس سے صفات دوستی کی اور ہم سے

الْعَمِّ۔ تَقَرَّدْنَا بِذَلِكَ۔ فَاتَّخَذُوا مِنْ مَقَامِ
نجات دی۔ ہم اس امر میں اکیلے ہیں۔ سو تم اس ابراہیم کے مقام سے

إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى۔ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قَرِيبًا مِنْ
عبادت کی جگہ بناؤ یعنی اس نمونہ پر چلو۔ ہم نے اس کو قادیان کے قریب

الْقَادِيَانِ۔ وَيَا الْحَقَّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَّلَ۔
اتارا ہے۔ اور وہ عین ضرورت کے وقت اتارا اور ضرورت کے وقت اتارا

صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا۔
خدا اور اس کے رسول کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور خدا کا ارادہ پورا ہونا ہی تھا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَكَ الْحَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ۔
اس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے سب سے ابن مریم بنایا۔

لَا يَسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ - أَشْرَكَ
وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا۔ اور لوگ پوچھے جاتے ہیں۔ خدا نے تجھے

اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ - آسمان سے کسی تخت اترے پر
ہر ایک چیز میں سے چن لیا۔ دنیا میں کئی تخت اترے پر

تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ يُرِيدُونَ أَن
تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ ارادہ کریں گے کہ

يُخْفُوا نُورَ اللَّهِ - أَكَلَانِ حَزْبِ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ -
خدا کے نور کو بھادیں۔ خیر و بد جو کہ انجام کار خدا کی جماعت ہی غالب ہوگی۔

لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَى - لَا تَخَفْ رَاحِ
کچھ خوف مت کر۔ تو ہی غالب ہوگا۔ کچھ خوف مت کر کہ میرے

لَا يَخَافُ لَدَى الْمُرْسَلُونَ - يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا
رسول میرے قرب میں کسی سے نہیں ڈرتے۔ دشمن ارادہ کریں گے کہ اپنے منہ کی

نُورَ اللَّهِ بِأَقْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مَتَمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ
پتھوں سے خدا کے نور کو بھادیں وہ خدا اپنے نور کو پُر کرے گا۔ اگرچہ

الْكَافِرُونَ - نَزَّلَ عَلَيْكَ آسْرًا رَّا مِنَ السَّمَاءِ
کافروں پر بھی کرے۔ ہم آسمان سے تیرے لیے کئی پوشیدہ باتیں نازل کریں گے۔

وَنُصْرًا مُّزْقًا كُلِّ مُمْرِقٍ - وَنُورٍ فِرْعَوْنَ
اور دشمنوں کے منصوبوں کو ٹھٹھکے کر دیں گے۔ اور نور فرعون اور

وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ - فَلَا
ہامان اور ان کے لشکر کو وہ ہاتھ دکھا دیں گے جس سے وہ ڈرتے ہیں۔ پس

تَخَرَّنَ عَلَى الَّذِي قَالُوا - إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمُرْصَادِ
ان باتوں سے کچھ غم مت کر۔ کہ تیرا خدا ان کی تکبیر میں ہے۔

در عجباًب کام دکھلانے کا وقت آگیا ہے۔ اِنَّا

در عجباًب کام دکھلانے کا وقت آگیا ہے۔ میں ایک

فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا۔ لِيُخْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا

عظیم فتح جو کہ عطا کر دے گا جو کھلی کھلی فتح ہوگی۔ تاکہ تیرا خدا تیرے تمام گناہ

تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔ اِنِّي اَنَا التَّقَابُ۔

بخش دے جو پہلے ہیں اور جو پچھلے ہیں۔ میں توبہ قبول کرنے والا ہوں۔

مَنْ جَاءَكَ جَاءَنِي۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ۔ نَحْمَدُكَ

جو شخص تیرے پاس آئے گا میرے پاس آئے گا۔ تم پر سلام تم پاک ہو۔ ہم تیرے تعریف کرتے

وَنُصَلِّيُ۔ صَلَوةُ الْعَرْشِ إِلَى الْفَرِشِ۔ نَزَلْتُ

ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ عرش سے فرش تک تیرے پر درود ہے۔ میں تیرے لئے اُترا

لَكَ وَلَكَ نَزِيَّاتٍ۔ اَلَا مَرَا ضُ تُشَاعُ وَالْقُتُومُ

بھول اور تیرے لئے اپنے نشان دکھلاؤ گا۔ ملک میں بیادیاں پھیلیں گی اور بہت جانیں

تُضَاعُ۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُخَيِّرَ مَا يَقْوِمُ حَتَّىٰ

ضائع ہوگی۔ اور خدا ایسا نہیں ہو گا جسے تقدیر کو بدل دے جو ایک قوم پر نازل کی۔ جب تک

يُخَيِّرُ وَمَا بِأَنْفُسِهِمْ۔ اِنَّهُ اَوْىٰ الْقَرِيَةَ۔

وہ قوم اپنے دلوں کی خیالات کو نہ بدل دالیں۔ وہ قادیان کو کسی قدر ہلاک کے بعد اپنی جگہ میں لگا۔

لے خاتم انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ خود کے رسولوں اور نبیوں پر ہزار ہا نکتہ چینیان کرتا ہے اور طرح طرح

کے عیب ان میں نکالتا ہے۔ گویا دنیا کے تمام مبعول اور خرابیوں اور جرائم اور معاصی اور غیبتوں کا وہی مجموعہ

ہیں۔ اب ان وساوس کا کہاں تک جواب دیا جائے۔ جو نفس کی شہادت کے ساتھ مخلوط ہیں۔ اس لئے

یہ شہادت اللہ ہے کہ آخر ان تمام جھگڑوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اور کوئی ایسا عظیم الشان

نشان ظاہر کرتا ہے۔ جس سے اس نبی کی بریت ظاہر ہوتی ہے۔ پس لِيُخْفِرَ لَكَ اللَّهُ كُ

یہی صفحہ ہیں۔ منہ (حقیقۃ الوحی ص ۹۷ حاشیہ)

لے اُوی کا لفظ عربی زبان میں اس موقع پر استعمال پاتا ہے جبکہ کسی قدر تکلیف کے بعد کسی شخص کو

۲۲۲ ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ برہمن
 اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔ رَبِّ قَرِّقْ بَيْنَ
 ۲۲۳ اے خدا ہے اور مجھ کے
 صَادِقٍ وَكَاذِبٍ۔ اَنْتَ تَرَى كُلَّ مَصْلِحٍ وَصَادِقٍ۔
 ۲۲۴ میں ذوق کر کے دکھلا۔ تو ہر ایک مصلح اور صادق کو جانتا ہے۔
 رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي
 ۲۲۵ اے میرے خدا ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے خدا شریر کی خدمت مجھے نہ
 وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي۔ خدا قاتل تو باد و مرا از
 ۲۲۶ رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر۔ اے دشمن تو جو تباہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے خدا تجھے
 نشر تو محفوظ دلا دے۔ زَلْزَلَهُ اَيُّ اُتْھُو نمازیں پڑھیں اور قیامت
 ۲۲۷ تباہ کرے اور تیرے شر سے مجھے بچا دے۔ یعنی یہ جو پھیل جو عداوت دیا گیا پھیلنا تو اٹھ اٹھ۔ اس
 کَانُمُوْنَهُ دیکھیں۔ يٰظْهَرُكَ اللهُ وَيُشِئْ عَلَيْكَ۔
 ۲۲۸ وقت خدا کے بندے قیامت کانونہ دیکھ کر نمازیں پڑھیں گے۔ خدا تجھے غالب کرے اور تیری
 لَوْلَاكَ لَمَّا خَلَقْتَ الْاَكْفَرَاكَ يٰلَه
 ۲۲۹ تعریف لوگوں میں شائع کرے گا۔ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

۱۔ یہ پیشگوئی ایک ایسے شخص کے بارے میں ہے جو مرید بن کر پھر مرتد ہو گیا اور بہت شوخیان دکھلائی
 اور گالیاں دیں اور زبان درازی میں آگے سے آگے بڑھا۔ پس خدا فرماتا ہے کہ کیوں آگے بڑھتا ہے۔
 (حقیقۃ الوحی ص ۹۷ حاشیہ)

۲۔ ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے۔
 یعنی ملائکہ کو اس کے مقاصد کی خدمت میں لگایا جاتا ہے اور زمین پر مستعد طبیعتیں پیدا کی جاتی ہیں۔
 پس یہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ منہ
 (حقیقۃ الوحی ص ۹۷ حاشیہ)

درِ شین

کلام منظوم

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مَسِیح مَعُوذِ مَہْدِی مَعْبُودِ عَلَیْہِ السَّلَام



از انتشارات

نظارت اشاعت و تصنیف ربوہ (پاکستان)

کام دکھلانے جو تو نے میری نصرت کیلئے
کس طرح تو نے سچائی کو میری ثابت کیا
ہے عجب ایک خاصیت تیرے جلال و جُشن میں
اے مے پیارِ ضلالت میں ٹہری ہر میری قوم
بھلو کا فرکتے ہیں میں بھی انہیں مومن کو
مجھ پر اے واسعِ نظر کی یا نے تجھ پر نہ کی۔

خُفِ اس امیاں پر جس سے کفر بہتر لاکھ بار
میرے آنے سے ہوا کالِ بھلہ برگ بار
زیورِ دین کو بناتا ہے وہ اب مثلِ سناں
دیں تو خود بھینچے ہر دلِ مثلِ بتِ سینِ عنبر
تا اٹھائے دیں گی رو سے جو اٹھا تھا اٹھا
جسے ہوں شرمزدہ جو اسلام پر کرتے ہیں دار
نکھتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کال نہیں
دستیوں میں دیں کو پھیلاتا یہ کیا شکل تھا کار

پر بنانا آدمی وحشی کو ہے ایک معجزہ
توڑائے آسمان سے خود بھیہ اک فرتے
روشنی میں مہر تاباں کی بھلا کیا فرق ہو
اے مے پیارِ تشکیکِ صبر کی مادت کرو
نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں

معنی رازِ نبوت ہے اسی سے آشکار
قومِ وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار
گرچہ بھلے قوم کی سرحد سے یا از رنگِ بار
وہ اگر پھیلائیں بد بو تو تم بنو مشکِ ستار
چھپکے چھپکے کرتا ہے پیدا وہ سامانِ دما

فَارَادَ اللَّهُ أَنْ يَتِمَّ النَّبَأَ وَيَكْمَلَ الْبِنَاءَ بِالْبِنَةِ

پس خدا ارادہ کر دے کہ پیشگوئی را بیکمل رساند
اور آخری اینست کے ساتھ

الْآخِرَةِ فَأَنَا تِلْكَ الْبِنَةُ أَيُّهَا النَّاطِرُونَ - وَكَانَ

تمام کند ۔ پس میں ہمیں غشت ہستم ۔
بنا کو کمال تک پہنچا دے ۔ پس میں وہی اینست ہوں ۔

عِيسَى عَلِمًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَنَا عِلْمٌ لَّكُمْ أَيُّهَا

عیسیٰ نشانے برائے بنی اسرائیل بود
جیسا کہ عیسیٰ بنی اسرائیل کے لئے نشان تھا ۔ ایسا ہی میں تمہارے لئے اے جبرکارو

الْمُفْرِطُونَ - فَسَارِعُوا إِلَى التَّوْبَةِ أَيُّهَا الْغَافِلُونَ -

یک نشان ہستم ۔ پس اے غافلان بسوئے توبہ ہشتابید ۔
ایک نشان ہوں ۔ پس اے غافلوا! توبہ کی طرف جلدی کرو ۔

وَرَأَيْتُ جُعِلْتُ فَرْدًا أَكْمَلَ مِنَ الَّذِينَ أَنْعَمَ عَلَيْهِمْ

و میں از گردہ شمع علیہم فرد اکمل کردہ شدم ۔
اور میں شمع علیہم گردہ میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں ۔

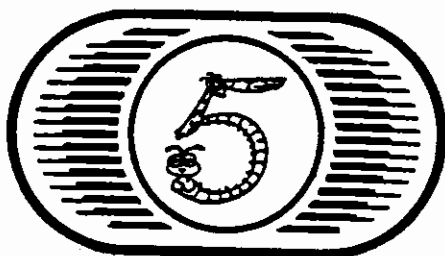
فِي آخِرِ الزَّمَانِ وَلَا فُخْرَ وَلَا رِيَاءَ وَاللَّهُ فَعَلَ

و میں از فخر و ریا نیست ۔ و خدا چنانکہ
اور یہ فخر اور ریا نہیں ۔ خدا نے جیسا

كَيْفَ أَرَادَ وَشَاءَ فَهَلْ أَنْتُمْ تَحَارِبُونَ اللَّهَ وَتَزَاجِمُونَ

خواست کرد
پس آگاہا خدا جناب و پیکار سے کیند ۔
چاہا کیا ۔ پس کیا تم خدا کے ساتھ لڑتے ہو ۔





اللہ تعالیٰ کی رنگارنگ مخلوقات میں انسان سب سے اعلیٰ و اشرف ہے۔
جسے اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل ہے۔

گروہ انسانیت میں وہ سعادت مند پھر بڑی عظمتوں کے حامل ہیں، جنہیں
وحی ربانی کی تسلیم و اطاعت کا شرف حاصل ہوا اور اس گروہ مسلمین میں سے
لا تعداد عظمتوں کے امین و حامل وہ ہیں جنہیں نبوت و رسالت کا تاج پہنایا گیا۔
جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی سب سے بڑی امانت کا امین قرار دیا اور سب سے بڑی
نعت سے نوازا۔ یہ گروہ پاک باز انسان ہو کر بھی اتنا عظیم المرتبت ہے کہ معصومیت
ان کے لوازم میں سے ہے۔ وہ معصوم اور اللہ تعالیٰ کی اس حفاظت میں ہوتے ہیں
کہ گناہ ان کے گھر کا رخ نہیں کر سکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی وحی کے حامل اور اس کے
مبلغ ہوتے ہیں۔ اپنی جان جو کھوں میں ڈال کر اس کی تبلیغ کرتے اور اف تک نہیں
کرتے، چاہے اس راستہ میں ان کا جسم آرے سے چیرا جائے۔

لیکن قادیان کے اس شیطان مجسم نے اس گروہ پاک باز کو جس طرح یاد
کیا۔ ان کی توہین کی اور اپنے ناپاک وجود کو ان سے برتر قرار دیا، وہ اس دھرتی کا
سب سے گستاخ کار و بار ہے۔ اس شیطنت آمیز تحریرات کی نقل و مطالعہ کسی

شریف انسان کے بس کا روگ نہیں۔ لیکن ضرورت و مجبوری سے انہیں نقل کیا جا رہا ہے۔

VIEW
PROOF

(1) نبی کی تحقیر غضب الہی کا موجب

”اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔..... کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الہی۔“

(چشمہ معرفت ص 390 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 390 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(2) تمام انبیاء سے اجتہاد میں غلطی ہوئی

”میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔“

(تمہ حقیقت الوحی ص 135 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 573 از مرزا

قادیانی)

VIEW
PROOF

(3) تمام انبیاء کا مجموعہ

”خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا منظر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں منظر اتم ہوں یعنی علی طور پر محمدؐ اور احمدؑ ہوں۔“

(حقیقت الوحی (حاشیہ) ص 73 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 76 از مرزا

قادیانی)

”میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار“
(در ثنیں ص 123 از مرزا غلام احمد قادیانی)

حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت
”خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوحؑ کے
زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔“
(تمتہ حقیقت الوحی ص 137 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 575 از مرزا غلام
احمد قادیانی)

حضرت یوسف علیہ السلام پر فضیلت
”پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیلی یوسف سے
بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب
قید میں ڈالا گیا۔“
(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 99 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 99 از مرزا غلام
احمد قادیانی)

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فضیلت
”اور یہ جو فرمایا کہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ یہ قرآن شریف
کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم (مرزا غلام احمد
قادیانی) جو بھیجا گیا تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجالاؤ اور ہر ایک
امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ“
(اربعین نمبر 3 ص 38 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(8) پرلے درجہ کی بے غیرتی

VIEW
PROOF

”پس اب کیا یہ پرلے درجہ کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم لا نفرق بین احد من رسلہ میں واؤد اور سلیمان زکریا اور یحییٰ عظیم السلام کو شامل کرتے ہیں وہاں مسیح موعود جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جاوے۔“
(کلمۃ الفصل ص 117 - مولفہ مرزا بشیر احمد مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان مارچ، اپریل 1915ء)

(9) ہر رسول میری فیض میں چھپا ہوا ہے

VIEW
PROOF

”انبیاء گرچہ بوداند بے
من عرفان نہ کترم ز کے
آنچہ داد ست ہر نمی را جام
داد آن جام را مرا بہ تمام
زندہ شد ہر نمی بامد نم
ہر رسولے نہاں بہ پیرا ہم
کم نیم زان ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین“

(ترجمہ)

- 1- ”اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں، میں عرفان میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں۔“
- 2- میں آدم ہوں، نیز احمد مختار ہوں، میں تمام نیکوں کے لباس میں ہوں۔
- 3- خدا نے جو پیالے ہر نبی کو دیئے ہیں، ان تمام پیالوں کا مجموعہ مجھے دیا ہے۔
- 4- میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہو گیا، ہر رسول میری فیض میں چھپا

ہوا ہے۔

5- مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور اس یقین میں، میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں جو جھوٹ کہتا ہے وہ لعین ہے۔“

(نزول المسیح ص 100 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 477، 478 از مرزا غلام احمد قادیانی)



(نقل مائیل مع آول)
 ۴۔ انمیر دستخط ہستم کتب خانہ کے کتاب سرزد سمجھی جاوے گی ۴

قد فرغنا من الرد علی قوم یستون آریہ فالحمد لله رب العالمین
 انا اذا انزلنا بساحتہ قوم نساء صباح المنذرین

ہم آپہن کا رد لکھنے سے فراغت کر چکے سو اس غذا کو سب تعریف ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے
 ہم جب ایک قوم پر چڑھا لی کہتے ہیں اور انکے صحن میں اترتے ہیں تو وہ صبح ان کی ایک کُئی
 صبح ہوتی ہے جو تباہی کی خبر دیتی ہے

الحمد لله

الحمد لله

یہ کتب آریہ صاحبوں کے اس مضمون کے جواب میں ہیں جو کہ انہوں نے اپنے مذہبی جلسہ میں دسمبر ۱۹۰۸ء میں
 ہوا جبہ جاوہر معزز ہماری جماعت کے مسلمانوں کے خدا کو اپنے گھر میں بلا کر ستایا تھا جو ہماری سید مولیٰ
 بی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور دشنام دہی سے بڑھا جس میں دین اسلام پر جا بجا توہین اور
 ہنسی اور ٹھٹھا کیا گیا تھا اور نہایت شوخی سے گندی گالیاں دے کر ادا ہے جانتے ہیں ہمارے
 مقدس ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگ کر صدمہ مسلمانوں کو خود بخود کر کے نہایت دکھ
 دیا تھا اور اس کتاب کا نام ہے



از مولفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب موعود
 جو ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کو

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان ضلع گورداسپور میں طبع ہوئی
 باہتمام شیخ یعقوب علی ترازینگر

کچھ نہ کچھ محنت نیت دل میں رکھ لیتا ہے کیونکہ اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ پس مسلمانوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں کہ دونوں طرف ان کے پیارے ہوتے ہیں۔ بہر حال جاہلوں کے مقابل پر صبر کرنا بہتر ہے کیونکہ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الہی۔

مگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اسلام میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ہے تو پھر کیونکر اسلام صلح کاری کا مذہب ٹھہر سکتا ہے پس واضح ہو کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ تہمت ہے اور یہ بات سراسر جھوٹ ہے کہ دین اسلام میں جبراً دین پھیلانے کے لئے حکم دیا گیا تھا۔ کسی پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں تیرہ برس تک سخت دل کافروں کے ہاتھ سے وہ مصیبتیں اٹھائیں اور وہ دکھ دیکھے کہ ہجران پر گزیدہ لوگوں کے جن کا خدا پر نہایت درجہ بھروسہ ہوتا ہے کوئی شخص ان دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا اور اس مدت میں کسی عزیز صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے اور بعض کو بار بار زہ کو بکھڑکے موت کے قریب کر دیا اور بعض دفعہ ظالموں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر چھڑ چلائے کہ آپ سر سے پیر تک خون آلودہ ہو گئے اور آخر کار کافروں نے یہ منصوبہ سوچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اس مذہب کا فیصلہ ہی کر دیں تب اس نیت سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ تم اس شہر سے نکل جاؤ تب آپ اپنے ایک رفیق کے ساتھ جس کا نام ابوبکرؓ تھا نکل آئے اور خدا کا یہ معجزہ تھا کہ باوجودیکہ صد لوگوں نے محاصرہ کیا تھا مگر ایک شخص نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا اور آپ شہر سے باہر آ گئے اور ایک چھپرہ کھڑے ہو کر کہہ کر مخاطب کر کے کہا کہ ”اے کہ تو میرا پیارا شہر اور پیارا وطن

فضل و کرم سے اب تک زندہ ہیں۔ پس خدا کے علم میں مرنے والے کی طرف وہ پیشگوئی منسوب نہیں ہو سکتی اور خدا کے نزدیک وہ کالعدم ہے اور خدا کی پیشگوئی ایک جینے والے لڑکے کے متعلق تھی۔ خدا کا ایسا کوئی الہام نہیں کہ وہ عمر پانے والا لڑکا پہلے حمل سے ہی پیدا ہو گا اور اگر کوئی اجتہادی خیال ہو تو اس پر اعتراض کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو نبی کے اپنے اجتہاد کو واجب الوقوع سمجھتے ہیں تعجب کہ یہ لوگ کیسے اپنے اعتراض سے ایک اعتراض بنا لیتے ہیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ جب انسان جھوٹ بولنا روا رکھ لیتا ہے تو حیا اور خدا کا خوف بھی کم ہو جاتا ہے۔ ناظرین یاد رکھیں کہ میری طرف سے کبھی کوئی ایسی پیشگوئی شائع نہیں ہوئی جس کے الہامی الفاظ میں یہ تصریح کی گئی ہو کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہو گا۔ رہا اجتہاد تو میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔ جب وہ نبی جو تمام انبیاء سے افضل تھا اجتہادی غلطی سے بچ نہ سکا۔ چنانچہ حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی تھی۔ یمامہ کو ہجرت گاہ قرار دینا اجتہادی غلطی تھی تو پھر دوسروں پر کیا اعتراض۔ ایک نبی اپنے اجتہاد میں غلطی کر سکتا ہے مگر خدا کی وحی میں غلطی نہیں ہوتی۔ ہاں اسکے سمجھنے میں اگر احکام شریعت کے متعلق نہ ہو کسی نبی سے غلط ہو سکتی ہے جیسا کہ ملاکی نبی اس راز کو سمجھ نہ سکا کہ الیاس نبی کا دوبارہ آسمان سے نازل ہونا حقیقت پر معمول نہیں بلکہ استعارہ کے رنگ میں ہے اور اسرائیل کوئی نبی تو ریت کی پیشگوئی سے یہ نہ سمجھ سکا کہ آخری نبی بنی اسمعیل میں سے ہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ نے بھی اجتہاد میں غلطی سے اپنے تئیں بادشاہ بنالیقین کر لیا اور کپڑے بیچ کر اختیار بھی خریدے گئے۔ یہود اسکرپٹ کو بہشت کا ایک تخت بھی دیا گیا۔ پھر اسی زمانہ میں آسمان سے واپس آنے کا بھی پختہ وعدہ دیا آخر وہ سب پیشگوئیاں غلط نکلیں۔ پس جس امر میں تمام انبیاء شریک ہیں اور ایک بھی ان میں سو باہر نہیں اسکو اعتراض کی صورت میں پیش کرنا کسی متقی کا کام نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ نے یہ اجتہادی غلطی انبیاء کیلئے اس واسطے مقرر کر رکھی ہے تا وہ معبود نہ ٹھہریے جائیں مگر اس سے انکی اتمام حجت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ کیونکہ مہجرات کثیرہ سے انکی حقیقت ثابت ہو جاتی

لَا غَلْبَ لَنَا وَرُسُلِي ۖ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلْبِهِمْ سِيَغْلُونَ ۚ
 نیرا اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ اور وہ مغلوب ہونے کے بعد جلد غالب ہو جائیں گے۔

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ۚ
 خدا ان کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ جو نیکو کار ہیں۔

لَرَبِّكَ زَلْزَلَةٌ السَّاعَةِ ۚ إِنِّي أَحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِي الدَّارِ
 قیامت کے مشابہ ایک زلزلہ آنے والا ہے جو تمہیں دکھاؤں گا اور میں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہو نگہ رکھوں گا۔
 وَأَمَّا زُوا الْيَوْمِ أَيْهَا الْمُجْرِمُونَ ۚ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ
 اے مجرمو! آج تم ایک ہو جاؤ۔ حق آیا اور باطل

مک

الْبَاطِلُ ۚ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ۚ
 جاک گیا۔ یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم جلدی کرتے تھے۔

بَشَارَةٌ تَلْقَاهَا النَّبِيُّونَ ۚ أَنْتَ عَلَىٰ بَيْتِنَا مِنْ رَبِّكَ ۚ
 یہ وہ بشارت ہے جو نبیوں کو ملی تھی۔ تو خدا کی طرف سے کھلی کھلی دلیل کے ساتھ ظاہر ہوا ہے
 كَفَيْتَكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ۚ هَلْ أَنْتَ مُكْرَمٌ عَلَىٰ مَنْ تَنْزِلُ
 وہ لوگ جو تیرے پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں ان کے لئے ہم کافی ہیں۔ کیا میں تمہیں بتلاؤں کہ کن لوگوں پر

الشَّيَاطِينِ ۚ تَنْزِلُ عَلَىٰ كُلِّ آفَاكٍ أَثِيمٌ ۚ وَلَا تَيْسَسُ
 شیطان اُتر کرتے ہیں۔ ہر ایک کذاب بدکار پر شیطان اُترتے ہیں۔ اور تو خدا کی

مِنْ رَوْحِ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ رَوْحَ اللَّهِ قَرِيبٌ ۚ أَلَا إِنَّ نَصْرَ
 رحمت سے تو امید مت ہو۔ خبردار ہو کہ خدا کی رحمت قریب ہے۔ خبردار ہو کہ خدا کی مدد

B
A
C
K

اِس دینی الہی میں خدا نے میرا نام رسل دکھا کیونکہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے تمام نبیا و پیامبروں کا مظہر شہید بنا دیا اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہیں میں شیث ہیں میں نوح ہیں میں ابراہیم ہیں میں اسحق ہیں میں اسماعیل ہیں میں یعقوب ہیں میں یوسف ہیں میں موسیٰ ہیں میں داؤد ہیں میں عیسیٰ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔ صنفہ

مفتی کہتے ہوئے اُن کو حیا آتی نہیں
غیر کیا جانے کہ دلبرے ہیں کیا جوڑے
میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
اک شجر ہوں کہ داؤدی صفت مجھے پہل لگے
پر سیاہ بن کے میں بھی دیکھا زونے صلیب
دشنو! ہم اسکی رو میں مر رہے ہیں ہر گھڑی
کیا کرو گے تم ہماری سیستی کا انتظار

سر سے تیر پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہر نہاں
کیا کروں تعریف سخن یار کی اور کیا بکول
اس قدر عرفاں بڑھا میرا کہ کافر ہو گیا
اس رخ روشن کی میری آنکھ بھی روشن ہوئی
قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب

کیا تماشہ ہے کہ میں کافر ہوں تم مومن ہوئے
پھر بھی اس کافر کا حامی ہے وہ مقبول گیار

کیا اینٹیں بات ہے کافر کی کرتا ہے دُر
اہل تقویٰ تم اکرم دیں بھی تمہاری آنکھ میں
بے سادہ میں نہ تھا جتنی نصرت حق میرے ساتھ
پر مجھے اس نے نہ دیکھا آنکھ اسکی بندھتی
نام بھی کذاب اس کا دفنوں میں ہو گیا

وہ خدا جو چاہے تھا مومنوں کا دوستدار
جس نے ناحق ظلم کی رو سے کیا تھا مجھ پر
فتح کی دیتی تھی وحی حق بشارت بار بار
پھر سزا پا کر لگا یا سہرہ دُنبالہ دار
اب مٹا سکتا نہیں نام تار و زرشمار

بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

(۲) دوسرے یہ کہ کسی شخص کی نسبت واقعی طور پر ایک پیشگوئی تو ہو مگر وہ پیشگوئی وعید اور عذاب کے رنگ میں تھی اور اپنی شرط کے موافق پوری ہو گئی یا کسی وقت اُس کا ظہور ہو جائے گا۔

(۳) تیسرے یہ کہ محض ایک اجتہادی امر ہے اور اُسکو خدا کا کلام قرار دے کر پھر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی تھی جو پوری نہیں ہوئی جبکہ یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ کوئی نبی انبیاء میں سے بچ نہیں سکتا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جائیں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو اپنی چالاکیوں کی وجہ سے ہمیشہ رسوا ہوتے ہیں اور پھر باز نہیں آتے۔ اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہو کہ اگر فرخ کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔ مگر میں ان لوگوں کو کس سے مثال دوں وہ اُس خیرہ طبع انسان کی طرح ہیں جو روز بروز روشن کو دیکھ کر پھر بھی اس بات پر ضد کرتا ہو کہ رات ہوں نہیں۔ خدا تعالیٰ نے اُن کو پیش از وقت طاعون کی خبر دی اور فرمایا الامراض متشاع والنفس تصناع مگر انہوں نے اس نشان کی کچھ بھی پروا نہ کی۔ پھر خدا نے غیر معمولی زلزلہ کی خبر دی جو اس ملک میں ۱۲۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو آئیوالاتھا اور وہ آیا اور صد ہا آدمیوں کو ہلاک کر گیا۔ مگر ان لوگوں نے اُسکی بھی کچھ پروا نہ کی۔ پھر خدا نے فرمایا کہ بہار میں ایک اور زلزلہ آئیگا۔ سو وہ بھی آیا مگر ان لوگوں نے اُسکو بھی نظر انداز کیا۔ پھر خدا نے ایک آتشی شعلہ کی خبر دی تھی سو ۱۳ مارچ ۱۹۰۶ء کو ظاہر ہوا اور قریباً ہزار میل تک عجیب شکل میں مشاہدہ کیا گیا۔ لیکن ان لوگوں نے اس سے بھی کچھ سبق حاصل نہ کیا۔ پھر خدا نے یہ پیشگوئی کی کہ بہار کے موسم میں سخت بارشیں ہونگی سخت برف آوے اور اُلے پڑینگے اور سخت درجہ کی سردی ہوگی مگر ان لوگوں نے اس عظیم الشان نشان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ پھر خدا نے اسی مارچ ۱۹۰۶ء میں ایک اور زلزلہ کی خبر دی جو پشاور

کرتی ہیں۔ خلاصہ مطلب یہ کہ اگر کوئی عورت ایسی خواہش کرے تو میں اپنے نفس کے لئے اس امر کے قید ہوا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ یہ یوسف بن یعقوب علیہما السلام کی دعا تھی جس دعا کی وجہ سے وہ قید ہو گئے اور میرا بھی یہی کلمہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے آج سے پچیس برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ صرف یہ فرق ہے کہ یوسف بن یعقوب اپنی اس دعا کی وجہ سے قید ہو گیا۔ مگر خدا نے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ میں میری نسبت یہ فرمایا: **يَعْقُوبُ اللَّهِ مِنْ عِنْدِهِ** وان لم يعصم الناس یعنی خدا تعالیٰ تجھے خود بچائے گا اگرچہ لوگ تیرے پیٹھ پٹائی پر آمادہ ہوں۔ سو ایسا ہی ہوا کہ مسیحی کرم دین کے فوجداروں مقدمہ میں ایک ہندو مجسٹریٹ کا ارادہ تھا کہ مجھے قید کی مزدارے مگر خدا تعالیٰ نے کسی غیبی سامان سے اس کے دل کو اس ارادہ سے روک دیا۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ آخر کار سزا دینے کے ارادہ سے قطعاً ناکام رہے گا۔ پس اس اُمت کا یوسف یعنی یہ عاجز مسرتی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈلا گیا اور اس اُمت کے یوسف کی برت کیلئے پچیس برس پہلے ہی خدا نے آپ گواہی دے دی اور اُد بھی نشان دکھائے مگر یوسف بن یعقوب اپنی برت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا۔ اور ان پیشگوئیوں کی گواہی کے بعد زلزلہ شدیدہ نے بھی گواہی دی جسکی گیارہ پہلے پہلے میں نے خبر دی تھی۔ کیونکہ زلزلہ کی پیشگوئی کے ساتھ یہ وحی الہی بھی ہوئی تھی۔

قُلْ عِنْدِي شَهَادَةٌ مِنْ اللَّهِ فہل انتہ مؤمنون؟۔ پس یہ دو گواہ ہو گئے اور نہ معلوم کہ بعد میں ان کے کتنے گواہ ہیں۔

ۛ ابجگہ پر خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ **قُلْ عِنْدِي شَهَادَةٌ مِنْ اللَّهِ** فہل انتہ مؤمنون یعنی ان کو کہدے کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے جو انسانوں کی گواہی پر مقدم ہے۔ وہ یہی گواہی ہے کہ خدا نے ایک مدت دداز پہلے ان بے جا بہتانوں کی خبر دی۔ منہلا

پھر فرمایا کہ لے میرے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو بہتر وارث ہے اس اہل
 میں یہ اشارہ ہے کہ خدا اکیلا نہیں چھوڑے گا اور ابراہیم کی طرح کثرت
 نسل کرے گا اور بہتر سے اس نسل سے برکت پائیں گے، اور یہ جو فرمایا کہ
 واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ یہ قرآن شریف کی آیت ہے
 اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم جو بھیجا گیا
 تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجالاؤ، اور ہر ایک
 امر میں اس کے نمونہ پر اپنے حلیں بناؤ اور جیسا کہ آیت و مبشر
 برسول یاق من بعدی اسمہ احمد میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک منظر ظاہر ہوگا گویا وہ اس کا
 ایک ہاتھ ہوگا جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا، اور وہ حضرت مسیح
 کے رنگ میں جلالی طور پر دین کو پھیلانے گا، ایسا ہی یہ آیت
 واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ
 جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں
 ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا

یاد رہے کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے دو ہاتھ جلالی و جمالی میں اسی نمونہ پر چونکہ ہمارے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہ کے منظر اتم ہیں ہذا خدا تعالیٰ
 نے آپ کو بھی وہ دونوں ہاتھ رحمت اور شوکت کے عطا فرمائے جلالی ہاتھ کی
 طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ قرآن شریف میں ہے وما ارسلناک الا رحمة
 للعالمین، یعنی ہم نے تمام دنیا پر رحمت کر کے تجھے بھیجا ہے، اور جلالی ہاتھ کی
 طرف اس آیت میں اشارہ ہے وما دمیت اذ دمیت ولكن الله دخی اور چونکہ تعالیٰ
 کو منظور تھا کہ یہ دونوں صفتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے اپنے وقتوں میں
 ظہور پذیر ہوں، اس لئے خدا تعالیٰ نے صفت جلالی کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ
 سے ظاہر فرمایا اور صفت جمالی کو مسیح موعود اور اس کے گروہ کے ذریعہ سے
 کمال تک پہنچایا۔ اس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے، و آخرین منهم
 لما یلحقوا بهم۔ منہ

جو میثا پر اٹھا اسکے مقابل اگر اسرائیل خاندان کے سارے بیٹے بھی ترازو میں رکھے جائیں تو تب بھی اسمعیلی پادشہ درجہ کارہیگا اسی طرح اور ٹھیک اسی طرح بیشک تو رات کو بہت سے نبی مذمت کے لئے عطا ہونے لیکن قرآن کی مذمت کے لئے جو نبی آئندہ محمدؐ میں پیدا کیا گیا وہ اپنی شان میں کچھ اور ہی رنگ رکھتا ہے۔

علاوہ اسکے ہمیں یہ بھی تو دیکھنا چاہیے کہ مسیح موعود تمام انبیاء کا منظر ہے جیسا کہ اسکی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جری اللہ فی حلال الانبیاء اس لئے اسکے آنے سے گویا امت محمدیہ میں تمام گزشتہ نبی پیدا کیئے گئے پس نبیوں کی تعداد کے لحاظ سے بھی محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ سے بڑھ کر رہا کیونکہ علاوہ ان نبیوں اور رسولوں کے جو قریت کی مذمت کے لئے موسیٰ کو عطا ہوئے تھے اس امت میں وہ تمام نبی بھی مبعوث کیئے گئے جو موسیٰؑ پر پہلے گزر چکے تھے بلکہ خود موسیٰؑ بھی دوبارہ دنیا میں بھیجے گئے اور یہ سب کچھ مسیح موعودؑ کے وجود باوجود میں پورا ہوا اہل حق کیا یہ پرلے درجہ کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم کا خضر ق بین احد فمن سلسلہ میں داؤد اور سلیمان ذکر کیا اور یحییٰ علیہم السلام کو شامل کرتے ہیں وہاں مسیح موعودؑ جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جاوے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حقیقی اور مستقل نبیوں کا ذکر کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کا ثبوت بیش کیا جاوے۔ ظاہر ہے کہ اس آیت کریمہ میں رسول کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اب جس طرح رسول کا لفظ حقیقی اور مستقل نبیوں پر بولا جائیگا اسی طرح ظلی اور بردزی نبی پر بھی بولا جائیگا ورنہ اگر ظلی اور بردزی نبی کو صرف نبی کے نام سے پکارنا جائز نہیں تو کیوں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو بارہا نبی اور رسول کے الفاظ سے یاد کیا۔ خدا نے تو اپنے کلام میں کبھی بھی ظلی یا بردزی کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ ہمیشہ صرف نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کرتا رہا پس اگر مسیح موعودؑ کو صرف نبی کے نام سے پکارنا جائز نہیں تو نعوذ باللہ سب سے پہلے ناجائز حرکت کرنیوالا خود خدا ہے۔ مگر دراصل یہ سارا نفس کا دھوکا ہے کیونکہ جس طرح حقیقی اور مستقل نبوتیں نبوت کی اقسام ہیں اسی طرح ظلی اور بردزی نبوت بھی نبوت کی ایک قسم ہے اگر ہم حقیقی یا مستقل نبیوں کو ہمیشہ صرف نبی کے نام سے پکارتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ظلی نبی کو نبی کے نام سے

BACK

كَتَبَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِيكُمْ اَنْ مَرَّ بِكُمْ اَمَّا مَكْرَمُكُمْ

خدا نے تعالیٰ کے بے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل و احسان ہے۔
کہ کتاب مستطاب منبع الیقان و عرفان مسمی بہ

مصدر و برای روشنی من برداشتہ اند

مصدر و برای روشنی من برداشتہ اند

نزول المسیح

اسلام باد و شان اوقت میگزینیں فی آخر الزمان ابن دشت بازیچے صدیق من اساتذہ اند

خود مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور جلالی
رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے
مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اس وقت کے اولوالباب و اولوالابصار
نے برای العین مشاہد کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر کمترین مہدی حسین جتیم کتب خانہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی پائیل ریج مطبع میگزین قادیان میں چھپ کر طیارہ ہوا۔

بار اول تعداد اساعت ۲۹۰۰

شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ

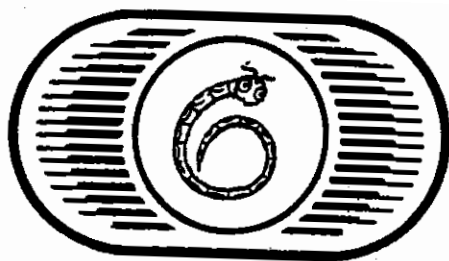
ماہ اگست ۱۹۰۹ء

قیمت ۳۰

۱۱

آپنچل عشق تیز مرکب راند	کہ از انی مشت خلک پیچ خانہ	کشتہ دلبر و دلار اسمے	رستہ بکسر رنگ از نامے
پرز عشق و تہی زہر آذسے	قصہ کوتاہ کرد او از سے	آن غنائے یقیں کہ گوش شنید	کہ دکار در خیر حق برید
رفتہ بیرون ز حلقہ اختیار	دل برید ز غیر آن دلدار	پاک گشتہ ز لوث ہستی خوش	رستہ از بند خود پستی خویش
آپنچل یار در کند انداخت	کہ نداند بجگے پرداخت	قدم خود زده براہ عدم	گم یابوش ز فرق تا بقدم
دگر دلبر غزلے او گشتہ	ہمد دلبر برائے او گشتہ	سوختہ ہر طرف بجکسر دلدار	دوختہ چشم دل ز غیر نگار
دل و جان بر نغے خدا کردہ	وصل او اصل مدعا کردہ	مردہ و خویش تن فتن کردہ	عشق جو شنید و کار ہا کردہ
از خودی ہائے خود خدا جدا	اسیل پر زد و بزدل از جا	تن چو فرسودہ دستاں آمد	دل چو از دست فتن جہاں آمد
عشق دلبر بروئے او باید	ابر رحمت بکوشے او باید	از یقینے کہ شد ز کف تار سے	در دل او برست گلزار سے
ہر ظہور سے کیے سبب دارد	داد آن کو بدل طلب دارد	پس جنیں شور عشق محبت یار	کہ بشود ہم از خودی آثار
ایں میسر نے شود ز نہار	بجز سخن ہائے دلبر دلدار	عشق کو در نمایان دیدار	نیز کہ گہ بر غیر دار گفتار
بالخصوص آن سخن کہ زندلدار	خاصیت دارد اندے این امر	کشتہ او نیک نہ دود نہزار	ایں قیطان او بروی ز شہار
بر زبانی قلیل تازہ بخوات	غذاہ روئے او دم شہادت	ایں سعادت چو بوقسمت ما	رفتہ رفتہ رسید بفت ما
کہ طاعت است سیر ہر آنم	صدیقین است در گریہ انم	اگو ہم نیز احمد مختار	در برم جامہ ہمہ ابرار
کار ہائے کہ کرد با من یار	بر تر آن دفتر است از انہا	آنچہ داد است بر نچہ را جام	داد آنی جام را حراہ تمام
دل من بردہ الفیت خود دارد	خود مرا شد بچی خدا استاد	وہی اورا عجب اثر دیدم	روئے آن ہر ذل قمر دیدم
دیدم از خلق رنج و کردہات	و آنچہ چیز مستحق این لذات	دیدم از ہجر خلق جلوہ یار	کار دیگر بر آمد از یک کار
آنچہ من بشنوم ز وحی خدا	بخدا پاکد ہمیش ز غطا	ہمچو قرآن منزہ اش دامن	از خطا لا میں است ایمانم
من خدا را بد و شناختہ ام	دل میں نشتر کد اختہ ام	بخدا ہست ایں کلام حمید	از دہان خدائے پاک و حمید
آنچہ بر من عیاں شد از داد او	انتخابے است با مدد انوار	ایں خنائے ست رہا رہا ہم	بکہ مد آدم ارازد تا بحکم
انبیاء و کرم پروردہ اند	من ہر حال ز کرم تر نکند	ولدت مصطفیٰ شہم بر یقین	شدہ یقین برنگ یا حسین
آن یقینے کہ بود عینے را	بر کلائے کہ شد برو القاد	و ان یقینے کلیم بر تورات	و ان یقینے ثلثہ سلاوت

کہ نیم زان ہر بر دے لقیں ہر کہ گویہ مدوخ بہت لعین
 ہر کہ آں یار بد دل من ریخت نہ شیطاں بدوہ نفس آمنت
 بہت آں وحی تیرہ موخنی کہ نمود است بر قین بینی
 آدم آں زمان کہ باد خزان کرد کسیر باضی دیوان
 عاشق ز رشده دولت جاہ دل تہی از محبت آں شاہ
 پس مرا از جہانیاں بگریہ در دلم روح پاکش دمد
 کرد دیوانہ و خود داد بست یکے ہزار در بکشد
 من نیم کور تاج کورانی بگز نیم چہ زبستانی
 گر چہاے بد شمنی خستہ تیغ گیر کہ خون من ریزد
 برخت ہرگز کہ کوچ اش برم بزدلان دیگانہ من دگرم
 شوق عشق بہت ہر آنے تاب کے خیر ایں گریہاے
 آدم چون سحر مجوہ نور تابش و تیرگی ز نورم دور
 حافظان من زیار آدہ ام ایچو باد بہار آدہ ام
 آدم تا نگار باز آید فہم دلمان را قرار باز آید
 فرد الہام ہچو باد صبا نزد آمد و غیب خوشبو
 یزدان نور من نشان زمین سر ہنوز بر آسمان زمین
 از تو رخ بردن نہادی پا ہوش کن بے یزدان یکتا
 رو بدو کن کہ رو بخ یار است ہمد رو بلائے دلدار است
 آئندہ کار دولت بجان برسد چون ہیامت زبستان برسد
 آسنا بی ز نفس خود میرون آسانہ گردی بکے او مجنون
 آسانہ خوف چکہ بکے کسے مازہ جان شود فدا کسے
 ایک آئندہ ام زوہت غنی از پے صورت ہر مدنی
 خالص آمد کلام آں دواوار زین سبب شد دلم پراز آوا
 لیکن ایں وحی بالیقین خداست ہمد کلام آں یقین خود را
 در مشائخ مانند جز ترہیر عالمان ہستہ ہچو ہر
 اندر ایں روزے چلی شب تا قوم را دید حق بحالت زار
 در دل من دلش شورا فکند خود مرا شد گشت ہر پیوند
 خلق و مردم نصیحتم بخشد تا بر تم فیار خود پیوند
 آں بر تازہ کان عطیہ یار چون ز دست انگہ پے نوا
 من نہ آنم کہ ترک او گویم جلن من بہت یار و دلم
 فادہم کرد عشق صورت یار از دم حلقہ اے ایں اختیار
 ناصحان را خبر ز عالم نیست گدے سوسے آں زلالہ است
 شورا فکندہ ام کہ تا دین کار خلق کرد ز خواب خود بیدار
 ایں زمانہ زمانہ رگزار ہوسم لالہ زار و وقت بہار
 دست عظیم ہر دہ ہر دم کرد و حش من ظہور اقم
 زندہ شد ہر نبی باندہم ہر سوسے نہان ہر ہر ہستم
 بخدا جنگا گئی پید ہاست ایں چہ جور و جفا کنی پید ہاست
 از پے خلق و ننگ نام رسوم تافہی رد و حضرت قیوم
 وحی حق را چو بشنوی از ما ایں گو ما نیا قسم چرا
 آسانہ از خود روی جدا گردی آسانہ قربان آشتا گردی
 آسانہ شکست شود بسان غبار آسانہ گرد و غبار تو خنبار
 چون دہندت بکے جانان را چلی نہایت از ان در گاہ



حضرات انبیاء کرام علیہم السلام میں سے سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنی بعض خصوصیات کے پیش نظر امتیازی مقام کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بن باپ پیدا ہونا، ایک خاص موقع پر زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور قرب قیامت میں دوبارہ دنیا میں واپسی، ایسی امتیازی خصوصیات ہیں جن میں ان کا کوئی دوسرا سہیم و شریک نہیں۔

دنیا کی سب سے بڑی مغضوب و مردود قوم یہود نے سب سے بڑھ کر سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کی پاک دامن و عفت ماب والدہ محترمہ سیدتنا مریم صدیقہ طاہرہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا رضوانہ، پر طرح طرح کے الزامات لگائے.... انہیں اذیت پہنچائی۔ سیدنا مسیح کے قتل کے منصوبے بنائے اور تکلیف و اذیت کے حوالہ سے جو ہو سکا، انہوں نے کیا۔

صدیوں بعد اس روایت کو قادیانی و ہقان مرزا غلام احمد نے دہرایا اور اپنی گستاخ و بے لگام قلم سے سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کی عظیم المرتبت والدہ کے خلاف، وہ، وہ بہتان طرازیاں کیں کہ یہود کی روح بھی شاید شرما اٹھی ہو۔

یہ بد زبانی اور دوں نہادی جس کا رد یہ ہو، اسے شریف انسان کہنا بھی مشکل

ہے۔ آئیں دیکھیں اس حوالہ سے کہ اس بد زبان نے کیا لکھا؟

گزشتہ سال حکومت نے موجودہ شناختی کارڈوں کی جگہ کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ جاری کرنے کا پروگرام بنایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس نئے کارڈ پر بلڈ گروپ اور مذہب کا خانہ بھی ہونا چاہیے تاکہ معلوم ہو سکے کہ کون، کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ مجلس کے اس مطالبہ کی تمام دینی جماعتوں نے نہ صرف حمایت کی بلکہ بھرپور انداز میں تحریک کا ساتھ بھی دیا۔ مذہب کا اظہار فخر کی علامت ہے۔ اگر مذہب کا اظہار شرمندگی کا باعث بنتا ہے تو اس پر لعنت بھیج کر اسے چھوڑ دینا چاہیے۔ یہودیوں کو اپنے یہودی ہونے پر فخر ہے، عیسائیوں کو اپنے عیسائی ہونے پر فخر ہے، مسلمانوں کو اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے اور ہر مسلمان لاکھوں کے مجمع میں ڈنگے کی چوٹ پر اپنے مذہب کا اظہار کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے خواہ اس کے لئے اسے کوئی بھی قربانی کیوں نہ دینا پڑے۔ تعزیرات پاکستان کی رو سے قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی اپنا مذہب اسلام پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن قادیانی خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ مسلمانوں کو غیر مسلم کہتے ہیں اور خود کو مسلمان کہتے ہیں، اس لئے قانون کی رو سے قابل تعزیر ہیں۔ حکومت نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس مطالبہ کو تسلیم کر لیا۔ جس پر پورے ملک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ قادیانیوں نے اس مطالبہ کی منظوری کو اپنی موت سمجھا لہذا انہوں نے عیسائی اقلیت کو درغلایا اور پورے ملک میں احتجاجی تحریک شروع کر دی۔ پاکستان میں امریکی سفیر بھی ان کی حمایت میں کھل کر میدان میں آگئے جس کے نتیجے میں حکومت نے شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ ختم کر دیا۔ اس کامیابی پر عیسائی اور قادیانی اقلیت نے خوب جشن منایا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں نے عیسائی اقلیت کو استعمال کر کے پاکستان اور بیرون ممالک اپنے مذہب کی تبلیغ کی راہ ہموار کی، عیسائی اقلیت سے تعلق رکھنے والوں کے لیے یہ باب لمحہ فکریہ ہے!

(1) حضرت عیسیٰ علیہ السلام گالیاں دیتے تھے

”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بد زبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“

(حاشیہ انجام آتھم ص 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 289 از مرزا قادیانی)

(2) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل چرا کر لکھی

”نمایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب تالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔“

(حاشیہ انجام آتھم ص 6 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 11 ص 290 از مرزا قادیانی)

(3) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ نہیں

”جیسا یوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا، اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔“

(حاشیہ انجام آتھم ص 6 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 11 ص 290 از مرزا قادیانی)

(4) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کی حقیقت

”سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے

ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بوہٹی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے اور جیسے انسان میں قوے موجود ہوں انہیں کے موافق اعجاز کے طور پر بھی مد ملتی ہے۔“

(ازالہ اوہام ص 154-155 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 254-255 از مرزا

قادیانی)

(5)

VIEW
PROOF

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کنجریاں

□ ”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دایاں اور تانیاں آپ کی زناکار اور کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی آپ کا کنجریوں کے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے در نہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ٹپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔“

(انجام آختم ص 7 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 11 ص 291 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(6)

VIEW
PROOF

□ ”اور نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھلاتا ہے کہ خدا (حضرت عیسیٰ علیہ

اسلام) نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ صرف نو مہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گتھار جسم سے جو بنت سبع اور تر اور راحاب جیسی حرامکار عورتوں کے خیر سے اپنی فطرت میں انیت کا حصہ رکھتا تھا، خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں جیسے خسرہ، چچک، وائٹوں کی تکالیف وغیرہ تکلیفیں، وہ سب اٹھائیں اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آگئی مگر چونکہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ تھا اور خدائی طاقتیں ساتھ نہیں تھیں، اس لئے دعویٰ کے ساتھ ہی پکڑا گیا۔“

(ست بچن ص 173 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 297، 298 از مرزا قادیانی)

(7) حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے

”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے“

(کشتی نوح حاشیہ ص 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 71 از مرزا قادیانی)
مرزا قادیانی چونکہ خود شراب پیتا تھا اس لیے اس نے اپنے لیے جواز پیدا کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزام لگا دیا۔

(8) شراب اور افیون

”ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے، میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔“

(سیم دعوت ص 69 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 434، 435 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(9) شراب اور خدائی کا دعویٰ

”یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بد نتیجہ ہے۔“

(ست بچن حاشیہ ص 172 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 296 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(10) شراب اور فاحشہ عورتیں

”لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“

(مقدمہ دافع ابلاء ص 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 220 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(11) پہلے مسیح سے بڑھ کر

”خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔“

(دافع ابلاء ص 13 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 233 از مرزا قادیانی)

”یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں
مگر اس (مرزا قادیانی کے) لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔“
(تزیات القلوب ص 89 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص نمبر 217 از مرزا قادیانی)

(13) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت

”ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے“
(دافع البلاء ص 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 240 از مرزا قادیانی)

”دنیا میں بہت سے نبی گزرے ہیں مگر ان کے شاگرد و محدثیت کے درجہ
سے آگے نہیں بڑھے سوائے ہمارے نبی صلعم کے کہ اس کے فیضان نے اس قدر
وسعت اختیار کی کہ اس کے شاگردوں میں سے علاوہ بہت سے محدثوں کے، ایک
(مرزا قادیانی) نے نبوت کا بھی درجہ پایا اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا بلکہ اپنے مطاع
کے کمالات کو نقلی طور پر حاصل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا
چنانچہ خدا تعالیٰ نے مسیح ناصری جیسے اولوالعزم نبی پر اسے فضیلت دی۔“
(حقیقت النبوة ص 257 - از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

(15) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سوڑوں کا شکار

”میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح
موعود (مرزا قادیانی) اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح
آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھروالے کہیں گے
کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سو رہا مارنے کے لئے گئے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ حیران

ہو کر کہیں گے کہ یہ کیا مسج ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے تو سامنیوں اور گندیلوں کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں، مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آ جاتا تھا۔“

(سیرت المہدی جلد 3 ص 291، 292 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(16) حضرت مریم علیہ السلام کا دوسرا نکاح

”اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں باق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آئے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریات تھیں جو پیش آ گئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔“

(کشتی نوح ص 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 18 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(17) حضرت مریم صدیقہؑ کا اپنے منسوب سے نکاح سے پہلے تعلق

”پانچواں قرینہ ان کے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے جس کو

برا نہیں مانتے بلکہ انہی ٹھنٹھے میں بات کو ٹال دیتے ہیں کیونکہ یہود کی طرح یہ لوگ
ناٹھ کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے۔“
(ایام الصلح حاشیہ ص 74 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 ص 300 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(18) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوسرے نام

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو یسوع اور جزیں یا یوز آسف کے نام سے
بھی مشہور ہیں۔“ □

(راز حقیقت ص 19 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 ص 171 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(19)

”وہ دونی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے‘ دوسرے
سج ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔“ □

(توضیح مرام ص 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 52 از مرزا غلام احمد قادیانی)



گر شاید بعض بذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الہی ہے جس کا ذکر بریلین جمعہ کے صفحہ ۲۳۱ میں ہے اور وہ یہ ہے
یا آسمان فاضلت الرحمة علی شفتیک۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے شے تیری ہیرو کی جاری
کئے گئے ہوس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی، بلین، فصیح میں تالیف کر کے

بلکہ وہ اردو کے حق میں تھیں جو آپ کے تولد سے پہلے پوری ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے
کہ آپ نے پہلا ہی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا
ہے۔ اور پھر ایسا قافہ کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے لیکن جب سے یہ چوری چوری گئی عیسائی
بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھا کر رسوخ
حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس یہجارت سے عیسائیوں کی سخت روسیاء ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے
کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں تھیں اور کائناتوں اس تعلیم کے منہ پر لٹا دیے مار رہے ہیں۔ آپ کا
ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے تربیت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت
نے آپ کو زیر کی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو
فرض سادہ لوح رکھا۔ پھر اصل آپ علمی اور عملی قوی میں بہت کچھ تھے اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان
کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پارہی صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا
تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے۔

آپ کی انھیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض بہتے تھے اور ان کو
یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفا خانہ میں آپ کا
باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات کئے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ
نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے مجھ مانگنے والوں کو گندی مگالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام
کی اولاد ٹھہرا یا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کہنا دیا۔ اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام

۳۰۱

۳۰۲

۳۰۳

۳۰۴

۳۰۵

M
O
R
E

اور اگر یہ کہا جاوے کہ قرآن شریف کے ایسے معنی کرنا کہ جو پہلوں سے منقول نہیں ہیں الحاد ہے جیسے مولوی عبد الرحمن صاحبزادہ مولوی محمد لکھنوالہ نے اس عاجز کی نسبت لکھا ہے تو میں کہتا ہوں کہ میں نے کوئی ایسے اجنبی معنی نہیں کئے جو مخالف اُن معنوں کے ہوں جن پر صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین کا اجتماع ہو۔ اکثر صحابہ مسیح کا فوت ہو جانا مانتے رہے، و جہاں معبود کا فوت ہو جانا مانتے رہے پھر مخالفانہ اجماع کہاں سے ثابت ہوا۔ قرآن شریف میں تسلسل کے قریب ایسی شہادتیں ہیں جو مسیح ابن مریم کے فوت ہونے پر دلالت تین کر رہی ہیں۔ غرض یہ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اُترے گا نہایت لغو

جن پر انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ حاصل نہیں ہوتا جیسے شق القمر جو ہمارے سیدہ و مولانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور خدا تعالیٰ کی غیبی قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی غفلت ظاہر کرنے کے لئے اس کو دکھایا تھا (۲۴) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت فعل کے ذریعے سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمان کا وہ معجزہ جو صخرہ مخرجہ میں قواؤں کے جس کو دیکھ کر بغیض کو ایمان نصیب ہوا۔

اب جاننا چاہیے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزے کی طرح صرف عقل تھا۔ تاہم تاریخ سے ثابت ہے کہ اُن دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے تھے اور کئی قسم کے جانور طیارہ کر کے ان کو زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے اُن کے بہت سے ساتھ راہ کام کیے لئے تھے جیسا کہ قرآن کریم بھی اس بات کا شاہد ہے۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی جو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی نئی کے دبانے یا کن چوٹنگ مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک

اور بے اصل بات ہے صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں۔ بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین سو یا چار سو صحابہ کا نام لیجئے جو اس بارہ میں اپنی شہادت ادا کر گئے ہیں ورنہ ایک یا دو آدمی کے بیان کا نام اجماع رکھنا سخت بددیانتی ہے۔ ماسوا اس کے یہ بھی ان حضرات کی سراسر غلطی ہے کہ قرآن کریم کے معانی کو بزمانہ گذشتہ محدود و مقید سمجھتے ہیں۔ اگر اس خیال کو تسلیم کر لیا جاوے تو پھر قرآن شریف معجزہ نہیں رہ سکتا۔ اور اگر ہو بھی تو شاید ان عربوں کے لئے جو بلاغت شناسی کا مذاق رکھتے ہیں۔

جانتا چاہیے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہل زبان پر روشن

بخاری کا کام بھی کہتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھی کا کام و تحقیق ایک ایسا کام ہے جس میں کون کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے اور جیسے انسان میں قہر موجود ہوں انہیں کے موافق اعجاز کے طور پر بھی مدد ملتی ہے جیسے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی قوی جو دقائق اور معارف تک پہنچنے میں نہایت تیز و قوی تھے۔ سو انہی کے موافق قرآن شریف کا معجزہ دیا گیا۔ جو جامع جمیع دقائق و معارف الہیہ ہے۔ پس اس کے کچھ تعجب نہیں کہ ناچاہیے کہ حضرت یحییٰ نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا جو اود ایسا معجزہ دکھانا عقل سے عید بھی نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر متذرع ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور مدہوتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کئی کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں۔ بیسی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے کھلونوں میں کثرت ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔ اور چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے اس لئے ان آیات کے روحانی طور پر معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیاں سے مراد وہ اتنی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا گویا اپنی صحبت میں لے کر پندوں کی صورت کا خاکہ کھینچنا پھر ہدایت کی روح ان میں بھونک دی جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔

ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل التوب یعنی سرگرمی طریق

ہزار بار دہریہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی شخص نے نہ اٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہڈیاں ہے۔

پھر ایک اور عظیم کوئی نشان الہی ہے جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اودہ یہ ہے الرحمن علم القرآن۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اس وعدہ کو ایسے طور

کی ادا نہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیروں کو کھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہو گا۔ یہ بالکل جھوٹ نکلا۔ کیونکہ آجکل زہر کے ذریعے سے یورپ میں بہت خود کشی ہو رہی ہے۔ ہزار ہا مرتے ہیں۔ ایک پاری کو کیسا ہی مٹا برتین رتی اسٹرنٹیا کھانے سے دو گھنٹے تک ہسانی مر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیروں کو کھیں گے کہ یہاں سے اٹھ اودہ اٹھ چلے گا یہ کسی قدر جھوٹ ہے بھلا ایک پاری صحت بات سے ایک لٹنی جوتی کو سیدھا کر کے تو دکھلائے۔

میں نے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کو روفیو کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بد قسمتی سے اسی ریفن میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوئے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری تحقیق کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سو کر اور فریج کے در کہ نہیں تھا پھر نسوس کہ تلافی عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا دے ہیں۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور طہر ہے۔ تین وادیاں اور نائیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورت میں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہو گی۔ آپ کا کنجیروں سے میلان اور محبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ ہمدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پہنے لٹاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کو پلید عطر اس کے سر پہنے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے کھینچنے والے سمجھیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

بک

B
A
C
K

ایک فرد کرنے والا انسان ضرور اس بات کو قبول کرے گا کہ کسی مخفی تعلق کی وجہ سے کپش شہ ہے پس اگر
 وہ تعلق خدا کا خالق ہونا نہیں تو کوئی آئیدہ ذمیہ اس بات کا جواب دیں کہ اس تعلق کی ویدہ ذمیہ کیا
 طبیعت لکھی ہے اور اس کا کیا نام ہے کیا یہی ہے کہ خدا صرف زبردستی ہر ایک چیز پر حکومت کر
 رہا ہے اور ان چیزوں میں کوئی طبعی قوت اور شوق خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے کا نہیں ہے معاذ اللہ
 ہرگز ایسا نہیں بلکہ ایسا خیال کرنا نہ صرف حماقت بلکہ پرلے دھج کی خیانت بھی ہے مگر اس کو اس کے
 آریوں کے عید نے خدا تعالیٰ کی خالقیت سے انکار کر کے اس روحانی تعلق کو قبول نہیں کیا جس پر طبعی
 طاقت ہر ایک چیز کی موقوف ہے اور چونکہ دقیق معرفت اور دقیق گیان سے وہ ہزاروں کو اس
 دور تھے لہذا یہ سمجھا فلسفہ ان سے پوشیدہ رہا ہے کہ ضرور تمام اجسام اور ارواح کو ایک فطرتی
 تعلق اس ذات قدیم سے پڑا ہوا ہے اور خدا کی حکومت صرف بناوٹ اور زبردستی کی حکومت نہیں
 بلکہ ہر ایک چیز اپنی روح سے اس کو سجدہ کر رہی ہے کیونکہ وہ ذرہ ذرہ اس کے بے انتہا انسانوں میں
 مستغرق اور اس کے ساتھ سے نکلا ہوا ہے مگر انہوں نے تمام مخالفت مذہب والوں نے خدا تعالیٰ کے وسیع
 دیکھا قدرت اور رحمت اور تقدیر کو اپنی تنگ دلی کی وجہ سے زبردستی روکنا چاہا ہے اور انہیں وجہ
 سے ان کے فرضی خداؤں پر کمزوری اور ناپاکی اور بناوٹ اور بیجا غضب اور بے جا حکومت
 کے طرح طرح کے داغ لگ گئے ہیں لیکن اسلام نے خدا تعالیٰ کی صفات کا علم کی تیز رو دھاروں
 کو کہیں نہیں روکا وہ آریوں کی طرح اس حقیقہ کی تعلیم نہیں دیتا کہ زمین و آسمان کی روحیں اور قدرت
 اجسام اپنے اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں اور جس کا پرہیز نام ہے وہ کسی نامعلوم مذہب
 سے محض ایک راجعہ کے طور پر ان چسکران ہے اور نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھاتا ہے کہ
 خدا نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ صرف نوہینہ تک خون حیض
 کھا کر ایک گہگا جسم سے جو جننت سلع اور تکرار اور احباب عیسوی حرام کار عودوں کے خیر سے اپنی
 فطرت میں اپنی طبیعت کا حصہ رکھتا تھا خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ میں
 جو جو بیماریوں کی صورتیں ہیں جیسے خسو چپک دانٹوں کی نکالیت وغیرہ تکلیفیں وہ سب

انھیں اور بہت سارے عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھوکھڑی موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آگئی مگر چونکہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ تھا اور خدائی طاقتیں ساتھ نہیں تھیں اس لئے دعوئے کے ساتھ ہی پکڑا گیا۔ بلکہ اسلام ان سب نقصانوں اور ناپاک حالتوں سے خدائے حقیقی ذوالجلال کو منسوب اور پاک سمجھتا ہے اور اس حشیشہ غضب بھی اس کی ذات کو برتر قرار دیتا ہے کہ جب تک کسی کے گلے میں پھانسی کا رس نہ ڈالے تب تک اپنے بندوں کے بخشے کیلئے کوئی سبیل اس کو یاد نہ آوے اور خدا تعالیٰ کے وجود اور صفات کے بارے میں قرآن کریم یہ بھی ادا پاک اور کامل معرفت سکھاتا ہے کہ اس کی قدرت اور رحمت اور عظمت اور تقدس بے انتہا ہے اور یہ کہنا قرآنی تسلیم کے رو سے سخت مکروہ گناہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدر میں اور عظمت میں اور رحمت میں ایک حد پر جا کر ٹھہر جاتی ہیں یا کسی سوتلے پر پہنچ کر اُس کا ضعف اُسے مانع آجاتا ہے بلکہ اس کی تمام قدر میں اس مستحکم قاعدہ پر چل رہی ہیں کہ باستثنائ ان امور کے جو اُس کے تقدس اور کامل اور صفات کاملہ کے خلاف ہیں یا اس کے موافق غیر متبادل کے منافی ہیں باقی جو چاہتا ہے کر سکتا ہے مثلاً یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے اپنے تئیں ہلاک کر سکتا ہے کیونکہ یہ بات اُس کی صفت قدیم **حی و قیوم** ہونے کے خلاف ہے وجہ یہ کہ وہ پہلے ہی اپنے فعل اور قول میں ظاہر کر چکا ہے کہ وہ ازلی ابدی اور غیر فانی ہے اور موت اُس پر جائز نہیں ایسا ہی یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی عورت کے رحم میں داخل ہوتا اور خون حیض کھاتا اور قریباً نو ماہ پورے کے کے سیر ڈیڑھ سیر کے دن پر عورتوں کی مشابہ گاہ سے روتا چلاتا پیدا ہو جاتا ہے اور پھر روٹی کھاتا اور پاخانہ جاتا اور پیشاب کرتا اور تمام دکھ اس فانی زندگی کے اٹھاتا ہے اور آخر چند ساعت جہان کشدنی کا عذاب اٹھا کر اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتا ہے کیونکہ یہ تمام امور نقصان اور منقصت میں داخل ہیں اور اس کے جلال قدیم اور کمال تام کے برخلاف ہیں۔

پھر یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ جو کہ اسلامی عقیدہ میں حقیقت خدا تعالیٰ تمام مخلوقات کا پیدا کرنا ہی ہے ادا کیا ارواح ادا کیا اجسام سب اُسی کے پیدا کردہ ہیں اور اُسی کی قدرت نے انھیں پیدا کیے ہیں

کیلئے عادت کر لیا جاتا ہے۔ وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کا استعمال کرتے ہو جن کی شام بیسے ہر ایک سال ہزار ہا تمہارے جیسے نشتہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کئے جاتے ہیں۔ اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پر مہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے ہنر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدا یا انکے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک میر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق کو ایسا ہی پوچھا جائیگا جیسا کہ ایک فقیر ملکہ ایسی سے زیادہ پس کا ہی قسمت وہ شخص ہو جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلی خدا سے منہ پھیر دیتا ہو اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کیلئے حلال ہو غصہ کی حالت میں دیوانہ کی طرح کہہ کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور شہوات کے جوش میں بیبیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ سو وہ بھی خوشحالی کو نہیں پائے گا جیسا کہ مر گیا۔ اے عربیہ تم غور سے دفن کیلئے دنیا میں آئے ہو۔ اور وہ بھی بیت کچھ گزر چکے۔ سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو۔ ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو۔ اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو۔ اگر تم خدا کی آنکھوں کے اگے کشتی ٹھہراؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بیکراری سے زندگی بسر کرو گے۔ اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم

اور بے لگن کو جس قدر شاربے نقصان پہنچایا ہے۔ امر کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ یا پرانی عادت کی وجہ ہوئے مسلمان! تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ذک نشہ سے پاک اور معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں جو مسلمان کہہ کر کسی کی پیروی کرتے ہو۔ قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا۔ پھر تم کس مستاد سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو کیا تمنا نہیں ہے؟ منہ

۲۲۲

نسیم دعوت

۹۶ صفحات

از تصنیف لطیف

حضرت میرزا غلام احمد رضا مسیح موعود علیہ السلام

جسے

میخبر تک ڈیوٹالیف و اشاعت قادیان

شائع کیا

دسمبر ۱۹۳۶ء

تعداد طبع ۵۰۰

پیدا کرتا ہے۔ جن سے اب یورپ بھی دن بدن واقف ہوتا جاتا ہے۔ آخر جیسے بہت سے
تجارب کے بعد طلاق کا قانون پاس ہو گیا ہے۔ اسی طرح کسی دن دیکھ لو گے کہ تنگ آکر
اسلامی پردہ کے مشابہ یورپ میں بھی کوئی قانون شائع ہوگا۔ ورنہ انجمن یہ ہوگا۔ کہ
چار پایوں کی طرح حورتیں اور مرد ہو جائیں گے۔ اور مشکل ہوگا کہ یہ شناخت کیا جائے
کہ فلاں شخص کس کا بیٹا ہے۔ اور وہ لوگ کیونکر پاک دل ہوں۔ پاک دل تو وہ ہوتے
ہیں۔ جن کی آنکھوں کے آگے ہر وقت خدا رہتا ہے۔ اور نہ صرف ایک موت اُن کو
یاد ہوتی ہے۔ بلکہ وہ ہر وقت عظمت الہی کے اثر سے مرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ حالت
شراب خوری میں کیونکر پیدا ہو۔ شراب اور خدا ترسی ایک وجود میں اکٹھی نہیں ہو سکتی۔
خونِ مسیح کی دلیری اور شراب کا جوشش تقویٰ کی بیخ کنی میں کامیاب ہو گیا ہے۔ ہم اندازہ
نہیں لگا سکتے کہ آیا کفارہ کے مسئلہ نے یہ خرابیاں زیادہ پیدا کی ہیں یا شراب نے۔ اگر
اسلام کی طرح پردہ کی رسم ہوتی۔ تو پھر بھی کچھ پردہ رہتا۔ مگر یورپ تو پردہ کی رسم کا
دشمن ہے۔ ہم یورپ کے اس فلسفہ کو نہیں سمجھ سکتے۔ اگر وہ اس اصرار سے باز نہیں آتے۔
تو شوق سے شراب پیا کریں۔ کہ اس کے ذریعہ سے کفارہ کے فوائد بہت ظاہر ہوتے ہیں۔
کیونکہ مسیح کے خون کے سہارے پر جو لوگ گناہ کرتے ہیں۔ شراب کے وسیلہ سے ان کی میزان
بڑھتی ہے۔ ہم اس بحث کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے۔ کیونکہ فطرت کا تقاضا الگ الگ ہے۔
ہمیں تو ناپاک چیزوں کے استعمال سے کسی سخت مرض کے وقت بھی ڈر لگتا ہے۔ چہ جائیکہ
پانی کی جگہ بھی شراب پی جائے۔ مجھے اس وقت ایک اپنا سرگزشت قصہ یاد آتا ہے۔ اور
وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے۔
اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے۔ اور بوجہ اس کے کہ پیشاب
میں شکر ہے۔ کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور کثرت پیشاب سے بہت
ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس

۶۹

M
O
R
E

کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں۔ تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے بہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا۔ اور دوسرا افیونی۔

پس اس طرح جب میں نے خدا پر توکل کیا۔ تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا۔ اور بارہا جب مجھے غلبہ مرض کا ہوا۔ تو خدا نے فرمایا کہ دیکھ میں نے تجھے شفا دیدی۔ تب اسی وقت مجھے آرام ہو گیا۔ انہی باتوں سے میں جانتا ہوں کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ مجھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہ اُس نے رُوح پیدا کی اور نہ ذرات اجسام۔ وہ خدا سے غافل ہیں۔ ہم ہر روز اُس کی نئی پیدائش دیکھتے ہیں۔ اور ترقیات سے نئی نئی رُوح وہ ہم میں بچھونکتا ہے۔ اگر وہ نیست سے ہست کر نیا لانہ ہوتا۔ تو ہم تو زندہ ہی مر جاتے عجیب ہے۔ وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ کون ہے جو اس کی مانند ہے۔ اور عجیب ہیں اُس کے کام۔ کون ہے جس کے کام اس کی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے۔ ہاں بعض وقت حکمت اس کی ایک کام کرنے سے اُسے روکتی ہے چنانچہ مثال کے طور پر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سر درد اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا۔ نبض کم ہو جانا۔ دوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس برس سے ہیں۔ کبھی دُعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دُور ہو گئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ میں نے دُعا کی۔ کہ یہ بیماریاں بالکل دُور کر دی جائیں۔ تو جواب ملا۔ کہ ایسا نہیں ہو گا۔

✽ انسان جب تک خود خدا کی تخلیق سے اور خدا کے وسیلہ سے اس کے وجود پر اطلاع نہ پاوے۔ تب تک وہ خدا کی پرستش نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے خیال کی پرستش کرتا ہے۔ محض خیال کی پرستش کرنا اندرونی گنہگار کو صاف نہیں کرتا۔ ایسے لوگ تو پریشکر کے خود پر ہمیشہ جیتے ہیں کہ خود اس کا پتہ آپ لگاتے ہیں۔ مہنہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَا اسْتَطَعْتُ
مِنْ جِهَانِ تَكْمِيلِ سُوْرَةِ كِتَابِ وَاصْلَاحِ
بَابِ تَارِيخِ

سکین

مطبع
صناعات اسلام و قادیان ماہنامہ
خدمتِ مصلحتین
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کو ایک خلد مستقیم میں باہم بکھدیا جاوے تو شاید ایک مسافر کی دو منزل طے کرنے تک بھی وہ دوکانیں
ختم نہ ہوں۔ عجلات سے فرغت ہے۔ ورنہ رات سماویا شمی اور دنیا پرستی کے کام نہیں پس اس
تمام حقیقت سے ثابت ہوا کہ یسوع کے مصلوب ہونے سے اس پر ایمان لانوالے گنہ سے نکل نہیں سکے
بلکہ جیسا کہ بند ٹوٹنے سے ایک تیز دھار دیا کا پانی اندر گرنے کے بہت کو تباہ کر جاتا ہے ایسا ہی کفار
پر ایمان لانے والوں کا حال ہو رہا ہے اور میں جانتا ہوں کہ عیسائی لوگ اس پر زیادہ بحث نہیں کریں گے
کیونکہ جس حالت میں ان نبیوں کو جن کے پاس خدا کا فرشتہ آتا تھا۔ یسوع کا کفارہ بکا ریوگ روک نہ
سکا تو پھر کیونکر جوں اور پیشہ وندوں اور خشک پادریوں کو ناپاک کاموں سے روک سکتا ہے۔ غرض
عیسائیوں کے خدا کی کیفیت یہ ہے جو ہم بیان کر چکے۔

تیسرا مذہب ان دو مذہبوں کے مقابل پر جن کا ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں اسلام ہے
اس مذہب کی خدا شناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ اگر تمام مذہبوں
کی کتابیں نابود ہو کر ان کے سارے تعلیمی خیالات اور تصورات بھی محو ہو جائیں تب بھی وہ خدا جس
کی طرف تسکین رہنمائی کرتا ہے۔ اُٹھنے قانون قدرت میں صاف صاف نظر آئیگا اور اس کی
قدست اور حکمت سے بھری ہوئی صحت ہر ایک ذرہ میں چمکتی ہوئی دکھائی دے گی غرض وہ خدا
جس کا پتہ قرآن شریف بتاتا ہے اپنی موجودات پر فقط قہری حکومت نہیں رکھتا بلکہ عارفی آیت
کہ **السمت بربکم قال ابلی** کے ہر ایک ذرہ ذہنی طبیعت اور روحانیت سے
اس کا حکم ہمارا ہے۔ اس کی طرف جھکنے کے لئے ہر ایک طبیعت میں ایک کشش پائی جاتی ہے۔ اس
کشش سے ایک ذرہ بھی خالی نہیں اور یہ ایک بڑی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ ہر ایک چیز کا طاقی
ہے کیونکہ نور قلب اس بات کو مانتا ہے کہ کشش جس کی طرف جھکنے کیلئے تمام چیزوں میں پائی جاتی
ہے وہ بلاشبہ اسی کی طرف سے ہے جیسا کہ قرآن شریف نے اس آیت میں اسی بات کی طرف
شاہد کیا ہے کہ **ان من شئی الا لیسبح بحمدہ** یعنی ہر ایک چیز اس کی پاکی اور اس کے حمد
بنا کر ہی ہے اگر خدا ان چیزوں کا حق نہیں تھا تو ان چیزوں میں خدا کی طرف کشش کیوں پائی جاتی ہے۔

کے بعد کہ بہت دیر سے یہ معلوم ہوتا ہے چنانچہ خلائی کا دعویٰ شری بخاری کا ایک بدستور ہے۔ منہ

قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر۔ خدا اُس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع کرے۔ آمین

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

انسان جب عیاد اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چلے کہے اور جو چلے کہے۔ لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کسی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے اگر اپنی کمائی کے مل سے اُسکے سر پر حطوطا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُسکے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جہاں عورت اُسکی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حضور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ لکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ اور یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو عیسائی پوتا کہتے ہیں جو بچے اٹھایا بنا یا گیا اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور اُسکے خاص خریدوں میں داخل ہوئے تھے۔ اور یہ بات حضرت یحییٰ کی فضیلت کو بجاہت ثابت کرتی ہو کیونکہ بمقابلہ اسکے یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ یحییٰ نے بھی کسی کے ہاتھ پر توبہ کی تھی۔ پس اس کا مصوم ہونا یہ بھی امر ہے اور مسلمانوں میں یہ جو مشہور ہو کہ عیسیٰ اور اُنکی ماں مری شیطان سے پاک ہیں اسکے منہ نادان لوگ نہیں سمجھتے۔ اصل بات یہ ہے کہ یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ اور اُنکی ماں پر سخت ناپاک الزام لگاتے تھے اور دونوں کی نسبت خود باشندہ شیطانی کاموں کی جہمت لگاتے تھے۔ پس اس اعتراض کا رد ضروری تھا۔ پس اس میں شک اس زیادہ کوئی منہ نہیں کہ یہ علیہ السلام جو حضرت عیسیٰ اور اُنکی ماں پر لگائے گئے ہیں یہ مسیح نہیں ہے بلکہ ان منوں کو کہ وہ بت شیطانی پاک ہیں اور اس قسم کے پاک ہو کا واقعہ کسی ادنیٰ کو بھی پیش نہیں کیا۔ منہ

یہ خدا کا کلام ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اے جو خلقت کے لئے مسیح کو بھیجا گیا ہے۔ ہماری اس مہلک بیماری کیلئے شفاعت کرو۔ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے مجبوراً مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باسثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں بلکہ اسکی شفاعت و حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شفاعت ہے۔ اے عیسائی مشنریو: اب رہنا المسیح مت کہو۔ اور دیکھو کہ آج تم میں ایک مسیح جو اُس مسیح سے بڑھ کر ہے۔ اور اُسے قوم شدیدہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اُس حسین سے بڑھ کر ہو۔ اور اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اُس سے لڑنے والے ٹھہرو۔ اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اسوقت میری طرف دوڑتا ہو میں اسکو اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہو اور کوئی بچنے کا سامان اُسکے پاس نہیں۔ سچا شفیع میں ہوں جو اُس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اُس کا ظل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اُسکی بہت ہی تحقیر کی یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے خدا نے اسوقت اس گناہ کا ایک ہی لفظ کے ساتھ پادریوں سے بدلہ لے لیا کیونکہ عیسائی مشنریوں نے عیسیٰ بن مریم کو خدا بنایا اور ہمارے تئیں وہ مولیٰ حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بد زبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا اُس لئے اُس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اُس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو اس کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت

یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر کہ میں تجھے ایک پاک لڑکا عنقریب عطا کروں گا۔ اور یہ پیشینہ
 کا دن تھا اور ذی الحجہ ۱۲۸۹ھ کی دوسری تاریخ تھی جبکہ یہ الہام ہوا۔ اور اس الہام کے
 ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ رب اصفح زوجتی ھذا یعنی اے میرے خدا میری
 اس بیوی کو بیمار ہونے سے بچا۔ اور بیماری سے تندرست کر۔ یہ اس بات کی طرف
 اشارہ تھا کہ اس بچہ کے پیدا ہونے کے وقت کسی بیماری کا اندیشہ ہے۔ سو اس الہام
 کو میں نے اس تمام جماعت کو سنا دیا جو میرے پاس قادیان میں موجود تھے اور
 انھیں مولوی عبد الکریم صاحب نے بہت خط لکھ کر اپنے تمام معزز و دوستوں کو اس
 الہام سے خبر کر دی۔ اور پھر جب ۱۳ جون ۱۸۹۹ء کا دن چڑھا جس پر الہام مذکور
 کی تاریخ کو ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۹ء کو ہوا تھا۔ پورے دو مہینے ہوتے تھے تو خدا تعالیٰ
 کی طرف سے اُسی لڑکے کی مجھ میں رُوح بولی اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا
 میں نے سنا۔ اِنِّیْ اَسْقُطُ مِنْ اللّٰہِ وَاصِیْبَہ۔ یعنی اب میرا وقت آگیا۔ اور
 میں اب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گرؤں گا۔ اور پھر اسی کی
 طرف جاؤں گا۔ اور اسی لڑکے نے اسی طرح پیدائش سے پہلے یکم جنوری ۱۸۹۹ء
 میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ مجھ میں اور تم میں
 ایک دن کی میعاد ہے۔ یعنی اے میرے بھائیو۔ میں پورے ایک دن کے بعد
 تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔ اور تیسرا برس وہ ہے
 جس میں پیدائش ہوئی۔ اور عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں
 ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔ اور پھر بعد اسکے
 ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا۔ اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اُسی مناسبت کے

بچہ پیدا ہونے کے بعد جیسکہ الہام کا منشاء تھا میری بیوی بیمار ہو گئی چنانچہ اب تک بعض
 عوارض مرض موجود ہیں اور اعراض شدیدہ سے بفضل تعالیٰ صحت ہو گئی ہے۔ منشا

سمت
 سمجھتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اسکو نا کامل سمجھ لیں۔ خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہو کہ عیسائی مذہب بالکل مر گیا ہو اور انجیل ایک مُردہ اور ناتمام کلام ہو۔ پھر زندہ کو مُردے سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب کے ہماری کوئی صلح نہیں وہ سب کا سب ردی اور باطل ہو اور کج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اسکے صفحہ ۲۴۱ میں پایہ گئے اور وہ یہ ہے:۔ وَلَمَّا تَرَضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ وَخَرُّوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔ الْفِتْنَةُ هُنَا فَاصْبِرْ مَا صَبَرَ أَوَّلَ الْعِزِّ وَقُلْ رَبِّ ادْخُلْنِي مَدْخَلَ صِدْقٍ۔ یعنی تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصاحم نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھ سے راضی نہیں ہونگے (نصاریٰ سے مُراد پادری اور انجیلیوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کیلئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسیٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کر دے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اُس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لا شریک ہے جو موت اور تولد سے پاک ہے اُس کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قُرب اور وجاہت کے رُوسے واحد لا شریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اُس کا ثانی پیدا کرونگا جو اُس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام۔

ندگی بخش جام احمد ہے کیا ہی پیارا یہ نام احمد ہے
 لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے
 باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا میرا رستہ کلام احمد ہے
 ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اُس سے بہتر غلام احمد ہے
 یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رُوسے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے

رہے گی نہ شاخ اسلام میں نبوت کا مسئلہ ہی تو ایک زبردست مسئلہ ہے جو اسے پچھلے ادیان پر فضیلت دیتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے نبوت کا لمبانا ہی تو ایک کمال ہے جو آپ کو دوسرے انبیاء سے فضل ثابت کرتا ہے ورنہ محدث تو پہلے انبیاء کی امتوں میں بھی ہوتے تھے پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بھی محدث ہی آسکتے ہیں تو آپ کو دوسرے انبیاء پر کیا فضیلت ہوئی؟ ہمارا نبی خاتم النبیین ہے وہ کل کمالات کا جمع کرنیوالا ہے کل خوبیاں اس پر ختم ہو گئیں وہ خاتم النبیین ہی نہیں وہ خاتم المؤمنین بھی ہے دنیا کے پردہ پر کسی جگہ کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جہت تک اس سے فیض پاسے لیکن اس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ خاتم النبیین ہے یعنی نہ صرف نبی ہے بلکہ نبی گرسے دنیا میں بہت سے نبی گذرے ہیں مگر انکے شاگرد و محدثیت کے درجہ سے آگے نہیں بڑھے سوائے ہمارے نبی صلعم کے کہ اس کے فیضان نے اس قدر وسعت اختیار کی کہ اس کے شاگردوں میں سے علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک نے نبوت کا بھی درجہ پایا اور صرف کہ نبی بنا بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا چنانچہ خدائے تعالیٰ نے مسیح ماضی جیسے اولوالعزم نبی پر اسے فضیلت دی اور یہ سب کچھ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ہوا نہ اس کے اپنے زور سے۔ پس اے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرنے والو! مسیح موعودؑ کی نبوت کا انکار کرنا درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت فیضان کا انکار کرنا ہے اور مسیح موعودؑ کے نبی ہونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نقص نہیں آتا اور نہ آپ کی اس میں ہتک ہے بلکہ یہ سراسر عزت ہے اور وہ عزت ہے جس میں کوئی اور رسول آپ کے ساتھ شامل نہیں جہاں غیر وارث ہو وہاں غیر ہوتی ہے لیکن جہاں اپنا شاگرد اور روحانی فرزند وارث ہو وہاں غیرت کا کیا تعلق شاگرد کا بڑھنا تو استاد کی قابلیت پر دلیل ہوتا ہے نہ کہ اس سے استاد کی قابلیت پر کوئی حرف آتا ہے پس مسیح موعودؑ کے بڑھنے پر حسد مت کرو کہ

فرمایا۔ وہ ہمارے مقابل پر جواب کھے۔ خدا اس کا سارا علم سب کر لیا۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا کہ وہ کوئی جواب نہیں کھ سکا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس میں شبہ نہیں کہ ظاہری علم کے لحاظ سے مولوی محمد حسین ثالوی بہت بڑے علم تھے اور کسی زمانہ میں ہندوستان کے علم و دست طبقہ میں ان کی بڑی قدر تھی۔ مگر خدا کے مسیح کے مقابلہ پر کھڑے ہو کر انہوں نے سب کچھ کھو دیا۔

۹۱۳۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ مصنف مصائے موسیٰ کو جب لاہور میں طاعون ہوا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس یہ بات پیش ہوئی کہ حضورؑ نے اعجاز احمدی میں لکھا ہے کہ مولوی محمد حسین اور مصنف مصائے موسیٰ رجوع کر لیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ان کو مرنے دو۔ خدائی کلام کی تاویل بھی ہو سکتی ہے۔ آخر وہ طاعون سے ہی مر گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مصنف مصائے موسیٰ سے بالوالہی بخش اکاؤنٹٹ مراد ہے جو مشرق میں معتقد ہوتا تھا۔ مگر آخر سخت مخالفت ہو گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نود بائیس فرعون قرار دیکر اس کے مقابل پر اپنا چپ کو موسیٰ کے طور پر پیش کیا مگر بالآخر حضرت صاحب کے سامنے طاعون سے ہلاک ہو کر خاک میں مل گیا۔

۹۱۳۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک روز ثالہ میں جھ پڑھنے کے لئے گیا۔ اس وقت میں جب ثالہ جاتا تھا تو مولوی محمد حسین صاحب کے پیچھے مجھ پڑھا کرنا تھا۔ انہوں نے ثالہ میں خلیفیاں والی مسجد میں مجھ پڑھا کرنا تھا جب انہوں نے خطبہ شروع کیا تو کہنے لگے کہ دیکھو مرزا حضرت مسیح نامہری کو ساہنسیوں اور گندیلوں کے تشبیہ دیتا ہے اور کیسی ہتک کرتا ہے مجھے یہ الفاظ سن کر نہایت جوش پیدا ہوا۔ اور میں نے اسی وقت اٹھ کر مولوی صاحب کو ٹوکا کہ جو نیک مسیح کا آپ پیش کرتے ہیں انکے ہوتے ہوئے اور کس کے تشبیہ دیتا ہے مگر مولوی صاحب نے میری بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور نہ ہی یہ کہا کہ خلیفہ میں بولنا منع ہے۔ بلکہ خاموشی سے بات کو پی گئے۔ اس وقت اسی مخالف کے پیچھے نماز پڑھنے کی مخالفت نہ ہوئی تھی۔

۹۱۳۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بتوں ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اسکو

لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ سیح صاحب باہر جنگل میں سور مارنے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا سیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہو اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے۔ پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے تو مسلمانوں اور کفار کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت سیح غزوہ علیہ السلام کو عربی کے رواج دینے کی طرف توجہ تھی تو ان دنوں میں حضرت صاحب مجھے بھی عربی فقرات لکھواتے تھے اور ان میں نصیحت کے لئے بھی کبھی کبھی مناسب فقرے لکھوا دیتے تھے جیسا کہ ایک دفعہ کا سبق شعروں میں بنا کر دیتے تھے۔ پھر میں نے دیکھا کہ دو تین سال بعد تھوڑے تغیر کے ساتھ وہی اشعار آپ نے انجام آتھم میں درج کر دیئے اور وہ شعر جو اس وقت یاد کرائے تھے یہ ہیں:-

۱۔ اَطْعَمْتُكَ الْجَبَّارَ اَهْلَ الْاَدَامِ وَخَفَّ قَهْرُهُ وَاتْرَكَ طَرِيقَ الْجَبَّارِ

اپنے جبار اور صاحب حکم رب کی اطاعت کر اور اس کے قہر سے ڈر اور دیرری کا طریقہ چھوڑ دے

۲۔ وَكَيْفَ عَلَى النَّارِ النَّهَارُ بِرُتْقَابِ وَأَنْتَ تَأْذِي عِنْدَ حَرِّ الْمَوَاجِدِ

اور تو وزن کی آگ پر کس طرح مبر کرے گا حلاکت تجھے تو دھیر کی گرمی سے بھی بجلیں ہوتی ہے۔

۳۔ وَ اَللّٰهُ اِنْ الْفَسَقَ صَلَّ مَدْفَرٌ لَمْ يَكُنْ اَفْخَى نَاعِمٌ فِي الْخَوَاطِرِ

اور خدا کی قسم بکرا ہی ایک ہاک کرنا لا سا پ ہے جو سناپ کی کمال کی طرح دیکھنے میں ابھی مسلم ہوتا

۴۔ فَلَا تَخْتَرُوا الطَّغْوٰى فَاِنَّ اللّٰهَ غَيُورٌ عَلٰى حُرْمَاتِهِ

پس سرکشی نہ اختیار کرو کیونکہ ہمارا خدا بڑا غیور ہے اور اپنی حرام کی برائی چیزوں کے لئے کھڑا ہے

۵۔ وَلَا تَقْعُدَنَّ يٰ اَبْنَ الْكَوَامِ بِمُفْسَدٍ فَنَجِّمَ مِنْ حَبِّ الشَّرِّ يَرْكُحَا سِرَّ

اور اے بندگان کے بیٹے تو شریروں کے پاس نہ جا کر یہ نہ تو شریروں سے محبت کر کے نقصان ہی اٹھاؤ گا۔

۶۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ ذُنُبًا صَغِيرًا كَهَيْتِنِ

اور چھوٹے گناہ کو بڑا نہ سمجھو

۷۔ وَ اٰخِرُ نَفْسِيْ تَوْبَةٌ ثَلَاثَةٌ تَوْبَةٌ

و موت الٹی خیر لہ من منا کہ

وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عورت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں
 بھائیوں کی بھی عورت کرتا ہوں۔ کیونکہ یا پتھل ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ
 میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہم شیریں کو بھی مقدس سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ سب بزرگ مریم متلی
 کے پیٹ سے ہیں۔ اور مریم کی وہ شان ہے جس سے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر
 بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ عمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم
 توریت میں جس میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتوں پتوں کے اہد کو نبھوں حتیٰ توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کڑی
 بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف
 نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں۔ اس صورت
 میں وہ لوگ قابلِ رحم تھے نہ قابلِ اعتراض۔

۱۷
 (اب سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ تخیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت
 کر لی ہو۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔
 دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا
 کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس کو بچو۔ دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو
 ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا۔ بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص
 جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہو۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں
 پھنسا ہوا ہو اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔
 جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص
 پودے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بد علی سے یعنی شراب سے اور قمار بازی سے۔ بد نظری سے

۱۸
 شہداء۔ یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی
 سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہودا۔ یعقوب۔ شمعون۔ یوزس۔ اور دو بہنوں کے نام
 یہ تھے آسیا۔ لیدیا۔ دیکھو کتب اپاسٹولک یکاروس مسند بادشاہی جان ایلی گایز مطبوعہ لندن ۱۸۸۷ء ص ۱۵۹ اور ۱۶۱ء

الحمد لله والمنة کہ یہ رسالہ

موسومہ

ایام الصالح

تعداد اشاعت ۱۰۰

قیمت فی جلد ۵۰

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب

بھیروی مالک مطبع کے مطبوع ہوا

یکم جنوری ۱۸۹۹ء

یہ لوگ دراصل یہودی ہی ہیں۔ اور برتر سر صاحب اپنی کتاب دقائق عالمگیری میں یہ بھی ثابت کرتے ہیں

یادگار کے لئے اس قبر کے نام پر عرب میں ہے جہاں یہودی رہتے تھے رکھا تھا۔

تیسوا قرینہ ایک یہ بھی ہے کہ افغانوں کی تشکیل بھی اسرائیلیوں سے بہت ملتی ہے۔ اگر ایک جماعت یہودیوں کی ایک افغانوں کی جماعت کے ساتھ کھڑی کی جائے تو سن سکتا ہوں کہ ان کا موہنہ اور ان کا اونچا ناک اور چہرہ بیاضی ایسا باہم مشابہ معلوم ہوگا کہ خود دل بول اٹھیں گا کہ یہ لوگ ایک ہی خاندان میں سے ہیں۔

چوتھا قرینہ افغانوں کی پوشاک بھی ہے۔ افغانوں کے لیے کرتے اور جینے بے درمی وضع اور پہناے اسرائیلیوں کا ہے جن کا انجیل میں بھی ذکر ہے۔

پانچواں قرینہ ان کے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں۔ مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ خاندان فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باقی کئی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھر نا اس اسرائیلی ریم پر پختہ شہادت ہے۔ مگر خواتین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حل بھی ہو جاتا ہے جس کو براہین مانتے بلکہ منسی ٹھٹھے میں بات کو ٹال دیتے ہیں کیونکہ یہودی کھرج یہ لوگ ناطہ کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس میں پہلے ہمسری مقرر ہو جاتا ہے۔

چھٹا قرینہ افغانوں کے بنی اسرائیل ہونے پر یہ ہے کہ افغانوں کا یہ میلان کہ قیص ہوا حادثہ اعلیٰ ہے ان کے بنی اسرائیل ہونے کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ یہودیوں کی کتب مقدسہ میں سے جو کتاب پہلی تاریخ کے نام سے موسوم ہے اس کے باب ۹ آیت ۳۶ میں قیص کا ذکر ہے۔ اور وہ بنی اسرائیل میں سے تھا۔ اس سے میں پتہ لٹا ہے کہ یا تو اسی قیص کی اولاد میں سے کوئی دوسرا قیص ہوگا۔ جو مسلمان ہو گیا ہوگا اور یا یہ کہ مسلمان ہونے والے کو کوئی اور نام ہوگا اور وہ اس قیص کی اولاد میں سے ہوگا۔ اور پھر یہاں غلط حافظ اس کا نام بھی قیص سمجھا گیا۔ پھر اصل ایک ایسی قوم کے موہنہ سے قیص کا لفظ نکلتا جو کتب یہود سے باطل ہے خبر تھی اور محض ناخواندہ تھی۔ یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ یہ قیص کا لفظ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے سنا تھا کہ ان کا موٹا اعلیٰ ہے پہلی تاریخ آیت ۳۶ کی یہ عبارت ہے۔ "اور میرے قیص پیدا ہوا اور قیص سے ساؤل پیدا ہوا اور ساؤل سے یهوئیل۔"

ساؤل اور افغانی حالتیں ہیں۔ جیسا کہ سرحدی افغانوں کی زود رنجی اور تلون مزاجی اور خود غرضی اور گردن کشی اور کج مزاجی اور کج روی اور دوسرے جذبات نفسانی اور خوبی خیالات اور جاہل اور بے شعور ہونا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ تمام صفات وہی ہیں جو قدرت اور دوسرے صحیفوں میں اسرائیلی قوم کی لکھی گئی ہیں۔ اور اگر قرآن شریف کھل کر صوفہ بقرہ سے بنی اسرائیل کی صفات اور عادات اور اخلاق اور افعال پڑھنا شروع

کرد تو جیسا معلوم ہوگا کہ گویا سرحدی افغانوں کی اخلاقی حالتیں بیان ہو رہی ہیں۔ اور یہ رائے جہاں تک صاف ہے کہ اکثر انگریزوں نے بھی یہی خیال کیا ہے۔ "تیرنے جہاں یہ لکھا ہے کہ کشمیر کے مسلمان کشمیری بھی دراصل بنی اسرائیل ہیں وہاں بعض انگریزوں کا بھی حوالہ دیا ہے۔ اور ان تمام لوگوں کو ان دس فرقوں میں سے ٹھہرایا ہے جو مشرق میں گم ہیں جن کا اب اس زمانہ میں پتہ ملا ہے کہ وہ درحقیقت سب صہب مسلمان ہو گئے

اے خدا اے چشمہٴ نورِ ہدیٰ
 از کرمِ ہا چشمِ ایں اُمتِ کشا
 یک نظر کن سوئے ایں رازِ نہاں
 تا رہی اے طالبِ از وہم و گماں
 الحمد للہ اللہ
 کہ یہ رسالہ جس کا نام

راہِ حقیقت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحیح لہجے سے سوانحِ ظاہر کرتا ہے لہجہ ہمارے مابہرہ کے تعلق
 کسی نصیحتیں کر کے اصل غرض مابہرہ بتلاتا ہے

ادبِ مقامِ قادیانِ مطہر ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب
 بیسوی، مک مطبع چھپا ہے لہجہ تبیین
 ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء
 شائع ہوا

چاہیں گے پس دعویٰ ہو کہ مقابل پر کھڑے ہو جائیں گے لئے سخت حجاب ہو جائے گا جس سے باہر نکلنا اور نکلنا مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی مولوی ایک رائے کو علیٰ رؤس الاشهاد ظاہر کرتا ہے اور اپنا فیصلہ ناطق اسکو قرار دیتا ہے تو پھر اس رائے سے عموماً کرنا اسکو موت کے بتدریگ دکھائی دیتا ہے۔ لہذا میں نے ترجیحاً شدیہ چاہا کہ قبل اس کے کہ وہ مقابل پر آکر ہٹ اور ضد کی بلا میں پھنس جائیں آپ ہی انکو ایسے صاف اور مدلل طور پر سمجھا دیا جائے کہ جو ایک دانا اور نصف لو طالب حق کی تسلی کیلئے کافی ہو۔ اگر بعد میں پھر کھڑے کی ضرورت پڑے گی تو شاید ایسے لوگوں کے لئے وہ ضرورت پیش آوے کہ جو غایت و درجہ کے سادہ لوح اور غبی ہیں جن کو اسمانی کتابوں کے استعارات مصطلحات و دقائق تادیلات کی کچھ بھی خبر نہ ملے اس تک نہیں مایل اور لایمسہ کی نفی کے نیچے داخل ہیں۔

اب پہلے ہم صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے روئے جن فیصلوں کا اسی وجود غرضی کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دونوں ہی ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور آدمیں بھی ہے۔ دوسرے سچ زمین میں جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں فیصلوں کی نسبت حمد قدیم اور حمدیدہ کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے۔ ان ہی کتابوں کے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں لیکن حضرت ادریسؑ کی نسبت جو بائبل میں یوحنا یا ایلیا کے نام سے پکارے گئے ہیں انجیل میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن زکریا کے پیدا ہونے سے ان کا آسمان سے اترنا وقوع میں آگیا ہو۔ چنانچہ حضرت یحییٰ صاف صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ ”یوحنا جو آئیوا لاتھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو“ سو ایک نبی کے حکم سے ایک آسمان پر جانے والے اور پھر کسی وقت اترنے والے یعنی یوحنا کا مقدمہ

نہ ملے ایسا چاہیے۔ مفسر ۴

B
A
C
K

کتابوں کی تفصیل

۱۱





حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسے پاک باز و پاک طینت گروہ کے بعد اس دھرتی پر انسانی آبادی میں جو طبقہ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا موروثی ہے، وہ حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ہے۔ قرآن عزیز اس گروہ پاک باز کو ”اللہ کی جماعت“ قرار دیتا ہے۔ ایسی جماعت کہ کامیابی اس کا مقدر ہے اور وہ ہر حال میں کامیاب ہو کر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت راشدہ صادقہ کو اپنی رضا کے سرٹیفکیٹ سے نوازا اور حضور نبی مکرمؐ، رسول رحمتؐ، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت راشدہ کو آسمان ہدایت کے ستارے قرار دیا اور فرمایا۔ ”خبردار ان کو اذیت پہنچانا“ مجھے اذیت پہنچانا ہے اور مجھے اذیت پہنچانا“ اللہ رب العزت کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔“

حضور نبی مکرم ﷺ نے اس گروہ صفا پر طعن و تشنیع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت کا مستحق قرار دیا۔ لیکن اس دنیا میں ایسے بد بختوں اور نامرادوں کی کمی نہیں جو ور سگاہ نبوت کے ان تربیت یافتہ رجال کار کے خلاف اپنی گز بھر لہی زبانیں کھولتے ہیں۔ ایسے ہی نامرادوں میں ایک آنجمانی غلام احمد قادیانی ہے جس کی سو قیانہ زبان اور بد بختی کے چند نمونے پیش نظر

نادان صحابی

VIEW
PROOF

(1)

”بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 285 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 285 از
مرزا غلام احمد قادیانی)

حضرت ابو ہریرہؓ کی توہین

VIEW
PROOF

(2)

”جیسا کہ ابو ہریرہؓ غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔“



(اعجاز احمدی ص 18 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 127 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(3)

”جو شخص قرآن شریف پر ایمان لاتا ہے اس کو چاہیے کہ ابو ہریرہ کے



قول کو ایک ردی متاع کی طرح پھینک دے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 410 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 410 از
مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(4)

”بعض کم تدبیر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی (جیسے



ابو ہریرہ)“

(حقیقتہ الوحی ص 34 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 36 از مرزا غلام احمد
قادیانی)

(5) حضرت ابوبکر صدیقؓ کی توہین

”میں وہی ممدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرن سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ کیا، وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 ص 278 - از مرزا غلام احمد قادیانی)

(6) حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی توہین

”ابوبکر و عمر کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد (قادیانی) کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔“

(ماہنامہ المہدی بابت جنوری، فروری 1915ء - 3/2 ص 57 احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)

(7) مولوی (حکیم) نور الدین، ابوبکرؓ ہے

”خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت صاحب آخری سفر میں لاہور تشریف لے جانے لگے تو آپ نے ان سے کہا کہ مجھے ایک کام درپیش ہے، دعا کرو اور اگر کوئی خواب آئے تو مجھے بتانا۔ مبارکہ بیگم نے خواب دیکھا کہ وہ چوبارہ پر گئی ہیں اور وہاں حضرت مولوی نور الدین صاحب ایک کتاب لئے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اس کتاب میں میرے متعلق حضرت صاحب کے الہامات ہیں اور میں ابوبکر ہوں اور دوسرے دن صبح مبارکہ بیگم سے حضرت صاحب نے پوچھا کہ کیا کوئی خواب دیکھا ہے؟ مبارکہ بیگم نے یہ خواب سنائی تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ یہ خواب اپنی اماں کو نہ سناتا۔ مبارکہ بیگم کہتی ہیں کہ اس وقت میں نہیں سمجھتی تھی کہ اس سے کیا مراد ہے۔“

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 37 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(8) زندہ علی، مردہ علی

VIEW
PROOF

”پرائی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے، اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔“
(ملفوظات احمدیہ جلد اول ص 400 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(9) حضرت امام حسینؑ کی توہین

VIEW
PROOF

”اور انہوں نے کہا کہ اس شخص (مرزا قادیانی) نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا، میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا۔“

(اعجاز احمدی ص 52 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 164 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(10) مرزا قادیانی اور حضرت امام حسینؑ میں فرق

VIEW
PROOF

”اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔“

(اعجاز احمدی ص 70 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 181 از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(11)

”اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔“

(اعجاز احمدی ص 81 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 193 از مرزا غلام احمد قادیانی)

□ ”تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا۔ اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ (ذکر حسینؑ) کا ڈھیر ہے۔“
(اعجاز احمدی ص 82 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 194 از مرزا قادیانی)

کربلا کی سیر

”کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم“

(ترجمہ) ”میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ سو (100) حسینؑ ہر وقت میری جیب میں ہیں۔“
(نزول المسیح ص 99 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 477 از مرزا قادیانی)

(14) سو حسینؑ کی قربانی، مرزا قادیانی کی ایک گھڑی کے برابر

”شہادت کا یہی مفہوم ہے جس کو مد نظر رکھ کر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا۔“

کربلا است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

میرے گریبان میں سو حسین ہیں، لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا ہے، میں سو حسین کے برابر ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں اس سے بڑھ کر اس کا یہ مفہوم ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ وہ شخص جو اہل دنیا کے فکروں میں گھلا جاتا ہے۔ جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے۔ جبکہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے

لے کھڑا ہوتا ہے، کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسین کے برابر نہ تھی۔ پس یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) امام حسین کے برابر تھے یا ادنیٰ۔ حضرت امام حسین ولی تھے۔ مگر ان کو وہ غم اور صدمہ کس طرح پہنچ سکتا تھا جو اسلام کو خدا دیکھ کر حضرت مسیح موعود کو ہوا۔ حضرت امام حسین اس وقت ہوئے جبکہ لاکھوں اولیاء موجود تھے اسلام اپنی شان و شوکت میں تھا۔ ایسی حالت میں ان کو وہ غم کہاں ہو سکتا تھا۔ جو اس شخص کو ہوا۔ جو ایسے ہی حالات میں مبعوث ہوا جن حالات میں خود محمد ﷺ کی بعثت ہوئی تھی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت امام حسین کی شہادت رسول کریم ﷺ کی شہادت سے بڑی تھی۔ نہیں۔ اس لیے کہ جو تکلیف آپ کو اسلام کے لیے اٹھانی پڑی۔ وہ حضرت امام حسین کو نہیں اٹھانی پڑی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کی شہادت بھی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے گھر رہے۔ پھر کس طرح امام حسین سے بڑھ گئے۔ میں کہتا ہوں کیا محمد ﷺ اسی طرح فوت ہوئے۔ جس طرح امام حسین فوت ہوئے۔ نہیں۔ مگر کوئی ہے جو کہے۔ محمد ﷺ کی قربانی حضرت امام حسین کی قربانی سے کم تھی۔ محمد ﷺ کی ایک سیکنڈ کی قربانی حضرت امام حسین کی ساری عمر کی قربانی سے بڑی تھی پس جس طرح محمد ﷺ کی قربانی بڑی تھی۔ اسی طرح وہ شخص جو انہی حالات میں کھڑا ہو گا جن میں محمد ﷺ کھڑے ہوئے۔ اس کی قربانی بھی بہت بڑھ کر ہوگی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے کہا ہے۔

کربلا است سیر ہر آنم

صد حسین است در گریبانم

کہ مجھ پر تو ہر لمحہ سو سو کربلا کی مصیبتیں گزرتی ہیں اور میں تو ہر گھڑی کربلا کی سیر کر رہا ہوں۔“

(خطبہ مرزا بشیر الدین محمود، روزنامہ الفضل قادیان شمارہ نمبر 80 جلد نمبر 13، 26)

(جنوری 1926ء)

(15) حضرت حسینؑ سے بڑھ کر

VIEW
PROOF

”اے عیسائی مشنریو! اب رہنا المسیح مت کہو۔ اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔ اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔“

(دافع البلاء ص 17 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 233 از مرزا قادیانی)

(16) حضرت فاطمہؑ کی شرمناک توہین

VIEW
PROOF

”حضرت فاطمہؑ نے کشتی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں؟“
(ایک غلطی کا ازالہ (حاشیہ) ص 11 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(17) بیچ تن کی توہین

VIEW
PROOF

”میری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہے
میں ہیں بیچ تن جن پر بنا ہے“

(ورثین اردو ص 45 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(18) ”ام المومنینؑ“ مرزا قادیانی کی بیوی

VIEW
PROOF

”ام المومنین“ کا لفظ جو مسیح موعودؑ کی بیوی کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے اس پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سن کر فرمایا:

”اعتراض کرنے والے بہت ہی کم غور کرتے اور اس قسم کے اعتراض صاف بتاتے ہیں کہ وہ محض کینہ اور حسد کی بناء پر کئے جاتے ہیں، ورنہ نبیوں یا ان کے اظلال کی بیویاں اگر امہات المومنین نہیں ہوتی ہیں تو کیا ہوتی ہیں؟ خدا تعالیٰ کی سنت اور قانون قدرت کے اس تعامل سے بھی پتہ لگتا ہے کہ کبھی کسی نبی کی بیوی سے کسی نے شادی نہیں کی۔ ہم کہتے ہیں کہ ان لوگوں سے جو اعتراض کرتے ہیں کہ ام المومنین کیوں کہتے ہو؟ پوچھنا چاہیے۔ کہ تم بتاؤ جو مسیح موعود تمہارے ذہن میں ہے اور جسے تم سمجھتے ہو کہ وہ آکر نکاح بھی کرے گا۔ کیا اس کی بیوی کو تم ام المومنین کہو گے یا نہیں؟“

(ملفوظات احمدیہ جلد اول از مرزا غلام احمد قادیانی)



(19)

”ملک غلام حسین صاحب مہاجر خادم المسیح محلہ دارالرحمت قادیان کا بیان ہے کہ حضرت صاحب شام کی نماز پڑھ کر مسجد میں لیٹ جایا کرتے تھے۔ اور بچے حضور کو دبایا کرتے تھے۔ میرا بچہ محمد حسین بھی دبا رہا تھا۔ حضرت اقدس کی آنکھیں بند تھیں۔ ایک اور لڑکا جلال جو ”پٹی“ کا تھا۔ اور مغل تھا، وہ بھی دبا رہا تھا۔ حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) بھی پاس بیٹھی تھیں۔ یکدم جو حضرت صاحب نے آنکھ کھولی۔ تو فرمایا کہ

”محمد حسین ڈپٹی کمشنر بنے گا۔“

اور جلال اس کے گھوڑے کو چارہ ڈالا کرے گا۔ حضرت ام المومنین نے جب یہ الفاظ سنے۔ تو فوراً اٹھ کر اندر گئیں اور میری بیوی کو جا کر مبارکباد دی۔“ (رجسٹر روایات صحابہ جلد 11 ص 92)

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 812، 813 - طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)



مرزا قادیانی کے 313 صحابی

(20)

”میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قین سو تیرہ اصحاب کی فہرست تیار کی تو بعض دوستوں نے خطوط لکھے کہ حضور ہمارا نام بھی اس فہرست میں درج کیا جائے۔ یہ دیکھ کر ہم کو بھی خیال پیدا ہوا کہ حضور علیہ السلام سے دریافت کریں کہ آیا ہمارا نام درج ہو گیا ہے یا کہ نہیں۔ تب ہم تینوں برادران مع فشی عبدالعزیز صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ میں نے آپ کے نام پہلے ہی درج کئے ہوئے ہیں۔ مگر ہمارے ناموں کے آگے ”مع اہل بیت“ کے الفاظ بھی زائد کئے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فہرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1896-97ء میں تیار کی تھی۔ اور اسے ضمیمہ انجام آتھم میں درج کیا تھا۔ احادیث سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے بھی ایک دفعہ اسی طرح اپنے اصحاب کی ایک فہرست تیار کروائی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ قین سو تیرہ کا عدد اصحاب بدر کی نسبت سے چنا گیا تھا۔ کیونکہ ایک حدیث میں ذکر آیا ہے کہ مہدی کے ساتھ اصحاب بدر کی تعداد کے مطابق 313 اصحاب ہوں گے جن کے اسماء ایک مطبوعہ کتاب میں درج ہوئے۔ (دیکھو ضمیمہ انجام آتھم صفحہ 40 تا 45)۔

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 128۔ از مرزا بشیر احمد ابن مرزا غلام احمد قادیانی)



اگر صحابہ کے دل پر کیا کہ وہ مدینہ کے بازاروں میں یہ آیت پڑھتے پھرتے تھے گویا اُسی دن وہ نازل ہوئی تھی۔ اور اسلام میں یہ اجماع تمام اجماعوں سے پہلا تھا کہ تمام نبی فوت ہو چکے ہیں۔ مگر اے مصلیٰ صاحب! آپ کو صحابہ کے اس اجماع سے کیا غرض۔ آپ کا مذہب تو تعصب ہے نہ کہ اسلام۔

مذہب اسلام ایسے باطل عقیدوں سے دن بدن تباہ ہوتا جاتا ہے مگر آپ لوگ خوش رہتی ہیں۔ روایتی عقائد بُردہ و دشمنانِ شادِ دیار آزر دہ

معلوم ہوتا ہے کہ اس اجماع سے پہلے جو تمام انبیاء و عظیم السلام کی وفات ہو چکی تھی نادان صحابی جن کو ہدایت سے کچھ حصہ نہ تھا وہ بھی اس عقیدہ سے بے خبر تھے کہ کل انبیاء فوت ہو چکے ہیں۔ اور اسی وجہ سے صدیقِ رضی اللہ عنہ کو اس آیت کے سُنانے کی ضرورت پڑی اور اس آیت کے سُنانے کے بعد سب یقین کر لیا کہ تمام گزشتہ لوگ داخلِ قبور ہو چکے ہیں۔ اسی وجہ سے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ چند شعر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرثیہ میں بنائے جس میں اُس نے اسی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ یہ ہیں۔

كُنْتَ التَّوَادُّ لَنَاظِرٍ نَحْيَ عَلِيَّكَ النَّاظِرُ ۖ مِنْ شَأْنٍ بَعْدَكَ فَلَيْمَتِ فَطِيئَةُ كُنْتَ لِحَاذِ
تَرْجَمَةٍ تَوِيرِي أَلْحَمُّوْا كِي تَلِي تَحَا پَسْ يَسْ تَوِيرِي مَرْنِيْ اَذْهَحَا هُوَ لِيَا۔ اب بعد تیرے جو شخص چاہے مرے (حسینی ہو یا موسیٰ ہو) مجھے تو تیرے ہی مرنے کا خوف تھا۔ جزاء اللہ خیر الجزاء محبتِ اسی کا کام ہے۔

حضرت جو کہ صدیقِ رضی اللہ عنہ کا اس امت پر اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کا شکر نہیں ہو سکتا اگر وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجدِ نبوی میں اکٹھے کر کے یہ آیت نہ سُنانے کہ تمام گزشتہ نبی فوت ہو چکے ہیں تو یہ امت ہلک ہو جاتی۔ کیونکہ ایسی صورت میں اس زمانے کے مفسد علماء وہی کہتے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی مذہب تھا کہ حضرت حسینیؑ زندہ ہیں۔ مگر اب صدیقِ اکبرؑ کی آیت ممدوح پیش کرنے سے اس بات پر کل صحابہ کا اجماع ہو چکا کہ کل گزشتہ نبی فوت ہو چکے ہیں بلکہ

جن کی درایت عمدہ نہیں تھی۔ عیسیٰؑ اے اقوال سنکر بوازد گرد رہتے تھے۔ پہلے کچھ یہ خیال تھا کہ عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہے جیسا کہ ابوہریرہؓ جو غیبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا لیکن جب حضرت ابو بکرؓ نے جن کو خدا نے علم قرآن عطا کیا تھا یہ آیت پڑھی تو سب صحابہ پر موت جمیع انبیاء ثابت ہو گئی اور وہ اس آیت سے بہت خوش ہوئے اور ان کا وہ صدمہ جو ان کے پیارے نبیؐ کی موت کا ان کے دل پر تھا۔ جاتا رہا۔ اور مدینہ کی گلیوں، کوچوں میں یہ آیت پڑھتے پھرے۔ اسی تقریب پر حسان بن ثابتؓ نے مرثیہ کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں یہ شعر بھی بنائے۔ شعر

كُنْتُ السَّوَادَ لِنَاظِرِي ۖ فَحَبَسَنِ عَلَيَّكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلَيْمْتُ ۚ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أَحَاذِرُ

یعنی تو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں کی ہنسی تھا۔ میں تو تیری جدائی سے اندھا ہو گیا اب جو چاہے مرے عیسیٰ ہو یا مولیٰ۔ مجھے تو تیری ہی موت کا دھڑکا تھا یعنی تیرے مرنے کے ساتھ ہم نے یقین کر لیا کہ دوسرے تمام نبی مر گئے ہیں ان کی کچھ پروا نہیں۔ مصرعہ عجب تھا عشق اس دل میں محبت ہو تو ایسی ہو

پھر آپؐ لوگ خدا تعالیٰ کو اس طرح پر مجھوتا قرار دیتے ہیں کہ خدا تو کہتا ہو کہ واقعہ صلیب کے بعد عیسیٰؑ اور اسکی ماں کو ہم نے ایک ٹیلہ پر جگہ دی جس میں صاف پانی بہتا تھا یعنی چشمے جاری تھے بہت آرام کی جگہ تھی اور جنت نظیر تھی جیسا کہ فرماتا ہو دَاوَيْتُهَا اِلَى دَنُوَّةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ یعنی ہم نے واقعہ صلیب کے بعد جو ایک بڑی مصیبت تھی عیسیٰؑ اور اسکی ماں کو ایک بڑے ٹیلہ پر جگہ دی جو بڑے آرام کی جگہ اور پانی خوشگوار تھا یعنی شہتہ کشمیر۔

اب اگر آپؐ لوگوں کو عربی سے کچھ بھی مس ہو تو آپؐ سمجھ سکتے ہیں کہ آدمی کا لفظ اُسی موقعہ پر آتا ہو کہ جب کسی مصیبت پیش آمد سے بچا کر پناہ دیجاتی ہے یہی محاورہ تمام قرآن شریف میں اور تمام اقوال عرب میں اور احادیث میں موجود ہو اور خدا تعالیٰ کے کلام پر ثابت ہو کہ

یہ غیر پھرتی تو دوسری قرأت میں موتہم کیوں آتا؟ دیکھو تفسیر ثنائی کہ اس میں بڑے زور سے ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہی معنی ہیں مگر صاحب تفسیر لکھتا ہے کہ ابو ہریرہ ہم قرآن میں ناقص ہے اور اس کی حدیث پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابو ہریرہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور حدیث اور ہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔ اور یقین کہتا ہوں کہ اگر ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایسے سننے کئے ہیں تو یہ اس کی غلطی ہے جیسا کہ اور کئی مقام میں محدثین نے ثابت کیا ہے کہ جو امور ہم اور حدیث کے متعلق ہیں اکثر ابو ہریرہؓ ان کے سمجھنے میں ٹھوکر کھاتا ہے اور غلطی کرتا ہے۔ یہ مستم امر ہے کہ ایک صحابی کی رائے شرعی حجت نہیں ہو سکتی۔ شرعی حجت صرف اجماع صحابہ ہے۔ سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس بات پر اجماع صحابہ ہو چکا ہے کہ تمام انبیاء و ائمتہ ہو چکے ہیں۔

اور یاد رکھنا چاہیے کہ جبکہ آیت قبل موتہ کی دوسری قرأت قبل موتہم موجود ہے جو بموجب اصول محدثین کے حکم صحیح حدیث کا رکھتی ہے یعنی ایسی حدیث جو آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے تو اس صورت میں محض ابو ہریرہ کا اپنا قول رد کرنے کے لائق ہے کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے۔ اور پھر صرف اسی قدر نہیں بلکہ ابو ہریرہ کے قول سے قرآن شریف کا باطل ہونا لازم آتا ہے کیونکہ قرآن شریف تو جا بجا فرماتا ہے کہ یہود و نصاریٰ قیامت تک ہیں گے ان کا بکلی امتیصال نہیں ہوگا اور ابو ہریرہ کہتا ہے کہ یہود کا امتیصال بکلی ہو جائیگا اور یہ سراسر مخالف قرآن شریف، جو شخص قرآن شریف پر ایمان لاتا ہے اسکو چاہیے کہ ابو ہریرہ کے قول کو ایک مذی صراح کی طرح پھینک دے بلکہ چونکہ قرأت ثانی سب اصول محدثین صحیح حدیث کا حکم رکھتی ہے اور اجماع آیت قبل موتہ کی دوسری قرأت قبل موتہم موجود ہے جس کو حدیث صحیح سمجھنا چاہیے۔ اس صورت میں ابو ہریرہ کا قول قرآن اور حدیث دونوں کے مخالف ہے۔ خلا شاکہ انہ باطل ومن تبعہ فائتہ مفسد بطلان۔

علمیۃ

پیش کر کے غلطی دور کر دی اور اسلام میں یہ پہلا اجماع تھا کہ سب نبی فوت ہو چکے ہیں۔

غرض اس مشیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کم تدبیر کنوالمے مصحابی جن کی درایت ابھی نہیں تھی (جیسے ابو ہریرہ) وہ اپنی غلط فہمی سے عیسیٰ موعود کے آنے کی پیشگوئی پر نظر ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ ہی آجائیں گے۔ جیسا کہ ابتدائے میں ابو ہریرہ کو بھی یہی دھوکہ لگا ہوا تھا اور اکثر باقوں میں ابو ہریرہ بوجہ اپنی سادگی اور کمی درایت کے ایسے دھوکوں میں پڑ جایا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک مصحابی کے آگ میں پڑ جانے کی پیشگوئی میں بھی اسکو یہی دھوکہ لگا تھا اور آیت **وَ اِنَّ مِنْ اَہْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُوْمَئِذٍ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ** کے ایسے اُلٹے معنی کرتا تھا جس سے سننے والے کو ہنسی آتی تھی کیونکہ وہ اس آیت سے ثبات کرنا چاہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے سب اُس پر ایمان لے آئیں گے۔ حالانکہ دوسری قرات اس آیت میں **بِجَہِ قَبْلَ مَوْتِہٖ** کے قَبْلَ مَوْتِہِمْ موجود ہے اور یہ عقیدہ کھلے طور پر قرآن شریف کے مخالف ہے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی آئیگا کہ سب لوگ حضرت عیسیٰ کو قبول کر لیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:-

يَا عِيسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ وَ مَطْہَرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ اَوْجِبُ اِلَیْہِ الَّذِیْنَ اَتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلَیْ یَوْمِ الْقِیَمَةِ۔ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے موت دوں گا اور پھر موت کے بعد مومنوں کی طرح اپنی طرف تجھے اٹھاؤں گا اور پھر تمام تہمتوں سے تجھے بری کروں گا اور پھر قیامت تک تیرے متبعین کو تیرے مخالفوں پر غالب رکھوں گا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر قیامت سے پہلے تمام لوگ حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئیں گے تو پھر وہ کونسے مخالف ہیں جو قیامت تک رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک اور مقام میں فرماتا ہے:-

وَالْقَبِيْلَۃُ لَہُمْ الْعَدَاۃُ وَ الْبَغْضَاۃُ اِلَیْ یَوْمِ الْقِیَامَةِ یعنی یہود اور نصاریٰ میں قیامت تک عداوت رہیگی۔ پس ظاہر ہے کہ اگر تمام یہود قیامت سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آویں گے تو قیامت تک عداوت رکھنے والا کون رہیگا۔

مجموعہ اشہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد سوم

(از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۸ء)

النَّشَاءُ
الشِّرْكَةُ بِرِاسْلَامِيَّةٍ رُبُوعٍ

تعلق جوڑ لیں گے جس اپنے ایمان سے کہتا ہوں کہ میں ان کو صد ہا درجہ مولوی عبد اللہ غزنوی سے بہتر سمجھوں گا اور سمجھتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ ان کو وہ نشان دکھاتا ہے کہ جو مولوی عبد اللہ صاحب نے نہیں دیکھے اور ان کو وہ معارف سمجھاتا ہے جن کی مولوی عبد اللہ کو کچھ بھی خبر نہیں تھی اور انہوں نے اپنی خوش قسمتی سے مسیح موعود کو پایا اور اُسے قبول کیا مگر مولوی عبد اللہ اس نعمت سے محروم گذر گئے۔ آپ میری نسبت کیسا ہی بدگمان کریں اس کا فیصلہ تو خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔ لیکن میں باور رکھتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور اس نور میں میرا پودہ لگایا گیا ہے جس نور کا وارث مہدی آخر زمان چاہیے تھا۔ میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابو بکرؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابو بکرؓ کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عطا کی تقسیم ہے۔ اگر کوئی بخل سے مری بھی جائے تو اس کو کیا پرواہ ہے۔ اور جو شخص مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کے ذکر سے مجھ سے ناراض ہوتا ہے اس کو ذرہ خدا سے شرم کر کے اپنے نفس سے ہی سوال کرنا چاہیے کہ کیا یہ عبد اللہ اس مہدی مسیح موعود کے درجہ پر ہو سکتا ہے جس کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا اور فرمایا کہ خوش قسمت ہے وہ امت جو دو پناہوں کے اندر ہے ایک میں جو خاتم الانبیاء ہوں اور ایک مسیح موعود جو ولایت کے تمام کمالات کو ختم کرتا ہے اور فرمایا کہ یہی لوگ ہیں جو نجات پائیں گے۔ اب فرمائیے کہ جو شخص مسیح موعود سے کنارہ کر کے عبد اللہ غزنوی کی وجہ سے اس سے ناراض ہوتا ہے اس کا کیا حال ہے۔ کیا سچ نہیں ہے کہ تمام مسلمانوں کا متعلق علیہ عقیدہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے صلحاء اور اولیاء اور ابدال اور قطبوں اور غوثوں میں سے کوئی بھی مسیح موعود کی شان اور مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔ پھر اگر یہ سچ ہے تو آپ کا مسیح موعود کے مقابل پہ مولوی عبد اللہ غزنوی کا ذکر کرنا اور بار بار یہ شکایت کرنا کہ عبد اللہ کے حق میں یہ کہا ہے کہس قدر خدا تعالیٰ کے احکام اور اس کے رسول کریمؐ کی وصیتوں سے لاپرواہی

کی زندگی میں تو کسی نے کبھی بھی نہ لکھا اور نہ کنا کہ ہم بھی درحقیقت حضرت صاحب کو نبی اللہ اور رسول اللہ جانتے اور مانتے ہیں بلکہ حضرت امام مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب انجام آتھم میں بایں الفاظ اس کی تردید فرمائی ہے: "صاحب اعصاب طلب..... ایک طرف تو..... نہایت ہرطانی سے فرماتے ہیں کہ مسلمان کو کافر کہنا زیبا نہیں اور پھر دوسری طرف اسی منہ سے میری نسبت دے ظاہر کرتے ہیں کہ گویا میری جماعت درحقیقت مجھے رسول اللہ جانتی ہے اور گویا میں نے درحقیقت نبوت کا دعویٰ کیا ہے اگر اراقم صاحب کی پہلی رائے صحیح ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں تو پھر یہ دوسری رائے غلط ہے جس میں ظہر کیا گیا ہے کہ میں خود نبوت کا دعویٰ نہیں ہوں اور اگر دوسری رائے صحیح ہے تو پھر وہ پہلی رائے غلط ہے جس میں ظہر کیا گیا کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف کو ماننا ہوں کیا ایسا بدعت مفسری جو خود دروالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے؟ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور ایت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلیع کے بعد رسول ادنیٰ ہوں؟ اللہ اکبر کہاں حضرت اقدس کی تعلیم اہل کتب بی غلو اور انتہاء جس کی بے راہی میں نے قرآن مجید میں پڑھا ہے لا تفتح الکذبین ورو لوندھن فیدھون اسلئے عزت کی خواہش اور وطن اور ملامت سے بچنے کی آرزو مجھے سچ کہنے اور حق لکھنے سے باز نہیں رکھ سکتی نہ ملامت کر کے جھوٹی تعریف کی تنہا میرے دل میں پیدا ہو سکتی ہے مجھے اہل سب مسیح موعود علیہ السلام سے خاص محبت اور عاشقانہ تعلق تھا مجھے اس وقت بھی تمام خاندان مسیح موعود کے ساتھ دلی اراوت ہے اور میں ان سب کی کفرت برداری اپنا فخر سمجھتا ہوں۔ مجھے اس خاندان کی طفیل سے بڑے بڑے نفع ہوئے ہیں میں ان کے احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتا میرے ایک محب تھے جو اس وقت مولوی فاضل بھی ہیں۔ اور اپنی بیت مسیح موعود کے خاص کن کرکین ہیں انہوں نے مجھے ایک فخر فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اتنی پیشگوئیاں نہیں جتنی کہ مسیح موعود کی ہیں پھر انہوں نے ایک اور بھی ایسی دیکھ دینے والا فقرہ بولا کہ ابو بکر و عمر کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد کی جوتوں کے تسمہ کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔ ان فقروں نے مجھے ایسا دکھ دیا اور ان کے سننے سے مجھے ایسی تکلیف ہوئی کہ میری نظر میں تو ان اور عزت الہی بیت مسیح موعود میں سے ہونے کی ان کی نسبت تھی نہ سب جاتی رہی اور اس وقت مجھے بقول شخصے یہ شعر یاد آگیا۔

چو کفر از کعبہ بر نیز در کجا ماند مسلمانى (راتی آئندہ)

کیونکہ داخلہ بند یعنی ٹکٹ تھا کوٹھی کے دروازہ پر ٹکٹ دیکھے جاتے تھے اور صرف ٹکٹ والے اندر جانے پاتے تھے میں پھر ہی تھا اور ساتھ چلا گیا تھا محمد کبیر میرا خالہ زاد بھائی بھی ہمراہ تھا۔ ہم نے حضرت صاحب سے کہا کہ ہم بھی اندر چلیں گے۔ اس وقت گو ٹکٹ پورے ہو چکے تھے۔ اور ہم مباحثہ کو پوری طرح بھیجی نہ سکتے تھے۔ مگر حضرت صاحب نے ہماری درخواست پر ایک آدمی ڈپٹی عبداللہ اتھم یا پوری مارن کلار کے پاس بھیجا۔ کہ ہمارے ہمراہ دوڑ کے آگئے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ہم ان کو اپنے ہمراہ لے آئیں۔ انہوں نے اجازت دیدی اور ہم سب کے ساتھ اندر چلے گئے کوئی اور ہوتا تو ہم کو واپس گھر بھیجتا کہ تمہارا یہاں کوئی کام نہیں۔ مگر یہ حضرت صاحب ہی کی دلاری تھی جو آپ نے ایسا کیا۔

۵۳۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے ہماری ہمیشہ مبارک بیگم صاحبہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت صاحب آخری سفر میں لاہور تشریف لے جانے لگے تو آپ نے ان سے کہا کہ مجھے ایک کام درپیش ہے دعا کرو اور اگر کوئی خواب آئے تو مجھے بتانا۔ مبارک بیگم نے خواب دیکھا کہ وہ چوبارہ پر گئی ہیں اور وہاں حضرت مولوی نور الدین صاحب ایک کتاب لئے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اس کتاب میں میرے متعلق حضرت صاحب کے الہامات ہیں اور میں ابو بکر ہوں دوسرے دن صبح مبارک بیگم سے حضرت صاحب نے پوچھا کہ کیا کوئی خواب دیکھا ہے؟ مبارک بیگم نے یہ خواب سنائی تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ یہ خواب اپنی اماں کو نہ سنانا۔ مبارک بیگم کہتی ہیں کہ اس وقت میں نہیں سمجھی تھی کہ اس سے کیا مراد ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ خواب بہت واضح ہے اور اس سے یہ مراد تھی کہ حضرت صاحب کی وفات کا وقت ان پہونچا ہے اور یہ کہ آپ کے بعد حضرت مولوی صاحب غلیفہ ہونگے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس وقت ہمیشہ مبارک بیگم صاحبہ کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ دوسری روایتوں سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت صاحب اس سفر پر تشریف لے جاتے ہوئے بہت متاعل تھے کیونکہ حضور کو یہ احساس ہو چکا تھا کہ اسی سفر میں آپ کو سفر آخرت پیش آنے والا ہے۔ مگر حضور نے سوائے اشائے کنایہ کے اس کا اظہار نہیں فرمایا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہماری ہمیشہ کا یہ خواب غیر مبایعین کے خلاف بھی محبت ہے۔ کیونکہ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کی طرف مرتب اشارہ ہے۔

۵۳۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ پکنے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

نیج موعود و مہدی مہود

بانی جماعت احمدیہ

جلد اول

میں تو بار بار یہی کہتا ہوں کہ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ نئے برسے نئے مسلمان بنو۔ پھر اللہ تعالیٰ اصل حقیقت خود کھول دے گا۔ میں یہی کہتا ہوں کہ اگر وہ امام جن کے ساتھ یہ اس قدر محبت کا فلو کرتے ہیں زندہ ہوں، تو ان سے سخت بیزاری ظاہر کریں۔

جب ہم ایسے لوگوں سے اعراض کرتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا اعتراض کیا، جس کا جواب نہ آیا اور پھر بعض اوقات اشتہار دیتے پھرتے ہیں۔ مگر ہم ایسی باتوں کی کیا پروا کر سکتے ہیں۔ ہم کو تو وہ کرنا ہے جو ہمارا کام ہے۔ اس لیے یاد رکھو کہ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت کو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔

۸ دسمبر ۱۹۷۷ء

فرمایا: کل رات میری آنکھ کے پھٹنے میں درد تھا اور اس شدت کے ساتھ درد تھا کہ مجھے خیال آیا تھا کہ رات کو تو کمزور ہو گیا۔ آخر ذرا سی غنودگی ہوئی اور الہام ہوا۔ کوئی بڑا آدہ سلامتا۔ اور سلامتا کا لفظ ابھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ خداوند جاتا رہا ایسا کہ کبھی ہوا ہی نہیں تھا۔ نیز فرمایا کہ :

”ہم کو تو خدا تعالیٰ کے اس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے۔ اس قدر یقین اور علی وجہ البصیرت یقین ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے کھڑا کر کے جس قسم کی چاہ ہو۔ قسم دے دو۔ بلکہ میرا تو یقین یہاں تک ہے کہ اگر میں اس بات کا انکار کروں، یا وہم مہمی کروں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تو معاف کافر ہو جاؤں گا۔“

۱۳ دسمبر ۱۹۷۷ء

آپلی بخش لاہوری مخالفت کی کتاب ”عصائے موسیٰ“ تمام کمال نصرت الہی فیصلہ کن قاضی ہے۔ پڑھ کر حضرت اقدس نے فرمایا :

”اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کی فتویٰ کو چھوڑ کر چند گھنٹوں کا کام ہے اس کا جواب دے دینا لیکن میں

۱۔ التحکمہ جلد ۴ نمبر ۴۱ صفحہ ۱۰۲ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۷ء

۲۔ التحکمہ جلد ۴ نمبر ۴۲ صفحہ ۶ مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۷۷ء

اليك ارد محمدى رذت كلها

میں تیری طرف ان تمام تر فضائل کو رد کرتا ہوں جن کا میں قصہ کرتا ہوں۔

وقالوا على الحسين فضل نفسه

اور انہوں نے کہا کہ اس شخص کا نام حسین ہے جس نے میں اپنا بھائی

ولو كنت كذا أبالما كنت بعده

اور اگر میں جھوٹا ہوتا تو پھر اس کے بعد

ولكننى من امر ربي خليفة

مگر میں اپنے خدا کے حکم سے خلیفہ

فما شان موعود وما فيه عندكم

پس مسیح موعود کی کیا شان ہے اور تمہارے پاس اس کے بابت

حديث صحيح عندكم تقرؤنه

تمہارے پاس ایسی صحیح حدیث ہے جس کو تم پڑھتے ہو

ومن يكتم شهادة كان عند

اور جو شخص اس کو اس کی پوشیدہ کرے جو اس کے پاس ہے۔

فلا تجعلوا كذا با عليكم عقوبة

میں تم جھوٹ کو اپنے لئے وبال کا ذریعہ نہ بنو

تركت طريق كرام قوم وخلقهم

تو نے مشرعیوں کے خلق اور طریق کو چھوڑ دیا۔

وستان ما بين الكرام وبينكم

اور کہاں شریفین اور کہاں تم لوگ

تركناك حتى قيل لا يعرف القل

ہم تو تجھے چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ تم لوگ تو کہہ دو کہ اب کیوں پہنچتے نہیں۔

وما انا الا مثل ذرني يعقر

میں نہیں ہوں بلکہ ایک بے گنہگار کی طرح جو غلہ میں طایا جاتا ہو

اقول نعم والله ربي سيظهر

میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عترت پر ظاہر کرنے کا

كمثل يهودي ومن ينتصر

میں ایک یہودی اور مومن جو نصرانی کی مانند بھی نہ ہوتا

مسيح صمعتهم وعدة فتفكروا

اور مسیح صمعتہم وعدہ اب تم سوچ لو۔

من القول قول نبينا افتدثروا

نبی صل اللہ علیہ وسلم کا کیا قول ہے۔

فلا تكفروا ما تعلمون واظهروا

پس جو کچھ تم جانتے ہو اس کو پوشیدہ نہ کرو اور ظاہر کرو

فسوف يرى تعذيب نار تسعروا

پس جہنم پر آگ کا عذاب دیکھے گا جو خوب بھڑکھڑ جائے گی

ودع يا ثناء الله قولاً تزدروا

اور اسے ثناء اللہ تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے۔

هجوتم بعد عامدا التحقروا

اور تو نے موضع مد میں قصداً اہمالی ہو کر ناؤ حقیر کر کے

وان الفی ينجس الحسين يحدروا

اور نیک انسان خدا کے ڈر سے اہمالی ہو کر ہرگز نہیں

فجئت خصيماً ايها المستكبر

میں تو تجھے چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ تم لوگ تو کہہ دو کہ اب کیوں پہنچتے نہیں۔

تَكَادُ السَّمَاوَاتُ الْعُلَىٰ مِنْ كَلَامِكُمْ
قرب ہے کہ آسمان تمہاری کلام سے

اَكُنْ حَسْبِیْنِ اَفْضَلُ الْمُرْسَلِ كَلِمِ
کیا حسین تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ الْخِيُوْر عَلَى الَّذِی
خبردار ہو کہ خدا نے خیور کی لعنت اس شخص پر ہے

وَاَمَّا مَقَامِیْ فَاَعْلَمُوْا اَنْ خَالِقِ
اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا

نَاجَتْهُ سُبُلُ الْهُدٰی اَزْ هَارِهَا
ہمارے لئے ایک بہشت کہ ہدایت کا راہیں اس کے بھول ہیں

تَكَدَّرْ مَاءُ السَّابِقِیْنَ وَعِیْنِنَا
پہلوں کا پانی کدّر ہو گیا۔

رَاٰیْنَاوْا اَنْتُمْ تَذْكُرُوْنَ رَوَاكُم
ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو۔

وَشَتَّانَ مَا بَیْنِیْ وَبَیْنِ حَسِیْنِکُمْ
اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔

وَاَمَّا حَسِیْنِ فَاذْكُرْ اَدْشَتْ كَرْبَلَا
اور حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو۔

وَاِنِیْ بِفَضْلِ اللّٰهِ فِیْ حَجْرِ خَالِقِ
اور میں خدا کے فضل کو اس کے گدھا طلت میں ہوں پر دش پارہ ہوں اور ہمیشہ لیموں کے جو جو ہر ہنگ صورت ہیں بچایا جاتا ہوں۔

وَاِنِیْ اَتَنِیْ الْاَعْدَاُ عِبَالِ السَّیْفِ وَالْقَنَا
اور اگر دشمن تلواروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آویں

تَفْطُرْنَ لَوْ لَا وَقْتَهَا مُتَقَرَّرِ
بھٹ جائیں اگر ان کے پھٹنے کا وقت مقرر نہ ہو

اَكُنْ شَفِیْعَ الْاَنْبِیَاءِ وَنُوشِرِ
کیا وہی نبیوں کا شفیع اور سب سے برگزیدہ تھا۔

یَمِیْنِ بِاطْرَءٍ وَلَا یَتَبَصَّرِ
جو بالآخر امیر یاقون کو جھوٹ بولتا ہے اور ہنسی دیکھتا

یَحْمَدُنِیْ مِنْ عَرْشِهِ وَیُوقِرِ
عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عورت دیتا ہے

نَسِیْمِ الصَّبَا مِنْ شَانِهَا تَحْیٰرِ
اور نسیم صبا اس کی شان سے حیران ہو رہی ہے۔

اِلٰی اٰخِرِ الْاِیَّامِ لَا تَتَكَدَّرِ
اور ہمارا پانی اخیر زمانہ تک کدّر نہیں ہوگا۔

وَهَلْ مِنْ نَقُولٍ عِنْدَ عَیْنِ تَبَصَّرِ
اور کیا قصے دیکھنے کے مقابل پر کچھ سمجھ رہی ہیں۔

فَاِنِیْ اَوْیْدُ كُلِّ اِنْ وَاَنْصُرِ
کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید و مدد مل رہی ہے۔

اِلٰی هٰذِهِ الْاِیَّامِ تَبْکُوْنَ فَاَنْظُرِ
اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔

اُرْبٰی وَاَعْصَمُ مِنْ لِّیَامِ تَنْمُرُوْا
خدا نے انہیں محفوظ رکھے اور انہیں بچا دیا۔

فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ اُحْفَظُنَّ وَاُظْفِرُ
پس بخدا میں بچا دیتا ہوں گا اور مجھے فتح ملے گی۔

و یوم فعلتم ما فعلتم بغدارکم
اور جبکہ تم نے وہ کام کیا جو کیا حسین کے بھائی
فضل الأساری یلعنون و فاکو کم
پس وہ قیدی یعنی اہلیت تمہاری و فاکو لعنت کہتے تھے
هناک تراعی عجز من تحسونه
ترب عجز اور ضعف اس شخص کا یعنی حسین کا ظاہر ہو گیا۔
زعمتم حسبتاً انه سید الوری
تم گمان کرتے ہو کہ حسین تمام مخلوق کا سردار ہے۔
فان کان هذا الشک والذین جازوا
پس اگر یہ شرک دین میں جائز ہوتا۔
وذلك بهتان وتوهین شأنهم
اور یہ بہتان ہے اور انبیاء علیہم السلام کی کشتیاں ہے
طلبتم فلاحاً من قلیل نجیبة
تم نے اس کشتی سے نجات چاہی کہ جو و میدی سے مراد
ووالله لیست فیہ متی زیادة
اور بخدا اُسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔
وانی قتیل الحب لکن حسینکم
اور میں خدا کا کشتی ہوں لیکن تمہارا حسین
حد رنا سفائنکم الی اسفل الثری
ہم نے تمہاری کشتیاں تھلنی کی طوفانِ اُتار دیں
ووالله ان الدھر فی کل وقتہ
اور بخدا کہ زمانہ اپنے ہر ایک وقت میں

باخ الحسین وولده اذ احصوا
مسلم کے ساتھ اور اس کی اولاد کے ساتھ اور وہ قید ہو گئے
فرتم واهل البيت اودوا وودعوا
تم بھاگ گئے اور اہلیت دُکھ دینے گئے اور قتل کئے گئے
شفیع التبی محمد فتفکروا
جسکو تم کہتے تھے کہ تمہارے لیے اللہ علیہ السلام کی قیامت کی شفاعت ہوگی
وکل نبی منه یججو ویغفر
اور ہر ایک نبی اسی کی شفاعت سے نجات پائے گا اور بخدا
فباللغورسل الله فی الناس بعثوا
تو تمام پیغمبر صحنِ لوطیہ پر مبعوث شمار کئے جائے۔
لک الویل یا غول الفلا کیف تجسر
اے جنگلوں کے غول تجھ پر ویل یہ تو کیا دلیری کر رہا ہے
فختبکم رب غیور متبر
ہیں کہ خدا نے جو غیور ہے ہر ایک کو دیکھا کہ جو اولاد
وعندی شہادات من الله فانظروا
اور میرے پاس نکالی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو
قتیل العدا فالفرق اجل و اظهر
دشمنوں کا کشتی ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے
واوثانکم فی کل وقت نکسر
اور تمہارے بت ہر وقت توڑ رہے ہیں۔
نهیخ لکم فی نضہ لا یقصر
تمہیں نصیحت کر رہا ہوں اور نصیحت میں کچھ قصور نہیں کرتا

تَنَاهَى لِسَانَ النَّاسِ عَنِ دَفْخِ شَمِّهِمْ
تمام لوگوں نے بد زبانی کی عادت چھوڑ دی۔
أَشْعَمَ طَرِيقَ اللَّعِينِ فِي أَهْلِ سُنَّةٍ
انہوں نے لعنت بازی کے طریقے کو اہل سنت والجماعت میں شائع کر دیا
فَيَا لَيْتَ مَتَمَّ قَبْلَ تِلْكَ الطُّرَاقِ
پر کاش تم ان تمام طریقوں کو پہلے ہی مسموم نہ کرتے۔
جَعَلْتُمْ حُسَيْنًا أَفْضَلَ الرَّسُولِ كُلِّهِمْ
تم نے حسین کو تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا دیا۔
عِنْدَ النَّوَابِ وَالْأَذَى تَذَكُّرُونَهُ
اور مصیبتوں اور دکھوں کے وقت تم اسے یاد کرتے ہو
وَحَزَرْتُمْ لَهُ أَجْلَكُمْ مِثْلَ سَاجِدٍ
اور تمہارے علماء مجھ کو نبیوں کی طرح ایک کے آگے گرتے۔
لَنَسِيْتُمْ جَلَالَ اللَّهِ وَالْمَجْدَ وَالْعُلَى
تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا۔
فَهَذَا أَعْلَى الْإِسْلَامِ أَحَدَى الْمَصَائِبِ
پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔
وَأِنْ كَانَ هَذَا الشَّرُّ فِي الدِّينِ جَائِزًا
اور اگر شرک دین میں جائز ہے۔
وَأَتَى صَلَاحَ سَاقِ جُنْدِ نَبِيِّنَا
اور کیا غرض تھی کہ چلے نہی کا لشکر مقابلہ کیلئے چلا گیا۔

وَمَقُولُكُمْ يَجْرِي وَلَا يَتَحَسَّرُ
اور تمہاری زبان ایک لعنت بازی پر جاری ہو رہی ہے اور نہیں تھکتی۔
فَاجْرِدِ اطْرَاقَكُمْ فَإِنْ شِئْتُمْ أَنْظُرُوا
پس انہوں نے بھی یہ طریق جاری کر دیا اگر چاہو تو دیکھ لو
وَلَمْ يَكْ دِينَ إِلَهُ مِنْكُمْ يَخْتَسِرُ
اور خدا کا دین تمہارے سبب سے تباہ نہ ہوتا۔
وَجَزَيْتُمْ حُدُودَ الصَّدَقِ وَاللَّهِ يَنْظُرُ
اور سچائی کی حدوں سے آگے گئے گئے۔
كَأَنَّ حُسَيْنًا رَبَّكُمْ يَا مُزَوَّرُ
گویا حسین تمہارا رب ہوئے بد بخت جوٹ بولنے والے
فَمَا جَرَمَ قَوْمٍ أَشْرَكُوا أَوْ تَنَصَّرُوا
پس اب مشرکوں یا نصرانیوں کا کیا گناہ ہے۔
وَمَا وَرَدَكُمْ إِلَّا حُسَيْنٌ أَتَشْكُرُ
اور تمہارا اور وصرت حسین ہو کیا تو انکار کرتا ہے۔
لَدَى نَهْجَاتِ الْمَسْكَ قَدْ رُمِقْتَظَرُ
کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔
فَيَا لَمُغْرِبِ رُسُلِ اللَّهِ فِي النَّاسِ بَعَثُوا
پس خدا کے پیغمبر بیہودہ طور پر لوگوں میں بھیجے گئے
إِلَى حَرْبِ حِزْبِ الْمُشْرِكِينَ فَذَهَبُوا
مشرکوں کی لڑائی کے مقابل پر پس ان کو ہلاک کیا۔

• حاشیہ - اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ جبکہ شرک جائز تھا اور کافروں نے نبیوں کی حمایت میں جو حسین کی طرح
غیر اللہ تھے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا میرا یہ مسلمانوں کی مہارت ہوئی کہ اب تم بھی ان مشرکوں کا

آنچنان عشق تیر مرکب راند	کہ از انیشت خلک هیچ نماند	کشتہ دلبر و دلدارے	دستہ بحیر ننگ از نامے
پرز عشق و تہی زہر آذے	قصہ کوتاہ کرد آوازے	آن نالے نصیب کہ گوش شنید	کہ کلاہ در غیر حق برید
رفته بیرون ز حلقہ اختیار	دل برید ز غیر آن دلدار	پاک کشتہ ز لوث ہستی خویش	رست از بند غدی ہستی خویش
آنچنان یار در کند انداخت	کہ نداند بدیگرے پرداخت	قدم خود ز دہ براجمدم	گم ییادش ز فرق تا بدم
دگر دلبر خدائے او گشتہ	ہمدہ دلبر برائے او گشتہ	سوختہ ہر عرض بحسرت دلدار	دوختہ چشم دل ز غیر نگار
دل و جان بر رخ خدا کردہ	وصل او اصل مدعا کردہ	مردہ و خویش تن فدا کردہ	عشق جو شنید و کار ہا کردہ
از خودی ہائے خود قتلا جدا	سیل پر زد و بد بزد از جا	تن چو فرسودہ لستان آمد	دل چو از دست فتن جان آمد
عشق دلبر بروئے او بارید	ابر رحمت بکھائے او بارید	از یقینے کشد ز گفتادے	در دل او برست گلزارے
ہر ظہوسے کیے سبب دارد	و اندانے کو بدل طلب دارد	پس چنین شور و شجاعت یار	کہ بشوہ ہم از خودی آثار
ایں میسر نے شود ز نہاد	جز سخن ہائے دلبر دلدار	عشق کہ در غمناک دینار دیدار	نیز گم کہ بر خیزد از گفتاد
بالخصوص آن سخن کہ اندلدار	خاصیت دارد اندانے ایں اسرار	کشتہ او نیک نہ دہ نہ ہزار	ایں قتیلان او بروں نہ شمار
بر زبانی قلیل تازہ بگوشت	غذاہے روئے او دہم شہادت	ایں سعادت چو بد قسمت ما	رفته رفتہ رسید بوقت ما
کہ بلاست سیر ہر آہم	حصہ حق است دگر باہم	آو ہم نیز احمد مختار	در برم جامہ ہمد ابرار
کار ہائے کہ کرد باہم یار	برتر آن دفتر است از انہا	آنچہ داد است ہر نچہ را جام	داد آنی جام را ہر تمام
دل من بردہ الفت خود دارد	خود مرا شد بوی خود استاد	حق اورا عجب اثر دیدم	روئے آنی ہر زلزلہ دیدم
دیدم از خلق رنج و مکر و ہات	و آنچہ چیز مستحق ایں لذات	دیدم از ہجر خلق جلوہ یار	کار دیگر برآمد از یک کار
آنچہ من بشنوم ز وحی خدا	بخدا پاکد ہمش ز غلط	ہمچو قرآن منزہ اش دایم	از خطا ہا ہمیں است ایام
من خدا را بد و شامتہ ام	دل بدین آتش گدازتم	بخدا ہست ایں کلام مجید	از دہان خدائے پاک و حمید
آنچہ بر من جلیل شد اندادار	آفتاب است باہد صد انوار	ایں خلعتے ست رہت ار باہم	بگرد آرم از ہمانہ تا بہم
انبیاء اگرچہ بودہ اند بے	من بعزل نہ گسرم نہ بے	و ادب مصطفیٰ شد بر یقین	شدہ و نیک برنگ یا حسین
آن یقینے کہ بود علیے	راہ کلاہے کہ شد پروا الفت	و ان یقینے کلیم بتورات	و ان یقینے سید السوات

THE ALFANAL QADIAN

اختیاب ♦ مقت میں دوہا

مقت میں دوہا
مقت میں دوہا
مقت میں دوہا

پیشہ

پیشہ...
پیشہ...
پیشہ...

نیائیں اختیاب میں کی ہوئی

نیائیں اختیاب میں کی ہوئی
نیائیں اختیاب میں کی ہوئی
نیائیں اختیاب میں کی ہوئی

جوانا

جوانا...
جوانا...
جوانا...

یہ خدا کا کلام ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اے جو خلقت کے لئے مسیح کر کے بھیجا گیا ہے۔ ہماری اس مہلک بیماری کیلئے شفاعت کر۔ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے مجبوراً مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باستثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں بلکہ اسکی شفاعت و شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شفاعت ہے۔ اے عیسائی مشنریو: اب رہنا المسیح مت کہو۔ اور دیکھو کہ آج تم میں ایک مسیح جو اُس مسیح سے بڑھ کر ہے۔ اور اُسے قوم شدیدہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اُس حسین سے بڑھ کر ہو۔ اور اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اُس سے لڑنے والے ٹھہرو۔ اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اسوقت میری طرف دوڑتا ہو میں اسکو اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہو اور کوئی بچنے کا سامان اُسکے پاس نہیں۔ سچا شفیع میں ہوں جو اُس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اُس کا ظل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اُسکی بہت ہی تحقیر کی یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے خدا نے اسوقت اس گناہ کا ایک ہی لفظ کے ساتھ پادریوں سے بدل لے لیا کیونکہ عیسائی مشنریوں نے عیسیٰ بن مریم کو خدا بنایا اور ہمارے سید و مولیٰ حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا اس لئے اُس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اُس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا سچ کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے

چونکہ میں ظلی طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طور سے خاتم النبیین کی خبر نہیں
 لوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی ہر حال محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم ہوں اور بروزی ملک میں تمام کمالات محمدی صحت نبوت محمدیہ میرے آئینہ ظلیت
 میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہو جسے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا
 اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو میں سمجھ لو کہ ہمدی موعود علی و علی اور خلق میں ہر رنگ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا اور اس کا اسم آنجناب کے اسم سے مطابقت ہو گا یعنی اس کا نام بھی
 محمد اور احمد ہو گا اور اسکے اہلبیت میں سے ہو گا۔ اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہو گا
 عیسیٰ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رُوسے اسی نبی میں سے نکلا ہو گا
 اور اسی کی روح کا روپ ہو گا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے

✽ حاشیہ۔ یہ بات میرے اجلا کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات
 سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ
 سلمان مٹا اہل البیت علی مشرب الحسن۔ میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سلم۔ اور سلم عربی میں
 صلح کو کہتے ہیں یعنی مفتر ہے کہ صلح میرے ہاتھ پر ہوئی۔ ایک اندرونی جو اندرونی بعض اور عناد کو
 دُور کریگی۔ دوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجود کو پامال کر کے اور اسلام کی عظمت دکھا کر
 غیر مذہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دیگی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اُس سے
 بھی میں مُراد ہوں۔ ورنہ اُس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں پاتی۔ اور میں خدا سے وحی پا کر
 کہتا ہوں کہ میں بنی فاطمہ میں سے ہوں بلکہ موجب اُس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فاطمہ
 بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہؑ نے کشفی حالت میں اپنی زبان پر میل سر رکھا
 اور مجھ سے کہا یا کر میں اہلبیت میں سے ہوں۔ چنانچہ یہ کشف پڑا میرا محمدی میں محمد ہے۔ منہ

خدا یا تیرے فضلوں کو کروں یاد بشارت تُو نے دی اور پھر یہ اولاد
 کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
 خبر مجھ کو یہ تُو نے بار بار دی
 فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخَذَ الْأَعْيَادَ

مری اولاد سب تیری عطا ہے ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے
 یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہے یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے
 یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
 فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخَذَ الْأَعْيَادَ

دیے تُو نے مجھے یہ مہر و متاب یہ سب ہیں میرے پیارے اسباب
 دکھایا تُو نے وہ اے رب ارباب کہ کم ایسا دکھا سکتا کوئی خواب
 یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
 فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخَذَ الْأَعْيَادَ

میں کیونکر گن سکوں تیرے یہ انعام کہاں ممکن تیرے فضلوں کا ارقام
 ہر اک نعمت تُو نے بھر دیا جام ہر اک دشمن کیا مر دود و ناکام
 یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
 فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخَذَ الْأَعْيَادَ

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
 کروں گا دُور اُس مہ سے اندھیرا دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
 بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی

تو وہ دنیا کی طرف سے توڑا ہے اور خدا میں پھونک کر رہا ہے اور یہ تب ہوتا ہے جبکہ کامل توکل ہو جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل متبتل تھے۔ ویسے ہی کامل متوکل بھی تھے اور یہی وجہ ہے کہ اتنے وجاہت والے اور قوم و قبائل والے سرداروں کی ذرا بھی پروا نہیں کی اور ان کی مخالفت سے کچھ بھی متاثر نہ ہوئے۔ آپ میں ایک فوق العادہ یقین خدا تعالیٰ کی ذات پر تھا۔ اسی لیے اس قدر عظیم الشان وجہ کو آپ نے اٹھالیا اور ساری دنیا کی مخالفت کی اور ان کی کچھ بھی ہستی نہ سمجھی۔ یہ بڑا نمونہ ہے توکل کا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اس لیے کہ اس میں خدا کو پسند کر کے دنیا کو مخالفت بنایا جاتا ہے۔ مگر یہ حالت پیدا نہیں ہوتی جب تک گویا خدا کو نہ دیکھ لے۔ جب تک یہ امید نہ ہو کہ اس کے بعد دوسرا دروازہ ضرور کھلنے والا ہے۔ جب یہ امید اور یقین ہو جاتا ہے تو وہ عزیزوں کو خدا کی راہ میں دشمن بناتا ہے۔ اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ خدا اور دوست بنا دے گا۔ جاں نثا دھو دیتا ہے کہ اس سے بہتر ملنے کا یقین ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدا ہی کی رضا کو مقصد کرنا تو متبتل ہے اور پھر متبتل اور توکل تو اس میں متبتل کا رونا ہے توکل اور توکل کی شہرہ ہے متبتل۔ یہی ہمارا مذہب اس امر میں ہے۔

۴ اکتوبر ۱۹۰۱ء بعد خرب

”اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ“ کا لفظ جو مسیح موعودؑ کی بیوی کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے اس پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سن کر فرمایا:

”اعتراف کرنے والے بہت ہی کم نور کرتے اور اس قسم کے اعتراف صاف بناتے ہیں کہ وہ محض کینہ اور خد کی بنا پر کہے جاتے ہیں؛ ورنہ نبیوں یا ان کے اخلال کی بیویاں اگر اُمّات المؤمنین نہیں ہوتی ہیں تو کیا ہوتی ہیں؟ خدا تعالیٰ کی شفقت اور قانون قدرت کے اس تعالٰی سے بھی پتہ لگتا ہے کہ کبھی کسی نبی کی بیوی سے کسی نے شادی نہیں کی۔ ہم کہتے ہیں کہ ان لوگوں سے جو اعتراف کرتے ہیں کہ اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ کیوں کہتے ہو؟ پوچھنا چاہیے کہ تم بناؤ جو مسیح موعودؑ تمہارے ذہن میں ہے اور جسے تم کہتے ہو کہ وہ اگر نکاح بھی کرے گا۔ کیا اس کی بیوی کو تم اُمّ المؤمنین کہو گے یا نہیں؟ مسلم میں تو مسیح موعودؑ کو نبی ہی کہا گیا ہے اور قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام

۱۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء

اور جسم پنجرہ کی طرح ہو گیا۔ یہاں (قادیان) لے آئے حضرت صاحب دو ماہ تک علاج کرتے رہے۔ آخر... حضورؐ نے بھائی حامد علی صاحب کو فرمایا کہ اب تم اپنے بھائی کو واپس لے جاؤ۔ اس کا بچنا محال ہے۔ آدمی (کہا کہ بولنے کے لئے) گاؤں کو چل پڑا۔ ابھی غالباً رجاء وہ ہی پہنچا ہو گا کہ پیچھے سے حضرت صاحب کو الہام ہو گیا کہ:-

”برکت علی صحتیاب ہو جائیگا“

حضورؐ نے اسی وقت حامد علی کو بلا کر فرمایا کہ جس آدمی کو آپ نے بھیجا ہے۔ واپس بلا لو۔ آدمی واپس آ گیا۔ اور دوسرے دن بخار ٹوٹ گیا۔“ (رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱ ص ۶۵)

شیخ زین العابدین صاحب نے بیان کیا کہ:-

”مہر علیؑ کو یہاں لایا گیا۔ حضورؐ نے مہینہ ڈیڑھ مہینہ علاج کیا۔ مروڑ ہٹ گئے۔ مگر حضورؐ کو الہام ہوا کہ:-

”یہ بچہ بچ نہیں سکے گا“

(چنانچہ کئی دنوں کے بعد وہ فوت ہو گیا) حضرت صاحبؑ نے جنازہ پڑھایا۔ اور یہیں دفن کیا۔“ (رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱ ص ۶۶)

ملک غلام حسین صاحب مہاجر خادم المسیح محلہ دارالرحمت قادیان کا بیان ہے کہ حضرت صاحبؑ شام کی نماز پڑھ کر مسجد میں لیٹ جایا کرتے تھے۔ اور بچے حضورؐ کو دیا یا کرتے تھے۔ میرا بچہ محمد حسین بھی دیا رہا تھا۔ حضرت مقدسؑ کی آنکھیں بند تھیں۔ ایک اور لڑکا جلال جو بیٹی کا تھا! اور مل تھا، وہ بھی دبار ہا تھا۔ حضرت ام المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

لے قادیان کے قریب ایک گاؤں۔ (مرتب) ملے یعنی راوی شیخ زین العابدین صاحب کا بھائی جو سخت بیمار تھا۔ جسے چھ ماہ سے دست آرہے تھے۔ (مرتب) ملے یعنی قادیان میں۔ (مرتب)

۱۸۳

۱۸۵

M
O
R
E

بھی پاس بیٹھی تھیں۔ یکدم جو حضرت صاحب نے آنکھ کھولی۔ تو فرمایا کہ
”محمد حسین ڈیڑھی کشتن بنے گا۔“

اور جلال اس کے گھوڑے کو چارہ ڈالا کریگا۔ حضرت ام المؤمنینؓ نے
جب یہ الفاظ سنے۔ تو فوراً اٹھ کر اندر گئیں اور میری بیوی کو جب کہ
مبارکباد دی۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱ ص ۹)

۱۸۶ منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے فرمایا:۔ ”رات میں نے رویا دیکھا کہ میرے خدا کو کوئی
گالیاں دیتا ہے۔ مجھے اس کا بڑا صدمہ ہوا۔ جب آپؐ نے رویا کا ذکر
فرمایا۔ تو اس سے اگلے روز چودھری صاحب کالا کافوت ہو گیا۔ اس کی
والدہ نے بہت جزع فزع کی۔ اور اس حالت میں اس کے منہ سے (یہ کلمہ)
نکلا۔ ارے ظالم تو نے مجھ پر ظلم کیا۔ حضورؐ کو جب اس کی اطلاع ہوئی۔
تو سخت ناراض ہوئے اور اُسے گھر سے نکل جانے کا حکم فرمایا۔“

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۳ ص ۳۶ روایت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی)

۱۸۷ مولوی صدر الدین صاحب بق مبلغ ایران نے خاکسار قریب تذکرہ کو
اپنی روایات کی کاپی میں سے ایک یہ روایت سنائی کہ:-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک خادم فضل الدین صاحب
المعروف فجا نے انہیں ایک روایت سنائی کہ ”ایک دفعہ اتفاقاً

۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰

(۱۰) ستارہ قیصر ص ۳۔

(۱۱) اشتہار ۱۰ دسمبر ۱۸۹۳ء و اشتہار ۲۲ فروری ۱۸۹۴ء وغیرہ

۶۹۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے ہندیہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تین سو تیرہ اصحاب کی فہرست تیار کی تو بعض دوستوں نے خطوط لکھے کہ حضور ہمارا نام بھی اس فہرست میں درج کیا جائے۔ یہ دیکھ کر ہم کو بھی خیال پیدا ہوا کہ حضور علیہ السلام سے دریافت کریں کہ آیا ہمارا نام درج ہو گیا ہے یا کہ نہیں۔ تب ہم تینوں پروردگار مع منشی عبدالعزیز صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا اس پر حضور نے فرمایا کہ میں نے آپ کے نام پہلے ہی درج کئے ہوئے ہیں مگر ہمارے ناموں کے آگے مع اہل بیت لکھے الفاظ بھی زاد کئے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فہرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۳ء میں تیار کی تھی اور اسے ضمیمہ انجمن آسم میں درج کیا تھا۔ احادیث سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت صلعم نے بھی ایک دفعہ اسی طرح اپنے اصحاب کی ایک فہرست تیار کروائی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ تین سو تیرہ کا عدد اصحاب بدر کی نسبت سے چنا گیا تھا کیونکہ ایک حدیث میں ذکر آتا ہے کہ مہدی کے ساتھ اصحاب بدر کی تعداد کے مطابق ۳۱۳ اصحاب ہوں گے جن کے اسماء ایک مطبوعہ کتاب میں درج ہونگے (دیکھو ضمیمہ انجمن آسم صفحہ ۴۰ تا ۴۵)۔

۶۹۳

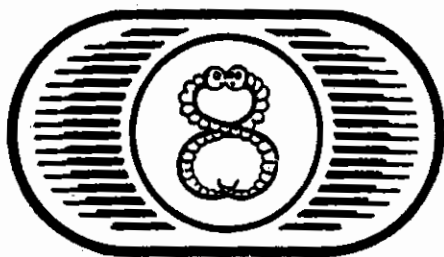
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے ہندیہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت اقدس نے بیان فرمایا کہ طاعون دنیا سے اس وقت تک نہیں جائیگی کہ یا تو یہ گناہ کو کھا جائے گی۔ اور یا آدمیوں کو کھا جائے گی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ معنوی رنگ میں طاعون کے اندر وہ دوسرے عذاب بھی شامل ہیں جو خدا کی طرف سے اپنے مسیح کی تائید کے لئے نازل ہوئے یا آئندہ ہوں گے۔

۶۹۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے ہندیہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ بسا اوقات اگر کوئی شخص اس گونڈنٹ کے آگے بچ بولے۔ تو وہ بکرا جانا ہے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کے سامنے بچ بولے تو چھوٹ جاتا ہے۔





اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لیے جہاں سلسلہ نبوت قائم فرمایا اور اس کا اختتام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کرویا۔ وہاں مختلف اوقات میں کتابیں بھی نازل فرمائیں۔ اس سلسلہ کتب کی آخری کڑی قرآن مجید اور فرقان حمید ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کے لیے رحمت، ہدایت اور شفاء ہے۔

جس کی حفاظت و صیانت کا وعدہ خود حضرت حق جل مجدہ نے کیا جس کی آیات کے سامنے بڑے بڑے زبان آور، دم بخود رہ گئے اور اس کی ایک آیت کا مقابلہ کرنے کی تاب نہ لاسکے۔

یہ عظیم کتاب صدیوں سے اپنی عظمت کا لوہا منوا رہی ہے۔ مرزا کی سرپرست برطانوی سرکار نے اسے مٹانے کی عجیب احمقانہ تدابیر کیں لیکن منہ کی کھائی۔

”عربی مبین“ میں نازل ہونے والی اس کتاب کے بالقابل قادیانی گنوار نے وحی و الہام کا جس طرح ڈھونگ رچایا اور اسے قرآن سے برتر و بالا قرار دیا اور جابجا فخریہ اس کا اظہار کیا، وہ ایسی ناروا جسارت ہے جس پر آسمان ٹوٹ پڑے اور زمین پھٹ جائے تو عجب نہیں۔

قرآن کے بالقابل خرافاتی الہام کے لیے مرزا کی تحریرات دیکھیں اور

سوچیں کہ آیا یہ محض صبح الدماغ تھا یا اس کا ذہنی توازن خراب تھا؟

VIEW
PROOF

(1) ”قرآن مجید قادیان کے قریب نازل ہوا“

”انا انزلناہ قریبنا من القادیان“

اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا انزلناہ قریبنا من دمشق بطرف شرقی عند المنارة البيضاء کیونکہ اس عاجز کی سکوئی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔“
(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 76 طبع دوم۔ از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(2) قرآن مرزا قادیانی پر دوبارہ اترا

”ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اسی لیے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ (مرزا قادیانی) کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے۔“
(کلمۃ الفصل ص 173 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(3) قرآن شریف، مرزا کی باتیں

”قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“
(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 635۔ طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(4) مرزا کے الہامات، قرآن کی طرح

”میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔“
(حقیقۃ الوحی ص 220۔ مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 220 از مرزا قادیانی)

”آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
 بخدا پاک دانش ز خطاء
 ہجوں قرآن منراش دانم
 از خطاہا ہمینست ایمان
 بخدا هست ایں کلام مجید
 از وہان خدائے پاک وحید
 وان یقین حکیم بر تورات
 وان یقین ہائے سید سادات
 کم نیم زان ہم بروئے یقین
 ہر کہ گوید دروغ هست لعین“

ترجمہ = ”جو کچھ میں اللہ کی وحی سے سنتا ہوں۔ خدا کی قسم اسے ہر قسم کی خطا سے پاک سمجھتا ہوں۔ قرآن کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے۔ یہ میرا ایمان ہے۔ خدا کی قسم یہ کلام مجید ہے، جو خدائے پاک یکما کے منہ سے نکلا ہے جو یقین عیسیٰ کو اپنی وحی پر، موسیٰ کو توریت پر اور حضور کو قرآن مجید پر تھا، میں از روئے یقین ان سب سے کم نہیں ہوں، جو جھوٹ کہے وہ لعنتی ہے۔“

(نزل المسیح ص 99۔ مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 477 از مرزا قادیانی)

(6) احادیث رسول کی توہین

”تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم رومی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“

(اعجاز احمدی ص 30۔ مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 140 از مرزا قادیانی)

کہا جاتا ہے کہ ہم ایک قوی جماعت ہیں۔ جواب دینے پر قادر ہیں۔ عنقریب یہ ساری جماعت بھاگ جائے گی۔ اور پیٹھ پھیر لیں گے اور جب یہ لوگ کوئی نشان دیکھتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ یہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے۔ حالانکہ ان کے دل ان نشانوں پر یقین کر گئے ہیں۔ اور دلوں میں انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ اور یہ خدا کی رحمت ہے کہ تو ان پر نرم ہوا۔ اور اگر تو سخت دل ہوتا۔ تو یہ لوگ تیرے نزدیک نہ آتے۔ اور تجھ سے الگ ہو جاتے۔ اگرچہ قرآنی معجزات ایسے دیکھتے جن سے پہاڑ جنبش میں آجاتے۔

یہ آیات ان بعض لوگوں کے حق میں بطور الہام القاء ہوئیں جن کا ایسا ہی خیال اور حال تھا۔ اور شاید ایسے ہی اور لوگ بھی نکل آویں۔ جو اس قسم کی باتیں کریں اور بدرجہ یقین کامل پہنچ کر پھر منکر رہیں۔ (براہین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۴۹، ۴۸، ۴۷) پھر بعد اس کے فرمایا۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قَرِيبًا مِّنَ الْقَادِيَّاتِ ۖ وَيَٰلْحَقِّيْ أَنْزَلْنَاهُ
وَيَٰلْحَقِّيْ نَزَلٍ - مَّدَقَ اللَّهِ وَرَسُولُهُ - وَكَانَ
أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا -

یعنی تمہارے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے۔ اور ضرورتِ حقہ کے ساتھ اُتارا ہے۔ اور

لہ (ترجمہ از مرتب، بطن، سخت کلام۔ اے اس الہام پر نظر خود کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیشگوئی کے پہلے سے لکھا گیا تھا۔ اب ایک نئے الہام سے یہ بات بجایہ ثبوت پہنچ گئی کہ قادیان کو خدا تعالیٰ کے نزدیک دمشق سے مشابہت ہے۔ تو اس پہلے الہام کے معنی بھی اس سے کھل گئے۔ . . . اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا انزلناہ قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المناداة البیضاء۔

کیونکہ اس عاجز کی سکونت جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲) انا انزلناہ قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المناداة البیضاء۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۳)

۱۰۵

B
A
C
K

قرار دیدیا۔ صاحبِ شریعت نبی جن کا قرآن میں ذکر ہے وہ دُوبی ہیں حضرت موسیٰ اور نبی کریمؐ انکے ساتھ تھے نبی میں وہ سب غیر شرعی ہیں۔ تو گویا کہ معترض کے اصل کو دیکر سوائے دُوبیوں کے اللہ تعالیٰ کے باقی تمام نبیوں کو چھوڑنا پڑا ہے۔ لہٰذا باللہ من ذلک۔ خدا تو کہتا ہے کہ میں کا یہ قول ہونا چاہیے کہ لافرق بین احد من سلسلہ لیکن ہم کو یہ سنایا جاتا ہے کہ نہیں صرف دُوبیوں کو ماننا ضروری ہے باقیوں کو نہ ماننے سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ اسے کاش ہمارے مخالف اعتراض کرنے سے پہلے قرآن شریف پر تو غور کر لیتے۔ قرآن کھلے اور غیر تاویل طلب الفاظ میں کہ رہا ہے کہ ما نرسل المرسلین الا مبشّرين ومنذرين یعنی مرسلین کے پیچھے سے ہمارا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ ماننے والوں کو بشارتیں دیں اور نمانے والوں کو عذاب آئی سے ڈرائیں پس جب مامورین کے مبعوث کرنے کی بڑی غرض ہی انذار و تبشیر ہوتی ہے تو شرعی اور غیر شرعی کا سوال ہی بجا ہے۔ اور پھر ہم کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ کے بعد کسی اور کا نہ ہو کی ضرورت نہیں تو کیوں خود نبی کریمؐ نے مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیا اور اس کا حکم کیا کہ دُوبیوں کو یودی اور ناری شہرایا۔ اگر مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کو ضروری قرار دینا غلطی ہے تو یہ غلطی سب سے پہلے خود نبی کریمؐ سے سرزد ہوئی لہٰذا باللہ من ذلک۔ اور پھر یہ غلطی اللہ تعالیٰ سے سرزد ہوئی جس نے ایک ایسے شخص کی خاطر جس پر ایمان لانا ضروری نہیں دنیا کو عذابوں سے بھر دیا۔ مجھے قہم پر قہم آتا ہے کہ نبی کریمؐ تو یہ فراموش کیا کہ وقت میری انتہت پر آیا یا بیگناہی کا ان کے درمیان سے قرآن اٹھ جائیگا اور لوگ قرآن کو پڑھیں گے مگر وہ انکے حلق سے نیچے نہیں اترے گا لیکن ہم کو یہ کہا جاتا ہے کہ قرآن کے ہوتے ہوئے کسی شخص کو ماننا ضروری کیسے ہو گیا۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی گمٹانے کی کیا ضرورت تھی۔ خلک تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اسی لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہؐ کو بعد ہی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپؐ پر قرآن شریف اتارا جاوے۔ معترض کو چاہیے کہ نبشت مامورین کی انہم غرض پر غور کرے کیونکہ یہ دعویٰ کلفتِ تبرک کی وجہ سے ہی پیدا ہوا ہے ہندوستان میں چونکہ اکثر لوگ فاضل نہیں ہیں اسلئے

سہ حاشیہ: ابجد موسیٰ ادا نکمہ کے انبیاء کا ذکر ہے۔ منہجی

آيَةُ النَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مُقْضِيًّا۔ قَوْلُ الْحَقِّ

کیلئے ایک نشان اور ایک نمونہ رحمت بنائینگے اور یہ اہم اسے مقدر تھا۔ یہ وہی امر ہے۔

الَّذِي فِيهِ تَخْتَرُونَ۔ سَلَامٌ عَلَيْكَ جُعِلَتْ مَبَارَكًا۔

جس میں تم شک کرتے تھے۔ تیرے پر سلام ^{۱۸۱} تو مبارک کیا۔

أَنْتَ مُبَارَكٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ أَمْرًا مِّنَ النَّاسِ وَبَرَكَاةٌ

تو دنیا اور آخرت میں مبارک ہے۔ تیرے ذریعہ تو مریضوں پر برکت نازل ہوئی

بِخَرَامٍ كَمَا وَقَّتْ تُوْزْدِيكَ رَسِيدٍ وَبِأَيِّ مُحَمَّدِيَا

برمنار بلند تر محکمہ افتاد۔ پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا

سرور۔ خدا تیرے سب کام درست کر دیگا اور

تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ رَبُّ الْاَفْوَاجِ اِنْ

طرف توجہ کرے گا۔ اِسْ لِّشَانِ كَا مُدْعَا يَهْ سَهْ كَهْ

قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مُنہ کی باتیں

ہیں۔ يٰٓاَيُّهَا عِيسَى ابْنِي مَرْيَمَ قُلْ رَاٰفِعُكَ اِلَيَّ وَ

اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا۔ اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور

لہ یہ خدا کا قول کہ تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی۔ رُو حانی اور جسمانی دونوں قسم کے مریضوں پر شفا ملے گی۔ رُو حانی طور پر اس لئے کہ میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزار ہا لوگ بیعت کر رہے ہیں کہ پہلے ان کی عملی حالتیں خراب تھیں اور پھر بیعت کر کے بعد ان کے عملی حالات درست ہو گئے اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار کی اور میں صدمہ ہا ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دلوں میں یہ سوزش اور تپش پیدا ہو گئی ہے کہ کس طرح وہ جذبات نفسانہ سے پاک ہوں۔ اور جسمانی امراض کی نسبت میں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر خطرناک امراض والے میری دعا اور توجہ سے شفا پاتے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۴۷ حاشیہ) علامہ (نزع از مرتب) خوش خوش مل کر تیرا وقت نہ دیکھا ہے پناہ اور محمدی کہ وہ کا پاول ایک بہت اچھے مصلح ہیں

۴۴ مضبوطی سے قائم ہو گیا ہے۔

اس الہام الہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے۔ درحقیقت یہ امر بارہا آزمایا گیا ہے کہ وحی الہی میں کسی دلی مسئلے دینے کے لئے ایک ذاتی خاصیت ہے اور جڑ بڑھ اس خاصیت کی وہ یقین ہو جو وحی الہی پر ہو جاتا ہو۔ افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام نہیں کہ باوجود دعویٰ الہام کے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے الہام ظنی امور ہیں نہ معلوم یہ شیطانی ہیں یا رحمانی ایسے الہاموں کا ضرر ان کے نفع سے زیادہ ہے مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہو۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں کیونکہ اس کے ساتھ الہی چمک اور نور دیکھتا ہوں اور اس کے ساتھ خدا کی قدرتوں کے نمونے پاتا ہوں۔ غرض جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ الیس اذلہ بکاف عبدہ تو میں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے منافع نہیں کریگا۔ تب میں نے ایک ہندو کھتری ملاو اعلیٰ نام کو جو ساکن قادیان ہو اور ابھی تک زندہ ہے وہ الہام لکھ کر دیا اور سارا قاعدہ اسکو سنا یا اور اس کو امر تسرب بھیجا کہ تاجیک مولوی محمد شریف کلا نوری کی معرفت اسکو کسی گیند میں کھدوا کر ادھر مہربنوا کر لے آوے اور میں نے اس ہندو کو اس کام کیلئے محض اس غرض سے اختیار کیا کہ تا وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جاوے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعے سے وہ انگشتی بصرف اللہ (ایس بکا ہند) مبلغ پانچ روپیہ طیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو اب تک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے۔ یہ اس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک تنہا آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں کو ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گننام انسان تھا جو قادیان جیسے دیوان گاؤں میں زاویہ گننامی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اسکے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع فرمادیا اور ایسی متواتر فتوحات سے

۲۱۱

B
A
C
K

۱۱

آپنچل مشت تیر مرکب راند	کرا زانی مشت خلک چرخ نماند	کشتہ دلبر و دلدار سے	دستہ بکسر رنگ از نالے
پرز عشق و تہی زہر آذہ سے	تھکے کوتاہ کرد آواز سے	آن نالے یقین کہ گوش شنید	کرد کار و زعفرین برید
رفتہ بیرون ز حلقہ افیاد	دل برید ز خیر آن دلدار	پاک گشتہ ز لوث ہستی خویش	رست از بندہ پستی خویش
آپنچل یار در کنداخت	کہ نہ اندید یکے پر داخت	قدم خود زده براہ عدم	گم ییادش ز فرق تا بقدم
اکبر دلبر غزلے او گشتہ	ہمہ دلبر برائے او گشتہ	ساختہ ہر غرض بکسر دلدار	دوختہ چشم دل ز غم نگار
دل و جان بر رخ خدا کردہ	وصل او اصل مدعا کردہ	مردہ و خویش تن فدا کردہ	عشق جو شنید و کار ہا کردہ
از خودی ہائے خود خدا جدا	سپیل پر زور بد بوند از جا	تن چو فرسودہ دستاں آمد	دل چو از دست رفت جاں آمد
عشق دلبر بردے او بارید	ابر رحمت بکھنڈے او بارید	از یقینے کہ شد زلفاد سے	دہ دل او پرست گلزار سے
ہر غلو سے یکے سبب دارد	و دان کنی کو بدل طلب دارد	پس چنین شور عشق جنت یار	کہ بشود ہم از خودی کا شمار
ایں مستی شہد ز نہاد	بجز سخن ہائے دلبر دلدار	عشق کہ وہ غمناک از دیدار	نیز کہ گم بہر خیر دار غمناک
بالخصوص آن سخن کہ اندلدار	خاصیت دارد این امر	کشتہ او نیک نہ دہ نہ ہزار	ایں قیطان او بر دل ز شمار
بزرگ نے قیقل تازہ خواست	غذاہ لئے اود شہد است	ایں سادہ چو بوقت	رفتہ رفتہ رسید فیت ما
کہ طاعت سیر ہر آنم	صحت حسن است در گریہ عالم	آؤ ہم نیز احمد مختار	در برم جامہ ہمد ابرار
کار ہائے کہ کرد با منی یار	بر تر آن دفتر است از انہا	آنچہ داد است ہر نیک را جام	داد آنی جام را مرا تمام
دل من بردہ و محبت خود دار	خود مرا شد ہی خود استوار	حق اورا عجب اثر دیدم	لئے آن ہر زان فر دیدم
دیدم از خلق رنج و کردہات	و آنچہ چیز است میں ای لذات	دیدم از ہر خلق جلوہ یار	کار دیگر براد از یک کار
آنچہ میں بشنوم ز حق خدا	بعد پاکد ہمیشہ خطا	ہمچہ قرآن منزہ اش دائم	از خطا ہا میں است ایمانم
من خدا را بد و شناختہ ام	دل میں آنش گمانتہ ام	بعد است ایں کلام مجید	از دہان خدا لے پاک و سعید
آنچہ بر من عیاں شد از داد	آفتاب است باو صد افوار	ایں خطائے مست و بے ار باجم	بکود آدم ارازد تا بجم
انبیاء و گم پر بردہ اند	میں معرفت ز کس تر نم	دادش مصطفیٰ شدم بر یقین	شدہ و یقین برنگ یاد حسین
آن یقینے کہ بود علیہ	را بکلمے کہ شد برو القاد	دلن یقین کلیم جوتورات	و ان یقین لے پید السوات

کہ تم زان ہر بروئے یقین ہر کر گوید مدح است لعین
 ایک آیت نام زود پختی از پے صورت بر مدنی
 ہر کہ آن یاد بردل من و یخت نہ شیاطین مدد نفس کیست
 خالص آمد کلام آن دادار زمین سب شد و لم یزادوا
 است آن وحی تیرہ موغنی کہ نمود است بر قیاس مبنی
 لیکن این وحی بالیقین نہ است ہر کلام از ان یقین خود را
 آدم کل زمان کہ با دستان کرد کسر یا من یزاد بران
 در مشائخ ماند جز تہ یو عاملان ہم نشسته پچھریز
 عاشق زور شدہ دولت جاہ دل تہی از محبت آن شاہ
 اندیشی و دلتے چلن شب تا کوں داد و حق بحالت زار
 پس مرا از جہانیاں بگریہ در دلم روح پاک نشو مید
 در دل من دلتی شود افکند خود مرا شد گشت ہر یونہ
 کرد و یونہ و خود داد بست یک ہزار در بکشلا
 خلق و مردم نصیحت بکند تا بر تم فدا و خود پیوند
 من نیم کور تاج کورانی بگز نیم چہ زبستانی
 آن بر تازہ کان عطیہ یار جہان ز دست افکند پیوند
 گہمہانے بد شمش خیسند تیغ گیر کہ خون من ریزد
 من نہ آنم کہ ترک اہ گوئم جہان من ہست یا بر و دم
 زخت اہ گز کہ چاش نرم بزدلان دیکہ اند من دگر
 غلام کہ دشمن ہست ہر کتے تا بکے خیریں گریبانے
 غلام کہ دشمن ہست ہر کتے تا بکے خیریں گریبانے
 آہم چن سحر طبعہ فور تا شود تیرگی ز نورم دور
 شور افکندہ ام کہ تا دین کار خلق گردد ز خواب خود بیدار
 خافلان من زیار آمدہ ام ہیچو باد بہار آمدہ ام
 این زمانہ زمانہ ز گلزار ہویم لالہ زار و وقت بہار
 آدم تا نگار باز آید بے دلاں و اقرار باز آید
 دست غیم پیروند ہر دم کرد و پیش من ظہور اقم
 فد الہام ہیچو باد صبا نزد ام و غیب خوشبو
 زندہ شد ہر نبی باند تم ہر دوسلے نہان بر پیر ہنم
 پر شد از نور من نہان زمین سر ہنوز بر آسماں دیکین
 بخدا جنگہا گئی یہ بہا ہست ہیچو جو رہا گئی یہ بہا ہست
 از تو روح بروں نہاد ی پا ہوش کن لے برید زان یکتا
 از پے خلق و تنگ نام بروم تافنی و در حضرت قیوم
 رو بدو کن کہ رو بخ یاد است ہمہ رو ہا ہا لے دلدار است
 ہیچو سیامت زلستان بر و ہیچو راجہ بشنوی از ما
 تانہ کار دولت بجلن برسد تانہ از خود وی جہا گردی
 تانہ گری بکے او جمنون تانہ خاک شود بسان غبار
 تانہ نیای ز نفس خود بیرون تانہ گری بکے او جمنون
 تانہ خوف چکے بجائے کسے تانہ بہا ہست شود دفائے کسے
 چون دہندت بکونے جانان چن نہایت از ان در نگاہ

اشاعت السنہ میں کیا لکھا ہو اور اب کیا کہتے ہیں۔ صاحب من اقرار کے بعد کلمہ تکبار نہیں
سُن سکتا۔ آپ تو اقرار کر چکے ہیں کہ اہل کشف اور مکالمات کا مقام بلند ہو ان کیلئے ضروری نہیں
ہے کہ خواہ مخواہ محدثین کی تنقید کی اطاعت کو پس بلکہ محدثین نے تو مُردوں کو روایت کی ہے
اور اہل کشف زندہ حتیٰ و قیوم سے سُنتے ہیں۔ پس آپ کا اس شخص کی نسبت کیا گمان ہو جس کا نام
محکم رکھا گیا ہو۔ کیا یہ مرتبہ اسکو حاصل نہیں جو آپ دوسروں کیلئے تجویز کرتے ہیں۔

پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ آپ کو مسیح موعود کی پیشگوئی کا خیال کیوں دل
میں آیا آخر وہ حدیثوں سے ہی لیا گیا پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبول نہیں کی جاتیں یہ
سادہ لوح یا تو افسر ہو ایسا کہتے ہیں اور یا محض حماقت کے داور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی
قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے
جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف
کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح
پھینک دیتے ہیں۔ اگر حدیثوں کا دنیا میں وجود بھی نہ ہوتا تب بھی میرے اس دعوے کو کچھ
حرج نہ پہنچتا تھا۔ ہاں خدا نے میری وحی میں جا بجا قرآن کریم کو پیش کیا ہے۔ چنانچہ تم
براہین احمدیہ میں دیکھو گے کہ اس دعوے کے متعلق کوئی حدیث بیان نہیں کی گئی۔ جا بجا
خدا تعالیٰ نے میری وحی میں قرآن کو پیش کیا ہے۔

میں اب خیال کرتا ہوں کہ جو کچھ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباحثہ فیہ مدعی فریب دہی
کے طور پر اعتراض پیش کئے تھے سب کا کافی جواب ہو چکا ہو۔ ہاں یاد آیا ایک بھی خیال
آہنوں نے پیش کیا تھا کہ جو کسوف خسوف کی حدیث جہدی کے ظہور کی علامت ہے جو
دارقطنی اور کتاب الکمال الدین میں موجود ہو۔ اس میں قمر کا خسوف تیرہ تاریخ کو پہلے کسی
ایسی تاریخ میں ہو گا جس میں چاند کو قمر کہہ سکتے ہوں۔ پس یاد ہے کہ یہ بھی یہودیوں کی مانند
تحریف ہے۔ خدا نے قمر کے خسوف کیلئے اپنی سُنّت کے موافق تین راتیں مقرر کر رکھی





امت مسلمہ اس حقیقت کو بدل و جان تسلیم کرتی ہے کہ حرمین شریفین (مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ) زاوہا اللہ شرفا و تعظیما۔ کائنات ارضی کے سب سے محترم، مبارک اور مقدس قطعہات ہیں۔

رب العزت کی تجلیات کا مرکز ارض حرم ہے تو اس کی رحمتوں کے نزول کی جگہ ارض مدینہ، جہاں کائنات کا سب سے عظیم انسان محو استراحت ہے۔ حج بیت اللہ، اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک ہے جو عشق و جنون کا سفر ہے اور جس میں حضرت حق کے بندے اپنی نیازمندی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہیں۔

محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے امتیوں کے لیے ارض مدینہ کی زیارت بھی گویا اس مبارک سفر کا ایک حصہ ہے۔

لیکن دیکھیں کہ مرزا جیسے شاطر، فریبی اور دولت انگلشیہ کے ایجنٹ نے کس طرح ان پاک شہروں کی توہین کی۔ اپنی جنم بھومی قادیان کا ان سے کس طرح جوڑ جوڑا بلکہ اسے قرآن میں مندرج قرار دے کر اسے مکہ و مدینہ سے بھی بہتر و افضل قرار دیا اور قادیان ہی کی زیارت کو حج سے تعبیر کر کے بیت اللہ اور مناسک

(1)

قرآن شریف میں تین شہروں کا نام

VIEW
PROOF

”اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحبِ مرحوم میرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر با آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ انا انزلنہ قریباً من القادیان تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو، لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ پر شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان“

(ازالہ اوہام (حاشیہ) حصہ اول ص 40 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 140 از

مرزا غلام احمد قادیانی)

(2)

مسجد اقصیٰ کی توہین

VIEW
PROOF

”مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔ جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے۔ مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ - اور یہ مبارک کا لفظ جو بسمیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا، قرآن شریف کی آیت بارکنا حوله کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سبحان الذی اسرّی بعبده لیلان المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حوله“

(خطبہ الہامیہ حاشیہ ص 21 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 21 از مرزا غلام احمد

(3) قادیان کی فضیلت

VIEW
PROOF

”لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان میں آنا - ناقل) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلہ آسانی ہے اور حکم ربانی۔“
(آئینہ کمالات اسلام ص 352 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 ص 352 مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(4)

”زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے“

(در ثبین، ص 52، از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(5) مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ

”حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔
کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے۔ مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے
تعلق نہیں رکھے گا۔ وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو۔ کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر
یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ
اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔“

(حقیقۃ الردیاء ص 46، از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

حالانکہ وہ بجائے خود اپنے تئیں معذور سمجھتے تھے کیونکہ ان کی بائبل کے ظہری الفاظ پر نظر تھی۔ افسوس کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی اسی گرداب میں پڑے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح کی نسبت یہودیوں کی طرح ان کے دلوں میں بھی یہی خیال جما ہوا ہے کہ ہم انہیں سچے آسمان سے اترتے دیکھیں گے اور یہ عجوبہ ہم ہمچشم خود دیکھیں گے کہ حضرت مسیح زرد رنگ کی پوشاک پہنے ہوئے آسمان سے اترتے چلے آئے ہیں اور دائیں بائیں فرشتے ان کے ساتھ ہیں اور تمام بازاری لوگ اور دیہات کے آدمی ایک بڑے میلہ کی طرح اکٹھے ہو کر دور سے ان کو دیکھ رہے ہیں اور

فیہ اختلافاً کثیراً۔ قل لو اتبع الله اھواءکم لفسدت السموات والارض ومن فیھن وللبطلت حکمتہ وکان الله عنیزاً حکیماً۔ قل لو کان البھی مدداً للھیمات ربی لنعقد البھی قبل ان تنفذ کلمات ربی ولو جننا بمثلہ مدداً۔ قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یعجبکم الله وکان الله غفوراً رحیماً پھر اس کے بعد الہام کیا گیا کہ ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ

میں ان کے چولھے ہیں میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیلے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں اور جو ہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں رٹھوٹھیاں وہ چھوٹی بیاباں ہیں جس کو ہندوستان میں سکوریاں کہتے ہیں۔ عبادت گاہ سے مراد اس الہام میں زمانہ حال کے اکثر ملبوں کے دل ہیں جو دنیا سے بھرے ہوئے ہیں اس وجہ سے یاد آیا کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے پڑھا تھا اس روز کشمی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرزا غلام قادر میر سے قریب بیٹھ کر آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور بڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ انا انزلنہ قریباً من القادحیاں تو میں نے شکر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تم مشہور کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مگر وہ حدیث اور قادیان یکشف تھا

الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ۔ اور جس کے مندرہ کا ذکر حدیث میں بھی ہے کہ مسیح کا نزول مندرہ کے پاس ہوگا۔ دمشق کا ذکر اس حدیث میں جو مسلم نے بیان کی ہے اس غرض سے ہے کہ تین خدا بنانے کی تھریزی اول دمشق سے شروع ہوئی ہے اور مسیح موعود کا نزول اس

قرآن شریف کی یہ آیت کہ صبحان الذی اسویٰ بعبہ لیلۃ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ معراج مکانی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہے اور بغیر اس کے معراج ناقص رہتا ہے پس جیسا کہ میر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا۔ ایسا ہی میر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکت اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا برکات اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہنچا دیا۔ پس اس پہلو کے رو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میر کشفی ہے مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے۔ مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ۔ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا قرآن شریف کی آیت بارکنا حولہ کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ صبحان الذی اسویٰ بعبہ لیلۃ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ۔ اس آیت کے ایک تودہ معنی ہیں جو علماء میں مشہور ہیں۔ یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانی معراج کا یہ بیان ہے۔ مگر

شوکت اسلامی کا زمانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا اس کا اثر غالب یہ تھا کہ حضرت موسیٰ کی طرح مومنین کو کفار کے حملہ سے نجات دی۔ اس لئے بیت اللہ کا نام بھی بیت امن رکھا گیا لیکن زمانہ برکات کا جو مسیح موعود کا زمانہ ہے اس کا یہ اثر ہے کہ ہر قسم کے آرام زمیں میں پیدا ہو جائیں اور نہ صرف اس بلکہ عیش و خند بھی حاصل ہو۔ منہ

مندرجہ نشان آسمانی استخارہ کریں تو میں آپ کیلئے دعا کروں گا۔ کیا خوب ہو کہ یہ استخارہ میرے رُوبرو ہو۔ نامیری کچھ زیادہ ہو۔ آپ پر کچھ بھی شکل نہیں لوگ معمولی اور نفلی طور پر سچ کرنے کو بھی جانتے ہیں مگر ایک نفلی جج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی پر اور حکم ربانی۔

سچی خواب اپنی سچائی کے آثار آپ ظاہر کر دیتی ہے۔ وہ دل پر ایک نور کا اثر ڈالتی ہے اور مسخ آہنی کی طرح اندر کھب جاتی ہو اور دل اُس کو قبول کر لیتا ہو اور اسکی نورانیت اور مہیبت بل بال پر طاری ہو جاتی ہو۔ میں آپسے عہد کرتا ہوں کہ اگر آپ میرے رُوبرو اور میری ہدایت اور تعلیم کے موافق اس کام میں مشغول ہوں تو میں آپکے لئے بہت کوشش کروں گا کیونکہ میرا خیال آپکی نسبت بہت نیک ہے اور خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپکو ضائع نہ کرے اور رشد اور سعادت میں ترقی دے۔ اب میں نے آپکا وقت بہت لے لیا ختم کرتا ہوں۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

آپکا مکرر خط پڑھ کر ایک بات کچھ زیادہ تفصیل کی محتاج معلوم ہوئی اور وہ یہ ہے کہ استخارہ کے لئے ایسی دعا کی جائے کہ ہر ایک شخص کا استخارہ شیطان کے دخل سے محفوظ ہو۔ عربی میں یہ بات خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے برخلاف ہے کہ وہ شیاطین کو انکے مواضع مناسبہ سے معطل کر دیوے۔ اللہ جل شانہ قرآن کریم میں فرماتا ہے وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنى الفی الشیطان فی اہمیتہ فیفسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاہ واللہ علیم حکیم یعنی ہم نے کوئی ایسا رسول اور نبی نہیں بھیجا کہ اسکی یہ حالت نہ ہو کہ جب وہ کوئی تمنا کرے یعنی اپنے نفس سے کوئی بات چاہے تو شیطان اسکی خواہش میں کچھ نہ ملاوے یعنی جب کوئی رسول یا کوئی نبی اپنے نفس کی خواہش سے کسی بات کو چاہتا ہے تو شیطان اُس میں بھی دخل دیتا ہو تب وہی متلو جو شوکت اور مہیبت اور روشنی نام رکھتی ہے اُس دخل کو اٹھا دیتی ہے اور منشاء الہی کو مصفا کر کے دکھلا دیتی ہو۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی کے دل میں جو خیالات اُٹھتے ہیں اور جو کچھ خواطر اسکے نفس میں پیدا ہوتی ہیں درحقیقت وہ تمام وہی ہوتی ہیں جیسا کہ قرآن کریم اس پر شاہد ہو۔ وما ینتطق عن الہدی ان هو الا وحی یؤتی بل لکن قرآن کی وہی دوسری وہی سے جو صرف معانی منجانب اللہ ہوتی ہیں تفسیر کرتی رکھتی ہیں اور نبی کے اپنے تمام اقوال وہی غیر متلو میں داخل ہوتے ہیں کیونکہ رُوح القدس کی برکت اور چمک ہمیشہ نبی کے شامل حال رہتی جو ادھر ایک بات اسکی برکت سے بھری ہوئی ہوتی ہو اور وہ برکت رُوح القدس اسکی اُس کلام میں رکھی جاتی ہو لہذا ہر ایک

فَسُبْحَانَ الَّذِي آخِزَی الْأَعَادِی

کوئی مُردوں میں کیونکر راہ پاوے مرے تب بگماتے مُردوں میں جاوے
خدا ایسی کو کیوں مُردوں سے لاوے وہ خود کیوں مہرِ ختمیت مٹاوے
کہاں آیا کوئی تاروہ بھی آوے کوئی اک نام ہی ہم کو بتاوے
تصویر کس نے یہ تعلیم خطا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي آخِزَی الْأَعَادِی

وہ آیا منتظر جس کے تھے دنِ رات مہمہ کھل گیا روشن ہوئی بات
دکھائیں آسمان نے ساری آیات زمیں نے دقت کی دے دیں شہادت
پھر اس کے بعد کون آئیگا ہیبت خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات
خدا نے اک جہاں کو یہ سنا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي آخِزَی الْأَعَادِی

صبحِ وقت اب دُنیا میں آیا خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مُبَارک وہ جو اب ایمان لایا صحابہ سے بلا جب مجھ کو پایا
دُہیئے اُن کو ساتی نے پلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِي آخِزَی الْأَعَادِی

خدا کا ہم پر بس لطف و کرم ہے وہ نعمت کون سی باقی جو کم ہے
زمینِ قادیان اب مُتَرَم ہے ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے
ظہورِ غون و نصرتِ دمدم ہے حدبے دشمنوں کی پشتِ خم ہے
سُنو اب دقتِ توحیدِ آتم ہے تم اب مائلِ مُلکِ عدم ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَرَأَى عَجَابًا يُدِيرُ سُرُورًا فِيمَا بَيْنَهُمَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ عَلِيمٌ

حَفِيقَةُ الرُّوَا

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب حلیفۃ المسیح و المہندی ثانی (رحمۃ اللہ علیہ)
کی تقریر فلسفۂ خواب پر جمعہ اُن دوسری تقریر کے جواب کے سالانہ جلسہ فراموش

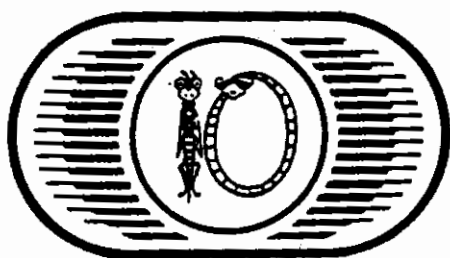
مستقبہ

غلام نبی ادبانی ایڈیٹر الفنسٹل پبلیکیشنز

نہایت فی جلد ۱۰۰

آپ لوگ شاید یہ کہیں۔ کہ ہم سالانہ جلسہ پر جو آیا کرتے ہیں۔ ہمارا یہی آنا کافی ہے۔ مگر یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس موقع پر اجمالی باتیں بتانی جاتی ہیں۔ اور کام کرنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ نہ کہ کچھ بڑے اور سکھانے کی فرست ہوتی ہے۔ اس کے لئے جلسہ کے ایام کے علاوہ ہی موقع ہوتا ہے۔ اس سنا جلسہ کے علاوہ اور وقتوں میں بھی آنا چاہیے۔ جو دوست اور دلیں میں آتے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ دیکھ لیا ہے۔ کہ تازہ اور ڈبوں کے دودھ میں کیا فرق ہے۔ اس لئے وہ کوئی چھٹی یا رکوئی موقع ایسا نہیں جانے دیتے۔ کہ یہاں نہیں آجائے۔ خرچ کی تنگی برداشت کرتے ہیں۔ گھر کے آرام و آسائش کو ترک کرتے ہیں۔ بیوی بچوں سے جدا رہتے ہیں۔ مگر آتے ضرور ہیں۔ اور انہیں فائدہ بھی بہت پہنچتا ہے۔ ان کا بار بار آنا ہی بناتا ہے۔ کہ انہیں فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ وہ کیوں آئیں۔ تو یہاں آنا نہایت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ جو بار بار یہاں نہیں آئے۔ مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھیں گے۔ وہ کاٹا جائیگا۔ تم ڈرو۔ کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک دینگے۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا کہ اودھین کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔ اسی طرح ایک وہ وقت بھی آئیگا۔ خدا ہماری اولادوں اور ان کی اولادوں کی اولادوں سے بھی پرے اسے پھینک دے۔ جبکہ یہ دودھ سوکھ جائیگا۔ لیکن یہ وقت آئیگا ضرور۔ اس لئے تمہیں چاہیے۔ کہ اس دودھ کو پیو۔ اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ سال میں صرف ایک دفعہ تمہارا آنا کوئی زیادہ مفید نہیں ہو سکتا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اکثر لوگ اس طرف خیال نہیں کرتے۔ پھر پوری اور فائدہ بخش تعلیم ہوتا وہ اسی وقت دے سکتا ہے۔ جب کہ طالب علم سے اچھی طرح واقفیت بھی رکھتا ہو۔ اور اس کی عادات کو خوب جانتا ہو۔ مگر صرف جلسہ کے موقع پر آنے والے دوستوں سے ہیں اسی واقفیت نہیں ہو سکتی بیسیوں لوگ ہونگے۔ جو مجھے چاروں مجلسوں پر ملے ہونگے۔ اور انہوں نے اپنے نام بھی بتلانے ہونگے لیکن پھر بھی میں انہیں نہیں پہچان سکتا۔ کیونکہ اس قدر ہجوم میں کوئی پتہ نہیں رہتا۔ اور تعلیم بغیر پوری واقفیت کے ہی نہیں جاسکتی۔ اور واقفیت اسی طرح ہو سکتی ہے۔ کہ دوست بار بار آئیں اور جلسہ کے ایام کے علاوہ اوقات میں آئیں۔ ایسی صورت میں معلوم ہو سیکے گا۔ کہ فلاں کو کس طریق سے پڑھانے کی ضرورت ہے۔ اور فلاں کو کس علم کی حاجت۔ پھر اسی کے مطابق اس کی تعلیم کا انتظام کیا جائیگا۔ جو دوست یہاں آتے رہتے ہیں۔ ان کو کسی نہ کسی رنگ میں تعلیم دی جاتی ہے۔ اور انہیں بہت فائدہ ہوتا ہے۔ کوئی یہ نہ کہے۔ کہ ہمارے پاس حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں جو موزوں ہیں





حضرات علماء کرام اور اولیاء عظام، اللہ تعالیٰ کی انسانی مخلوق کا نہایت بیش قیمت حصہ ہے۔ ایسا حصہ جسے اللہ رب العزت نے خود اپنا دوست قرار دیا۔ انہیں ایمان و تقویٰ کا علمبردار بتلایا اور واضح فرمایا کہ دنیا و آخرت میں ہر قسم کی بشارتیں ان کے لیے ہیں۔ اہل علم کے لیے قرآن و سنت میں جا بجا تعریف آمیز کلمات ہیں اور کیوں نہ ہو کہ علم نور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اس سے کسی کو حصہ ملنا بڑی ہی سعادت ہے۔

علماء کی توہین و تذلیل کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدترین جرم قرار دیا اور ایسے لوگوں کے متعلق واضح کیا کہ ان لوگوں کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

لیکن صد ہزار حیف اس قادیانی مروود پر کہ اس نے قریب العهد اور قریب العصر نامور علماء و صلحاء کا نام لے لے کر انہیں مغفلت سناہیں اور برا بھلا کہا۔ بھلا ایسا آدمی اس قابل ہے کہ اسے کوئی منہ لگائے۔

حیرت ہے ان لوگوں پر جو اس ذات شریف کو نبی بنا کر بیٹھے ہیں۔

کار شیطان ی کند نامش ”نبی“

مگر ”نبی“ ایس است لعنت بر ”نبی“

مرزا قادیانی، خاتم الاولیاء

(1)

”اور وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔“
(خطبہ المامیہ ص 70 مدرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 70 از مرزا قادیانی)

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی توہین

(2)

□ ”سلطان عبدالقادر اس المام میں میرا نام سلطان عبدالقادر رکھا گیا۔ کیونکہ جس طرح سلطان دوسروں پر حکمران اور افسر ہوتا ہے۔ اسی طرح مجھ کو تمام روحانی درباریوں پر افسری عطا کی گئی ہے۔ یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ ان کا تعلق نہیں رہے گا جب تک وہ میری اطاعت نہ کریں۔ اور میری اطاعت کا جو آؤ اپنی گردن پر نہ اٹھائیں۔ یہ اسی قسم کا فقرہ ہے جیسا کہ یہ فقرہ کہ قد می هذه علی رقبة کل ولی اللہ یہ فقرہ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ کہ ہر ایک ولی کی گردن پر میرا قدم ہے۔“
(تذکرہ مجموعہ المامات ص 706 طبع دوم۔ از مرزا غلام احمد قادیانی)

(3)

□ ”حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضور (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک مرتبہ دیکھا کہ سید عبدالقادر صاحب جیلانی آئے ہیں اور آپ نے پانی گرم کرا کر مجھے غسل دیا ہے اور نئی پوشاک پہنائی ہے اور گول کمرہ کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ آؤ ہم اور تم برابر برابر کھڑے ہو کر قہر نہیں۔ پھر انہوں نے میرے بائیں طرف کھڑے ہو کر کندھے سے کندھا ملایا۔ تو اس وقت دونوں برابر برابر رہے۔“
(سیرت المہدی جلد سوئم ص 16 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

(4) حضرت پیر مرعلی شاہ گولڑویؒ کی توہین

”مجھے ایک کتاب کذاب (حضرت پیر مرعلی شاہ) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین، تجھ پر لعنت۔ تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔“

(اعجاز احمدی ص 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 188 از مرزا قادیانی)

(5)

”دیکھو اہل حق پر حملہ کرنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ مجھے چند فقرہ کا سارق قرار دینے سے ایک تمام و کمال کتاب کا خود چور ثابت ہو گیا اور نہ صرف چور بلکہ کذاب بھی کہ ایک گندہ جھوٹ اپنی کتاب میں شائع کیا اور کتاب میں لکھ مارا کہ یہ میری تالیف ہے حالانکہ یہ اس کی تالیف نہیں۔ کیوں پیر جی اب اجازت ہے کہ اس وقت ہم بھی کہہ دیں کہ لعنة الله على الكاذبين۔ رہا محمد حسن پس چونکہ وہ مرچکا ہے، اس لیے اس کی نسبت لمبی بحث کی ضرورت نہیں، وہ اپنی سزا کو پہنچ گیا۔ اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ میں رکھ دی۔“

(نزول المسح حاشیہ ص 70 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 448 از مرزا قادیانی)

(6)

”معمار، معمار کی نکتہ چینی کر سکتا ہے اور حداد، حداد کی مگر ایک خاکروب کو حق نہیں پہنچتا کہ ایک دانا معمار کی نکتہ چینی کرے۔ آپ کی ذاتی لیاقت تو یہ ہے کہ ایک سطر بھی عربی نہیں لکھ سکتے۔ چنانچہ سیف چشتیائی میں بھی آپ نے چوری کے مال کو اپنا مال قرار دیا تو پھر اس لیاقت کے ساتھ کیوں آپ کے نزدیک شرم نہیں آتی۔ اے بھلے آدمی پہلے اپنی عربی دانی ثابت کر، پھر میری کتاب کی

غلطیاں نکال اور فی غلطی ہم سے پانچ روپیہ لے اور بالمقابل عربی رسالہ لکھ کر میرے اس کلامی معجزہ کا باطل ہونا دکھلا۔ افسوس کہ دس برس کا عرصہ گزر گیا، کسی نے شریفانہ طریق سے میرا مقابلہ نہیں کیا۔ غایت کار اگر کیا تو یہ کیا کہ تمہارے فلاں لفظ میں فلاں غلطی ہے اور فلاں فقرہ فلاں کتاب کا مسروقہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر صاف ظاہر ہے کہ جب تک خود انسان کا صاحب علم ہونا ثابت نہ ہو کیونکہ اس کی نکتہ چینی صحیح مان لی جائے، کیا ممکن نہیں کہ وہ خود غلطی کرتا ہو اور جو شخص بالمقابل لکھنے پر قادر نہیں، وہ کیوں کہتا ہے کہ کتاب میں بعض فقرے بطور سرقت ہیں، اگر سرقت سے یہ امر ممکن ہے تو کیوں وہ مقابل پر نہیں آتا اور لونمبڑی کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔ اے نادان، اول کسی تفسیر کو عربی فصیح میں لکھنے سے اپنی عربی دانی ثابت کر، پھر تیری نکتہ چینی بھی قابل توجہ ہو جائے گی ورنہ بغیر ثبوت عربی دانی کے میری نکتہ چینی کرنا اور کبھی سرقت کا الزام دینا اور کبھی صرنی نحوی غلطی کا۔ یہ صرف گوہ کھانا ہے۔ اے جاہل، بے حیا، اول عربی بلغ فصیح میں کسی سورۃ کی تفسیر شائع کر، پھر تجھے ہر ایک کے نزدیک حق حاصل ہو گا کہ میری کتاب کی غلطیاں نکالے یا مسروقہ قرار دے۔“

(نزل المسیح ص 65 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 441 از مرزا قادیانی)

ویگر اولیاء و علماء کی توہین

(7)

مولانا ثناء اللہ امرتسری کو
”عورتوں کی عار کما۔“

(اعجاز احمدی ص 83 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 196 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(8)

اہل حدیث پر اہنما مولانا محمد حسین بیالوی کے متعلق لکھا کہ

”کذاب، متکبر، سربراہ گمراہان، جاہل، شیخ احمقان، عقل کا دشمن، بد بخت،
 طالع، منحوس، لاف زن، شیطان، گمراہ شیخ مفتری“
 (انجام آتقم ص 241، 242 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 241، 242 از مرزا
 غلام احمد قادیانی)



(9)

□ مولانا نذیر حسین دہلوی کے متعلق لکھا کہ
 ”وہ گمراہ اور کذاب ہے۔“

(انجام آتقم ص 251 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 251 از مرزا قادیانی)



(10)

□ مولانا رشید احمد گنگوہی کے متعلق لکھا کہ
 ”اندھا شیطان، گمراہ دیو، شقی، ملعون“

(انجام آتقم ص 252 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 252 از مرزا قادیانی)



(11)

□ مولانا علی حارثی شیعہ راہنما کے متعلق لکھا کہ
 ”سب سے جاہل تر ہے۔“

(اعجاز احمدی ص 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 186 از مرزا غلام احمد
 قادیانی)



(12)

□ مولانا مسد اللہ کے بارے میں لکھا

”اور تہوں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون

ہے۔ سفیوں کا نطفہ 'بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو طمع کر کے دکھانے والا' منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔"

(حقیقتہ الوحی تتمہ ص 445 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 445 از مرزا غلام

احمد قادیانی)

قارئین کرام! آپ نے مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا مغالطات و انہوات پڑھ لی ہیں۔ اس کے باوجود اس کا دعویٰ ہے کہ

(13) گالیاں دینا سفلوں اور کینوں کا کام ہے

VIEW
PROOF

"ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کینوں کا کام ہے۔"

(ست بچن ص 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 133 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(14) بدزبان بدتر ہے

VIEW
PROOF

"بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے

جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء کی ہے۔"

(قادیان کے آریہ اور ہم ص 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 ص 458 از مرزا

غلام احمد قادیانی)



عَلَى مَقَامِ الْخَتْمِ مِنَ النَّبُوَّةِ - وَإِنَّهُ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ -

نبوت ختم گردیدہ

نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے اور وہ خاتم الانبیاء ہیں -

وَأَنَا خَاتَمُ الْأَوَّلِيَاءِ - لَا وَلِيَّ بَعْدِي - إِلَّا الَّذِي هُوَ

دعوی خاتم الاولیاء

اور میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو

مَبْنِيَّ وَعَلَى عَهْدِي - وَإِنِّي أُرْسِلْتُ مِنْ رَبِّي بِكُلِّ

ازیں باشد ہر عہد میں باشد - میں ان خدا کے خود تمام تر

مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا اور میں اپنے خدا کی طرف سے تمام تر

قُوَّةٍ وَبَرَكَاتٍ وَعِزَّةٍ - وَإِنَّ قَدَمِي هَذِهِ عَلَى

قوت و برکت و عزت فرستادہ شدہ ام و ایں قدم میں براں

قوت اللہ برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اللہ میرا قدم ایک ایسے

مَنَارَةٍ خَتَمَ عَلَيْهَا كُلَّ رُفْعَةٍ - فَاتَّقُوا اللَّهَ أَيُّهَا

منار است کہ برو بلند ختم گردیدہ پس اسے جو انان

نماز پر ہے جو اس پر ہر ایک بلند ختم کیا گئی ہے پس خدا سے ڈرو

الْفِتْيَانُ - وَاعْرِفُونِي وَأَطِيعُوا نَوِيَّ وَلَا تَمُوتُوا

بترسید و مرا بشناسید و اطاعت من کنید و ایسے نافرمانان

اسے جو انفرادی اور مجھے پہچانو اور نافرمانی مت کرو اللہ نافرمانی پر

بِالْعَصْيَانِ - وَقَدْ قَرَّبَ الزَّمَانُ - وَحَانَ أَنْ

نہ میرید و بہ تحقیق زمانہ نزدیک رسید و آن وقت

مت مرو اللہ نماز نزدیک آگیا ہے اور وہ وقت

(۳) اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْاَبْرَارِ

(۴) کوئی درباری میرے حلقہ اطاعت سے گزرنے نہ پاسے۔ کوئی درباری اس جرم پر سزا سے محفوظ نہیں رہے گا۔

یعنی جو شخص خدا سے تعلق رکھنے والا ہے۔ اس کا تعلق قائم نہیں رہ سکتا۔ جب تک وہ مجھے قبول نہ کرے۔ اور جو شخص اس حکم سے لاپرواہ ہے وہ سزا سے محفوظ نہیں رہے گا۔

(۵) سلطان عبدالقادر

اس الہام میں میرا نام سلطان عبدالقادر رکھا گیا۔ کیونکہ جس طرح سلطان دوسروں پر حکمران اور افسر ہوتا ہے۔ اسی طرح مجھ کو تمام روحانی درباریوں پر افسری عطا کی گئی ہے۔ یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ ان کا تعلق نہیں رہے گا جب تک وہ میری اطاعت نہ کریں۔ اور میری اطاعت کا جو آ اپنی گردن پر نہ اٹھائیں۔ یہ اسی قسم کا فقرہ ہے جیسا کہ یہ فقرہ کہ:۔۔۔ قَدْ هِيَ هَذِهِ عَلَى رَقَبَةٍ كَلَّمَ وَلِيُّ اللَّهِ۔ یہ فقرہ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ کہ ہر ایک ولی کی گردن پر میرا قدم ہے۔

(۶) اُحْيِلْ لَّهِ الْمَطْيَبَاتُ۔ قُلْ مَا فَعَلْتُ

اِلَّا مَا اَمَرَنِي اللّٰهُ۔

(تشریح) اس سلطان عبدالقادر کے لئے وہ تمام چیزیں حلال کی گئیں۔ جو پاک ہیں۔ کہہ میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا۔ جو خدا کے حکم کے برخلاف ہو۔ بلکہ وہی کیا جو خدا نے مجھے فرمایا۔

(۷) پھر بعد اس کے کشتی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھلایا گیا۔

لہ (ترجمہ از مرتب) خدا نیکوں کے ساتھ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں ٹھنڈی سے گر پڑا۔ اور میری داہنی کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس لئے یہ ہاتھ کمزور ہو گیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد میں قادیان میں حضور کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ حضور نے پوچھا شاہ صاحب آپ کا کیا حال ہے میں نے عرض کیا کہ کلائی کی ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے میرے ہاتھ کی انگلیاں کمزور ہو گئی ہیں اور اچھی طرح منہی بند نہیں ہوتی۔ حضور دعا فرمائیں کہ پنجہ ٹھیک ہو جائے۔ مجھ کو یقین تھا کہ اگر حضور نے دعا فرمائی۔ تو شفایابی اپنا کام ضرور کرے گی۔ لیکن بلا تامل حضور نے فرمایا کہ شاہ صاحب ہمارے موندے پر بھی ضرب آئی تھی۔ جس کی وجہ سے اب تک وہ کمزور ہے۔ ساتھ ہی حضور نے مجھے اپنا شانہ لٹکا کر کے دکھایا۔ اور فرمایا کہ آپ بھی صبر کریں۔ پس اس وقت سے وہی ہاتھ کی کمزوری مجھ کو بڑھتی اور میں نے سمجھ لیا کہ اب یہ تقدیر ٹھنڈے والی نہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب اپنے اصحاب کے کس قدر بے تعلف تھے کہ فوراً اپنا شانہ لٹکا کر کے دکھا دیا تاکہ شاہ صاحب اسے دیکھ کر تسلی پائیں و

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا کہ بعض لوگ بعیت کے بعد حضرت سیح موعود سے پوچھتے تھے کہ یا حضرت اہم کونسا وظیفہ پڑھا کریں۔ تو حضور فرماتے کہ الحمد للہ اور درود شریف اور استغفار اور دعا پر مداومت اختیار کرو اور دعا اھدنا الصراط المستقیم کثرت سے پڑھا کرو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک مرتبہ دیکھا کہ سید عبدالقادر صاحب جیلانی آئے ہیں اور آپ نے پانی گرم کر کر مجھے غسل دیا ہے اور نئی پوشاک پہنائی ہے اور گول کرہ کی بیڑھیں کے پاس کھڑے ہو کر فرما گئے کہ اؤ ہم اور تم برابر برابر کھڑے ہو کر قنائیں۔ پھر انہوں نے میرے بائیں طرف کھڑے ہو کر کندھے سے کندھا ملا یا۔ تو اس وقت دونوں برابر برابر رہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ اوائل زمانہ کا وہ یاد ہو گا۔ کیونکہ بعد میں تو آپ کو وہ روحانی مرتبہ حاصل ہوا کہ امت محمدیہ میں آپ سب پر بقیقت لے گئے جیسا کہ آپ کا یہ الہام بھی ظاہر کرتا ہے کہ آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اُدھر بچھایا گیا اور آپ نے صلاحت کے ساتھ کھا

وقد تمت الاخبار والاکمی تبهر وذلک فی القرآن نبأ مکرر اور یہ خبر تو قرآن میں کئی مرتبہ آچکی ہے۔	التصون بغیا من اتی من یلیکم وقد قیل منکم یا تین ایا مکرر اور تم میں سے جو کہ تمہارا امام تم میں سے ہی آئے گا
کتاب خبیث کالعقاب یا بر لعنت بلعون فانیت تدمر اور ہر ایک آدمی خصوصاً کے وقت آزمایا جاتا ہے۔	اتانی کتاب من کذب یزور فقلت لك الویلات یا ارض جول پس میں نے کہا کہ اے گمراہ کی زمین تجھ پر لعنت
وکل امرء عند التخاصم یسأل تقولت فاعلم ان ذیل مظهر بنایا جو جس جگہ کہ میرا دامن جھوٹ ہے پاک ہے۔	تکلم هذا النکس کالزمرع شامتا انزعہ یا شیخ الضلالة انی کیا تو اسے گمراہی کے شیخ یہ گمان کہ تاج کو دین پر جھوٹ
سیبدی لك الرحمن ما انت تنکر ففاضت دموع العین القلب بضمیر خدا صغیر تیرے بظاہر کہ گناہ جس چیز کا تو نے انکار کیا۔	اذا ما رأینا ان قلبک قد غسا اخذتم طریق الشرک مرکز دینکم تم نے شرک کے طریق کو اپنے دین کا مرکز بنا لیا۔
ففرموا الی وجانبوا البغواخذوا وما کان ان یطوی وبلغی ویحیر اور میں نے یہ سب کچھ دیکھا کہ تیرا دل سیاہ ہو گیا۔	وما انا الا نائب الله والوری وان قضا الله یأتی من السماء اور میں مخلوق کے لئے خدا کا نائب ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۵۴

BACK

مگر شرط یہ ہے کہ اُس تاریخ سے کہ یہ رسالہ شائع ہو ٹھیک ٹھیک عرصہ میں یوم تک اسی مقدار اور اسی بلاغت فصاحت کے لحاظ سے اور انہیں مضامین کے مقابل پر اشعار بنا کر اور طبع کر کے ملک میں شائع کر دیں ورنہ اختیار کے ذریعہ سے اُن کا بجز شائع کر دیا جائے گا۔ اور ہم دوبارہ اقرار کرتے ہیں کہ اگر ان اشعار میں تاریخ معینہ کے اندر وہ ہمارا مقابلہ کر سکیں گے اور اہل علم کی شہادت سے اُن کے اشعار ہماری اشعار کے ہم مرتبہ ہونگے اور تعداد میں بھی برابر

بقیۃ حاتم فقرہ لا سرقہ میری طرف منسوب کرنے کے ساتھ ہی خود ایک پوری کتاب کا سارق ثابت ہو گیا۔ مگر اُس کا احترام صحیح تھا تو کیوں خدا تعالیٰ نے اُسکو دُعا کیا اور جب لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ میری لکھنے والی کلامیہ کا مضمون چور کا کفن دزدوں کی طرح قابلِ شرم چوری کی ہے اور بعض اُس کے دوستوں نے اُس کی طرف خط لکھے کہ ایسا کرنا مناسب نہ تھا تو یہ جواب دیا کہ میں نے محمد حسن مُردہ سے اجازت لے لی تھی صاف ظاہر ہے کہ اگر محمد حسن مُردہ اجازت دیتا تو اپنی زندگی میں ہی دیتا مسودہ اس کے پاس بھیجتا نہ یکے اُس کے مرنے کے بعد اُسکی بیوہ کے پاس سے منگوا یا جاتا اور پھر ہر حال یہ ذکر تو کرنا چاہیے تھا کہ میں صفت خود عربیت اور علم ادب کے بے نصیب ہوں اور یہ مسودات محمد حسن مُردہ کے مجھے ملے ہیں مگر کہیں ذکر کیا۔ بلکہ بڑے فخر سے دعویٰ کیا کہ یہ کتاب میں نے آپ بنائی ہے۔ دیکھو اہل حق پر حکم کرنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ مجھے چند فقرہ کا سارق قرار دینے سے ایک تمام و کمال کتاب کا خود چور ثابت ہو گیا اور نہ صرف چور بلکہ کذاب بھی کہ ایک گندہ جھوٹ اپنی کتاب میں شائع کیا اور کتاب میں لکھ ماما کہ میری تالیف ہے حالانکہ یہ اُس کی تالیف نہیں۔ کیوں پیر ہی اب اجازت ہے کہ اس وقت ہم بھی کہہ دیں کہ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔ رہا محمد حسن پس چونکہ وہ مُرجح ہے اس لئے اُس کی نسبت لمبی بحث کی ضرورت نہیں وہ اپنی سزا کو پہنچ گیا۔ اُس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے مُنہ میں دکھ دی۔ میں نے کتاب العجاز المسیح کے سر پر بطور پیشگوئی بیان کر دیا تھا کہ جو شخص اس

شہرہائے جائیں گے پھر اگر تہا دار سال فصیح بلغ ثابت ہو تو میرا تمام دعویٰ باطل ہو جائیگا اور میں اب بھی اقرار کرتا ہوں کہ بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد اگر تہا داری تفسیر لفظ و معنا اعلیٰ ثابت ہوئی۔ تو اُس وقت اگر تم میری تفسیر کی غلطیاں نکالو تو فی غلطی پانچ روپیہ انعام دے دوں گا۔ غرض یہ وہ نکتہ چینی کے پہلے یہ ضروری ہے کہ بذریعہ تفسیر عربی اپنی عربی دانی ثابت کرے کہ کیونکہ جس فن میں کوئی شخص دخل نہیں رکھتا اُس فن میں اُسکی نکتہ چینی قبول کے لائق نہیں ہوتی۔ معمار و معمار کی نکتہ چینی کر سکتا ہے اور حداد حداد کی مگر ایک خاکروب کو حق نہیں پہنچتا کہ ایک دانامعمار کی نکتہ چینی کرے۔ آپکی ذاتی قیادت یہ ہے کہ ایک سطر بھی عربی نہیں لکھ سکتے۔ چنانچہ سیفہ چشتیائی میں بھی اپنے چوری کے مال کو اپنا مال قرار دیا تو پھر اس لیا قی کے ساتھ کیوں آپ کے نزدیک شرم نہیں آتی۔ اسے بھلے آدمی پہلے اپنی عربی دانی ثابت کر پھر میری کتاب کی غلطیاں نکال اور فی غلطی ہم سے پانچ روپیہ لے اور بالمقابل عربی رسالہ لکھ کر میرے اس کلامی معجزہ کا باطل ہونا دکھلا۔ افسوس کہ دس برس کا عرصہ گزر گیا کسی شریفانہ طریق سے میرا مقابلہ نہیں کیا۔ غایت کار اگر کیا تو یہ کیا کہ تمہارے فلاں لفظ میں فلاں غلطی ہو اور فلاں فقرہ فلاں کتاب کا مسرودہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر صاف ظاہر ہے کہ جب تک خود انسان کا صاحب علم ہونا ثابت نہ ہو کیونکہ اُسکی نکتہ چینی صحیح مان لی جسے کیا ممکن نہیں کہ وہ غلطی کرتا ہو اور جو شخص بالمقابل لکھنے پر قادر نہیں وہ کیوں کہتا ہے کہ کتاب میں بعض فقرے بطور مسرودہ ہیں اگر مسرودہ سے یہ امر ممکن ہے تو کیوں وہ مقابل پر نہیں آتا اور نو نمبری کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔ اسے نادان اول کسی تفسیر کو عربی فصیح میں لکھنے سے اپنی عربی دانی ثابت کر پھر میری نکتہ چینی بھی قابل توجہ ہو جائیگی ورنہ بغیر ثبوت عربی دانی کے میری نکتہ چینی کرنا اور کسی مسرودہ کا الزام دینا اور کبھی صرفی نحوی غلطی کا۔ یہ صرف گوہ کھانا ہے۔ اسے جاہل بیخیا اول عربی بلغ فصیح میں کسی سورۃ کی تفسیر شائع کر پھر تجھے ہر ایک کے نزدیک حق حاصل ہو گا کہ میری کتاب کی غلطیاں نکالے یا مسرودہ قرار دے۔ جو شخص ہزار ہا بڑے عربی بلغ فصیح کی لکھ چکا ہے نہ صرف بیہودہ طور پر بلکہ معارف حقیقی کے بیان میں تو کیا صرف انکار سے اس کا جواب ہو سکتا ہے یا جب تک کلام کے مقابل پر کلام نہ دکھلایا جاوے۔ صرف زبان کی بک بک بحث ہو چکی ہو اور اس بک بک کوئی قیاس ثابت

على مثلها لم نطلع في مكم
ان تمام مصیبتیں کیلئے دوسری میں نظیر نہیں پائی جاتی۔

ففكر اهذا كله كان باطلا
پس سوچ کیا یہ تمام کارروائی باطل تھیں۔
الا لا تسمى عار النساء اباء الوفا
لے عورتوں کے عار شفاء اللہ

أردت الهوى من بعد ستين حجة
کیا میں نے ساتھ برس کی عمر کے بعد ہوا پرستی کو اختیار کیا

اريناك آيات فلا عذر بعد ها
ہم تجھے عجیب نشان دکھاتے ہیں اور اسکے بعد کوئی مذربانی نہ رہے گی

أردت بعد ذلتي فرأيتها
تو نے مقامِ مد میں میری ذات کو چاہا پس خود ذات اٹھائی۔

وكأين من الآيات قد مر ذكرها
اور بہت سے نشان ہیں جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔

فحق لنا بعد التجارب حيلة
پس ہمارے لئے بہت تجارب کے بعد ایک حیلہ ظاہر ہوا۔

فهذا هو التبيكيت من فاطر السما
پس اسی ذریعے سے تمہارا منہ خدا بند کرنا چاہتا ہے۔

وان كان عيسى او من الرسل اخر
خواہ عیسیٰ ہو یا کوئی اور نبی ہو

وما كان شرك الناس شيئا يغير
اور شرک کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کو بدلا یا جائے

الام كفتيان الوغى تنمصر
کب تک مردانِ جنگ کی طرح پٹنگی دکھائیگا

وذلك راى لا يراه المفكر
یہ تو کسی عقلمند کی رائے نہ ہوگی۔

وان خلتها تخفى على الناس تظهر
اور اگر تو خیال کیے کہ وہ پوشیدہ ہے گا تو وہ ہرگز پوشیدہ نہ رہے گا

ومن لا يوقر صادقاً لا يوقر
اور جو شخص صادق کی بے عزتی کرتا ہو وہ خود سب عزت ہوجاگا

رأيتم فاعرضتم وقلتم تن ورس
تمہارے وہ نشان دیکھے اور انکار کیا اور کہا کہ جھوٹ بول رہے

لنكتب اشعاراً بها الاي تشعرو
تاہم یہ چند شعر لکھیں جن سے تمہیں یہ نشان معلوم ہوجائے

وهذا هو الافحام متى ففكر وا
اور یہی میری طرف سے اتمامِ حجت ہے۔

لفظ سہو کاتب سے کئی کالفاظ چھوٹ گیا ہے۔ اصل ترجمہ یوں ہوگا: ”ہم تجھے کئی ایک نشان دکھاتے ہیں۔“ (عشر)

※ يُستعمل لفظ كآين كما يُستعمل كآين في لسان العرب - من لا

وَمِنَ الْمُعْتَزِّضِينَ الْمَذْكُورِينَ - شَيْخُ خُصَالِ بَطَالُوسِي - وَجَاهِرُ غُوتِي - يُقَالُ لَهُ
وَيْحِي إِذَا عَظَرَ كُنْزُ دُكَّانٍ شَيْخٌ مُّكْرَاهٍ سَاكِنٌ بِطَالِاسْتِ كِهْ بِسَايَهْ مُّكْرَاهِ اسْتِ - لَوْرَا

محمد حسنین - وَقَدْ سَبَقَ الْكُلُّ فِي الْكَذِبِ وَالْمَيْنِ - وَانْهَ أَبِي

محمد حسین می گویند - واز بهر در ددغ و نالاستی سبقت برده است - واد انکار کرد

وَاسْتَكْبَرَ - وَاشَاعَ الْكِبَرُ وَظَهَرَ حَقُّ قَبِيلِ اَنَّهُ اِمَامُ الْمُسْتَكْبِرِينَ - وَرَأْسُ

و کبر نمود - و کبر را شایع کرده و ظاهر بر ساحت تا آنکه گفته شد که او امام مجکبرین است - و رئیس

الْمُعْتَدِينَ - وَرَأْسُ الْغَاوِينَ - هُوَ الَّذِي كَفَرَنِي قَبْلَ اَنْ يَكْفِرَ الْآخَرُونَ - وَاعْتَرَضَ

تجدد کنندگان - و سرگرازان است - او همان شخص است که پیش از بهر مرا کافر گفت - و بر کتابهای

عَلَى كَتَبِي وَظَهَرَ جَهْلُهُ الْمَكُونُ - فَقَالَ اِنْ تِلْكَ مَلَكْتُبٌ مَشْهُونَةٌ مِنَ الْاَغْلَاطِ

من اعتراض کرد - و چهل خود ظاهر نمود - پس گفت که این کتابها از غلطی پدید می آید و در محل

وَسَاقِطَةٌ فِي وَحْلِ الْاَغْطَاطِ - وَلَيْسَتْ كَمَا مَعِينُ - وَانْ هَذَا الرَّجُلُ مِنْ

اغطاط فرو افتاده اند - و بجهت آب صافی نیست - و این شخص از جاهلان است

الْبَاحِلِينَ - وَكُلُّهُ يَوْجَدُ فِي كِتَبِهِ مِنْ مَلْجَمٍ وَتِيَا فِيهَا - فَلَيْسَ قَرِيبَتْهُ حَجَرٌ

و هر چه از کلمات نمکین و قافیہ یا در کلام او یافته می شود - پس آن طبعزداد و

اِثَانِهَا بَلْ تِلْكَ كَلِمٌ خَرَجَتْ مِنْ اَقْلَامِ الْآخَرِينَ -

و سنگ طبعیت او نیست بلكه این کلمات از قلمهای دیگران برآمده اند -

فَقُلْتُ يَا شَيْخَ النَّوْكَى - وَعَدُّوْا الْعَقْلَ وَاللَّهُمَّ - اِنْ كَتَبْتُمْ مَبْرُورَةً مَتَا

پس گفتم که ای شیخ انصاری - و دشمن عقل و دانش - به تحقیق کتاب های من آنچه گمان کردی

زَعَمْتُ - وَمَنْزُورَةً عَمَّا ظَنَنْتُ - اَلَا سَهْوُ الْكَاتِبِينَ - اَوْ زِيغُ الْقَلَمِ يَنْغَاظِلُ مَتَى لَا

بی هستند - و از آنچه زعم تست منزور هستند - مگر سهو کاتب یا کمی قلم از تغافل من نه مثل چهل و پانزده

من سهو کاتب و الصواب منزورة "خس

كجھل الجاهلین۔ فان قلت انت تثبت فيها عتارا فخذ مني محذام كل لفظ غلط

پس اگر تو می دانی که در این کتاب به لغزش ثابت کنی پس از من بپایه هر لفظ غلط دینارے بگیر

دینارا۔ واجمع صریفاً ونضاراً۔ وكن من المتمولين۔ وهذا صلة تلامهم هواك۔ و

وسيم ونذر اجمع كن۔ واذن العار ان بشو۔ واین آن انعام است که مناسبت خود پس

تقربه عيناك۔ وتستريح به رجلاك۔ فتجنح من السفر الدائم۔ ولا تحية كالشهاد

گست۔ وبدو چشم تو فک خواهد شد۔ وپروپای تو از آن آرام خواهند گرفت پس از سفر دائمی نجات خواهی یافت

الهائم۔ وتقبل كالمتمعين۔ وتغني به عن جمائل اخرى۔ ومكانك شتى۔ واشاعة

وهمی مرگوان آواره خواهی گردید۔ وکل متغلمان خواهی نشست۔ ودر پس مال از مرصعی خود گرد و فرب که گوناگون

عدا السنة۔ ووعظ الدجل والفرية۔ وتعيش كالمستوحجين۔

واشاعة السنه که در مال عدا السنه است واندل و فرب به نیاز خواهی شد وپس آرام یابان زندگ خواهی گذرانید۔

بيداني اريد ان اري قبله راي خاصك واشاهد ريج بلاغتك۔ لا خهم

گرامین است که می خواهم که قبل ازین امر خوشبختی فصاحت ترا بینم وپس بلاغت تو را در کنم۔

انك من علماء هذه الصناعة۔ ومن اهل تلك الصولة۔ ولست

تا به بینم که تو از علمائے این صناعت هستی۔ و از آنان هستی که اهل این علمه هستند۔ واز

من الجاهلین المحبوبین العمین۔

جاهلان و محبوبان و ناپایان یستی۔

فاتفق لوشل حظه المبحوس۔ ونكد طالعه المنحوس۔ انه ما قبل

پس بیاعت کم نصیبی و بدبختی طالع منحوس او این اتفاق افتاد که او این انعام را قبول نکرد

هذه الصلة۔ وما سئى نفسه لي قبل هذه الشريعة۔ وخشى الذلة

و خشتن را بر بلندی آماجی نیاورد تا شرط را قبول کند۔ واز ذلت و رسوائی

والفضيحة - وتواری کا ملتخو فین - وقال لو نشاء لقلنا مثل هذا وكننا لسنا
خود تبرسید - وپہچو ترسندگان پوشیدہ گشت - وگفت اگر بخیر ہم مثل این بگوئیم - وکن ارا فراغت
بفارعین - وماخرج من بئته - ومارای نمودیم زبته - وما نفوة الا کالمصطفین
نست - واذقانه خود سیردن نیاید - ونبوده زیت خود نبوده - وپجزون زنی نیکی سخن نکرد -

وتمیزت فی صلتی مرضاته - لا نقذا بحيلة حصاته - وامنض لبنه واری جلاله
ومن در انعام خود رنائه اورا خیال کردم - تا بکدام جلاله اورا بیازنایم - واز خیر او کہ بھن آدم و جمل او
فكان للنحاس براد آماقه - لوالحناس حبب لیه اباته - فرویت ان حره
بنایم - پس گویا خواب اورا نزد خود خواند - یا شیطان اورا رغبت گرفتن داد - پس دیدیم کہ تمام گرمی او
قد باخ - وعرمه هرم و شاخ - و تروی کا لمضمحلین -

سرود - و قصد او پر فروت گشت - وپہچو مضمحلین مثل نمود -

و الله انی استیقن انه لا يقدر علی اصلا وسطا لوسطین - وکلا
و بخدا مرا یقین است کہ او بر نوشتن یک سطر را دو سطر ہم قادر نیست - و ہر چه
يقول يقول من الماتین - بل لا اظن ان يقدر علی فهم مقالی - و یبیتین فی المجلس
یگوید از دودغ میگوید - بلکہ مرا این گمان ہم نیست کہ او سخن من بفہم - و در مجلس سخنوں قول من
خواع اقوالی - و انه من الکاذبین - و انی اعرفه من قدیم الزمان - و کئی کنت
بیان تواند کرد - و او از دودغ گویان است - و من اورا از زمانہ قدیم ہی شناسم - لیکن من حال او را

استرحاله واسعی للکمان - بل اذ انطق احد لا فشاء سره - فطوبیة علی غرة
پوشیدہ می دانم - بلکہ چون کہے برائے دیدن ہمدہ او گفتگو کرے پس من آن گفتگو را بر سخن من

وصنت عرضه من الناهشین ثم رأیت انه لا یسدا عند غلوائه - ولا یفرغ عن نفسه
میں محسوس ہوا کہ او از گزشتہ سال نہ بخود غافل ہوا - باز دیدیم کہ او نہ غفلت بخود از حدیث پرے نہاد - و از نفس خود جامہ

ثم اعلم ايها الشيخ الضال . والدجال البطل . ان الثمانية الذين هم
 باز اسے شیخ گمراہ و دجال بقال
 بلکہ آن ہشت کہ

ثامر عودك . ووقود ووقودك . الذين اُدخلوا في التسعة المخاطبين . فمنهم
 ہوا اے شاخ تو . ویزم آتش افزہ تو ہستند . آنکہ در ۹ مخاطبین داخل اند . پس بچے از آہنا
 شیخ الضال الکاذب نذیر المبشرين ثم الدہلوی عبد الحق

شیخ گمراہ و دہلوی قوتست کہ نذیر مسیحین است کہ بشارت یافتگان را می ترسانند . باز عبد الحق دہلوی کہ
 رئیس المتصوفین . ثم عبد الله التونکی ثم احمد علی السہارنوی من المقلدین
 رئیس اف ذہل است . باز عبد اللہ تونکی . باز احمد علی سہارنوی از مقلدان

ثم سلطان المتکبرین . الذی اضاع دینہ بالکبر والتوہین . ثم الحسن
 باز مولوی سلطان الدین جمہوری است کہ از کبر و توہین دین خود را ضائع کرد . باز محمد حسن
 الامر وہی الذی اقبل علی اقبال من لبس الصفاقة . وخلق الصداقة
 امر وہی کہ سوئے من بکوبے میایان متوجہ شد . و از راستی خود را دور افکند .

الحاشیہ - هذا الرجل لا يحسب العربية المباركة ام الالسنه . بل هي
 میں شخص عربی مبارک را ام الالسنہ نمی پندارد . بلکہ عربی

عندة مستخرجة من العبرية . التي هي لها كالفصلة . ويستيقن ان اثبات
 نزدیک او از عبرانی خارج کردہ شدہ است . حالانکہ عبرانی عربی را مثل فاصله است . و این شخص یقین می کند
 هذه الخطاة عقداً مستصعبة الافتتاح . او کہ زندہ مستعسر الافتتاح . و ما
 کہ عربی را ام الالسنہ قرار دادن کاسہ شکل است کہ تواند شد . یا مثل سگے است کہ از آن آتش برآورد تواند آمد
 فرغنا من فتح هذا الميدان . في كتابنا من الرحمن . وسون
 حال آنکہ ما از فتح این میدان فراغت یافتیم . و این فراغت در کتاب

واعتلقت اظفارہ بعرضی کالذیاب۔ ومخلبه بشونی کالکلاب۔ ونطق بکلم
واثن اے بھوگرگان یا بروئے من آویخت۔ ونجیہ بھو سگان بجامہ من دہ آویخت۔ وسمنائے بر زبان خود

لاینطق بمثلها الا شیطان لعین۔ وانعرهم الشیطان الاعمی۔ والقول الاغوی۔
تو کہ کہ بجز شیطان لعین ہیچ کس بلان گوئے تکلم نکند۔ واذہم آخر شیطان کوراست ودیو گراہ۔

یقال له رشید الجنجوحی۔ وهو شقی کالامروہی۔ ومن الملعونین۔
کہ اورا رشید احمد جنجوحی سے گویند۔ واد بھو محمد حسن امر دی بد بخت است وزیر لعنت خدا تعالیٰ است۔

فہؤلاء تسعة رھط کفرنا وسبونا وکانوا مفسدین۔ ونذکر معہم الشیخین
پس ایہ نہ شخص اند کہ تکفیرا کردند ودر شتابا دادند۔ واذ مفسدان بہتند۔ واما اوشان دوشویش و

المشہورین۔ یعنی الشیخ الہ مخش التونسوی والشیخ غلام نظام الدین
بزرگرمی کریم۔ یعنی شیخ الرشش تونسوی وشیخ غلام نظام الدین بریلوی

یشاع فی الدیار والبلدان۔ فیومئذ تسود وجوہ المنکرین۔ وانا نعوذ فی افکارنا۔
من الارض شدہ است۔ وبقرب این کتاب در شہر ہاشم شاہ کردہ خواہ شد۔ پس داں موزدئے عکراں سیہ

وایدنا فی انکارنا۔ من اللہ رب العالمین۔ ودمنا فیہ کل دوس۔ الذین یقولون
خواہ گردید۔ واد در فکر ہائے خود و نظر ہائے خود از خدا تعالیٰ تائید یافتیم۔ واما آنا کہ میگویند کہ عربی

ان العربیۃ ما سبق غیرہ بطوس۔ بل ہی کاللباس المستبذل او النواع
در حسن خود بر غیر خود سبقت نبرده است۔ بلکہ آن مثل لباس کاہ آمدہ یعنی کہند و ظرف مستعمل یعنی

المستعمل وکشی عہو سقط صلفۃ غیر معین۔
بیکار است وثل چیزے روی بے سود است کہ هیچ نفع نہ بخشد۔ ودر آن کتاب بخوبی پامل کردیم۔

وانا اثبتت ادعوانا حق الاثبات۔ وارینا الامر کالبدیہات۔ ممیین غیر مسقطین۔
واما دعویٰ خود را چنانکہ حق ثابت کردی است تا ثابت کردیم۔ وامر مقصود را مثل بدیہیات نمودیم۔ و

فکید واجمع الکید یا ایہا العدا
پس ہر ایک قسم کے حکم کے کو دے دشمنو۔
مضی وقت ضرب المرہقا ودفوها
وہ وقت گزر گیا جبکہ تو اس پر چڑھائی جاتی تھیں۔
وللہ سلطان وحکم وشوکہ
اور خدا کے لئے تسلط اور حکم اور شوکت ہے۔
اذا ما رأینا حائرًا اجهل الوری
اور جب میں نے علی حائری دیکھا جو سب جاہل تھے۔
وما کنت بالقصص المجمل راضیا
اور میں شرمندہ کہنے والی خاموشی پر راضی نہ تھا۔
اخاطب جہرا الا قول تخالفت
میں کھلے کھلے مخاطب کرتا ہوں نہ پوشیدہ قول سے۔
ایا عابد الحسنین ایاک والظنی
اے حسینؑ میں کی عبادت کروں اے دوزخیؑ یا اگے پرہیز کر
وانت امرء من اهل سب واننا
اور تو وہ آدمی ہے کہ گالیاں دیتا ہے اور ہم لوگ
سببت وان السب من سننکم
تو نے گالیاں دیں اور گالیاں دینا تمہارا طریق ہے۔
ترى سقم نفسی ما ترى ابي لبنا
تو میرے نفس کا جو بیکار ہو اور خدا کے نشانی نہیں دیکھتا

فی عصمتی ربی وهذا مقدّر
پس میرا خدا مجھے بچائے گا اور یہی مقدّر ہے۔
وانا بذہان من اللہ کفخر
اور ہم خدا کی برائی سے مکرہوں کہ ذبح کرتے ہیں
ونحن کما قال بالاشارة فخص
اور ہم وہ سولہ ہیں جو اشارہ پر حاضر ہوتے ہیں
طوینا کتاب البحث والای اظهر
نشی جو ہم پیش کرتے ہیں وہ ظاہر ہیں پر بحث کی کہانت
ولکن رأیت القوم لم یتبصروا
گہمیں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ کچھ سوچتے نہیں۔
فانی من الرحمن اوحی واخبر
کیونکہ میں خدا کی طرف سے وحی پاتا ہوں اور خبر دیتا ہوں۔
وما لك تختار السعير وتشعر
تجھے کیا ہو گیا کہ دوزخ کو اختیار کر کے جادہ جانتا ہے۔
رجال لاظهار الحقائق نؤمن
وہ آدمی ہیں جو حقیقتوں کے ظاہر کو دیکھ کر حکم دیتے جانتے ہیں
لكل اناس سنة لا تغیر
ہر آدمی کے لئے کوئی کلمہ ایک طریق ہے جو نہیں بدلتا۔
كانك غول فاقد العين اغوى
گویا تو ایک دیو ہے آنکھ کھولی والا ایک چشم

لے ترجمہ میں کچھ غلط فہمی کا سبب ہے۔ اصل میں ترجمہ یوں ہوگا۔ "اور جب میں نے علی حائری کو سب سے جاہل تر ہے دیکھا تو دیکھا کہ "دشمن"

ویسا ہی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آگئی جو خدا تعالیٰ نے میرے ذریعے سے ظاہر فرمائی۔ کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اسی روز سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اسکی نسبت مجھے یہ خبر دی کہ اُن شافِکِ ہوا لا یتو جس کو اُن تک بارہ برس گزر گئے اُسی وقت سے اولاد کا دروازہ سعد اللہ پر بند کیا گیا اور اُس کی بددعاؤں کو اُسی کے مُنہ پر مار کر خدا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے مجھ کو دیئے اور کروڑ بانیساؤں میں مجھے عزت کے ساتھ شہرت دی اور اس قدر مالی فتوحات اور آمدنی نقد اور جنس اور طرح طرح کے تحائف مجھ کو دیئے گئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر سکتے تھے۔ سعد اللہ چاہتا تھا کہ میں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے اِس آرزو میں اُسکو ناخر اور کھکر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اُسکی زندگی میں ہی اُسکو دکھلا دیا کہ ایک جہاں میری مدد کیلئے میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مالی مدد کی کہ صد ہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں ہوئی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کے ہزار ہا انسانوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ میں اُسکی زندگی میں ہی مر جاؤں اور میری اولاد بھی مر جائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اُسکو ہلاک کیا اور الہام کے دن کے بعد تین لڑکے اور مجھ کو عطا کئے۔ پس یہ موت اُسکی بڑی نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہوئی۔ اور یہی پیشگوئی میں نے کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو گئی۔

اور وہ پیشگوئی جس میں میں نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلت کے ساتھ میرے دو برو وہ مرے گا۔ وہ انجامِ اتم میں عربی شعرِ دل میں ہے اور وہ یہ ہے :-

غَوْلًا لَعِينًا نَطْفَةُ السُّفَهَاءِ

کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ

مُخَسَّسٌ يَسْتَعِدُّ فِي الْجَهْلَادِ

مخسّس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے

وَمِنَ اللَّثَامِ اَرَى رُجِيلًا فَاسِقًا

اور لٹیروں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں

شَكْسٌ خَبِيثٌ مُفْسِدٌ وَمُزَوَّرٌ

بزرگوارِ حبیب! مفسد اور مضبوط کو طبع کر کے دکھانے والا

چشم بکھ چکا ہوں کہ یہ چند شعر اس وقتِ نبوت سے لکھے گئے جبکہ بدقسمت سعد اللہ کی بد بانیِ حد سے زیادہ گزرا تھی۔ منہ

بیزار نہ ہو جاتے تو کوئی بھی پنڈت اُن کو بُرائہ نہ کہتا۔ اب تو بادا صاحب ان پنڈتوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں دیکھ سکے مگذب ہو ہوئے۔

قولہ۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُنہوں نے ویدوں کو نہ سُنانہ دیکھا۔ کیا کریں جو سننے اور دیکھنے میں آئے تو بُدھ مان لوگ جو کہ ہٹی وہ گہے نہیں دے سب سمجھادی والے ہیدمت میں آجاتے ہیں۔ یعنی نانک و فیو اس کے سکھوں نے نہ ویدوں کو سُنانہ دیکھا کیا کریں؟ سُنے یا دیکھنے میں آویں تو جو عقلمند متعصب نہیں وہ فنا اپنی شک بدیا چھوڑ کر وید کی ہدایت میں آجاتے ہیں۔ اقول اس تمام تقریر سے پنڈت صاحب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ بادا نانک صاحب اور اُن کے پیرو شک ہیں اُنہوں نے دنیا کے لئے دین کو بیچ دیا۔ مگر چند یہ تو سچ ہے کہ بادا نانک صاحب نے وید کو چھوڑ دیا اور اس کو گمراہ کرنے والا طوطا سمجھا لیکن پنڈت صاحب پر لازم تھا کہ یوں ہی بادا صاحب کے گرد نہ ہو جاتے اور شک اور متکار اُن کا نام نہ رکھتے بلکہ اُن کے وہ تمام عقیدے جو گرنہ میں درج ہیں اور مخالف وید ہیں اپنی کتاب کے کسی صفحہ کے ایک کالم میں لکھ کر دوسرے کالم میں اس کے مقابل پر وید کی تعلیمیں درج کرتے مقلند خود مقابلہ کر کے دیکھ لیتے کہ ان دو تعلیموں سے سچی تعلیم کونسی معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف گالیاں دینے سے کام نہیں نکلتا۔ ہر ایک حقیقت مقابلہ کے وقت معلوم ہوتی ہے اور ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔

قولہ۔ نانک جی بڑے دھناڈ اور رئیس بھی نہ تھے۔ پرنتو اُن کے چیلوں نے نانک چند دے اور جنم ساکھی و فیو میں بڑے بڑے ویشیج دالے کھے ہیں۔ نانک جی برہما دی سے ملے بڑی بات حیرت کی سب نے ان کا مان کیا۔ نانک جی کے دواہ میں گھوٹے۔ رتھ ہاتھی سونا چاندی موتی پنا دی رتنوں سے جڑے ہوئے پاد اور نتھا کھا ہے۔ بھلا یہ گپوڑے نہیں تو کیا ہے۔ یسے نانک جی کہیں کے ملدار اور رئیس نہیں تھے مگر اُن کے چیلوں نے پوتھی نانک چند دی اور جنم ساکھی و فیو میں بڑے دو تمند اور بھگت کہہ کھا ہے

نورِ مائیل بار اول

خدا کے کریم کا شکر ہے کہ

یہ لڑ قادیان کس نے آدیں کم جواب میں نکھا

کیا ہے جہنمِ نیت ہی تو میں اور نہ مائی کیسے اپنی شمار

میں میرے نشانوں کا شمار کیا ہے جس کی گواہ نہ قطع کیا بلکہ کیا حکم

دنیا ان کو دیکھ چکی ہے اور اس رسالہ کا نام ہے

قادیان کے آریہ اور ہم

اور یہ سارہ

باہم نغمہ صاحب میگوین پر میں

قادیان میں طبع ہو کر فرایع ہو

۲۰ فروری ۱۳۲۰ء

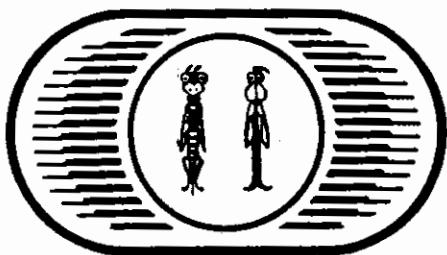
تعداد کیسے ہزار چلے
قیمت فی جلد ۱۲

دکھد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے
 دیوانہ مت کہو تم عقل رسا یہی ہے
 مت کہہ کہ کئی تیرانی تجھ سے رجا یہی ہے
 عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے
 طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے
 ہم جاڑے کنارے جائے بکا یہی ہے
 پر تو ہے فضل والا ہم پر کھد یہی ہے
 کہتے ہیں جس کو مدخ وہ جلن گڑا یہی ہے
 سینہ پر دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے
 ظالم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے
 جو پیستی ہے دیں کو وہ اسیا یہی ہے
 سب خشک ہو گئے ہیں پھولا پھلا یہی ہے
 مُرمہ سے معرفت کے اک مرمہ سا یہی ہے
 سب جوہروں کو دکھا دل میں چھا یہی ہے
 بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے
 وہ گالیوں پر اترے دل میں پڑا یہی ہے
 جس دل میں یہ نجاست بیت المظاہر یہی ہے

اس راہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سنائوں
 دل کر کے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
 اے میرے یاد جانی کر خود ہی ہنس رہا ہوں
 فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جاگنی ہے
 تیری دغا ہے پوری ہم میں ہے عیب دوری
 تجھ میں دغا ہے پیار ہے جس میں عہد سائے
 ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخنہ ڈالا
 اے میرے دل کے صاں بھراں تیرا سواں
 اک دیں کی آفتوں کا غم کھا گیا ہے مجھ کو
 کیونکر تیرے وہ عہدے کیونکر فساد ہووے
 ایسا زمانہ آیا جس نے غضب کے ڈھایا
 شادابی و لطافت اس دیں کی کیا کہوں میں
 ابھیں ہر ایک دیں کی بے نور ہم نے پائیں
 نعلین میں بھی دیکھے دیرِ عین بھی دیکھے
 انکار کر کے اس سے پھٹاؤ گے بہت تم
 پر آریوں کی آنکھیں اندھی ہوئیں میں ایسی
 بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدن زبان ہے

۱۱





انبیاء علیہم السلام دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نمائندے ہوتے ہیں اور وہ اپنے حلقہ نبوت کی دنیا کو حق کی طرف بلا تے اور دعوت دیتے ہیں۔ کچھ ان کی مان کر حلقہ اسلام میں آجاتے ہیں تو کچھ نامرادی کا طوق گلے میں باندھ لیتے ہیں۔

انبیاء کے اخلاق اتنے عظیم اور بلند ہوتے ہیں کہ اپنے بدترین مخالفین کے خلاف بھی کبھی بدزبانی نہیں کرتے۔ یہ بات نبوت کے مقام سے بہت فروتر ہے لیکن غلام ہندوستان میں غیروں کی ضروریات کی تکمیل کے لیے نبوت کا ڈھونگ رچانے والے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مخالفین کے خلاف جو زبان استعمال کی، وہ اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی کا مقام انسانیت سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ آئیے ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت نے مسلمانوں کے خلاف کیا ہرزہ سرائی کی ہے۔

ولد الحرام

VIEW
PROOF

(1)

”اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔“

(انوار اسلام ص 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 ص 31 از مرزا قادیانی)

(2) عیسائی، یہودی، مشرک

VIEW
PROOF

”جو میرے مخالف تھے، ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔“
(نزول المسیح (حاشیہ) ص 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 382 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(3) بدکار عورتوں کی اولاد

VIEW
PROOF

”تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والموودة وينتفع من معارفها ويقبلنى ويصدق دعوتى۔ الاخرية البغايا“
(ترجمہ) ”میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رندڑیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔“
(آئینہ کمالات اسلام ص 547-548 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 ص 547-548 از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

□ اصل عبارت عربی میں ہے۔ اس کا ترجمہ ہم نے لکھا ہے۔ مرزا کے الفاظ یہ ہیں الاخرية البغايا۔ عربی کا لفظ البغايا جمع کا صیغہ ہے۔ واحد اس کا بغية ہے جس کا معنی بدکار، فاحشہ، زانیہ ہے۔
خود مرزا نے خطبہ الہامیہ ص 49 (مندرجہ روحانی خزائن جلد 16) میں لفظ بغايا کا ترجمہ بازاری عورتیں کیا ہے۔

VIEW
PROOF

(5)

□ اور ایسے ہی انجام آتھم کے ص 282 (مدرجہ روحانی خزائن جلد 11)

VIEW
PROOF

(6)

□ نور الحق حصہ اول ص 123 (مدرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 163) میں لفظ بغایا کا ترجمہ نسل بدکاران، زنا کار، زن بدکار وغیرہ کیا ہے۔

VIEW
PROOF

(7)

مرد خنزیر، عورتیں کتیاں

”دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے۔ اور ان کی عورتیں کتیاں سے بڑھ گئی ہیں۔“

(نجم الہدی ص 53 مدرجہ روحانی خزائن جلد 14 ص 53 از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(8)

مرزا کو نہ ماننے والا پکا کافر

”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔“

(کلمۃ الفصل ص 110 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(9)

جنمی

□ ”اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی، وہ جنمی ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 168 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔“
(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 600 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

”اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعودؑ نے الذین کفروا غیر احمدیؑ مسلمانوں کو قرار دیا ہے۔“
(کلمۃ الفصل ص 143 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی کا انکار کفر

”اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریمؐ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعودؑ کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے کیونکہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعودؑ کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریمؐ کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپؐ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعودؑ آپؐ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپؐ کا انکار کفر نہ ہو۔“

(کلمۃ الفصل ص 146، 147 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

خواہ نام بھی نہیں سنا

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“

(آئینہ صداقت ص 35 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

سلسلۃ بیانات حضرت باجنے جماعت احمدیہ:

روحانی خزائن

جلد — 9

شعبہ

انوار اسلام - منن الرحمن - ضیاء الحق
نور القرآن ہر دو حصہ - معیار المذاہب

النشۃ

الشیرکۃ الاسلامیۃ لکچر

ظہر بابر حضرت دلدادہ دشمن اسلام رہا اور مسیح کو برا بھلا بھی کہتا رہا۔ پھر اگر ہم اسی وقت بلا توقف دو ہزار
ہجیرتین تو ہم پر لعنت اور ہم جھوٹے اور ہمارا اہلہام جھوٹا۔ اور اگر عبد اللہ تمہیں قسم نہ کھائے یا تمہیں کیسے
کے اندر دیکھ لے تو ہم سچے اور ہمارا اہلہام سچا۔ پھر یہی اگر کوئی حکم سے ہمارے تکذیب کو سداور اس مہیار
کی طرف متوجہ نہ ہو اور ناخوشی سچائی پر پردہ ڈالنا چاہے تو بے شک وہ ولد الحلال اور نیک ذات
نہیں ہوگا کہ خواہ نخواہ حق سے روگردان ہوتا ہے اور اپنی شیطنیت سے گشتش کرتا ہے
کہ سچے جھوٹے ہو جائیں۔

۳۔ اب اس سے زیادہ صاف اور کون فیصلہ ہوگا کہ ہم دو کھول کے مول میں خود اسے سر میں
لٹکا کر دھندلاد رہے دیتے ہیں۔ مسٹر عبد اللہ تمہیں اگر درحقیقت مجھے کاذب سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ
ایک ذرہ بھی اس نے اسلامی عظمت کی طرف رجوع نہیں کیا تو وہ ضرور بلا توقف جہالت مذکورہ بالا کے خلاف
اقرار کرے گا کیونکہ اب تو وہ اپنے تجربہ سے جان چکا کہ میں جھوٹا ہوں اور مسیح کی حفاظت کو اس نے مشاہدہ
کر لیا پھر اس مقابلہ سے اس کو کیا خوف ہے کیا پہلے پندرہ مہینوں میں مسیح زندہ تھا اور مسٹر عبد اللہ
اتھم کی حفاظت کر سکتا تھا اور اب مر گیا ہے اس لئے نہیں کر سکتا جبکہ عیسائیوں نے اپنے اشتہار میں
یہ کہہ کے اعلان دیا ہے کہ خداوند مسیح نے مسٹر عبد اللہ تمہیں کی جان بچائی تو پھر اب بھی خداوند مسیح جان
بچائے گا۔ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی کہ اب مسیح کے خداوند قادر ہونے کی نسبت مسٹر عبد اللہ تمہیں کو کچھ شک
اور تردد پیدا ہو جائے۔ خداوند پلٹے وہ شک نہ ہو بلکہ اب تو بہت یقین چاہیے کیونکہ اس کی خداوندی اور
عظمت کا تجربہ ہو چکا اور نیز ہمارے گھوٹ کا تجربہ۔ یہی یاد رکھو کہ مسٹر عبد اللہ تمہیں اپنے دل میں
مطبوع جامہ کے سب باتیں جھوٹ ہیں کہ اس کو سچ نہ پچایا جو خود ہر چکا وہ کس کو پاسکتا ہے اور جو
مرگادہ قادر ہو کر خداوند کیسا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ سچے اور کامل خدا کے خوف نے اس کو پچایا اگر اب
اور ان عیسائیوں کی تحریک سے علیاک ہو جائے گا۔ تو پھر اس کامل خدا کی طرف سے بیباکی کا مزہ چکھے
مگر حق باب ہم نے فیصلہ کی صاف صاف راہ بتا دی اور جھوٹے سچے کے لئے ایک میاں پیش کر دیا۔
مسٹر شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف خیرات اور عناد کی راہ سے گماں کرے گا اور اپنی خسرویت
خداوند باب کے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم اور حیا کہ ہم نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے
ہیں فیصلہ کا انصاف کی روشنی جواب دے سکے انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا۔
اور ہمارا حق کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا دے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے
اور صاف زادہ نہیں پس حلال زادہ بننے کے لئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے اور

جس زمانہ میں ان مولویوں اور اُن کے چیلوں نے میرے پر تکذیب اور بدزبانی کے حملے شروع کئے اُس زمانہ میں میری بیعت میں ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ گو چند دوست جو انگوٹھ پر شمار ہو سکتے تھے میرے ساتھ تھے۔ اور اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ستر ہزار کے

بقیتہ تھا۔ ^{شیخ} خیر ایسے اور پھر دونوں سلسلوں کا مقابلہ پورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانِ نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوتِ عالمیہ کی کشتان نہ ہو اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل خلقت کے ساتھ پیدا کیا اور ظنی طور پر نبوتِ محمدی اس میں رکھ دی تا ایک معنی سے محمد پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختمِ نبوت محفوظ رہے۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ خدا نے حکیمِ طیم نے وضع دنیا دہری رکھی ہے یعنی بعض نفوس بعض کے مشابہ ہوتے ہیں نیک نیکوں کے مشابہ اور بد بدوں کے مشابہ مگر باہیں ہمہ یہ امر غنی ہو سکے اور ذورِ شوق سے ظاہر نہیں ہوتا لیکن آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہو گا تا یہ اُمت مرحومہ دوسری اُمتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اُس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گزشتہ نبی سے مجھے اُس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا۔ چنانچہ آدم ابراہیم نوح موسیٰ داؤد سلیمان یوسف عیسیٰ وغیرہ یہ تمام نام بر اہین احمد یاسا میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گزشتہ اس اُمت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب کے آخر مسیح پیدا ہو گیا اور جو میرے مخالف تھے انکا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھ گیا چنانچہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ کرتا ہوا فرماتا ہے اٰھدنا للصلٰط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المخصوب علیہم ولا الضالین پس یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ اس اُمت کے بعض افراد گزشتہ نبیوں کا کمال دیا جائے گا اور نیز یہ کہ گزشتہ کفار کی عادات بھی بعض منکر دلوں کو دی جائیں گی اور بڑی شد و مد سے

ومنح لي من النعم الظاهرة والباطنة وجعلني من المجذوبين - وكنت شاباً
وقد شغفت وما استفتحت باباً الا فتحت - وما سألت من نعمة الا اعطيت
وما استكشفت من امر الا كشفت - وما ابتهلت في دعاء الا اجيبته -
وكل ذلك من حبّي بالقرآن وحبّ سيدي وامامي سيّد المرسلين - اللهم
صل وسلم عليه بعدد نجوم السموات وذرات الارضين ومن اجل هذا الحب
الذي كان في فطرتي كان الله معي من اول امري حين ولدت وحين كنت
ضريعاً عند ظمري وحين كنت اقرء في المتعلمين - وقد حبيب الي منذ فوات
العشرين ان انصر الدين - واجادل البراهمة والقسيسين - وقد الفت
في هذه المناظرات مصنفات عديدة - ومؤلفات مفيدة منها كتابي
البراهين - كتاب نادر مانع على منواله في ايام خالية فليقرءه من كان
من المرتابين - قد سللت فيه صوارم الحجج القطعية على اقوال الملحدين -
ورميت بشبهها الشياطين المبطلين - قد خفض هام كل معاند بهذا
السيف المسلول - وتبينت فضيحتهم بين ارباب المنقول والمقول - وبين
المصنفين - فيه دقائق العلوم وشواردها والالهامات الطيبة الصحيحة و
الكشوف الجليّة ومواردها - ومن كل ما يجلي دُرر معارف الدين المتين ولى
كتب اخرى تشابهه في الكمال - منها الكحل والتوضيح والآزالة وفتح الاسلام
وكتاب آخر سبق كلها الفته في هذه الايام اسمه دفع الوسوس هو نافع جداً
للذين يريدون ان يروا حسن الاسلام ويكونوا اخوة الخالفين - تلك كتب
ينظر اليها كل مسلم يعين المحبة والمودة وينتفع من معارفها ويقبلني ويصدق

دعوتى - الاذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون - ولما
 بلغت اشد عمري وبلغت اربعين سنة جاء تنى نسيم الوحي برىا عنايات
 ربى ليزيد معرفتى ويقينى ويرتفع حجبى واكون من المستيقنين فاوّل ما
 فتح عليّ بابه هو الرؤيا الصالحة فكنت لا ارى رؤيا الا جاءت مثل فلق
 الصبح واني رايت في تلك الايام رؤيا صالحة صادقة قريبا من الفين او
 اكثر من ذلك - منها محفوظة في حافظتى وكثير منها نسيتهما - ولعل
 الله يكررها في وقت اخر ونحن من الآملين - ورايت في غلواء شبابى
 وعند دواعى التصاّبى كاني دخلت في مكان وفيه حفدتى وخدمى فقلت
 طهروا فرأشنى فان وقتى قد جاء ثم استيقظت وخشيت على نفسى
 وذهب وهلى الى اننى من المائتين - ورايت ذات ليلة وانا غلام
 حديث السن كاني في بيت لطيف نظيف يذكر فيها رسول الله صلى الله
 عليه وسلم فقلت ايها الناس اين رسول الله صلى الله عليه وسلم فاشاروا
 الى حجر فدخلت مع الداخلين - فبشّ بي حين واقبته - وحياني باحسن
 ما حييته وما انسى حسنه وجماله وملاحته وتحننه الي يومى هذا - شغفت
 حبّا وجذبني بوجه حسين قال ما هذا بيمينك يا احمد فنظرت فاذا
 كتاب بيدي اليمنى وخطر بقلبي انه من مصنفاتي قلت يا رسول الله
 كتاب من مصنفاتي قال ما اسم كتابك فنظرت الى الكتاب مرة اخرى
 وانا كالمتهجّلين - فوجدته يشابه كتابا كان في دار كتبى واسمه
 قطبى قلت يا رسول الله اسمه قطبى قال ارني كتابك القطبى فلما

التَّزْيِينَاتِ - وَإِفْتَاءَ الْيَوْمِ كُلِّهِ فِي الْخَزَعِيَّاتِ -

زیست : دسپرد کردن ہمہ روز حد کار ہائے باطلہ

زینتوں کے ساتھ اور تمام دن بے پردہ باتوں میں مناجات کرنے میں

وَالْحَمْدُ أَيَّامِنَ الْقَلَايَا - وَالتَّفَاخُرُ بِلَحُومِ الْبَقَرَاتِ

دھیرہ	از گوشت	د فخر کردن گوشت ہائے گھواں
اللہ ایک دھیرہ گوشت بھیجے کا تحفہ		اللہ باہم فخر کرنا گھوانے کے گوشت

وَالْجَدَايَا - وَالْأَفْرَاحِ وَالْمَرَاحِ - وَالْجَذَبَاتِ وَ

د	و جذبہ	و نوری شادی	و خوشی	و دو سپندان
نور	نور نفس کی کششیں	نور رنگا رنگ کی شادیاں	نور خوشیاں اور رنگا رنگ کی شادیاں	نور ہر کردار کے گوشت کے ساتھ۔ اور خوشیاں اور رنگا رنگ کی شادیاں

الْجَمَاعَ - وَالْغُلْمَكَ وَالْقَهْقَهَةَ - بِأَيْدَاءِ التَّوَاجِدِ

سرکشی	د خدو	د قبضه	بنظاړ کردن	فدا کول
سرکشیال	لږه منځی	لږه قبضه	په لږه منځنا	په لږه منځو کې نکلانې

وَالْتَنَائَا - وَالتَّشَوُّقَ إِلَى رَقْصِ الْبَغَايَا - وَيُؤَسِّهَنَّ

درد و لذت و مشیت و شوق کردن سوئے رقص زمین بازاری دوسرے رقص ایشان
اور اگلے دو دانتوں کے نکلنے سے۔ یہ شوق کرنا بازاری عورتوں کے رقص کی طرف توجہ ملنے کا بوسہ

وَعِنَّا قَهْنَ - وَبَعْدَ هَذَا نِطَاقِهْنَ - فَإِنَّا إِلَهُ عَلَى

[illegible]

مَصَائِبُ الْإِسْلَامِ - وَانْقِلَابُ الْأَيَّامِ - مَاتَتِ الْقُلُوبُ

ماتلہ کی بیدار گھٹ	دوبیں یرم کہ برہہ اے اسلام دل اہ
ماتلہ پڑھتے ہیں	عہ نیز دونوں کی گردش پر
	دل مر گئے

لکل العناد جفونه بعجا جنة
 وکلک باغے اور باغدار کہنے سے مراد یہ ہے کہ وہ است
یا لاحق ایا المہین ینظر
 اسے کات کندہ میں خدا خلق نے دیکھ
الحق لا یصلی بنا رعد یحیة
 راستی بالکل کر سونے میں خود
الی اراک تمیس بالخیلاء
 میں کی ہمت کہ بہ ناز و نگر خرابان سے دوی
لا تتبع اہواء نفسک شقوة
 ہوا کے شہس خود را از شقاوت پر دوی کہ
فر من حیث نفذ ذری مہوانہ
 نفس کو اس پر دست از بند کی پشت او ترس
ان السموم لشرمانی العالم
 در دنیا زہر ہر بدتر ہی چیز سے است
اذ یتنی عیسا فلست بصادق
 اگر عیسا تو را بداد کی دیکھ میں صادق نہ کہم
اللہ ینغزی عزبکم ویعزنی
 خدا تعالیٰ کہہ شا را سوا خواہد کرد و برا عزت خواہد
یارنا افتخیر بیننا بکرامۃ
 کہ خواہد داد و با بکرامت خود فیض کن
یا من اری ایا بک مفتوحة
 اسے دیکھ در آگے او را

امین

الیوم قضینا ما کان علینا من التعلیقات۔ و عھما نفسا من ما تم ترک الواجبات و
 امروز ہر چہ بر آؤ تعلیق مرض بودا کر دیم۔ و نفس خود را از گناہ ترک واجب بخودا و عھدیم۔ و وقت
حلان انصرفت الوجه عن هذه المباحات۔ الا ما یغنی للک السائلین و السائلان۔ و از معائن
 آؤ کہ از این مباحات رو بگردانیم۔ مگر آنچہ شہہ سالکان و مکند و قصہ کر کہ
لا تخاطب العلماء بعد هذه التوضیحات۔ و لوسبونا کیا اگر ما من قبل العادوات۔ و ما اعتدایہم
 بعد از توضیحات علماء و مخاطب نہ کنیم۔ اگر چہ دشنام یا ہندہ یا نوحہش از ہی پس عادات خود نمودہ اند۔ و ما
الا لتنبیحات۔ انما الإعمال بالنیات۔ فالان فودہم بدوام عبادہ من الجسرات۔ و عو غریقہ
 چاشن دشتی کہ کر دیم معش ہوا کے آگاہ اند کہ ہم۔ و اھل از عتاقی و دست پریت ہمندہ ہیں اگر کن ایشار یا شاہکے ہا کہ
فی سبل العبرات۔ و هذا منا خاتمة المخاطبات۔ تمت
 از سر تھا دعا و عہدیم و با چہ سہا کے پر آب بھعت ہی نما کہ ہم ہی مرید ہی رسالہ از او را غایہ مخاطبات است۔ فقط

مولوی نیاز احمد قصبہ کے دیوان، غنیۃ محمد الدین، بانی مجرت، مولوی فیض احمد، ڈوگ، مولوی عبدالرحیم علی، مولوی آغا خاں سوراگ

وَأَشْهَدُ الْإِحْرَارَ وَالْأَسَارَىٰ أَنِي أَضْعُ الْبَرَكَةَ وَاللَّعْنَةَ أَمَامَ النَّصَارَىٰ
 اور میں آزادوں اور قیدیوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں بکت اور لعنت نصاریٰ کے آگے رکھتا ہوں
 أَمَّا الْبَرَكَةُ فَيُنَالُهَا بِبَرَكَةِ الدُّنْيَا عِنْدَ مُقَابَلَةِ الْكِتَابِ وَيُنَالُونَ أَنْعَامًا كَثِيرًا
 بکت سے مراد دُنیا کی بکت ہے کہ مقابلہ کے وقت ان کو حاصل ہوں اور وہ بہت سنا انعام
 مَعَ الْفَتْحِ وَالْغُلَابِ أَوْ يُنَالُهَا بِبَرَكَةِ الْآخِرَةِ عِنْدَ التَّوْبَةِ وَتَرْكِ تَوْهِينِ
 فتح اور غلبہ کے پائیں گے یا بکت سے مراد آخرت کی بکت ہے کہ توبہ اور ترک توبہ میں تَرْكِ
 الْقُرْآنِ وَتَرْكِ صِفَةِ السَّرْحَانِ وَأَمَّا اللَّعْنَةُ فَلَا رَدَّ عَلَيْهِمْ إِلَّا عِنْدَ
 عِنْدَ كَوْنِ كَوْنِ كَرِغْنَتِ أَنْ يَصْرَتْ أَسْوَاقُ حَالَتِ فِي دَارِ هَوْنِ كَرِجِبِ بِالْمُقَابَلِ رَسَالَةَ بِنَا سَكِينِ
 اَعْرَاضَهُمْ عَنِ الْجَوَابِ وَمَعَ ذَلِكَ عَدَمِ امْتِنَانِهِمْ عَنِ الشُّقْمِ وَالسَّبْتِ
 اور باوجود اس کے

وَالْقُدْحِ فِي كِتَابِ رَبِّ الْأَرْبَابِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

قرآن شریف کی توحید اور تحقیر سے بھی باز نہ آویں۔

وَأَعْلَمُ أَنَّ كُلَّ مَنْ هُوَ مِنْ دَوْلَةِ الْحَلَالِ وَلَيْسَ مِنْ ذُرِّيَةِ الْبَغَايَا

اور جانتا چاہیے کہ ہر ایک شخص جو دلد الحلال ہے اور خراب عورتوں

وَنَسْلُ الدَّجَالِ فَيَفْعَلُ أَمْرًا مِنْ أَمْرَيْنِ أَمَّا كَفَّ اللِّسَانَ بَعْدَ تَرْكِ

اور دجال کی نسل میں سے نہیں ہر وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کر لیا یا تو بعد کے دروغ گوئی

الْإِفْتِرَاءِ وَالْمِينِ وَأَمَّا تَأْلِيْفُ الرِّسَالَةِ كَرِسَالَتِنَا وَتَرْصِيعُ الْمَقَالَةِ كَمَقَالَتِنَا

اور افتراء سے باز آجئے گا یا ہمارے اس رسالہ جیسا رسالہ بنا کر پیش کرے گا

وَلَكِنَّ الَّذِي مَا أَزْدَجَرْنَا مِنَ الْقُدْحِ فِي بَلَاغَةِ الْقُرْآنِ وَمَا امْتَنَعَ مِنَ الْإِنْكَارِ

مگر وہ شخص کہ جس نے نہ تو ہمارے رسالہ جیسا رسالہ بنایا اور نہ قرآن کریم کی جرح و قدح سے باز آیا

مِنْ فَصَاحَةِ الْفَرَقَانِ فَعَلِيهِ كَلَمَاتُنَا وَكُتِبْنَا فِي هَذَا الْقُرْطَاسِ عَلَيْهِ

اور نہ فصاحت قرآنی پر حملہ بجا کرنے سے اپنے تمہیں روکا پس اُس پر وہ سب باتیں وارد ہوئی جو ہم اس رسالہ

در صیغہ الاسماء قلوبیان، تمام حیم فضل الدین صاحب طبع

محمدا

نقل شیل پیچ برآوردی



کے لئے حکم کیا۔ اور جو چاہا کیا۔ اور
وہ احکم الحاکمین ہے۔

۵

ہمارا ایک دوست، اور ہم اس کی محبت سے پُرمیں
اور مراتب اور منزل سے میں بے وقتی اور نفرت ہے۔
میں دیکھتا ہوں کہ دنیا اور اس کے طالبوں کی زندگی تھکنہ
ہو گئی ہے یعنی جلدی تباہ ہو جائیگی اور ہماری محبت کی زندگی
کے لئے دنیا کی نعمت پر چکے ہیں۔ مگر ہم اس سُنہ کی طرف
جھک گئے ہیں جو خوش پہنچانے والا اور طرب انگیز ہے۔
ہم اپنے پیار کے دامن سے آدھنیہ میں ایسے کہ جو خدا اور
شفاعت نہیں ہو سکتا وہ بھی ہمارے لئے منور ہو گیا
دشمن ہمارے بیابانوں کے منزیر ہو گئے۔ اور اُن کی
عورتیں کیتوں سے بڑھ گئی ہیں۔

اقوم لدعوة الانام۔ وفعل ما شاء و
هو احکم الحاکمین۔ والله يعلم ما فی قلبی

ولا یعلم احد من العالمین۔

حببت لنا فحببه فمحبب

وعن المنازل والمراتب من رغبت

الی اری الدنیا وبلدة اهلها

جدبت واراض ودادنا لاجدب

یتما یلون علی النعمیم وانا

ملنا الی وجه یسر ویطرب

انا تعلقنا بنومر حبیبنا

حتی استنار لنا الذی لا یمحش

لن العداصار واخلایر الفلا

ونساء هم من دونهم الا کلب

B
A
C
K

آنچه را خواست کرد کہ او احکم الحاکمین است و خدای داند آنچه در دل من است و غیر او از ل آگاه نہ۔

اشعار

مادامہ جو بجاست کہ از حب او پری باشیم۔ و از مراتب و مناصب بکلی فراخ داریم۔

میں جنم و نیا دین طالبانش را قطع برائ چیرہ شدہ۔ دے زمین دوستی با ہماری سرسبز خواہد بود۔

موم بر ہمتہائے دنیا سرفرد آمدہ اند۔ لیکن مایل سوئے دے تودہ ایم کہ شادی و خوردی بخشد۔

مادست بدان دست خود زندہ ایم از ہمیں سبب است کہ پھر خدا پوشش شاد بدست خداوندی گویہ است۔

دشمن منزیر دے بیابان شدہ اند و زنان آہنا سگ مارہ را در پس انداختہ اند۔

جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق کریں یعنی اللہ پر ایمان لے آئیں اور رسولوں کو نہ مانیں یا کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور کسی کو نہیں بھی مانتے اور چاہتے ہیں کہ کوئی بین بین کی راہ نکالیں یہی لوگ کپے کا فر ہیں اور اللہ نے کافروں کے لیے ذلیل کرینوالا عذاب تجویز کیا اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کھلے الفاظ میں ان لوگوں کا رد کیا ہے جو تمام رسولوں کا ماننا جزو ایمان نہیں سمجھتے۔ پس اس آیت کے ماتحت ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہو مگر علی کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہو مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ اُس کی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لیے اولیٰک ہم الکافرون حقائقاً یا بقرۃ تبروا

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس آیت میں تو صرف رسولوں پر ایمان لانے کا سوال ہے مسیح موعود کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ایک عظیم مہم ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں مسیح موعود کے متعلق بیسیوں جگہ نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ فرمایا ”دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا“ یا جیسے فرمایا یا ایہا النبی اطعوا الجاثع والمعتز یا جس طرح فرمایا انی مع الرسول اقوم اور مسیح موعود نے ابھی اپنی کتسابوں میں اپنے دعویٰ رسالت اور نبوت کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں“ (دیکھو باب ۵۔ مارچ ۱۹۹۸ء) یا جیسا کہ آپ لکھا ہے کہ ”میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہو گا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکہ اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اسوقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں“ (دیکھو خط حضرت مسیح موعود بلفظ ایڈیٹر اخبار عام لاہور) یہ خط حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات صرختین دن پہلے یعنی ۲۳ مئی ۱۹۹۸ء کو لکھا اور آپ کا یوم وصال ۲۶ مئی ۱۹۹۸ء کو اخبار عام میں شائع ہوا۔ پھر اسی پر بس نہیں کہ مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ نبیوں کے سربراہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آئینا لے مسیح کا نام نبی اللہ رکھا جیسا کہ صحیح مسلم سے

”اللہ جل شانہ“ نے مجھے خبر دی ہے کہ

يُصَلُّونَ عَلَيْكَ صَلَواتُ الْعَرَبِ وَ اَبْدَالِ
الْبَنَامِ - وَ تُصَلِّيْ عَلَيْكَ الْاَزْهَنُ وَالسَّمَاءُ - وَ
يُحَمِّدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرِيشِهِ

(از مکتوب حضرت اقدس مورخہ اگست ۱۸۸۵ء مندرجہ الحکم جلدہ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۲ اگست ۱۸۸۵ء ملے)

”بارہ ماغوث اور قلب وقت میرے پر مکشون کئے گئے، جو میری عظمت
مرتب پر ایمان لائے ہیں، اور لائیں گے“

(از مکتوب حضرت اقدس مورخہ اگست ۱۸۸۵ء مندرجہ الحکم جلدہ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۲ اگست ۱۸۸۵ء ملے)

”اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری
و دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی، وہ جہنمی ہے۔“

(مکتوب حضرت اقدس مورخہ اگست ۱۸۸۵ء مندرجہ الحکم جلدہ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۲ اگست ۱۸۸۵ء ملے)

”یہ بات کھلی کھلی الہام الہی نے ظاہر کر دی، کہ بشیر و فوت ہو گیا ہے۔ وہ
بے فائدہ نہیں آیا تھا۔ بلکہ اُس کی موت بن سب لوگوں کی زندگی کا موجب ہوگی۔
جہنموں نے محض اللہ اُس کی موت سے غم کیا۔ اور اس ابتلاء کی برداشت کر گئے۔

کہ جو اُس کی موت سے ظہور میں آیا“ (سبز اشتہار صفحہ ۱۶ و ۱۷ حاشیہ)
”اس کی موت کی تقریب پر بعض مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہوا۔

اَحْسِبِ النَّاسَ اَنْ يَشْكُرُوْا اَنْ يَقُوْلُوْا اٰمَنًا وَ
هُمْ لَا يُفْقِنُوْنَ - وَقَالُوا تَاللّٰهِ تَفْتُوْا تَذْكُرُ
يُوسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرًّا اَوْ تَكُوْنَ مِنْ
الْهٰلِكِيْنَ - سَاهَتِ الْوُجُوْهُ قَتُوْلَ عَنْهُمْ حَتّٰى

لے (ترجمہ از مرتب) تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین و آسمان
تجھ پر درود بھیجتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔

لے یعنی بشیر و قتل کی موت۔ (مرتب)

۱۸۸۵ء

۱۹۴

BACK

۱۸۸۵ء

۱۹۸

۱۸۸۵ء

۱۹۹

۱۸۸۵ء

۲۰۰

۱۸۸۵ء

۲۰۱

کہتے ہیں۔ یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔

(بقرہ جلد ۲ نمبر ۱۲۱ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء ص ۱۰۲۸) والہم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء ص ۱۰۲۸
 ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔“ (مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم مُرتد)

(۱) هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ عَلَى الْوَيْدِيْنِ مُلْكِهٖ (۲) اِنَّ اللّٰهَ قَدْ هَمَّ عَلَيْنَا

(بقرہ جلد ۲ نمبر ۱۲۱ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء ص ۱۰۲۸) والہم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء ص ۱۰۲۸
 ”کل خواب میں مولوی عبد الکریم صاحب کو دیکھا۔ کہ ایک بڑے کمرے میں پھر رہے ہیں۔ میں نے کہا آؤ۔ مصافحہ کر لیں۔ پھر مصافحہ کیا۔ اور میں انہیں کہتا ہوں۔ دعا کرو۔ دشمنوں پر خدا مجھے غلبے۔ اور پھر راج دیکھا۔ کہ ایک کمرے میں پھرتے ہیں۔ بہت جوش میں اور سخت ندامت میں ہیں۔ کہ وہ میرا نام لے کر کہتے ہیں۔ کہ کیوں لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور کیوں نہیں مانتے اور بڑے جوش اور غضب سے کہہ رہے ہیں۔“

(بقرہ جلد ۲ نمبر ۱۲۱ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء ص ۱۰۲۸) والہم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء ص ۱۰۲۸
 ”يَا تِيْنَكَ الْفَرَجُ“

(بقرہ جلد ۲ نمبر ۱۲۱ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء ص ۱۰۲۸) والہم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء ص ۱۰۲۸
 (۱) رَبِّ ارْنِيْ زَلٰزِلَةَ السَّاعَةِ (۲) يُرِيْكَ اللّٰهُ زَلٰزِلَةَ السَّاعَةِ

۱۔ (ترجمہ) اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے لئے اللہ بھیجا۔ تاکہ اُسے تمام ایمان پر غالب کر دے۔ (۲) بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔
 ۲۔ (ترجمہ) تیرے پاس خوشی اور کشائش آئے گی۔
 ۳۔ (ترجمہ) خدایا مجھے زلزلہ دکھا۔ جو اپنی شدت کی وجہ سے نوز قیامت ہے۔ (۲) خدا تعالیٰ تمہیں وہ زلزلہ دکھائے گا۔ جو اپنی شدت کی وجہ سے نوز قیامت ہوگا۔

۱۰۲۸

۱۰۲۹

۱۰۳۰

۱۰۳۱

۱۰۳۲

B
A
C
K

اس امام کی شریع میں حضرت مسیح موعودؑ نے الذین کفروا غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے
فند بردا۔ پھر حضرت صاحب کا یہ امام بھی چھپ چکا ہے کہ۔ یریدون لیطفوا
نور اللہ بافواہم واللہ متعم نوراہ و لو کساہ الکافرون۔ اس امام
میں تو مرتع کافر کا لفظ موجود ہے۔ یہ امام بھی حضرت مسیح موعودؑ کو بہت دفعہ ہوا کہ :-
وامتازوا لیوم ایہا الجرمون یعنی اسے مجرمو! تم بہت مدت سے اسلام کو بنام
کر رہے ہو آج کے دن سے تم کو الگ کر دیا جاتا ہے۔ پھر ایک اور امام ہے جس میں انکار کی
گنجائش باقی رہتی ہی نہیں سوائے اسکے کہ امام کا انکار کر دیا جاوے اور وہ امام یہ ہے
قل یا ایہا الکفار انی من الصّدقین (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۲) اب
کہاں ہیں وہ لوگ جن کا یہ قول ہے کہ مسیح موعودؑ کو ماننا جزو ایمان نہیں وہ دیکھیں کہ خدا مسیح
موعودؑ کو حکم دیتا ہے کہ تو کہ اسے کافر میں صادقین میں سے ہوں یہ بات تو صاف ظاہر ہے
کہ اس امام میں مخاطب ہر ایک ایسا شخص ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کو صادق نہیں سمجھتا کیونکہ
فقہ انی من الصّدقین اس کی طرف صاف طور پر اشارہ کر رہا ہے۔ پس ثابت ہوا
کہ ہر ایک جو آپ کو صادق نہیں جانتا اور آپ کے وعادی پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے۔ پھر اسکے
ساتھ یہ امام بھی قابل غور ہے کہ قطعاً ابر القوم الذین لا یؤمنون۔ اس میں حضرت
مسیح موعودؑ کے منکروں کو قوم لا یؤمنون کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ پھر حقیقۃ الوحی صفحہ
۱۰۷ پر حضرت صاحب کا یہ امام درج ہے کہ :-

چو در خسروی آغاز کردند مسلمان را مسلمان باز کردند

اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے
اس میں خدا نے غلامیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے مسلمان
تو اس لئے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور جب تک یقیناً مستحکم
نہ کیا جاوے لوگوں کو پتہ نہیں چلا کہ کون مراد ہے مگر ان کے اسلام کا اس لئے انکار کیا گیا ہے کہ
وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ فرت ہے کہ انکو پھر نئے سرے سے مسلمان
کیا جاوے۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور امام ہے جو آپ کو اپنی وفات سے چند دن پہلے

ھی الجماعۃ۔ یعنی میری امت ہتھرتھوں پر منقسم ہو جائیگی وہ سب فرستے دوزخ میں جائیں گے سوائے ایک کے۔ اور معادیہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ ہتھرتھ دوزخ میں پڑیں گے اور ایک جنت میں جائیگا اور وہ جنت میں جانے والا جماعت کا فرد ہوگا۔ اب کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیوں مسیح موعودؑ کی جماعت جنت میں جائیگی اور مسیح موعودؑ کے منکر بقول نبی کریمؐ فی انار ہونگے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہر ایک وہ بات جس پر نجات کا مدار ہے جزو ایمان ہوتی ہے کیونکہ نجات کا پہلا ذریعہ ایمان ہے پس اگر مسیح موعودؑ پر ایمان لا جاوے ایمان نہیں تو کیا وجہ ہے کہ مسیح موعودؑ کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہے اور کیوں مسلمانوں کے ہتھرتھ آگ میں ڈالے جاویں گے؟ اور پھر حدیث میں آتا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسار جلی مسلم الکفر رجلاً فان کان کافراً و الاکان کافراً (ابوداؤد) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے کسی مسلمان کو کافر کہا پس اگر وہ کافر نہیں تو وہ خود کافر ہو جائیگا۔ اس حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ ایک سچے مسلمان کو کافر قرار دینے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے۔ اب جن لوگوں نے مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے ہم انکو کس طرح مومن جان سکتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر ایک وہ شخص جو مسیح موعودؑ کو سچا نہیں جانتا وہ آپ کو کافر قرار دیتا ہے کیونکہ اگر مسیح موعودؑ سچا نہیں ہے تو نعوذ باللہ منقری علی اللہ ہے اور منقری علی اللہ قرآن شریف کی رو سے کافر ہوتا ہے پس اس حدیث سے پتہ لگاکہ صرف وہ لوگ کافر ہیں جو صاف طور پر مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں بلکہ ہر ایک شخص جو مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا وہ آپ کو کافر قرار دیکر بموجب حدیث صیح خود کافر ہو جاتا ہے۔ قدرہا پھر ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعودؑ میری قبر میں دفن ہوگا جسکے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعودؑ کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ وہ میں ہی ہوں جو روزی طور پر دنیا میں آؤنگا اور حدیث مذکورہ کے یہ معنی پینے اپنی طرف سے نہیں کیئے بلکہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے اسکی یہی تشریح فرمائی ہے ملاحظہ ہو کشتی نوح صفحہ ۱۰۱۔ اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریمؐ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعودؑ کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے کیونکہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے

بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کا ذ نہیں تو نفوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کا ذ نہیں کیونکہ
یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں نبی
حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اتوی اور اکل اور اثر ہے آپ کا انکار کفر نہ ہو۔

باب پنجم

اس باب میں حضرت خلیفہ اول کے فتاویٰ و بارہ مسئلہ کفر و اسلام درج کیئے جائیں گے
تا اس بات کا پتہ لگے کہ مدعی علیہ السلام پر ایمان لانے کے دعویٰ میں کون چلے ہے اور کس کا دعویٰ
نفاق اور مصلحت وقت پر مبنی ہے۔

سو واضح ہو کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول کے سؤل پیش ہوا کہ جو غیر احمدی مسلمان ہم سے
پوچھے کہ ہماری بات تمہارا کیا خیال ہے اسے کیا جواب دیا جاوے۔ فرمایا ”لا الہ الا اللہ کے
ماننے کے نیچے خدا کے سارے ماموروں کے ماننے کا حکم آجاتا ہے۔ اللہ کو ماننے کا یہی حکم ہے کہ
اگلے سارے ملکوں کو مانا جاوے۔ اب سارے ماموروں کو ماننا لا الہ الا اللہ کے معنوں
میں داخل ہے حضرت آدمؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت مسیحؑ ان سب کا ماننا اسی
لا الہ الا اللہ کے ماتحت ہے حالانکہ انکا ذکر اس کلمہ میں نہیں ہے۔ قرآن مجید کا ماننا سیدنا
حضرت محمد خاتم النبیین پر ایمان لانا۔ قیامت کا ماننا سب مسلمان جانتے ہیں کہ اس کلمہ کے مفہوم
میں داخل ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نیک مانتے ہیں لیکن وہ
اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے
ومن اظلم من افترى على الله كذباً او كذب بالحق لما جاءه۔ دنیا
میں سب سے بڑا حکم ظالم وہی ہیں ایک وہ جو اللہ پر افترا کرے۔ دوم جو حق کی تکذیب کرے۔ پس
یہ کہنا کہ مرزا نیک سم اور دعاوی میں جھوٹا گو یا نور و ظلمت کو جمع کرنا ہی
جو ناممکن ہے۔“ یہ مضمون چھپ چکا ہے (دیکھو بر نمبر ۱۹ جلد ۱۰ مورخہ ۹۔ ماہ سنہ ۱۳۹۱
پھر ایک دفعہ اور وہ ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ بعض غیر احمدی

9841

619

کتب خانہ مملوک



انکسار صداقت

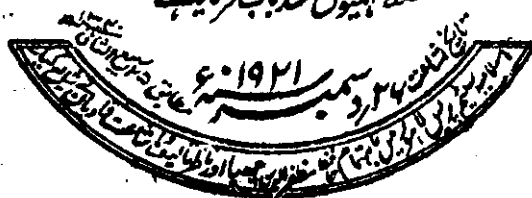
جس میں

امام جماعت احمدیہ تاج حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الرابعی علیہ السلام

نے

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے متعدد چند رفقاء کی جماعت احمدیہ سے علیحدگی کے
اسباب صحیح و افہامات اور سچے حالات کا انکشاف اور سپلٹ ہے پیدا ہو سکنے والی

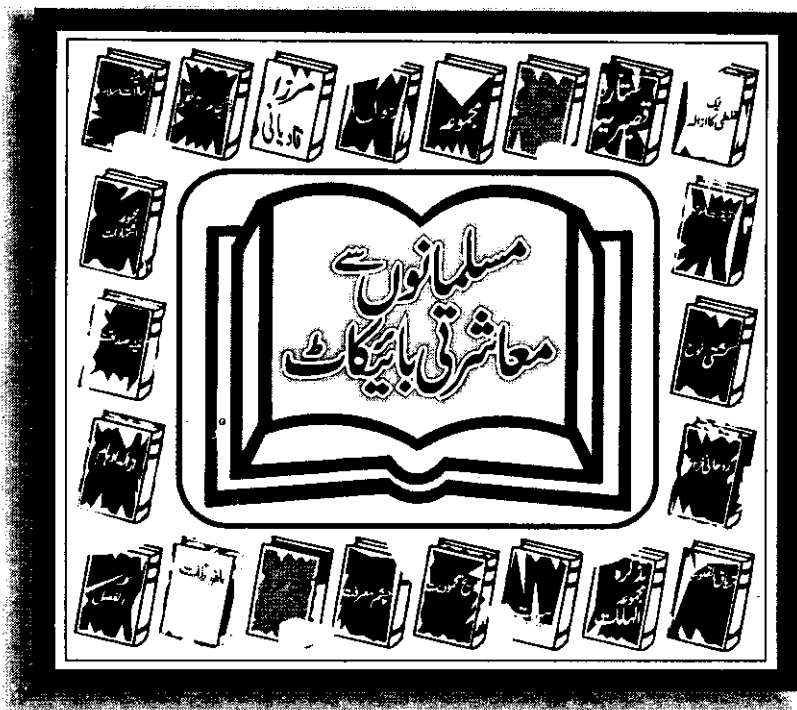
غلط فہمیوں کا سد باب فرمایا ہے



باب اول

اُن غلط واقعات کی تردید میں جو مولوی محمد علی صاحب نے
اختلاف سلسلہ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کئے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کا تبدیلی عقیدہ | سیوں سے غلط طور پر ہماری مشابہت بتانے کے
بعد مولوی محمد علی صاحب نے اختلافات کی ایک تاریخ
کے متعلق مجھ پر بے جا الزام بیان کی ہے۔ جس میں انھوں نے اپنی طرف سے ہر
ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہیں طرح حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بعض اوقات
سے متاثر ہو کر میں نے (یعنی اس عاجز نے) اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کی ہے۔
تعداد عقائد | یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اول یہ
میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع
نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیت اسماء احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورہ آہ)
کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے
خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہیں
ہر سہ عقائد کا بیان | میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا
کہ ۱۲۷۱ھ یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد
اختیار کئے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں آگے ثابت کروں گا۔ ان میں سے اول الذکر اور آخر الذکر
حضرت مسیح موعودؑ وقت سے ہیں۔ اور ثانی الذکر عقیدہ جیسا کہ خود میں نے اپنے لیکچرول میں بیان
کیا ہے۔ جو چھپ بھی چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت استاذی الکوم
خلیفۃ المسیح اول رحمہ سے گفتگو اور انکی تعلیم کا نتیجہ ہے۔





مرزائیوں کا عجب معاملہ ہے کہ وہ ایک طرف تو مسلمانوں سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ انہیں اپنا حصہ سمجھا جائے، انہیں برابر کے حقوق ملیں اور مسلمان معاشرتی زندگی میں ان سے مل جل کر رہیں۔ اس کو آپ حقیقت کا نام دیں گے یا منافقت کا کہ ان کی یہ جملہ خواہشیں اور جملہ تقاضے ان کے گرو اور ان کے پسماندگان کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔

مرزائی دنیا کی تحریرات میں شادی بیاہ سے لے کر جنازہ اور تدفین تک جملہ معاملات میں بائیکاٹ اور انقطاع کی تعلیم ہے اور اس پر بھرپور زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے کسی قسم کا معاملہ نہ رکھیں حتیٰ کہ ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک نہ پڑھیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے سلسلہ کے تمام لوازم اور مناسبات کو دیکھتے ہوئے اس امر کا فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کہ وہ اپنے پیروؤں کو تمام مسلمانوں سے ایک الگ امت بنانے میں کس درجہ ساعی و کوشاں ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ”خلفاء“ کی تعلیمات یہ ہیں تو پھر وہ مسلمانوں سے باہمی روابط کا کیوں مطالبہ اور تقاضا کرتے ہیں۔

ان دو غلطیوں اور منافقانہ رول کا اندازہ کرنے کے لیے درج ذیل تحریرات سب سے بڑا ثبوت ہیں۔ حسب ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

VIEW
PROOF

(1) مسلمانوں سے تعلقات حرام

”ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی، دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناٹھ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کو کو ہم ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریمؐ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔“

(مکتبہ الفضل ص 169، 170 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(2) مسلمانوں کے پیچھے نماز قطعی حرام

”خدا نے مجھے اطلاع دی ہے، تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی کفر اور کذب یا مترد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔“

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 401 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(3) غیروں کے پیچھے نماز

”کسی نے سوال کیا کہ جو لوگ آپ کے مرید نہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے آپ نے اپنے مریدوں کو کیوں منع فرمایا ہے۔ حضرت نے فرمایا: ”جن لوگوں نے جلد بازی کے ساتھ بد ظنی کر کے اس سلسلہ کو جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے، روک دیا ہے اور اس قدر نشانوں کی پروا نہیں کی اور اسلام پر جو مصائب ہیں، اس سے لاپرواہ پڑے ہیں۔ ان لوگوں نے تقویٰ سے کام نہیں لیا اور اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔ انما یتقبل اللہ من المتقین (المائدہ: 28) خدا صرف متقی لوگوں کی نماز قبول کرتا ہے۔ اس واسطے کہا گیا ہے کہ ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو جس کی نماز خود قبولیت کے درجہ تک پہنچنے والی نہیں۔“

(ملفوظات احمدیہ جلد اول ص 449 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(4) غیروں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی حکمت

”مہر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا تو خدا کے لیے ہے۔ تم اگر ان میں رلے رلے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے، وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو، تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔“

(ملفوظات احمدیہ جلد اول ص 525 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(5) غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے اور انہیں احمدی

VIEW
PROOF

لڑکیوں کا رشتہ نہ دینے کے متعلق احکامات

□ ”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس سال میں خدا سے علم پاکر جماعت کی تنظیم و تربیت کے متعلق دو مزید احکامات جاری فرمائے یعنی اول تو آپ نے اس بات کا اعلان فرمایا کہ آئندہ کوئی احمدی کسی غیر احمدی کی امامت میں نماز ادا نہ کرے بلکہ صرف احمدی امام کی اقتداء میں نماز ادا کی جائے۔ یہ حکم ابتداء 1898ء میں زبانی طور پر جاری ہوا تھا مگر بعد میں 1900ء میں تحریری طور پر بھی اس کا اعلان کیا گیا۔ آپ کا یہ فرمان جو خدائی نشاء کے ماتحت تھا، اس حکمت پر مبنی تھا کہ جب غیر احمدی مسلمانوں نے آپ کے دعویٰ کو رد کر کے اور آپ کو جھوٹا اور مفتری قرار دے کر اس خدائی سلسلہ کی مخالفت پر کمر باندھ ہی ہے جو خدا نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لیے جاری کیا ہے اور جس سے دنیا میں اسلام اور روحانی صداقت کی زندگی وابستہ ہے تو اب وہ اب بات کے مستحق نہیں رہے کہ کوئی شخص جو حضرت مسیح موعود پر ایمان لاتا ہے، وہ آپ کے منکر کی امامت میں نماز ادا کرے۔ نماز ایک اعلیٰ درجہ کی روحانی عبادت ہے اور اس کا امام گویا خدا کے دربار میں اپنے مقتدیوں کا لیڈر اور زعیم ہوتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے مامور کو رد کر کے اس کے غضب کا مور و بنتا ہے، وہ ان لوگوں کا پیش رو نہیں ہو سکتا جو اس کے مامور کو مان کر اس کی رحمت کے ہاتھ کو قبول کرتے ہیں۔ اس میں کسی کے برا منانے کی بات نہیں ہے بلکہ یہ سلسلہ احمدیہ کے قیام کا ایک طبعی اور قدرتی نتیجہ تھا جو جلد یا بدیر ضرور ظاہر ہونا تھا۔ چنانچہ حدیث میں بھی اس بات کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ جب مسیح موعود آئے گا تو اس کے متبعین کا امام انہی میں سے ہوا کرے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

”یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے، تمہارے پر

حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی کفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے

نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا دعویٰ امام ہو جو تمہیں میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کا ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ لعامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں، بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔“

دوسری ہدایت جو آپ نے اپنی جماعت کے لیے جاری فرمائی، وہ احمدیوں کے رشتہ نامہ کے متعلق تھی۔ اس وقت تک جیسا کہ احمدیوں اور غیر احمدی مسلمانوں کی نماز مشترک تھی یعنی احمدی لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے، اسی طرح باہمی رشتہ نامہ کی بھی اجازت تھی یعنی احمدی لڑکیاں غیر احمدی لڑکوں کے ساتھ بیاہ دی جاتی تھیں مگر 1898ء میں حضرت مسیح موعود نے اس کی بھی ممانعت فرمادی اور آئندہ کے لیے ارشاد فرمایا کہ کوئی احمدی لڑکی غیر احمدی مرد کے ساتھ نہ بیاہ جائے۔ یہ اس حکم کی ایک ابتدائی صورت تھی جس کے بعد اس میں مزید وضاحت ہوتی گئی اور اس حکم میں حکمت یہ تھی کہ ”بعاً“ اور ”قانوناً“ ازدواجی زندگی میں مرد کو عورت پر انتظامی لحاظ سے غلبہ حاصل ہوتا ہے پس اگر ایک احمدی لڑکی غیر احمدی کے ساتھ بیاہی جائے تو اس بات کا قوی اندیشہ ہو سکتا ہے کہ مرد، عورت کے دین کو خراب کرنے کی کوشش کرے گا اور خواہ اسے، اس میں کامیابی نہ ہو لیکن بہر حال یہ ایک خطرہ کا پہلو ہے جس سے احمدی لڑکیوں کو محفوظ رکھنا ضروری تھا۔ علاوہ ازیں چونکہ اولاد عموماً باپ کی تابع ہوتی ہے اس لیے اس قسم کے رشتوں کی اجازت دینے کے یہ معنی بھی بنتے ہیں کہ ایک احمدی لڑکی کو اس غرض سے غیر احمدیوں کے سپرد کر دیا جائے کہ وہ اس کے ذریعہ غیر احمدی اولاد پیدا کریں۔ اس قسم کی دجواہات کی بنا پر آپ نے آئندہ کے لیے یہ ہدایت جاری فرمائی کہ گو حسب ضرورت غیر احمدی لڑکی کا رشتہ لیا جاسکتا ہے مگر کوئی احمدی لڑکی غیر احمدی کے ساتھ نہ بیاہی جائے بلکہ احمدیوں کے رشتے صرف آپس میں ہوں۔“

(سلسلہ احمدیہ ص 84، 85 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

”ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔“
(انوار خلافت ص 90 از مرزا بشیر الدین محمود)

(7) مرزا نے اپنے مسلمان بیٹے کا جنازہ نہ پڑھا

”آپ (مرزا قادیانی) کا ایک بیٹا فوت ہو گیا جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق بھی کرتا تھا، جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے، آپ ٹہلتے جاتے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شرارت نہ کی تھی۔ بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا ہے۔ ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا اور شدت مرض میں مجھے غش آگیا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا تھا۔ آپ یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت کیا کرتا تھا۔ لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ حالانکہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی بھی اتنے نہ ہوں گے۔ محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور اس کے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ حضرت صاحب نے اس کو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ اس نے طلاق لکھ کر حضرت صاحب کو بھیج دی کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے، اسی طرح کریں۔ لیکن باوجود اس کے جب وہ مرا تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔“

(انوار خلافت ص 91 از مرزا بشیر الدین محمود)

مرزا قادیانی کا بیٹا فضل احمد سمجھتا تھا کہ اس کے والد نے نبوت کا دعویٰ کر کے امت مسلمہ سے غداری کی ہے۔ اس لیے اس نے اپنے باپ کے ”دعویٰ نبوت“ کو کبھی تسلیم نہیں کیا جس کی بناء پر مرزا قادیانی نے اپنے فرماں بردار بیٹے کا نماز جنازہ نہ پڑھا کیونکہ وہ اپنے بیٹے کو غیر مسلم سمجھتا تھا۔

”ایک اور بھی سوال ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اول نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا۔ اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔“

(انوار خلافت ص 93، 94 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)



جس سے ظاہر ہے کہ مسیح کے ماننے والوں (خواہ حقیقی طور پر پیرو ہوں یا برائے نام) کا جب کبھی منکران مسیح سے مقابلہ ہوتا۔ تو متبعان مسیح ان منکران مسیح پر غالب رہے۔ علامہ حقیقت عیسائی مسیح کے پیرو نہیں بلکہ صرف اسی طور پر اسکی طرف منسوب ہیں اگر پیشگوئی کا تعلق حقیقی متبعین سے ہوتا تو عیسائیوں کا غلبہ ہرگز نہ ہوتا۔ پس برائے نام پیروں کا غلبہ ثبوت ہے اس بات کا کہ پیشگوئی کا تعلق اسم سے ہوتا ہے اسلئے جب تک موجودہ مدعیان اسلام قلمی طور سے مسلمان کہلاتے ہیں اور عیسائیوں اور یودیوں میں مل نہیں جاتے اسوقت تک اگر وہ مکہ مدینہ پر قابض رہیں تو پیشگوئی کے صدق پر کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ اعتراض تو غیر متعمدوں کی طرف سے ہو سکتا ہے خلافت کے منکرین کی طرف سے نہیں ہو سکتا کیونکہ خلافت کے منکرین کے لئے تو اتنا سوچنا ہی کافی ہے کہ مکہ مدینہ کے علما کی طرف سے بھی مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگ چکا ہے پس وہ تو تکفیر کی وجہ سے کافرن چکے ہیں اور تکفیر کا مسئلہ منکرین خلافت کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ فتنہ بردا

گیارہ حوااں اعتراض یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اچھا اگر حضرت مسیح موعود واقعی اپنے منکروں کو کافر سمجھتے تھے تو کیوں اپنے ان سے وہ سلوک روادار کھاجو کافروں سے جائز نہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا اعتراض کن محضر صحن کی نادانیت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ہم نہ دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔

غیر احمدیوں سے ہماری غازیں الگ کی گئیں ان کو لاکھیاں دینا حرام قرار دیا گیا انکے جنازے پڑھنے سے روک دیا گیا اب باقی کیا ہے جو ہم انکے ساتھ ملکر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سبب بڑا ذریعہ عبادت کا اٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناٹھ ہے سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دے گئے اگر کہو کہ ہم کمان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اسیا اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کی سلام

کیونکہ کہا جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے مسودہ تک کو سلام کا جواب دیا ہے ہاں اشد مخالفین کو حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی سلام نہیں کیا اور نہ انکو سلام کہنا جائز ہے غرض ہر ایک طریقہ سے ہم کو حضرت مسیح موعودؑ نے غیروں سے تک کیا ہے اور ایک کوئی تعاقب نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو۔ اس لئے کہ یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ بات ہے تو کیوں ایسی احمدی صورت کا نکاح منع نہیں قرار دیا جاتا جس کا خاوند غیر احمدی ہے یا کیوں ایک احمدی باپ کا ورثہ غیر احمدی بیٹے کو جاتا ہے حالانکہ مسلمان کا کافر وارث نہیں ہو سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت کے احکام دو قسم کے ہیں ایک وہ جو ہر ایک انسان کے لئے ہیں اور ایک وہ جو صرف حکومت کے لئے ہیں مثلاً نماز پڑھنا ہر ایک کا فرض ہے لیکن چور کے ہاتھ کاٹنا ہر ایک کا فرض نہیں بلکہ حکومت کا فرض ہے اسی طرح روزہ رکھنا ہر ایک مسلمان کے لئے فرض ہے مگر زانی کو سنگسار کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض نہیں بلکہ صرف اسلامی حکومت کا فرض ہے اب اگر اس اصل کے ماتحت غیر احمدیوں اور احمدیوں کے تعلقات پر نظر ڈالی جاوے تو سارے جھگڑے کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ چونکہ نماز الگ کرنے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اس لئے اس پر عملدرآمد کا حکم دیا گیا یہی حال جنازوں اور رشتے اور اناطوں کا ہے لیکن وراثت اور نکاح منع ہو جانے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا اگر آپ کو حکومت دی جاتی تو آپ اپنے متعلق بھی حکم جاری فرماتے پس مسئلہ وراثت کے متعلق ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہاں اگر کوئی ایسا مسئلہ ہو حکومت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اور پھر حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے متعلق نصیحا نہیں فرمایا تو اسکو ہمیشہ کیا جاوے ورنہ یہ کہنا کہ غیر احمدیوں کے ساتھ بعض اسلامی سادک جائز رکھے گئے ہیں ایک دعویٰ ہے جسکی کوئی بھی دلیل نہیں۔ ختم بردار ہوا حوالا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو عبد الیکم کو خط لکھا ہے اس میں آپ نے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جسکو تیری دعوت پہنچی ہے اور اس نے تجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اس سے پتہ لگتا ہے کہ کم از کم وہ لوگ کافر

”خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر تھام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور کذاب یا مشرک کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ“ (الربعین ص ۷۸ حاشیہ ص ۷۸)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ۔
اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہُ۔
کَمِثْلِکَ دُرٌّ لَا یُضَاعُ۔

یعنی خدا کی سب حمد ہے جس نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا۔ تو وہ شیخ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائیگا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا۔
”اور پھر فرمایا۔

لَنُخْرِجَنَّکَ حَیْوَةً طَیْبَةً۔ ثُمَّ نَبْنِیَنَّ حَوَلاً
اَوْ قَرِیْبًا مِنْ ذٰلِکَ۔ وَ تَرٰی نَسْلاً بَعِیْداً۔
مَظْہَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَیِّ۔ کَانَ اللّٰهُ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔
یعنی ہم تجھے ایک پاک اور آرام کی زندگی عنایت کریں گے۔ اسی برس یا اس کے قریب قریب۔ یعنی دو چار برس کم یا زیادہ۔ اور تو ایک دور کی نسل دیکھے گا۔ بلندی اور غلبہ کا مظہر۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔
”اور پھر فرمایا۔

یٰۤاٰیُّ قَمَرِ الْاَنْبِیَاءِ وَاَمْرُکَ یَتٰۤاٰی۔ مَا اَنْتَ اَنْ تَتْرُکَ الشَّیْطٰنَ
قَبْلَ اَنْ تَخْلِبَہُ۔ اَلْفَوْقُ مَعْلَکَ وَ التَّحْتُ مَعَ اَعْدَاۤءِکَ۔
یعنی تمہیوں کا چاند چڑھے گا اور تو کامیاب ہو جائیگا۔ تو ایسا نہیں کہ شیطان کو چھوڑ دے قبل اس کے کہ اس پر غالب ہو۔ اور اوپر رہنا تیرے حصے میں ہے۔ اور نیچے رہنا تیرے دشمنوں کے حصے میں۔“

(مرتب)

یعنی مشرک و تکفیر و الکذیب۔

ہوئے میں دیکر کتاب ہے، تو اس کی نماز ہی فایده ہے۔

۲۰ فروری ۱۹۰۱ء

استغفار ایک شخص نے قرض کے واسطے دُعا کے لیے عرض کی۔ فرمایا :

”استغفار بہت پڑھا کرو۔“

تفسیر کے کھنڈے کے متعلق فرمایا :

عربی تفسیر کے لیے فیسی قوت

”دن تھوڑے رہ گئے ہیں۔ اب تو ہم اس طرح جلدی جلدی کھتے

ہیں۔ بیسے اُردو دیکھتی جاتی ہے۔ بلکہ کئی دفعہ تو قلم برابر چلتا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ کیا لکھ رہے ہیں۔“

کسی نے سوال کیا کہ جو لوگ آپ کے مُرید نہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے

یغروں کے پیچھے نماز

آپ نے اپنے مُریدوں کو کیوں منع فرمایا ہے۔ حضرت نے فرمایا :

”جن لوگوں نے مِلد بازی کے ساتھ بدظنی کر کے اس سبیل کو جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے، رو کر دیا ہے

اور اس قدر نشانوں کی پروا نہیں کی اور اسلام پر جو مصائب ہیں، اس سے لاپرواہ پڑے ہیں۔ ان لوگوں نے

تقریبی سے کام نہیں لیا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يَنْفَعُنِي اللّٰهُ مِنَ الْغَفْلِ (المائدہ ۳)

خدا صرف متقی لوگوں کی نماز قبول کرتا ہے۔ اس واسطے کہا گیا ہے کہ ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو جس کی نماز خود

قبولیت کے درجہ تک پہنچنے والی نہیں۔“

”قدیم سے بزرگانِ دین کا یہی مذہب ہے کہ جو شخص حق کی

مسیح موعود کو نہ ماننے کا نتیجہ

مخالفت کرتا ہے اس کا سلبِ ایمان ہو جاتا ہے۔ جو پیغمبر

صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانے وہ کافر ہے، مگر جو مبدی اور مسیح کو نہ مانے اس کا بھی سلبِ ایمان ہو جائے گا۔

انجام ایک ہی ہے۔ پہلے مخالفت ہو تلبے پھر اجنبیت پھر عداوت پھر غلو اور آخر کار سلبِ ایمان ہو جاتا ہے۔“

لے الحکمہ جلدہ نمبر ۹ صفحہ ۱۰۰ پرچہ ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء

لے الحکمہ جلدہ نمبر ۱۰ صفحہ ۱۰ پرچہ ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء

ہیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ بھی اُن کے ساتھ افراط و تفریط کا معاملہ کرتا ہے :

استغفار ایک شخص نے پوچھا کہ میں کیا وظیفہ پڑھا کروں۔ فرمایا :
 ”استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کی دو ہی حالتیں ہیں۔ یا تو وہ گناہ نہ کرے یا اللہ تعالیٰ
 اس گناہ کے بد انجام سے بچائے۔ سوا استغفار پڑھنے کے وقت دونوں حالتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ایک تو یہ
 کہ اللہ تعالیٰ سے گزشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہے اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے
 بچائے، مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا، بلکہ دل سے چاہیے۔ نمازیں اپنی زبانی میں بھی دُعا
 مانگو یہ ضروری ہے۔“

فرمایا: تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ ہر چیز کی جڑ ہے۔ تقویٰ کے معنی ہیں
 ہر نیکی کی جڑ یہ القاء ہے ہر ایک باریک دربار ایک رُکب گناہ سے بچنا۔ تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ
 جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو، اس سے بھی کنارہ کرے۔“

فرمایا: دل کی مثال ایک بڑی نہری کی سی ہے جس میں سے اور چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں جن کو سُرّا
 کہتے ہیں یا ما جبا کہتے ہیں۔ دل کی نہریں سے بھی چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں۔ مثلاً زبان وغیرہ۔ اگر چھوٹی
 نہریں سونے کا پانی خراب اور گندہ اور سیلا ہو تو قیاس کیا جاتا ہے کہ بڑی نہر کا پانی خراب ہے۔ پس اگر
 کسی کو دیکھو کہ اس کی زبان یا دست و پا وغیرہ میں سے کوئی مضمون ناپاک ہے، تو سمجھو کہ اس کا دل بھی
 ایسا ہی ہے۔“

غیروں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی حکمت اپنی جماعت کا غیر کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے
 متعلق ذکر معارف فرمایا :

”ممبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے۔ اور اسی میں
 تمہاری نصرت اور فتحِ عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیا میں دُٹے ہوئے
 اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چاروں مُنہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی
 اور دُور مٹنا تو خدا کے لیے ہے۔ تم اگر ان میں رُسلے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے، وہ نہیں
 رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو، تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔“

بتقریب نخت سلا جوہی

سلسلہ احمدیہ

تصنیف لطیف

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ضا اہم اے

جس میں سلسلہ احمدیہ کے پچاس سالہ تاریخ کے علاوہ سلسلہ کے مخصوص عقائد سلسلہ کے غرض و غایت اور سلسلہ کے مستقبل کے متعلق سیر کتب بحث کے گئے ہیں



نظارت تالیف و تصنیف قادیان نے

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی کے خلافت جوہی کے موقع پر

طبع کرا کے شائع کیا



دسمبر ۱۹۳۹ء

مقبول ہو اس کا یہی جواب دیتے ہیں کہ جس پر گورنمنٹ خوش ہو اسی کو پیش کیا کرتے ہیں۔ پس اگر گورنمنٹ کے سامنے اپنا ڈیپوٹیشن دے جانے کے لئے کسی ایسے انسان کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کی نظر میں مقبول ہو تو پھر یہ کوئی عقلمندی ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے ایک ایسے آدمی کو اپنے آگے کھڑا کیا جائے جو منضوب ہو یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے اس لئے ان لوگوں کو اپنا امام نہیں چاہئے جنہوں نے حضرت مسیح موعود کو قبول نہیں کیا کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور منضوب ٹھہر چکے ہیں۔ اور ہمیں اس وقت تک کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے جب تک کہ وہ بیعت میں داخل نہ ہو جائے۔ اور ہم میں شامل نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کے امور ایک بڑی چیز ہوتے ہیں جو ان کو قبول نہیں کرتا وہ خدا کی نظر میں مقبول نہیں ہو سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ بعض غیر احمدی ایسے ہونگے جو پتہ دل سے حضرت مسیح موعود کو صادق نہیں مانتے۔ اس لئے قبول نہیں کرتے۔ لیکن ہم بھی مجبور ہیں کہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ خواہ کسی وجہ سے بھی وہ حق کے منکر ہیں۔ غیر احمدیوں کا اس بات پر چڑنا کہ ہم ان کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ایک لغو امر ہے۔ وہ غیر احمدی جو یہ سمجھتا ہے کہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں وہ ہم کو مسلمان کیونکر سمجھتا ہے۔ اور کیوں اس بات کا خواہاں ہے کہ ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔ ہمارا اس کے پیچھے نماز پڑھ لینا اسے کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ غیر احمدیوں سے ہم دیگر دنیاوی اور تمدنی تعلقات کو منقطع کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عیسائیوں کو بھی اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی تھی۔ پس جب باوجود اس قدر اختلاف کے دین میں ایک دوسرے کو مذہبی سہولتیں ہم پہنچانے کا حکم ہے تو دنیاوی تعلقات کو ترک کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ دوسروں سے محبت کرنا پیار کرنا۔ ان کی مصیبت کے وقت ان کے کام آؤ۔ بیمار کا علاج کرو۔ بھوکے کو روٹی

گھلاؤ۔ ننگے کو کپڑا پہناؤ۔ ان باتوں کا تمہیں ضرور ثواب ملے گا۔ لیکن دین کے معاملہ
مما تم ان کو اپنا امام نہیں بنا سکتے۔ حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بار بار حکم
دیا ہے پس اس بات کو خوب یاد رکھو۔ اور سختی سے اس پر عملدرآمد کرو +

غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا

پھر ایک سوال غیر احمدی کے جنازہ پڑھنے کے متعلق کیا جاتا ہے۔ اس میں ایک
مشکل پیش کی جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود نے بعض صورتوں میں جنازہ پڑھنے کی
اجازت دی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض حوالے ایسے ہیں جن سے یہ بات معلوم
ہوتی ہے۔ اور ایک خط بھی ملا ہے جس پر غور کی جائے گی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام
لاہل اس کے برخلاف ہے چنانچہ آپ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا۔ جو آپ کی زبانی طور پر
تصدیق بھی کرتا تھا۔ جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے۔ آپ ٹہلتے جاتے اور فرماتے کہ اس
بھی شہادت نہ کی تھی۔ بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا ہے۔ ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا اور
خدت مرض میں مجھے غش آگیا جب مجھے ہوش آیا تو جینے دیکھا کہ وہ میرے پاس
گھرا نہایت دُور سے رو رہا تھا۔ آپ یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت کیا کرتا تھا۔ لیکن
آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ حالانکہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ احمدی بھی اتنے نہ ہوں گے۔
پھر بیگم کے متعلق جب جگر داہنوا تو اسکی بیوی اسکے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ شامل ہو
گئے۔ حضرت صاحب نے اس کو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ اس نے طلاق لے کر
حضرت صاحب کو بھیج دی کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے اُسی طرح کریں۔ لیکن باوجود اس کے
جب وہ مرا تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا +

عدیش میں آیا ہے کہ جب ابوطالب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے فوت
ہونے لگے (بعض نے تو ان کو مسلمان لکھا ہے لیکن اصل بات یہی ہے کہ وہ مسلمان
نہ تھے) تو آنحضرت صلعم نے کہا کہ چچا ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہہ دو تاکہ میں آپکی شفاعت

شریعت کا فتوے استمال کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو کہو اگر تمہارے خیال میں ہم ایک بھوٹے مسیح کو مانتے ہیں تو پھر ہمارے جنازہ پڑھتے سے تمہارے مردہ کو فائدہ کیا ہوگا۔ کیا جس صورت میں اگر ہم مسلمان ہی نہیں۔ ہماری دُعا سے آپ کا مردہ بخشا جا سکتا ہے۔ پس اگر ان باتوں پر کوئی غور کرے تو کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہو سکتا +

اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے۔ تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا کفر نہیں۔ میں یہ سوال کر نیوالے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے۔ تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔ پھر میں کہتا ہوں۔ بچہ تو گنہگار نہیں ہوتا۔ اس کو جنازہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچہ کا جنازہ تو دُعا ہوتی اس کے پسماندگان کے لئے۔ اور اس کے پسماندگان ہمارے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں۔ اس لئے بچے کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔ باقی رہا کوئی ایسا شخص جو حضرت صاحب کو تو سچا مانتا ہے لیکن ابھی اس نے بیعت نہیں کی یا احمدیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور اسی حالت میں مر گیا ہے اس کو ممکن ہے کہ خدا کا کوئی سزا نہ دے۔ لیکن شریعت کا فتوے ظاہری حالات کے مطابق ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں اس کے متعلق بھی یہی کرنا چاہیئے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھیں +

غیر احمدیوں کو لڑکی دینا

ایک اور بھی سوال ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ نے

ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی۔ تو حضرت خلیفہ اولؒ نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا۔ اور جماعت سے فارت کر دیا۔ اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اسکی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا (اب یقینے اس کی سچی توبہ دیکھ کر قبول کر لی ہے) +

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے کہا تھا۔ کہ اگر آپ نے اپنے بعد عمرؓ کو جانشین مقرر کیا۔ تو بڑا غضب ہو گا۔ کیونکہ یہ بہت غصیلے ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ ان کا غصہ اسی وقت تک گرمی دکھانا ہے جب تک کہ میں نرم ہوں۔ اور جب میں نہ رہوں گا تو یہ خود نرم ہو جائیگے۔ اسی طرح میرا نفس تھا جو یہ کہتا تھا کہ اگر کوئی ذرا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم کے خلاف کرے تو اسے بہت سخت سزا دی جائے لیکن اب تو کچلا گیا ہے۔ اور بہت نرمی کرنی پڑتی ہے۔ تاہم میں اس بات سے خوش ہوں کہ دس ہی پچھے احمدی ہوں۔ لیکن اس بات سے سخت ناخوش ہوں۔ کہ دس کروڑ ایسے احمدی ہوں جو حضرت مسیح موعود کا حکم نہ ماننے والے ہوں۔ پس وہ لوگ جو ایسے ہیں وہ سن لیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس بات پر بہت زور دیا ہے۔ اس لئے اس پر ضرور عمل درآمد ہونا چاہیے۔ میں کسی کو جماعت سے نکلنے کا عادی نہیں۔ لیکن اگر کوئی اس حکم کے خلاف کرے گا تو میں اس کو جماعت سے نکال دوں گا۔ ابھی چند ماہ ہوئے ایک شخص نے غیر احمدیوں میں اپنی لڑکی دی تھی۔ یقینے اسے جماعت سے الگ کر دیا۔ بعد میں اس نے بہت توبہ کی۔ اور معافی مانگی۔ لیکن یقینے کہا کہ تمہارا یہ انخاص بعد از جنگ یاد آیا ہے۔ اس لئے برکھ خود باند زد کے مطابق اپنے سر پر مارو! ہمیں دیندار لوگوں کی ضرورت ہے۔ میں اگر کسی کی بیویٹ لے بھی لوں۔ تو کیا اس وقت تک وہ احمدی ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ خدا کی نظر میں احمدی نہ ہو۔ احمدی اصل میں وہی ہے جو خدا کی نظر میں احمدی ہے۔ میرے احمدی کہ لینے سے کوئی احمدی نہیں بن جاتا۔





آنجمانی مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنی ذات کے متعلق ایک شعر ہے۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

واقعہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جو حاکم مطلق اور مختار کل ہیں، انہوں نے اپنی قدرت کاملہ اور لازوال طاقت کے ذریعہ ”منتنبی قادیان“ کی زبان و قلم سے وہ کچھ کھلوا یا جس سے مرزا قادیانی کی حقیقت الم نشرح ہو کر رہ گئی۔ موصوف کی تحریرات کو ایک خاص نظم و ترتیب سے سامنے رکھا جائے تو مرزا قادیانی کے پاگل پن، مراقی طبیعت اور حماقت کی حقیقت سامنے آ جاتی ہے اور ہر شریف آدمی یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی اسلامی روایات چھوڑ، عام انسانی اخلاق سے بھی عاری اور محروم ہے، چہ جائیکہ نبوت کا عالی مرتبت منصب، جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں انسانیت کے لیے سب سے بڑی نعمت ہے۔ ایسی نعمت جس کی تکمیل اللہ رب العزت نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کر دی۔ سید ولد آدم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم کے بعد اس منصب کے بہت سے ڈاکو اس جہان رنگ و بو میں نمودار ہوئے لیکن آقائے مدنی کے خادموں نے ان کی ایک نہ چلنے دی اور اکثر تو ”ارتداد“ کے سنگین جرم کے سبب تہ تیغ کر دیئے گئے۔

مرزا کی خوش قسمتی یہ تھی کہ انہوں نے اس منصب پر اس وقت ڈاکہ ڈالا جب گوری اقلیت حکمران تھی اور بلکہ اسی اقلیت نے اسے کام کے لیے منتخب کیا۔ اسی اقلیت کے زیر سایہ موصوف پروان چڑھے اور 1908ء میں عبرت ناک موت کے بعد بھی ان کی جماعت پھلتی پھولتی رہی تا آنکہ 1974ء میں پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے انہیں اور ان کے نام لیواؤں کو جسد ملی سے آئینی اور دستوری طور پر کٹ کر پھینک دیا۔

گذشتہ اوراق میں آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی اسلام، نبی کریم ﷺ اور دیگر مقدس شخصیات کے بارے میں کلیجہ شق کر دینے اور آنکھوں میں خون اتار دینے والی گستاخیاں، ہرزہ سرائیاں اور توہینیں پڑھ آئے ہیں۔ جس کی مثال پوری تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ ایسی گستاخیوں کی جرات تو شیطان کو بھی نہ ہو سکی۔ میلہ کذاب، اسود عسی، راج پال، لکھ رام اور سلمان رشدی، مرزا قادیانی کے مقابلہ میں اسلام کے خلاف گستاخیوں کے حوالہ سے بونے نظر آتے ہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی کا ذاتی کردار اس قدر معکمہ خیز ہے کہ اسے نبی تو کیا، ایک شریف آدمی بھی کہنا، شرافت کی توہین ہے۔ مرزا قادیانی صورت و سیرت کے حوالہ سے فلاحیت کا ڈھیر تھا۔ آئیے مرزا قادیانی کی کمائی، ان کے اپنوں کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

”اس باب میں زیادہ تر حوالہ جات ”تذکرہ“ اور ”سیرت المہدی“ نامی قادیانی کتب سے لیے گئے ہیں۔

”تذکرہ“ مرزا غلام احمد قادیانی پر اترنے والی خود ساختہ وحیوں اور الہامات کا مجموعہ ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک اس کی حیثیت نعوذ باللہ قرآن مجید جیسی ہے۔ قرآن مجید کے بت سے نام ہیں جن میں ایک نام ”تذکرہ“ بھی ہے۔ قادیانیوں نے دجل و نلبیس سے کام لیتے ہوئے اس کا نام تذکرہ رکھا۔

”سیرت المہدی“ مرزا بشیر احمد ایم اے کی تصنیف ہے۔ مرزا بشیر احمد، مرزا قادیانی کا مٹھلا بیٹا ہے جسے مرزا نے ”قمر الانبیاء“ قرار دیا تھا۔ اس کتاب میں مرزا بشیر احمد نے اپنے باپ مرزا قادیانی کے تمام حالات زندگی اور ذاتی کردار بیان کیا ہے۔ اس لیے اس کی تمام

روایات قادیانیوں کے نزدیک مستحکم ہیں جن سے وہ انکار نہیں کر سکتے۔ قادیانیوں کے نزدیک نعوذ باللہ یہ حدیث اور سنت کی کتاب ہے۔ کیونکہ جو کچھ مرزا قادیانی نے کہا اور کوئی عمل کیا ہے، قادیانیوں کے نزدیک نعوذ باللہ حدیث و سنت کے زمرے میں آتا ہے۔ جس طرح ہماری حدیث کی کتابوں (بخاری و مسلم وغیرہ) میں ہر حدیث شریف کے شروع میں درج ہوتا ہے کہ مثلاً ”روایت کیا ہے حضرت ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔“ اس کی نقل اتارتے ہوئے مرزا بشیر احمد نے اس کتاب میں درج تمام روایات کے شروع میں لکھا کہ مثلاً روایت کیا ہے ام المومنینؓ (مرزا قادیانی کی بیوی) نے کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔“

قادیانی روزنامہ ”الفضل“ قادیان مورخہ 14 ستمبر 1929ء کے مطابق اس کتاب میں کافی چھان بین اور غور و خوض کے بعد مرزا قادیانی کے خصائص و شمائل و سیرت کے حلقہ نہایت ثقہ روایات درج کی گئی ہیں۔“ 19 فروری 1924ء کے ”الفضل“ کے مطابق ”ہر روایت کتب حدیث کی طرز پر بیان کی گئی ہیں۔ ہر روایت پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے حدیث کی کتاب پڑھی جا رہی ہے۔ ہر احمدی کے پاس اس کتاب کا ہونا لازم ہے۔“

خدا کی زمین پر اس سے بڑی توہین اور کیا ہوگی!

تاریخ پیدائش کا دلچسپ اختلاف

مرزا غلام احمد قادیانی پنجاب میں ضلع گورداسپور کے ایک قصبہ ”قادیان“ میں پیدا ہوا۔ یہ قصبہ امرتسر سے شمال مشرق کی طرف ریلوے لائن پر ایک قدیم شہر پٹالہ سے گیارہ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش کا تذکرہ کئی کتابوں سے ملتا ہے، لیکن ان کی تاریخ پیدائش کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی پیدائش کے بارے میں لکھتے ہیں:

VIEW
PROOF

(1)

”میری پیدائش 1839ء یا 1840ء میں سکھوں کے آخری وقت میں



ہوئی اور میں 1857ء میں سولہ برس یا سترہویں برس میں تھا اور ابھی ریش و
برودت کا آغاز نہیں تھا۔“

(”کتاب البریہ“ (حاشیہ) ص 159، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 117، معنفہ
مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(2)

”لیکن بعد میں ان کے خاندان کے افراد میں ان کے سال ولادت کے
بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا، ان کے بیٹے مرزا بشیر احمد، جو ان کے سوانح نگار اور
سیرت المہدی کے مصنف ہیں، کے پہلے نظریے کے مطابق سال ولادت 1836 یا
1837ء ہو سکتا ہے۔“

(سیرت المہدی، جلد 2، صفحہ 150 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

VIEW
PROOF

(3)

پس 13 فروری 1835ء عیسوی بمطابق 14 شوال 1250 ہجری بروز جمعہ والی
تاریخ صحیح قرار پاتی ہے۔“

(سیرت المہدی، جلد 3، صفحہ 76 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

VIEW
PROOF

(4)

”ایک مخنیفہ کے مطابق سال ولادت 1831ء ہو سکتا ہے۔“

(سیرت المہدی جلد 3 ص 74 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

VIEW
PROOF

(5)

”معراج دین نے تاریخ ولادت 17 فروری 1832ء مقرر کی ہے۔“

(سیرت المہدی جلد 3 ص 302 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

”جبکہ دیگر 1833ء یا 1834ء کو سال ولادت قرار دیتے ہیں۔“



(سیرت الہدی جلد 3 ص 194 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

مولانا ابوالحسن ندوی نے اپنی کتاب ”قادیانیت“ کے صفحہ 23 کے حاشیہ پر تحریر کیا ہے کہ مرزا صاحب کی عمر میں ترمیم ایک خاص مقصد کے لئے کی گئی تھی تاکہ ان کی ایک پیشین گوئی کو سچ ثابت کیا جاسکے مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ پیشین گوئی اربعین نمبر 3 ص 80 پر درج کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ پیشین گوئی بھی غلط ثابت ہوئی۔

نہایت افسوس کا مقام ہے کہ مرزائی حضرات نے مرزا قادیانی کی مقام افسوس اور خلاف الہام وفات سے سبق لینے کی بجائے اس کے واقعات عمر میں ہی رد و بدل کرنا شروع کر دیا۔ وفات کی تاریخ تو وہ بدل نہ سکتے تھے۔ ناچار انہوں نے تاریخ پیدائش میں اختلاف کرنا شروع کر دیا کہ کسی نہ کسی بہانے واقعات کو پیش گوئی پر منطبق کیا جاسکے۔

۔ کیا بنے بات جہاں بات بتائے نہ بنے

پیدائش

”میں تو ام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ 496 میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی، اس کا نام جنت تھا۔“

(تریاق القلوب ص 351 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 479 از مرزا قادیانی)

”میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔“
(تریاق القلوب ص 351 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 479 از مرزا قادیانی)

مرزا کی تلاش

”کوئی حرمت مرزا صاحب سے ملنے آتا اور آپ کے متعلق دریافت کرتا تو فرماتے کہ مسجد کے ستادہ کی کسی نوٹنی میں جا کر دیکھو۔ اگر وہاں نہ پاؤ تو مسجد کے اندر کسی گوشہ میں تلاش کرو۔ اگر وہاں بھی نہ ہو تو دیکھنا کہ کسی صف میں کوئی پیٹ کر کھڑا کر گیا ہو گا۔ کیونکہ وہ زندگی میں ہی مرا ہوا ہے۔“
(مجدد اعظم ص 27 از ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی)

مرزا قادیانی کے استاد

”جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا تھا کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے، وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق

ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا، حاصل کیا۔“
(کتاب البریہ حاشیہ ص 162، 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 180، 181 از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(11) مقدمات میں وقت ضائع

”میرے والد صاحب اپنے بعض آباء و اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے، انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا۔ اس لیے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا رہا۔“

(کتاب البریہ ص 164 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 182 از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(12) پچاس اور پانچ کا قادیانی فرق

مرزا قادیانی نے شروع شروع میں ایک عالم کا روپ دھارا اور اعلان کیا کہ وہ عیسائیت، ہندومت اور آریہ سماج کے خلاف کتاب لکھے گا جس میں اسلام کی حقانیت اور ان مذکورہ مذاہب کا ابطال ہوگا اور یہ کتاب پچاس جلدوں پر مشتمل ہوگی۔ مرزا قادیانی نے اعلان کیا کہ تمام مسلمان غیر حضرات اس کی طاعت وغیرہ کے لیے جیٹھی رقوم ارسال کریں۔ مرزا قادیانی کے بیان کے مطابق لوگوں نے

پچاس جلدوں کی رقم پیشگی بھجوا دی۔ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ کے نام سے اس کتاب کو لکھا۔ 5 جلدیں مکمل ہونے پر اعلان کر دیا کہ چونکہ 5 اور 50 میں صرف صفر کا فرق ہے۔ اس لیے پانچویں جلد کے ساتھ ہی ان کا پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ پورا ہو گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے مرزا قادیانی کی مسخہ خیز دلیل!

□ ”پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم و بیاض ص 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 9 از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(13) چوہڑی، زانیہ اور کنجروں کے خواب

”بعض فاسق اور قاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرامخوار اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے (تجربہ کے لیے مرزا صاحب ان کے پاس جاتے تھے یا وہ ان کے پاس آتے تھے؟) کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مروار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا، انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجرجن کا دن رات زنا کاری کام تھا، ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہو گئیں۔“

(حقیقۃ الوحی ص 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 5 از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(14) ٹیپی ٹیپی

”5 مارچ 1905ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم

ہوتا تھا، میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ (بلی کو خواب چھپھڑوں کے) میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا، 'نام کچھ نہیں، میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہو گا۔ اس نے کہا میرا نام ہے ٹیپی۔ ٹیپی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔'

(حقیقۃ الوحی ص 332 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 346 از مرزا

قادیانی)

مرزا قادیانی کے فرشتے کا نام ٹیپی ٹیپی ہے۔ جب قادیانیوں سے اس کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ لفظ "ٹچ" سے بنا ہے جس کا مطلب تیز رفتار ہے۔ یہ فرشتہ ٹچ کر کے مرزا قادیانی کا پیغام اللہ تعالیٰ کے پاس لے جاتا ہے اور ٹچ کر کے واپس آتا ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان کسی قادیانی کو ازراہ مذاق "ٹیپی ٹیپی" کہتا ہے تو وہ غصہ سے آگ بگولا ہو جاتا ہے۔ کئی قادیانی اساتذہ نے طلبہ کی طرف سے بلیک بورڈ پر "ٹیپی ٹیپی" لکھنے یا کورس کے انداز میں ہا آواز بلند ٹیپی ٹیپی کہنے پر اپنے جادو لے کر دالے ہیں۔ (آزمائش شرط ہے) جس کی وجہ بظاہر ہمیں نظر نہیں آتی۔ حالانکہ انہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ مسلمان ان کے فرشتے کا نام لے رہے ہیں۔

VIEW
PROOF

عجیب و غریب الہامات

(15)

1- پریشن - عمریراطوس - یا پلاطوس

2- ہوشعنا - نعسا

ہمیں تو یہ جنم کی آوازیں معلوم ہوتی ہیں۔

VIEW
PROOF

انگریزی الہامات

(16)

1- You must do what I told you.

- 2- Though all men should be angry but God
is with you. He shall help you. Words of God cannot
exchange.
- 3- I shall help you.
- 4- You have to go Amritsar.
- 5- He halts in the Zilla Peshawar.

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 119، 120، 121 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)



I love you. I am with you. Yes I am happy.
Life of pain. I shall help you. I can, what I
will do. We can, what we will do. God is coming by
His army. He is with you to kill enemy. The days
shall come when God shall help you. Glory be to the
Lord. God maker of earth and heaven.

(حقیقۃ الوحی ص 304 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 316 از مرزا قادیانی)

پنجابی الہام

VIEW
PROOF

(17)

مرزا غلام احمد قادیانی نے محمدی بیگم کے ساتھ شادی کروانے کی ہر ممکن
کوشش کی۔ ترغیب، لالچ، دھمکیاں، ڈرانے اور دھمکانے کا ہر حربہ استعمال کیا مگر
ناکام رہے۔ آخر محمدی بیگم کی شادی اس کے رشتہ دار سلطان احمد سے ہو گئی۔
سلطان احمد موضع ”پٹی“ ضلع قصور کا رہنے والا تھا۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ اسے
الہام ہوا ہے کہ:

”پٹی پٹی گئی“

یعنی ”پٹی“ تباہ ہو جائے گی۔

(تذکرہ مجموعہ المامات ص 297 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

ٹانک وائٹن

VIEW
PROOF

(18)

”محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت میں یار محمد بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ”ٹانک وائٹن“ کی پلومرکی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائٹن چاہئے اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔“

مرزا غلام احمد عفی عنہ

(خطوط امام بنام غلام ص 5 از حکیم محمد حسین قریشی قادیانی)

(ٹانک وائٹن ایک ولایتی شراب ہے جو پاکستان بننے سے پہلے ای پلومرکی دکان سے دستیاب ہوتی تھی۔ یہ دکان لاہور ہائی کورٹ کے سامنے کارنر پر واقع ہے۔ اب یہاں نظر کے چشمے وغیرہ ملتے ہیں۔ پہلے اس میں شراب کے چشمے ملتے تھے۔ ناقل)

جائے نفرت

VIEW
PROOF

(19)

”کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار“

(در ثمن اردو ص 116 از مرزا غلام احمد قادیانی)

یعنی مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں کرم خاکی ہوں اور آدم زاد نہیں ہوں۔ بلکہ انسانوں کی عار اور جائے نفرت ہوں۔ قادیانیوں کا کہنا ہے کہ اس شعر میں مرزا قادیانی نے عاجزی و انکساری کا اظہار کیا ہے۔ یہ کیسی عاجزی ہے جس میں آدمی خود کو انسان کا بچہ ماننے سے انکار کر دے اور خود کو انسانوں کی نفرت والی جگہ (؟)

ادھر ادھر

VIEW
PROOF

(20)

”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے، باہر لے گیا اور ادھر ادھر (کبھی کما د میں، کبھی کھولے میں، کبھی زیر، کبھی زیر، کبھی ادھر، کبھی ادھر) پھراتا رہا پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے (بے شرمی کا کام نہ کرتے) اور چونکہ تمہارے دادا کا فضاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں، اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی پکری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔“.....

..... ”والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین ادھر ادھر پھرتا رہا۔ آخر اس نے چائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری (”خدمت خاص“ کی) وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا، ہمارے مخالف ہی کہتے کہ ان کا ایک چچا زاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔“

(سیرت الہدی جلد اول ص 43، 44 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

سندھی

VIEW
PROOF

(21)

”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری داوی ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب

بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ امیرہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نہ سمجھ سکی کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ دستور ہے کہ کسی منت ماننے کے نتیجہ میں بعض لوگ خصوصاً ”عورتیں اپنے کسی بچے کا عرف سندھی رکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپ کی والدہ اور بعض عورتیں آپ کو بھی بچپن میں کبھی اس لفظ سے پکار لیتی تھیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ سندھی غالباً ”دسونڈھی یا دسپہندھی سے گبڑا ہوا ہے۔ جو ایسے بچے کو کہتے ہیں جس پر کسی منت کے نتیجہ میں دس دفعہ کوئی چیز باندھی جاوے اور بعض دفعہ منت کوئی نہیں ہوتی بلکہ یونہی پیار سے عورتیں اپنے کسی بچے پر یہ رسم ادا کر کے اسے سندھی پکارنے لگ جاتی ہیں۔“

(سیرت الہدی جلد اول ص 45 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(22) کھانے کا انداز

”کھانا کھاتے ہوئے روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے جاتے تھے‘
کچھ کھاتے تھے‘ کچھ چھوڑ دیتے تھے‘ کھانے کے بعد آپ کے سامنے سے بت سے ریزے اٹھتے تھے۔“

(سیرت الہدی جلد اول ص 51 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(23) ریشمی ازار بند

”خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) خواہ کام کر رہے ہوں یا کسی اور حالت میں ہوں‘ ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے کہ ابا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر

ہم کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ملل کا بنا ہوا ہوتا تھا، باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کالج میں بندھا لیتے تھے اور چابیاں ازاربند کے ساتھ باندھتے تھے جو بوجھ سے بعض اوقات ٹنگ آتا تھا (کیا نظارہ ہوتا ہو گا کہ نبوت جا رہی ہے؟) اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) عموماً "ریشمی ازاربند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازاربند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔"

(سیرت الہدی جلد اول ص 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(24) بھجے دی ماں

VIEW
PROOF

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر "بھجے دی ماں" کہا کرتے تھے، بے تعلقی سی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سی سخت بے رغبتی تھی اور ان کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔ اس لیے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔"

(سیرت الہدی جلد اول ص 33 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

قادیانی ذہنیت کی پستی ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا بشیر احمد ایم اے جو مرزا قادیانی کی دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم کی اولاد میں سے ہے جب اپنی والدہ کا ذکر کرتا ہے تو اسے "ام المومنین" کے لقب سے یاد کرتا ہے اور جب مرزا قادیانی کی پہلی بیوی کا ذکر کرتا ہے تو اسے "بھجے دی ماں" کہتا ہے۔ بھجے سے مراد مرزا فضل احمد ہے جس نے مرزا قادیانی کو نبی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

(25) ”میں ایسے پردے کا قائل نہیں“

”بیان کیا حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔ سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹھہرنے لگ گئے، یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیور (اور مرزا قادیانی کی؟) اور جوشیلی تھی، میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ اوہرا دھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور، لوگ بہت ہیں۔ بیوی صاحبہ کو الگ جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب! جواب لے آئے؟“

(میرت الہدی جلد اول ص 63 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(26) ”غرارہ“

”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود اوائل میں غرارے استعمال فرمایا کرتے تھے۔ پھر میں نے کہہ کر وہ ترک کر دیا، اس کے بعد آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غرارہ بہت کھلے پانچے کے پانچاے کو کہتے ہیں۔ (پہلے اس کا ہندوستان میں بہت رواج تھا اب بہت کم ہو گیا ہے)“

(میرت الہدی جلد اول ص 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

”ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لئے گرگابی لے آیا آپ نے پس لی مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا، کئی دفعہ الٹی پس لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے، ان (انگریز) کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لئے نشان لگا دیئے تھے مگر باوجود اس کے آپ الٹا سیدھا پس لیتے تھے۔“

(سیرت المہدی جلد اول ص 67 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

”میان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ میں نے کبھی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو اعکاف بیٹھتے نہیں دیکھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بھی مجھ سے یہی بیان کیا ہے۔“

(سیرت المہدی جلد اول ص 68 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

”چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اس واسطے آپ نے بخاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔“

(سیرت المہدی جلد اول ص 156 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

”میان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص

نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ میں دی۔ حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے۔ یہاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔“

(سیرت الہدی جلد اول ص 180 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

بازو ٹوٹ گیا

VIEW
PROOF

(31)

”بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک دفعہ والد صاحب اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تھے، سامنے سٹول رکھا تھا، وہ الٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لے جاسکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔“

(سیرت الہدی جلد اول ص 216، 217 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

مرزا صاحب کے والد نماز نہ پڑھتے تھے

(32)

”بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک دفعہ قادیان میں ایک بغدادی مولوی آیا۔ دادا صاحب نے اس کی بڑی خاطر مدارات کی۔ اس مولوی نے دادا صاحب سے کہا مرزا صاحب آپ نماز نہیں پڑھتے؟ دادا صاحب نے اپنی کمزوری کا اعتراف کیا اور کہا کہ

ہاں بیشک میری غلطی ہے، مولوی صاحب نے پھر بار بار اصرار کے ساتھ کہا اور ہر دفعہ دادا صاحب یہی کہتے گئے کہ میرا قصور ہے۔ آخر مولوی نے کہا آپ نماز نہیں پڑھتے، اللہ آپ کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ اس پر دادا صاحب کو جوش آگیا اور کہا ”تمہیں کیا معلوم ہے کہ وہ مجھے کہاں ڈالے گا۔ میں اللہ تعالیٰ پر ایسا بد ظن نہیں ہوں میری امید وسیع ہے۔ خدا فرماتا ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ تم مایوس ہو گئے، میں مایوس نہیں ہوں۔ اتنی بے اعتقادی میں تو نہیں کرتا۔“ پھر کہا ”اس وقت میری عمر 75 سال کی ہے۔ آج تک خدا نے میری پیٹھ نہیں گلنے دی تو کیا اب وہ مجھے دوزخ میں ڈال دے گا۔“ خاکسار عرض کرتا ہے کہ پیٹھ گلنا پنجابی کا محاورہ ہے جس کے معنی دشمن کے مقابلہ میں ذلیل و رسوا ہونے کے ہیں ورنہ ویسے مصائب تو دادا صاحب پر بہت آئے ہیں۔“

(سیرت الہدی جلد اول ص 231 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

عشقیہ شاعری

VIEW
PROOF

(33)

”خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب سے مجھے حضرت مسیح موعود کی ایک شعروں کی کاپی ملی ہے جو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے غالباً ”نوجوانی کا کلام ہے۔ حضرت صاحب کے اپنے خط میں ہے جسے میں پہچانتا ہوں، بعض شعر بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا
ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا میرے دل! ابھی کچھ پاؤ گے
تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مزا ہوتا ہے

ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے
مفت بیٹھے بٹھائے - غم میں پڑے
اس کے جانے سے صبر دل سے گیا

ہوش بھی ورطہ عدم میں پڑے

سب کوئی خداوند بنا دے
کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے
کرم فرما کے آ او میرے جانی
بت روئے ہیں اب ہم کو ہٹا دے
کبھی لکے گا آخر تنگ ہو کر
دلا اک بار شور و غل مچا دے

نہ سر کی ہوش ہے تم کو نہ پا کی
سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
مرے بت اب سے پردہ میں رہو تم
کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی

نہیں منظور تھی مگر تم کو الفت
تو یہ مجھ کو بھی جتلیا تو ہوتا
مری دلسوزیوں سے بے خبر ہو
مرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جاں
کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

(سیرت المہدی جلد اول ص 232, 233 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

لطیفہ

VIEW
PROOF

(34)

”بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سناٹے تھے
کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے بیٹھ لاؤ۔“

میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹی بھر کر منہ میں ڈال لی، بس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا، وہ بورا نہ تھا۔ بلکہ پسا ہوا نمک تھا، خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھے یاد آیا کہ ایک دفعہ گھر میں مٹی روٹیاں پکیں کیونکہ حضرت صاحب کو مٹی روٹی پسند تھی جب حضرت صاحب کھانے لگے تو آپ نے اس کا ذائقہ بدلا ہوا پایا مگر آپ نے اس کا خیال نہ کیا، کچھ اور کھانے پر حضرت صاحب نے کڑواہٹ محسوس کی اور والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ روٹی کڑوی معلوم ہوتی ہے؟ والدہ صاحبہ نے پکانے والی سے پوچھا، اس نے کہا میں نے تو میٹھا ڈالا تھا۔ والدہ صاحبہ نے پوچھا کہ کہاں سے لے کر ڈالا تھا؟ وہ برتن لاؤ۔ وہ عورت ایک ٹین کا ڈبہ اٹھا لائی دیکھا تو معلوم ہوا کہ کونین کا ڈبہ تھا اور اس عورت نے جمالت سے بجائے میٹھے کے روٹیوں میں کونین ڈال دی تھی، اس دن گھر میں یہ بھی ایک لطیفہ ہو گیا۔

(سیرت المہدی جلد اول ص 244، 245 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(35) راکھ سے روٹی

VIEW
PROOF

”بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا، انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا، وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں، سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھاؤ، حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سنا کر کہا کہ جس وقت اس عورت نے مجھے یہ بات سنائی تھی، اس وقت حضرت صاحب بھی پاس تھے مگر آپ خاموش رہے۔“

(36) گول منہ لمبا منہ

VIEW
PROOF

”بیان کیا مجھ سے میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے کہ مدت کی بات ہے جب میاں ظفر احمد صاحب کپور تھلوی کی پہلی بیوی فوت ہو گئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں، ان کو میں لاتا ہوں۔ آپ ان کو دیکھ لیں پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو، اس سے آپ کی شادی کر دی جاوے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرہ کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں، آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا اور اس کے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ تمہیں کونسی لڑکی پسند ہے۔ وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے، وہ اچھی ہے۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا پھر آپ خود فرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے۔ وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بد نما ہو جاتا ہے لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ (کامیاب دلال۔ مرتب) میاں عبد اللہ صاحب نے بیان کیا کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اور کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اور نیز یہ کہ حضرت صاحب ان لڑکیوں کو کسی احسن طریق سے وہاں لائے تھے اور پھر ان کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا تھا جس سے ان کو کچھ معلوم نہیں ہوا مگر ان میں سے کسی کے ساتھ میاں ظفر احمد صاحب کا رشتہ نہیں ہوا، یہ مدت کی بات ہے۔“

”بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن سچنی تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا پھر وہ مرگئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہو سکتا ہے۔“

(سیرت الممدی جلد اول ص 261، 262 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)
(نوٹ)۔۔۔ سچنی پیشہ در فاحشہ عورت کو کہتے ہیں۔

”فاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ جاننے کے لئے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا اپنے گھر والوں کے ساتھ کیا معاملہ تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی تصنیف سیرت مسیح موعود کے مندرجہ ذیل فقرات ایک عمدہ ذریعہ ہیں۔ مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں: ”عربہ قریب پندرہ برس کا گزرتا ہے جبکہ حضرت صاحب نے بار دیگر خدا تعالیٰ کے امر سے معاشرت کے بھاری اور نازک فرض کو اٹھایا ہے۔ اس اثنا میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ خانہ جنگی کی آگ مشتعل ہوئی ہو۔ وہ ٹھنڈا دل اور بھشتی قلب قابل غور ہے۔ جسے اتنی مدت میں کسی قسم کے رنج اور تنہا عیش کی آگ کی آج تک نہ چھوئی ہو۔ اس بات کو اندرون خانہ کی خدمتگار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلف اور تصنع زیر کی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں بہت عمدہ طرح محسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب سے دیکھتی ہیں تو اور زمانہ اور گرد و پیش کے عام عرف اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں اور میں نے بارہا انہیں خود

حیرت سے کہتے ہوئے بنا ہے۔ کہ:

”مرجا پوی دی گل بڑی مندا اے۔“

(سیرت المہدی جلد اول ص 276 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(39) اور انگلی کٹ گئی

”خاکسار کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا۔ اس لئے حضرت صاحب اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی (آٹو) جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔“

(سیرت المہدی جلد دوم ص 4 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(40) جیب میں اینٹ

”آپ کے ایک بچے نے آپ کی واسکٹ کی ایک جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈال دی۔ آپ جب بیٹے تو وہ اینٹ سمجھتی۔ کئی دن ایسا ہی ہوتا رہا۔ ایک دن اپنے ایک خادم کو کہنے لگے کہ میری پہلی میں درد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز سمجھتی ہے۔ وہ حیران ہوا اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس کا ہاتھ اینٹ پر جا لگا۔ جھٹ جیب سے نکال لی۔ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ چند روز ہوئے، محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی، اور کہا تھا کہ اسے نکالنا نہیں، میں اس سے کھیلوں گا۔“

(حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ طبع چارم ص ق)

(41) جرابیں، کالج، گرگابی اور کھانا

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف تھیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کالج کا بٹن دوسرے کالج میں لگا ہوا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی ہدیتہ ”لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیکھی جوتی پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آ جاتا ہے۔“

(سیرت المہدی جلد دوم ص 58 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(42) الٹے کالج

”بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کالج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ مدداری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔“

(سیرت المہدی جلد دوم ص 126 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(43) روزے تڑوا دیئے

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔ حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ معہ کچھ ناشتہ کے ان سے ملنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔ آپ نے فرمایا سفر میں روزہ ٹھیک نہیں، اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرنا چاہئے چنانچہ ان کو ناشتہ کروائے ان کے روزے تڑوا دیئے

دیئے۔“

(سیرت المہدی جلد دوم ص 59 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(44) روزے نہیں رکھے

VIEW
PROOF

”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مک موعود (مرزا قادیانی) کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اس لئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرہواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداء دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔“

(سیرت المہدی جلد دوم ص 65, 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(45) چشم نیم باز

VIEW
PROOF

”مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب معہ چند خدام کے فوٹو کھینچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ ٹکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح

نیم بند ہو گئیں۔“

(سیرت المہدی جلد دوم ص 77 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(46) گھڑی کو چابی

VIEW
PROOF

”گھڑی بھی آپ ضرور اپنے پاس رکھا کرتے مگر اس کی چابی دینے میں چونکہ اکثر ناغہ ہو جاتا اس لئے اکثر وقت غلطی ہوتا تھا اور چونکہ گھڑی جیب میں سے اکثر نکل پڑتی اس لئے آپ اسے بھی رومال میں باندھ لیا کرتے۔ گھڑی کو ضرورت کے لئے رکھتے نہ زیبائش کے لئے۔“

(سیرت المہدی جلد دوم ص 127 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(47) الٹی سیدھی جرابیں

VIEW
PROOF

”جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بار بار جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی کبھی تو سرا آگے ٹکٹا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آ جاتی کبھی ایک جراب سیدھی دو سری الٹی۔“

(سیرت المہدی جلد دوم ص 127 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(48) تکیے کے نیچے کپڑے

VIEW
PROOF

”کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ رات کو اتار کر تکیے کے نیچے رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھوئی پر ٹانگ دیتے ہیں وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے مٹے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سرپیٹ لے۔“

(سیرت المہدی جلد دوم ص 128 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

”روٹی آپ تدوری اور چولے کی دونوں قسم کی کھاتے تھے، ذیل روٹی چائے کے ساتھ یا بکٹ اور بکرم بھی استعمال فرمایا کرتے تھے بلکہ ولایتی بسکٹوں کو بھی جائز فرماتے تھے اس لئے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس میں چربی ہے کیونکہ بنانے والوں کا اوعا تو کھن ہے پھر ہم ناحق بدگمانی اور شکوک میں کیوں پڑیں۔ مکی کی روٹی بہت مدت آپ نے آخری عمر میں استعمال فرمائی کیونکہ آخری سات آٹھ سال سے آپ کو دستوں کی بیماری ہو گئی تھی اور ہضم کی طاقت کم ہو گئی تھی۔ علاوہ ان روٹیوں کے آپ شیرمال کو بھی پسند فرماتے تھے اور باقر خانی قلعہ وغیرہ فرض جو جو اقسام روٹی کے سامنے آ جایا کرتے تھے، آپ کسی کو رد نہ فرماتے تھے۔

سالن آپ بہت کم کھاتے تھے۔ گوشت آپ کے ہاں دو وقت پکنا تھا مگر دال آپ کو گوشت سے زیادہ پسند تھی۔ یہ دال ماش کی یا اوڑوہ کی ہوتی تھی جس کے لئے گوروا سپور کا ضلع مشہور ہے۔ سالن ہر قسم کا اور ترکاری عام طور پر ہر طرح کی آپ کے دسترخوان پر دیکھی گئی ہے اور گوشت بھی ہر حلال اور طیب جانور کا آپ کھاتے تھے۔ پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا۔ اس لئے بعض اوقات جب طبیعت کمزور ہوتی تو تیز فاختہ وغیرہ کے لئے شیخ عبدالرحیم صاحب نو مسلم کو ایسا گوشت میا کرنے کو فرمایا کرتے تھے۔ مرغ اور بیڑوں کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا مگر بیڑے جب سے کہ پنجاب میں طاعون کا زور ہوا، کھانے چھوڑ دیئے تھے بلکہ منع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کے گوشت میں طاعون پیدا کرنے کی خاصیت ہے اور بنی اسرائیل میں ان کے کھانے سے سخت طاعون پڑی تھی۔ حضور کے سامنے دو ایک دفعہ گوہ کا گوشت پیش کیا گیا مگر آپ نے فرمایا کہ جائز ہے جس کا جی چاہے کھالے مگر رسول کریمؐ نے چونکہ اس سے کراہت فرمائی اس لئے ہم کو بھی اس سے کراہت ہے اور جیسا کہ وہاں ہوا تھا یہاں بھی لوگوں نے آپ کے مسمان خانہ بلکہ گھر میں بھی کچھ بچوں اور لوگوں نے گوہ کا گوشت کھایا مگر آپ نے اسے اپنے قریب نہ آنے دیا۔ مرغ کا گوشت ہر طرح کا آپ کھا لیتے تھے۔ سالن ہو یا بھنا

ہوا کباب ہو یا پلاؤ مگر اکثر ایک ران پر ہی گزارہ کر لیتے تھے اور وہی آپ کو کافی ہو جاتی تھی بلکہ کبھی کبھی بیچ بھی رہا کرتا تھا۔ پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور ___ ہوئے چاولوں کا اور ٹیٹھے چاول تو کبھی خود کمرہ کر پکوا لیا کرتے تھے مگر گڑ کے اور وہی آپ کو پسند تھے۔ عمدہ کھانے یعنی کباب مرغ پلاؤ یا انڈے اور اسی طرح فیرنی ٹیٹھے چاول وغیرہ۔“

(سیرت المہدی جلد دوم ص 132 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(50) نماز میں پان

VIEW
PROOF

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی ایسی کہ دم نہ آتا تھا البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔“

(سیرت المہدی جلد سوم ص 103 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(51) ریشمی ازار بند کے فوائد

VIEW
PROOF

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے پاجاموں میں، میں نے اکثر ریشمی ازار بند پڑا ہوا دیکھا ہے اور ازار بند میں کنبیوں کا کچھا بندھا ہوتا تھا (اور جب چلتے ہوں گے تو چھن چھن چھن سے کیا ساں پیدا ہوتا ہو گا؟) ریشمی ازار بند کے متعلق بعض اوقات فرماتے تھے کہ ہمیں پیشاب کثرت سے اور جلدی جلدی آتا ہے تو ایسے ازار بند کے کھولنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔“

(سیرت المہدی جلد سوم ص 110 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے، حضرت خلیفۃ المسیح اول بھی موجود نہ تھے تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا انہوں نے عرض کیا کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت رتخ خارج ہوتی رہتی ہے۔ میں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں، حضور فرمایا کہ پھر ہماری بھی ہو جائے گی، آپ پڑھائیے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج رتخ جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو لواقض وضو میں نہیں سمجھا جاتا۔“
(سیرت المہدی جلد سوئم ص 111 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)
(مرید کی رتخ جاری، نبی صاحب کا پیشاب جاری سچ ہے، جیسی روح دیے فرشتے)

(53) ممنوعہ چیزیں ”بھنگ دھتورہ افیون“ سب جائز

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے سل دن کے مریض کے لئے ایک گولی بتائی تھی۔ اس میں کونین اور کافور کے علاوہ افیون، بھنگ اور دھتورہ وغیرہ زہریلی اودیہ بھی داخل کی تھیں اور فرمایا کرتے تھے کہ دوا کے طور پر علاج کے لئے اور جان بچانے کے لئے ممنوع چیز بھی جائز ہو جاتی ہے۔“

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 111 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

”چنانچہ ایک دفعہ ان لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ ریویو میں حضرت صاحب کا اور احمدیت کی خصوصیات کا ذکر نہ ہو بلکہ عام اسلامی مضامین ہوں تاکہ اشاعت زیادہ ہو۔ اخبار وطن میں بھی یہ تحریک چھپی تھی جس پر حضرت صاحب نے نہایت ناراضگی کا اظہار کیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہمیں چھوڑ کر کیا آپ مردہ اسلام کو پیش کریں گے؟“

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 116 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

جج، اعتکاف، زکوٰۃ

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے جج نہیں کیا، اعتکاف نہیں کیا، زکوٰۃ نہیں دی، تصبیح نہیں رکھی..... اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں اور تصبیح اور رسمی دعاؤں وغیرہ کے آپ قائل ہی نہ تھے۔“

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 119 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

زنانی نماز

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو میں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت ام المومنین کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اسے مرد کے ساتھ نہیں بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔ ہاں اکیلا مرد مقتدی ہو تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہئے۔ میں نے حضرت ام المومنین سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق

کی مکر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت صاحب نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہو کر چکر آجایا کرتا ہے۔ اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا کرو۔“

(سیرت الہدی جلد سوئم ص 131 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

روزہ توڑ دیا

VIEW
PROOF

(57)

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں لٹھڑے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب کا وقت بہت قریب تھا مگر آپ نے فوراً ”روزہ توڑ دیا آپ ہمیشہ شریعت میں سہل راستہ کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔“

(سیرت الہدی جلد سوئم ص 131 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

نماز میں فارسی نظم

VIEW
PROOF

(58)

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پھر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور (مرزا قادیانی) بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی جس کا یہ مصرعہ ہے

”اے خدا اے چارہ آزار ما“

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم نہایت اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے جو

روحانیت سے پر ہے۔“

(سیرت الہدی جلد سوئم ص 138 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احکام ہوا۔ جب میں نے یہ روایت سنی تو بہت تعجب ہوا کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کو احکام نہیں ہوتا پھر بعد فکر کرنے کے اور طبی طور پر اس مسئلہ پر غور کرنے کے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ احکام تین قسم کا ہوتا ہے ایک فطرتی، دوسرا شیطانی خواہشات اور خیالات کا نتیجہ اور تیسرا مرض کی وجہ سے۔ انبیاء کو فطرتی اور بیماری والا احکام ہو سکتا ہے مگر شیطانی نہیں ہوتا۔ لوگوں نے سب قسم کے احکام کو شیطانی سمجھ رکھا ہے جو غلط ہے۔“

(سیرت الہدی جلد سوئم ص 242 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(60) تیز گرم پانی سے طہارت

”میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) عموماً ”گرم پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے اور ٹھنڈے پانی کو استعمال نہ کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا کہ آپ کے لئے پاخانہ میں لوٹا رکھ دے۔ اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا تو آپ نے اسے بلوایا اور اسے اپنا ہاتھ آگے کرنے کو کہا اور پھر اس کے ہاتھ پر آپ نے اس لوٹے کا بچا ہوا پانی بہا دیا تاکہ اسے احساس ہو کہ یہ پانی اتنا گرم ہے کہ طہارت میں استعمال نہیں ہو سکتا، اس کے سوا آپ نے اسے کچھ نہیں کہا۔“

(سیرت الہدی جلد سوئم ص 243، 244 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

□ ”قاضی محمد یوسف صاحب پشاورى نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدس حضرت مولوی عبدالکرم صاحب کے ساتھ اس کوٹھڑی میں نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی مگر 1907ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی تو وہ کوٹھڑی منہدم کر دی گئی۔ اس کوٹھڑی کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلباً ”یہ تھی کہ قاضی یار محمد صاحب حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔“

خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یار محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے مگر ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہو گیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم (خاص حصہ) کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔“

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 265 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

□ ”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک میں حضور (مرزا قادیانی) نماز جماعت میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آج کل موجودہ مسجد مبارک کی دوسری صف شروع ہوتی ہے۔ یعنی بیت الفکر کی کوٹھڑی کے ساتھ ہی مغربی طرف۔ امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا تھا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص پر جنون کا غلبہ ہوا اور وہ حضرت صاحب کے پاس کھڑا ہونے لگا اور نماز میں آپ کو تکلیف دینے لگا۔ اور اگر کبھی اس کو پچھلی صف میں جگہ ملتی۔ تو ہر سجدہ میں وہ صفیں پھلانگ کر حضور کے پاس آتا اور تکلیف دیتا اور قبل اس کے کہ امام سجدہ سے سر اٹھائے۔ وہ اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا۔ اس تکلیف سے تنگ آکر مرزا قادیانی نے امام کے پاس حجرہ میں کھڑا ہونا شروع کر دیا۔ مگر وہ بھلا مانس حتی المقدور وہاں بھی

بچایا کرتا اور ستایا کرتا تھا۔ مگر پھر بھی وہاں نسبتاً امن تھا۔ اس کے بعد آپ وہیں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ مسجد کی توسیع ہو گئی۔ یہاں بھی آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے رہے۔ مسجد اقصیٰ میں جمعہ اور عیدین کے موقع پر آپ صف اول میں عین امام کے پیچھے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ معذور شخص جو ویسے قلعہ تھا، اپنے خیال میں اعلیٰ محبت کرتا اور جسم پر نامناسب طور پر ہاتھ پھیر کر تحریک حاصل کرتا تھا۔“

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 268، 269 از مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی)

بھانو

VIEW
PROOF

(63)

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضور کو دبانے بیٹھی چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لئے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں۔ وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پٹنگ کی پٹی ہے تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی ”ہاں جی تدے تے تھوڑی لٹاں لکڑی وانگر ہویاں ہویاں ایں۔“ یعنی جی ہاں جی تو آج آپ کی لٹاں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں بھی غالباً ”یہ جتنا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے اور تمہیں پتہ نہیں لگا کہ کس چیز (ہائے) کو دبا رہی ہو مگر اس نے سامنے سے اور ہی لطفہ کر دیا۔“

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 210 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

غیر محرم عورتوں کو چھونا

(64)

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود

(مرزا قادیانی) عورتوں سے بیعت صرف زبانی لیتے تھے۔ ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیتے تھے نیز آپ بیعت ہمیشہ اردو الفاظ میں لیتے تھے مگر بعض اوقات دہقانی لوگوں یا دیہاتی عورتوں سے پنجابی الفاظ میں بھی بیعت لے لیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے ان کے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے۔ دراصل قرآن شریف میں جو یہ آتا ہے کہ عورت کو کسی غیر محرم پر اطمینان زینت نہیں کرنا چاہئے اسی کے اندر ریس کی ممانعت بھی شامل ہے کیونکہ جسم کے چھونے سے بھی زینت کا اطمینان ہو جاتا ہے۔“

(سیرت الہدی جلد سوئم ص 15 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)



(64- الف) ”نبی معصوم“

”سوال ششم = حضرت اقدس (مرزا قادیانی) غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں

کیوں دبواتے ہیں؟

جواب = وہ نبی معصوم ہیں، ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب

رحمت و برکات ہے۔“

(قادیانی اخبار الحکم قادیان جلد 11 نمبر 13 مورخہ 17 اپریل 1907ء)

زینب بیگم



(65)

”ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی خدمت میں رہی ہوں گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ وہ دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر

صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ (موقعہ بھی تو سرور کا تھا۔ مرتب) اسی طرح جب مبارک احمد صاحب بیمار ہوئے تو مجھ کو ان کی خدمت کے لئے بھی اسی طرح کئی راتیں گزارنی پڑیں تو حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے (کیوں؟) اور آپ کئی دفعہ اپنا تھک مجھے دیا کرتے تھے۔“

(سیرت الہدی جلد سوئم ص 272-273 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)



(66)

□ ”ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضور (مرزا قادیانی) سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے تو میں رعیمہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ان ایام میں مجھے مراق کا سخت دورہ تھا، میں شرم کے مارے آپ سے عرض نہ کر سکتی تھی مگر میرا دل چاہتا تھا کہ میری بیماری سے کسی طرح حضور کو علم ہو جائے تاکہ میرے لئے حضور دعا فرمائیں، میں حضور کی خدمت (۹) کر رہی تھی کہ حضور نے اپنے انکشاف اور صفائی قلب سے خود معلوم کر کے فرمایا۔ زینب تم کو مراق کی بیماری ہے ہم دعا کریں گے۔“

(سیرت الہدی جلد سوئم ص 275 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)



(67)

□ ”ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میری بڑی لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) قہوہ پی رہے تھے کہ حضور نے مجھ کو اپنا بچا ہوا قہوہ دیا اور فرمایا زینب یہ

پی لو۔ میں نے عرض کی حضور یہ گرم ہے اور مجھ کو ہمیشہ اس سے تکلیف ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارا بچا ہوا قہوہ ہے تم پی لو کچھ نقصان نہیں ہو گا۔ میں نے پی لیا اور اس کے بعد پھر کبھی مجھے قہوہ سے تکلیف نہیں ہوئی۔“

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 266 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(68) رات کا پہرہ

VIEW
PROOF

”مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت میں، میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سونے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دیتا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو، منشیانی اہلیہ فشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔“

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 213 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(69) مائی تابی

VIEW
PROOF

”میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم گھر کی چند لڑکیاں تربوز کھا رہی تھیں۔ اس کا ایک چھلکا مائی تابی کو جالگا جس پر مائی تابی بہت ناراض ہوئی اور ناراضگی میں بد دعائیں دینی شروع کر دیں اور پھر خود ہی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے پاس جا کر شکایت بھی کر دی۔ اس پر حضرت صاحب نے ہمیں بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ ہم نے سارا واقعہ سنا دیا جس پر آپ مائی تابی پر ناراض ہوئے کہ تم نے میری اولاد کے متعلق بد دعا کی ہے۔“

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی تابلی قادیان کے قریب کی ایک بوڑھی عورت تھی جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے گھر میں رہتی تھی اور اچھا اخلاص رکھتی تھی۔“

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 244 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

مائی کا کو

VIEW
PROOF

(70)

”مائی کا کو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے سامنے میاں عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھواں کی بیوی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے لئے کچھ تازہ جلیبیاں لائی۔ حضرت صاحب نے ان میں سے ایک جلیبی اٹھا کر منہ میں ڈالی۔ اس وقت ایک راولپنڈی کی عورت پاس بیٹھی تھی۔ اس نے گھبرا کر حضرت صاحب سے کہا حضرت یہ تو ہندو کی بنی ہوئی ہیں۔ حضرت صاحب نے کہا تو پھر کیا ہے۔ ہم جو سبزی کھاتے ہیں، وہ گوہر اور پاخانہ کی کھاد سے تیار ہوتی ہے اور اسی طرح بعض اور مثالیں دے کر اسے سمجھایا۔“

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 245, 244 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

پیغمبری ادویات

VIEW
PROOF

(71)

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مفصلہ ذیل ادویات حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہمیشہ اپنے صندوق میں رکھتے تھے اور انہی کو زیادہ استعمال کرتے تھے۔ انگریزی ادویہ میں سے کونین، اسٹن سیرپ، فولاد، ارگٹ، وائٹنم اپی کاک، کوکا اور کولا کے مرکبات، سپرٹ ایمونیا، بید مشک، سٹرنس وائن آف کاڈلور آئل، کلوروڈین کاکل پل سلفیورک ایسڈ ایرویک۔ سٹالس اعلیٰ رکھا کرتے تھے اور یونانی میں سے مشک، عنبر کافور ہینگ، جدوار، اور ایک مرکب جو خود تیار کیا تھا یعنی تریاق الہی رکھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ہینگ غریاء کی مشک ہے اور فرماتے تھے کہ انیون میں عجیب و غریب فوائد ہیں۔ اسی لئے اسے حکماء

نے تریاق کا نام دیا ہے۔ ان میں سے بعض دوائیں اپنے لئے ہوتی تھیں اور بعض دوسرے لوگوں کے لئے۔ کیونکہ اور لوگ بھی حضور کے پاس دوا لینے آیا کرتے تھے۔“

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 284 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(72) نسخہ زدجام عشق

VIEW
PROOF

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حافظ حامد علی صاحب خادم حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بیان کرتے تھے۔ کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی تو ایک عمر تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو ”زدجام عشق“ کے نام سے مشہور ہے، بنا کر استعمال کیا۔ چنانچہ وہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ حضرت خلیفہ اول بھی فرماتے تھے۔ کہ میں نے یہ نسخہ ایک بے اولاد امیر کو کھلایا تو خدا کے فضل سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ جس پر اس نے ہیرے کے کڑے ہمیں نذر دیئے۔

نسخہ زدجام عشق یہ ہے۔ جس میں ہر حرف سے دوا کے نام کا پہلا حرف مروا ہے۔

زعفران، دار چینی، جائق، المون، مشک، عقرقرا، شکر، قرحا، قرحا، قرقل یعنی لوہک، ان سب کو ہم وزن کوٹ کر گولیاں بناتے ہیں اور روغن سم الفار میں چرب کر کے رکھتے ہیں اور روزانہ ایک گولی استعمال کرتے ہیں۔

الہامی ہونے کے متعلق دو باتیں سنی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ نسخہ ہی الہام ہوا تھا۔ دوسرے یہ کہ کسی نے یہ نسخہ حضور کو بتایا۔ اور پھر الہام نے اسے استعمال کرنے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم۔“

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 51,50 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(73) لڑکی کیسی ہونی چاہیے

VIEW
PROOF

”ڈاکٹر میر محمد اسلعل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے لاہور کی پہلی شادی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے گورداسپور میں کرائی تھی۔ جب رشتہ ہونے لگا۔ تو لڑکی کو دیکھنے کے لیے حضور نے ایک عورت کو گورداسپور بھیجا۔ تاکہ وہ آکر رپورٹ کرے کہ لڑکی صورت و شکل وغیرہ میں کیسی ہے اور مولوی صاحب کے لیے موزوں بھی ہے یا نہیں۔ چنانچہ وہ عورت گئی۔ جاتے ہوئے اسے ایک یادداشت لکھ کر دی گئی۔ یہ کاغذ میں نے لکھا تھا اور حضرت صاحب نے مشورہ حضرت ام المومنین لکھوایا تھا۔ اس میں مختلف باتیں نوٹ کرائیں تھیں۔ مثلاً یہ کہ لڑکی کا رنگ کیسا ہے۔ قد کتنا ہے۔ اس کی آنکھوں میں کوئی نقص تو نہیں۔ ناک، ہونٹ، گردن، دانت، چال و حال وغیرہ کیسے ہیں۔ غرض بہت ساری باتیں ظاہری شکل و صورت کے متعلق لکھوا دی تھیں کہ ان کی بابت خیال رکھے اور دیکھ کر واپس آکر بیان کرے۔ جب وہ عورت واپس آئی اور اس نے ان سب باتوں کی بابت اچھا یقین دلایا تو رشتہ ہو گیا۔ اسی طرح جب خلیفہ رشید الدین صاحب نے اپنی بڑی لڑکی حضرت میاں صاحب (مرزا محمود) کے لیے پیش کی تو ان دنوں میں یہ خاکسار ڈاکٹر صاحب موصوف کے پاس چکراتہ پہاڑ پر جہاں وہ متعین تھے، بطور تبدیلی آب دہوا کے گیا ہوا تھا۔ واپسی پر مجھ سے لڑکی کا حلیہ وغیرہ تفصیل سے پوچھا گیا۔ پھر حضرت میاں صاحب سے بھی شادی سے پہلے کئی لڑکیوں کا نام لے لے کر حضور نے ان کی والدہ کی معرفت دریافت کیا کہ ان کی کہاں مرضی ہے۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب نے بھی والدہ ناصر احمد کو انتخاب فرمایا اور اس کے بعد شادی ہو گئی۔“

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 296 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

تھیٹر

VIEW
PROOF

(74)

”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے امر تر جانے کی خبر سے بعض اور

احباب بھی مختلف شہروں سے وہاں آگئے۔ چنانچہ کپور تھلہ سے محمد خاں صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب بہت دنوں وہاں ٹھہرے رہے۔ گرمی کا موسم تھا۔ اور منشی صاحب اور میں ہر دو نحیف البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چارپائی پر دونوں لیٹ جاتے تھے۔ ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیر میں چلا گیا۔ جو مکان کے قریب ہی تھا۔ اور تماشا ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا۔ صبح منشی ظفر احمد صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات تھیر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے تاکہ معلوم ہو کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں فرمایا۔ منشی ظفر احمد صاحب نے خود ہی مجھ سے ذکر کیا کہ میں تو حضرت صاحب کے پاس آپ کی شکایت لے کر گیا تھا اور میرا خیال تھا کہ حضرت صاحب آپ کو بلا کر تنبیہ کریں گے۔ مگر حضور نے تو صرف یہی فرمایا کہ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔“

(ذکر حبیب ص 18 از مفتی محمد صادق قادریانی)

(75) عورتوں کے امام

VIEW
PROOF

”باہر مردوں میں نمازیں باجماعت ہونے کے علاوہ آخری سالوں میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادریانی) ایک بہت بڑے عرصہ تک اندر عورتوں میں خرد پیش امام ہو کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک لمبے عرصہ تک جمع کراتے رہے۔“

(ذکر حبیب ص 65 از مفتی محمد صادق قادریانی)

(76) پیشہ نبوت

VIEW
PROOF

”18 جنوری 1905ء کو جبکہ میں قادیان کے ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر تھا۔ میں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادریانی) کی خدمت بابرکت میں ایک رقم لکھا تھا۔ جس کا اصل بمعہ جواب درج کرنا مناسب ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگا:

رقعہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت اقدس مرشدنا و مہدینا مسیح موعود

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ صابزادہ میاں محمود احمد کا نام
برائے امتحان (ٹل) آج ارسال کیا جائے گا۔ جس فارم کی خانہ پری کرنی ہے۔ اس
میں ایک خانہ ہے کہ اس لڑکے کا باپ کیا کام کرتا ہے۔ میں نے وہاں لفظ نبوت لکھا
ہے۔“

(ذکر حبیب ص 244، 245 از مفتی محمد صادق قادریانی)

(77) خدا کی مشین

VIEW
PROOF

”ایک دفعہ جب سخت گرمی پڑی، تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے
ایک مضمون لکھا جس میں گرمی کا اظہار کرتے ہوئے، اور گرمی کے سبب کام نہ کر
سکنے کی معذرت کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی لکھ دیئے۔ کہ ”گرمی ایسی سخت ہے کہ
اس کے سبب سے خدا کی مشین بھی بند ہو گئی ہے۔“ اس میں مولوی صاحب نے
اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادریانی) نے بھی شدت
گرمی کے سبب کام چھوڑ دیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادریانی) نے یہ
مضمون سنا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو غلط ہے ہم نے تو کام نہیں چھوڑا۔“

(ذکر حبیب ص 161 از مفتی محمد صادق قادریانی)

(78) سب کا جنازہ پڑھ دیا

VIEW
PROOF

”قاضی سید امیر حسین صاحب کا ایک چھوٹا بچہ فوت ہونے پر جنازے کے
ساتھ حضرت مسیح موعود (مرزا قادریانی) بھی تشریف لے گئے۔ اور خود ہی جنازہ
پڑھایا۔ عموماً جنازے کی نمازیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادریانی) اگر موجود
ہوتے تو خود ہی امامت کرتے۔ اس وقت نماز جنازہ میں شامل ہونے والے دس
پندرہ آدمی ہی تھے۔ بعد سلام کسی نے عرض کی کہ حضور میرے لیے بھی دعا

کریں۔ فرمایا۔ میں نے تو سب کا ہی جنازہ (ایمان کا۔ ناقل) پڑھ دیا ہے۔ مراد یہ تھی کہ جتنے لوگ نماز جنازہ میں شامل ہوئے تھے، ان سب کے لیے نماز جنازہ کے اندر حضرت صاحب نے دعائیں کر دی تھیں۔“
(ذکر حبیب ص 161، 162 از مفتی محمد صادق قادریانی)

سور مار

VIEW
PROOF

(79)

”ایک دفعہ قادیان میں آوارہ کتے بہت ہو گئے۔ اور ان کی وجہ سے شور و غل رہتا تھا۔ پیر سراج الحق صاحب نے بہت سے کتوں کو زہر دے کر مار ڈالا۔ اس پر بعض لڑکوں نے پیر صاحب کو چڑانے کے واسطے ان کا نام پیر کتے مار رکھ دیا۔ پیر صاحب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت میں شاکی ہوئے کہ لوگ مجھے کتے مار کہتے ہیں۔ حضرت صاحب نے تبسم کے ساتھ فرمایا کہ اس میں کیا حرج ہے۔ دیکھئے حدیث شریف میں میرا نام ”سور مار“ لکھا ہے۔ کیونکہ مسیح کی تعریف میں آیا ہے کہ یقتل الخنزیر“

(ذکر حبیب ص 162 از مفتی محمد صادق قادریانی)

VIEW
PROOF

کسی کی جان گئی، کسی کی ادا ٹھہری

(80)

”صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے دل بہلانے کے واسطے ایک دفعہ چھوٹی چھوٹی چڑیاں کہیں سے لائی گئیں۔ صاحبزادہ صاحب ان چڑیوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھنا پسند کرتے تھے اور بعض دفعہ بچپن کی نادانگی سے ایسی طرح پکڑتے اور دبائے رکھتے کہ چڑیا کی جان پر بن جاتی۔ اس پر گھر کی کسی خادمہ نے صاحبزادہ صاحب کو چڑیا ہاتھ میں پکڑنے سے روکا۔ مگر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ان خادمہ کو منع کیا۔ فرمایا کہ یہ چڑیا اس کے دل بہلانے کے واسطے ہیں۔ جس طرح چاہے پکڑے، تم نہ روکو۔“

(ذکر حبیب ص 171 از مفتی محمد صادق قادریانی)

غرارہ

VIEW
PROOF

(81)

”آخری ایام میں حضور ہمیشہ ایسے پاجامے پہنا کرتے تھے۔ جو نیچے سے نگل اوپر سے کٹے گاڑ دم طرز کے اور شرعی کہلاتے ہیں۔ لیکن شروع میں 1890ء میں، میں نے حضور کو بعض دفعہ غرارہ پہنے ہوئے بھی دیکھا ہے۔“
(ذکر حبیب ص 39 از مفتی محمد صادق قادریانی)

بیاریاں

مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ

VIEW
PROOF

(82)

”ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے؟“ □
(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 803 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادریانی)

VIEW
PROOF

(83)

”اس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر ایک غیبی عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا۔“ □
(اربعین نمبر 3 حاشیہ ص 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 419)

VIEW
PROOF

(84)

ہسٹیریا

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادریانی) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراقب بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تعینف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے

یکدم صحت ہو جاتا۔ چکروں کا آنا ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جاتا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جاتا یا ایسا معلوم ہوتا کہ ابھی دم لگتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگتا وغیرہ ذلک۔ یہ اعصاب کی ذکاوت حس یا مکان کی علامات ہیں اور ہسٹیریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہی معنوں میں حضرت صاحب کو ہسٹیریا یا مراق بھی تھا۔“

(سیرت المہدی جلد دوم ص 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(85) کمزوری، ذیابیطس، درد سر، تشنج قلب، حالت مردی کا لہدم

”میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور درد سر مع دوران سر، قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لیے میری حالت مردی کا لہدم تھی۔“

(تریاق القلوب ص 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 203 از مرزا قادیانی)

(86) سردرد، کمی خواب، تشنج دل، ذیابیطس، کثرت پیشاب

”میں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسج نازل ہوگا، وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں، جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کے رو سے دو بیماریاں ہیں، سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سردرد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دوزخ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے، وہ بیماری ذیابیطس ہے، کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے، اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے، اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں، وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔“

(ضمیمہ اربعین نمبر 3، ص 4 از مرزا غلام احمد قادیانی)

لکنت

VIEW
PROOF

(87)

”قاضی محمد یوسف صاحب پشاورى نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی اور آپ پر نالے کو پنالہ فرمایا کرتے تھے۔“

(سیرت المہدی جلد دوم ص 25 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

واڑھوں کو کیرا

VIEW
PROOF

(88)

”دندان مبارک آپ کے آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے۔ یعنی کیرا بعض واڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک واڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسا کر برابر بھی کرایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت نکلوا یا نہیں۔“

(سیرت المہدی جلد دوم ص 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

ایڑیاں پھٹ گئیں

VIEW
PROOF

(89)

”ہیر کی ایڑیاں آپ کی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں۔“

(سیرت المہدی جلد دوم ص 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

بال سفید

VIEW
PROOF

(90)

”فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بال تیس سال کی عمر میں سفید ہونے شروع ہوئے تھے (البتہ دل آخری وقت تک سیاہ رہا۔ ناقل) اور پھر جلد جلد سب سفید

(ذکر حبیب ص 38 از مفتی محمد صادق قادریانی)

(91) ”انہوں کچھ دیدا ہے“

VIEW
PROOF

”حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت صاحب بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے۔ وہاں ایک کونے میں کھرا تھا۔ جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور تنگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی۔ حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے، اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔ جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً ”آنکلی۔ اس نے اس نیم دیوانی کو ملامت کی کہ حضرت صاحب کے کمرے میں اور موجودگی کے وقت تو نے یہ کیا حرکت کی۔ تو اس نے ہنس کر جواب دیا۔ انہوں کچھ دیدا ہے۔ یعنی اسے کیا دکھائی دیتا ہے۔“

(ذکر حبیب ص 38 از مفتی محمد صادق قادریانی)

(92) مائی اوپیا

VIEW
PROOF

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اوپیا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔“

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 119 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(93) چاند کے واسطے عینک

VIEW
PROOF

”پہلی شب کے چاند دیکھنے کے واسطے عموماً“ حضرت صاحب میری عینک لیا کرتے تھے۔ اگر میں اس وقت مسجد میں موجود نہ ہوتا تو میرے گھر آدمی بھیج کر

منگوایا کرتے تھے، لیکن ایک دفعہ جب عینک سے دیکھ لیتے تھے کہ چاند کہاں ہے۔ تو پھر بغیر عینک کے بھی آپ کو چاند نظر آتا تھا۔“

(ذکر حبیب ص 172 از مفتی محمد صادق قادریانی)

VIEW
PROOF

(94) بیٹے کی خاطر نماز جمعہ نہیں پڑھی

”صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی مرض الموت کے ایام میں ایک جمعہ کے دن حضرت مسیح موعود (مرزا قادریانی) حسب معمول کپڑے بدل کر عصا ہاتھ میں لے کر جامعہ مسجد کو جانے کے واسطے طیار ہوئے۔ جب صاحبزادہ کی چارپائی کے پاس سے گذرتے ہوئے ذرا کھڑے ہو گئے۔ تو صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادریانی) کا دامن پکڑ لیا۔ اور اپنی چارپائی پر بیٹھا دیا اور اٹھنے نہ دیا۔ صاحبزادہ صاحب کی خاطر حضور بیٹھے رہے۔ اور جب دیکھا کہ بچہ اٹھنے نہیں دیتا، اور نماز جمعہ کے وقت میں دیر ہوتی ہے تو حضور نے کہلا بھیجا کہ جمعہ پڑھ لیں اور حضور کا انتظار نہ کریں۔“

(ذکر حبیب ص 172 از مفتی محمد صادق قادریانی)

VIEW
PROOF

(95) ایسو کڑی لینی میں اس

”آج میں نے بوقت صبح صادق چار بجے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے۔ اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے۔ تب میں نے ایک منگ سفید رنگ میں پانی بھرا ہے۔ اور اس منگ کو اٹھا کر لایا ہوں۔ اور وہ پانی لا کر ایک گھرے میں ڈال دیا ہے۔ میں پانی کو ڈال چکا تھا کہ وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی، یکایک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان عورت ہے۔ (قادریانی حور - ناقل) پیروں سے سر تک سرخ لباس پہنے ہوئے شاید جالی کا کپڑا ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ وہی عورت ہے جس کے لیے اشتہار دیئے تھے۔ لیکن اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ گویا

اس نے کہا۔ یا دل میں کہا کہ میں آگئی ہوں۔ میں نے کہا یا اللہ آجاوے۔
فالحمد لله على ذلك

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 831 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(96) لعنت کی گردان

VIEW
PROOF

”لعنت بازی صدیقیوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔“

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص 356 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 456 از مرزا غلام احمد قادیانی)



(97 تا 101) لعنت 1 تا 1000

مرزا قادیانی کی ذہنی کیفیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ انہوں نے کسی پر لعنت ڈالی تو بجائے یہ کہنے کہ تجھ پر ہزار لعنت ہو یا تحریری طور پر اسے اس طرح لکھ دیتے مگر انہوں نے باقاعدہ لعنت نمبر 1، لعنت نمبر 2، لعنت نمبر 3..... لعنت نمبر 1000 تک لکھ دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ قادیانی ذریعۃ البغایا انہیں سلطان القلم کہتی ہے۔ ملاحظہ ہو حوالہ نمبر 97 تا 101۔

(نور الحق ص 118 تا 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 158 تا 162 از مرزا غلام احمد قادیانی)



(102) قادیانی، مرزا قادیانی کی نظر میں

”اس اجتماع میں بعض دفعہ باعث تنگی مکانات اور قلت وسائل ممانداری ایسے تالائق رنجش اور خود غرضی کی سخت گفتگو بعض مہمانوں میں باہم ہوتی دیکھی ہے کہ جیسے ریل میں بیٹھنے والے تنگی مکان کی وجہ سے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں اور اگر کوئی پچارہ عین ریل چلنے کے قریب اپنی گھڑی کے سمیت مارے اندیشہ کے دوڑتا دوڑتا ان کے پاس پہنچ جاوے تو اس کو دھکے دیتے اور

دروازہ بند کر لیتے ہیں کہ ہم میں جگہ نہیں، حالانکہ گنجائش نکل سکتی ہے مگر سخت دلی ظاہر کرتے ہیں اور وہ کلٹ لیے اور پتھر اٹھائے اوھر اوھر پھرتا ہے اور کوئی اس پر رحم نہیں کرتا مگر آخر ریل کے ملازم جبرا اس کو جگہ دلاتے ہیں۔“
(شہادت القرآن ص ”ر“ مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 394 از مرزا قادیانی)



(103)

□ ”بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوع کر کے پھر بھی دیسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بناء پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بردامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ با اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی ہمیش ہوتی ہیں۔“

(شہادت القرآن ص ”ر“ مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 395 از مرزا غلام احمد قادیانی)



درندے، قادیانیوں سے اچھے

(104)

”مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گرا دیتا ہے پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے پھر میں کس خوشی کی امید

سے لوگوں کو جلسہ کے لیے اکٹھے کروں۔“
 شہادت القرآن ص 2 (آخر) مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 396 از مرزا غلام
 احمد قادیانی

قادیان؟

VIEW
PROOF

(105)

”قادیان کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا کہ۔“

الخرج منه الیزیدیون“

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔“

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 181 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی کے سفید جھوٹ

بخاری شریف میں

VIEW
PROOF

(106)

”صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی
 نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان
 سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ ہذا خلیفۃ اللہ المہدی اب سوچو کہ یہ
 حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتاب بعد کتاب
 اللہ ہے۔“

(شہادت القرآن ص 41 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 337 از مرزا غلام احمد
 قادیانی)

صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود نہیں ہے۔ مرزا قادیانی نے حدیث کے
 حوالہ سے بہت بڑا جھوٹ بولا ہے۔ جو مختص صحیح بخاری جیسی کتاب کے بارے میں
 جھوٹ بول سکتا ہے وہ اپنے دعویٰ نبوت کے بارے میں کیا کچھ نہیں کہہ سکتا۔
 قادیانیوں کو اس پر غور و فکر کرنا چاہیے۔

”سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا۔ سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا۔ اور قرآن و حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہو گا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرار دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔“

(ایام الصلح ص 147 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 ص 394 از مرزا قادیانی)
مرزا قادیانی نے یہ صریحاً ”جھوٹ بولا ہے۔ اس باب کا حوالہ نمبر 10 ملاحظہ فرمائیں“ خود مرزا قادیانی کا اعتراف موجود ہے کہ اس نے عربی، فارسی، قواعد، صرف و نحو، حکمت اور منطق وغیرہ کی تعلیم فضل الہی، فضل احمد اور گل علی شاہ نامی استادوں سے حاصل کی۔
حالانکہ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں

(108) VIEW
PROOF جھوٹے کا اعتبار نہیں

”جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“
(چشمہ معرفت ص 222 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 231 از مرزا قادیانی)

(109) VIEW
PROOF جھوٹ، نجاست

”محض ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتانے کے لیے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی۔ اور یا الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملاتا

ہے، وہ اس نجاست کے کیڑے کی طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے۔“

(ضمیمہ تحفہ گوٹرویہ ص 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 56 از مرزا قادیانی)

(110) جھوٹ، ارتداد

VIEW
PROOF

”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔“

(ضمیمہ تحفہ گوٹرویہ ص 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 56 از مرزا قادیانی)

پیشین گوئیاں

VIEW
PROOF

(111)

”غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بد ذات آدمیوں کا کام ہے۔“

(آریہ دھرم ص 13 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 13 از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(112)

”دافع ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لیے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص 288 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 ص 288 از مرزا

قادیانی)

□ ”ہر ایک کو سوچنا چاہیے کہ اس شخص کی حالت ایک منہبط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلاتا قفس اپنے کلام میں رکھتا ہے۔“
(حقیقتہ الوحی ص 191 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 191 از مرزا غلام احمد قادیانی)

□ ”خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ ان اللہ لایہدی من ہو مسرف کذاب سوچ کر دیکھو کہ اس کے یہی معنی ہیں جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو۔ اس کی پیشین گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی“
(آئینہ کمالات اسلام ص 323,322 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 ص 323,322 از مرزا قادیانی)

□ ”ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔“
(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 584 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)
مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی سراسر غلط ثابت ہوئی۔ مرزا قادیانی براعظم روڈ لاہور کی احمدیہ بلڈنگ میں 26 مئی 1908ء کو مرا۔ اور لاش ریل گاڑی پر قادیان بھجوائی گئی۔

قادیانیوں کا یہ کہنا کہ اس سے مراد مکی یا مدنی فتح ہے، کائنات کا سب سے بڑا دجل ہے۔ دنیا کی کسی لغت میں موت کا معنی فتح نہیں ہے۔ اگر موت کا معنی فتح

ہے تو سب قادیانی زہر کھا کر مرجائیں تاکہ سب کی فتح ہو جائے۔

(116) دوسری پیش گوئی

VIEW
PROOF

□ ”تخمیناً“ اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ بکر و ثیب جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا۔ اور اس وقت خفہ تعالیٰ چارپہر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔“

(تریاق القلوب ص 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 201 از مرزا غلام احمد قادیانی)

پیش گوئی بتا رہی ہے کہ مرزا قادیانی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی گئی اور ان سے وعدہ کیا گیا کہ ”اللہ تعالیٰ دو عورتیں تیرے نکاح میں لائے گا“ ایک کنواری اور دوسری بیوہ۔“ بقول مرزا قادیانی کنواری کا الہام پورا ہو گیا۔ بیوہ کے نکاح کا انتظار ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کا کسی بیوہ سے نکاح نہیں ہوا اور وہ اس کی حسرت لیے دنیا سے کوچ کر گیا۔ یہ پیش گوئی ایک گپ اور جھوٹ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔

نظارت تالیف و تصنیف قادیان نے (جس کے ناظم مرزا قادیانی آنجنابی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم۔ اے تھے) تذکرہ میں ”تریاق القلوب“ سے یہ پیش گوئی درج کر کے حاشیہ میں لکھا ہے:

”یہ الہام الہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المومنین کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے، جو بکر یعنی کنواری آئیں اور ٹیب یعنی بیوہ رہ گئیں، خاکسار مرتب۔“

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 38 طبع دوم از مرزا قادیانی)

حضرت مولانا لال حسین اختر اپنے شہرہ آفاق مضمون ”بکر و ٹیب“ مرزا قادیانی کی ایک پیشین گوئی میں لکھتے ہیں۔

”قارئین کرام! پھر ایک دفعہ مرزا غلام احمد کے ”الہام“ اور اس کی تشریح توضیح کو پڑھ لیجئے اور ساتھ ہی ”تذکرہ“ کے مرتب کی دجل آمیز عبارت پر غور کیجئے کہ کس قدر دھوکا اور فریب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ واللہ میں تو مرزائی مبلغین کی ایسی مکروہ چالبازیاں دیکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان کے قلوب میں نہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہے، نہ ہی انہیں لوگوں سے شرم و حیا آتی ہے۔
مرزا جی تو لکھتے ہیں:

”خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔“

مرزا جی کی اس تصریح کے خلاف مرزا کے چیلے لکھتے ہیں کہ ایک ہی نکاح سے ”الہام“ پورا ہو گیا۔ یعنی نصرت جہاں بیگم صاحبہ (مرزا محمود احمد کی والدہ) کا کنواری ہونے کی حالت میں مرزا غلام احمد سے نکاح ہوا اور مرزا کی وفات کے بعد نصرت جہاں بیگم صاحبہ بیوہ رہ گئیں۔

مرزا یو! ”ترباق القلوب“ ص 34 اور ”ضمیمہ انجام آقہم“ ص 14 کی ہماری درج کردہ اپنے ”مسح موعود“ کی عبارت پڑھو تو تم پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی یہ نہیں لکھتے کہ میری نکاح میں آنے والی کنواری بیوی بیوہ رہ جائے گی بلکہ وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دو

عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔ پس تم بتاؤ کہ کس بیوہ عورت سے مرزا جی کا نکاح ہوا؟ جب کسی بیوہ سے مرزا غلام احمد کا نکاح نہیں ہوا اور یقیناً نہیں ہوا تو تمہیں مرزا کو کاذب اور مفتری علی اللہ ماننے میں کون سا امر مانع ہے؟

کسی بیوہ عورت سے نکاح نہ ہونے کے باعث مرزا کا ثیب (نکاح بیوہ) کا ”الہام“ صریح جھوٹ اور کھلا ہوا افتراء ہوا۔ پس مرزا جی کاذب ثابت ہوئے۔ کیونکہ:

”خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ ان اللہ لایبھدی من ہو مسرف کذاب سوچ کر دیکھو کہ اس کے یہی معنی ہیں۔ جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو، اس کی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔“

(آئینہ کمالات اسلام“ ص 322، ”روحانی خزائن“ ص 323-322، ج 5 از مرزا قادیانی)

مرزا نے خود تحریر کیا ہے:

”ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“

(”چشمہ معرفت“ ص 222، ”مندرجہ روحانی خزائن“ ص 231، ج 23 از مرزا قادیانی)

تیسری پیش گوئی

مرزا قادیانی نے امرتسر شہر میں عیسائیوں کے پادری عبداللہ آتھم سے الوہیت مسیح پر تحریری مباحثہ کیا۔ جو 22 مئی 1893ء سے شروع ہو کر 5 جون 1893ء تک رہا۔ 5 جون کو مرزا قادیانی نے مباحثہ سے عاجز آ کر اپنے آخری پرچہ میں تحریر کیا کہ میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ پادری عبداللہ آتھم 5 جون 1893ء سے لے کر پندرہ ماہ کے اندر اندر مر جائے گا۔ جس کی آخری تاریخ 5 ستمبر 1894ء بنتی ہے۔ اور صاف صاف الفاظ میں یہ اقرار کیا کہ

□ ”میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے، وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج تاریخ سے سترہ سو موت ہادیہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لیے تیار ہوں، مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ روسیہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے، مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ ہر ایک بات کے لیے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔

اب ڈپٹی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ نشان پورا ہو گیا تو کیا یہ سب آپ کے فشاء کے موافق کامل پیشین گوئی اور خدا کی پیشین گوئی ٹھہرے گی یا نہیں ٹھہرے گی اور رسول اللہ ﷺ کے سچے نبی ہونے کے بارہ میں جن کو اندرونہ بائبل میں دجال کے لفظ سے آپ نامزد کرتے ہیں، محکم دلیل ہو جائے گی یا نہیں ہو جائے گی۔ اب اس سے زیادہ میں کیا لکھا سکتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے اب ناحق جنسنے کی جگہ نہیں۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لیے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔“

(جنگ مقدس ص 211 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 293 از مرزا قادیانی)
اس تحریر کے بعد مرزا قادیانی نے خدا کی قسم کھائی اور لکھا کہ پادری آتھم 5 ستمبر 1894ء کی شام تک پندرہ ماہ کے اندر اندر ضرور مرجائے گا۔ ضرور مرجائے گا۔ ضرور مرجائے گا۔ مرزا صاحب نے اپنی کتاب حجتہ الاسلام کے ص 7 پر یہ بھی لکھا کہ اگر میرا یہ نشان سچا نہ نکلا تو میں دین اسلام چھوڑ دوں گا۔

مہینوں پر مہینے گزرتے گئے۔ آتھم کا بال بھی بیک نہ ہوا۔ آخر 5 ستمبر 1894ء کا سورج غروب ہو گیا۔ اور اس مبالغہ کا نتیجہ سب کے سامنے آ گیا۔ 6 ستمبر کو عبد اللہ آتھم امرتسر پہنچ گیا۔ عیسائیوں نے امرتسر شہر میں اس کا عظیم الشان جلوس نکالا۔ مرزا قادیانی کی ہر طرف سے ذلت اور رسوائی ہوئی۔ اس مباحثہ کا الٹا اثر یہ ہوا کہ

- 1- فشی محمد اسماعیل جس نے مباحثہ کرایا تھا، عیسائی ہو گیا۔
 - 3- محمد یوسف مرزا کی جو مباحثہ کاسیکرٹری تھا، عیسائی ہو گیا۔
 - 4- مرزا صاحب کی بیوی کا خالہ زاد بھائی میر محمد سعید، عیسائی ہو گیا۔
- اور لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو خود اس کے اپنے الفاظ میں ”تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ لعنتی سمجھنے پر مجبور ہوئے۔“
- اب یہ فیصلہ قادیانیوں کے شعور و انصاف پر چھوڑا جاتا ہے کہ کیا مسلمان یہ کہنے میں حق بجانب نہیں ہیں اگر مرزا قادیانی کا کچھ نام رہا تو ذلت اور رسوائی کے ساتھ رہے گا۔

چوتھی پیش گوئی

مرزا قادیانی اپنی آخری کتاب چشمہ معرفت (جو اس کے مرنے سے صرف مکیارہ دن پہلے شائع ہوئی) کے ص نمبر 336 پر لکھتے ہیں۔



(119)

”کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہو کر ہلاک ہوئے اور ان کا نام و نشان نہ رہا۔ ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی 4- اگست 1908ء تک ہلاک ہو جاؤں گا۔ اور یہ اس کی سچائی کے لیے ایک نشان ہو گا۔ یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے..... اس نے یہ پیشگوئی کی کہ میں اس کی زندگی میں ہی 4- اگست 1908ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اس کی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے، خدا اس کی مدد

کرے گا۔“

(چشمہ معرفت ص 322 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 336، 337 از مرزا

قادیانی)

لیکن ہوا کیا؟

مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو ڈاکٹر صاحب کی بیسگوئی کے عین مطابق 4 اگست 1908ء سے پہلے پہلے مر گیا۔ اور ڈاکٹر عبدالحکیم مرزا قادیانی کے مرنے کے گیارہ برس بعد تک زندہ رہا۔ وہ 1919ء میں فوت ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کی بیسگوئی سچی نکلی اور مرزا صاحب کی جھوٹی۔ مرزائیوں کے لیے مرزا قادیانی کی کتاب ”چشمہ معرفت“ کا صفحہ 337، 336 مرزا قادیانی کی ذلت اور رسوائی کا قیامت خیز زلزلہ بنا ہوا ہے۔

پانچویں پیش گوئی

قصبہ قادیان میں میاں منظور محمد صاحب ایک جانی پہچانی مشہور و معروف شخصیت تھے۔ قادیان میں عام طور پر پیر جی منظور محمد کے نام سے مشہور تھے۔ منظور محمد صاحب کی اہلیہ کا نام محمدی بیگم تھا۔ (یہ وہ محمدی بیگم نہیں ہے جس کے ساتھ مرزا قادیانی نے شادی کروانے کی بے حد کوشش کی اور ناکام رہے) ان کی دو لڑکیاں تھیں حامدہ بیگم اور صالحہ بیگم۔ حامدہ بیگم کا نکاح سردار کرم داؤ خان صاحب سے ہوا۔ اور صالحہ بیگم کا نکاح مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی قادیان کے ماموں میر محمد اسحاق سے ہوا۔ صالحہ بیگم کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد پیر منظور محمد صاحب کی بیوی محمدی بیگم 1906ء میں حاملہ ہوئیں۔ متنبی قادیان مرزا غلام احمد قادیانی نے جیسا کہ ان کی عام عادت تھی کہ خواہ ان کا اپنا گھر ہو یا مرید کا۔ لڑکا پیدا ہونے کی خوشخبری کبھی کبھی سنا دیا کرتے تھے اور ساتھ ہی ”ممکن ہے“ کی بیج بھی لگا دیا کرتے تھے لیکن جب لڑکے کی بجائے لڑکی پیدا ہو جاتی تو تاویلات کا سارا لیکر اپنا دامن داغدار ہونے سے بچا لینے کی بھی بھرپور کوشش کرتے۔ اسی قسم کا ایک قصہ قادیان میں میاں منظور محمد صاحب کے گھر بچہ ہونے کے متعلق 1906ء میں پیش آیا اور

مرزا جی نے ”بکمال شان غیب دانی“ فرمایا ”دیکھا کہ منظور محمد صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور دریافت کرتے ہیں کہ اس لڑکے کا نام رکھا جائے تب خواب سے حالت الہام کی طرف چلی گئی اور یہ معلوم ہوا کہ ”بشیر الدولہ“ فرمایا کئی آدمیوں کے واسطے دعا کی جاتی ہے معلوم نہیں منظور محمد کے لفظ سے کس طرف اشارہ ہے۔ ممکن ہے کہ ”بشیر الدولہ“ کے لفظ سے یہ مراد ہو کہ ایسا لڑکا میاں منظور محمد کے پیدا ہو گا۔ جس کا پیدا ہونا موجب خوشحالی اور دولت مندی ہو جائے اور یہ بھی قرین قیاس کہ وہ لڑکا خود اقبال مند اور صاحب دولت ہو۔ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ کب اور کس وقت یہ لڑکا پیدا ہو گا۔ خدا نے کوئی وقت ظاہر نہیں فرمایا۔ ممکن ہے کہ جلد ہو یا خدا اس میں کئی برس کی تاخیر ڈال دے۔“

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع دوم ص 591 از مرزا قادیانی)

قریباً ساڑھے تین ماہ بعد مرزا جی نے منظور محمد صاحب کی تخصیص بھی کر دی اور ان کی اہلیہ محمدی بیگم صاحبہ کی بھی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر ہوا کہ اب الہاماً معلوم ہوا ہے کہ پیدا ہونے والے لڑکے کا ایک نام نہیں بلکہ دو نام ہوں گے، چنانچہ لکھتے ہیں۔

”7 جون 1906ء بذریعہ الہام معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا ہو گا۔ جس کے دو نام ہوں گے (1) بشیر الدولہ (2) عالم کباب۔“

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع دوم ص 615 از مرزا قادیانی)

اسی دن اور اسی تاریخ کو مرزا جی کو دوبارہ پھر ”الہام“ ہوتا ہے کہ اس پیدا ہونے والے بچے کے دو نام نہیں بلکہ چار نام ہوں گے۔ جب تک ان چار ناموں والا لڑکا میاں منظور محمد کے نطفہ سے محمدی بیگم صاحبہ کے بطن سے حامدہ بیگم اور صالحہ بیگم کا بھائی پیدا نہیں ہو گا۔ اس وقت تک محمدی بیگم ضرور زندہ رہے گی چنانچہ لکھتے ہیں۔

”7 جون 1907ء اس کے بعد معلوم ہوا کہ اس لڑکے کے دو نام اور ہیں ایک شادی خاں کیونکہ وہ اس جماعت کے لیے شادی کا موجب ہو گا۔ دوسرے کلمہ

اللہ خاں۔ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہو گا جو ابتدا سے مقرر تھا۔ اس زمانہ میں پورا ہو جائے گا اور ضرور ہے کہ خدا اس لڑکے کی والدہ کو زندہ رکھے۔ جب تک یہ ہینگوئی پوری ہو اور گزشتہ الہام اے ورڈ اینڈ ٹوگر لڑ اس الہام کو پورا کرتا ہے جس کے معنی ہیں ایک کلمہ اور دو لڑکیاں ہیں تو جب کلمہ پیدا ہو گا تب یہ بات پوری ہو جائے گی۔ ایک کلمہ اور دو لڑکیاں“

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع دوم ص 616 از مرزا قادیانی)

صرف گیارہ دن بعد مرزا جی پھر لکھتے ہیں کہ اب الہام ہوا ہے کہ محمدی بیگم زوجہ منظور محمد کے بطن سے پیدا ہونے والے لڑکے کے چار نام نہیں بلکہ 9 نام ہوں گے چنانچہ لکھتے ہیں۔

VIEW
PROOF

(120)

”19 جون 1906ء = میاں منظور محمد کے اس بیٹے کا نام جو بطور نشان ہو گا بذریعہ الہام الہی مفصل ذیل معلوم ہوئے (1) کلمتہ العزیز (2) کلمتہ اللہ خاں (3) ورڈ (4) بشیر الدولہ (5) شادی خان (6) عالم کباب (7) ناصر الدین (8) فاتح الدین (9) ہذا یوم مبارک

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع دوم ص 620 از مرزا قادیانی)

VIEW
PROOF

(121)

مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا الہام کے صرف 27 دن بعد پیر منظور محمد کے گھر میں 17 جولائی 1906ء بروز منگل لڑکی پیدا ہوئی۔

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع دوم صفحہ 651 از مرزا قادیانی)

کچھ عرصہ بعد لڑکی اور اس کی ماں محمدی بیگم بھی مرگئی اور 9 نام والا لڑکا نہ آتا تھا، اس لیے نہ آیا۔

(122) پندرہویں صدی کا آغاز اور قادیانیوں کے لیے لمحہ فکریہ

VIEW
PROOF

”آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت کے لیے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کے لیے دین کو تازہ کرے گا۔“

(حقیقتہ الوحی ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 200 از مرزا قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ تھا کہ میں چودھویں صدی کا مجدد ہوں۔ اور چونکہ آخری زمانہ جس میں آخری مجدد کو آنا تھا، یہی صدی ہے، اس لیے میں مسیح موعود بھی ہوں۔ لیکن اب چودھویں صدی ختم ہو کر پندرہویں صدی شروع ہو گئی ہے۔ اس لیے ارشاد نبوی کے مطابق اس صدی میں بھی کسی مجدد کا آنا ضروری ہے اور مرزا غلام احمد صاحب کا یہ دعویٰ کہ چونکہ وہ چودھویں صدی کے مجدد ہیں، اس لیے مسیح موعود بھی ہیں، غلط ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ مسیح موعود تو آخری مجدد ہو گا جو آخری زمانے میں ظاہر ہو گا۔

ہم تمام ان احباب سے گزارش کرتے ہیں جنہوں نے غلط فہمی سے مرزا صاحب کو مسیح موعود مان لیا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں غور فرمائیں کہ

1- آیا نئی صدی کے لیے کوئی مجدد آئے گا یا نہیں؟

2- اگر آئے گا اور ضرور آئے گا تو مرزا صاحب آخری مجدد نہ ہوئے؟

اور جب زمانے نے ثابت کر دیا کہ وہ آخری مجدد نہیں تو مسیح موعود بھی نہ ہوئے، کیونکہ:

VIEW
PROOF

(123)

”یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔“

(حقیقتہ الوحی ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 201 از مرزا قادیانی)

اور جب مسیح موعود نہ ہوئے تو نبی بھی نہ ہوئے۔

کیا قادیانی احباب میں کوئی شخص ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر غور کر کے اپنے عقیدے کی اصلاح کے لیے تیار ہو؟

(124) جاہلیت کی انتہا

VIEW
PROOF

مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے کی پیدائش کے بارے میں لکھا۔
 ”اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چار شنبہ۔“
 (تزیان القلوب ص 90 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 218 از مرزا قادیانی)
 اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے جس کا دوسرا مہینہ صفر ہے لیکن مرزا قادیانی اسے چوتھا قرار دیتا ہے۔ پھر اسلامی ہفتہ شنبہ سے شروع ہو کر جمعہ پر ختم ہوتا ہے۔

1 2 3 4 5 6 7

شنبه یک شنبہ دو شنبہ سہ شنبہ چار شنبہ پنجشنبه جمعہ
 چار شنبہ پانچواں دن ہے لیکن مرزا قادیانی اسے چوتھا کہتے ہیں۔
 جبکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ

”میں زمین کی باتیں نہیں کہتا۔۔۔۔۔ بلکہ وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔“

(پیغام صلح ص 32)

(125) بہشتی مقبرہ

VIEW
PROOF

”خدا نے مجھے میری وفات سے اطلاع دی ہے اور مجھے مخاطب کر کے میری زندگی کی نسبت فرمایا کہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اور فرمایا کہ تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ضرور ہے کہ میری وفات سے پہلے دنیا پر کچھ حوادث پڑیں اور

کچھ عجائبات قدرت ظاہر ہوں تا دنیا ایک انقلاب کے لیے تیار ہو جائے اور اس انقلاب کے بعد میری وفات ہو اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لیے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے لیکن چونکہ موقعہ کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں۔ اس لیے یہ غرض مدت دراز تک معرض التواء میں رہی۔ اب اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الہی ہوئی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے، اس لیے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لیے تجویز کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے۔“

(الوصیت ص 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 ص 316 از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(126 تا 130) بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی شرائط

”رسالہ الوصیت کے متعلق چند ضروری امر قابل اشاعت ہیں جو ذیل میں

لکھے جاتے ہیں۔

- 1- اول یہ کہ جب تک انجمن کار پرواز مصالح قبرستان اس امر کو شائع نہ کرے کہ قبرستان باعتبار لوازم ضروری کے من کل الوجہ تیار ہو گیا ہے اس وقت تک جائز نہ ہوگا کہ اس کی میت جس نے رسالہ الوصیت کی شرائط کی پابندی کی ہے۔ قبرستان میں دفن کرنے کے لیے لائی جائے بلکہ

پل وغیرہ لوازم ضروریہ کا پہلے طیار ہو جانا ضروری ہوگا اور اس وقت تک میت ایک صندوق میں امانت کے طور پر رکھی اور قبرستان میں رکھی جائے گی۔

2- ہر ایک صاحب جو شرائط رسالہ الوصیت کی پابندی کا اقرار کریں ضروری ہوگا کہ وہ ایسا اقرار کم سے کم دو گواہوں کی مثبت شہادت کے ساتھ اپنے زمانہ قائمی ہوش و حواس میں انجمن کے حوالہ کریں اور تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں حصہ اشاعت اغراض سلسلہ احمدیہ کے لیے بطور وصیت یا وقف دیتے ہیں۔ اور ضروری ہوگا کہ وہ کم سے کم دو اخبار میں اس کو شائع کرا دیں۔

3- انجمن کا یہ فرض ہوگا کہ قانونی اور شرعی طور پر وصیت کردہ مضمون کی نسبت اپنی پوری تسلی کر کے وصیت کنندہ کو ایک سرٹیفکیٹ اپنے دستخط اور مہر کے ساتھ دے دیں اور جب قواعد مذکورہ بالا کی رو سے کوئی میت اس قبرستان میں لائی جائے تو ضروری ہوگا کہ وہ سرٹیفکیٹ انجمن کو دکھلا دیا جائے اور انجمن کی ہدایت اور موقع نمائی سے وہ میت اس موقع میں دفن کی جائے جو انجمن نے اس کے لیے تجویز کیا ہے۔

4- اس قبرستان میں بجز کسی خاص صورت کے جو انجمن تجویز کرے، نابالغ بچے دفن نہیں ہوں گے کیونکہ وہ بہشتی ہیں اور نہ اس قبرستان میں اس میت کا کوئی دوسرا عزیز دفن ہوگا جب تک وہ اپنے طور پر کل شرائط رسالہ الوصیت کو پورا نہ کرے۔

5- ہر ایک میت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی ان کو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا اور نیز ضروری ہوگا کہ کم سے کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں تاکہ انجمن کو اگر اتفاقی موانع قبرستان کے متعلق پیش آگئے ہوں ان کو دور کر کے اجازت دے۔

6- اگر کوئی صاحب خدا نخواستہ طاعون کی مرض سے فوت ہوں جنہوں نے رسالہ الوصیت کے تمام شرائط پورے کر دیئے ہوں ان کی نسبت یہ

ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کیے جائیں اور دو برس کے بعد ایسے موسم میں لائے جائیں کہ اس فوت ہونے کے مقام اور قادیان میں طاعون نہ ہو۔

7- یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لیے ممکن ہے، پابند احکام اسلام ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور مسلمان، خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

8- اگر کوئی صاحب دسویں حصہ جائیداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پادیں جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جائیں۔

9- انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا، اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔ اور ان اغراض میں سے سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی اور جائز ہوگا کہ انجمن باتفاق رائے اس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ ترقی دے۔

10- انجمن کے تمام ممبر ایسے ہوں گے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پاراسلطیج اور ویانٹار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پاراسلطیج نہیں ہے یا یہ کہ وہ دیانت دار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چالباز ہے اور دنیا کی ملوثی اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنے مجمع سے خارج کرے اور اس کی جگہ کوئی اور مقرر کرے۔

- 11- اگر وصیتی مال کے متعلق کوئی جھگڑا پیش آئے تو اس جھگڑے کی پیروی میں جو اخراجات ہوں، وہ تمام وصیتی مالوں میں سے دیئے جائیں گے۔
- 12- اگر کوئی شخص وصیت کر کے پھر اپنے کسی ضعف ایمان کی وجہ سے اپنی وصیت سے منکر ہو جائے یا اس سلسلے سے روگردان ہو جائے تو گو انجمن نے قانونی طور پر اس کے مال پر قبضہ کر لیا ہو۔ پھر بھی جائز نہ ہوگا کہ وہ مال اپنے قبضہ میں رکھے، وہ تمام مال واپس کرنا ہوگا۔ کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہیں اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور روکرنے کی لائق ہے۔
- 13- چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لیے اس انجمن کو دنیا داری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہیے۔
- 14- جائز ہوگا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لیے دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں جو اس کی ہدایت کی تابع ہوں اور جائز ہوگا کہ اگر وہ ایسے ملک میں ہوں کہ وہاں سے میت کو لانا متعذر ہے تو اسی جگہ میت کو دفن کر دیں اور ثواب سے حصہ پانے کی غرض سے ایسا شخص قبل از وفات اپنے مال کے دسویں حصہ کی وصیت کرے اور اس وصیتی مال پر قبضہ کرنا اس انجمن کا کام ہوگا جو اس ملک میں ہی ہے اور بہتر ہوگا کہ وہ روپیہ اسی ملک کے اغراض دینیہ کے لیے خرچ ہو اور جائز ہوگا کہ کوئی ضرورت محسوس کر کے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے جس کو ہیڈ کوارٹر یعنی مرکز مقامی قادیان ہوگا۔
- 15- یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے اور جائز ہوگا کہ وہ آئندہ ضرورتیں محسوس کر کے اس کام کے لیے کوئی کافی مکان طیار کریں۔
- 16- انجمن میں کم سے کم ہمیشہ ایسے دو ممبر رہنے چاہیں جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہوں اور تحصیل علم عربی رکھتے ہوں اور سلسلہ

احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں۔

17- اگر خدا نخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیت کی رو سے وصیت کرتا ہے، مجذوم ہو جس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ اس قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے اس قبرستان میں لایا جائے لیکن اگر اپنی وصیت پر قائم ہوگا تو اس کو وہی درجہ ملے گا جیسا کہ دفن ہونے والے کو۔

18- اگر کوئی کچھ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہ رکھتا ہو اور بایں ہمہ ثابت ہو کہ وہ ایک صالح و رولیش ہے اور متقی اور خالص مومن ہے اور کوئی حصہ نفاق یا دنیا پرستی یا قصور اطاعت کا اس کے اندر نہ ہو تو وہ بھی میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اتفاق رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے۔

19- اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص دہی سے رد کیا جائے تو گو وصیتی مال بھی پیش کرے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا۔

20- میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔“

(رسالہ الوصیت ص 25 تا 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 ص 323 تا 327 از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

(131) یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ

”جب میں ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ بھی دیکھوں۔ مگر قیام انگلستان کے دوران میں مجھے اس کا موقع نہ ملا۔ واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے چودھری ظفر اللہ خان صاحب سے جو میرے ساتھ تھے۔ کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں۔ جہاں یورپین سوسائٹی عربانی سے نظر آسکے۔ وہ بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے مگر مجھے ایک ادھر میں لے گئے۔

جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ ادھر اسینما کو کہتے ہیں۔ چودھری صاحب نے بتایا کہ یہ اعلیٰ سوسائٹی کی جگہ ہے جسے دیکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہے۔ میری نظر چونکہ کمزور ہے۔ اس لیے دور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں۔ میں نے چودھری صاحب سے کہا، کیا یہ نگلی ہیں۔ انہوں نے بتایا یہ نگلی نہیں بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے، وہ نگلی معلوم ہوتی تھیں۔ تو یہ بھی ایک لباس ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کے شام کی دعوتوں کے گاؤں ہوتے ہیں۔ نام تو اس کا بھی لباس ہے۔ مگر اس میں سے جسم کا ہر حصہ بالکل نکلا نظر آتا ہے۔“

(روزنامہ اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ 24 جنوری 1934ء)

کبھی کبھی زنا

VIEW
PROOF

(132)

”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) دلی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا۔ تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔“

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 31 اگست 1938ء)

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق

”زمین و آسمان اپنے جائے قیام بدل سکتے ہیں، فرشتے زمین پر اور انسان آسمان پر منتقل ہو سکتے ہیں لیکن خدائے برتر ایسے انسانوں کو کبھی معاف نہیں کرے گا جن کی مذہبی قیادت نے ہزاروں عصمتوں پر ڈاکے ڈالے جو رہبر کے بھیس میں دنیا کے سامنے آیا، لوگ اسے رہنما سمجھ کر پیچھے ہو لیے لیکن وہ رہزن نکلا۔ دنیا نے اسے انسان سمجھا لیکن وہ بھیڑیا ثابت ہوا۔ اس نے اپنے چاروں طرف ظلمتیں پھیلا دیں تاکہ اس کی بے راہ روی پر پردے پڑے رہیں۔“ بظاہر رہنما باطن رہزن یہ

کون شخص تھا، یہ تھا مرزا بشیر الدین قادری۔

مرزا بشیر الدین محمود آنجنابی جو مرزا غلام احمد قادری کا بڑا بیٹا تھا، اس پر زنا کا الزام تواتر کے ساتھ اس کے مریدوں نے لگایا۔ اس نے قادیان و ربوہ کے کسی قابل ذکر لڑکے و عورت کو نہیں چھوڑا۔ اس کی بدکرداریوں پر انہی کے اپنے آدمی، یعنی قادیانیوں کا تبرہ، اعداد و شمار، شواہدات، حلفی بیانات، مباہلے، قسمیں، حکومت کو درخواستیں، بشیر الدین سے خط و کتابت غرضیکہ ایسی ایسی چیزیں ہیں کہ آپ پڑھ کر پکار اٹھیں گے کہ جس طرح مرزا قادیانی اس صدی میں دنیا کا سب سے بڑا کذاب تھا۔ اسی طرح آپ یقین کریں گے کہ اس صدی کا سب سے بڑا بدکردار شخص مرزا بشیر الدین تھا جس نے اپنی بیٹیوں تک کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا۔ مرزائیوں کے منہ پر مرزائیوں کے جوتے یہ اس کتاب کا تعارف ہے۔ مصنف کے باپ فخر الدین ملتانی کو مرزا بشیر الدین محمود نے محض اس لیے قتل کرا دیا تھا کہ اس نے بشیر الدین کے کریکٹر سے متعلق قادیان میں ایک اشتہار شائع کیا تھا۔ قادیانیوں کی، قادیانی سربراہ کے متعلق تصنیف اور تحریری شہادت ایک تاریخی دستاویز ہے اور ایک ایسا آئینہ ہے، جس میں قادیانی اپنے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی عریاں تصویریں دیکھ سکتے ہیں۔

مرزا بشیر الدین محمود آنجنابی نام نہاد مرزائی خلیفہ کی عریاں، شرم ناک، سنگین و رنگین کمانی کو حلف موکد، مذہب کے ساتھ اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے اور مرزائیوں کی عورتوں، مردوں کی حلیہ شہادتوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا بشیر الدین ایک زانی و بد معاش شخص تھا جو تقدس کے پردہ میں عورتوں اور لڑکوں کا شکار کرتا تھا۔

مظہر الدین ملتانی قادیانی نے راسپوٹین مرزا محمود کے متعلق جو انکشافات کیے ہیں، وہ پڑھنے کے لائق ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مظہر الدین ملتانی آخری وقت تک قادیانی مذہب پر قائم رہے۔ صرف مرزا محمود سے اس کی رنگینیوں اور سنگینیوں کی وجہ سے اختلاف رہا۔ سچ ہے اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔

”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے تین حوالجات پیش خدمت ہیں۔ اس میں زنا کے الزام پر مباہلہ کرنے کی پوری پوری وضاحت موجود ہے۔ اس سے یہ ثابت ہے کہ زنا کے الزام لگانے والے خواہ چار گواہ پیش نہ بھی کریں تو وہ میدان مباہلہ میں نکل آئیں تو ان سے مباہلہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ حضور کا حکم ملاحظہ فرمائیے۔

1۔ ”مباہلہ صرف ایسے شخصوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔“

(الحکم، 24 مارچ 1902ء)

2۔ ”دوم اس ظالم کے ساتھ جو بے جا تہمت کسی پر لگا کر اور اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً مستورہ عورت کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے ہچشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شراب خور ہے۔ کیونکہ ہچشم خود اسے شراب پیتے دیکھا ہے۔ تو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے۔ کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں کیونکہ ایک شخص اپنے یقین اور رویت کی بنا رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہنچانا چاہتا ہے۔“

(الحکم، 24 مارچ 1902ء)

3۔ ”یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے ہچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا ہچشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔ اگر میں اس بے بنیاد و افتراء کے لیے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔“

(تبلیغ رسالت، جلد نمبر 2، ص 2)

خلیفہ صاحب کی عیاری

VIEW
PROOF

خلیفہ صاحب ربوہ نے جب یہ دیکھا کہ میری بد چلنی کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ رہا ہے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے فتویٰ کی روشنی میں چار

گواہوں کی بھی ضرورت نہیں اور کہیں احمدی جماعت کے افراد مجھے مباہلہ کے لیے تیاری شروع نہ کروادیں، فوراً کمال چا بکدستی سے پینتڑایوں بدلا کہ میں مباہلہ کے لیے تیار ہوں مگر گناہم شخص دعوت مباہلہ دے رہا ہے۔ اس لیے اس سے مباہلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور 8 ستمبر 1956ء کے الفضل میں گواہیوں کو رو کرتے ہوئے میاں زاہد کی گواہی کو سراہا اور یوں فرمایا:

”کہ مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ میرے لیے میاں زاہد کی گواہی اور اپنا حافظہ کافی ہے۔“

(الفضل، 8 ستمبر 1956ء)

الفضل 31 جولائی 56 میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ نے یہ بھی شکوہ فرمایا ہے کہ ”ہر عقل مند انسان سمجھ سکتا ہے کہ گناہم شخص سے مباہلہ کون کر سکتا ہے۔“

(الفضل، 31 جولائی 1956ء)

VIEW
PROOF

میاں زاہد سے میری بیویاں پردہ نہیں کرتیں

چونکہ خلیفہ صاحب کو اپنے حافظہ پر تازہ ہے۔ بھولنا بھی ان کے بس کی بات نہیں۔ حفظ مانقہم کے طور پر یاد کروانا ضروری خیال کرتا ہوں۔ ہاں! یہ وہی میاں زاہد ہیں جن کو آپ نے مورخہ 8 ستمبر 1956ء کے الفضل میں فرمایا تھا کہ میری بیویاں میاں زاہد سے پردہ نہیں کرتیں۔ الفضل۔۔۔ میں عرض کر رہا تھا۔ یہ دونوں صورتیں میاں زاہد نے پوری کر دیں، جو ان کے بیان سے ظاہر ہے۔ اس لیے غور سے ملاحظہ کیجئے:

VIEW
PROOF

شہادت نمبر 1

چیلنج مباہلہ

بنام میاں محمود احمد خلیفہ قادیان

صدق و کذب میں فیصلہ کا آسان طریق

اب میاں زاہد صاحب کا بیان مباہلہ بغیر تبصرہ کے شائع کرنے کی سعادت

حاصل کر رہے ہیں اور میاں محمود احمد صاحب ان کی گواہی از خود تسلیم کر چکے ہیں۔ اس لیے آپ بغیر کسی تاویل کے حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کی روشنی میں اس مباہلہ کو قبول فرمائیے۔ ”مباہلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین کی بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔“ (اخبار الحکم)

کیونکہ آپ عجیب و غریب تفرقہ انگیز فتویٰ مثالیہ کہ تمام روئے زمین کے کلمہ گو مسلمان کافر ہیں۔ ان کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے۔ ان کے اور ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک پڑھنا ناجائز اور ان سے رشتہ و ناٹھ حرام ہے، صادر فرمانے کی وجہ سے مسلمانوں میں خصوصاً اور باقی دنیا میں عموماً کافی شرت رکھتے ہیں۔ آنجناب کا دعویٰ ہے کہ آپ خدا کے مقرر کردہ خلیفۃ المسلمین ہیں اور خدا نے ہی آپ کو دنیا کی ہدایت و اصلاح کے لیے مامور فرمایا ہے اور اگر فی زمانہ کوئی روحانیت کا مجسم نمونہ اور اسلام کا سچا حامی علیہ مدار ہے تو وہ آپ کی ذات والا صفات ہے۔

خلافت ماب کے ان عظیم الشان دعاوی نے ایک دنیا کو حیرت میں ڈال رکھا تھا۔ لیکن یہ کیونکر ممکن تھا کہ اس قادر مطلق خبیر و علیم جس سے کوئی نہال در نہال فعل پوشیدہ نہیں اور جس نے ابتدائے عالم سے مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے سامان پیدا کیے اور بالاخر ہمارے مولیٰ و آقا سید الکونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ کسی ایسے شخص کو زیادہ مہلت دیتا جو اس کے اور اس کے پاک رسولؐ کے نام کی آڑ میں بدگمان خدا کو گمراہ کر رہا ہو۔ آج اس مسبب الاسباب کے پیدا کردہ یہ سامان ہیں کہ خود خلیفہ کے مخلص مرید آنجناب کے پوشیدہ رازوں کا انکشاف کر رہے ہیں اور عرصہ سے خلافت ماب کو جو پشیمانیوں ہر مخالف کو مباہلہ کے لیے بلایا کرتے تھے، ان کے مشتبه چال چلن پر مباہلہ کی دعوت دے رہے ہیں مگر آج تک اس روحانیت، پاکیزگی اور تعلق باللہ کے مدعی کو میدان میں آنے کی جرات نہیں۔

خاکسار اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کے لیے اور دنیا پر حقیقت کو بے نقاب اور جملہ براور ان اسلامی کی آگاہی کے لیے بذریعہ اشتہار ہذا اس امر کی اطلاع

دیتا ہوں کہ یہ عاجز بھی عرصہ سے خلافت ماب کو یہی چیلنج دے رہا ہے کہ اگر ان کی ذات پر عائد کردہ الزامات غلط ہیں تو وہ میدان مباہلہ میں آکر اپنی روحانیت صداقت کا ثبوت دیں مگر خلافت ماب نے آج تک اس چیلنج کو قبول ہی نہیں کیا۔ آج پھر اتمام الحجت بذریعہ اعلان ہذا میں خلیفہ قادیان کو چیلنج دیتا ہوں کہ ان کے دعاوی میں ذرہ بھر بھی صداقت ہے تو اپنے چال چلن پر الزامات کے خلاف دعا مباہلہ کریں تاکہ فریقین میں سے جو جھوٹا اور کاذب ہو، وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے اور دنیا اس مباہلہ کے نتیجے سے حق و باطل میں فیصلہ کر سکے۔

کیا میں امید کروں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت کا دعویٰ کر کے اہل اسلام کے دلوں کو مجروح کرنے والا اور تمام انبیاء کی پیش گوئیوں کا مصداق ہونے کا دعوے دار اس دعوت مباہلہ کو قبول کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دے گا۔ ذیل میں یہ عاجز اس ہستی کا فتویٰ درج کرتا ہے جس کے قائم مقام ہونے کا خلافت ماب کو دعویٰ ہے اور جس کو آپ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی نبی تسلیم کرتے ہیں تاکہ خلیفہ صاحب یہ کہنے کی جرات نہ کر سکیں کہ ایسا مباہلہ جائز نہیں۔

مباہلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔

(اخبار الحکم)

خاکسار خلیفہ قادیان کا ایک سابق مرید محمد زاہد اخبار مباہلہ قادیان۔



شہادت نمبر 2

چونکہ شریعت نے عورتوں کو پردے کی اجازت دی ہے اس لیے اس نام کو بے پردہ نہیں کہا گیا۔ اس کی فی الحال ضرورت تو نہ تھی لیکن اس خوف سے کہ خلیفہ صاحب کو ٹال مٹول کا موقع نہ ملے کہ عورتوں کی گواہی کسی کی بھی نہیں۔ اس لیے مباہلہ نامی اخبار قادیان میں بیان شائع ہوا ہے وہ ایک احمدی قادیانی خاتون کا ہے۔ وہ پیش خدمت ہے۔

ایک احمدی خاتون کا بیان

میں میاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور لوگوں میں میں ظاہر کر دینا چاہتی ہوں کہ وہ کیسی روحانیت رکھتے ہیں۔ میں اکثر اپنی سیلیوں سے سنا کرتی تھی کہ وہ بڑے زانی شخص ہیں مگر اعتبار نہیں آتا تھا۔ کیونکہ ان کی مومنانہ صورت اور نیچی شرمیلی آنکھیں ہرگز یہ اجازت نہ دیتی تھیں کہ ان پر ایسا الزام لگایا جاسکے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ میرے والد صاحب نے، جو ہر کام کے لیے حضور سے اجازت حاصل کیا کرتے تھے اور بہت قلعہ احمدی ہیں۔ ایک رقعہ حضرت صاحب کو پہنچانے کے لیے دیا، جس میں اپنے ایک کام کے لیے اجازت مانگی تھی۔ خیر میں رقعہ لے کر گئی۔ اس وقت میاں صاحب نئے مکان (قصر خلافت) میں مقیم تھے۔ میں نے اپنے ہمراہ ایک لڑکی لی، جو وہاں تک میرے ساتھ گئی اور ساتھ ہی واپس آگئی۔ چند دن بعد مجھے پھر ایک رقعہ لے کر جانا پڑا۔ اس وقت بھی وہی لڑکی میرے ہمراہ تھی۔ جو نہی ہم دونوں میاں صاحب کی نشست گاہ میں پہنچیں تو اس لڑکی کو کسی نے پیچھے سے آواز دی۔ میں اکیلی رہ گئی۔ میں نے رقعہ پیش کیا اور جواب کے لیے عرض کیا مگر انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو جواب دے دوں گا گھبراؤ مت۔ باہر ایک دو آدمی میرا انتظار کر رہے ہیں، ان سے مل آؤں۔ مجھے یہ کہہ کر اس کمرے کے باہر کی طرف چلے گئے اور چند منٹ بعد پیچھے کے تمام کمروں کو قفل لگا کر اندر داخل ہوئے اور اس کا بھی باہر والا دروازہ بند کر دیا اور چٹخیاں لگا دیں۔ جس کمرے میں، میں تھی وہ اندر کا چوتھا کمرہ تھا۔ میں یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرائی اور طرح طرح کے خیال دل میں آنے لگے۔ آخر میاں صاحب نے مجھ سے چیخڑ چھاڑ شروع کی اور مجھ سے برا فعل کروانے کو کہا۔ میں نے انکار کیا۔ آخر زبردستی انہوں نے مجھے پٹنگ پر گرا کر میری عزت برباد کر دی اور ان کے منہ سے اس قدر بدبو آ رہی تھی کہ مجھ کو چکر آ گیا اور وہ گفتگو بھی ایسی کرتے تھے کہ بازاری آدمی بھی ایسی نہیں کرتے۔ ممکن ہے جسے لوگ شراب کہتے ہیں، انہوں نے پی ہو۔

کیونکہ ان کے ہوش و حواس بھی درست نہیں تھے۔ مجھ کو دھمکایا کہ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بدنامی ہوگی۔ مجھ پر کوئی شک بھی نہ کرے گا۔

(از حضرت مرزا غلام احمد دمسح موعود کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر)

شہادت نمبر 3

VIEW
PROOF

خاکسار پرانا قادیانی ہے اور قادیان کا ہر فرد و بشر مجھے خوب جانتا ہے۔ ہجرت کا شوق مجھے بھی دامگیر ہوا اور میں قادیان ہجرت کر آیا۔ قادیان میں سکونت اختیار کی۔ خلیفہ قادیان کے محکمہ قضاء میں بھی کچھ عرصہ کام کیا۔ مگر دل میں آرزو آزاد روزگار کی تھی اور اخلاص مجبور کرتا تھا کہ اپنا کاروبار شروع کر کے خدمت دین بجالاؤں۔ چنانچہ خاکسار نے احمدیہ دوا گھر کے نام ایک دوا خانہ کھولا۔ جس کے اشتہارات عموماً اخبار الفضل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو بجا ہوگا کہ قادیان کی رہائش میری عقیدت کو زائل کرنے کا باعث ہوئی ورنہ اگر میں قادیانی بھائیوں کی طرح دور دور ہی رہتا تو آج مجھے اس تجارتی کمیٹی کے ایکٹروں کے سرستہ رازوں کا انکشاف نہ ہوتا یا اگر میں خاص قادیان میں اپنا مکان بنا لیتا یا خلیفہ قادیان کا ملازم ہو جاتا تو بھی مجھے آج اس اعلان کی جرات نہ ہوتی.....

(خاکسار شیخ مشتاق احمد، احمدیہ دوا گھر قادیان)

VIEW
PROOF

شہادت نمبر 4

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اسی کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے، یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں اس ایمان اور یقین پر ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیا دار، بد چلن اور عیش پرست انسان ہے۔ میں ان کی بد چلنی کے متعلق خانہ خدا خواہ وہ مسجد ہو یا بیت اللہ شریف یا کوئی اور مقدس مقام ہو، میں حلف موکد، حذاب اٹھانے کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔ اگر خلیفہ صاحب مباہلہ کے لیے نکلیں تو میں مباہلہ کے لیے حاضر ہوں۔

یہ الفاظ میں نے دلی ارادہ سے لکھ دیئے ہیں تاکہ دوسروں کے لیے ان کی حقیقت کا انکشاف ہو سکے۔ والسلام

(خاکسار ڈاکٹر محمد عبداللہ، آنکھوں کا ہسپتال قادیان حال لائلپور)

شہادت نمبر 5 (حلیفہ شہادت)

VIEW
PROOF

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر یہ تحریر کرتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیا دار، عیش پرست اور بد چلن انسان ہے۔ میں ہر وقت اس سے مباہلہ کے لیے تیار ہوں۔

(مستری اللہ بخش احمدی، قادیان)

شہادت نمبر 6

VIEW
PROOF

بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب مرحوم ہم زلف خلیفہ ربوہ فرماتی ہیں ”مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ بد چلن، زنا کار انسان ہیں۔ میں نے ان کو خود زنا کرتے دیکھا اور میں اپنے دونوں بیٹوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر موکد، عذاب حلف اٹھاتی ہوں۔“

بے خوف مجاہد

VIEW
PROOF

خان عبدالرب خان صاحب برہم صدر انجمن کے دفتر بیت المال میں کام کرتے اور سر محمد ظفر اللہ کی کوٹھی کے ایک حصہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ نے مرزا محمود کی ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا ہے۔ اس سے آپ گمرے مراسم کا اندازہ لگائیے۔ باوجود اس قدر گمرے تعلقات کے جب حق کی بات کا قصہ آیا، حق کو مقدم کر کے خدا کو خوش کر لیا۔

امرواقعہ یہ ہے کہ آپ نے ایک مخلص قادیانی دوست کو مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی آلودہ زندگی کے مخفی در مخفی حقائق سنائے۔ اس پر مخلص احمدی دوست نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھ بھیجا کہ خان صاحب موصوف نے آپ کی بد چلنی کے واقعات سنا کر مجھے محو حیرت کر دیا ہے اور دلائل اس نے ایسے دیئے ہیں جو میرے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس شکایت کے چند گھنٹے بعد مرزا بشیر احمد ایم۔ اے المعروف ”قرالانبیاء“ نے خان صاحب موصوف کو بلا کر

سمجھایا کہ اگر حضور کچھ باتیں دریافت کریں تو اس سے لاعلمی کا اظہار کر دینا۔ آپ خاموش ہو گئے۔ مرزا بشیر احمد صاحب کے دل میں خیال آیا، اب بس کام بن گیا۔

ان کے ایک آدھ گھنٹہ بعد برہم صاحب کو قصر خلافت میں مرزا محمود احمد صاحب نے بلایا۔ جب آپ وہاں گئے تو وہ مخلص احمدی دوست بھی موجود تھا اور خان صاحب موصوف کے والد محترم بھی وہیں تھے اور دو تین تنخواہ دار ایجنٹ بھی تھے اور سب کو اکٹھے کرنے کا مطلب یہ تھا کہ رعب ڈال کر حق کو بدلا جاسکے۔

میں عرض کر رہا تھا کہ خلیفہ صاحب نے جب خان صاحب موصوف سے دریافت کیا تو اس بے خوف مجاہد نے کہا جو کچھ میں نے آپ کے بد چلتی کے متعلق ان صاحب سے کہا، وہ حرف بحرف درست ہے۔ آخر جب کام نہ بنا تو کھڑے ہو کر خلیفہ صاحب نے احسان گننے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی یہ کہا کہ تم نے میری ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا۔ خان صاحب موصوف نے کہا یہ درست ہے لیکن یہ حق کا معاملہ ہے۔ دنیا داری کے مقابلہ میں حق مقدم ہے اور اس حق کے لیے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے۔ اس لیے آپ نے قصر خلافت سے آکر از خود بیعت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ آپ نے ایک کتاب بلائے دمشق بھی لکھی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ خلیفہ قادیان غیر صالح ہے۔ اس کا اشتہار اس کتاب کے صفحہ 80 پر ملاحظہ کریں۔ خان صاحب کا حلیفہ بیان ورج ذیل ہے:

VIEW
PROOF

شہادت نمبر 7 (حلیفہ شہادت)

میں شرعی طور پر اپورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب یعنی مرزا محمود احمد کا چال چلن نہایت خراب ہے اگر وہ مباہلہ کے لیے آمادگی کا اظہار کریں اور میں خدا کے فضل سے ان کے مقابلہ مباہلہ کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔

(عبدالرب خاں برہم)

شہادت نمبر 8 (حلفیہ شہادت)

میری قادیانی جماعت سے علیحدگی کی وجوہات منجملہ دیگر دلائل و براہین کے ایک وجہ اعظم جناب خلیفہ صاحب کی سیاہ کاریاں اور بد کاریاں ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ خلیفہ صاحب مقدس اور پاکیزہ انسان نہیں بلکہ نہایت ہی سیاہ کار اور بدکار ہے۔ اگر خلیفہ صاحب اس امر کے لیے تصفیہ کے لیے مبالغہ کرنا چاہیں تو میں بطیب خاطر میدان مبالغہ میں آنے کے لیے تیار ہوں۔ فقط

(خاکسار عتیق الرحمن فاروق، سابق مبلغ جماعت احمدیہ (قادیان)

شہادت نمبر 9 (حلفیہ شہادت)

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لہتوں کا کام ہے، مندرجہ ذیل شہادت لکھتا ہوں۔ بیان کیا مجھے میری والدہ نے کہ میں حضرت خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب کے رہا کرتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب جو ان نامحرم لڑکیوں پر عمل مسمریزم کر کے انہیں سلا دیا کرتے تھے۔ پھر آپ ان کو کئی جگہ سے ہاتھ سے کاٹتے۔ تب بھی انہیں ہوش نہ ہوتی تھی۔

2۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کے گھر میں بیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ اوپر سے حضرت صاحب انہیں بیڑھیوں پر اترتے آ رہے تھے۔ جب میرے مقابل پہنچے تو انہوں نے میری چھاتی پکڑ لی۔ میں نے زور سے چھڑائی۔

(خاکسار علی حسین)

شہادت نمبر 10

جناب ملک عزیز الرحمن صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند لاہور قادیانی جماعت کے مشہور و معروف سرگرم مبلغ ملک عبدالرحمن صاحب خادم گجراتی مصنفہ احمدیہ پاکٹ بک کے حقیقی برادر ہیں۔ آپ وقف زندگی ہو کر ربوہ میں عرصہ تک قیام پذیر رہے اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کے فرائض سر انجام دیتے رہے اور آپ فارن مشن اکاؤنٹس کے انچارج بھی تھے۔ ان کی شہادت

حلفیہ شہادت

میں اس قمار خدا کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے یہ بیان کرتا ہوں کہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض واقف زندگی ربوہ (حال راولپنڈی) نے میرے سامنے میرے مکان واقعہ لاہور پر کئی ایک ایسے واقعات بیان کیے جن سے خلیفہ صاحب ربوہ کے اول درجہ بدکار ہونے کا یقین کامل ہو جاتا ہے۔ اس نے میرے اور چند دوستوں کے سامنے بالوضاحت یہ بیان دیا کہ خلیفہ صاحب ربوہ معہ اپنی بیویوں کے باقاعدہ پروگرام کے تحت بدکاری کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا کہ میں نے اس تمام بدکاری کو پنچشم خود دیکھا۔ اگر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض اس بیان مذکورہ بالا سے انحراف کریں تو میں ان سے حلف موکد، عذاب کا مطالبہ کروں گا۔ مزید برآں مجھے چونکہ خلیفہ صاحب کے دفتر پیر ایویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کام کرنے اور خلیفہ صاحب کو نزدیک سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ میں بھی خلیفہ صاحب سے اس ضمن میں اور ان کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے بارہ میں مباہلہ کرنے کو ہر وقت تیار ہوں۔ فقط

(ملک عزیز الرحمن جنرل سیکرٹری احمدیہ، حقیقت پسند پارٹی لاہور)

شہادت نمبر 11 (حلفیہ شہادت)

اگرچہ میں نے خلیفہ صاحب..... کا مطالبہ پورا کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان تحریروں میں کسی نقص کا جواز نکال لیں۔ عین ممکن ہے کہ یہ کہیں کہ میری زنا کاری کی وضاحت نہیں کی گئی۔ اس لیے مباہلہ نہیں کر سکتا۔ وقت کی بچت کی خاطر محمد یوسف صاحب ناز کا بیان یہ ناظرین ہے۔

محمد یوسف ناز کا حلفیہ بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبده و رسولہ۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور خاتم
التسین ہیں اور اسلام سچا مذہب ہے۔ میں احمدیت کو برحق سمجھتا ہوں اور حضرت
مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دعویٰ پر ایمان رکھتا ہوں اور مسیح موعود ماننا
ہوں اور اس کے بعد میں موکد، حذاب حلف اٹھاتا ہوں۔

میں اپنے علم مشاہدہ اور رویت یعنی اور آنکھوں دیکھی بات کی بنا پر خدا
کو حاضر و ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا بشیر الدین محمود
احمد خلیفہ ربوہ نے خود اپنے سامنے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد سے زنا کروایا۔ اگر
میں اس حلف میں جھوٹا ہوں تو خدا کی لعنت اور عذاب مجھ پر نازل ہو۔ اس بات پر
مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ساتھ بالمقابل حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔

(دستخط محمد یوسف ناز معرفت عبدالقادر تیرتھ سنگھ جے ملوائی روڈ عقب شالیمار
ہوٹل کراچی، از حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی
تصویر)



شہادت نمبر 12

خلیفہ صاحب کے رفیق کار جن کو 1924ء میں انگلستان ہمراہ لے گئے تھے
یعنی فاضل اجل حضرت شیخ عبدالرحمن صاحب مصری مولوی فاضل بی۔ اے کا مکمل
بیان آگے ملے گا۔ آپ کی خلیفہ صاحب سے بیعت کی علیحدگی کے اسباب کا بیان
درج ہے:

”موجودہ خلیفہ سخت بد چلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا
شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لیے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور
ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔
اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس
سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔“

(دور حاضر کا مذہبی آمر)

جناب عبد المجید صاحب اکبر احمد قلعہ نوجوان ہیں۔ قادیان کی مقدس سرزمین میں

آپ پیدا ہوئے اور مختلف طریق سے جماعت کی خدمت میں منہمک رہے۔ اس خدمت کی وجہ سے آپ اس قدر مقبول ہو گئے۔ آپ کو سیکرٹری خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد اقصیٰ منتخب کر لیا گیا۔ آپ ہر کس و ناکس سے متانت اور سنجیدگی سے پیش آتے تھے۔ ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے مزید مقبولیت حاصل ہو گئی اور ممبر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ لاہور کی رکنیت بھی خدمت کے اصول کے پیش نظر اعزازی طور پر قبول فرمائی۔ ان کا حلیفہ بیان پیش خدمت ہے۔

VIEW
PROOF

شہادت نمبر 13 (حلیفہ شہادت)

قسم ہے مجھ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی، قسم ہے مجھ کو قرآن پاک کی سچائی کی، قسم ہے مجھ کو حبیب کبریا کی معصومیت کی کہ میں اپنے قطعی علم کی بنا پر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کو ایک ناپاک انسان سمجھنے میں حق الیقین پر قائم ہوں۔ نیز مجھے اس بات پر بھی شرح صدر حاصل ہے کہ آپ جیسے شعلہ بیان یعنی (سلطان البیان) مقرر سے قوت بیان کا چھن جانا اور دیگر بہت سے امراض کا شکار ہونا مثلاً نسیان، فالج وغیرہ یقیناً خدا کی عذاب ہیں۔ جو کہ خدائے عزیز کی طرف سے اس کی قدیم سنت کے مطابق مفتریان کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔

علاوہ دیگر واسطوں کے آپ کے مخلص ترین مریدوں کی زبانی وقتاً فوقتاً آپ کے گھناؤنے کردار کے بارہ میں عجیب و غریب انکشافات اس عاجز پر ہوئے۔ مثال کے طور پر آپ کے ایک مخلص مرید جناب محمد صدیق صاحب ٹمس نے بارہا میرے سامنے جناب خلیفہ صاحب کے چال چلن اور غیر شرعی افعال کے مرکب ہونے کے بارہ میں بہت سے دلائل و ثبوت اور خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ خط پیش کیے۔

اس جگہ میں احتیاطیہ لکھ دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگر محترم صدیق صاحب کو میرے بیان بالا کی صحت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو میں ہر دم ان کے ساتھ اپنے اس بیان کی صداقت پر مباہلہ کے لیے تیار ہوں۔

(احقر العباد عبد المجید، مکان نمبر 5، بلاک ڈی ٹیپل روڈ لاہور)

شہادت نمبر 14 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جو جبار و قہار ہے، جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی اور مردود کا کام ہے، حسب ذیل شہادت دیتا ہوں۔

میں 1932ء سے لے کر 1936ء تک مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کے گھر میں رہا۔ اس دوران میں کئی مرتبہ ایک عورت مسماۃ عزیزہ بیگم صاحبہ کے خطوط خفیہ طریقہ سے ان ہدایات پر عمل کرتے ہوئے کہ ان خطوں کا کسی سے بھی ذکر نہ کرنا۔ خلیفہ محمود کے پاس لے جاتا رہا۔ خلیفہ مذکور بھی اس طریقہ سے اور ہدایت بالا کو دہراتے ہوئے جواب دیتا رہا۔ خطوط انگریزی میں تھے۔

اس کے علاوہ اس عورت کو رات کے دس بجے بیرونی راستہ سے لے جاتا رہا۔ جب کہ اس کا خاوند کہیں باہر ہوتا۔ عورت غیر معمولی بناؤ سنگھار کر کے خلیفہ کے دفتر میں آتی تھی۔ میں بموجب ہدایت اسے گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد لے آتا تھا۔ ان واقعات کے علاوہ بعض اور واقعات سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خلیفہ صاحب کا چال چلن خراب ہے اور میں ہر وقت ان سے مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔

(حافظ عبدالسلام، پسر حافظ سلطان حامد خان صاحب استاویاں ناصر احمد)

شہادت نمبر 15 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھ سے حضرت صاحب (یعنی مرزا محمود احمد) کو صادقہ کے ساتھ زنا کرتے دیکھا۔ اگر میں جھوٹ لکھ رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔

(غلام حسین احمدی)

شہادت نمبر 16 (حلفیہ شہادت)

مجھے دلی یقین ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نہایت

بد چلن لوڑ کریکٹر انسان ہے۔ بے شمار یعنی شہادتیں جو مجھ تک پہنچ چکی ہیں جن کی بنا پر میں یہ جاننے کے لیے تیار ہوں کہ واقعی خلیفہ صاحب قادیان زانی اور اغلام باز (فاعل و مفعول) بھی ہیں۔

اس دلی یقین کا ثبوت میں یہاں تک دے سکتا ہوں اگر خلیفہ صاحب قادیان اپنے کریکٹر چال چلن کی صفائی کے لیے مبالغہ کرنے کو تیار ہوں تو ہر طرح اسے قبول کرنے کو تیار ہوں۔

(مرزا منیر احمد نصیر)

شہادت نمبر 17 (خلیفہ شہادت)

VIEW
PROOF

میں خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو پچھتم خود زنا کرتے دیکھا ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

(شیخ بشیر احمد مصری)

مرزا محمود کی اپنی گواہی

VIEW
PROOF

حکیم عبدالعزیز صاحب (سابق پریزیڈنٹ انجمن انصار احمدیہ قادیان پنجاب) نے خلیفہ صاحب کی بد چلنی کے پیش نظر مسجد اقصیٰ میں جب خلیفہ صاحب مجمع عام کے سامنے تقریر کر رہے تھے، علی الاعلان لکھ کر دیا کہ آپ زنا کار اور بد چلن ہیں۔ اس لیے میں آپ کی بیعت نہیں کر سکتا۔ آپ پر بھی 1937ء پر حملہ کروایا گیا۔ پندرہ بیس دن ہسپتال میں رہے اور خلیفہ صاحب کو لٹکارتے رہے۔ آپ نے مرزا محمود احمد صاحب کو ایک خط لکھا، جس میں آپ نے تحریر کیا کہ ”شنا ہے کہ آپ نے چار گواہوں کا ذکر لوگوں سے کیا ہے اگرچہ ہم سے تو نہیں کیا۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ اسی کے لیے تیاری فرمائیں۔ ہم صرف چار ہی نہیں بلکہ بہت سی شہادتیں علاوہ عورتوں، لڑکیوں اور لڑکوں کی شہادت کے خود جناب والا کی اپنی شہادت بھی پیش کریں گے۔ اگر ہم ثبوت نہ دے سکے تو آپ کی بریت ہو جائے گی اور ہم ہمیشہ کے لیے ذلیل ہونے کے علاوہ ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لیے بھی

تیار ہیں۔ حکیم صاحب موصوف کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے:

VIEW
PROOF

شہادت نمبر 18 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتوں کا کام ہے۔ یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت سے اس لیے علیحدہ ہوا تھا کہ میرے پاس ان کے خلاف احمدی لڑکوں، لڑکیوں اور عورتوں کے صحیح واقعات پہنچے تھے۔ جن کے ساتھ مرزا محمود احمد نے بدکاری کی تھی۔ اسی بنا پر میں نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کے خلاف احمدی لڑکے لڑکیاں اور عورتیں اپنے واقعات بیان کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں آپ یا جماعتی کمیشن کے سامنے معاملہ پیش ہونے دیں۔

یا میدان مباہلہ کے لیے تیار ہوں یا حلف موکد۔ حذاب اٹھائیں یا ہمیں موقع دیں کہ ہم تمام واقعات پیش کر کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تمام احمدیوں کی موجودگی میں آپ کے سامنے حلف موکد۔ حذاب اٹھائیں تاکہ روز بروز کا جھگڑا ختم ہو کر حق کا بول بالا ہو لیکن مرزا محمود احمد صاحب کو کسی طریق پر بھی عمل پیرا ہونے کی جرات نہیں ہوئی۔ سوائے کفار والاحربہ بایکاٹ مقاطع استعمال کرنے کے۔

37ء سے لے کر آج تک میں اسی عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کہ میاں محمود احمد ایک زانی اور بد چلن انسان ہے۔ جس کو خدا رسول اور اس کے خادم حضرت مسیح موعود سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں۔ اگر میں اپنے اسی عقیدہ میں باطل پر ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔

(حکیم عبدالعزیز سابق پریزیڈنٹ انجمن انصار احمدیہ و قادیان)

VIEW
PROOF

شہادت نمبر 19 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے، یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا محمود احمد صاحب قادیان کو اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بھی بد فعلی کی ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ میں بچپن سے وہیں رہتا تھا۔

(میر احمد)

VIEW
PROOF

شہادت نمبر 20 (حلفیہ شہادت)

مصری عبدالرحمن صاحب کے بڑے لڑکے حافظ بشیر احمد نے میرے ساتھ ہاتھ میں قرآن شریف لے کر یہ لفظ کہے، خدا تعالیٰ مجھے پارا پارا کر دے اگر میں جھوٹ بولتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب نے میرے ساتھ بد فعلی کی ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر یہ واقعہ لکھ رہا ہوں۔

(بقلم خود محمد عبداللہ احمدی، سینٹ فرنیچر ہاؤس مسلم ٹاؤن لاہور)

VIEW
PROOF

شہادت نمبر 21 (حلفیہ شہادت)

مرزا گل محمد صاحب مرحوم (آپ قادیان کے رئیس اعظم تھے اور وہاں بڑی جائیداد کے مالک تھے) اور مرزا غلام احمد صاحب کے خاندان کے رکن تھے، ان کی دوسری بیوہ (چھوٹی بیگم) نے مجھے بیان کیا کہ خلیفہ صاحب کو میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی صاحبزادی اور بعض دوسری عورتوں کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے خلیفہ صاحب سے ایک دفعہ عرض کی، حضور یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قرآن و حدیث میں اس کی اجازت ہے۔ البتہ اس کو عوام میں پھیلانے کی ممانعت ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان تحریر کر رہی ہوں۔ شاید میری مسلمان بہنیں اور بھائی اس سے کوئی سبق حاصل کریں۔ فقط

(سیدہ ام صالحہ بنت سید ابرار حسین، سمن آباد لاہور)

VIEW
PROOF

شہادت نمبر 22 (حلفیہ شہادت)

چودھری علی محمد صاحب واقف زندگی اپنے خاندان میں صرف اکیلے ہی احمدی ہیں جنہوں نے سب کچھ قربان کر کے احمدیت جیسی نعمت کو پالیا۔ آپ ملٹری میں حوالدار تھے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی کتب کے مطالعہ کے بعد آپ نے احمدیت قبول کی۔ اللہ بخش صاحب تنیم کے برادر میر محمد بخش، ایڈووکیٹ

امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کے ذریعہ 30 مارچ 1945ء کو جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے اور کچھ دن بعد اپنے آپ کو خدمت دین کے لیے وقف کر دیا۔ مئی 1945ء میں قادیان سے بلوا آیا تو آپ بلا حیل و حجت پورے اخلاص و عقیدت مندی کے ساتھ قادیان تشریف لے گئے اور خدمت کی ابتداء دفتر وکیل الصنعت تحریک جدید سے کی اور پھر مختلف شعبہ جات میں متعین کیے گئے۔ مثلاً

سندھ جنگ فیکٹری کنٹری میں بطور اکاؤنٹنٹ مقرر کیا گیا۔ پھر اس دوران میں نمائندہ خصوصی بنا کر دی ایشیو افریقین لینڈ کراچی سپیشل آؤٹ کرنے کی غرض سے بھیجا گیا اور منڈی گوجرہ میں بھی تحریک جدید کے حصول کی نگرانی کے لیے نمائندہ خاص مقرر کیا گیا۔ لاہور میں انڈسٹریل کمرشل ڈویلپمنٹ کمپنی کے دفتر میں اکاؤنٹنٹ مقرر کیا گیا۔ تجارت اور صنعت کے دفتر میں ہیڈ اکاؤنٹنٹ مقرر کیا گیا اور دی بورڈ آف ڈائریکٹر کاسیکرٹری مرزا محمود احمد کی ذاتی منظوری سے کیا گیا جس کا چیئرمین مرزا مبارک احمد ہے۔ بدستور سالہا سال سندھ کی زمینوں۔۔۔۔۔ سلسلہ کی تجارتی کارخانوں اور فضل عمر انسٹیٹیوٹ کا حساب آؤٹ کرتے رہے۔ بسا اوقات قیام ربوہ میں اکثر مالی خیانتوں کے قصوں پر آپ کو بطور کمیشن مقرر کیا اور بعض دفعہ وارالتقنا بھی فیصلوں کے لیے آپ کو ہی کمیشن مقرر کرتے۔ آپ بطور محاسب خدام الاحمدیہ مرکزی میں بھی کام کرتے رہے اور خلیفہ صاحب چودھری صاحب موصوف سے خاص ملاقاتیں بھی کیا کرتے تھے۔ حافظ عبدالسلام وکیل اعلیٰ نے جب کسی بات پر چودھری صاحب کی شکایت خلیفہ صاحب سے کی، خلیفہ صاحب نے بالوضاحت جواب میں کہا جو راج ذیل ہے:

”میرے نزدیک تو یہ محنت اور دیانت داری سے کام کرتے ہیں۔“

الغرض چودھری صاحب موصوف نے مختلف شعبہ جات میں اکاؤنٹنٹ اور بطور نائب ایڈیٹر کے کام کیے، ان کے علم اور یقین کے پیش نظر ان کو تمام مخفی راز ازبر بھی یاد ہیں۔ کہ روپیہ کیسے اور کس طریق سے ہضم کیا جاتا ہے۔ پھر آپ نے ایک کتاب میں حساب بنا کر پیش کیا ہے اور چیلنج بھی دیا ہے کہ یہاں مالی بدعنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کے رد سے میں عینی شاہد ہوں۔

بہر حال چودھری صاحب موصوف کی خدمت جلیلہ قابل قدر ہیں۔
 ضرورت پڑنے پر وقت کے تقاضوں کو ضرور پورا کریں گے۔ قیام ربوہ میں ان سے
 جو حالات پیش آئے، اس کے ذرائع سے ان کا حلیہ بیان پیش خدمت ہے۔

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کی
 جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ صوفی روشن دین صاحب جو ربوہ میں انجمن کی
 چکی پر عرصہ تک بطور مستری کام کرتے رہے اور وہ قادیان کے پرانے رہنے والوں
 میں سے ہیں اور مخلص احمدی ہیں اور جن کے مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے
 خاندان کے بعض افراد سے قریبی تعلقات تھے اور خصوصاً مرزا حنیف احمد ابن مرزا
 محمود احمد کے صوفی صاحب موصوف کے ساتھ نہایت عقیدت مند مراسم تھے اور
 قلبی عقیدت کی بنا پر مرزا حنیف احمد گفتگو صوفی صاحب کے پاس روزانہ ان کے
 گھر جا کر بیٹھتے اور بے اوقات صوفی صاحب کو قصر خلافت میں اپنے ایک کمرہ خاص
 میں بھی لے جا کر ان کی خاطر مدارات کرتے۔ انہوں نے مجھ سے بارہا بیان کیا کہ
 مرزا حنیف احمد خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ جس کو تم لوگ خلیفہ اور مصلح الموعود
 سمجھتے ہو، وہ زنا کرتا ہے۔ اور یہ کہ مرزا حنیف نے اپنی آنکھوں سے اپنے والد کو
 ایسا کرتے دیکھا۔ صوفی صاحب نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے کئی دفعہ حنیف احمد سے
 کہا کہ تم ایسا سنگین الزام لگانے سے قبل اچھی طرح اپنی یادداشت پر زور ڈالو۔
 کہیں ایسا تو نہیں جس کو تم کوئی غیر سمجھے ہو، وہ دراصل تمہاری کوئی والدین
 تھیں۔ مبادا خدا کے قہر و غضب کے نیچے آ جاؤ تو اس پر مرزا حنیف احمد اپنی رویت
 یعنی پر حلفا مصر رہے کہ ان کا والد پاک سیرت نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ انہوں
 نے اپنے والد کی کبھی کوئی کرامت مشاہد نہیں کی۔ البتہ یہ تڑپ شدت کے ساتھ
 پائی ہے کہ کسی طرح انہیں جلد از جلد دنیاوی غلبہ حاصل ہو جائے۔

اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں اور افراد جماعت کو اس سے محض دھوکا
 دینا مقصود ہے تو خدا تعالیٰ مجھ پر اور میری بیوی بچوں پر ایسا عبرتناک عذاب نازل
 فرمائے جو مخلص اور ہر ویدہ بینا کے لیے از دیا و ایمان کا موجب ہو۔

ہاں اس نام نہاد خلیفہ کی مالی بدعنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کے

ریکارڈ کی رو سے میں یعنی شاہد ہوں۔ کیونکہ خاکسار نے ساڑھے نو سال تحریک جدید اور انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں اکاؤنٹس اور نائب آڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا ہے۔

(خاکسار، چودھری علی محمد عفی عنہ، واقف زندگی حال نمائندہ خصوصی کوہستان، لائل پور)

VIEW
PROOF

شہادت نمبر 23 (حلیفہ شہادت)

جناب مولوی محمد صالح صاحب نور واقف زندگی سابق کارکن وکالت، تحریک جدید ربوہ مولانا محمد یامین صاحب تاجر کتب کے چشم و چراغ ہیں۔ صحابی ہونے کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کا بے شمار لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ آپ قادیان کی مقدس سرزمین 1929ء میں پیدا ہوئے اور مولوی فاضل تک تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں مختلف شعبہ جات میں آپ نہایت خوش اسلوبی سے خدمت سرانجام دیتے رہے مثلاً:

- 1۔ قادیان میں مسجد خدام الاحمدیہ کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز رہے۔
- 2۔ زعیم مجلس خدام الاحمدیہ دارالصدر ربوہ۔
- 3۔ نائب منتظم تبلیغ مرکزیہ خدام الاحمدیہ ربوہ
- 4۔ سندھ ویبی ٹیلی اینڈ پروڈکٹس کے ہیڈ آفس میں کام کیا۔
- 5۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور من رائز اخبار کے منیجر بھی رہے۔
- 6۔ محتسب امور عامہ کا معتمد خاص ربوہ بھی رہے۔ ان شعبہ جات کے علاوہ بھی جماعتی طور پر جس خدمت پر بھی مامور کیا گیا، آپ نے ویانت اور تقویٰ کی راہ پر چل کر صحیح معنوں میں خدمت کی۔ آپ میاں عبدالرحیم احمد جو خلیفہ صاحب کے داماد ہیں، ان کے پرنسپل اسٹنٹ وکیل تعلیم تحریک جدید ربوہ بھی تھے۔ آپ جس جانفشانی، اخلاص اور محنت سے کام کرتے تھے، اس کی وجہ سے آپ کے ذمہ مزید کام سپرد کیے جاتے تھے۔ آٹھ دس شعبہ جات کی کارکردگی آپ کی مقبولیت کی شاہد ہے اور گہرے تعلقات کا اندازہ بھی اس سے لگایا جاسکتا ہے۔ آپ کا حلیفہ بیان ہدیہ



حلفیہ شہادت

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل سطور محض اس لیے سپرد قلم کر رہا ہوں کہ جو لوگ اب بھی مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کے تقدس کے قائل ہیں، ان کے لیے راہنمائی کا باعث ہو۔ اگر میں درج ذیل بیان میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ کا عذاب مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر نازل ہو۔

میں پیدائشی احمدی ہوں اور 57ء تک میں مرزا محمود احمد صاحب کی خلافت سے وابستہ رہا۔ خلیفہ صاحب نے مجھے ایک خود ساختہ فتنہ کے سلسلہ میں جماعت ربوہ سے خارج کر دیا۔ ربوہ کے ماحول سے باہر آ کر خلیفہ صاحب کے کردار کے متعلق بہت ہی گھٹاؤ نے حالات سننے میں آئے۔ اس پر میں نے خلیفہ صاحب کی صاحبزادی امۃ الرشید بیگم، بیگم میاں عبدالرحیم احمد سے ملاقات کی۔ انہوں نے خلیفہ صاحب کے بد چلن اور بد قماش اور بد کردار ہونے کی تصدیق کی۔ باتیں تو بہت ہوئیں لیکن خاص بات قابل ذکر یہ تھی کہ جب میں نے امۃ الرشید بیگم سے کہا کہ آپ کے خاوند کو ان حالات کا علم ہے تو انہوں نے کہا کہ صالح نور صاحب آپ کو کیا بتلاؤں کہ ہمارا باپ ہمارے ساتھ کیا کچھ کرتا رہا ہے اگر وہ تمام واقعات میں اپنے خاوند کو بتلا دوں تو وہ مجھے ایک منٹ کے لیے بھی اپنے گھر میں بٹانے کے لیے تیار نہ ہوگا۔ تو پھر میں کہاں جاؤں گی۔ اس واقعہ پر امۃ الرشید کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور یہ لرزہ خیز بات سن کر میں بھی ضبط نہ کر سکا اور وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت میں ان واقعات کی بنا پر جو ڈاکٹر نذیر احمد، ریاض، محمد یوسف ناز، راجہ بشیر احمد رازی سے سن چکا ہوں۔ حق الیقین کی بنا پر خلیفہ صاحب کو ایک بد کردار اور بد چلن انسان سمجھتا ہوں اور اسی کی بناء پر وہ آج خدا کے عذاب میں گرفتار ہیں۔

(خاکسار محمد صالح نور، واقف زندگی سابق کارکن و کالت تعلیم تحریک جدید ربوہ)

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض کی شہادت

خلیفہ صاحب کا اصول

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض، مولوی فاضل واقف زندگی خلیفہ ربوہ کے خاص ڈاکٹر تھے اور خلیفہ صاحب نے از خود سلسلہ کے خرچ سے حکمت اور ڈاکٹر کی تعلیم دلوائی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف علاج مخصوصہ میں کافی سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں اور عرصہ دراز تک خلافت ماب کے چرنوں میں رہے۔ آپ نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کی سوانح حیات مرتب کر کے شائع کی ہے جو تقریباً 300 صد صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ جامعہ البشرین میں پروفیسر بھی تھے۔ آپ اپنی خداداد دماغی صلاحیتوں کی وجہ سے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی سے ہی نہیں بلکہ اندرون خانہ کے ہر شعبہ سے پوری طرف واقف راز بھی ہیں۔ یعنی بہت سے پچشم خود رازدار خصوصی کے علاوہ آپ خلیفہ صاحب کے اصول کے متعلق فرماتے ہیں۔

آپ کو یاد ہو گا جب تک ہم ربوہ میں رہے، ہماری آپس میں کچھ ایسی قلبی جانست رہی کہ باہم مل کر طبیعت بے حد خوش ہوتی تھی۔ کبھی شعرو شاعری کے سلسلہ میں، تو کبھی مخلص کے مصنوعی تقدس پر نکتہ چینی کرنے میں بڑا لطف آتا تھا۔ دراصل خلیفہ صاحب کا اصول ہے کہ۔

مت رکھو ذکر فکر صبح گاہی میں انہیں

اور پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں انہیں

اور خود خوب رنگ رلیاں مناؤ۔ عیش و عشرت میں بسر کرو۔ ہم نے تو بھائی خلوص دل سے وقف کیا تھا۔ خدا ہمیں ضرور اس کا اجر دے گا انہیں۔ خلوص پسند نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر حکم و عدل سے خود فیصلہ کر دے گا کہ ٹھکرائے ہوئے ہیرے کتنے قیمتی اور کتنے عزیز تھے۔

شروع شروع میرے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ ہر وقت دل مختلف افکار کی

آماج گاہ بنا رہتا تھا۔ ماں باپ کی یاد، عزیزوں کی جدائی کا احساس، دوستوں کے
پھرنے کا غم اور حاسدوں کے تیروں کی چبھن سبھی کچھ تھا لیکن۔
ہر داغ تھا اس دل میں بجو داغِ ندامت

سب سے بڑا مسلم انسان کی فطرت صمیمہ ہے۔ جس کی روشنی میں انسان
اپنے قدموں کو استوار رکھتا ہے اور ہر افتاد پر ڈنگانے سے بچاتا ہے۔ اگر یہ کلی
طور پر مسخ ہو جائے تو پھر کسی بے راہ روی کا احساس دل میں نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ
سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین۔ آپ کا ریاض
اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر

VIEW
PROOF

شہادت نمبر 25 (حلفیہ شہادت)

جناب غلام حسین صاحب احمدی..... فرماتے ہیں:
میں نے اپنی شہادت کے علاوہ حبیب احمد کا بھی ذکر کیا تھا۔ وہ مجھے قادیان
میں مل گئے۔ میں نے ان سے قسم دے کر دریافت کیا تو انہوں نے..... قسم کھا کر
مجھے بتلایا کہ حضرت صاحب (مرزا محمود) نے دو مرتبہ ان سے لواطت (یعنی منڈے
بازی) کی ہے۔ ایک دفعہ قصر خلافت میں اور دوسری دفعہ ڈلہوزی میں۔ میں نے
اس سے تحریری شہادت مانگی تو پوری تفصیل کے ساتھ نہیں لکھی بلکہ نامکمل لکھ کر
دی۔ حبیب احمد صاحب اعجاز اس کی پوری پوری تصدیق فرما رہے ہیں جو درج ذیل
ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم و علی عبدہ المسیح الموعود۔ نحمدہ و
نصلی علی رسولہ الکریم۔ بخدمت شریف جناب بھائی غلام حسین صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد التماس ہے کہ جو میں نے آپ کو..... جو
بات بتائی تھی، میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ وہ بات بالکل صحیح ہے۔ اگر
میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر.....

میں علی وجہ البصیرت شاہد ناطق ہوں۔

(خاکسار حبیب احمد اعجاز)

شہادت نمبر 26 (راجہ بشیر احمد صاحب رازی خلیفہ)

مکرمی محترمی راجہ علی محمد صاحب ریٹائرڈ افسر مال امیر جماعت احمدیہ گجرات کے چشمہ و چراغ ہیں۔ آپ نے خدمت دین کے لیے 1945ء میں اپنے آپ کو وقف کیا اور پورے اخلاص کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا اور خلیفہ ربوہ کے بلاوے پر آپ ربوہ تشریف لے آئے اور نائب ایڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے کام پر مامور کیا گیا۔ آپ نے اس کام کو یا جو کام بھی آپ کے سپرد کیے جاتے نہایت ہی استقلال اور محنت اور دیانت داری سے سرانجام دیتے رہے۔ آپ ربوہ کے کچے کواٹروں میں رہائش پذیر تھے اور دوستوں کے علاوہ آپ کے مراسم جناب شیخ نور الحق صاحب احمدیہ سنڈیکیٹ سے ہوئے تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی کا ایسا بھیاںک منظر پیش کیا۔ آپ ششدر رہ گئے۔ آپ کا ذہن اس آلودہ زندگی کو تسلیم نہیں کرتا تھا کہ ایسا مقدس انسان بدکار نہیں ہو سکتا۔ بالآخر رفتہ رفتہ آپ کے مراسم رازدار خصوصی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض سے ہو گئے تو انہوں نے بھی اس ناپاک انسان کے عشرت کدہ کی رنگین مجالس کا ذکر فرمایا اور ان کی مزید پچھلی کے لیے اس رنگین اور سنگین مجالس تک لے جانے کا وعدہ کر کے اس مجلس میں شامل کر لیا۔ رازی صاحب موصوف نے جب اس مجالس خاص میں عملاً رسائی حاصل کر لی اور اپنی آنکھوں سے اس منظر کو دیکھا تو آپ محو حیرت ہو گئے۔ بعد ازیں آپ نے علی الاعلان پوری دیانت داری سے اس نقشہ خصوصی کو جو علی وجہ البصیرت پورے اطمینان کے ساتھ دیکھ چکے تھے، اپنے دوستوں سے کھلم کھلا اظہار کرتے رہے۔ رازی صاحب موصوف کا جواب خط بیان ورج ذیل ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

ارشاد گرامی پہنچا۔ خلیفہ صاحب سے عدم وابستگی کی اصل وجہ تو وہی ہے جو ہمارے مکرم بھائی مرزا محمد حسین صاحب، بی۔ کام فرمایا کرتے ہیں کہ جو سفر ہم نے ماموریت سے شروع کیا، اسے آمریت پر ختم کرنا ہمیں گوارا نہیں۔

مکرمیہ اجمال شاید آپ کے لیے وجہ تسلی نہ بن سکے۔ لیجئے مختصراً ہماری

روینداد بھی سن لیجئے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہم ربوہ کے کچے کواٹروں میں خلیفہ صاحب ربوہ کے کچے قعر خلافت کے سامنے رہائش پذیر تھے۔ قرب مکانی کے سبب شیخ نور الحق احمد ”احمدیہ سنڈیکیٹ“ سے راہ رسم یومی تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی زندگی کے ایسے مشاغل کا تذکرہ کیا، جن کی روشنی میں ہمارا وقف کار احتمال نظر آنے لگا۔ اتنے بڑے دعویٰ کے لیے شیخ صاحب کی روایت کافی نہ تھی۔ خدا بھلا کرے ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض کا جن کی ہم رکابی میں مجھے خلیفہ صاحب کے ایک ذیلی عشرت کدہ میں چند ایسی ساعتیں گزارنے کا موقعہ ہاتھ آیا جس کے بعد میرے لیے خلیفہ صاحب ربوہ کی پاک دامنی کی کوئی سی بھی تاویل و تعریف کافی نہ تھی اور میں اب بفضل ایزدی علی وجہ البصیرت خلیفہ صاحب ربوہ کی بد اعمالیوں پر شاہد ناطق ہو گیا ہوں۔ میں صاحب تجربہ ہوں کہ یہ سب بد اعمالیاں ایک سمجھی سوچی ہوئی سکیم کے تحت وقوع پذیر ہوتی ہیں اور ان میں اتفاق یا بھول کا کوئی دخل نہیں۔ جن دنوں ہم تھے۔

VIEW
PROOF

محاسب کا گھڑیاں

ان رنگین مجالس کے لیے سینڈرڈ ٹائم (Standard Time) کی حیثیت رکھتا تھا۔ اب نہ جانے کون سا طریقہ رائج ہے۔ میرے اس بیان کو اگر کوئی صاحب مذکور چیلنج کرے تو میں حلف موکد، حذاب اٹھانے کو تیار ہوں۔ والسلام
(بشیر رازی بی کام، سابق نائب ایڈیٹر صدر انجمن احمدیہ، ربوہ)

VIEW
PROOF

شہادت نمبر 27

چودھری صلاح الدین صاحب ناصر بنگالی (خلف)

خال بہادر ابو الہاشم خاں مرحوم چودھری صاحب موصوف کے والد محترم نے بنگال میں جماعت احمدیہ کی قیادت کی اور آپ نے پورے اخلاص کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو اجاگر کیا اور آپ نے مرزا محمود کی تفسیر کا انگریزی میں ترجمہ بطور خدمت کے کیا اور آپ جب ریٹائر ہوئے تو آپ مع اہل و

عیال قادیان تشریف لے آئے اور محلہ دارالانوار میں ایک بہترین کوٹھی رہائش کے لیے تعمیر کی اور آپ کے خاندان کو خلیفہ صاحب کے خاندان سے والمانہ عقیدت تھی۔ اس قریبی تعلقات کی وجہ سے آپ خصوصیت سے واقف راز ہو گئے۔ چودھری صاحب صدر انجمن کے شعبہ جات میں بھی کام کرتے رہے اور آپ کی انتھک مساعی محض دین کی خاطر شامل حال رہی۔ آپ بھی ربوہ میں کچے کواڑوں میں عرصہ تک رہائش پذیر رہے۔ لیکن جب آپ کو مرزا محمود کی ٹاپاک سیرت کا بخوبی علم ہو گیا اور علی وجہ البصیرت حق الیقین تک پہنچ گئے تو آپ نے ربوہ کو خیرباد کرنے کا تہیہ کر لیا۔ موقع پا کر آپ خفیہ طور سے مع ہمشیرگان اور والدہ محترمہ کو رات کی تاریکی میں لے کر لاہور روانہ ہو گئے اور پھر علی الاعلان خلیفہ صاحب کی ٹاپاک سیرت پر اخباروں اور لیکچروں میں بلا خوف اظہار فرماتے رہے۔ چودھری صاحب موصوف حقیقت پسند پارٹی کے پہلے جنرل سیکرٹری رہے۔ آپ نے اس کام کو بھی اپنی صلاحیتوں کے پیش نظر حسب دستور مستعدی اور جانفشانی سے کام کیا۔ اس بدکار اور بد اعمال کے لیے آپ نے اپنے آپ کو وقف کیا اور اس کی ٹاپاک سیرت پر الارم دینا اپنا فرض اولین تصور کرتے ہیں۔ چودھری صاحب گہری رازداروں میں سے واقع ہوئے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

”قادیانی جماعت کے اندر ندایان احمدیت کے نام کی خفیہ تنظیم کو بے نقاب کیا جائے۔ جو ایک نقاب پوش خطرناک قسم کی نوجوانوں کی تنظیم ہے۔ جو عملی طور پر تشدد کی حامی ہے اور اپنے کسی راز کو افشاء کرنے والے کا کام تمام کر دیتی ہے اور ذیل کے احمدی حضرات کو عدم آباد تک پہنچا چکی ہے۔“

(28/ مارچ 1957ء ”نوائے پاکستان“)

چودھری صاحب کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا اندازہ بہت سے اخباروں کے علاوہ مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے، جس میں آپ نے طویل لسٹ مختلف لوگوں کی دی ہے، جن کو راز افشاء کرنے کے جرم میں ان کا کام تمام کر دیا گیا۔ طوالت کے خوف سے مثال کے طور پر صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔ چودھری صاحب نے اپنی ہمشیرہ عابدہ بیگم بنت خاں بہادر ابو الہاشم خاں صاحب آف بنگال کے اہم واقعہ

کا ذکر بھی فرمایا ہے کہ ان کو بھی بذریعہ بدوق مار کر اچانک موت سے منسوب کیا گیا۔ ان کے خیال کے مطابق کہ کہیں راز افشانہ کر دے۔

بہر حال چودھری صاحب صحیح معنوں میں حقیقت پسند واقع ہوئے ہیں۔ ان کا ہر کام دیانتدارانہ اور اخلاص پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو مزید استقامت بخشے۔ علاوہ ازیں جب گجرات میں جلسہ ہوا تو آپ نے اس وقت بھی صداقت کو پورے طور سے روشن کیا کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، وہی ہماری اس سے علیحدگی کا باعث ہوا۔ چنانچہ چودھری صاحب فرماتے ہیں۔

الابعد ازاں چودھری صلاح الدین صاحب جو مشرقی پاکستان کے رہنے والے ہیں۔ بنگالی میں تقریر کی اور بتایا کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ہماری اس جماعت سے علیحدگی اس کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے بتایا میں مشرقی پاکستان کے ایک معزز خاندان کا نوجوان ہوں اور امام جماعت احمدیہ کی دھاندلیوں کی وجہ سے علیحدہ ہو گیا ہوں اور دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ ان کے خلاف آمریت کا ایک واضح نمونہ ہے۔

(”نوائے پاکستان“ 28/مارچ 57ء)

شہادت نمبر 28



امام جماعت احمدیہ (قادیان) ربوہ کے متعلق

حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل صاحب مرحوم

سول سرجن کی شہادت

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب خلیفہ صاحب کے ماموں اور خسر بھی ہیں۔ آپ کی قطعی رائے ہے کہ خلیفہ عیاش ہو تو میں ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ عیاشی کی وجہ سے نہ دماغ کام کرتا ہے اور نہ عقل اور نہ ہی حرکات صحیح طور پر کر سکتا ہے۔ سب قوی برباد ہو جاتے ہیں جس کو انگریزی میں Wreck کہتے ہیں۔ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں۔۔۔

بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ عیاش ہے اس کے متعلق میں کہتا ہوں۔ میں ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو چند دن بھی عیاشی میں پڑ جائیں، وہ وہ ہو جاتے ہیں، جنہیں انگریزی میں (Wreck) کہتے ہیں۔ ایسے انسان کا دماغ کام کا رہتا ہے نہ عقل درست رہتی ہے، نہ حرکات صحیح طور پر کرتا ہے۔ غرض سب قویٰ اس کے برباد ہو جاتے ہیں اور سر سے لے کر پھر تک اس پر نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عیاشی میں پڑھ کر اپنے آپ کو برباد کر چکا ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں:

الزنا یخرج البناء

زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔

(”الفضل“ 10/ جولائی، 1937ء)

حق پسند اصحاب کی توجہ کے لیے

VIEW
PROOF

اپنی طرف سے نہایت اختصار کے ساتھ کچھ حوالجات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش کر دیے ہیں تاکہ فیصلہ میں آسانی رہے۔ اہل دانش اور طالبان حق کے لیے نہایت ضروری ہے کہ ٹھنڈے دل سے ان تمام واقعات کو جو خلیفہ کے چال چلن پر سالہا سال سے بیان کیے جا رہے ہیں اور وہ انہیں ٹال رہے ہیں۔ آپ نے دلائل کی روشنی میں موازنہ کر کے خلیفہ صاحب کا احتساب کرنا ہے تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصول جو بد چلن اور بدکار کے متعلق موجود ہے، اس کی بے حرمتی نہ ہو۔ اگر آپ نے اس اصول کو جرات مندانہ اقدام سے اجاگر کر دیا تو آنے والی نسلیں آپ کی اس جسارت کو جو اصول کے لیے برقی جائے گی، قدر منزلت کی نگاہوں سے دیکھیں گی۔

علاوہ ازیں انسان فطری کا پتلا ہے، بھول جانا کوئی بات نہیں ہوتی چونکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مصنفہ جو اہر پارے دیگر تنخواہ دار علماء اس امر کے لیے کوشاں رہتے ہیں کہ اس خلافت کو مضبوطی سے پکڑو اور بعض حوالے ان پر چسپاں کیے جاتے ہیں۔ لیکن حضرت اقدس نے زانی، بدکار، عیاش کے متعلق ایک قطعی فیصلہ دیا ہے جو درج ذیل ہے۔

1۔ #مباہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔

(”الحکم“ 24/ مارچ 1902ء)

2۔ یہ تو اسی قسم کی بات ہے کہ جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے پچشم خود زنا کرتے دیکھا یا پچشم خود شراب پیتے دیکھا۔ اگر میں اس بے بنیاد افتراء کے لیے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔

(”تبلیغ رسالت“ جلد 2، صفحہ نمبر 2)

تو اس کی طرف آنے میں ہچکچاہٹ کیوں! جب آپ کا دعویٰ ہے کہ خلیفہ صاحب سے خدا خلوت میں باتیں کرتا ہے اور جلوت میں باتیں کرتا ہے۔ اس عدالت میں حضرت اقدس کا حوالہ بھی یہی مطالبہ کرتا ہے، پھر ڈرتے کیوں ہو۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت اقدس کا قطعی فیصلہ ہے یا آپ کی نگاہ میں حضرت اقدس کا کتابوں میں ایسا حوالہ موجود ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ بدکار عیاش بھی مصلح موعود ہو سکتا ہے تو خدا کی قسم اگر یہ حوالہ میرے علم اور سمجھ میں آگیا تو میں سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ ورنہ بصورت دیگر آپ کا فرض ہو گا کہ حضرت اقدس کے ان حوالوں کی موجودگی میں جو بدکار کے لیے آپ نے لکھا ہے عمل کرنا ہو گا۔ اور جماعت کے ہر فرد کا احتساب کرنا پڑے گا۔

VIEW
PROOF

بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا

یہ بات اقلہ من الغلص ہو چکی ہے کہ خلیفہ صاحب بدکار، عیاش، بدچلن انسان ہیں۔ بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا اور اپنی اس بد معاشی کو چھپانے کی خاطر مختلف بہانے اور حیل و حجت، قتل و غارت و بائیکاٹ اور صدر انجمن احمدیہ کا روپیہ مقدمے میں ضائع کیا جاتا ہے پھر الفضل میں یوں کما جاتا ہے کہ زنا کرنا جرم نہیں، اس کی تشویر جرم ہے۔ زنا تو آپ عین شریعت کے مطابق کرتے ہیں، اس لیے اس کا تو جرم نہیں۔ مگر مباہلہ حضرت اقدس کے فرمان کے مطابق کیا جاتا ہے۔ وہ جرم ہے۔ خلیفہ صاحب نے حضرت اقدس کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر اپنا سکھ

جہانے کی کوشش کی۔ مقدس اصطلاحوں سے اپنے آپ کو نوازا۔ کبھی صحابہ کرام کے متعلق بدتمیز ہی کا مظاہرہ کیا اور کبھی آنحضرت صلم سے بھی آگے بڑھنے کا قدم اٹھایا۔ انشاء اللہ ایسے شخص کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ اس کو اس دنیا میں جو سزا مل رہی ہے، وہ ایک زندہ نشان ہے۔ چلنے پھرنے سے بھی عاری ہے۔ دماغ کسی قدر ماؤف ہو چکا ہے، فالج نے اس کو اپنا شکار بنا لیا ہے۔

(”الفضل“ 4/ اگست 56ء)

ایسے شخص کو اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے قادیان کی مقدس سرزمین میں بھی جگہ نصیب نہیں ہوتی۔ دراصل اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ گندی مچھلی سب کو خراب کرتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس ناپاک وجود کو وہاں سے نکال کر مقدس بہتی کو محفوظ کر لیا۔

میں عرض کر رہا تھا کہ اب حاشیہ بردار اس کو سہارا دیے ہوئے ہیں۔ کبھی ٹیکہ کے زور اس کو ہوش میں لایا جاتا ہے، کبھی ٹیپ ریکارڈ سنا کر جماعت کو تسلی دی جاتی ہے۔ بارہا طریق سے اس میں پیوند لگائے جاتے گئے، لیکن جب ایک عمارت بوسیدہ ہو جاتی ہے اس کے پیوند کہاں تک سہارا دے سکتے ہیں۔ بالآخر اس بوسیدہ عمارت کو تھس تھس کر کے از سر نو بنانی پڑتی ہے، یہی حال خلیفہ کا ہے۔ اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے قعر غلت میں گر چکا ہے۔ اس وقت سہارا بے سود ہے۔ یہ غلط طرز سہارے دیکھنے والوں کے لیے اس شخص کی بدکرداری کا زندہ ثبوت ہے۔ یہ ناپاک وجود ختم ہو کر رہے گا اور حضرت اقدس کا اصول بڑی آب و تاب سے چمکے گا۔ خدا کے گھر میں دیر ضرور ہے اندھیر نہیں۔

میرے احمدی بزرگو! بھائیو! بنو! جماعت احمدیہ کا ہر فرد جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصولوں کو اپنانے کے لیے بے تاب ہے، ان سے استدعا ہے کہ خلیفہ صاحب اس وقت زندہ ہیں۔ ان کی موجودگی میں جس اسلامی شریعت کو آپ پسند فرمائیں، فیصلہ کی راہ نکالیں۔ انسان کی سوجھ بوجھ کے مطابق تین ہی صورتیں قابل عمل ہیں۔

اظہار واقعہ کو بد زبانی نہیں کہا جاسکتا

حضرت اقدس ازالہ ادہام میں فرماتے ہیں۔

”دشنام دہی اور چیز ہے اور بیان واقعہ کا گو وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو، دوسری شے ہے۔ ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخاطب گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دے پھر اگر وہ سچ سن کر افروختہ ہو تو ہوا کرے۔

(ازالہ ادہام، ص 20)

خلیفہ صاحب کی بد اعمالیوں کے متعلق اقوال اور مسیح موعود علیہ السلام کے حوالجات اور شہادتیں درج ہیں۔

میں انصاف پسند اور فہمیدہ اصحاب سے درخواست کرتا ہوں۔ تینوں صورتیں پیش کر دیں ہیں جو صورت آپ کے لیے آسان ہو، اس پر عمل کریں ورنہ بصورت دیگر اگر اس میں لیت و لعل کیا گیا تو وہ اپنے متعلق شکوک میں اضافہ کریں گے۔ لیکن یاد رکھیں خلیفہ صاحب اپنی بد کرداری اور کرتوتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ کبھی بھی مباہلہ کے لیے میدان میں نہیں نکلیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی مرزا محمود احمد صاحب پر کمیشن مقرر کیا گیا اور سنا ہے کہ جرم ثابت تھا مگر بدنامی کے خوف سے اس کو درگزر کیا گیا۔ اگر ہمارے بزرگان ملت اس وقت اس خوف کو بالائے طاق رکھ کر اس کو گندے چیتڑے کی طرح نکال دیتے تو آج اس بد نما داغ اور لعنت سے محفوظ رہتے۔

بس آپ اپنے فرضوں کو پہچانیں۔ اس بد نما وجہ کو مباہلہ کی صورت میں خدا کی عدالت میں لائیں تاکہ تقدس اور پاکبازی الم نشرح ہو کر جماعت احمدیہ کے لیے خصوصاً ہدایت کا موجب ہو۔

جس قدر شہادتیں اور خلیفہ بیان کتاب ہذا میں درج ہیں۔ ان کی اصل تحریرات موجود ہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو اصل تحریرات کے عکس شائع کر دیے جائیں گے۔ تاہم اگر کوئی صاحب کسی دباؤ کے ماتحت یا جماعت احمدیہ ربوہ کے سربراہ یا بالخصوص مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے، ”قمر الانبیاء“ ان کے کریکٹر کے متعلق بھی شہادتیں موجود ہیں جو کسی وقت مظہر عام پر لائی جاسکتی ہیں۔ اپنے حکیمانہ اور فلسفیانہ لاطائل انداز میں ان بیانات کی تردید کرنے کی جرات کریں تو اس موقع پر بھی انہیں قہار و جبار کی عدالت میں آنا ہوگا اور موکد۔ حذاب حلف اٹھانا ہوگا۔ جو صاحب تردید کریں ان کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ بالقابل کم از کم دو صد اشخاص کے سامنے مسجد میں کھڑے ہو کر بروئے اشہاد مندرجہ ذیل موکد۔ حذاب حلف اٹھائیں۔

میں اس خدائے ذوالجلال حبیبی و قیوم اور قہار و جبار کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ اور میں اپنے بیٹوں، بیٹیوں، بیوی، بہنوں، ماں، باپ، لکھتے وقت بھی رشتہ دار زندہ یا موجود نہ ہوں، ان کا نام کاٹ دیا جائے۔ سر پر ہاتھ رکھ کر موکد۔ حذاب حلف اٹھاتا ہوں کہ جناب مرزا احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ربوہ نہ کبھی زنا یا طوالت نہیں کی۔ اور میری طرف جو یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ میں نے ان کے دامن کو ایسی بدکاری سے داغ دار قرار دیا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ میں نے کبھی نہ انہیں بدکار اور زانی سمجھا اور نہ کہا اور نہ ہی کوئی ایسی بات ان کی طرف منسوب کی اور نہ ہی میں نے کوئی تحریر لکھ کر دی۔

اے میرے خدا میں تجھے حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ میرا یہ بیان بالکل سچ اور واقعات کے مطابق ہے اور میں نے کسی ترغیب و ترہیب یا کسی بھی قسم کے دباؤ کے تحت یہ بیان نہیں دیا میں جانتا ہوں کہ تیرے ہاتھ کے برابر کوئی ہاتھ

نہیں۔ تیری قوت سے بڑھ کر کوئی قوت نہیں، تو ہی جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔

اے میرے خدا اگر اوپر کے سارے بیان میں جھوٹا ہوں اور فریب دغا، مکاری، چالبازی لفظوں کے ہیر پھیر، فقرہ بازی اور خیانت سے کام لے رہا ہوں تو تیرا قہر نکوار کی مانند مجھ پر پڑے۔ تیرا غضب مجھے بھسم کر دے۔ ذلت، جہی، غربت، بیماری، عزیزوں، رشتہ داروں، بیوی بچوں کی موت اور مصائب و آلام کی مار مجھ پر مار اور اپنے ہیبت ناک ہاتھ کے ساتھ مجھے جاہ و برباد کر کے رکھ دے۔ میرے در و دیوار پر آگ برسے۔ میرے دشمنوں کو خوش کر دے۔ میں ذلیل اور رسوا ہو جاؤں اور میری اور میرے باپ کی نسل منقطع ہو جائے اور ابد الابد کے لیے مجھ پر لعنتیں برستی رہیں اور حق کی چادر مجھے کبھی نہ ڈھانپے۔

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ○

فیصلہ عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور

بہ نگرانی شیخ عبدالرحمن مصری قادیاں

VIEW
PROOF

ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے جو حکم شیخ عبدالرحمن مصری کی اپیل کے خلاف دیا ہے اس پر نظر ثانی کے لیے موجودہ درخواست ہے۔ شیخ عبدالرحمن مصری سے مجسٹریٹ فیسٹ کلاس کے حکم کے ماتحت 14/ مارچ 38ء کو ضمانت حفظ امن طلب کی گئی تھی اور اس حکم کے خلاف ڈپٹی کمشنر نے 24/ مئی 38ء کو اپیل کو مسترد کر دیا تھا۔ لہذا اب وہ عدالت ہذا میں نظر ثانی کی درخواست دے رہا ہے۔ چنانچہ اس عدالت کے ایک قاضی جج نے حکومت کو حاضری کا نوٹس دیا۔

موجودہ کارروائی کی تحریک کا اصل باعث وہ اختلاف ہے جو جماعت احمدیہ قادیاں کے اندر رونما ہوا ہے۔ درخواست کنندہ انجمن کا صدر ہے جو خلیفہ سے شدید اختلاف کے باعث علیحدہ ہو چکی ہے۔ درخواست کنندہ کے خلاف اصل الزام یہ ہے کہ اس نے دو پوسٹر شائع کیے۔ اولاً پی۔ اے اگزٹ جو مورخہ 29/ جون 37ء کو شائع ہوا اور ثانیاً اگزٹ پی۔ جی جو 13/ جولائی 37ء کو شائع کیا گیا۔ ان

پوسٹروں کے ذریعے درخواست کنندہ نے اپنا مالی الضمیر بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ پوسٹر بجائے خود قابل اعتراض نہیں ہیں۔ مدعی نے اگزیٹ پی۔ جی میں سے ایک پیرا کی بناء پر اپنا دعویٰ قائم کیا ہے جو اس طرح شروع ہوتا ہے۔

میرے عزیز، میرے بزرگو آپ نے اپنے ایک بے قصور بھائی۔ ہاں اس بھائی کو جو محض آپ لوگوں کو ایک خطرناک قلم کے پیچہ سے چھڑانے کے لیے اپنی عزت، اپنے مال، اپنے ذریعہ معاش اور اپنے آرام کو قربان کر دیا ہے.....۔

مدعی کا وار و مدار ایک اور پیرا بھی ہے جس کا خلاصہ یوں دیا جاسکتا ہے کہ موجودہ خلیفہ میں ایسی سخت عیوب ہیں کہ اسے معزول کرنا ضروری ہے اور میں نے اپنے آپ کو جماعت سے اس لیے علیحدہ کیا ہے تاکہ میں ایک نئے خلیفہ کے انتخاب کے لیے جدوجہد کر سکوں۔

میری رائے میں متذکرہ بالا قسم کے بیانات بجائے خود ایسے نہیں ہیں کہ ان کی بناء پر کسی شخص کی حفظ امن کی ضمانت طلب کی جائے۔ مگر عدالت میں درخواست کنندہ نے ایک تحریری بیان دیا ہے، جس کے دوران میں اس نے کہا ہے۔

”موجودہ خلیفہ سخت بد چلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لیے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔“

درخواست کنندہ نے آگے چل کر بیان کیا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ قوم کو اس قسم کے گندے شخص سے آزاد کرائے۔

اب اگر پوسٹر کو جس کا خلاصہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ درخواست کنندہ کے اس بیان کی روشنی میں جو اس نے عدالت میں دیا ہے، پڑھا جائے۔ جیسا کہ بہت سے پڑھنے والے ایسا کریں گے تو ان کا رنگ کچھ اور ہی ہو جائے گا اور میری رائے میں یہ امر قابل اعتراض ہو جاتا اور حفظ امن کی ضمانت طلبی کا متقاضی ہے۔

اس خطبہ میں خلیفہ نے جماعت سے علیحدہ ہونے والوں فوضوں پر حملے کیے ہیں اور ایسے الفاظ ان کی نسبت استعمال کیے ہیں جن کی نسبت میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ وہ منحوس Unfortunate اور افسوسناک تھے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فخر الدین نے جو اس انجمن کا سیکرٹری تھا، جس کے صدر شیخ عبدالرحمن مصری ہیں۔ ان کا جواب لکھا جس میں اس نے یہ کہا۔ ”اس لیے تو ہم بار بار جماعت سے آزاد کشن کا مطالبہ کر رہے ہیں تاکہ اس کے روبرو تمام امور اور شہادتوں اور حقی در حقی حقائق پیش ہو کر اس قضیہ کا جلد فیصلہ ہو جائے کہ کس کا خاندان ”فحاشی کا مرکز“ یا الفاظ دیگر وہ ہے جو خلیفہ نے بیان کیا۔“

اب اس بیان میں خلیفہ کے خطبہ کے بیان کی طرف اشارہ ہے جس میں اس نے اپنے دشمنوں اور مخربین کے خاندانوں کے متعلق یہ کہا تھا کہ ان میں سے حیا اور پاکیزگی جاتی رہے گی اور وہ فحاشی کا اڈا بن جائیں گے۔ میری رائے میں فخر الدین کے اس پوسٹر کا مطلب صاف اور واضح ہے اور ایسا ہی قادیان میں اس کا مطلب سمجھا گیا۔ کیوں کہ صرف دو دن بعد سات اگست کو ایک متعقب مذہبی مجتوں نے فخر الدین کو ملک زخم لگایا۔

میاں محمد امین خان نے جو درخواست کنندہ کا وکیل ہے۔ اس امر پر زور دیا ہے کہ شیخ عبدالرحمان مصری اس آخری پوسٹر کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ واقعات یہ ہیں کہ انجمن ایک مختصر سی حیثیت رکھتی ہے جس کا صدر عبدالرحمن مصری اور سیکرٹری فخر الدین تھے۔ اصل پوسٹر ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جو اب دستیاب نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس کی نقل ایک کانٹیلبل نے کی تھی۔ جس کا یہ بیان ہے کہ اس کے نیچے فخر الدین سیکرٹری مجلس احمدیہ کے دستخط تھے۔ مگر اس امر کے برخلاف فخر الدین کے لڑکے نے اصل مسودہ پیش کیا ہے جو اس کے باپ نے اس کی موجودگی میں لکھا تھا اور جس کے نیچے صرف اس قدر دستخط ہیں۔ فخر الدین ملتانی۔ میں کانٹیلبل کے بیان کو قابل قبول سمجھتا ہوں، کیونکہ اسے جھوٹ کہنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی جو وجہ صفائی کے گواہ میں پائی جاتی ہے یعنی یہ کہ اس کا مقصد اپنے لیڈر کو چھڑانا ہے۔ یہ امر کہ فخر الدین نے اصل مسودہ پر ”سیکرٹری“ کے الفاظ نہ لکھے تھے۔

ظاہر نہیں کرنا کہ صاف کردہ اور شائع کنندہ کا پی پر بھی یہ الفاظ نہیں لکھے گئے تھے۔ میری رائے میں شیخ عبدالرحمن پر بھی اس پوسٹر کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ خصوصاً اس بیان کے سامنے جو انہوں نے عدالت میں دیا ہے۔

ان حالات میں مقامی حکام نے شیخ عبدالرحمن کے برخلاف جو کچھ کارروائی حفظ امن کی ضمانت کی وہ مناسب تھی۔

ایک ہزار روپیہ کی ضمانت کچھ بھاری ضمانت نہیں ہے اور یہ ضمانت وی جا چکی ہے اور نصف سے زائد عرصہ گزر بھی چکا ہے۔ لہذا درخواست مسترد کی جاتی ہے۔

دستخط

ایف ڈبلیو سکیمپ جج

(عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور مورخہ 123 ستمبر 38ء)

(تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین ملتانی)

مرزا یوں کی روحانی شکار گاہ

عبدالرزاق مہتہ پاکستان بھر کے قادیانیوں میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے خاندان نے قادیانیت کے لیے سب کچھ قربان کر دیا۔ شب و روز قادیانیت کی خدمت میں جت گئے۔ ان کی یہ قربانیاں رنگ لائیں اور وہ ”خاندان“ سے قریب تر ہوتے گئے۔ ان کے اخلاص میں حماقت کی حد تک اضافہ ہو گیا تو وہ مرزا محمود کی خلوتوں کے ساتھی بن گئے۔ مرزا محمود کی بیگمات و صاحبزادیوں سے گلچڑے اڑاتے اور احمدیت کی برکات کے ترانے گاتے رہے۔ ایک مرتبہ خود خلیفہ جی سے سداومیت کا بدیشی شوق بھی فرمایا۔ فوٹو گرافی کے رسیا ہونے کی وجہ سے انہوں نے ”اجتہاد“ اور ”ایلو را“ کے غاروں کے مناظر کو کیرے کی گرفت میں لے کر ہمیشہ کے لیے انہیں محفوظ کر لیا اور خود غیر محفوظ ہو گئے۔ مگر ان کی ہمت مردانہ پر قربان جائے کہ یہ سب دیکھنے، کرنے اور کرانے کے باوجود بھی احمدیت کی صداقت پر ان کا ایمان متزلزل نہیں ہوا۔ ان رنگین تصویروں اور سنگین لمحات کی یادوں کو ان

سے واپس حاصل کرنے کے لیے ان کے گھر پر متعدد بار شب خون مارا گیا، حملے کرائے گئے، تلاشی لی گئی۔ ان مظالم سے عاجز آکر انہوں نے جماعت کے سربراہ کو خط لکھا کہ مجھے ان کے مظالم سے نجات دلوائی جائے۔ اس درخواست میں مظالم کے جو اسباب اور واقعات بیان کیے، انہیں پڑھ کر ایک شریف النفس انسان لرزہ بر اندام ہو جاتا ہے۔ عصمت و عفت کا بازپچہ اطفال بنانے میں مرزائیت نے ایک ایسا ریکارڈ قائم کیا ہے جسے بڑے سے بڑا بدکار بھی نہیں توڑ سکتا۔ خود مصنف کا بیان ہے کہ مرزا محمود نے میرے ساتھ مل کر اپنی لڑکی کو ہوس کا نشانہ بنایا۔ الف ننگے ایک چارپائی پر باہم دیگر تینوں ”معروف بکار خاص“ تھے کہ موذن نے نماز کے لیے بلایا اسی حالت میں غسل و وضو تو درکنار کسی عضو کو دھوئے بغیر مصل پر چڑھ گئے اور پھر پھرتی میں واپس آکر بیٹی کے سینے پر سوار ہو گئے۔ لعنت ہو قادیانیت پر۔

مرزائیت ایسی گندگی ہے جسے صاف کرنا چاہیں تو اس گندگی کا وجود پانی پڑنے سے ختم ہوتا جائے گا مگر یہ پاک نہ ہوگی۔ اسے پاک کرنے والوں کو کبھی نہ بھولنا چاہیے کہ اسے ختم کر دینا ہی اصل اس کا علاج ہے۔



(134)

2۔ ایک خاندان کی بیماری، دوسرے خاندان میں (یعنی اولاد وغیرہ) میں آ جاتی سنی ہوگی۔ دودھ کو ایک دفعہ جاگ لگا دی جائے تو پھر وہی جاگ کام آتی رہتی ہے۔ بعینہ اسی طرح اب یہ جاگ آخر (یعنی عیاشیوں کی رنگ رلیاں) انہی مغلیہ خاندان کی نسل ہوتے اس خاندان میں بھی لگتی ضروری تھی، سو لگی اور خوب لگی اور غالبان کی طرز عیاشیوں کو بھی مات کر دیا ہوگا۔

جناب سیکرٹری صاحب ہوشیار باش جاتے رہے، نظارہ جلوہ قریب آ رہا ہے۔ دل مضبوط کر لیجئے۔ ہوش و حواس قائم رکھیے گا۔ قادیان کے عوام ہماری اس خاندان سے وابستگی چولی دامن کا ساتھ سمجھتے تھے۔ ایک دن ہوتا کیا ہے غور فرمائیے گا۔ حضرت خلیفہ ثانی حکم فرماتے ہیں عشاء کے بعد ام طاہر کے صحن والی میڑھیوں کی طرف سے آنا۔ چنانچہ حاضر ہو کر دستک دی۔ حضور خود دروازہ کھول

کر اپنے ساتھ صحن میں لے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ دو بڑی چارپائیاں ہیں جن پر بستر لگے ہیں جن کی پوزیشن یوں تھی۔ سرانہ شمال قبلہ رخ والی چارپائی کے پاس لے جا کر اس پر بیٹھنے کا حکم دیا تو دوسری پر حضور لیٹ گئے۔ مقام خلیفہ کے تقدس کے خیال سے کبھی برابری میں بیٹھنے کا وہم و خیال بھی نہ ہوتا تھا۔ اسی شش و پنج میں حیران پریشان کھڑا بت بنا رہا۔ الٹی کیا شامت اعمال ہے، کیا مصیبت آئے والی ہے۔ اتنے میں حضور تشریف لائے۔ پکڑ کر بٹھاتے ہوئے فرمایا فکر نہ کرو، شرماؤ نہیں۔ جس کے چند ہی سیکنڈ بعد چارپائی پر کبھی چادر کے نیچے سے کچھ حرکت معلوم ہوئی۔ سکڑا، سنبھلا کہ ایک چٹکی پیٹھ پر کتنی ہے۔ گھبرایا ہوش و حواس گم ہی تھے کہ اب چادر کے نیچے سے کوئی ذرا زیادہ ہلتا معلوم ہوا اور دراصل کروٹ لی گئی تھی کروٹ لیتے پھر دو چار چٹکیاں کتنی ہیں پھر بھی ”صم بکم“ بنا بیٹھا رہا۔ کہ پھر حضور آئے شرماؤ نہیں، لیٹ جاؤ فرماتے چادر کے اندر منہ کر کے اس صاحبہ سے کچھ کہا جس نے نصف اٹھتے ہوئے اپنے بازو میری کمر کے گرد حائل کر کے کھینچ کر اپنے اوپر لٹا لیا، اس کھینچنے کے نتیجے میں سر ہاتھ اچانک جو اس جسم نفیس پر لگے تو حیرانی ہوئی کہ محترمہ الف ننگی پڑی ہیں۔ ادھر میں بے حس و حرکت پتھر بنا تھا، مجھے علم نہ ہو سکا کس وقت میرے بھی کپڑے اتار پھینکے اور کیسے پوری طرح اوپر لٹانے لگیں بد مستی کی شرارتیں کرنے ”آخر جیت ان کی ہوئی ہار میری“ گویا ان ٹرینڈ کو ٹرینڈ کر کے مستقل ممبر سر ردحالی (یہ نام میرا دیا ہوا ہے) کا اعزاز بخشا گیا۔ ہاں یہ صاحبہ آخر کون تھیں آپ جستجو تو ضرور کر رہے ہوں گے، لیکن فی الحال بغیر نام بتائے اتنا عرض کیے دیتا ہوں کہ وہ صاحبہ حضور خلیفہ ثانی کی بیٹی صاحبہ تھیں۔ بس پھر کیا تھا پانچوں گھی میں سرکڑاہی میں والا معاملہ۔ آئے دن بلاوے دن ہو یا رات دفتر یا چوکیداری کو پہلے بھی روک ٹوک نہ تھی مگر اب تو بالکل ہی ختم سیدھے اوپر بیٹیوں سے بڑھتے اب بیگمات کے پیش ہونے یا کیے جانے لگے۔ پہلے پہل تو گھروں میں پھر قصر خلافت کے ایک کمرہ ملحقہ ہاتھ روم جو دراصل مستقل داد عیش کی رنگ رلیوں کے لیے مخصوص فرمایا ہوا تھا۔ جہاں بیک وقت ایک ہی بیٹی اور یا بیگم صاحبہ سے خود بھی اکثر شریک رنگ رلیاں ہو جاتے گویا تینوں ایک ہی چارپائی پر پڑے محو

مستیاں ہوتے (محترم سیکرٹری صاحب امور عامہ اسلام میں پردہ کا حکم سخت بتایا جاتا ہے۔ لیکن یہاں دیکھتے ہیں کہ آپ کا امور عامہ، خلیفہ کے اس پردہ زادہ پر کیا نوٹس لیتا ہے، کوئی جماعت سے خارج کرتا ہے) خیر یہ آپ کی درد سہی ہے۔

ناراض تو نہیں ہو گئے ابھی تو ابتدائے عشق ہے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ بقول کماوت ”پانہ ٹریا متھاسڑیا“ ابھی تو سنسنی خیز جلوؤں کی روشنائی ہونی باقی ہے لہذا دل قابو میں رکھیے جناب ہوشیار رہیں غور فرمائیں ایک عرصہ جب کہ ایک بیٹی سے دونوں ہی رنگ رلیاں مٹاتے محو مستیاں تھے کہ موزن نے آکر نماز کی اطلاع دی مجھے یوں فرمایا تم مزے کرتے رہو، میں نماز پڑھا کر ابھی آیا۔ چنانچہ اسی حالت میں جب کہ ہمیں میں شرابور تھے، وضو تو درکنار اعضا بھی نہ دھوئے نماز پڑھی اور سنتیں نوافل پھر بیٹی کے سینہ پر پڑے غرق عیش و عشرت ہو گئے۔ کیا خوب کہا ہے۔

”تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں“

(جس کسی نے بھی یہ کہا خوب باموقع اور اظہار انہی کی ذات مبارکہ کا نقشہ اللہ نے کھینچوایا ہے) مختصر کرنے کے لیے اللہ کو حاضر ناظر کر کے جن سے یہ رنگ رلیاں منائی منوائی گئیں فی الحال تعداد لکھ دیتا ہوں بوقت کارروائی اسمائے گرامی سے مطلع کروں گا۔ بیگمات تین، صاحبزادیاں بھی تین اور دو صاحبزادیوں سے دو دو دفعہ ایک تو قریباً مستقل۔

یہاں لگے ہاتھوں ایک بیگم صاحبہ (بڑی) ام ناصر کی حسرت جو قبر میں ساتھ لے گئے یوں فرمایا دیکھو ام ناصر ہیں کہ یہ شریک محفل نہیں ہوتیں تبھی تو موٹی بھینس ہوتی جاتی ہیں اس کے مقابل غور فرمایا جائے۔ ام مظفر کو دیکھو کیسی خوبصورت نازک سی چلتی پھرتی ہیں کیونکہ یہ کرداتی رہتی ہیں گویا بھادجوں کو بھی نہ بخشا گیا۔ یہ خیال ذہن نشین ہونا ضروری ہے جن سے یا صاحب مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوا۔ وہ پاک و صاف ہیں اور الفاظ ”رنگ یا مطلب“ جس کی نسبت کیے یا کہے گئے وہی تحریر ہذا کر رہا ہوں کسی کا بلاوجہ مبالغہ قطعاً قطعاً اشارہ بھی نہ کروں گا انشاء اللہ۔

انسان گنہگار ہے اور ضرور ہے لیکن حد سے تجاوز ارکان اسلام سے استہزا شاید کوئی نام کا مسلمان بھی نہ کرے گا۔ چہ جائیکہ جو خود کو مقام خلیفہ پر کھڑا کرے استغفر اللہ ربی جناب عالی یہ تو رہی نماز اور اس کا احترام اب ذرا اچھی طرح سنبھل کر اپنی غیرت کے جوش کو دبا کر قرآن پاک کی عظمت پر اس اولوالعزم خلیفہ کے اس چاند سے کھڑے کی زبان مبارک سے ادا کیے ہوئے بولے ہوئے خواہ ایک دفعہ دوسرے کی نسبت کہ وہ یوں کہتا ہے اول تو اگر کسی نے ان کے سامنے کئے بھی تو غیرت کا تقاضا اس کو ڈانٹ تھا۔ چہ جائیکہ ان الفاظ کو اپنی زبان مبارک سے نہ صرف ایک دفعہ بلکہ ڈھٹائی کی حد یوں کہ پھر دوسری دفعہ وہی دہرائے جاتے ہیں۔ جناب علی یقین جانیں ان کے لکھنے کی مجھ میں نہ ہمت ہے نہ ہی سکتا ہے سمجھانے کی کوشش کروں گا کہ نعوذ باللہ نعوذ باللہ قرآن پاک کا نام لیتے ہیں میں اس کو اپنے..... پر مارتا ہوں استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب علیہ شرم کے مارے میری آنکھیں زمین میں گڑ گئیں کاتو تو جسم میں خون کا قطرہ نہیں۔ کیا یہی مقام خلیفہ ہے اور یہی وہ بلند بانگ پر چار ہے کہ ہم ہی میں جو خدمت قرآن فلاں فلاں زبانوں میں کر رہے ہیں اور ادھر اسی قرآن کی فضیلت و عظمت کا عمل بمحاورہ ”صورت مومنات کر توت کافراں“ سے دیا جاتا ہے توبہ توبہ۔

یہ بھی بتایا جائے کہ یہ کس موڑ میں کسے گئے۔ ایک بیگم صاحبہ کو حضور کے ہر طرح کے قرب صلاح مشورے وغیرہ وغیرہ کی بنا پر چیتی کہا جاتا اور مانا جاتا تھا اور اہل قادیان کی مستورات خصوصاً جانتی تھیں، بعد منانے رنگ رلیاں حضور کی خوشنودی کے لیے کھڑے محو گفتگو تھے کہ ان بیگم صاحبہ نے مجھے اپنے سینہ سے لگاتے ہوئے کہا ”آپ مجھے اپنی چیتی کہتے ہیں“ یہ میرا چیتا ہے ”باموقع خوب مذاق ہوا جس میں نعوذ باللہ وہ الفاظ دو مرتبہ کہے گئے یہ الفاظ پنجابی میں نام لیتے کہے گئے جو ان کی خلافت کی جیتی جاگتی حقیقت و اصلیت اسلام اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی کی نمایاں جھلک دیتی ہے اب ان کی اصلیت ضمیر کی نصیحت و وصیت بھی لگے ہاتھوں ملاحظہ فرمائی لیجئے۔ فرمایا۔

”میں نے تمام بچوں کو کہہ دیا ہوا ہے کہ جس کے اولاد نہ ہو، ایک

دوسرے سے کر لی جائے۔ سبحان اللہ کیا یہ نصیحت و وصیت خلیفہ کو زیب دیتی ہے۔ گویا اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ یہ رنگ رلیاں صرف حضور کی ذات مبارک تک ہی محدود نہیں بلکہ کل اولاد کیا لڑکے اور کیا لڑکیاں جن کو پہلے ہی استعمال کرنا کرنا شروع کر دیا ہوا ہے۔“

تو بھلا اس صورت میں لڑکے کہاں متقی و پرہیزگار ہو سکتے ہیں تبھی تو یہ رونا حق بجانب ہے کہ ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، بھادجوں کی عزت و ناموس ہر وقت خطرے میں ہے۔ اب ان ملفوظات میں سے ایک اور فرمان ملاحظہ فرمایا جائے۔

فرمایا لوگ باہر سے تبرک کے لیے اپنی بیویاں، بیٹیاں، بیویں بھیجتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی جنون عشق بازی سے تسلی نہیں ہوتی مجبوراً پنجابی کماوت ”جنے لائی لوئی“ کرے کی کوئی“ کے مطابق بے شرموں کے ساتھ بے شرم ہونا ہی پڑتا ہے۔ مجبوراً حقیقت حال بیان کرنا پڑے گی۔ وہ یہ کہ لوندے بازی کروانے کا بھی شوق باقی تھا۔ چنانچہ یہ چکر میرے ساتھ بھی ہو چکا ہے لیکن چونکہ مجھے اس قبیح عادت سے نفرت تھی مجبوراً خود ہی کروٹ لیتے اعضاء پکڑ کے اپنے میں ڈالنے کی ناکام عیاشی۔ تو اس پر ایک دفعہ یوں فرمایا کہ خلیفہ صلاح الدین کا (جو رشتہ میں سالا تھا) (وہی پنجابی کماوت) اعضاء کتنا موٹا اور لمبا ہے اب اس سے غور کریں کہ ان کی عادات رنگ رلیاں اور عشق مزاجی میرے اس لفظ ممبر محفل سیر روحانی سے بالکل صحیح اور سچ ثابت ہو گیا، ابھی اور بھی ممبر اور ممبران محفل میں جن کی تعداد جو میرے علم میں ہے، پندرہ بیس ہے اور ان کے آگے جاگ لازمی لگے گی، جاگ کا کام ہی یہی ہے۔ اب واقعات کر چھن استانیوں کے، ایک کا ذکر لاہور کے اخبارات میں ہوا خبر یوں لگی کہ ”مرزا قادیانی ہوٹل سے ایک لڑکی لے اڑے“ یہ یوگنڈا ہوٹل لاہور کا واقعہ ہے ایک دوسرے کو بھیجنے پر ناکامی کے بعد مجھے حکم ملا بعد کامیابی شاباش ملی الغرض اسے لے کر سینما جو ملکہ کے بت کے پاس ریڈ کراس آفس کے بالمقابل ہے (پلازہ سینما ناقل) مع حملہ گئے انڈول کے قریب یکدم بھگم بھاگ کاروں میں بیٹھ یہ جاوہ جابعد میں علم ہوا کہ کین میں یہ کر چھن لڑکی بغل میں لیے ہوئے پیار وغیرہ کرتے تھے۔ باہر سے کسی کی نظر کا نظارہ ہو گیا گویا نام کو استانی اندر خانہ عیاشی۔

اب یہاں اصل معاملہ یوں بیٹھتا ہے کہ قادیان پہنچ کر سینما بنی میں دنیا جہان کی خرابیاں گنوائیں۔ خطبہ جمعہ کے سٹیج سے اخبارات رسائل تقاریر کے ذریعہ سینما بنی سے سختی سے منع فرمایا جاتا ہے مگر اس سے پہلے جب بھی لاہور گئے سینما ضرور دیکھا جاتا، آیا خیال شریف میں۔

جناب سیکرٹری صاحب امور عامہ معلوم ہوتا ہے سینما بنی سختی سے منع ہونے پر آپ کا حلق خشک ہو گیا ہے فکر نہ کریں میرے پاس تری کا بھی سامان موجود ہے۔ سو محترم من وہ یوں قادیان سے کار لاہور جاتی وہاں سے محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ بعد حج کے ذریعہ شراب کار کی پچھلی سیٹ کے نیچے چھپا کر لائی جاتی تاکہ عیاشی میں کوئی کمی نہ رہ سکے (حلق ٹھیک ہو گیا ہوگا) مگر صاحب میں معافی چاہوں گا اگر اوپر لکھا تو ”وجہ مظالم“ تھا لیکن مظالم کی بجائے عیاشیوں کی داستانوں میں پڑ گئے مگر جناب مجبور ہوا تھا سو جیسے میرے ساتھ قصر خلافت کے اس مخصوص کمرہ رنگینیوں میں جسے اس اولوالعزم خلیفہ نے مغلوں کی عیاشیوں کا گہوارہ بنا رکھا تھا ملاحظہ ہو بحیثیت فن فوٹو گرافی ایسے ایسے رنگین نظاروں سے بھلا نظر کیونکر چوک سکتی تھی۔ لہذا ہر ہی پہلو سے اچھی طرح محفوظ ہوئے بس اور بس یہی 42 سالہ وجہ مظالم ہے جن کی تلاش کے لیے چوریاں خانہ حلاشیاں تالے ڈکھتری میں توڑے تڑوائے گئے۔ سر توڑ کوشش فرماتے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ناکام و نامراد ہوتے ذلت کے اتھاہ گڑھے میں ڈبکیاں ہی کھاتے رہے۔ اب جب کہ خاموش بیٹھے بھی صبر نہ آیا مجبور کر دیا ”تم صبر کرو وقت آئے دو“ سو وقت آگیا ہے ڈبکیوں کی بجائے ڈوبنے کا بھلا ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے ایسی ایسی رنگینیوں کی تصاویر بھلا کوئی گھروں میں رکھتا ہے۔ خصوصاً جب کہ تلاش میں ہر قسم ذلالت کے حربے استعمال کیے کرواتے جاتے ہوں اب وقت آیا ہے کہ ان کے منظر عام پر لانے کا جو پیش کیے جائیں گے تاکہ ان کی عیاشیوں کو حقیقی رنگ دینے میں ننگا کرنے کے لیے بوقت کارروائی مدد معاون ہوں۔“

(مرزائیوں کی روحانی شکار گاہ، ص 21 تا 30، از عبد الرزاق مہتہ قادیانی)

مرزا بشیر الدین محمود کا اپنا ایک شعر ہے جس میں اس نے مندرجہ بالا
برائیوں کا اقبال جرم کرتے ہوئے کہا:

”کیا بتاؤں کس قدر کنزوریوں میں ہوں پھنسا

سب جہاں بیزار ہو جائے جو ہوں میں بے نقاب“

مکلام محمود از مرزا بشیر الدین محمود ص 78

عبداللہ اتھم صاحب کو ایک ہزار انعام کا وعدہ دیا گیا تھا۔ شرط یہ طور پر (تسلیم کیا گیا)۔ ۱۷۱
 عبداللہ اتھم صاحب کو دو ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ دیا گیا۔ ۱۷۲ ایضاً تین ہزار ایضاً۔ ۱۷۳
 ایضاً چار ہزار ایضاً۔ ۱۷۴ انجام اتھم شائع کیا گیا (تسلیم ہوا) ۱۷۵ انجام اتھم میں مرزا صاحب نے
 پیش گوئی کی تھی کہ ۹۴ مولوی اور ۶۸ چھاپہ والے اگر ہمارے پرایکان نہیں لادیں گے تو مرعائیں گے
 (مرزا صاحب نے اس کو تسلیم نہیں کیا)۔ ۱۷۶ اس پیش گوئی میں لیکچرہام کے مرنے کی بابت دو لوگوں
 کو بتلاتے ہیں کہ مباہلہ کریں (تسلیم کیا گیا)۔ ۱۷۷ گنگا لیشن کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا)
 ۱۷۸ مولوی محمد حسین بشاوی کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا) ۱۷۹ رائے جند سنگھ کو مباہلہ
 کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا) ۱۸۰ پیشگوئی بابت مرنے لیکچرہام کی۔ (تسلیم کیا گیا) ۱۸۱ نسبت

ساروں کے اپنی گروہ سے خرید کر دئے تھے اور آئندہ گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عند الضرورت
 وعدہ بھی دیا۔ ۱۸۲ سرکار انگریزی کے حکام دقت سے بجلد دے قدمات حمہ عمدہ پٹھانیاں
 خوشنودی مزاج ان کو ملی تھیں۔ پانچ سو لاکھ لاکھ لاکھ صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ و مسلمان
 پنجاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ غرض یہ حکام کی نظر میں بہت ہر دفعہ بڑھتے تھے۔ اور بسا اوقات
 ان کی دلجوئی تھے لئے حکام دقت ڈپٹی کشنر کشنر ان کے مکان پر ان کی ملاقات کرتے
 تھے۔ یہ مختصر میرے خاندان کا حال ہے میں ضرور غی نہیں دیکھتا کہ اس کو بہت طولی دول۔
 اب میرے ذاتی سوانح یہ میں کہ میری پیدائش ۱۸۵۹ء یا ۱۸۶۰ء میں سکھوں
 کے آخری دقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۹ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔
 اور ابھی ریش و بردت کا آغاز نہیں تھا۔ میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے
 بڑے بڑے معصائب دیکھے۔ ایک دفعہ ہندوستان کا پیادہ پا میر بھی کیا۔ لیکن میری پیدائش

ب
ا
ر
ن
ہ

۱۸۶۰ء میں توام پیدا ہوا تھا ایک لڑکی جو میرے ساتھ تھی وہ چند روز کے بعد فوت ہو گئی تھی۔ میں
 خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدا تعالیٰ نے انشیت کا مادہ مجھ سے بچا لگ کر دیا۔ منہ

ب
ا
ر
ن
ہ

یہ فرماتے ہیں کہ میں تو خدا کے سارے رسولوں کو ماننا ہوں۔ اللہ اللہ اللہ اللہ کیا شان و لرزائی ہے؟
(۴۶۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے مندرجہ ذیل واقعات ذیل کے مسنین میں وقف پذیر
ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۸۳۱ء یا ۱۸۳۲ء۔ ولادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

۱۸۳۲ء یا ۱۸۳۳ء۔ ابتدائی تعلیم از منشی فضل الہی صاحب۔

۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء۔ صرف و نحو کی تعلیم از مولوی فضل احمد صاحب۔

۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۳ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی شادی (غالباً)۔

۱۸۵۳ء یا ۱۸۵۴ء۔ خود منطق و حکمت و دیگر علوم مردجہ کی تعلیم از مولوی گل علی شاہ صاحب اور
اسی زمانہ کے قریب بعض کتب طب اپنے والد ماجد سے۔

۱۸۵۵ء یا ۱۸۵۶ء۔ ولادت خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب (غالباً)۔

۱۸۵۶ء یا ۱۸۵۷ء۔ ولادت مرزا فضل احمد (غالباً)۔

۱۸۶۳ء یا ۱۸۶۴ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیو یا میں آنحضرت صلی علیہ وسلم کی زیارت اور اشارات
معموریت۔

۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء۔ ایام ملازمت بمقام سیالکوٹ۔

۱۸۶۸ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا انتقال۔

۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ بعض مسائل میں مباحثہ کی تیاری
اور الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے" جو غالباً سب سے پہلا الہام ہے۔

۱۸۶۵ء یا ۱۸۶۶ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آٹھ یا نو ماہ تک لگاتار روزے رکھنا (غالباً)۔

۱۸۶۶ء۔ تعمیر مسجد قاضی الہام الیس اللہ بکاف عبدک۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
والد ماجد کا انتقال۔

۱۸۶۷ء۔ اخبارات میں مضامین بھجوانے کا آغاز (غالباً) مقدمہ از جانب محکمہ ڈاک خانہ (غالباً)
سفر سیالکوٹ۔

تاریخ محسن عیسوی	تاریخ چاند سن ہجری	دن	تاریخ ہندی عہدہ محسن بکری
۹ فروری ۱۸۳۸ء	۲۰ ذیقعدہ ۱۲۵۳ھ	جمعہ	۷ بھگان سن ۱۸۹۲ء
یکم فروری ۱۸۳۹ء	۱۵ ذیقعدہ ۱۲۵۴ھ	جمعہ	۲ بھگان سن ۱۸۹۵ء
۲۱ فروری ۱۸۳۹ء	۱۶ ذی الحجہ ۱۲۵۵ھ	جمعہ	۴ بھگان سن ۱۸۹۶ء

(اس کے لئے دیکھو توفیقات الہامیہ مصری اور تقویم ہجری ہندی)

اس نقشہ کی رو سے ۱۸۳۲ء عیسوی کی تاریخ بھی درست سمجھی جاسکتی ہے۔ مگر دوسرے قرائن کو جن میں سے بعض اور پریشان ہو چکے ہیں۔ اور بعض آگے بیان کئے جاؤ گے صحیح یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش ۱۸۳۵ء عیسوی میں ہوئی تھی۔ پس ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء عیسوی بمطابق ۱۴ اشوال ۱۲۵۵ھ ہجری بروز جمعہ والی تاریخ صحیح قرار پاتی ہے۔ اور اس حساب کی رو سے وفات کے وقت جو ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ ہجری راخبار اکمل ضمیمہ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۵ء میں ہوئی۔ آپ کی عمر پورے ۷۰ سال ۶ ماہ اور دس دن کی بنتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اب جبکہ حضرت مسیح موجود علیہ السلام کی پیدائش کی تاریخ معین طور پر معلوم ہو گئی ہے۔ ہمارے احباب اپنی تحریر و تقریر میں ہمیشہ اسی تاریخ کو بیان کیا کریں گے تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ پیدائش کے متعلق کوئی ابہام اور اشتباہ کی صورت نہ رہے اور ہم لوگ اس بارہ میں ایک معین بنیاد پر قائم ہو جائیں۔

اس نوٹ کے ختم کرنے سے قبل یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام الہی میں یہ بتایا گیا تھا کہ آپ کی عمر اسی یا اس سے پانچ چار کم یا پانچ چار زیادہ ہوگی (صفحہ ۹۶) اگر اس الہام الہی کے فعلی معنی لئے جائیں۔ تو آپ کی عمر پچتر چھتر۔ یا اسی یا۔ چوراسی پچاشی سال کی ہونی چاہیئے۔ بلکہ اگر اس الہام کے معنی کرنے میں زیادہ نقلی پابندی اختیار کی جائے تو آپ کی عمر پورے ساڑھے پچتر (۵۶) یا اسی یا ساڑھے چوراسی (۸۶) سال کی ہونی چاہیئے۔ اور یہ ایک عجیب قدرتنا نفاں ہے کہ مندرجہ بالا تحقیق کی رو سے آپ کی عمر پورے ساڑھے پچتر (۵۶) سال کی بنتی ہے۔

اسی ضمن میں یہ بات بھی قابل نوٹ ہے کہ ایک دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی پیدائش کے متعلق بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت آدم سے لیکر ہزار ششم میں سے ابھی گیارہ سال باقی رہتے تھے کہ مہری ولادت ہوئی۔ اور اسی جگہ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا

کا وقت تھا۔ اور قمری حساب سے چاند کی چودھویں رات تھی۔ یہی بات انہی مکی حضرت ڈاکٹر حنی محمد صادق صاحب نے اپنی کتاب "ذکر حبیب" کے صفحہ ۲۳۱ پر لکھی ہے۔ جس کو ناظرین دیکھ سکتے ہیں اگرچہ یہ بات مجھے یاد بھی تھی۔ لیکن حال میں "ذکر حبیب" کے مطالعہ سے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ بیان مستحضر ہو گیا۔ اور میں نے تحقیق کرنا شروع کر دی۔ کیونکہ میرے دل میں تحقیق کرنے کی زور سے تحریک پیدا ہوئی۔ خوش قسمتی سے میری مرتبہ کتاب تقویم عمری جو ایک سو پچیس برس کی جہتزی کے نام سے بھی موسوم ہے۔ میرے سامنے آگئی اور میں نے خود سے اس کا مطالعہ کیا یہ کتاب بھی میں نے ان دنوں میں ہی چھپائی تھی۔ جب براہین احمدیہ چھپائی تھی۔ یہ اجتماع اور تطابق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ولادت کے سال و وقت کے متعلق فرمایا ہے۔ اس کی تلاش سے یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ آپ کی ولادت جس جمعہ کو ہوئی تھی وہ ۱۴ مارچ ۱۸۵۹ء المبارک ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۷۵ ہجری کا دن تھا۔ اور بحساب سمت بکرمی یکم چھان سن ۱۲۷۵ء کے مطابق تاریخ تھی جو عیسوی سن کے حساب سے ۱۴ مارچ ۱۸۵۹ء کے مطابق ہوتی ہے۔ پس اس طریق سے حضور موصوف کی عمر ہر ایک حساب سے حسب ذیل ثابت ہوتی ہے۔

(الف) بحساب سمت ہندی بکرمی آپ یکم چھان سن ۱۲۷۵ء بکرمی کو پیدا ہوئے اور مدیۃ النبوت ۹۶۵ بکرمی کو آپ کا رفع ہوا۔ گویا ہندی بکرمی سالوں کی رُو سے آپ کی عمر ۶ سال چار ماہ ہوئی۔
(ب) عیسوی سال ۱۸۵۹ء فروری ۱۲۷۵ء کو آپ کی ولادت ہوئی اور ۲۶ مئی ۱۲۷۵ء کو آپ اپنے خالق حقیقی رفیق اعلیٰ سے معاملے پس اس حساب سے آپ نے ۶ سال دو ماہ اور ۹ دن عمر طائی
(ج) سن بکرمی مقبوس کے مطابق آپ ۱۴ مارچ ۱۲۷۵ء کو پیدا ہوئے اور ۱۴ ربیع الثانی ۱۲۷۵ء کو خدا سے معاملے۔ اس حساب سے آپ کی عمر ۸ سال ۵ ماہ اور ۲۵ دن ہوئے۔ یعنی ۸ سال ۵ ماہ اور ۲۵ دن ہوئی۔

اس سے اب صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ آنحضرت کی عمر الہی الہام کے مطابق ۸۰ سال کے قریب ہوئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں اپنی تحقیق ہدایت اللہ میں درج کر چکا ہوں۔ میاں معراج الدین صاحب عمر کی تحقیق اس سے مختلف ہے لیکن چونکہ دستوں کے سامنے ہر قسم کے رائے آجانی چاہئے

سید احمد علی صاحب نے درج کیا ہے۔ اس کے مطابق آپ کی تاریخ پیدائش ۱۲۳۷ھ بنتی ہے اور مولوی شاد اللہ صاحب کے حوالوں سے ۱۲۴۹ھ اور ۱۲۵۲ھ پیدائش کے سن ملکتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ان سے بڑھکر جس مخالفت کا علم ہونا چاہیے۔ وہ مولوی محمد حسین صاحب بنا لوی ہیں۔ جن کو بچپن سے ہی آپ سے ملنے کا موقع ملتا رہا ہے۔ ان کے اشاعت السنہ ۱۲۴۹ھ کے حوالہ سے آپ کی پیدائش ۱۲۳۷ھ کے قریب بنتی ہے۔

غرض ۱۲۴۳ھ انتہائی حد ہے۔ اس کے بعد کا کوئی سن ولادت تجویز نہیں کیا جاسکتا بحیثیت مجموعی زیادہ تر میلان ۱۲۳۲ھ تا ۱۲۳۷ھ کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ شرف مکالمہ مخاطبہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ معین ہیں۔ ماہیہ واقعی ایک اہم واقعہ ہے۔ جس پر تاریخ پیدائش کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ ۱۲۴۹ھ ایک معین تاریخ ہے اور اس حساب سے ۱۲۳۷ھ کی پیدائش ثابت ہوتی ہے۔ دوسرا اہم واقعہ آپ کے والد ماجد کا انتقال کا ہے۔ انسانی فطرت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس وقت کے متعلق جو رائے ہے وہ بھی زیادہ وزن دار سمجھی جاسکتی ہے۔ سواں کے متعلق آپ واضح الفاظ میں فرماتے ہیں کہ والد ماجد کی وفات کے وقت آپ کی عمر چالیس سال کے قریب تھی۔ اور اپنے والد صاحب کی وفات ۱۲۴۹ھ میں معین فرمادی۔ خلاصہ میرے نزدیک یہ نکلا کہ ۱۲۳۷ھ صحیح سن ولادت قرار دیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اس جگہ درج کیا گیا مضمون ختم ہوا۔

فاکسار عرض کرتا ہے کہ مکوسی مولوی عبدالرحیم صاحب ورد ایم۔ اے مبلغ لندن نے یہ مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر اور تاریخ پیدائش کی تعیین کے متعلق لندن سے ارسال کیا تھا اور یہ مضمون اخبار الفضل ۲۲ ستمبر ۱۲۴۹ھ میں شائع ہو چکا ہے۔ مضمون بہت محنت اور تحقیق کے ساتھ لکھا ہوا ہے مگر جیسا کہ میں روایت مسئلہ میں لکھ چکا ہوں مجھے اس تحقیق سے اختلاف ہے کیونکہ میری تحقیق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاریخ پیدائش ۱۲ فروردی ۱۲۳۷ھ بنتی ہے۔ اور درج کیا ہے جو ہمارے دادا صاحب کی تاریخ وفات ۱۲۴۹ھ تکھی ہے۔ یہ بھی میری تحقیق میں درست نہیں۔ بلکہ صحیح تاریخ ۱۲۴۹ھ ہے جیسا کہ حضرت صاحب نے سرکاری ریکارڈ کے حوالہ سے کشف الظن میں لکھی ہے۔ لیکن ایسے تحقیقی مضامین میں رائے کا اختلاف بھی بعض لحاظ سے مفید ہوتا ہے اس لئے

زچسپر بحال و تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو۔ وہ خاتم الاولاد ہو۔ یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔ اب یاد رہے کہ اس بندہ حضرت احدیت کی پیدائش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ہوئی۔ یعنی میں تو ام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة جو آج سے بیس برس پہلے بابر بن احمد کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا۔ اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی تھی۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صلی اللہ سے مشابہت دی تو یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس قانونی قدرت کے مطابق جو مراتب وجود دوریہ میں حکیم مطلق کی طرف سے چلا آ رہا ہے۔ مجھے آدم کی خواہر طبیعت اور واقعات کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہو۔ چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گذرے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی۔ یعنی ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی۔ اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنی جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں اُن کی پہلے خاتم الاولاد تھا۔ اور میری پیدائش کی وہ طرز ہے جس کو بعض اہل کشف نے مہدی خاتم الاولاد کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور یہاں کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا نہیں ہوگا۔ خدا سے براہ راست

۱۵۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِرَأْسِ آفِئْتِ اللَّهِ لَا تَحُفُّ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
 (رومی)

عظم مجدد

یعنی

سوانح عمری حضرت مرزا غلام احمد صفا دیوانی رحمۃ اللہ علیہ

مسح موعود و مہدی موعود و مجدد صد چہار دہم

حصہ اول

از ابتدائے جون سن ۱۹۰۰ء

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مؤلف

بمابہ ذیقعد ۱۳۵۸ھ مطابق دسمبر ۱۹۳۹ء

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے

شائع کیا

قیمت ہر جلد تین روپے آٹھ آنے (دو روپے)

بار اول

تعداد اشاعت تین ہزار

آپ کی غیبت نشانی پر آپ شروع شروع میں تو آپ کے والد ماجد کو آپ کی یہ عیونت نشانی بہت خفاگیزی کے والد ماجد کے بھائی کے وہ چاہتے تھے کہ یہ زمینداری میں لگیں۔ ان مقدمات کی پیروی کریں جن میں وہ خود لگے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ کو دن رات مطالعہ میں مستغرق اور مسجد میں عبادت الہی میں مصروف دیکھتے تو کبھی کبھی چوکے فرماتے تھے ہمارے گھر میں ملاں کہاں سے پیدا ہو گیا ہے؟ کوئی حضرت مرزا صاحب سے ملے آتا اور آپ کے متعلق دریافت کرتا تو فرماتے کہ:-

”مسجد کے ستواؤں کی کسی ٹوٹی میں جا کر دیکھو۔ اگر وہاں نہ پاؤ تو مسجد کے اندر کسی گوشہ میں تلاش کرو۔ اگر وہاں بھی نہ ہو تو دیکھن کسی صفت میں کوئی پیسٹک کو کھرا کر لیا ہوگا۔ کیونکہ وہ زندگی میں ہی برا بھلا ہے“

آپ کے والد صاحب کے یہ ریاکار کس کس قدر معنی خیز ہیں۔ ایک باپ جو دن رات چاہتا ہے کہ بیٹا میرے مسلک پر لگے اس حقیقت سے بیخبر نہیں کہ بیٹا بیٹا دن رات عبادت الہی کا دلدادہ ہے۔ اور اس میں اسے اس قدر شغف ہے کہ وہ جیسے جی مرچکا ہے۔ یعنی اپنی تمام خواہشات و جذبات اور تمناؤں پر وقت واد کر کے وہ منقطع الی اللہ ہو چکا ہے۔ گویا خود باپ اس بات پر گواہ تھا کہ بیٹا موقعا قبل ان تمناؤں کو کرنے سے پہلے مر جاؤ گا پورا پورا مصداق بن چکا ہے۔

آپ کی اس بڑھی ہوئی عبادت گزاری کے متعلق ایک دفعہ آپ کے والد صاحب کے ریاکار سنے کے قابل ہیں۔ مرزا اسماعیل بیگ مرزا غلام امیر مرحوم کے چچا زاد بھائی تھے اس وقت لڑکے سے تھے۔ حضرت مرزا صاحب کے پاس ملازم تھے۔ کام فقط یہ تھا کہ آپ کے گھر سے روٹی لے آئیں اور آپ کے ساتھ ناز پڑھنے جایا کریں۔ سردیوں میں تہجد کے وقت گرم پانی لے آئیں اور خود بھی تہجد پڑھیں دوسرے لفظوں میں یہ نازاد تہجد پڑھنے کی نوکری ہوئی یا روٹی لانے اور کھانے کی۔ کیونکہ کھانے میں دوسرے قیمتی بچوں کے ساتھ انہیں بھی حصہ ملتا تھا۔ تہجد کے وقت مرزا اسماعیل نہ جاگتے تو حضرت خود انہیں جگا لیتے۔ جگانے میں معمول یہ تھا کہ ہلا کر جگاتے۔ آواز نہ دیتے غالباً اس لئے کہ پھلی رات کو زور کی آواز سے دوسروں کی نیند میں خلل نہ آوے۔ خیر تو ان کا بیان ہے کہ کبھی کبھی بڑے مرزا صاحب یعنی حضرت کے والد مرزا غلام حقنی صاحب مجھے بلا لیتے۔ وہ آپ چارپائی پر لیٹے ہوتے۔ پاس دو کرسیاں پڑی ہوتیں ان میں سے ایک پر مجھے بٹھا کر دریافت کرتے کہ ”سنائے امر زاکیا کرتا ہے؟“ میں کہتا کہ ”نہیں“ دیکھتے رہتے ہیں۔ اس پر وہ فرماتے کہ ”کبھی ہانس بھی لیتا ہے“۔ یعنی کبھی قرآن پڑھتے پڑھتے دریاں میں دلف بھی کرتا ہے یا پڑھے ہی جاتا ہے بس بی نہیں کرتا پھر یہ پوچھتے کہ رات کو سوتا بھی ہے؟ میں جواب دیتا

کیونکہ بٹالہ اور گوردکپور میں مشنری صاحب موجود ہیں اور نہ اس نے کوئی خاص وجہ بتلائی کہ وہ کیوں خاص کر میرے پاس آیا ہے۔ جب کہ اور بھی مشنری صاحب موجود ہیں۔ اس نے صرف یہ کہا کہ اتفاقاً ایک شخص کے آپ کی کوٹھی بتلانہ پر آیا ہوں جب ہم نے اُس سے پوچھا کہ تم نے کراچی ریل کا کہاں سے لیا تو وہ بتلانہ سکسٹن باتوں پر ہماری خاص توجہ غور کے واسطے ہوئی اور غور طلب معائنہ ہم سمجھا اور یہ میرے دل میں گزرا کہ اس کے بیانات لیکھرام کے قاتل کے بیانات سے عجیب تشبیہ رکھتے ہیں۔ پس ہم نے اس کی طرف خاص دھیان رکھا۔ پس اس سے گفتگو کر کے ہم نے قصد مذکور کیا۔ اس شخص نے واقفیت دین عسوی سے فلاسفی کی ہم نے پوچھا کہاں سے یہ واقفیت حاصل کی۔ اس نے کہا کہ قادیان میں ایک عیسائی بٹالہ کار تھا ہے جو مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے یہاں رہتا ہے نام اس کا سائیاں ہے۔ اس کے پاس انجیل مقدس تھی اور مطالعہ کیا کرتا تھا۔ جہاں سے مجھے شوق و رغبت ہوئی۔ میں نے اس نوجوان کو مہاں سنگھ گھیلے والے شفا خانہ میں بھیج دیا۔ کہ وہاں طالب علموں کے پاس رہے اور تعلیم پائے۔ اور ہم نے اس کو بوتلوں کے صاف کرنے وغیرہ کا کام دیا۔ قریباً پانچ چھ یوم تک وہ اس جگہ رہا۔ ادل اس میں قابل توجہ یہ بات تھی کہ وہ مرزا صاحب

اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک مذہبی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم دینے لگی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب چند سال پڑھنے کا

۱۸۰

کے حق میں بہت ہی برا بکلا تھا۔ دوسرے دہ بیترہ لینے کی از حد خواہش رکھتا تھا۔ اور سلام
وہ بلا وجہ اور بلاطلبی ہمارے کوٹھی پر آکر گشت اور سیر اور ملاقات چاہتا تھا۔ اور باوجودیکہ
تیس سال کی عمر میں وہ عمدی ہوا تھا۔ اپنی گوت (برہمن) سے ناواقف تھا اور ناکوں سے
ناواقف تھا۔ اور مختلف اشخاص سے مختلف قسم کی اپنی نسبت کہانی بیان کی۔ مثلاً ایک شخص
سے اُس نے اپنے دوست ایسراں نام کو بجائے کر پارام کے بتلایا۔ بعد اقصائے پانچ روز
ہم نے اپنے اسپتال واقع بیاس پر اُسے بھیج دیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں جاتے
ہی اس نے ایک خط مولوی نور الدین کے نام جو میرزا صاحب کا واسطہ تھا کافرشتہ ہے لکھا۔ یہ
اس شخص کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ خط اُس نے لکھا ہے۔ مطلب اس خط کا یہ تھا کہ میں عیسائی
ہونے لگا ہوں آپ روک سکتے ہیں تو روک لیں۔ یہ مطلب بھی اُس کی زبانی ہی معلوم ہوا تھا
اور دیگر شہادت بھی ہے۔ باعث غیظ لکھنے کا یہ تھا کہ ہم نے اس کو کہا تھا۔ کہ یہ بہتر نہ ہو گا کہ
ہم مرزا صاحب کو لکھیں کہ یہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ کل کو یہ نہ کہیں کہ تم اُن کے چور ہو۔
اس نے کہا کہ نہیں میں خود ہی خط لکھتا ہوں۔ اور اس نے خط لکھ کر بیرنگ ڈاک میں ڈالا۔ اور
مجھے خط کے ذریعہ سے خط لکھنے سے منع کیا تھا جب تک میرے بیترہ کا وقت ہو۔ وہ خط

اتفاق ہوا۔ ابن کا تمام عمل علی شاہ تھا۔ ابن کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں بھیجے
کئے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ابن آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ
علوم مردوبہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے
والد صاحب پر خریدیں اور وہ بن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے
کتابوں کے دیکھنے کی طہمت اس قدر تو جرحی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے
بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے
فدے تھے کہ صحت میں فرق نہ آدے اور نیز ان کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ

١٠٠

ہمارے پاس ہے اور ہم پیش کریں گے۔ پھر ہم نے اس نوجوان لڑکے کے حالات کی بابت دریافت کرنا شروع کیا۔ ایک آدمی بٹالہ میں دریافت کے واسطے بھیجا گیا۔ اس آدمی کا نام مولوی عبدالرحیم ہے۔ اس نے بٹالہ کے متعلق حالات عبدالحمید کے محض جھوٹے پائے۔ ذرہ بھر بھی اس میں سچ نہ تھا۔ تب مولوی عبدالرحیم سیدھا قادیان میں مرزا صاحب کے پاس پہنچا اور مکان پر پہنچ کر اس نے دریافت کیا کہ آیا کوئی شخص عبدالحمید نام یہاں پر ہے۔ ایک لڑکا وہاں تھا۔ اُس نے کہا کہ ہاں تھا مگر مرزا صاحب کو گالیاں دے کر چلا گیا ہے۔ پھر مولوی عبدالرحیم مرزا صاحب کے پاس گیا اور دریافت پر کہا کہ میں عیسائی ہوں۔ اور عبدالحمید کی بابت دریافت کیا مرزا صاحب نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے۔ پیدا نشی مسلمان ہے اور اس کا پیدا نشی نام عبدالحمید ہے اور وہ مولوی برہان الدین جہلمی کا بھتیجا ہے۔ وہ داولپنڈی میں عیسائی ہوا تھا اور یہاں قادیان میں آکر پھر مسلمان ہو گیا تھا۔ اور چند عرصہ محنت تو کڑی اٹھا کے کرتا رہا۔ اور قریباً سات اٹھ یوم سے یہاں سے چلا گیا ہے۔ اور یہ عرصہ اُس عرصہ سے مطابق ہے جب وہ ہماری کوٹھی پر آیا تھا۔ اور آخر کار مرزا صاحب نے کہا کہ اس کی اچھی طرح خاطر مدارات کرو اور خوراک پوشاک عمدہ دو تو وہ تمہارے پاس رہے گا۔ پھر ہم نے جہلم سے دریافت کیا وہاں سے ہم کو معلوم ہوا کہ اس نوجوان آدمی کا نام

جو کہ ان کے غم و ہجوم میں شریک ہو جاؤں۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ میرے والد صاحب اپنے بعض آباد اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا مجھے افسوس ہے کہ بہت سادقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا اس لئے اکثر والد صاحب کی نادراستی کا نشانہ رہتا رہا۔ اُن کی ہمدردی اور مہربانی میرے پر نہایت درجہ پر تھی مگر وہ چاہتے تھے کہ دنیا داروں کی طرح مجھے رُخِ بخت بتلا

۱۸۲

کہ باوجود صد ہا حوائق اور موانع کے محض خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد نے اس حصہ کو خلعت وجود بخشا۔ چنانچہ اس حصہ کے چند اوائل ورق کے ہر ایک صفحہ کے سر پر نصوت الحق لکھا گیا مگر پھر اس خیال سے کہ تا یاد دلایا جائے کہ یہ وہی براہین احمدیہ ہے جس کے پہلے چار حصے طبع ہو چکے ہیں بعد کے ہر ایک سر صفحہ پر براہین احمدیہ کا حصہ پنجم لکھا گیا۔ پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے ہانچ پر نقطہ کیا گیا۔ اور چونکہ پچاس اور ہانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اسلئے ہانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔

دوسرا سبب اس افتوا کا جو تین برس تک حصہ پنجم لکھا نہ گیا یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ مومن لوگوں کے دلی خیالات ظاہر کرے جن کے دل مرض بدگمانی میں مبتلا تھے اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔ کیونکہ اس قدر دیر کے بعد ختم طبع ہوگ بدگمانی میں بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ بعض ناپاک فطرت گاہیوں پر اُتر آئے اور چار حصے اس کتاب کے جو طبع ہو چکے تھے کچھ تو مختلف قیمتوں پر فروخت کئے گئے تھے اور کچھ مفت تقسیم کئے گئے تھے۔ پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں کثرت نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی۔ اگر وہ اپنی جلد بازی سے ایسا نہ کرتے تو مومن کے لئے اچھا ہوتا۔ لیکن اس قدر دیر سے اُن کی فطرتی حالت آگاہی گئی۔

اس دیر کا ایک یہ بھی سبب تھا کہ تا خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر ظاہر کرے کہ یہ کار دبار اُس کی مرضی کے مطابق ہے اور یہ تمام الہام جو براہین احمدیہ کے حصوں سابقہ میں لکھے گئے ہیں یہ اُسی کی طرف سے ہیں نہ انسان کی طرف سے۔ کیونکہ اگر یہ کتاب خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہ ہوتی اور یہ تمام الہام اُس کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ امر خدا نے عادل ائمہ دوس کی عادت کے برخلاف تھا کہ جو شخص

بھی پیش کرتے ہیں کہ وہ سچی بھی ہو گئیں۔ تو ایسے تناقض اور باہمی تکذیب اور انکار کو دیکھ کر وہ لوگ سخت ٹھوکر کھاتے ہیں۔ کیونکہ جب خدا ایک ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ زید کو ایک الہام کرے اور پھر بکر کو اُسکے مخالف کہے اور پھر خالد کو کچھ اور ہی سنا دے۔ اسکی تو نادانوں کو خدا کے وجود میں ہی شک پڑتا ہے۔ غرض یہ امور عام لوگوں کیلئے گھبراہٹ کی جگہ ہیں اور انکی نظر میں سلسلہ نبوت اسکی مشتبہ ہو جاتا ہے اور اس مقام میں عام لوگوں کو حیرت میں ڈالنے والا ایک اور امر بھی ہے اور وہ یہ کہ بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور دراز مخور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں۔ اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مردانہ کھانا اور اد تکاب برائے کام تھا۔ انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے بھرجی کا دن رات زنا کاری کا کام تھا ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہو گئیں۔ اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ نجاست شرک سے ملوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں بعض خوابیں انکی جیسا کہ دیکھا تھا ظہور میں آ گئیں۔ چنانچہ میں اس رسالہ کی تحریر کے وقت ایک قادیان کا ہندو میرے پاس آیا جو قوم کا کھتری تھا اسنے بیان کیا کہ فلاں سب پوٹھاسٹر کو میں نے دیکھا تھا کہ تبدیلی اُسکی ہو کر پھر ملتوی رہ گئی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اُس ہندو نے مختلف وقتوں میں میرے پاس بیان کیا کہ کئی اور خوابیں بھی میری سچی ہو گئی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ایسے بیانات اُسکی کیا غرض تھی اور کیوں وہ بار بار اپنی خوابیں مجھے سناتا تھا کیونکہ دید کی رُوسے تو خوابوں اور الہاموں پر فہر لگ گئی ہے۔ ایسا ہی ایک بڑا بد ذات چور اور زانی بھی جو ہندو تھا اور قید میں ڈال گیا تھا جیل سے رانی پا کر کسی اتفاق سے مجھے ملا اور مجھے یاد ہے کہ کسی بڑم سرقہ وغیرہ میں اُس کو کئی سال کی قید ہوئی تھی۔ اُس کا بیان ہے کہ جس صبح کو عدالت کی قید کی سزا کا حکم مجھے دیا جانا تھا جس حکم کی بظاہر کچھ بھی امید نہ تھی۔ رات کو خواب میں میرے پر ظاہر کیا گیا کہ میں قید کیا جاؤں گا۔ سو ایسا ہی ظہور

اس لئے دعا کی گئی۔ ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اُس نے بہت سارے روپیہ میرے دامن میں ڈال دیے۔ میں نے اُس کا نام پوچھا۔ اُس نے کہا نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اُس نے کہا میرا نام جو نیچی۔ نیچی۔ پنہاں زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آئیو والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعے اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آگیا چنانچہ جو شخص اس کی تصدیق کیلئے صرف ڈاک خانہ کے رجسٹر ہی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو آخر سال تک دیکھے اُس کو معلوم ہوگا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔

۳۳۳

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آئیو والا ہو۔ یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں اُن کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دیدیتا ہے اور اس قسم کے نشان بچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔

۸۴۸ نشان۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں نعمت اللہ ولی کا وہ قصیدہ دیکھ رہا تھا جس میں اُس نے میرے آنے کی بطور پیشگوئی خبر دی ہے اور میرا نام بھی لکھا ہے اور بتلایا ہے کہ تیرے عین صدی کے اخیر میں وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور میری نسبت شعر لکھا ہوگا:-

مہدی وقت وعیسیٰ دوراں ہر دوراں شہسوار می بینم

یعنی وہ آئیو والا مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی ہوگا دونوں ناموں کا مصداق ہوگا اور دونوں طور کے دعوے کرے گا۔ پس اس اشارہ میں میں پیشتر پڑھ رہا تھا عین پڑھنے کی وقت مجھے یہ الہام ہوا:-

از پئے آل محمد حسن را تارک روزگار می بینم

یعنی میں دیکھتا ہوں کہ مولوی سید محمد حسن امر وہی اسی غرض کیلئے اپنی نوکری سے جو ریاست بھوپال میں تھی طبعہ ہو گئے تا خدا کے مسیح موعود کے پاس حاضر ہوں اور اُسکے دعوے کی تائید کے لئے خدمت بجالا دے اور یہ ایک پیشگوئی تھی جو بعد میں نہایت صفائی سے ظہور میں آئی۔

انہوں نے عام گھروالوں کو اس سے اطلاع دے دی۔ اور پھر چند ہفتہ میں ہی اس جہان فانی سے گزر گئے۔“ (تزیان القلوب ص ۲۹)

۱۳۷۷ ”اکسٹھواں نشان اپنے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی وفات کی نسبت پیشگوئی ہے۔ جس میں میرے ایک بیٹے کی طرف سے بطور حکایت عن الغیر مجھے یہ الہام ہوا۔

اے غمتی بازئی خویش کر دی و مرا افسوس بسیار دادی
یہ پیشگوئی بھی اسی شریعت آریہ کو قبل از وقت بتلائی گئی تھی۔ اور اس الہام کا مطلب یہ تھا کہ میرے بھائی کی بے وقت اور ناگہانی موت ہوگی، جو موجب صدمہ ہوگی۔ اور بعد اس کے میرے پر کھولا گیا۔ کہ یہ الہام میرے بھائی کی موت کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ میرا بھائی دو تین دن کے بعد ایک ناگہانی طور پر فوت ہو گیا۔ اور میرے اس لڑکے کو اس کی موت کا صدمہ پہنچا۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۲۲۳)

۱۳۷۸ ”ہمارے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی وفات سے ایک دن پہلے الہام ہوا۔

جنازہ

اور میں نے اس الہام کی بہت لوگوں کو خبر دے دی۔ چنانچہ دوسرے روز بھائی صاحب فوت ہوئے۔“ (نزول المسیح ص ۲۲۵)

۱۳۷۹ ”اس ہفتہ میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں۔ . . . اور وہ کلمات یہ ہیں۔

پیر لیشن۔ عمر براٹوس۔ یا پلاٹوس

۱۔ ترجمہ از مرتب) اے چچا! تو اپنی جان پر کھیل گیا اور مجھے بہت افسوس میں چھوڑ گیا۔

۲۔ خاکسار مرتب کے عرض کرنے پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے حضرت اُمّ المؤمنین سے دریافت کیا۔ کہ مرزا غلام قادر صاحب کی وفات کس سنہ میں ہوئی تھی۔ تو آپ نے سنہ ۱۲۸۵ء کو میری شادی سے (ج ۱۸۸۲ء میں ہوئی تھی) ایک سال قبل اُن کی وفات ہو چکی تھی۔ نیز کتاب پنجاب چیفس میں بھی سنہ وفات ۱۸۸۳ء ہی لکھا ہے۔

یعنے پر مائیس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے۔ بپاعت سرعت الہام دریافت نہیں ہوا۔ اور عمر عربی لفظ ہے۔ اس جگہ براطوس اور پریشین کے معنے دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں، اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں؟ پھر وہ لفظ اور ہیں۔

هُوَ شَحْنًا نَحْسًا

معلوم نہیں کس زبان کے ہیں۔ اور انگریزی یہ ہیں۔ اول عربی فقرہ ہے۔

يَا ذَا وَذُ عَامِلٍ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَإِحْسَانًا
يُؤْمِنُ دُورًا هَاطَ أَلَى لَوْلَا يُؤْمِنُ كَوْنَهُ كَرَامًا حَبِيبًا
میں نے فرمایا ہے۔

یہ اردو عبارت بھی الہامی ہے۔ پھر بعد اس کے ایک اور انگریزی الہام ہے۔ اور ترجمہ اس کا الہامی نہیں۔ فقرات کی تقدیم تاخیر کی صحت بھی معلوم نہیں۔ اور بعض الہامات میں فقرات کا تقدم تاخر بھی ہو جاتا ہے۔ اور الہام یہ ہیں:-

دَوَّالِ مِیْنِ شَدَّ بِي اِنْغِرِیْ بَثْ گَاڈ اِز وِو یو۔ ہِی شِلْ ہِلِپ یو۔
وِو ڈِس آف گَاڈ کِیْن نَاٹ اِکِیْس چِلِیج یو۔

الحمد للہ! یہ ایک عبرانی لفظ ہے جس کے معنے ہیں 'نجات دے' فرمایا کہ یا مسیحہ الخلق عدد انا کا مضمون اس سے ملتا جلتا ہے۔ (الہد رجلہ ۲ نمبر ۱۶ پر چہ ۱۰ مئی ۱۹۷۷ء ص ۱۲)

(دب) "جو جگہ یہ غیر زبان میں الہام ہے۔ اور الہام الہی میں ایک سرعت ہوتی ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا۔ یا کسی اور زمانہ کے متروک محاورہ کو اختیار کرتا ہے۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ بعض جگہ انسانی گریہ یعنی صرف و نحو کے ماتحت نہیں چلتا۔ اس کی نظیر یہی قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں۔ شفا یہ آیت دَنَ هَذِیْن لِّسَانِ حِرَانِ انسانی ٹوکوں کو سے اِنَّ هَذِیْن چاہیئے۔ منہ" (حقیقۃ الوحی ص ۳۳ ماشیہ)

۱۰ You must do what I told you.

۱۱ Though all men should be angry but God is with you. He shall help you. Words of God cannot exchange.

ترجمہ۔ اگرچہ تمام آدمی ناراض ہوں گے، لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ کی کلام بدل نہیں سکتی۔

پھر بعد اس کے ایک دو اور الہام انگریزی ہیں۔ جن میں سے کچھ تو معلوم

ہے۔ اور وہ یہ ہے:-
آئی شیل ہیپ یو

مگر بعد اس کے یہ ہے:-

یو ہیپو ٹو گو امرت سمر

پھر ایک فقرہ ہے۔ جس کے معنی معلوم نہیں۔ اور وہ یہ ہے:-

ہی ہل ٹس ان دی ضلع پشاور

(مکتوب ۱۲ دسمبر ۱۸۸۳ء بنام میر عباس علی شاہ صاحب۔ مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۶۹ و ۷۰)

”ابتدا میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی۔ اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی۔ پھر بعد اس کے قدرت الہیہ کی ناگہانی تجلی نے اس اسحق عباد کو موسیٰ کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی۔ یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا۔ کہ ایک دفعہ پردہ غیب سے **اِنِّیْ اَنْزَلْتُکَ الْاَوَازِیْ** اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہر و باطن حضرت رب العالمین ہے۔“ (ہم اور ہماری کتاب۔ آخری صفحہ ٹائٹل براہین احمدیہ حصہ چہارم)

۱۸۸۳ء
جنوری

۱۲۰

۱ I shall help you. میں تیری مدد کروں گا۔

۲ You have to go Amritsar, تمہیں امرت سر جانہوگا

۳ He waits in the Zilla Peshawar. وہ ضلع پشاور میں قیام کرتا ہے۔

Zilla ۱۔ ”ضلع“ کا لفظ انگریزی زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ Public Servants Inquiries Act ۱۸۵۵

(دی پبلک سرورنٹس انکوائری ایکٹ دفعہ ۸)

نیز دی پنجاب کورٹس ایکٹ شائع کردہ غیر مجید ۱۹۳۳ء صفحہ ۳۲ (The Punjab Courts Act)

نیز آکسفورڈ لکشنری زیر لفظ ”ضلع“ (مرتب)

تہا دی فرو دگاہ کے ارد گرد فرشتے پہرہ لے رہے ہیں۔ پھر بعد کے الہام ہوا امن است
در مقام محبت سر لے ما! پھر چند روز کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ ارد گرد کے دیہات
میں سے ایک گاؤں کا باشندہ جو نامی چور تھا چوری کے ارادہ سے پہلے باغ میں آیا اور اس کا
نام بشن سنگھ تھا۔ رات کا پچھلا سجدہ تھا جب وہ اس ارادہ سے باغ میں داخل ہوا مگر
موقع نہ ملنے سے ایک پیاز کے کھیت میں بیٹھ گیا اور بہت سی پیاز اُس نے توڑی اور ایک
ڈھیر لگا دیا اور پھر کسی نے دیکھ لیا تب وہاں سے دوڑا۔ اور وہ اس قدر قوی ہیکل تھا کہ
اُس کو دس آدمی بھی پکڑ نہ سکتے اگر خدا کی پیشگوئی نے پہلے سے اُس کو پکڑا ہوا نہ ہوتا۔ دوڑنے
کے وقت ایک گڑھے میں پیر اُس کا جا پڑا پھر بھی وہ سنبھل کر اٹھا مگر آگے پیچھے کو لوگ پہنچ گئے۔
اور اس طرح پرمسردار بشن سنگھ باوجود اپنی سخت کوشش کے پکڑے گئے اور عدالت میں جاتے
ہی سزایاب ہو گئے۔ بعد اسکے ہمارے سکونتی مکان میں سے جو باغ میں جو جس میں ہم دن کی قوت
رہتے تھے ایک بڑا سانپ نکلا جو ایک زہریلے سانپ تھا اور بڑا المبا تھا وہ بھی اس چور کی طرح
اپنی سزا کو پہنچا اور اس طرح پرفرشتوں کی حفاظت کا ثبوت ہمیں دست بدست مل گیا۔
۳۳۳ انشالان۔ میں انگریزی سے بالکل بے بہرہ ہوں تاہم خدا تعالیٰ نے بعض پیشگوئیوں کو
بطور محبت انگریزی میں میرے پر ظاہر فرمایا، جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۸۰ و ۲۸۱ د
۲۸۲ و ۲۸۳ و صفحہ ۵۲۲ میں یہ پیشگوئی ہو چسپہر ۲۵ برس گزر گئے اور وہ یہ ہے :-

I love you. I am with you. Yes I am happy. Life of pain.
I shall help you. I can, what I will do. We can, what we will
do. God is coming by His army. He is with you to kill enemy.
The days shall come when God shall help you. Glory be to
the Lord. God maker of earth and heaven.

یہ اس پیشگوئی کے گواہ ضمنی موصول تھا۔ اور مولوی محمد علی حسنا ایم لے اور تمام جملہ لوگ بھی جو باغ میں میرے ساتھ تھے

۳۰۴

آئی لوئیو۔ آئی ایم و دیو۔ یس آئی ایم ہیپی۔ لائف آف چین۔ آئی شیل
 ہیسلپ یو۔ آئی کین واٹ آئی ول ڈو۔ وی کین واٹ وی ول ڈو۔ گوڈ از
 کمنگ بائی ہزار می۔ ہی از وڈیو ٹو کل اینمی۔ دی ڈیز شیل کم وین گوڈ
 شیل ہیسلپ یو۔ گلو ری بی ٹو دی لارڈ۔ گوڈ میک آف از تھ اینڈ ہیون۔ ۴۴
 (ترجمہ) میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ماں میں خوش ہوں۔
 زندگی دکھ کی (یعنی موجودہ زندگی تمہاری تکلیف کی زندگی ہے) میں تمہاری مدد کروں گا۔
 میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔ خدا تمہاری طرف ایک لشکر
 کے ساتھ چلا آتا ہے۔ وہ دشمن کو ہلاک کرنے کیلئے تمہارے ساتھ ہے وہ دن آتے
 ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ خدائے ذوالجلال آفرینندہ زمین و آسمان۔

یہ وہ پیشگوئی ہے کہ انگریزی میں خدائے واحد لاشریک کی۔ حالانکہ میں انگریزی
 خوان نہیں ہوں اور بجلی اس زبان سے واقف ہوں مگر خدائے چاہا کہ اپنے آئندہ وعدوں کو
 اس ملک کی تمام شہرت یافتہ زبانوں میں شائع کرے سو اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ ظاہر
 فرماتا ہے کہ جو تمہاری موجودہ حالت دکھ اور تکلیف کی ہے میں اس کو دور کروں گا اور میں
 تمہاری مدد کروں گا۔ اور ایک فوج کے ساتھ تمہارے پاس آؤں گا اور دشمن کو ہلاک
 کروں گا۔ اس پیشگوئی میں سے بہت کچھ حقیقہ پورا ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ نے ہر ایک
 نعمت کا دروازہ میرے پر کھولی دیا ہے اور ہزار ہا انسان دل و جان کو میری بیعت میں داخل

۴۴ حاشیہ۔ چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے اور الحاکم الہی میں ایک سرعت ہوتی ہے اس لئے ممکن ہے کہ
 بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا
 پابند نہیں ہوتا یا کسی اور زمانہ کے متروکہ محاورہ کو اختیار کرتا ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ بعض جگہ
 انسانی گریز یعنی صرف و نحو کے ماتحت نہیں پڑتا۔ اس کی نظیریں قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں۔
 مثلاً یہ آیت اِن هٰذِهِ لَسَاحِرَاتٌ۔ انسانی نحو کی رسم سے اِن هٰذِهِ ہاں ہے۔ منہ

نے فرمایا۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ لیکن ہمارے نزدیک اس سورۃ کا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونا اور دوسری بار مہدی مسیح موعود پر نازل ہونا ہے۔ جس کے سبب سے اس کا نام مبلغ مثنیٰ ہوا۔
(مکتوب صاحب جزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی رحمہ اللہ)

۱۳۰

نہ دیا۔ ”آج رات اللہ ہام ہوا۔“
إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَلَّحَقُوا وَلَا تَخْزُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ۔ نَحْنُ أَوْلِيَاءُ كُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ (مکتوب صاحب جزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی رحمہ اللہ والالبشری ص ۶۷)
مؤلفہ صاحب جزادہ صاحب رحمہ اللہ جلد ۲۲ نمبر ۱۲ مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۲۷ء (ص ۶۷)
اس کے بعد پھر الہام ہوا۔

۱۳۱

”نور الدین“

(مکتوب پیر سراج الحق صاحب نعمانی رحمہ اللہ والالبشری ص ۶۷)

۱۳۲

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ الہام سنایا کہ:-

پیشی پیشی گئی

(مکتوب پیر سراج الحق صاحب نعمانی رحمہ اللہ والالبشری مرتبہ پیر سراج الحق صاحب رحمہ اللہ)

۱۔ مکتوب قلمی دفتر تالیف و تصنیف صدر المجن احمدیہ ربوہ میں موجود ہے۔ (مرتب)

۲۔ ترجمہ از مرتب) یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس مضمون سے قائم رہے۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں۔ یہ بشارت دیتے ہوئے کہ کھاؤ۔ اور نہ غمگین ہو۔ اور بشارت حاصل کرو اس جنت کی جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دوست و مددگار ہیں اس دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔ نوٹ:- الحکم اور البشری میں یہ فقرہ نحن اولیاء کفی الحیوة الدنیا والآخرۃ نہیں ہے۔ (مرتب) ۳۔ یعنی الہام منکلا کے بعد۔ (مرتب)

۴۔ پیشی ایک قصبہ کا نام ہے جو ضلع قہر میں ہوتا تھا۔ مگر علی تقسیم کے وقت ضلع امرتسر میں چلا گیا۔ (مرتب)



دستی خط معرفت مولوی یار محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جس چند روز سے سخت بیمار ہوں۔ بعض وقت جب دورہ دوران سر شدت سے ہوتا ہے تو خاتمہ زندگی محسوس ہوتا ہے۔ ساتھ ہی سر درد بھی ہے۔ ایسی حالت میں روغن بادام سرادہ پیوں کی تجویزیوں پر ملنا اور پینا فائدہ مند محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے جس مولوی یار محمد صاحب کو بھیجتا ہوں کہ آپ خاص تلاش سے ایسا روغن بادام کر جتلاہ جو۔ اور کہتے نہ ہو اور نیز جس کے ساتھ کوئی مولوی نہ ہو ایک بڑے خوش خیر کے بھیجیں۔ یا پھر وہ یہ قیمت اس کی ارسال ہے۔ اور نیز ہمارا ہندو کاکا بیٹی گھنٹہ بگڑ گیا ہے۔ اس لئے ایک کاکا عہدہ دو سو خرید کرنے کے لئے بیٹل لے رہے ہیں۔ انہیں یہی شرط بخوبی امتحان کر کے ارسال فرما دیں۔ انہیں یہی شرط ہے کہ اس کے ساتھ نیم گھنٹہ کی آواز دینے والی کل مرگز نہ صرف گفتگوں کی آواز دے کہ اس صحت میں بسا اوقات دھوکہ ہو جائے۔ اور اس کے ساتھ کئی دوسری چیزیں بھی خریدی ہیں۔ ان چیزوں کی تفصیل ذیل میں ہے۔ والسلام + مرزا غلام احمد علی خاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد بن فضل علی رسول اللہ

محی الخیر محمد حسین صاحب فریشتی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سچ مولوی یار محمد صاحب بھی گئے۔ مگر انہوں نے ضروری کام باندھ دیا ہے۔ تاکہ انھیں ہوں کہ ایک قلم اس کے عہدہ میں بھیجتا نہ ہو۔ اور اول درجہ کی خوشبودار جو۔ اگر شرطی ہو تو بہتر ہو۔ ورنہ اپنی ذمہ داری پر بھیجیں۔ اور دو دو یا سرور کی کیا کی جیسے تپا شدہ کی طرح کیا ہوتی ہیں۔ مگر فریشتی ہو۔ دو نو بند یہ دی۔ پی رواۃ فرادیں زیادہ خیریت ہے۔ والسلام + غلام احمد علی خاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد بن فضل علی رسول اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ دو دن سے بیمار ہیں۔ تپا فکر ہوا۔ بہتہ اللہ میں ہفتہ دعا کی گئی۔ خداوند نے شفا بخشے۔ پہلے اس سے السلام ہوا تھا کہ لا حور سے اسنو سنگ خبر آئی۔ وہی خبر بھیجی۔ خداوند نے آپ پر رحم کرے۔ آمین۔ پھر میں بیمار رہا

سے زیادہ نہ ہو۔ اور کوڑ لگا ہوا ہو۔ عید سے پہلے ملکہ لکڑ بچہ پیر۔ تپت اس کی کسی کے اندھیرے کیوں۔ یا آپ کے آنے پر آپ کو دیکھا دیکھی۔ رنگ کوئی جو گھر بار پر رہیں یا جالی ہو۔ اخلاہ نہیں کا آپ کی لڑکی زینب کے اخلاہ پر ہو۔ والسلام + غلام احمد علی خاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد بن فضل علی رسول اللہ

محی الخیر محمد حسین صاحب سزا شدہ خط السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس وقت نیماں یار محمد بچہ جا چکا ہے۔ آپ اشیا وغیرہ کی خود خریدیں اور ایک بڑے لکڑ کے این کی پلہ کی وہ کان سے خریدیں۔ مگر کانک دین چاہئے۔ اسکا ٹکاڑ ہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام + مرزا غلام احمد علی خاں

ذیل کا خط جو اب میرے ایک سر لہندے کے ہے جبکہ ہم بریلیاں و اطفال قاضیاں میں تھے اور بڑی کے وقت چونکہ بریلیاں کے دن تھے ماستہ سخت خطرناک تھا اور میں نے اپنے گھر کے لوگوں کے ٹو بیسی برخور دار محمد یوسف کی والدہ کے لئے ضرورتاً حشر شدہ انہی بیسی طلب کی۔ کہتے تھے کہ یہ کئی سواری مالہ محل میں خطرناک چوٹی ہے اور حضور نے کمال مرانی دشمنی کے ذیل کا خط لکھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہشتاد و ہشت سال کا ایک بچہ اپنے گھر کے پیش میں جا بیٹا۔ مگر میں نے مناسک کہ بٹا لکڑی شریک راستہ نہایت خواجہ۔ پیش کی سواری خطرناک ہے۔ اور ایسا ہی دوسری سواری بھی۔ شاید دس روز تک راستہ کسی قدر درست ہو جائیگا۔ میں گزشتہ روز میں اس وقت گورواپور سے بٹا کی راہ آیا تھا جب بارشیں پر ایک مینہ گڑ لکھا تھا۔ تب بھی خوفناک راہ تھا۔ تو اب بہت ہی خطرناک ہو گا۔ جل کی حالت میں اس دلوں میں ساتھ ساتھ باغداد پاکت میں اور انسا ہے۔ آپ خود بٹا لکڑی کے ایک لاکھ کی حالت دیکھ لیں۔ میرے نزدیک تو اب بیزگرنے دس بارہ روز کے سخت خطرناک اور خوفناک ہے۔ والسلام +

غلام احمد علی خاں

مُنَاجَات اور تَسْلِیغِ حَقِّ

(مستقل از براہین احمدیہ جلد ہفتم صفحہ ۹۹، مبلور شدہ ۱۹۷۰ء)

اے خدائے کار ساز و عیوب شن و کردگار اے میرے پیارے مے محسن میرے پروردگار
کی طرح تیرا کروں کے دُعا مننِ شکر و سپاس وہ زباں لائے کہاں کی جس ہو یہ کار و بار
بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بین کر گواہ کر دیا دشمن کو ایک حملہ سے مغلوب اور خوار
کام جو کتنے میں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا مجھے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار
تیرے کاموں کے مجھے میرے اے میرے کریم کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعتِ قرب جو دار
کو خرم خاکی ہوں کے مریے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عا
یہ سراسر فضل و احسان ہو کہ میں آیا پسند ورنہ درگاہ میں تری کچھ کم نہ تھے خد متگذار
دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ دشمن ہوئے پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے میرے حاجت رابر
اے میرے یار بیکانہ اے میری جاں کی پناہ بس تو میرے لئے جھکو نہیں تجھ بن بکار
میں تو نہ زخاک ہوتا نہ رہتا نہ لطف پھر خدا جانے کہاں پھینک دی جاتی غبار
اے خدا ہو تیری رہ میں میرا جسم و جان و دل میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

مصر پر خود قابض ہو گئے۔ مرزا غلام حسین کی چونکہ نسل نہیں چلی اسلئے ان کا مقصد پسران مرزا غلام مرتضیٰ صاحب دہسراں مرزا غلام محی الدین کو آگیا۔

خاک و عرصن کرتا ہے۔ کہ اس وقت مرزا تصدق جیلانی اور مرزا قاسم بیگ کی تمام شلخ معدوم ہو چکی ہے۔ علیٰ هذا القیاس مرزا غلام مجید کی بھی شلخ معدوم ہے۔ ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب اور مرزا امام الدین اور مرزا کمال الدین بھی اولاد فوت ہوئے۔ ہاں مرزا نظام الدین کا ایک لڑکا مرزا گل محمد موجود ہے۔ مگر وہ احمدی ہو کر حضرت صاحب کی روحانی اولاد میں داخل ہو چکا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ینقطع ابائک و یبدئ منک اعدیہ الہام اس وقت کا ہے۔ جب آپکے شجرہ خاندانی کی یہ تمام شاخیں سرسبز تھیں۔

(۴۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تہا سے دادا کی فشن وصول کرنے لگو تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے فشن وصول کر لی۔ تو وہ آپکو پھسلا کر اور دھوکہ دیکر بھائے قادیان لانے کے باہر لیگیا اور ادھر ادھر پھرتا رہا پھر جب اُسے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے۔ اور چونکہ تہا سے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔ اور کچھ عرصہ تک وہاں ہازمت پر رہے پھر جب تہا کی دادی بیمار ہوئیں۔ تو تہا سے دادا نے آدمی بھیجا۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آ جاؤ۔ چسپر حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے۔ امر تسر بھیج کر قادیان آنے کے واسطے یکہ کرایہ پر لیا۔ اس موقع پر قادیان سے ایک اور آدمی بھی آپ کے لینے کے لئے امر تسر پہنچ گیا۔ اس آدمی نے کہا یکہ جلدی چلاؤ کیونکہ ان کی حالت بہت نازک تھی۔ پھر مختوڑی دیر کے بعد کہنے لگا۔ بہت ہی نازک حالت تھی جلدی کرو کہیں فوت نہ ہو گئی ہوں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں ہاں

MORE

وقت سمجھ گیا۔ کہ وراثت والدہ فوت ہو چکی ہیں۔ کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتیں تو وہ شخص ایسے الفاظ نہ بولتا۔ چنانچہ قادیان پہنچے تو پتہ لگا کہ واقعی وہ فوت ہو چکی تھیں۔ والدہ متا بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرنا امام الدین ادھر ادھر پھر تارڑ۔ آخر اُنہوں نے جانے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا ہمارے مخالف بھی ہوتا کہ ان کا ایک چچا زاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت سیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ کی ملازمت ^{مستند} کا واقعہ ہے۔

(اس روایت سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ کہ حضرت سیح موعود علیہ السلام کا سیالکوٹ میں ملازم ہونا اس وجہ سے تھا۔ کہ آپ سے مرزا امام الدین نے دادا صاحب کی فیشن کا روپیہ وصول کا دے کر اڑا لیا تھا۔ کیونکہ جیسا کہ خود حضرت سیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات میں تصریح کی ہے۔ آپ کی ملازمت اختیار کر نیکی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ آپ کے والد صاحب ملازمت کے لیے زور دیتے رہتے تھے۔ ورنہ آپ کی اپنی رائے ملازمت کے خلاف تھی۔ اسی طرح ملازمت چھوڑ دینے کی بھی اصل وجہ یہی تھی۔ کہ حضرت سیح موعود علیہ السلام ملازمت کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور اپنے والد صاحب کو ملازمت ترک کر دینے کی اجازت کے لیے لکھتے رہتے تھے۔ لیکن دادا صاحب ترک ملازمت کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ مگر بالآخر جب دادا صاحب بیمار ہو گئے۔ تو دادا صاحب نے اجازت بھجوا دی۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آ جاؤ۔)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے۔ اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر و مشہور عازق طبیب تھے۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت سیح موعود بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے۔ اور گھر میں ادویہ کا ایک ذخیرہ رکھا کرتے تھے

(۵۰)

جس سے بیماروں کو دوا دیتے تھے۔ مرزا سلطان احمد صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ اور خاکسار سے حضرت خلیفہ ثانی نے ایک دفعہ بیان کیا تھا۔ کہ مجھے بھی حضرت سیح سرورؒ نے علم طب کے پڑھنے کے متعلق تاکید فرمائی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ باوجود اس بات کے کہ علم طب ہمارے خاندان کی خصوصیت رہا ہے۔ ہماری خاندان میں سے کبھی کسی نے اس علم کو اپنے روزگار کا ذریعہ نہیں بنایا۔ اور نہ ہی علاج کے بدلے میں کسی سے کبھی کچھ معاوضہ لیا۔

(۵۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی امید خلع ہو گیا۔ پورکی رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ امید گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ لے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے۔ اور چاقو نہیں لٹاتا تھا۔ تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ امید سے چند بوزرعی عورتیں آئیں۔ تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا۔ کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ میں نہ سمجھ سکی۔ کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ دستور ہے۔ کہ کسی منت ماننے کے نتیجہ میں بعض لوگ خصوصاً عورتیں اپنے بچے کا عرف سندھی رکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپکی والدہ اور بعض عورتیں آپ کو بھی بچپن میں کبھی اس لفظ کو پکار لیتی تھیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ سندھی غالباً دوسندھی یا دوسندھی سے پکڑا ہوا ہے۔ جو ایسے بچے کو کہتے ہیں۔ جس پر کسی منت کے نتیجہ میں اس دفعہ کوئی چیز باندھی جاوے۔ اور بعض دفعہ منت کوئی نہیں ہوتی بلکہ ٹوہنی پیا سے عورتیں اپنے کسی بچے پر یہ رسم ادا کر کے اسے سندھی پکارنے لگ جاتی ہیں۔

(اس روایت میں جو یہ ذکر آتا ہے۔ کہ حضرت سیح سرورؒ بچپن میں کبھی کبھی شکار کی ہوئی چڑیا کو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے اسکے متعلق یہاں قابل ذکر

میں سکنبین کا شربت بہت استعمال فرمایا تھا۔ مگر پھر چھوڑ دی۔ ایک دفعہ آپ نے ایک لمبے عرصہ تک کوئی بھی ہوئی چیز نہیں کھائی صرف تھوڑے سے ذریعہ کیسا بڑا روٹی لگا کر کھا لیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی مکی کی روٹی بھی پسند کرتے تھے۔ کھانا کھاتے ہوئے روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرنے بدلے کچھ کھاتے تھے پھر چھوڑ دیتے تھے۔ کھانے کے بعد آپ کے سامنے سے بہت سے ریزے اُٹتے تھے۔ ایک زمانہ میں آپ نے چائے کا بہت استعمال فرمایا تھا۔ مگر پھر چھوڑ دی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ حضرت صاحب کھانا بہت تھوڑا کھاتے تھے۔ اور کھانے کا وقت بھی کوئی خاص مقرر نہیں تھا۔ صبح کا کھانا بعض اوقات بارہ بارہ ایک ایک بجے بھی کھاتے تھے۔ شام کا کھانا عموماً مغرب کے بعد گزرمی کبھی پہلے بھی کھا لیتے تھے۔ غرض کوئی وقت معین نہیں تھا۔ بعض اوقات خود کھانا مانگ لیتے تھے۔ کہ لاؤ کھانا تیار ہے۔ تو بے دو۔ پھر میں نے کام شروع کرنا ہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ آپ کس وقت کام کرتے تھے؟ ہلڈ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ بس سارا دن کام میں ہی گذرتا تھا۔ انجے ڈاک آتی تھی تو ڈاک کا مطالعہ فرماتے تھے۔ اور اس سے پہلے بعض اوقات تصنیف کا کام شروع نہیں فرماتے تھے۔ تاکہ ڈاک کی وجہ سے درمیان میں سلسلہ منقطع نہ ہو۔ مگر کبھی پہلے بھی شروع کر دیتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ حضرت صبح سویرے دونا ناخبار عام لاہور منگاتے اور باقاعدہ پڑھتے تھے۔ اسکے علاوہ آفری ایام میں اور کوئی اخبار خود نہیں منگاتے تھے ہاں کبھی کوئی بھیجتا تھا تو وہ بھی پڑھ لیتے تھے۔

(۵۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ پہلے لنگر کا انتظام ہمارے گھر میں ہوتا تھا۔ اور گھر سے سارا کھانا پک کر جاتا تھا۔ مگر جب آخری سالوں میں زیادہ کام ہو گیا۔ تو میں نے کہہ کر باہر انتظام کر دیا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے دریافت کیا۔ کہ کیا حضرت صاحب کسی جہان کے

تھے تو ناک سے بہت دھوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اُٹھے اور چاہا کہ ان کو گلے لگا لیں۔ تاکہ ان کا شک دُھو ہو مگر وہ اس وجہ سے کہ ناک برا تھا۔ پرے پرے کھینچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے۔ کہ شاید اسے تکلیف ہے اسلئے دُور ہٹا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اللہ وہ پرے پرے کھینچتے تھے اور چونکہ میں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اسلئے ہم پاس کھڑے ہستے جاتے

(۶۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت شیخ موعود علیہ السلام خواہ کام کر رہے ہوں۔ یا کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے۔ کہ ابا پیہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر کم کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہوں کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ٹھل کا بنا ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کٹاواہ واسکٹ کے ساتھ بدلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے تھے۔ اور چابیاں اٹا رہند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو جو جہیز بعض اوقات تنگ آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ حضرت شیخ موعود عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اسلئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور اگر وہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوئی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی۔ تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

(۶۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سہل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے۔ اور بڑی نازک حالت ہو گئی۔ حتیٰ کہ زندگی سوانامیدی ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپ کے پاس آکر بیٹھے۔ اور کہنے لگے کہ دنیا میں یہی حال ہے۔ بسبھی نے مڑا ہے۔ کوئی آگے گزر جاتا ہے۔ کوئی پیچھے جاتا ہے اس لئے

امد میں نے بہت استغفار پڑھا۔ یہ قصہ سنا کر مینے خواجہ صاحب سے کہا کہ خواجہ صاحب! آپ کی عزت بھی کہیں اسی طریق کی نہ ہو۔ چنانچہ میں آپ کو سنا تا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہی آتا ہے کہ آپ کزوایمان والوں اور منافقوں کی بہت خاطر تواضع کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے کچھ مال تقسیم کیا مگر ایک ایسے شخص کو جو بڑ دیا جس کے متعلق سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ وہ میرے خیال میں مومن تھا۔ اور ان لوگوں کی نسبت زیادہ حداد تھا۔ جن کو آپ نے مال دیا چنانچہ سعد نے وہ سکی طرف آپ کو توبہ دلائی۔ مگر آپ خاموش رہے۔ پھر توبہ دلائی۔ مگر آپ پھر خاموش رہے۔ سعد نے پھر تیسری دفعہ توبہ دلائی۔ اس پر آپ نے فرمایا سعد تو ہم سے جگہ اکر تا ہے۔ خدا کی قسم بات یہ ہے کہ بعض وقت میں کسی کو کچھ دیتا ہوں۔ حالانکہ میرا کما حقہ اس سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ مگر میں اسے ایسے دیتا ہوں کہ کہیں وہ منہ کے بل آگ میں نہ جا پڑے۔ یعنی تالیف قلب کے طور پر دیتا ہوں۔ کہ کہیں اسے ابتلا نہ آجائے فاضل صاحب نے بیان کیا کہ جس کے ایمان کی حالت مطمئن ہو اسے ظاہری عزت اور خاطر مادات کی ضرورت نہیں ہوتی اسکے ساتھ امد طریق پر معاملہ ہوتا ہے +

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تمجہ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر پیچھے دی ماں کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رختہ داہوں کو دین کو سخت بے رغبتی تھی اور انکا انکی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔ ایسے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی ہاں آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا ہوتا رہا اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے ایسے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں رہ سکتی تو میں گنہگار ہونگا۔ ایسے اب وہ باتیں ہیں۔ یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور دل مجھے اپنے حقیقی چھوڑ دو۔ میں تم کو خرقہ دیئے جاؤں گا۔ انہوں نے کہا بھیجا کہ اب میں

(۳۱)

BACK

پورا زور لگایا اسپرنگمان بیٹے دیکھا کہ وہی شیر میرے اندر پرکھ کر حملہ آور ہوا ہے اسوقت بیٹے
 بخود دو کروچ ماری اور وہاں سے بھاگ اٹھا حضرت خلیفہ ثانی بیان فرماتے تھے کہ وہ شخص
 پھر حضرت صاحب کا بہت معتقد ہو گیا تھا اور عیشہ جب تک زندہ رہا آپسے خط و کتابت
 رکھتا تھا۔

(۷۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی محمد ارور صاحب مرحوم کہو بھٹنوی
 حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر پر کہا کرتے تھے کہ ہم تو آپ کے منہ کے بھوکے تھے یہ ماری
 ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ دیکھنے سے اچھے جو بناتے تھے خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی صاحب
 مرحوم پر اسے غلط فہمی تھی۔ یہاں تک کہ موعودیں ان کو نبی صنف اول میں شمار
 فرماتا ہے۔

(۷۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول نے کہ
 ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ سی مفسر تھے سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آئے میں وہ
 تھی آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر بیٹھنے لگ گئے یہ دیکھ کر مولوی
 عبدالکریم صاحب جکی بلیڈ دت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آ کر اور کہنے لگے کہ بہت لوگ
 پھر غیور لوگ ادھر ادھر بکھرتے ہیں آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں
 الگ بٹھایا جاوے مولوی صاحب فرماتے تھے کہ بیٹے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔
 ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت
 ہیں بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھادیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے
 پردے کا حال نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم
 صاحب سر نیچے ڈالے میسری طرف آئے میں نے کہا مولوی صاحب اجواب دیں

(۷۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جن دنوں میں ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد
 بیمار تھا ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ
 اول کو اس کے دیکھنے کے لئے گھر میں بلایا۔ اسوقت آپ صحن میں ایک چارپائی
 پر کشادہ لیٹ رکھتے تھے اور صحن میں کوئی نفرس وغیرہ نہیں تھا۔ مولوی صاحب آ کر آپ کی

کئے مگر آخر نوروز سے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اسلئے باقی چھوڑ دئے اور فدیہ ادا کر دیا اسلئے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روز سے رکھے تھے کہ پھر دس کیوجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور اپنے فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرہواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور اپنے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کیوجہ سے روزے نہیں رکھے تھے اور فدیہ ادا فرماتے رہے تاکہ اسلئے دریافت کیا کہ جب آپ اپنے ابتداء دوروں کے زمانہ میں روزہ کی چھوڑ کر تو کیا پھر بعد میں انکو قضا کیا یا والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا تاکہ اس عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سرور و بر واطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی اسلئے جب آپ روزے چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر دوسرے رمضان تک اسکے پورا کرنے کی طاقت نہ پاتے تھے۔ مگر جب اگلا رمضان آتا تو پھر فوق العادہ میں روزہ پھر کنٹر شروع فرما دیتے تھے لیکن پھر دورہ پڑتا تھا تو ترک کر دیتے تھے اور بقیہ کا فدیہ ادا کر دیتے تھے۔ والہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا چھپہ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود اوائل میں غرارے استعمال فرمایا کرتے تھے پھر اپنے کہل کردہ ترک کروا دیئے اسکا بعد آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے تاکہ اس عرض کرتا ہے کہ غرارہ بہت کھلے پانچھ کو پانچام کو کہتے ہیں۔ (پہلے اسکا بند وستان میں بہت رواج تھا اب بہت کم ہو گیا ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تاکہ اس عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود عام طور پر سفید مل کی پگڑی استعمال فرماتے تھے جو عموماً دس گز لمبی ہوتی تھی پگڑی کے نیچے کلاہ کی جگہ نرم قسم کی رومی ٹوپی استعمال کرتے تھے۔ اور گھر میں بعض اوقات پگڑی اتار کر سر پر صرف ٹوپی ہی رہنے دیتے تھے بدن پر گرمیوں میں عموماً ملل کا کرکٹ استعمال فرماتے تھے۔ اسکے اوپر گرم سدری اور گرم کوٹ پہنتے تھے پاجامہ بھی آپ کا گرم ہوتا تھا۔ نیز آپ

(۸۲)

(۸۳)

B
A
C
K

عموماً حجاب بھی پہنے رہتے تھے۔ بلکہ سردیوں میں دروازے پر سے اندر تکتے ہیں نیز جو
 پاؤں میں آپ ہمیشہ دسی جوتا پہنتے تھے۔ نیز میان کیا تجربہ سے حضرت والدہ صاحبہ نے
 کہ جب سے حضرت مسیح موعود کو دوسرے پڑنے شروع ہوئے اس وقت سے آخر ساری
 گرمی میں گرم کپڑے کا استعمال شروع فرما دیا تھا۔ ان کپڑوں میں آپ کو گرمی بھی لگتی تھی۔
 اور بعض اوقات تکلیف بھی ہوتی تھی مگر جب ایک دفعہ شروع کر دیئے تو پھر آخر
 تک یہی استعمال فرماتے رہے۔ اور جب سے شیخ رحمت اللہ صاحب گجراتی شرم لاہور
 احمدی ہوئے وہ آپ کے لئے کپڑوں کے جوڑے بنوا کر باقاعدہ لاتے تھے اور حضرت صاحب
 کی عادت تھی کہ بیدار کپڑا کوئی لے آئے پہن لیتے تھے۔ ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لئے
 گرگابی لے آیا آپ نے پہن لی مگر سطلے سید سے ہاؤں کا آپ کو تپہ نہیں لگتا تھا کئی
 دفعہ آلتی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ
 ہو کر فرماتے ان کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ بیٹے آپ کی سہولت
 کیواسطے اس لئے سید ہے پاؤں کی شناخت کیلئے نشان لگا دینے تھے مگر باوجود اسکے
 آپ الٹا سید صاحبین لیتے تھے اسلئے آپ نے اسے اتار دیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت
 صاحب نے بعض اوقات انگریزی طرز کی قمیص کے کفوں کے متعلق بھی اسی قسم کا پابندی مگر
 کے الفاظ فرمائے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ صاحب موصوف آپ کے لئے انگریزی طرز
 کی گرم قمیص بنوا کر لایا کرتے تھے۔ آپ انہیں استعمال تو فرماتے تھے۔ مگر انگریزی طرز کی کفوں کو
 پسند نہیں فرماتے تھے کیونکہ اول تو کفوں کے بن لگانے سے آپ گھبراتے تھے دوسرے بنوں
 کے کھولنے اور بند کرنے کا التزام آپ کے لئے مشکل تھا۔ بعض اوقات فرماتے تھے کہ یہ کیا
 کان سے لٹکے رہتے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ لباس کے متعلق حضرت مسیح موعود کا عام
 اصول یہ تھا کہ جس قسم کا کپڑا ملتا تھا پہن لیتے تھے۔ مگر عموماً انگریزی طریق لباس کو پسند
 نہیں فرماتے تھے۔ کیونکہ اول تو اسے اپنے لئے سادگی کے خلاف سمجھتے تھے دوسرے آپ
 ایسے لباس سے جو اعظماء کو بکرا ہوا رکھے بہت گھبراتے تھے۔ مگر میں آپ کے لئے صرف مل کے
 کرتے اور کپڑاں تیار ہوتی تھیں۔ باقی سب کپڑے سمونا ہدیہ آپ کو آجاتے تھے۔ شیخ

رسم اللہ صاحب لاہوری اس خدمت میں خاص امتیاز رکھتے تھے۔ ناکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ بعض اوقات کمر پہنکا بھی استعمال فرماتے تھے اور جب کبھی گھڑت یا ہار شریف پہناتے تھے۔ نوکوت ضرور پہنکرتے تھے۔ اور ساتھ میں عصا رکھنا بھی آپ کی سنت ہے۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت صاحب کے واسطے ہر سال نصف محان کے کرتے تیار کیا کرتی تھی۔ لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی تھی بیٹے پوسے محان کے کرتے تیار کئے۔ حضرت صاحب نے مجھے کہا بھی کہ اتنے کرتے کیا کرنے ہیں۔ مگر بیٹے تیار کر لئے ان میں سے اب تک بہت سے کرتے بے پہنے میسے پاس رکھے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعودؑ جمعہ کے دن خوشبو لگاتے اور کپڑے بدلتے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعودؑ جب کبھی مغرب کی نماز گھر میں پڑھتے تھے تو اکثر ورہ یوسف کی وہ آیات پڑھتے تھے جس میں ہے: *وَاللَّهُ يَكْفُلُكَ وَاللَّهُ يَكْفُلُكَ وَاللَّهُ يَكْفُلُكَ* اور آپی قرأت پڑھتے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ بیٹے کبھی حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کو احکام کیسے نہیں دیکھا۔ ناکسار عرض کرتا ہے کہ میں عبد اللہ صاحب سنوری نے بھی مجھ سے یہی بیان کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا ہم سے سید فضل شاہ صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ یہاں مسجد مبارک میں شریف رکھتے تھے میں پاس بیٹھا تھا۔ بھائی عبد اللہ صاحب سنوری بھی پاس تھے اور بعض اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے مگر جب بھائی عبد اللہ صاحب بولتے تھے تو حضرت صاحب دوسروں کی طرف سے توجہ نہا کر ان کی طرف توجہ کر لیتے تھے۔ مجھے اسکا مال ہوا وہ بیٹے ان پر رشک کیا۔ حضرت صاحب میرے اس خیال کو سمجھ گئے اور میری طرف سے توجہ نہا کر ان کی طرف توجہ کر لیتے تھے۔

پادری صاحب سے تشریف آوری کا سبب پوچھا۔ تو پادری صاحب نے جواب دیا۔ کہ میں مرزا صاحب سے ملاقات کر نیو آیا تھا۔ چونکہ میں وطن جانے والا ہوں اس واسطے ان سے آخری ملاقات کرونگا۔ چنانچہ جہاں مرزا صاحب بیٹھے تھے وہیں چلے گئے اور فرش پر بیٹھے رہے اور ملاقات کر کے چلے گئے۔

چونکہ مرزا صاحب پادریوں کے ساتھ مباحثہ کو بہت پسند کرتے تھے اس واسطے مرزا شکستہ مخلص نے جب بعد ازاں موقعہ تخلص کیا کرتے تھے اور مراد بیگ نام جالندھر کے رہنے والے تھے۔ مرزا صاحب کو کہا۔ کہ سید احمد خان صاحب نے تورات و انجیل کی تفسیر لکھی ہے آپ ان سے خط و کتابت کریں اس معاملہ میں آپ کو بہت مدد ملیگی۔ چنانچہ مرزا صاحب نے سرسید کو عربی میں خط لکھا۔

پکھری کے منشیوں کے شیخ الہ داد صاحب مرحوم سابق محافظ دفتر سے بہت اُفس تھا اور نہایت پختی اور سچی محبت تھی۔ شہر کے بزرگوں سے ایک مولوی صاحب عظیم نام سے جو عزت گزین اور بڑے عابد اور پارسا اور نقشبندی طریق کے صوفی تھے مرزا صاحب کو بولی محبت تھی۔

چونکہ جس بیٹیک میں مرزا صاحب حکیم منصب علی کے جو اس زمانہ میں وثیقہ نویس تھے رہتے تھے۔ اور وہ سر بازار تھی۔ اور اس دوکان کے مثبت قریب تھی۔ جس میں حکیم حسام الدین صاحب مرحوم سامان و عا سازی اور دوا فروش اور مطب رکھتے تھے اس سبب سے حکیم صاحب اور مرزا صاحب میں تعارف ہو گیا۔ چنانچہ حکیم صاحب نے مرزا صاحب سے قانونیچہ اور توجہ کا بھی کچھ حصہ پڑا۔

چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی طیار دی شروع کر دی۔ اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیونکر ہوتے۔ وہ دنیوی اشغال کے لیے بنائے نہیں گئے تھے۔ یہ ہے۔ ع

ہر کے راہر کار سے باختہ

کہ میں پھر نو گاؤں میں چلا جاؤں اور بڑی بیقراری سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ جلدی نہیں کرنی چاہیے اپنے وقت پر یہ خود ہو جائیگا۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ کچھ عرصہ بعد میرا تبادلہ غوث گڑھ میں ہو گیا۔ جہاں میرا تبادلہ لگا کہ نو گاؤں کی خاکساروں کی فہمائشوں سے نکل گئی۔ اور میں نے حضرت کے فرمان کی یہ تاویل کر لی کہ چونکہ غوث گڑھ بھی مسلمانوں کا گاؤں ہے اور اس میں مسجد ہے۔ اور یہاں میرا دل بھی خوب لگ گیا ہے اس لیے حضرت کے فرمان کے یہی معنی ہونگے۔ جو پوچھے ہونگے۔ مگر کچھ عرصہ بعد نو گاؤں کا حلقہ خالی ہوا۔ اور تحصیلدار نے میری ترقی کی سفارش کی اور لکھا کہ ترقی کی یہ صورت یہ کہ مجھے علاوہ غوث گڑھ کے نو گاؤں کا حلقہ بھی جو وہ بھی ضلع سالانہ کا تھا۔ دیدیا جائے۔ اور دونوں حلقوں کی تنخواہ لینے مانتا ہے مجھے دی جاوے۔ یہ سفارش بہاراج سے منظور ہو گئی اور اس طرح میرے پاس غوث گڑھ اور نو گاؤں دونوں حلقے لگ گئے۔ اور ترقی بھی ہو گئی۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص اقتداری فعل تھا۔ ورنہ نو گاؤں غوث گڑھ سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر ہے اور دریا میں کئی غیر حلقے میں۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ غوث گڑھ کا تمام گاؤں میاں عبداللہ صاحب کی تبلیغ سے احمدی ہو چکا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ تمام دیہات ریت پٹیا میں واقع ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیہی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اسکو رد مال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے۔ اور جیب دیکھنا ہوتا تھا۔ تو گھڑی نکال کر ایک کے ہند سے یعنی مدد سے گنگر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور اٹھلی رکھ رکھ کر ہند سے گنتے تھے۔ اور منہ سے بھی گنتو جاتے تو اند گھڑی دیکھتے جیہی وقت نہ پہچان سکتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اٹھ وقت شمار کرتا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا +

مہارک بجا کرتی تھیں۔ اس بید قطعی طور پر یقینی ہے کہ راجہ ریخت سنگھ کے زمانہ میں ہی خاندان کے صاحب کے دن دور ہو کر فراخی شروع ہو گئی تھی۔ اور قلوبان پور اسکے ارد گرد کے بعض مسامعات واد صاحب کو راجہ ریخت سنگھ نے بجالا کر بیٹھے تھے۔ اور دادا صاحب کو اپنے ماتحت ایک معزز عہدہ فوجی بھی دیا تھا۔ اور راجہ کے ماتحت واد صاحب نے بعض فوجی خدمات بھی سر انجام دی تھیں پس بہر حال حضرت صاحب کی پیدائش راجہ ریخت سنگھ کی موت یعنی ۱۷۳۹ء سے کچھ عرصہ پہلے ماننی پڑیگی۔ لہذا اس طرح بھی ۱۷۳۹ء والی روایت کی تصدیق ہوتی ہے۔ وہوالملاحہ

امہ حضرت جہا صاحب نے جو ۱۷۳۹ء لکھا ہے اس کو خود آپ کی دوسری تحریریں رو کر رہی ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ آپ نے ۱۷۵۰ء میں اپنی عمر ۷۷ سال بیان کی ہے اور یہ بھی لکھا ہے یہ تمام انا زہ سے ہیں۔ صحیح علم صرف خدا کو ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میری تحقیق میں ادا کی ۱۷۵۲ء میں آپ کی ولادت ہوئی تھی اور وفات ۱۷۳۹ء میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

بسم اسد الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بریلوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کے کہ میں بچپن میں والد صاحب یعنی حضرت سیح سجاد علیا سلام سے تاریخ فرشتہ، نسو میرز اور شاہی غمگستاں۔ بستیاں پڑھا کرتا تھا۔ اور والد صاحب کبھی کبھی پچھلا پڑھا ہوا سبق بھی سنا کرتے تھے۔ مگر پڑھنے کے متعلق مجھ پر کبھی ناواض نہیں ہوئے۔ حالانکہ میں پڑھنے میں بے پردا تھا لیکن آخر واد صاحب نے مجھے والد صاحب ہی پڑھنے سے روک دیا اور کہا کہ میں نے سب کو قلاں نہیں دینا۔ تم مجھے پڑھا کر دے اور دادا صاحب والد صاحب کی بڑی قدر کرتے تھے۔

بسم اسد الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بریلوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کے کہ ایک دفعہ والد صاحب اپنے چوبائے کی کھڑکی سے گر گئے۔ اور دایین باز پر چوٹ آئی۔ چنانچہ آخر عمر تک وہ ناتھ کھردھرا ہوا خاکسار عرض کرتا ہے کہ والد صاحب فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تو سامنے

(۱۸۹)

M
O
R
E

(۱۸۶)

سٹل رکھا تھا ٹالٹ گیا۔ اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لغو تو نہ تک لیجا سکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ نہ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔ خاک روضہ میں کرتا ہوا کہ نمازیں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا +

(۱۸۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاک روضہ میں کرتا ہے کہ حضرت صاحب شیراز اور سوار کا خوب جانتے تھے اور سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ پہن میں جس ڈوب چلا تھا تو ایک اجنبی بدھ سے شخص نے مجھے نکالا تھا۔ اس شخص کو میں نے اس سے قبل یا بعد کبھی نہیں دیکھا نیز فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ ایک گھوڑے پر سوار ہوا اس نے شوخی کی اور بے قابو ہو گیا۔ میں نے بہت روکنا چاہا۔ مگر وہ شرارت پر آمادہ تھا نہ روکا۔ چنانچہ وہ اپنی کھدے زرد میں ایک درخت یا دیوار کی طرف بھاگا (الشک منی) اور پھر اس نے کھدے ساتھ اس سے ٹکرایا۔ کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ اور وہ وہیں مر گیا۔ مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے بچالیا۔ خاک روضہ میں کرتا ہے کہ حضرت صاحب بہت نصیحت کیا کرتے تھے کہ سرکش اور بشوہر گھوڑے پر ہرگز نہیں چڑھنا چاہیے۔ اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اس گھوڑے کا مجھے مارنے کا ارادہ تھا۔ مگر میں ایک طرف گر کر بچ گیا اور وہ مر گیا +

(۱۸۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ والد صاحب باہر چاہے میں رہتے تھے۔ وہیں ان کے لئے کھانا جاتا تھا۔ اور جس قسم کا کھانا بھی ہوتا تھا کھا لیتے تھے۔ کبھی کبھی نہیں کہتے تھے +

(۱۹۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ والد صاحب تین کتابیں بہت کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ یعنی قرآن مجید، فتاویٰ رومی اور دلائل الخیرات اور کچھ نوٹ بھی لیا کرتے تھے۔ اور قرآن شریف بہت کثرت سے پڑھا کرتے تھے +

(۱۹۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ

(۲۲۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ دادا صاحب کا مکمل کلام ہے بات کہ نہیں تھا جو جلدی میں ہے باکہ نہیں سمجھا جاتا تھا۔ خاکار عرض کرتا ہے کہ اس کے متعلق اور بھی کئی لوگوں سے سنا گیا ہے۔

(۲۲۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ ایک دفعہ قادیان میں ایک بعدادی مولوی آیا دادا صاحب نے اس کی بڑی خاطر مدارات کی۔ اس مولوی نے دادا صاحب سے کہا۔ مرزا صاحب آپ نماز نہیں پڑھتے؟ دادا صاحب نے اپنی کردی کا اعتراف کیا۔ اور کہا کہ ہاں بیشک میری غلطی ہے مولوی صاحب نے پھر بار بار امرار کے ساتھ کہا اور ہر دفعہ دادا صاحب یہی کہتے گئے کہ میرا تصور ہے۔ آخر مولوی نے کہا آپ نماز نہیں پڑھتے۔ اس پر آپ کو دوزخ میں ڈال دیگا۔ اس پر دادا صاحب کو جوش آگیا اور کہا ”مہتہیں کی معلوم ہو کر وہ مجھے کہاں ڈالے گا۔ میں اللہ تعالیٰ پر ایسا باطن نہیں میری امیدیں ہیں۔ خدا فرماتا ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ تم یایوس ہو گئے میں یایوس نہیں ہوں۔ اتنی بے اعتقادی میں تو نہیں کرتا“ پھر کہا ”اس وقت میری عمر ۷۵ سال کی ہے۔ آج تک خدا نے میری بیٹہ نہیں لگنے دی۔ اگر کیا اب مجھے بھی بیٹہ نہ ڈال دیگا۔ خاکار عرض کرتا ہے رپیٹہ لگنا پنجابی کا محاورہ ہے۔ جسکے معنی دشمن کے مقابلہ میں ذلیل و رسوا ہونے ہیں۔ حد مذیہ معصائب تو دادا صاحب پر بہت کئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ جب سے تہاری ڈاوی فوت ہوئی۔ تہا لے دادا نے اندر زنا میں آتا چھوڑ دیا تھا۔ دن میں صرف ایک دفعہ تہاری پھوپھی کو ملنے آتے تھے۔ اور پھوپھی کے فوت ہونیکے بعد تو بالکل نہیں آتے تھے۔ باہر مردانے میں رہتے تھے۔ (خاکار عرض کرتا ہے کہ یہ روایت حضرت والدہ صاحبہ کسی اور سے سنی ہوگی۔ کیونکہ یہ واقعہ حضرت امان جان کے قادیان تشریف لانے پہلے زمانہ سے تعلق رکھتا ہے)

(۲۲۵)

B
A
C
K

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مرزا سلطان احمد صاحب کے دادا صاحب نے طب کا علم حافظ روح احمد صاحب باخدا پورہ لاہور سے سیکھا تھا اسکے بعد دہلی جا کر تکمیل کی تھی ۔

(۲۳۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا نجمہ سے مولوی رحیم بخش صاحب الہم ایسے نے کہ ان سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بیان کیا کہ دادا صاحب کی ایک لائبریری تھی جو بڑے بڑے شاعروں میں رہتی تھی۔ اور اس میں بعض کتابیں ایسے خاندان کی تاریخ کے متعلق بھی تھیں۔ میری حالت تھی کہ میں دادا صاحب احمد والد صاحب کی کتابوں میں فیروز چوری نکال کر لے جایا کرتا تھا۔ چنانچہ والد صاحب اور دادا صاحب بعض وقت کہا کرتے تھے۔ کہ ہمارے کتابوں کو یہ ایک چوڑا لگ گیا ہے ۔

(۲۳۷)

B
A
C
K

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاک در عرض کرتا ہے۔ کہ مرزا سلطان احمد صاحب سے مجھے حضرت سیاح موعود کی ایک شعروں کی کاپی ملی تھی جو نہایت پرانی معلوم ہوتی ہے۔ غالباً نوجوانی کا کلام ہے۔ حضرت صاحب اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ بعض شعر بطور نمونہ درج ذیل ہیں ۔

(۲۳۸)

عشق کا روگ ہو کیا پوچھتے ہوں کیا دعا
آئیے برادر کلاں را ہی دعا ہوتا ہے
کہ مرزا پایا بر مولیٰ! انجی کہہ پاؤ گے
تم بھی کہتو کہ الف میں مرزا ہوتا ہے

ہاشم کیوں ہجر کے الم میں پرشے
مفت بیٹھے۔ ٹھاکر غم میں پرشے
اسکے جانے صبر دل سے گیا
ہوش بھی دوطہ دم میں پرشے

سبب کوئی خدا و خدا بنا دے
کسی صحت سے وہ مٹو نہ کھا دے
کرم فرما کے آد میرے جانی
بہت بونے ہیں اب ہم کو ہنسا دے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہو کر
دلا اک بار شور و غل مچا دے

نہ سر کی ہٹش ہر تھک نہ پاکی
بھو ایسی ہوئی قدرت خدا کی
برے بت اب پردہ میں رہو تم
کہ کافر ہو گئی غفلت خدا کی

نہیں منظور مٹی گر تم کو اُلفت
تو یہ مجھ کو بھی جت لایا تو ہوتا
ہری دلوں سے بے خبر ہو
مرا کچھ عیب بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اسکو دوں یا ہوش یا جاں
کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

کوئی راضی ہو یا ناراض ہو
رضا مندی خدا کی دعا کر

اس کا پی میں کئی شغراقص ہیں۔ میں نے بعض جگہ مصرع اولیٰ موجود ہے۔ مگر دوسرا نہیں ہے۔
ادب بعض جگہ دوسرا ہے۔ مگر یہ بلا ندارد۔ تبعض اشار نظر ثانی کے لیے بھی چھوٹے ہوئے معلوم
ہوتے ہیں۔ ادب کئی جگہ فرخ تخلص استعمال کیا ہے۔

(۲۲۹) بسم اسد الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ
مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ تیار صاحب کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی تھی
اور کئی دن تک جشن رہا تھا۔ اور ۲۲ طائفے ارباب نشاط کے جمع تھے۔ مگر والد
صاحب کی شادی نہایت سادہ ہوئی تھی۔ ادب کسی قسم کی خلعت شریعت دروم نہیں ہوئی۔ خاکسار عرض کرتا ہوں
کہ یہ بھی تعریف لگتی تھا۔ ورنہ داد صاحب کو وہاں بیٹے ایک سے تھے۔ دینزیہ طائفے ان لوگوں کی وجہ
سے آئے ہوں گے۔ جو ایسے تماشوں میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ورنہ خود داد صاحب کو ایسی باتوں میں شغف نہیں تھا،

(۲۳۰) بسم اسد الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی
رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ ہماری دادی صاحبہ بڑی مہمان نواز سخی اور غریب پرست
بسم اسد الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی
رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ میں نے سنا ہوا ہے کہ ایک دفعہ والد صاحب شش عدالت
میں اسیر مقرر ہوئے تھے۔ مگر آپ نے (نکار کر دیا۔) واسمجہ دیکھو روایت (۳۱۳)

پکڑ کر وہیں بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب نے اس سے اظہارِ ہمدردی کیا اور پوچھا کہ گرم فندہ یا آندکئی چیز منگوائیں؟ اُس نے کہا نہیں کوئی بات نہیں۔ مگر بیچائے کو چٹ سنت آئی تھی۔ والدہ صاحبہ کہتی ہیں کہ حضرت صاحب اسے خود ایک کرے سے دوسرے کی طرف لیجھتے تھے اور ایک ایک چیز دکھاتے تھے۔

خاک راعرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے اس خانہ تلاشی کا ذکر اپنا شہتہارِ ہمدردہ ۱۱ مارچ ۱۹۸۷ء میں کیا ہے جہاں لکھا ہے کہ خانہ تلاشی ۸ اپریل ۱۹۸۷ء کو ہوئی تھی اور نیز یہ کہ وہاں خانہ مطیعِ فیرو کی بھی تلاشی ہوئی تھی۔ خاک راعرض کرتا ہے کہ لیکچر ۶ مارچ ۱۹۸۷ء کو قتل ہوا تھا۔ اور اسکے قتل پر آریوں کی طرف سے ملک میں ایک طوفانِ مظہرِ پاپا ہو گیا تھا مانا گیا ہے کہ کسی جگہ مسلمان بچے دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اور حضرت صاحب کے قتل کے لیے بھی بہت سازشیں ہوئیں۔ اور یہ خانہ تلاشی بھی غالباً آریوں ہی کی تحریک پر ہوئی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم بیان کیا تجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب مناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا۔ تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے بیٹھا لاؤ۔ میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید لہذا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر نکل گیا۔ اور راستہ میں ایک ٹھٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی بس پھر کیا تھا۔ میرا منہ ٹوک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے نیلے سفید بُورا کچھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بُورا تھا بلکہ پاپا ہوتا تھا۔ خاک راعرض کرتا ہے کہ مجھے یاد آیا کہ ایک دفعہ گھر میں مٹی کی ڈلیاں پکیں۔ کیونکہ حضرت صاحب کو سیٹی ردی پسند تھی۔ جب حضرت صاحب کھانے لگے تو آپ نے اس کا فائدہ بلا ہوا پایا۔ مگر آپ نے اس کا خیال نہ کیا کہ آپ نے کھانے پر حضرت صاحب نے کڑوا ہٹ محسوس کی۔ اور والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ ردی کی کڑواہٹ محسوس ہوتی ہے؟ والدہ صاحبہ نے پکا نیرال سے پوچھا اُس نے کہا میں تو بیٹھا ناٹا تھا۔ والدہ صاحبہ نے پوچھا کہ کہاں سے لیکر ڈالا تھا؟ وہ برتن لاؤ۔ وہ حدت ایک ٹین کا ڈبہ تھا لائی دیکھا تو معلوم ہوا کہ کوئین کا ڈبہ تھا۔ اور اس حدت نے جہالت سے بھائے بیٹھے کے ردیوں میں کوئین الدی

مٹی اُسدن گھر میں یہ بھی ایک لطیفہ ہو گیا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کیساتھ کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ میرے لو۔ حضرت نے کہا نہیں میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔ حضرت صاحب نے اُس پر بھی وہی جواب دیا وہ اسوقت کسی بات پر چڑھی ہوئی میٹھی تھیں سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ کو روٹی کھا لو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈالکر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سنا کر کہا کہ جوت اُس عورت نے مجھے یہ بات سُنانی تھی۔ اسوقت حضرت صاحب بھی پاس تھے۔ مگر آپ خاموش رہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علی خان صاحب نے کہ جن فلوں میں گوردیپور میں کرم دین کا مقدمہ تھا ایک دن حضرت صاحب کچہری کی طرف تشریف لے جانے لگے اور جب معمول پہلے دُعا کے لیے اُس کمرہ میں گئے جو اس غرض کے لیے پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ میں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتظار میں کھڑے تھے اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اُسوقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی۔ حضرت صاحب دُعا کر کے باہر نکلے تو مولوی صاحب نے آپ کو چھڑی دی حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اُسے دیکھا اور فرمایا۔ یہ کس کی چھڑی ہے ؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہی کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہ میری نہیں پر خان صاحب کہتے ہیں کہ وہ چھڑی مدت سے آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی۔ مگر حقیقت کا یہ عالم تھا۔ کہ کبھی اسکی شکل کو غور سے دیکھا ہی نہیں تھا۔ کہ پہچان سکیں۔ خدان صاحب کہتے ہیں کہ اسی طرح ایک دفعہ میں قادیان آیا۔ اسوقت حضرت صاحب مسجد کی بیڑیوں میں کھڑے ہو کر کسی افغان کو رخصت کر رہے تھے اور میں دیکھتا تھا کہ آپ اُس وقت خوش نہ تھے۔ کیونکہ وہ شخص افغانستان میں جا کر تبلیغ کرنے سے ڈرتا تھا۔ غیر میں جا کر حضور سے ملا اور

(۲۲۶)

B
A
C
K

(۱۷۹۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تمہارے میاں عبداللہ صاحب خدی نے کھڑک
فرمانے کے کہ مجھے وہ لوگ جو دنیا میں لوگ بسر کرتے ہیں بہت سی باتیں کہتے ہیں۔

(۱۷۹۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تمہارے میاں عبداللہ صاحب خدی نے کھڑک
صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ مرضی مولانا ہمدانی (یعنی خدا کی رضا سے متقدم ہونی چاہیے)

(۱۷۹۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تمہارے میاں عبداللہ صاحب خدی نے

کہ امت کی بات ہو جب میاں ظفر احمد صاحب کپور تھلوی کی پہلی بیوی فوت ہو گئی اور ان کو
دوسری بیوی کی تلاش تھی۔ تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہلکے گھریں
لڑکیاں رہتی ہیں ان کو بیس لاکھ ہوں آپ ان کو دیکھ لیں۔ پھر ان میں کو چاہا کہ اپنے ہاں
سے پہلی شادی کر دی جاوے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے اسان دھڑا کیوں کو بلا کر کرو کے
باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آکر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں آپ چمک کے اندر سے دیکھ لیں چنانچہ
میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا اور
اسکے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پوچھنے لگے۔ کہ اب بتاؤ۔ تمہیں کوئی لڑکی پسند ہے
نہم تو کیا جانتے نہ تھے۔ میں نے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لبا ہے۔ وہ اچھی ہے اس کے
بعد حضرت صاحب نے میری رشتہ کی۔ جس طرح من کیا کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا پھر آپ خود
فرمانے لگے۔ کہ ہلکے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے۔ جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا جس شخص
کا چہرہ لبا ہوتا ہے۔ وہ بیماری و غیرہ کے بعد عودا بد نما ہو جاتا ہے۔ لیکن گول چہرہ کی تو طبیعت
قائم رہتی ہے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا۔ کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں
ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اندر کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اور نیز یہ کہ حضرت صاحب ان لڑکیوں
کو کسی امن طریق سے وہاں لائے تھے اور پھر ان کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا تھا۔ جس سے
ان کو کچھ معلوم نہیں تھا مگر ان میں کو کسی کے ساتھ میاں ظفر احمد صاحب کا شہ نہیں تھا۔ یہ
امت کی بات ہے۔

فاکار محرم کرتا ہے کہ اللہ کے نبیوں میں خوبصورتی کا احساس بھی بہت ہوتا ہے۔
اور اصل جو شخص حقیقی حق کو پہچانتا اور اس کی قدر کرتا ہے۔ وہ ہماری امن کو بھی ضرور پہچانے گا۔

کو قبول کر لوں گا۔ لہذا ابھی بہت سہ لوگ حق کو قبول کر لینگے۔ اور حضرت صاحب نے یہ بھی کہا کہ یہ بھی اُسے کہنا کہ تجھ نے کراسے گھڑک پھینچنا چاہیے۔ یہ ایک بڑا نادار وقت ہے مڑا صاحب نے بڑا شور مچا رکھا ہے۔ آپ اگر ان کو شکست دیدینگے اودان سے انعام حاصل کر لینگے۔ تو یہ ایک میسائیت کی نمایاں فتح ہوگی۔ اور پھر کوئی مسلمان سامنے نہیں بول سکیگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں۔ جو وقت حضرت صاحب نے یہ مجھ سے فرمایا۔ اس وقت شام کا وقت تھا۔ اور بارش ہو رہی تھی اور سردیوں کے دن تھے ایسے میاں حامد علی نے مجھے دعا کا کہ صبح چلے جانا۔ مگر میں نے کہا۔ کہ جب حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ تو خواہ کچھ ہو۔ میں تو ابھی جاؤں گا۔ چنانچہ میں اس وقت پیدل روانہ ہو گیا اور فریبا رات کے دس گیارہ بجے بارش سے توجہ راہ سردی سے کانپتا ہوا بنالہ پہنچا۔ اور اسی وقت پادری مذکور کی کوٹھی پر گیا۔ وہاں پادری کے خانا سہ نے میری بڑی خاطر کی۔ اور مجھے سونے کے لئے جگہ دی۔ اور کھانا دیا۔ اور بہت آرام پہنچایا۔ اور وعدہ کیا۔ کہ صبح پادری صاحب سے ملاقات کروں گا۔ چنانچہ صبح ہی اُس نے مجھے پادری سے ملایا۔ اس وقت پادری کے پاس اس کی سیم بھی بیٹھی تھی۔ میں نے اسی طریق پر جس طرح حضرت صاحب نے مجھے سمجھایا تھا۔ اس سے گفتگو کی۔ مگر اس نے انکار کیا۔ اور کہا کہ ہم ان باتوں میں نہیں آتے میں نے اسے بہت غیرت دلائی، اور میسائیت کی فتنہ ہو جانکی صورت میں اپنے آپ کو حق کے قول کرینے کی تیاریاں ظاہر کیا مگر وہ انکار ہی کرتا چلا گیا۔ آخر میں مایوس ہو کر قادیان آ گیا۔ اور حضرت صاحب سے سارا قصہ عرض کر دیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ واقعہ غالباً سلسلہ بیعت سے پہلے کا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ بنالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتوے دریافت کیا۔ کہ میری ایک ٹھکان کنبھنی تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت سارو پتہ کیا یا۔ پھر وہ مرگئی۔ اور مجھے اسکا ترکہ ملا مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کر لوں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا۔ کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام بکھردمت

میں خراج ہو سکتا ہے۔ اور پھر شال دیکر بیان کیا کہ اگر کسی شخص پر کوئی سگ دیوانہ حملہ کرے۔ اور اسکے پاس اس وقت کوئی چیز اپنے دفاع کے لئے نہ ہو۔ نہ سوئی نہ پتھر وغیرہ۔ صورت چند نجاست میں پڑے ہوئے پیسے اسکے قریب ہوں۔ تو کیا وہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے ان پیسوں کو اٹھا کر اس کتے کو نہ دے مار بیگا۔ اور اسوجہ سے ڈک جاویگا۔ کہ یہ پیسے ایک نجاست کی فانی میں پڑے ہوئے ہیں ہرگز نہیں۔ پس اسی طرح اس زمانہ میں جو اسلام کی حالت ہے اسے تو نظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں کہ اس روپیہ کو خدمت اسلام میں لگایا جاسکتا ہے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ اس زمانے میں جب کی یہ بات ہے۔ آجکل والے انگریزی پیسے زیادہ رائج نہ تھے۔ بلکہ روٹے روٹے بھدے سے پیسے چلتے تھے۔ جنکو منسودی پیسے کہتے ہیں۔

فانکادریمن کر تہے۔ کماں زمانہ میں خدمت اسلام کے لئے بعض شرائط کے ماتحت سودی روپیہ کے خرچ کئے جانے کا فتوے بھی حضرت صاحب نے اسی اصول پر دیا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ فتوے وقتی ہیں۔ اور خاص شرائط کے ساتھ مشروط ہیں۔ ومن اعتدای فقد ظلم و حارب اللہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب نوری نے کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے۔ اگر الاستقامة فوق الکرامة۔

(۲۴۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب نوری نے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے تھے۔ کہ سوائے مسلمانوں کو سن نفرت ہے جو طبیعت کا ایک حصہ بن گئی ہے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ انسان اگر چاہے۔ تو تمام منہیات سے ایسی ہی نفرت کر سکتا ہو اور اُسے ایسی ہی نفرت کرنی چاہئے۔

(۲۴۴)

نور نفرت کا سبب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب نوری نے کہ آئندہ کے مباحثہ میں جس بھی موضوع پر جب حضرت صاحب اپنے آخری مضمون میں یہ بیان کیا کہ آئندہ صاحب اپنے کتاب اندونہ بائبل میں حضرت صلعم کو (نور ذواللہ) جل

(۲۴۵)

مولوی محمد علی صاحب یہاں ڈھاب میں کنارے پر ہلنے لگے۔ مگر پاؤں پھسل گیا۔ اور وہ گہرے پانی میں چلے گئے۔ اور پھر لگے ڈوبنے۔ کیونکہ تیرنا آتا نہیں تھا۔ کئی لوگ بچانے کیلئے پانی میں کودے۔ مگر جب کوئی شخص مولوی صاحب کے پاس جاتا تھا۔ تو وہ اُسے ایسا پکڑتے تھے۔ کہ وہ خود بھی ڈوبنے لگتا تھا۔ اس طرح مولوی صاحب نے کئی غوطے کھائے۔ آخر شاید قافی ابر حسین صاحب نے پانی میں غوطے لگا لگا کر بچے اُنکو کنارے کی طرف دھکیلا تب وہ باہر آئے۔ جب مولوی صاحب حضرت صاحب سے اس واقعہ کے بعد ملے۔ تو آپ نے سکراتے ہوئے فرمایا۔ مولوی صاحب آپ گھر سے کپڑے کے پانی سے ہی نہ لیا کریں۔ ڈھاب کی طرف نہ جائیں۔ پھر فرمایا۔ کہ میں بچیں میں اتنا تیرتا تھا۔ کہ ایک وقت میں ساری قادیان کے ارد گرد تیر جاتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ برسات کے موسم میں قادیان کے ارد گرد اتنا پانی جمع ہو جاتا ہے۔ کہ سارا گاؤں ایک جزیرہ بن جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ جلنے کیلئے کہ حضرت یح موعود علیہ السلام کا اپنے گہروں کے ساتھ کیسا معاملہ تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم مغفور کی تصنیف سیرت یح موعود کے مندرجہ ذیل فقرات ایک عمدہ فدیہ ہیں۔ مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں:-

”عمرہ قریب پندرہ برس کا گذرتا ہے۔ جبکہ حضرت صاحب نے بار دیگر خدا تعالیٰ کے احرے معاشرت کے بھاری اور نازک فرض کو اٹھالیے۔ اس اثنا میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا۔ کہ خانہ جنگی کی آگ مشتعل ہوئی ہو۔ وہ ٹھنڈا دل اور پستی قلب قابل غور ہے۔ جسے اتنی مدت میں کسی قسم کے رنگ اور تنقصِ فیش کی آگ کی آنچ نکلتی چھوٹی ہو۔ اس بات کو اندرون خانہ کی خدمتگار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں۔ اور فطری سادگی اور انسانی جامعہ کے سوا کوئی تکلف اور نقصِ زیر کی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں۔ بہت عمدہ طبع حسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب سے دیکھتی ہیں اور زمانہ اور گرد و پیش کے عام عرف اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں۔ اور میں نے بار بار انہیں خود حیرت سے کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ:-

”میر جا بیوی دی گل بڑی مٹھا اے“

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ لِلّٰهِ فَاَتَّبِعُوْنِيْ يُحِبُّكُمْ اللّٰهُ

شیر المہدی

(حصہ دوم)

تالیف لطیف حضرت صبا جنزادہ میرا بشیر احمد صاحب ایم

جے

مینجر بک ڈپو تالیف اشاعت ویاں مارالان

نے

ماہ دسمبر ۱۹۲۷ء میں شائع کیا

فلسفی کو سنکر حقا نہ است از عواس انبیاء بیگانه است

(۳۰۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا اسلئے حضرت صاحب اس چوزہ کو ماتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کی عادت تھی کہ جب کوئی چوڑ وغیرہ اچانک لگتی تھی تو جلدی جلدی توبہ توبہ کے الفاظ منہ سے فرماتے بگلاتے تھے۔ دراصل جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ عموماً کسی قانون شکنی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ خواہ وہ قانون شریعت ہو یا قانون نیچر یعنی قانون فضا و قدر یا کوئی اور قانون، پس ایک صحیح الفطرت آدمی کا یہی کام ہونا چاہئے کہ وہ ہر قسم کی تکلیف کے وقت توبہ کی طرف رجوع کرے۔ اور یہی مفہم اللہ وانا الیہ راجعون کہنے کا ہے جس کی کو قرآن شریف تعلیم دیتا ہے حضرت سبوح موعود علیہ السلام نے چونکہ کبھی جانور وغیرہ ذبح نہ کئے تھے۔ اسلئے بجائے چوزہ کی گردن کے اپنی انگلی پر چھری پھیر لی اور یہ نتیجہ تھا اس بات کا کہ آپ قانون ذبح کے عملی پہلو سے واقف نہ تھے۔ واللہ اعلم

(۳۰۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پیر۔

دفعہ چندا جواب نے حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ یہ برس۔ برس ہے کہ حضرت صلعم پر بادل کا سایہ رہتا تھا۔ یہ کیا بات ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہر وقت تو بادل کا سایہ رہنا ثابت نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو کوئی کافر کا فر نہ رہتا۔ سب لوگ نورانیقین لے آتے کیونکہ ایسا معجزہ دیکھ کر کون انکار کر سکتا تھا۔ وہ اصل سنت اللہ کے مطابق معجزہ تو وہ ہوتا ہے کہ جس میں ایک پہلو فناء کا بھی ہو اور فرمایا کہ ہر وقت بادل کا سایہ رہنا تو موجب تکلیف بھی ہے۔ علاوہ ازیں اگر ہر وقت بادل کا سایہ رہتا تو کیوں گرمی کے وقت حضرت ابو بکرؓ آپ پر چادر تان کر سایہ کرتے اور ہجرت کے سفر میں آپ کے لئے کیوں سایہ دار جگہ تلاش کرتے؟ ہاں کسی خاص وقت کسی حکمت کے ماتحت آپ کے سر پر بادل نے آکر سایہ کیا تو تعجب نہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ ہمارے ساتھ بھی ایسا واقعہ ہوا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 محمد و نعلی علی زکوا الکیرم

حضرت شیخ محمد مرزا غلام احمد قادیانی

مولف برائین احمدیہ کے مختصر حالات

(مرتبہ خاکسار معراج الدین عمر احمد)

اللہ تعالیٰ کا شکر کہ زبان و قلم سے ادا ہو سکے جس نے قدرت کاملہ سے تمام جان کو پیدا فرمایا اور ہر شے کی جبلت اور فطرت کو کسی بات پر متقاضی اور مفلور کیا کہ وہ اپنے اپنے رنگ و طرز میں بغیر خواہش منت نمی اور بغیر تقاضائے اجرت اور حاجت خواہ و انسان ہی کی کسی نوع کی خدمت میں گئے ہیں اور انسان کو سب پر شرف دیکر اس کی فطرت کی لوح کو بیاد معینہ چادر کی طرح بنایا اور ملکہ فہم و تمدن اور جوہر عقل و نقل اور صفت ملکیت و غلات پنھنکو امانت کشا اور امانت کشا اور امانت کشا اور امانت کشا اور امانت کشا اور انسان ایسا سادہ نگار کا انصرام و انجلاح سمات جمودیت و ادائے فرائض و ذمہ داری حقوق و فطرت کے بارگراں کو غلط فہمی سے بچنے کے لیے سر پر رکھ لیا اس کی اس جہلی ادا نے خدا کی نظریں گھر کر لیا اور اُس نے کمال ترحم و شفقت اور فضل و لطف اس کی دستگیری کے لیے دیکھ لیا کہ اگر وہ جوہر فطرت میں اپنے نکال کے شرف سے تنفیض فرما کر اپنے پیغام انسان کو پہنچائے اور انسان کی کمزوریوں اور دکھوں اور دردوں کو درمان کے لیے اپنے حضور پیش کرے اور انسان کو اپنی رعنائیں داخل کوئے اور ان کی کشمی کو سائل بخت پر لگانے کے لیے پیغام بر اور شیع اور شیعہ بنایا میں پر وہ علوم اور حقائق و معارف نازل کیے جسے تمام اعلیٰ اصول تمدن و تہذیب اور تمام آداب رعایت و شناخت حقوق خالق و مخلوق اور تمام علوم معرفت طلائق ربوبیت و مہربیت دنیا میں شایع ہوئے انہیں کی بدولت نظم و نسق دینا ہو چکا جس قرابا اور تمام عالمین جاوہ اعتدال و استقامت پر قائم ہوئے گویا محتاج حقیقی نے

حوالہ نمبر 40

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخر زمانہ میں اکثر دفعہ اجاب آپ کے لئے نیا کرتے ہوئے آتے تھے اور اسے بطور نذر پیش کر کے تبرک کے طور پر حضور کا اترنا ہو کر تہ منگ لیتے تھے۔ پہلے ایک دفعہ کسی نے میسرے کا تہ ایک نیا کرتے ہو کر میرا لے اترے ہوئے کرتے کی درخواست کی۔ گھڑیں تلاش سے معلوم ہوا کہ اس وقت کوئی اترنا ہوا ہے دھکا موجود نہیں۔ جس پر آپ نے اچھا متعل کرتے دھونی کے ہاں کا دھلا ہوا دپے جانے کا حکم فرمایا۔ نیسے عرض کیا کہ یہ تو دھونی کے ہاں کا دھلا ہوا کرتے ہے اور وہ شخص تبرک کے طور پر میسرے کرتے لے مانا چاہتا ہے۔ حضور ہنس کر بگے گئے کہ وہ بھی کیا برکت ہے جو دھونی کے ہاں دھلنے سے جاتی رہے۔ چنانچہ وہ کرتے اس شخص کو دیدیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ شخص خانبایہ تو جانتا ہو گا کہ دھونی کے ہاں دھلنے سے برکت جاتی نہیں رہتی۔ لیکن محبت کا یہ بھی تقاضا ہوتا ہے کہ انسان اپنے مقدس محبوب کا اترنا ہو امیسا بے دھلا کپڑا اپنے پاس رکھنے کی خواہش کرتا ہے اور اسی طبعی خواہش کا احترام کرتے ہوئے گھڑیں پہلے میلے کپڑے کی تلاش کی گئی۔ لیکن جب وہ نہ ملا تو دھلا ہوا کرتے دیدیا گیا۔

(۳۷۵) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اچھکی طرف ہو جاتی تھی اور بار بار ایک کالج کا جن دوسرے کالج میں لگا ہوا ہوتا تھا۔ اول بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگانی بدیش لانا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بائیں دائیں میں چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ ایسی جوتی پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فریاد کرتے تھے کہ میں تو اس وقت پہن لکھتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانے کھاتے کوئی لنگر وغیرہ کا ریزہ و انت کے ٹپھا جاتا ہے۔

(۳۷۶) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات سے قبل سالہا سال اسہال کا عارضہ رہا تھا چنانچہ حضرت کی مرض میں فوت ہوئے۔ ہار دیکھا کہ حضور کو دست آنے کے بعد ایسا ضعف ہوتا تھا کہ حضور فوراً دودھ کا گلاس منگو کر پیتے تھے۔

کپڑے بنتے تھے اور استعمال ہوتے تھے۔ اوس طرح ساتھ ساتھ خراج بھی ہوتے جاتے تھے یعنی ہر وقت تبرک مانگنے والے طلب کرتے رہتے تھے بعض دفعہ تو یہ نوبت پہنچ جاتی کہ آپ ایک کپڑا بطور تبرک کے عطا فرماتے تو دوسرا بنوا کر اس وقت پہننا پڑتا۔ اور بعض بعد اس طرح بھی کرتے تھے کہ مثلاً ایک کپڑا اپنا بھیج دیا اور ساتھ عرض کر دیا کہ حضور ایک اپنا اترا ہوا تبرک رحمت فرمادیں۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب آپ کے لباس کی ساخت سنئے۔ عموماً یہ کپڑے آپ زمبابن فرمایا کرتے تھے۔ کرتہ یا قمیض۔ پانجام۔ صدری۔ کوٹ۔ عمامہ۔ اس کے علاوہ رومال بھی سرور رکھتے تھے اور جاڑوں میں جرابیں۔ آپ کے سب کپڑوں میں خصوصیت یہ تھی کہ وہ بہت کھلے کھلے ہوتے تھے۔ اور اگرچہ شیخ صاحب مذکور کے آدھ کوٹ انگریزی طرز کے ہوتے مگر بکلیت کشادہ اور لمبے یعنی گھٹنوں سے نیچے ہوتے تھے۔ اور جبے اور چوڑے بھی جو آپ پہنتے تھے تو وہ بھی ایسے لمبے بعض تو ان میں سے ٹخنے تک پہنچتے تھے۔ اسی طرح کرتے اور صدریاں بھی کشادہ ہوتی تھیں۔

بنیان آپ کبھی نہ پہنتے تھے بلکہ اس کی تللی سے گھبراتے تھے۔ گرم قمیض جو پہنتے تھے ان کا اکثر اوپر کا بٹن کھلا رکھتے تھے۔ اسی طرح صدری اور کوٹ کا اور قمیض کے کفوں میں اگر بٹن ہوں تو وہ بھی ہمیشہ کھلے رہتے تھے آپ کا طرز عمل "ما انما من المتکلفین" کے تحت تھا کہ کسی مصنوعی جگہ بندی میں جو شرعاً غیر ضروری ہے پابند رہنا آپ کے مزاج کے خلاف تھا اور نہ آپ کو کبھی پرواہ تھی کہ لباس عمدہ ہے یا برش کیا ہوا ہے یا بٹن سب درست لگو ہوئے ہیں یا نہیں صرف لباس کا اصلی غرض مطلوب تھی۔ بار بار دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کالج چھوڑ کر دوسری کسی میں بیٹھ گئے ہوتے تھے غرض مطلوب تھی۔ بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔ آپ کی توجہ ہمہ تن اپنے مشن کی طرف تھی اور اصلاح امت میں اتنے محنت کے اصلاح لباس کی طرف توجہ نہ تھی۔ آپ کا لباس آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم و خشک کا ہی رہتا تھا یعنی کوٹ اور صدری اور پانجام گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے۔ اور یہ علالت طبع کے باعث تھا۔ سردی آپ کو موافق نہ تھی۔ اس لئے مگر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے۔ البتہ گرمیوں میں نیچے کرتہ مل کارہتا تھا۔ بجائے گرم کرتے کے ہا جاہر آپ کا معروف مشرعی وضع کا ہوتا تھا (پہلے غارہ یعنی ڈھیلا مردانہ پانجام بھی پہننا کرتے تھے۔ مگر آخر عمر میں ترک کر دیا تھا) مگر گھوس گرمیوں میں کبھی کبھی دن کو اور حادثات کے وقت تہ بند باندھ کر

(۳۷۷) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ؛ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب آیہ۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کے ایک حصہ میں بالا خانہ میں راکھ تھی اور جب تک ان کی شادی اور خانداری کا انتظام نہیں ہوا حضرت صاحب خود ان کے لئے صبح کے وقت گلاس میں دودھ ڈال کر اور پھر اس میں مٹھی حل کر کے فاصلہ ہٹام سے بھجوا کر تے تھے خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو جہانوں کی بہت خاطر منظور ہوتی تھی اور پھر جو لوگ دینی مشاغل میں مصروف ہوں ان کو تو آپ بڑی قدر اور محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

(۳۷۸) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ؛ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔ حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ نے کچھ ہاشتہ کے ان سے ملنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ سفر میں روزہ ٹھیک نہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت پر عمل کرنا چاہئے۔ چنانچہ ان کو ہاشتہ کر کے ان کے روزے تروا دیئے۔

(۳۷۹) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صفائی کا بہت خیال ہوتا تھا۔ خصوصاً طاعون کے ایام میں اتنا خیال رہتا تھا کہ فیصلہ نہ ملے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جا کر ڈالتی تھے خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیر لگا کر آگ بھی جلوا کر دیتے تھے تاکہ سردی سے بچاؤ ہو اور آپ نے ایک بہت بڑی آہنی انگلیٹھی بھی منگوائی ہوتی تھی۔ جسے کوئلے ڈال کر ادگندھک وغیرہ دھک کر دھک کر کے اندھ جلا جاتا تھا اور اس وقت دروازے بند کر دیئے جاتے تھے اس کی آہنی گرمی ہوتی تھی کہ جب انگلیٹھی کے ٹھنڈا ہونے کے ایک عرصہ بعد بھی کمرہ کھولا جاتا تھا تو پھر بھی وہ اندھ سے سبھی کی طرح پتتا تھا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ انبیاء کی عجیب شان ہوتی ہے کہ وہ ایک طرف تو اسباب کی اتنی رعایت کرتے ہیں کہ دیکھنے والے کو یہ شبہ ہوئے لگتا ہے کہ ان کی نظریں اپنی اسباب کے ہاتھ میں سداقتناؤ قد کا معاملہ ہے اور اگر ان کی رعایت نہ کی گئی تو پھر کام نہیں بن سکتا اور دوسری طرف ان کو خدا کی ذات پر اس درجہ توکل ہوتا ہے کہ اسباب کو وہ ہلک مردہ کی طرح سمجھتے ہیں اور ایک سطحی نظر رکھ کر والا انسان

میرا ساتھ دیا ہے اسی طرح جنت میں بھی میرے ساتھ ہوگی۔

(۸۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے نے کہ میرا دادا جسے لوگ مام طور پر زلیفہ کہتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سخت عقیدہ تھا اور آپ کے حق میں بہت بدزبانی کیا کرتا تھا۔ اور والد صاحب کو بہت تنگ کیا کرتا تھا والد صاحب نے اس سے تنگ آکر حضرت مسیح موعود کو دعا کیلئے خط لکھا حضرت مسیح موعود کا جواب گیا کہ ہم نے دعا کی ہے والد صاحب نے یہ خط تمام محلہ والوں کو دکھادیا اور کہا کہ حضرت صاحب نے دعا کی ہے اب دیکھ لینا خلیفہ گالیاں ہمیں دیگا۔ دوسرے مہینے دن جمعہ تھا بہاولپور صاحب دستور غیر احمدیوں کے ساتھ جمعہ پڑھنے گیا مگر وہاں سے واپس آکر غیر معمولی طور پر حضرت مسیح موعود کے متعلق خاموش رہا۔ حالانکہ اسکی عادت تھی کہ جمعہ کی نماز پڑھ کر گھر آنے کے بعد خصوصاً بہت گالیاں دیا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم آج مرزا صاحب کے متعلق خاموش کیوں ہو؟ اسنے کہا کسی کے متعلق بدزبانی کرنے سے کیا حاصل ہے اور مولوی نے بھی آج جمعہ میں وعظ کیا ہے کہ کوئی شخص اپنی جگہ کیسا ہی برا ہو یہیں بدزبانی نہیں کرنی چاہیے۔ لوگوں نے کہا اچھا یہ بات ہے؛ ہمیشہ تو ہم گالیاں دیتے تھے اور آج تمہارا یہ خیال ہو گیا ہے۔ بلکہ اصل میں بات یہ ہے کہ باپو میرے والد کو لوگ بالو کہا کرتے تھے، کل ہی ایک خط دکھارہا تھا کہ قادیان سے آیا ہے اور کہتا تھا کہ اب خلیفہ گالی نہیں دینگے۔ مولوی رحیم بخش صاحب کہتے تھے کہ اسکے بعد باوجود کئی دفعہ مخالفوں کے بھرکانے کے میرے دادا نے کبھی حضرت مسیح موعود کے متعلق بدزبانی نہیں کی اور کبھی میرے والد صاحب کو احمدیت کی وجہ سے تنگ نہیں کیا اس روایت کے متعلق یہ بات قابلِ نوٹ ہے کہ اسکے راوی صاحب نے اب حضرت خلیفۃ المسیح کے منہ سے اسکا نام عبد الرحیم رکھ لیا ہے اور مومن مولوی عبد الرحیم صاحب درود کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں)۔

(۸۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دوسرے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارا رمضان کے روزے نہیں رکھے اور غدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزہ بھی شروع

کئے مگر آٹھ نوروزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اسلئے باقی چھوڑ دئے اور فدیہ ادا کر دیا اسلئے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دس کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور اپنے فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرہواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور غریہ ادا کر دیا اسکے بعد بقیہ رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھے تھے اور فدیہ ادا فرماتے رہے تاکہ اس نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداء دوروں کے زمانہ میں روزہ چھوڑا تو کیا پھر بعد میں انکو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا تاکہ اس عرصہ کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور بردا طراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی اسلئے جب آپ روزے چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر دوسرے رمضان تک انکے پورا کرنے کی طاقت نہ پاتے تھے۔ مگر جب اگلے رمضان آتا تو پھر شروع بہاد میں روزہ کرکے شروع فرما دیتے تھے لیکن پھر دورہ پڑتا تھا تو ترک کر دیتے تھے اور بقیہ کا فدیہ ادا کر دیتے تھے۔ والہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا چاہیے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود اوائل میں غرارے استعمال فرمایا کرتے تھے پھر بٹنے لگے کہ وہ ترک کر دینے اسکا بعد آپ معمولی پا جائے استعمال کرنے لگ گئے تاکہ اس عرض کرتا ہے کہ غرارہ بہت کھلے پانچھ کر پانچا کو کہتے ہیں (دیکھئے اسکا بندوستان میں بہت رواج تھا اب بہت کم ہو گیا ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تاکہ اس عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود عام طور پر سفید مل کی پگڑی استعمال فرماتے تھے جو عموماً دس گز لمبی ہوتی تھی پگڑی کے نیچے کلاہ کی جگہ نرم قسم کی رومی ٹوپی استعمال کرتے تھے۔ اور گھر میں بعض اوقات پگڑی اتار کر سر پر صرف ٹوپی ہی رہنے دیتے تھے بدن پر گرمیوں میں عموماً مل کا کرتا استعمال فرماتے تھے۔ اسکے اوپر گرم سداری اور گرم کوٹ پہنتے تھے یا بامبھی آپ کا گرم ہوتا تھا نیز آپ

جس طرح کا چاہے کھانا کھائے۔

(۳۴۴) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ مولوی عبد الرحیم صاحب مرحوم بیان فرماتے تھے کہ میں حضرت صاحب کے مکان کے کونے کے حصہ میں رہتا ہوں میں نے کئی دفعہ حضرت صاحب کے گھر کی عورتوں کو آپس میں یہ باتیں کرتے سنا ہے کہ حضرت صاحب کی تو آنکھیں ہی نہیں ہیں۔ ان کے سامنے سے کوئی عورت کسی طرح سے بھی گزر جاوے ان کو چہ نہیں لگتی یہ دعائیہ موقع پر بھگرتی ہیں کہ جب کوئی عورت حضرت صاحب کے سامنے سے گزرتی ہوئی تھیں طہر پر گھو گھٹ کا پردہ کا اہتمام کرنے لگتی تھیں۔ اور ان کا منشا یہ ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کی آنکھیں ہر وقت نیچی اور نیم بند رہتی ہیں اور وہ اپنے کام میں بالکل نہمک رہتے ہیں ان کے سامنے سے جلتے ہوئے کسی خاص پردہ کی ضرورت نہیں۔ نیز مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مہول میں بھی حضرت صاحب کی یہی عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں اور ادھر ادھر آنکھاٹھا کر دیکھنے کی آپ کو عادت نہ تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ میر میں جاتے ہوئے آپ کسی خادم کا ذکر غائب کے صیغہ میں فرماتے تھے حالانکہ آپ کے ساتھ ساتھ جا رہا ہوتا تھا۔ اور پھر کسی کے جملے پر آپ کو پتہ چلتا تھا کہ وہ شخص آپ کے ساتھ ہے۔

(۳۴۵) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب مہ چند خدام کے فوڈ کچھانے لگے تو فوڈگر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی۔ اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ آنکھوں کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔

(۳۴۶) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فسر مایا کرتے تھے کہ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے گناہوں پر غالب آنے کا مادہ رکھ دیا ہے۔ پس خواہ انسان اپنی ہا عملوں سے کیسا ہی گنہگار ہو گیا ہو وہ جب بھی نیکی کی طرف مائل ہونا چاہے گناہ کی نیک فطرت اس کے گناہوں پر غالب آجاتی اور اس کی مثال اس طرح پر سمجھا دیا کرتے تھے کہ جیسے پانی کے اندر لیٹی خامدہ ہے کہ وہ آگ کو سمجھانا ہو پس خواہ پانی خود کتنا بھی گرم ہو جادے حتیٰ کہ وہ جلائے میں آگ کی طرح ہو جادے لیکن پھر بھی

خواب فرمایا کرتے تھے:

صدری گھرنی اکثر پیسے ہتے مگر کوٹ غوثا باہر جاتے وقت ہی پہنتے۔ اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دو دو کوٹ بھی پہنا کرتے۔ بلکہ بعض اوقات پوسٹین بھی؛

صدری کی جیب میں یا بعض اوقات کوٹ کی جیب میں ایک رومال ہوتا تھا۔ آپ ہمیشہ بڑا رومال رکھتے تھے۔ نہ کہ چھوٹا جنٹلمین رومال جو آجکل کا بہت عروج ہے اسی کے کوٹوں میں آپ مشک اور ایسی ہی ضروری ادویہ ہر آپ کے استعمال میں ہوتی تھیں اور ضروری خطوط وغیرہ باندھ رکھتے تھے۔ اور اسی رومال میں نقد وغیرہ جو نذر لوگ مسجد میں پیش کر دیتے تھے باندھ لیا کرتے تھے گھڑی بھی آپ غمزہ اپنے پاس رکھا کرتے مگر اس کی کٹھی دینے میں چونکہ اکثر ناغہ ہو جاتا اسلئے اکثر وقت غلط ہی ہوتا تھا۔ اور چونکہ گھڑی جیب میں سے اکثر نکل پڑتی اسلئے آپ اسے جی رومال میں باندھ لیا کرتے۔ گھڑی کو غمزہ کے لئے رکھتے نہ زیورات کے لئے۔

آپ کو دیکھ کر کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس شخص کی زندگی میں یا لباس میں کسی قسم کا بے تصنع ہے یا بیزیب و زینت و دینی کا دلدادہ ہے۔ ہاں البتہ دالہ جزف فاجھر کے ماتحت آپ صاف اور ستھری چیز ہمیشہ پہنڈ فرماتے اور گندی اور سیلی چیز سے سخت نفرت رکھتے۔ صفائی کا اس قدر اہتمام تھا کہ بعض اوقات آدمی موجد نہ ہو تو بیت الخلا میں خود فیٹائل ڈال دیتے تھے۔ عمامہ شریف آپ مل کا باندھا کرتے تھے۔ اور اکثر اگر یا کچھ اوپر لبا ہوتا تھا۔ شلہ آپ دبا چھوڑتے تھے کبھی کبھی شلہ کو آگے ڈال لیا کرتے اور کبھی اس کا پتہ دھن مبارک پر بھی رکھ لیتے۔ جبکہ مجلس میں خاموشی ہوتی۔ عمامہ کے باندھنے کی آپ کی خاص دقت تھی۔ نوک تو ضرور سامنے ہوتی مگر سر پر ڈھیلا ڈھالا لپٹا ہوا ہوتا تھا۔ عمامہ کے نیچے اکثر رومی ٹوپی رکھتے تھے اور گھر میں نماز اُتار کر صرف یہ ٹوپی پہنتے رہا کرتے۔ مگر نرم قسم کی دوسری جو سخت قسم کی نہ ہوتی۔

جراثیم آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسرے لگاتے۔ ان اوقات زیادہ سردی میں دو دو جراثیم اوپر پہنتے بڑا لیتے۔ مگر بار بار جراثیم اس طرح پہنتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی۔ کبھی تو اسلئے ٹکٹا رہتا اور کبھی جراثیم کی ایڑی کی جگہ پیر پر اُپٹ پڑا جاتی۔ کبھی ایک جراثیم سیدھی دوسری الٹی۔ اگر جراثیم کہیں سے کچھ پھٹ جاتی تو بھی مسح جائز رکھتے بلکہ فرماتے تھے کہ رسولِ صلعم کے

اصحاب یومزدن پر بھی مسح کر لیا کرتے تھے جس میں سے ان کی انگلیوں کے پوٹے باہر نکلے رہا کرتے۔

جوتی آپ کی مدی ہوئی۔ خواہ کسی وضع کی ہو۔ پھواری۔ لاہوری۔ لدھیانوی سلیم شادی ہر وضع کی بہن لیتے مگر ایسی جو کھلی کھلی ہو۔ انگریزی بوٹ کبھی نہیں پہنا۔ مگر گلابی حضرت صاحب کو پہنے بیٹے نہیں دیکھا۔

جوتی اگر تنگ ہوتی تو اس کی ایری بٹھا لیتے۔ مگر ایسی جوتی کے ساتھ باہر تشریف نہیں لیجاتے تھے۔ لباس کے ساتھ ایک چیز کا اور بھی ذکر کرتے ہیں وہ یہ کہ آپ عصا ضرور رکھتے تھے گھڑیا یا مہم مسجد مبارک میں روزانہ نماز کو جانا ہوتا تب تو نہیں مگر مسجد اقصیٰ کو جانے کے وقت یا مہم باہر سر و غیرہ کے لئے تشریف لاتے تو ضرور ہاتھ میں ہوا کرتا تھا۔ اور جوتی اور مضبوط لکڑی کو پسند فرماتے مگر کبھی سپر سہارا جو جھ پٹلتے تھے جیسے انڈر فیٹ، العرادیوں کی عادت ہوتی ہے۔

موسم سرما میں ایک دھنس لیکر آپ مسجد میں نماز کے لئے تشریف لایا کرتے تھے جو اکثر آپ کے کندھے پر بڑا ہوا ہوتا تھا۔ اور اسے اپنے آگے ڈال لیا کرتے تھے جب تشریف رکھتے تو پھریوں پر ڈال لیتے۔

کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ۔ صدری۔ ٹوپی۔ تمام رات کو اُٹا کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ دیتے۔ اور رات بھر قلم کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور سیل سے بچانے کو ہلک جگہ کونٹ پر ڈانگ دیتے ہیں وہ ہستر پریر اور جسم کے نیچے سے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی نیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔

موسم گرما میں دن کو بھی اور رات کو تو اکثر آپ کپڑے اُٹا دیتے اور نہ بت چادر یا انگلی باندھتے گرمی ڈالنے بعض دفعہ بہت نخل آتے تو اس کی خاطر بھی کرتا اُٹا دیا کرتے۔ تب بند اکثر نصف ساق

تک ہوتا تھا۔ اور انگشٹوں سے اوپر ایسی حالتوں میں مجھے یاد نہیں کہ آپ برہنہ ہوئے ہوں۔ آپ کے پاس کچھ کچیاں بھی ہوتی تھیں۔ یہ یا تو رومل میں یا اکثر آرازمندہ میں باندھ کر رکھتے روٹی دار کوٹ پہننا آپ کی عادت میں داخل تھا۔ اسی ریشائی اور ڈھکرا باہر تشریف لائے بلکہ پادری عیند یا دھت بٹھا کرتے تھے اور وہ بھی سر پر کبھی نہیں اوڑھتے تھے بلکہ کندھوں اور

سالن پر ناپسندہ میگو کا اظہار بھی فرمایا تو صحت اسلئے ادر یہ کہہ کر کہ مہانوں کو یہ کھانا پسند نہ آیا ہو گا! روئی آپ منہ سے ہی ادر چوڑے کی دونوں قسم کی کھاتے تھے۔ ڈبل روئی چائے کے ساتھ ایکٹ اور بکرہ بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ دلاستی بسکٹوں کو بھی جائز فرماتے تھے اسلئے کہ ہم کیا معلوم کراس میں چربی ہے۔ کیونکہ بنائے دلیوں کا ادعا تو کمسن ہے۔ پھر ہم ناحق بدگمانی اور شکوک میں کیوں پڑیں۔ مکی کی روئی بہت مدت آپ نے آخری عہد میں استعمال فرمائی۔ کیونکہ آخری سات آٹھ سال سے آپ کو دستوں کی بیماری ہوگئی تھی اور ہضم کی طاقت کم ہوگئی تھی۔ علاوہ ان روٹیوں کے آپ شیر مال کو بھی پسند فرماتے تھے۔ اور باقر خانی قلعہ وغیرہ غرض جو اقسام روئی کے سامنے آجایا کرتے تھے آپ کسی کو رد نہ فرماتے تھے۔

سالن آپ بہت کم کھاتے تھے۔ گوشت آپ کے ہاں دو وقت پہنچتا تھا۔ دہل آپ کو گوشت سے زیادہ پسند تھی۔ یہ دال ماش کی یا اور دہلی ہوتی تھی جس کے لئے گودا سپرد کا ضلع مشہور ہے۔ سالن ہر قسم کا اور ترکاری عام طور پر ہر طرح کی آپکے دسترخوان پر دیکھی گئی ہے اور گوشت بھی ہر حال اور طیبہ ملاؤ گا آپ کھاتے تھے۔ پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا اسلئے بعض اوقات جب طبیعت کمزور ہوتی تو تیز فاختہ وغیرہ کے لئے شیخ عبدالرحیم صاحب نو مسلم کو ایسا گوشت مہیا کر لے کو فرمایا کرتے تھے مرغ اور شیریں کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا۔ مگر شیرے جیسے کہ پنجاب میں طاعون کا زور ہوا کھانے چھوڑ دیئے تھے۔ بلکہ منگ کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسلئے گوشت میں طاعون پیدا کرنے کی حمایت ہے۔ اور بنی اسرائیل میں ان کے کھانے سے سخت طاعون پڑی تھی۔ حضور کے سامنے دو ایک دفعہ گوہ کا گوشت پیش کیا گیا مگر آپ نے فرمایا کہ جائز ہے جس کا جی چاہے کھائے۔ مگر رسول کریم نے چونکہ اس کو بہت نفرتی میں تھا کہ ہم کو بھی اس کو کھاتے۔ اور مہیا کروا ہاں ہوا تھا یہاں بھی لوگوں نے آپکے ہمان خانہ بلکہ ٹھہر میں بھی کچھ بچوں اور لوگوں نے گوہ کا گوشت کھایا مگر آپ نے اُسے اپنے خربشہ اندے یا مرغ کا گوشت ہر طرح کا اچھا بناتے تھے سالن ہوا بھٹنا ہوا کباب جو۔ یا پلاؤ۔ مگر اکثر ایک لان پر ہی گزارہ کر لیتے تھے۔ اونچی آگ پر ہوجاتی تھی بلکہ کبھی کچھ بیک بھی راکرتا تھا۔ پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور تھکے ہوئے چاولوں کا اور سیٹھے چاول کو کسی خود کہہ کر کھالیا کرتے تھے۔ مگر گوہ کے ادر وہی آپ کو پسند تھے عمدہ کھانے یعنی کباب مرغ۔ پلاؤ یا انڈے اور اسی طرح غیر بنی سیٹھے چاول وغیرہ ہی آپ کو کہہ

وَعَلَىٰ هَذِهِ السَّيْلَةِ الْمَعْرُوفَةِ

شیر الہدی

حصہ سوم

«مرتب فرمود»

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم

جسے

خا

ایڈیٹر محمد امین مولوی فاضل منشی فاضل قادیان دارالافتاء

شائع کیا

ایڈیشن اول صفر ۱۳۵۸ھ اپریل ۱۹۳۹ء خاندان احمدی

دیہاتیوں کو یہ متعجب کم میسر آتے ہیں۔ اس لئے وہ قوماً کمزور رہتے ہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ قرآن شریف میں جو اعراب کا لفظ آتا ہے۔ اس کے معنی دیہاتی کہتے ہیں۔ بلکہ اس سے مجلس نبوی سے دور رہنے والے بادیہ نشین لوگ مراد ہیں۔

۱۴۸۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی مایوسی کہ دم نہ آتا تھا۔ البتہ منہ میں پانی رکھ کر قدم سے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پانی منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی۔ تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔

۱۴۹۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب مسواک بہت پسند فرماتے تھے۔ تازہ کیکر کی مسواک کیا کرتے تھے۔ گوارا نہ انہیں۔ وضو کے وقت صحت انگلی سے ہی مسواک کر لیا کرتے تھے۔ مسواک کئی دفعہ کہہ کر مجھ سے بھی چھگائی ہے۔ اور دیگر خدایاں سے بھی منگوا لیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات نماز اور وضو کے وقت کے علاوہ بھی استعمال کرتے تھے۔

۱۵۰۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میاں خیر الدین صاحب سکھوانی نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب متبشر بندوبست تحریر بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ ماہ رمضان کی ۷۴ تاریخ تھی بنشی عبدالعزیز صاحب پٹواری بھی سکھواں سے قادیان آئے ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صبح نماز فجر کے لئے تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ آج شب گھر میں دروازہ کی تکلیف تھی رہشیرہ مبارکہ بیکم میں پیدا ہوئی تھی۔ خاکسار مؤلف دعا کرتے کہ تے لیکھرام سلنے آگیا۔ اس کے معاملہ میں بھی دعا کی گئی۔ اور فرمایا۔ کہ جو کام خدا کے منشاء میں جلد ہو جانے والا ہو۔ اس کے متعلق دعائیں یاد کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے چوتھے روز لیکھرام ہوا گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ۷۴ مطابق ۱۲۷۵ھ کا واقعہ ہے۔ مبارکہ بیکم، ۱۲ رمضان ۱۲۷۵ھ کو پیدا ہوئی تھیں۔ جو غالباً ۲۷ مارچ ۱۸۵۷ء کی تاریخ تھی۔ اور لیکھرام حمید کے دوسرے دن ۲۸ مارچ بروز ہفتہ زخمی ہو کر ۶ اور ۷ کی درمیانی شب کو بعد نصف شب اس دنیا سے رخصت ہوا تھا۔ مبارکہ بیکم کی ولادت کی دعا کے وقت حضرت صاحب کے سلنے عالم توحید میں لیکھرام کا آجانا اور حضرت صاحب کا اس کے معاملہ میں بھی دعا کرنا اور پھر اس کا چلہ روز کے اندر نہ رہنا جانا ایک عجیب تعریف الہی ہے جس کے تصدیق سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔

اور کسی قدر بیان کی بے احتیاطی کی بھی گنجائش رکھی جائے۔ تو پھر بھی یہ واقعہ بہت تعجب کے قابل ہے۔

۴۵۰ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقا پوری نے مجھ سے بیان کیا۔ ایک دفعہ ایام جلسہ میں میرے واسطی پر جہاں اب مدرسہ تعلیم الاسلام ہے۔ حضور علیہ السلام تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر گئے۔ ایک دوست نے چادر بچھا دی۔ جس کو پنجابی میں لوٹی کہتے ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام بیٹھ گئے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جو ابھی پچھتے تھے کھڑے رہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے دیکھ کر فرمایا۔ میاں محمود تم بھی بیٹھ جاؤ۔ اس پر آپ چادر پر بیٹھ گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا عام طریق یہ تھا۔ کہ یا تو اپنے بچوں کو صرف نام لیکر بلاتے تھے۔ اور یا خالی میاں کا حفظ کہتے تھے۔ میاں کے حفظ اور نام کو ملا کر بولنا مجھے یاد نہیں مگر ممکن ہے کسی موقع پر ایسا بھی کہا ہو۔

۴۵۱ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقا پوری نے مجھ سے بیان کیا۔ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ اول نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا۔ کہ فلاں غیر احمدی مولوی حضرت صاحب زادہ صاحب (یعنی حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کے مضامین رسالہ تشہید الاذان میں پڑھ کر لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کے بعد ان کا بیٹا ان کی دکان چلائیگا۔ حضور علیہ السلام نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف نظر اٹھا کر صرف دیکھا۔ اور زبان کچھ نہ فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ مافرا رہے ہیں۔

۴۵۲ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاجاموں میں میں نے اکثر ریشمی ازار بند پڑا ہوا دیکھا ہے۔ اور ازار بندیں گنبد کا گچھا بندھا ہوا تھا۔ ریشمی ازار بند کے متعلق بعض اوقات فرماتے تھے۔ کہ ہمیں پشیاں کثرت سے اور علحدگی ملدی آتا ہے۔ تو ایسے ازار بند کے کھولنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔

۴۵۳ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ ایک دفعہ مکیم فضل دین صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا۔ کہ حضور مجھے قرآن پڑھایا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ وہ چاشت کے قریب مسجد مبارک میں آجاتے اور حضرت صاحب اٹھ

قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا دیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ چند روز ہی جاری رہا۔ پھر بند ہو گیا۔ عام درس نہ تھا۔ صرف سادہ ترجمہ پڑھاتے تھے۔ یہ ابتدائی زمانہ سمیت کا واقعہ ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسی طرحی پر ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میاں عبد اللہ صاحب سندوی کو بھی کچھ حصہ قرآن شریف کا پڑھایا تھا۔

۶۵۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی

عبد الکریم صاحب مجھ نماز پڑھا کے حضرت خلیفۃ المسیح اقلؑ بھی موجود نہ تھے۔ تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بوا سیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ میں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا۔ حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں حضور۔ فرمایا کہ پھر ہماری بھی ہو جائے گی۔ آپ پڑھا ئیے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا تو نقص و منوں میں نہیں سمجھا جاتا۔

۶۵۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سل دق کے مرین کے لئے ایک گولی بنائی تھی۔ اس میں کوئین اور کافور کے علاوہ انہوں۔ بھنگ اور دھتورہ وغیرہ زہریلی ادویہ بھی داخل کی تھیں۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ دوا کے طور پر علاج کے لئے اور جان بچانے کے لئے ممنوع چیز بھی جائز ہو جاتی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ شراب کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی فتویٰ تھا۔ کہ ڈاکٹر یا طبیب اگر دوائی کے طبع پر دے تو جائز ہے۔ مگر باوجود اس کے آپ نے اپنے اپنے پڑدادا مرزا گل محمد صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں ان کی مرض الموت میں کسی طبیب نے شراب بتائی۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ اور حضرت صاحب نے اس موقع پر ان کی تعریف کی ہے کہ انہوں نے شراب کو شراب پر ترجیح دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ فتویٰ ادا ہے اور فتویٰ ادا۔

۶۵۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب ایک دفعہ سالانہ جلسہ پر تقریر کر کے جب واپس گھر تشریف لائے۔ تو حضرت میاں صاحب سے (خلیفۃ المسیح

مزد ہوتے وقت بیان کئے ہیں۔ وہ سب آجل غیر مبالغین میں موجود ہیں۔ دراصل ان لوگوں کو اس نے ہلاک کیا۔ اور خود اس کو اس کی خواب بینی اور طبعی صفات نے ہلاک کیا۔ چنانچہ ایک دفعہ ان لوگوں نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ ریویو میں حضرت صاحب کا اور احمیت کی خصوصیات کا ذکر نہ ہو۔ بلکہ عام اسلامی مضامین ہوں۔ تاکہ اشاعت زیادہ ہو۔ اخبار وطن میں بھی یہ تحریک چھپی تھی جس پر حضرت صاحب نے نہایت ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ ہمیں چھوڑ کر کیا آپ مردہ اسلام کو پیش کریں گے؟ عید الحکیم خاں نے حضور کو لکھا تھا۔ کہ آپ کا وجود خادم اسلام ہے نہ کہ عین اسلام۔ مگر حضرت صاحب کے اس فقرہ نے اس کی تردید کر دی۔ کہ دراصل آپ کا وجود ہی روح اسلام ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ مسئلہ بہت باریک ہے کہ کسی مذہب میں اس مذہب کے لانیو اے کے وجود کو کس حد تک اور کس رنگ میں داخل سمجھا جاسکتا ہے۔ مگر ہر حال یہ ایک مسلم صداقت ہے کہ نبی کے وجود سے مذہب کو جبراً نہیں کیا جاسکتا۔ یہ دونوں باہم اس طرح پردے ہوئے ہوتے ہیں۔ جس طرح ایک کپڑے کا تانا اور بانا ہوتا ہے جن کے علیحدہ کرنے سے کپڑے کی تار پود بکھر جاتی ہے۔ بے شک بعض خام طبع موعیدین اسے شرک قرار دے سکتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ خیال خدا شرک میں داخل ہے کہ ایک خدائی فضل کے مقابل میں اپنے خیال کو مقدم کیا جائے نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ خوابوں کا مسئلہ بھی بڑا نازک ہے۔ کئی خوابیں انسان کی دماغی بناوٹ کا نتیجہ ہوتی ہے اور اکثر لوگ ان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

۴۶۶
 بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کے زمانہ میں اس عاجز نے نمازوں میں اور غصوٹا سجدوں میں لوگوں کو آجل کی نسبت بہت زیادہ روتے سنا ہے رونے کی آوازیں مسجد کے ہر گوشہ سے سنائی دیتی تھیں۔ اور حضرت صاحب نے اپنی جماعت کے اس رونے کا فخر کے ساتھ ذکر کیا ہے جس نماز سے پہلے حضرت صاحب کی کوئی خاص تقریر اور نصیحت ہو جاتی تھی۔ اس نماز میں تو مسجد میں گویا ایک کھرام برپا ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ سنگل سے سنگل آدمی بھی متاثر ہوئے بغیر رہتے تھے۔ ایک جگہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ دن میں کم از کم ایک دفعہ تو انسان خدا کے حضور رو لیا کرے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس کے لئے غلطی میں بیشک نعوذ باللہ کو یاد کرنا اور دنیا و اولیاء کے

مک میں نے ابھی بیت مذکی تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی عبدالکوکیم صاحب مرحوم کے حضرت صاحب سے قدیم تعلقات تھے جو غالباً حضرت خلیفہ اولؑ کے واسطے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب مرحوم نے بیت کچھ عرصہ بعد کی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکوکیم صاحب جماعت کے بہترین مقررین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور خوش آہانی کے علاوہ ان کی زبان میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت تھی جو سامعین کو مسح کر لیتی تھی۔

۶۷۲ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد امینیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ احکامات نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے منبہ یعنی گوہ کھلنے سے انکار کیا۔ صدقہ نہیں کھایا۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف نذرانہ اور ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ پیروں کی طرح مصلیٰ اور خرقہ نہیں رکھا۔ رائج الوقت درود و وظائف رشائاً پنج سورہ۔ دعا گنج اعرش۔ درود تاج۔ حزب البحر۔ دعائے سریانی وغیرہ انہیں پڑھتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے لئے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا۔ کیونکہ ساری جائیداد وغیرہ ادائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا۔ اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے۔ کہ ایک انتخاب جہاں کے کام میں نہ ہو سکے۔ دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی محدود تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی۔ کہ حج کریں۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ نے آپ کے بعد آپ کی طرف سے حج بولی کر دیا۔ احکامات ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہوئے مگر ماموریت کے بعد جو قلمی جہاد اور دیگر معرفیت کے نہیں بیٹھے سکے۔ کیونکہ یہ نیکیاں احکامات سے مقدم ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی۔ کہ آپ کسی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں۔ اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔

۶۷۳ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد امینیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اور پیا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر نزدیک سے آخر تک باریک حروف بھی پڑھ لیتے تھے۔ اور مینک کی حاجت محسوس نہیں کی۔ اور دلالت آنکھوں کی یہ حالت

کر لے گا۔ کہ عدالت کے ان سوالوں کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جوابات دیئے ہیں۔ وہ سب کے سب اہم مسائل پر مشتمل ہیں۔ اور آپ کے جوابات سے نبوت اور انصافیت پر کچھ ناامری وغیرہ کے مسائل بھی خوب واضح ہو جاتے ہیں۔

۶۹۶ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔** ڈاکٹر میر محمد انصیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میں نے بار بار دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھتے تو حضرت ائمہ المؤمنینؑ کو اپنے دائیں جانب بٹھوے مقتدی کے کھڑا کر لیتے۔ حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے۔ کہ خواہ محدث اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اُسے در کے ساتھ نہیں۔ بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہیئے۔ اُن اکیلا در مقتدی ہو۔ تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیئے۔ میں نے حضرت ائمہ المؤمنینؑ سے پوچھا تو انہوں نے یہی اس بات کی تصدیق کی۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ کہ حضرت صاحب نے مجھ سے یہی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہو کر چکر آجایا کرتا ہے۔ اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا کرو۔

۶۹۷ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔** ڈاکٹر میر محمد انصیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ صلوات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا۔ اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب کا وقت بہت قریب تھا۔ مگر آپ نے فوراً دعا توڑ دیا۔ آپ ہمیشہ شریعت میں سہل راستہ کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔

۶۹۸ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔** ڈاکٹر میر محمد انصیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ وہ کتابیں جو اکثر حضرت صاحب کی زیر نظر رہتی تھیں۔ نیز تصنیف کے تمام کا فذا ت بستوں میں بندے رہتے تھے ایک ایک وقت میں اس قسم کے تین تین بستے جمع ہو جاتے تھے۔ عموماً دو بیٹے تو ضرور رہتے تھے یہ بستے سٹے ہوئے نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ صوف ایک چورس کپڑا ہوتا تھا جس میں کا فذا اور کتابیں رکھ کر دونوں طرف سے گانٹھیں دے لیا کرتے تھے۔ تصنیف کے وقت آپ کا سارا دھڑ آپ کا ہانگ ہوتا تھا اسی واسطے ہمیشہ بڑے ہانگ پر سویا کرتے تھے۔

کے لئے ایک حکایت بھی بیان کیا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ مہاراجہ شیر سنگھ نے اپنے ایک بادشاہی کو کھانے میں نمک زیادہ ڈالنے کی سزا میں حکم دیا۔ کہ اس کی سب جائیداد ضبط کر کے اسے قید خانہ میں ڈال دیا جائے۔ اس پر کسی اہلکار نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ مہاراجہ اتنی سی بات پر یہ عزت سخت ہے راجہ کہنے لگا کہ تم نہیں جانتے۔ یہ صرف نمک کی سزا نہیں۔ اس کم قیمت نے میرا توبہ کا مضہم کیا ہے۔
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ گرمیل میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور علیہ السلام بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعائوں کے حضور کی ایک نئی نظم پڑھی جس کا یہ مصرع ہے۔ اے خدا اے چارہ آزار ما

خاکا عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم نہایت اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے جو دعائیت سے بڑھ کر معروف مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں صرف مسنون دعائیں یا بجز چرمنی چاہئیں۔ باقی دل میں پڑھنی چاہئیں پس اگر یہ روایت درست ہے تو حضرت صاحب نے اس وقت خاص کیفیت کے رنگ میں اس پر اعتراض نہیں فرمایا ہوگا۔ اور چونکہ ویسے بھی یہ واقعہ صرف ایک منفرد واقعہ ہے اس لئے میری رائے میں حضرت صاحب کا یہ منشا ہرگز نہیں ہوگا۔ کہ لوگ اس طرح کر سکتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت صاحب نے اس وقت سکوت اختیار کر کے بعد میں پیر صاحب کو علیحدہ طور پر سمجھا دیا ہو۔ کہ یہ مناسب نہیں۔ کیونکہ پیر صاحب کی طرف سے اس کی تکرار ثابت نہیں۔ واللہ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مولوی عبداللہ صاحب مولوی فاضل سابق مدرس ڈیرہ بابا تنگ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل خط شیخ فتح محمد صاحب کے پاس دیکھا تھا۔ یہ خط حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اولؒ کے نام تھا۔ مگر خدا کا معنون شیخ فتح محمد صاحب کے متعلق تھا۔ اود لفاذ پر حضرت خلیفہ اولؒ کا جموں والا پتہ درج تھا۔
 مسمیٰ انویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

فتح محمد حصول بشارت کے لئے دو رکعت نماز وقت عشاء پڑھ کر اکتالیس دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور اس کے اقل اور آخر گیارہ گیارہ دفعہ درود شریف پڑھے اور اپنے مقصد کے لئے دعا کر کے اربع قبلہ باد و سورہ ہے۔ جس دن سے شروع کریں۔ اسی دن تک اس کو ختم کریں۔ انشاء اللہ العزیز وہ

۸۴۱ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ خواجہ عبدالرحمن صاحب متوطن کشمیر نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں جب رنج حاجت کے لئے پاخانہ میں جاتے تھے تو پانی کا ٹنٹا لانا ساتھ لے جاتے تھے اور اندر طہارت کرنے کے علاوہ پاخانہ سے باہر آکر بھی ہاتھ صاف کرتے تھے خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا طریق تھا کہ طہارت سے فارغ ہو کر ایک دفعہ دھوا پانی سے ہاتھ دھو لیتے تھے۔ اور پھر مٹی تل کر دوبارہ صاف کرتے تھے۔

۸۴۲ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک شخص کھڑنگہ ریاست جوں کے تھے۔ وہ قادیان آکر مسلمان ہو گئے۔ نام ان کا شیخ عبدالعزیز رکھا گیا۔ ان کو لوگ اکثر کہتے تھے کہ مقتدہ کرلو۔ وہ پہلے سے چونکہ بڑی عمر کے ہو گئے تھے۔ اس لئے بچکا جاتے تھے۔ اور تکلیف سے بھی ڈرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا گیا۔ کہ آیا مقتدہ ضروری ہے فرمایا بڑی عمر کے آدمی کے لئے ستر عورت فرض ہے مگر مقتدہ مرن سنت ہے۔ اس لئے ان کے لئے ضروری نہیں کہ مقتدہ کر لیں۔

۸۴۳ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی مرحوم کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا جب نبی سفیر روایت شنی تو بہت تعجب ہوا۔ کیونکہ میرزا خیال تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ پھر بعد فکر کرنے کے اور طبی طور پر اس مسئلہ پر غور کرنے کے میں اس نتیجہ پر پہونچا کہ احتلام تین قسم کا ہوتا ہے ایک فطری۔ دوسرا شیطانی خواہشات اور خیالات کا نتیجہ اور تیسرا مرض کی وجہ سے۔ انبیاء کو فطری اور بیماری والا احتلام ہو سکتا ہے۔ مگر شیطانی نہیں ہوتا۔ لوگوں نے سب قسم کے احتلام کو شیطانی سمجھ رکھا ہے جو غلط ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب محکم کا یہ خیال درست ہے کہ انبیاء کو بھی بعض اقسام کا احتلام ہو سکتا ہے اور میرا ہمیشہ سے یہی خیال رہا ہے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ جب میں نے پہنچن میں اس حدیث کو پڑھا تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ تو اس وقت بھی میں نے دل میں یہی کہا تھا کہ اس سے شیطانی نظارہ والا احتلام مراد ہے نہ کہ قسم کا احتلام۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب نے جو فطری احتلام اور بیماری کے احتلام کی اصطلاح رکھی ہے یہ غالباً ایک ہی قسم ہے جس میں فطر

درجہ کا فرق ہے یعنی اصل اقسام دو ہی ہیں۔ ایک فطرتی اعتلام جو کسی طبعی تقاضے کا نتیجہ ہوتا ہے اور دوسرے شیطانی اعتلام جو گندے خیالات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۸۴۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیشاب کے ہمیشہ پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے۔ میں نے کسی و حیلہ کرتے نہیں دیکھا۔
۸۴۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اندھیرے میں نہیں سویا کرتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ رات کو اپنے کمرہ میں بالین روشن رکھا کرتے تھے اور تصنیف کے وقت تو دس پندرہ موم بتیاں اکٹھی جلا لیا کرتے تھے۔

۸۴۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے گھر سے یعنی والدہ عوینہ مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کتاب قادیان کے آریہ اور ہم کی نظم لکھ رہے تھے۔ جس کے آخر میں دعا یہی ہے۔ و فایہی ہے و غیرہ آتا ہے۔ تو مولوی عبدالکبیر صاحب مرحوم کی بڑی بیوی مولویانی مرحومہ کی کام کی غرض سے حضرت صاحب کے پاس آئیں حضرت صاحب نے ان سے فرمایا کہ میں ایک نظم لکھ رہا ہوں۔ جس میں یہ یہ قافیہ ہے آپ بھی کوئی قافیہ بتائیں۔ مولویانی مرحومہ نے کہا۔ ہمیں کسی نے پڑھا یا ہی نہیں۔ تو میں بتاؤں کیا حضرت صاحب نے نہیں کہ فرمایا کہ آپ نے بتا تو دیا ہے اور پھر بھی آپ شکایت کرتی ہیں کہ کسی نے نہ پڑھا یا نہیں مطلب حضرت صاحب کا یہ متنازعہ پڑھا یا نہیں کے الفاظ میں جو پڑھا کا لفظ ہے۔ اسی میں قافیہ آگیا ہے چنانچہ آپ نے اسی وقت ایک شعر میں اس قافیہ کو استعمال کر لیا۔

۸۴۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میرے گھر سے یعنی والدہ عوینہ مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عموماً گرم پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے اور ٹھنڈے پانی کو استعمال نہ کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا کہ آپ کے لئے پاخانہ میں لوٹا رکھ دے۔ اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فارغ ہو کر باہر تشریف لائے۔ تو دریافت فرمایا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا۔ جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا۔ تو آپ نے اُسے بلوایا۔ اور اُسے اپنا ہاتھ آگے کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس کے ہاتھ پر اپنے اس لہٹے کا بچا بچا پانی بہا دیا۔ تاکہ اُسے احساس ہو کہ یہ پانی اتنا گرم ہے کہ طہارت میں استعمال

جس میں ہو سکتا۔ اس کے سوا آپ نے اُسے کچھ نہیں کہا۔

۸۴۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیزہ مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم گھر کی چند لڑکیاں تربوز کھا رہی تھیں اس کا ایک چھلکا مائی تابی کو جا لگا جس پر مائی تابی بہت ناراض ہوئی۔ اور ناراضگی میں بددعا میں دینی شروع کر دیں۔ اور پھر خود ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جا کر شکایت بھی کر دی۔ اس پر حضرت صاحب نے ہمیں بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ ہم نے سارا واقعہ سنا دیا۔ جس پر آپ مائی تابی پر ناراض ہونے کے تم نے میری اولاد کے متعلق بددعا کی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی تابی قادیان کے قریب کی ایک بوڑھی عورت تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں رہتی تھی اور اچھا اخلاص رکھتی تھی۔ مگر ناراضگی میں عادتاً بددعا دینے لگتی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے گھر سے خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب پشاور کی لڑکی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کے پرانے صحابی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب بھوت کو خلافتِ ثانیہ کے موقع پر بھٹو کر گئے۔ اور وہ غیر مبایعین کے گروہ میں شامل ہو گئے۔ لیکن احمد شہزادہ میرے گھر سے بدستور جماعت میں شامل ہیں اور دانشگاہِ خلافت میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے والد ماجد کو بھی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

۸۴۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مائی امیر بی بی عرت مائی کا کوہشیرہ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیشتر طور پر عورتوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ غناز باقاعدہ پڑھیں۔ قرآن شریف کا ترجمہ سیکھیں اور خاندانِ دل کے حقوق کو ادا کیا جب کہ کسی کوئی عورت بیت کرتی تو آپ مٹوایا پوچھا کرتے تھے کہ تم قرآن شریف پڑھی ہو یا نہیں۔ اگر وہ نہ پڑھی ہوئی ہوتی تو نصیحت فرماتے تھے کہ قرآن شریف پڑھنا سیکھو۔ اور اگر صرف باغزوہ پڑھی ہوئی۔ تو فرماتے کہ ترجمہ بھی سیکھو۔ تاکہ قرآن شریف کے احکام سے اطلاع ہو۔ اور ان پر عمل کرنے کی توفیق ملے۔

۸۵۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مائی کا کوہشیرہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے سامنے میاں عبد العزیز صاحب پٹواری سیکھوانی کی بیوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کچھ تازہ جلیبیاں

لوگ نے اسی وقت فلا سفر سے معافی مانگی اور اس کو دودھ پلایا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس واقعہ کا ذکر روایت نمبر ۴۳۴ میں بھی ہو چکا ہے اور زمانے کی وجہ سے کہ فلا سفر صاحب مذہب تھے۔ اور جہول میں آتا تھا وہ کہہ دیتے تھے اور مذہبی بزرگوں کے احترام کا خیال نہیں رکھتے تھے چنانچہ کسی ایسی ہی حرکت پر بعض لوگ انہیں مار بیٹھے تھے مگر حضرت سید موجود نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ آج کل فلا سفر صاحب اسی قسم کی حکمت کی وجہ سے جماعت سے خارج ہو چکے ہیں۔

۸۹۱ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:- قاضی محمد یوسف صاحب پشاور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں نے پہلی مرتبہ دسمبر ۱۳۷۷ء میں بمقام حلیہ سالانہ حضرت احمد علیہ السلام کو دیکھا۔ حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید کابل بھی ان ایام میں قادیان میں مقیم تھے۔ حضرت اقدس ان سے فارسی زبان میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

۸۹۲ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:- قاضی محمد یوسف صاحب پشاور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب میں پہلی مرتبہ قادیان آیا تو حضرت اقدس ان ایام میں تھے۔ ناحبہ الکویم صاحب کی اتحاد میں نماز پڑھا کرتے تھے اور مسجد مبارک میں جو گھر کی طرف کو ایک کھڑکی کی طرف کا دروازہ ہے اس کے قریب دیکھا کہ ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ بحالت نماز ماتہ سینہ پر باندھتے تھے اور اکثر اوقات نماز مغرب سے عشاء تک سجدے کے اندر احباب میں جلوہ افروز ہو کر مختلف مسائل پر گفتگو فرماتے تھے۔

۸۹۳ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:- قاضی محمد یوسف صاحب پشاور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدس حضرت مولوی عبدالکویم صاحب کے ساتھ اس کو ٹھہری میں نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی۔ چھوٹے اور بڑے جب مسجد مبارک وسیع کی گئی تو وہ کو ٹھہری منہدم کر دی گئی۔ اس کو ٹھہری کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ غالباً یہ تھی کہ قاضی یا محمد صاحب حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یا محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے مگر ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہو گیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم کو ٹوٹنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔

درست ہے۔ لیکن ہم لوگ جو خدا کے رسول کو ہاتھ لگاتے اور بوسہ دیتے اور مٹیاں بھرتے ہیں۔
 جتنے کہ میں تو اس قدر بے ادب ہوں کہ جب نماز میں حضرت صاحب کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں تو اس
 کی پروا نہیں کرتا کہ نماز ٹوٹتی ہے یا نہیں۔ مونڈھا کھنٹی جو بھی آپ کے ساتھ لگ سکے لگاتا
 ہوں۔ کیا دوزخ کی آگ ہم کو بھی چھوئے گی۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ بھائی صاحب بات
 تو ٹھیک ہے لیکن تالابعداری شرط ہے۔ اللہ اللہ یہ اس وقت کی حالت ہے۔ اور اب ڈاکٹر صاحب
 کی یہ حالت ہے کہ حضرت صاحب کے جگر گوشہ اور خلیفہ وقت سے مخرب ہو رہے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- قاضی محمد یوسف صاحب پشاور نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان
 کیا کہ جولائی ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رد اسپور کی کچہری سے
 باہر تشریف لائے۔ اور خاکسار سے کہا کہ اختتام کرو کہ نماز پڑھ لیں۔ خاکسار نے ایک دہری
 نہایت شوق سے اپنی چادر پر بغرض نماز ڈال دی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
 اقتداء میں نماز نظر و عمرا داکی۔ اس وقت غالباً ہم بیٹل احمدی مقتدی تھے۔ نماز سے فارغ
 ہونے پر معلوم ہوا کہ وہ وری حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی مٹی۔ اور انہوں نے چلے لی۔

۹۰۲

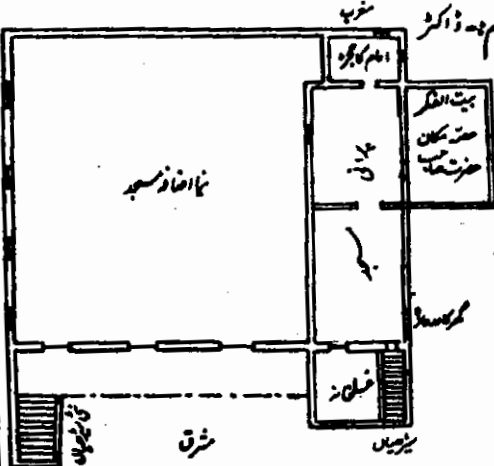
M
O
R
E

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد
 مبارک میں حضور علیہ السلام نماز جماعت میں مہیہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ
 کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آجکل موجود مسجد مبارک کی دوسری صف
 شروع ہوتی ہے۔ یعنی بیت الفکر کو ٹھہری کے ساتھ ہی مغربی طرف۔ امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا
 تھا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص پر جنون کا غلبہ ہوا۔ اور وہ حضرت صاحب کے پاس کھڑا ہونے
 لگا۔ اور نماز میں آپ کو تکلیف دینے لگا۔ اور اگر کسی اس کو پھلی صف میں جگہ ملتی تو سربسہ میں وہ
 صفیں بھلاتا کہ حضور کے پاس آتا اور تکلیف دیتا اور قبل اس کے کہ امام سجدہ سے سر اٹھائے
 وہ اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا۔ اس تکلیف سے تنگ آکر حضور نے امام کے پاس حجرہ میں کھڑا ہونا منع
 کر دیا۔ مگر وہ بھلا بانس حتی المقدور وہاں بھی پہنچ جایا کرتا اور ستا یا کرتا تھا۔ مگر پھر سی و دو
 سبباً من تھا۔ اس کے بعد آپ وہیں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ سبک تو مسیح ہو گئی۔ یہاں بھی
 آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے رہے۔ مسجد اقصیٰ میں جو اور عیادت

۹۰۳

کے موقع پر آپ صفت اول میں مین امام کے پیچھے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ معذور شخص جو دیہات میں تھا اپنے خیال میں انہیں محبت کرتا اور جسم پر نامناسب طور پر ہاتھ پھیر کر تبرک حاصل کرتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس کا ذکر روایت ۱۹۳ میں بھی ہو چکا ہے۔

۹۳



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ کو بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک کا نقشہ یہ ہے۔ اس کے تین حصے تھے۔ ایک چھوٹا مغربی حجرہ امام کے لئے تھا جس میں دو کھڑکیاں تھیں۔ درمیانی حصہ جس میں دو صفیں اور فی صف ۱۰ آدمی بولتے تھے۔ اسی میں

بیت الفکر کی کھڑکی کھلتی تھی اور اس کے مقابل پر جنوبی دیوار میں ایک کھڑکی روشنی کے لئے کھلتی تھی۔ تیسرا باہر کا مشرقی حصہ اس میں عموماً دو اور بعض اوقات تین صفیں اور فی صف ۱۰ آدمی ہوا کرتے تھے اسی میں نیچے بیٹھیاں آتی ہیں اور ایک دروازہ اس کا غسل خانہ میں تھا جو اب چھوٹے کمرہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے اسی تیسرے حصہ میں ایک دروازہ شمالی دیوار میں حضرت صاحب کے گھر میں کھلتا تھا۔ غرضیکہ اس زمانہ میں مسجد مبارک میں امام سید ۲۳ آدمیوں کی باخراخت گنجائش تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جو کمرہ بعد غسل خانہ دکھایا گیا ہے اس میں حضرت صاحب کے کمرے پر غریب کے پیچھے پڑنے کا نشان ظاہر ہوا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ قلمی تحریر دیکھی ہے جس میں حضور نے اس زمانہ کی جماعت کی بات لکھا تھا کہ وہ انشاء اللہ حق میں میرے ساتھ ہوں گے۔ اس زمانہ کی جماعت کی بات محمد خاں صاحب مرحوم، سید محمد خاں صاحب مرحوم اور مفتی فخر احمد صاحب غفاریاں نے

تو تم میرے بیٹے ہو گے تو ناول نہیں پڑھو گے۔"

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھے یہ واقعہ یاد نہیں۔ مگر اس روایت سے مجھے ایک خاص سرحد حاصل ہوئی ہے کیونکہ میں بچپن سے محسوس کرتا آیا ہوں کہ مجھے ناول خوانی کی طرف کسی توجہ نہیں ہوئی۔ نہ بچپن میں نہ جوانی میں اور نہ اب۔ بلکہ ہمیشہ اس کی طرف سے بے رغبتی رہی ہے حالانکہ اکثر نوجوانوں کو اس میں کافی شغف ہوتا ہے اور خاندان میں بھی بعض افراد کبھی کبھی ناول پڑھتے رہے ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت حضرت صاحب نے کسی کو ناول پڑھتے دیکھا ہو گا۔ یا کسی اور درجہ سے ادھر توجہ ہوئی ہوگی جس پر بطریق اقتباہ مجھے یہ نصیحت فرمائی۔ اور پھر میں حضرت صاحب کی توجہ سے خدا کے فضل کے ساتھ اس نفع نعل سے مستفاد رہا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت المومنین نے ایک دن شنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ سماء بھانوتھی۔ وہ ایک مدت جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضرت کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ محاف کے اوپر سے دباتی تھی۔ اس لئے اُسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں۔ وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔ بھانو آج بڑی سردی ہے بھانو کہنے لگی: ہاں جی تہ سے تہ تہاڑی تھان کوڑی دانگو ہویاں ہویاں ایں۔ یعنی جی ہاں جی تو آج آپ کی لاتیں کوڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں بھی غالباً یہ جتنا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے اور تمہیں پتہ نہیں لگا کہ کس چیز کو دبا رہی ہو۔ مگر اس نے سامنے سے اور ہی لطیفہ کر دیا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ بھانو نے کورہ قادیان کے ایک قریب کے گاؤں بسرا کی رہنے والی تھی۔ اول اپنے ماحول کے لحاظ سے اچھی قطعہ اور دیندار تھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قریباً ۱۹۷۱ء یا ۱۹۷۲ء کا واقعہ ہے کہ کہیں سے ایک بہت بڑا لوبہ چینی کا پیالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آیا جس کی بڑائی کی وجہ سے معلوم نہیں اہل بیت نے یا خود حضرت صاحب نے اس کا نام

دُعا اور ذکر الہی کے طریق پر بعض فقرات کی تلقین فرماتے تھے۔

۴۷۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ بعض خاص فقرات حضور کی زبان پر اکثر جاری رہتے تھے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے۔ المدعاء معہ العبادۃ۔ لا یلغ المؤمن من صغروا احد مترتبین۔ یہ کیا ہاشش و ہرچ خواہی کن۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فقرہ علا کا ترجمہ بھی اکثر سنا ہے یعنی مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا۔

۴۷۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عورتوں سے بیعت موف زبانی لیتے تھے۔ ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیتے تھے۔ نیز آپ بیعت ہمیشہ اُردو الفاظ میں لیتے تھے مگر بعض اوقات دہقانی کوئل یا دیہاتی عورتوں سے پنجابی الفاظ میں بھی بیعت لے لیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث سے یہ بخفا ہے۔ کہ حضرت مسلم بھی عورتوں سے بیعت لیتے تھے اُن کے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے۔ دراصل قرآن شریف میں جو یہ آنا ہے کہ عورت کو کسی غیر محرم پر اظہار زینت نہیں کرنا چاہیے۔ اسی کے اندر اس کی ممانعت بھی شامل ہے۔ کیونکہ ہم کے چومنے سے بھی زینت کا اظہار ہو جاتا ہے۔

۱۷۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب مرحوم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ یہ جو استغفر اللہ ربی من عجل ذنب و اقوب الیہ پڑھنے کا کثرت سے حکم آیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسانی کمزوریوں اور غلطیوں کی وجہ سے انسان کو گویا ایک گنہگار یعنی دم لگ جاتی ہے جو کہ حیوانی عضو ہے۔ اور یہ انسان کے لئے بدنامی اور اس کی خوبصورتی کے لئے ناموزوں ہے۔ اس واسطے حکم ہے کہ انسان بار بار یہ دُعا مانگے اور استغفار کرے۔ تاکہ اس حیوانی دم سے بچکر اپنی انسانی خوبصورتی کو قائم رکھ سکے۔ اور ایک محکم انسان بنا رہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس روایت میں غالباً یہ لفظی لطیفہ بھی مد نظر ہے کہ ذنب یعنی گناہ حقیقتہً ایک ذنب یعنی دم ہے۔ جو انسان کی اصلی فطرت کے خلاف اس کے ساتھ لاحق ہو جاتی ہے گویا جس طرح ذنب اور ذنب یعنی دم کے الفاظ اپنی ظاہری صورت میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ اسی طرح ان میں معنوی مشابہت بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

کس خیال میں پھر رہے تھے۔ روزہ حضور کو اکیلے پھرتے لدھیانہ میں نہ دیکھا تھا۔ اور خاکسار بھی اسی خیال سے سامنے نہ ہوا کہ شاید کوئی عبید ہو گا۔ پھر اسی لدھیانہ میں خاکسار نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام دہلی سے واپس لدھیانہ تشریف لائے۔ تو حضور کی زیارت کے لئے اس قدر استیصال ہو کر ہو گیا تھا کہ بڑے بڑے معزز لوگ آدمیوں کی کثرت اور دھکا پھیل سے زمین پر گر گئے تھے۔ اور پولیس والے بھی عاجز آ گئے تھے کہ دو غبار آسمان کو جا رہا تھا۔ اور حضور اقدس علیہ السلام نے بھی بڑی محبت سے لوگوں کو فرمایا کہ ہم تو یہاں جو ہمیں گھنٹے نہیں گئے ملنے والے وہاں قیامگاہ پر آجائیں۔ ایک وقت اکیلے یہاں پھرتے دیکھا اور پھر یہ بھی دیکھا کہ اس قدر ہجوم آپ کی زیارت کے لئے جمع ہو گیا تھا۔

اس موقع الذکر سفر میں حضور علیہ السلام نے لدھیانہ میں ایک لیکچر دیا۔ جس میں منہد و عیسائی مسلمان اور بڑے بڑے معزز لوگ موجود تھے۔ تین گھنٹے حضور اقدس نے تقریر فرمائی۔ حالانکہ بوجہ سفر دہلی کچھ طبیعت بھی درست نہ تھی۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ اس لئے حضور اقدس نے بوجہ سفر روزہ نہ رکھا تھا۔ اب حضور اقدس نے تین گھنٹہ تقریر جو فرمائی تو طبیعت پر منفعت سا طاری ہوا۔ مولوی محمد آسن صاحب نے اپنے ہاتھ سے دودھ پلایا۔ جس پر ناواقف مسلمانوں نے اعتراض کیا کہ مرزا رمضان میں دودھ پیتا ہے۔ اور شکر کرنا چاہا۔ لیکن چونکہ پولیس کا انتظام اچھا تھا۔ فوڈ ایڈیٹر نے والے مسلمان وہاں سے محال دیئے گئے۔ اس موقع پر یہاں پر تین تقاریر ہوئیں۔ اول مولوی عبید محمد آسن صاحب کی دوسرے حضرت مولوی فواد الدین صاحب کی۔ تیسرے حضور اقدس علیہ السلام کی پھر یہاں سے حضور امت سر تشریف لے گئے۔ وہاں سنا ہے کہ مخالفوں کی طرف سے سنگباری بھی ہوئی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بازار میں اکیلے پھرنے کی بات تو خیر ہوئی مگر مجھے بات سمجھ میں نہیں آتی کہ حضور بازار کے اندر طرف صمدی میں پھر رہے تھے۔ اور جہم پر کوٹ نہیں تھا۔ کیونکہ حضرت صاحب کا طریق تھا کہ گھر سے باہر ہمیشہ کوٹ پہنکر نکلتے تھے۔ پس اگر میر صاحب کو کوئی فطی نہیں لگی تو اس وقت کوئی خاص بات ہوگی یا جلدی میں کسی کام کی وجہ سے ٹھل آئے ہوں گے۔ یا کوٹ کا خیال نہیں آیا ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر سید عبدالستاد شاہ صاحب نے مجھ سے خدیوہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑائی زینب بیگم نے بیان کیا۔ کہیں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت

میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ جھک جھک پٹکھا پٹکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اٹھانیں کی قسم کی تنکناں دیکھیں۔ مجھ کو نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دُودھ دیا موقوفہ یا کہ عشاء کی نماز سے منہ نہ کرنا صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ میند نہ غنودگی اور نہ تنکناں معلوم ہوئی۔ بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ اسی طرح جب مبارک احمد صاحب بیمار ہوئے۔ تو مجھ کو ان کی خدمت کے لئے بھی اسی طرح کئی راتیں گزارنی پڑیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ لڑیبا اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ اور آپ کئی دفعہ اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے۔

۹۱۱ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیحؑ کے درس میں جب آیت وما ابزأ نفسی ان النفس لا تاداک بالسوء الا ما رحمہ ربی۔ ان ربی غفیر رحیمہ آیا کرتی۔ تو آپ کہا کرتے تھے کہ یہ عزیز ممر کی بیوی کا قول ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کے سامنے بھی یہ بات کسی دوست نے پیش کر دی۔ کہ مولوی صاحب اسے اعلیٰ العزیز کا قول کہتے ہیں۔ حضرت صاحب فرمانے لگے۔ کیا کسی کا فریاد یہ کارِ عدت کے منہ سے بھی ایسی معرفت کی بات نکل سکتی ہے۔ اس فقرہ کا تو لفظ لفظ کمال معنی پر دلالت کرتا ہے۔ تو سوائے نبی کے کسی کا کلام نہیں ہو سکتا۔ یہ مجھ اور احقران کو دودی کا اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس کی صفات کا ذکر یہ انبیاء ہی کی شان ہے۔ آیت کا مضمون ہی بتا رہا ہے کہ یوسف کے سوا اور کوئی اسے نہیں کہہ سکتا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس واقعہ کا ذکر روایت ۲۷۲ میں بھی آچکا ہے۔

۹۱۲ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ کسی تکلیف کے علاج کے لئے اس عاجز کو یہ حکم دیا کہ ڈاکٹر محمد حسین صاحب لاہوری ساکن بھائی دروازہ سے (رحمت ہوئے فوت ہو چکے ہیں) نسخہ لکھوا کر لاؤ۔ اور اپنا حال بھی لکھ دیا۔ اور بتا بھی دیا چنانچہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے نسخہ لاکر حضرت صاحب کو دیا۔ ڈاکٹر صاحب سے معلوم ہوا کہ حضرت صاحب ان سے پہلے

چار پائیوں پر مفتی محمد صادق صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب درجہ فرمود بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ایک لہری نیچے پڑی ہوئی تھی۔ اس پر میں دو چار آدمیوں سمیت بیٹھا ہوا تھا۔ میرے پاس مولوی عبدالستاد خان صاحب بزرگ بھی تھے۔ حضرت صاحب کھڑے تقریر فرما رہے تھے کہ چنانکہ حضورؐ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب آپ میرے پاس چار پائی پر آکر بیٹھ جائیں۔ مجھے شرم محسوس ہوئی کہ میں حضورؐ کے ساتھ برابر ہو کر بیٹھوں۔ حضورؐ نے دوبارہ فرمایا کہ شاہ صاحب آپ میرے پاس چار پائی پر آجائیں۔ میں نے عرض کی کہ حضورؐ میں یہیں اچھا ہوں۔ تیسری بار حضورؐ نے خاص طہر پر فرمایا کہ آپ میری چار پائی پر آکر بیٹھ جائیں۔ کیونکہ آپ سید ہیں اور آپ کا احترام ہم کو منظور ہے۔ حضورؐ کے اس ارشاد سے مجھے بہت فرحت ہوئی۔ اور میں اپنے سید ہونے کے متعلق حق الیقین تک پہنچنے کے لئے جو آسانی شہادت چاہتا تھا۔ وہ مجھے مل گئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو تو اپنے سید ہونے کا ثبوت ملنے پر فرحت ہوئی اور مجھے اس بات سے فرحت ہوئی ہے کہ چودہ سو سال گزر جانے پر بھی حضرت سید محمد علیہ السلامؑ کو آنحضرت صلیع کی اولاد کا کس قدر پاس تھا۔ اور یہ پاس عام تو ہمارے رنگ میں نہیں تھا۔ بلکہ بعیرت اور محبت پر مبنی تھا۔

۹۱۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبدالستاد شاہ صاحب نے بنیدہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضورؐ علیہ السلامؑ سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے تو میں ربیعہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ان ایام میں مجھے مرقا کا سخت دورہ تھا۔ میں شرم کے مارے آپ سے عرض نہ کر سکتی تھی۔ مگر میرا دل چاہتا تھا کہ میری بیماری سے کسی طرح حضورؐ کو علم ہو جائے تاکہ میرے لئے حضورؐ دعا فرمائیں۔ میں حضورؐ کی خدمت کر رہی تھی کہ حضورؐ نے اپنے اہلخانہ اور صفائی قلب سے خود معلوم کر کے فرمایا۔ زینب تم کو مرقا کی بیماری ہے ہم دعا کیجئے۔ تم کچھ ورزش کیا کرو۔ اور پیدل چلا کرو۔ مگر میں ایک قدم بھی پیدل نہیں چلا سکتی تھی۔ اگر وہ چار قدم چلتی تھی۔ تو دورہ مرقا و خفقان بہت تیز ہو جاتا تھا۔ میں نے اپنے مکان پر جانے کے لئے جو حضورؐ کے مکان سے قریباً ایک میل دور تھا۔ ٹانگے کی تلاش کی۔ مگر نہ مل سکا۔ اس لئے مجھ کو پیدل جانا پڑا۔ مجھ کو پیدل چلنا سخت مصیبت اور طاقت معلوم ہوتی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد انجین صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نکاح کے معاملہ میں قوم اور کفو کو ترجیح دیتے تھے۔

خاکہ: اگر عمن کرتا ہے۔ مگر گو لوگوں نے بات کو بڑھا لیا ہے مگر اس میں شبہ نہیں کہ عام حالات میں اپنی قوم کے اندر اپنے کفو میں شادی کرنا کئی لحاظ سے اچھا ہوتا ہے مگر یہ خیال کرنا کسی حالت میں بھی قوم سے باہر رشتہ نہیں ہونا چاہیے غلطی ہے۔ اور کفو سے مراد اپنے قتل اور حیثیت کے مناسب حال لوگ ہیں۔ خواہ وہ اپنی قوم میں سے ہوں یا غیر قوم سے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ اول اول جب میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ آپ کو ہمارے پاس بار بار آنا چاہیے تاکہ ہمارا فیضان قلبی اور صحبت کے اثر کا پورا پورا آپ پر پڑ کر آپ کی روحانی ترقیات ہوں۔ میں نے عرض کی کہ حضور ملازمت میں رخصت بار بار نہیں ملتی۔ فرمایا۔ ایسے حالات میں آپ بذریعہ خط۔ بار بار یاد دہانی کراتے رہا کریں۔ تاکہ دعاؤں کے ذریعہ توجہ جاری رہے۔ کیونکہ فیضان الہی کا اجرا قلب پر صحبت صالحین کے تکرار یا بذریعہ خطوط و دعا کی یاد دہانی پرمختصر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میری بڑی لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قہوہ پی رہے تھے کہ حضور نے منجھو اپنا بچا ہوا قہوہ دیا۔ اور فرمایا۔ زینب یہ پی لو میں نے عرض کی حضور بیگم ہے۔ اور منجھو ہمیشہ اس سے تکلیف ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارا بچا ہوا قہوہ ہے تم پی لو۔ کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ میں نے پی لیا۔ اور اس کے بعد پھر کبھی مجھے قہوہ سے تکلیف نہیں ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ عربی کی دولت کی کتابیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش نظر سب سے زیادہ رتی تھیں۔ چھوٹی لغتوں میں سرفراز تھی اور بڑی لغات میں سے لسان العرب۔ آپ یہی دو لغتیں زیادہ دیکھتے تھے۔ گو کبھی کبھی قاموس بھی دیکھ لیا کرتے تھے اور آپ لسان العرب کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ ایک دن حضرت مسیح موعود کے مکان کی مہترانی ایک حصہ مکان میں مصفا

خاکسار عرض کرتا ہے کہ پیر کامرہ کی نذر رو کر نامہ دیکھنے کے لئے مفت سے بڑھ کر ہوتا ہے اس لئے
جسائے اس کے کہ کسی پر کوئی خاص نارا منگی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سب کی نذر قبول فرما لیتے تھے
اور سب کے لئے دعا کرتے تھے اور ہر ایک کو اچھے اپنے رنگ میں دعا فائدہ پہنچاتی تھی کسی کو فتح کے
رنگ میں اور کسی کو اور رنگ میں۔

۷۸۶ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظہ حامد علی صاحب مرحوم نے براہِ رسالت
عبدالرحمن صاحب جٹ مولوی فاضل محمد سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
وقت میں میں اور اہلیہ باہوشہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں۔ اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر
میں سونے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگہ دینا۔ ایک ۱۰۰ کا ۱۰۰ اللہ سے کہیں نے آپ کی زبان پر
کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو بلا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام میں عام
طہر پر پہرہ پر مائی جو منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجر والہ اور اہلیہ باہوشہ دین ہوتی تھیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی رسول بی بی صاحبہ میری رضامی ماں ہیں اور حافظہ حامد علی صاحب
مرحوم کی بیوہ ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے برائے خادم تھے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب ان کے
داماد ہیں۔

۷۸۷ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ منشی لغز احمد صاحب کپور ستلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ
ایک دفعہ جب میں قادیان میں تھا اور اوپر سے رمضان شریف آگیا۔ تو میں نے گھر آنے کا ارادہ کیا
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ نہیں سدا رمضان ہیں رہیں۔ میں نے عرض کی۔ حضور ایک
شرط ہے کہ حضور کے سامنے کا جو کھانا ہو۔ وہ میرے لئے آسمانیا کہے۔ آپ نے فرمایا۔ بہت اچھا۔
چنانچہ دونوں وقت حضور برابر اپنے سامنے کا کھانا مجھے بھجاتے رہے۔ دوسرے لوگوں کو بھی یہ خبر ہو گئی
اور وہ مجھ سے یحییٰ لیتے تھے یہ کھانا بہت سا ہوتا تھا۔ کیونکہ حضور بہت کم کھاتے تھے۔ اور بیشتر
حصہ سامنے سے اسی طرح اشکر آجاتا تھا۔

۷۸۸ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کسی کبھی ملاقات
سر کی تکلیف پہنچاتی تھی۔ جو بعض اوقات اچانک پیدا ہو جاتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت
صاحب گھر میں ایک چار بائی کو کھینچ کر ایک طرف کرنے لگے۔ تو اس وقت آپ کو اچانک چکر آگیا

نہیں ہو سکتا۔ اس کے سوا آپ نے اُسے کچھ نہیں کہا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیزہ منظر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم گھر کی چند لڑکیاں تو بوز کھا رہی تھیں اس کا ایک چھلکا مائی ثانی کو جا لگا جس پر مائی ثانی بہت ناراض ہوئی۔ اور ناراضگی میں بددعا میں دینی شروع کر دیں۔ اور پھر خود ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جا کر شکایت بھی کر دی۔ اس پر حضرت صاحب نے ہمیں بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے ہم نے سارا واقعہ سنا دیا جس پر آپ مائی ثانی پر ناراض ہوئے کہ تم نے میری اولاد کے متعلق بددعا کی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی ثانی قادیان کے قریب کی ایک بوڑھی عورت تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں رہتی تھی اور اچھا اخلاص رکھتی تھی۔ مگر ناراضگی میں عادتاً بددعا میں دینے لگتی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے گھر سے خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب پشاور کی لڑکی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کے پرانے صحابی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب بھوت کو خلافتِ ثانیہ کے موقع پر پھو کر لگی۔ اور وہ غیر مبایعین کے گروہ میں شامل ہو گئے۔ لیکن احمد نند کہ میرے گھر سے بدستور جماعت میں شامل ہیں اور دابستانِ خلافت میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے والد ماجد کو بھی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مائی امیر بی بی عرف مائی کا کو ہمیشہ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیشتر طور پر عورتوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ نماز باقاعدہ پڑھیں۔ قرآن شریف کا ترجمہ سیکھیں اور خاندانوں کے حقوق کو ادا کیا۔ جب کسی کوئی عورت بیت کرتی تو آپ غوٹا پوچھا کرتے تھے کہ تم قرآن شریف پڑھی ہوئی ہو یا نہیں۔ اگر وہ نہ پڑھی ہوئی ہوتی تو نصیحت فرماتے تھے کہ قرآن شریف پڑھنا سیکھو۔ اور اگر صرف تافہ پڑھی ہوئی۔ تو فرماتے کہ ترجمہ بھی سیکھو۔ تاکہ قرآن شریف کے احکام سے اطلاع ہو۔ بعد ان پر عمل کرنے کی توفیق ملے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مائی کا کو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے سامنے میاں عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھوانی کی بیوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کچھ تازہ جلیبیاں

B
A
C
K

M
O
R
E

لائی۔ حضرت صاحبِ نہان میں سے ایک علیی اٹھا کر منہ میں ڈالی۔ اس وقت ایک راولپنڈی کی عورت پاس بیٹھی تھی۔ اس نے گہر کر حضرت صاحب سے کہا۔ حضرت یہ تو منہ دو کی نبی ہوئی ہیں۔ حضرت صاحب نے کہا۔ تو پھر کیا ہے۔ ہم جو بڑی کھاتے ہیں۔ وہ گو برا اور باخانہ کی کھاد سے تیار ہوتی ہے۔ اور اسی طرح بعض اور مثالیں دے کر اُسے بھجایا۔

۸۵۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- مائی کا کو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے بھائی خیر دین کی بیوی نے مجھ سے کہا کہ شام کا وقت گھر میں بڑے کام کا وقت ہوتا ہے اور مغرب کی نماز عموماً قضا ہو جاتی ہے۔ تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کر دو کہ ہم کیا کریں۔ میں نے حضرت صاحب سے دریافت کیا۔ کہ گھر میں کھانے وغیرہ کس نظام میں مغرب کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں اس کی اجالت نہیں دے سکتا۔ اور فرمایا کہ جمع اور شام کا وقت خاص طور پر رکات کے نزول کا وقت ہوتا ہے۔ اور اس وقت فرشتوں کا پہرہ بدلتا ہے۔ ایسے وقت کی رکات سے اپنے آپ کو محروم نہیں کرنا چاہیئے۔ ہاں کبھی مجبوری ہو تو عشاء کی نماز سے نلکار مغرب کی نماز جمع کی جا سکتی ہے۔ مائی کا کو نے بیان کیا کہ اس وقت سے ہمارے گھر میں کسی نے مغرب کی نماز قضا نہیں کی اور ہمارے گھروں میں یہ طریق عام طود پر رائج ہو گیا ہے کہ شام کا کھانا مغرب سے پہلے ہی کھا لیتے ہیں تاکہ مغرب کی نماز کو صحیح وقت پر ادا کر سکیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی کا کو نے جو قضا کا لفظ استعمال کیا ہے یہ عرف عام میں غلط طود پر استعمال ہونے لگا ہے۔ دہنہ اس کے اصلی معنی پورا کرنے اور ادا کرنے کے ہیں نہ کہ کھونے اور منائع کرنے کے۔ مجھے اس کا اس لئے خیال آیا کہ مجھے یاد ہے کہ حضرت صاحب نے بھی ایک جگہ اس لفظ کے غلط استعمال کے متعلق ذکر کیا ہے۔

۸۵۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- مائی کا کو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضرت صاحب نے جماعت میں بکروں کی قربانی کا حکم دیا تھا۔ تو ہم نے بھی اس ارشاد کی تعمیل میں بکرے قربان (صدقہ) کروائے تھے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد میں نے خواب دیکھا۔ کہ ایک بڑا بھاری مجلس آ رہا ہے اور اس مجلس کے آگے کوئی شخص رتھ میں سوار ہو کر چلا آ رہا ہے۔ جس کے اند گد پر دسے بیٹے ہوئے ہیں اور لوگوں میں شور ہے کہ محمد مسلم آ گئے۔ محمد مسلم آ گئے۔ میں نے آگے بڑھ کر رتھ کا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ منسلک ذیل ادویات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ اپنے صندوق میں رکھتے تھے۔ اور اپنی کو زیادہ استعمال کرتے تھے۔ انگریزی ادویہ میں سے کونین۔ ایسٹن سیرپ۔ فولاد۔ ارگٹ۔ وائٹیم اپی کاک۔ ٹوکا۔ اور کولا کے مرکبات۔ پیرٹ ایمونیا۔ بید مشک۔ سٹرنس وائن آف کافور ایل۔ کلوٹھوین کاکل پل سلفورک ایسڈ ایمو میک۔ سٹائن ایمیشن۔ رکھا کرتے تھے۔ اور یونانی میں سے رشک۔ قنبر کا قنبر ہینگ۔ جدوار۔ اور ایک مرکب جو خود تیل کیا تھا یعنی تریاق الہی رکھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جگ فریاد کی مشک ہے۔ اور فرماتے تھے کہ انبوس میں عجیب و غریب فوائد ہیں۔ اسی لئے اسے محکمہ نے تریاق کا نام دیا ہے۔ ان میں سے بعض دوائیں اپنے لئے ہوتی تھیں۔ اور بعض دوسرے لوگوں کے لئے۔ کیونکہ اور لوگ بھی حضور کے پاس دوا لینے آیا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں نماز صبح کے وقت کچھ پہلے تشریف لے آئے ابھی کوئی روشنی نہ ہوئی تھی۔ اس وقت آپ مسجد کے اندر اندھیرے میں ہی بیٹھے رہے۔ پھر جب ایک شخص نے آکر روشنی کی تو فرمانے لگے کہ دیکھو روشنی کے آگے ظلمت کس طرح جھاگتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز پیر سراج الحق صاحب سرسادی اپنے علاقہ کے آمل کی تعریف کر رہے تھے کہ ہمارا علاقہ میں آم بہت میٹھے ہوتے ہیں۔ جو لوگ ان کو کھاتے ہیں۔ تو گھلیوں کا ڈھیر لگا دیتے ہیں گو بالوگ کثرت سے آم جڑتے ہیں۔ اس وقت حضرت اقدس بھی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا بیٹھا جو آم میٹھے ہوتے ہیں وہ عموماً ثقیل ہوتے ہیں اور جو آم کسی قدر ترش ہوتے ہیں وہ سریع البصر ہوتے ہیں۔ پس میٹھے اور ترش دونوں جو سنے چاہئیں۔ کیونکہ قدرت نے ان کو ایسا ہی بنایا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تکمیل ہدایت کا زمانہ تھا۔ اور مسیح موعود کا زمانہ تکمیل اشاعت کا زمانہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت

سمجھ کر ہا کر مہیا کہ لوٹے کو دھونے وقت کرتے ہیں پھینک دیا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ یہ دودھ تھا۔ تو مجھے سخت ندامت ہوئی لیکن حضور نے بڑی نرمی اور دلجوئی سے فرمایا۔ اور بار بار فرمایا۔ کہ بہت اچھا ہوا کہ آپ نے اُسے پھینک دیا۔ یہ دودھ اب خراب ہو چکا تھا۔

فاکسار عرض کرتا ہے کہ علاوہ دلدادگی کے حضرت صاحب کا منشا یہ ہوگا کہ لوٹے وغیرہ کی قسم کے برتن میں اگر دودھ زیادہ دیر تک پڑا رہے تو وہ خراب ہو جاتا ہے۔ نیز فاکسار عرض کرتا ہے کہ کیاں عبدالعزیز صاحب حضرت صاحب کے پرانے مخلصین میں سے ہیں اور اب ایک عرصہ سے پٹوار کے کام سے ریٹائر ہو کر قادیان میں سکونت پذیر ہو چکے ہیں۔ نیز فاکسار عرض کرتا ہے کہ غشی عبدالعزیز صاحب کی بہت سی روایات مجھے محکم مرزا عبدالحق صاحب دکیل گودا سپور نے نکھک دی ہیں۔ نبخذا کا اللہ خذیڑا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ غشی عبدالعزیز صاحب ادجلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک شخص مسمی ساون ساکن سبکیوال نے میرے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی میت کی تھی۔ اب وہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہیں۔ ان کو نزول الماد کی بیماری تھی۔ حضرت خلیفہ اولؑ کو انھیں دکھائیں تو انھوں نے فرمایا کہ پہلے پانی آکر مینائی بال بل جاتی رہے گی۔ تو پھر ان کا علاج کیا جائے گا۔ ان کو اس سے بہت مدد ہوئی۔ اس کے بعد انہوں نے یہ طریق اختیار کیا۔ کہ جب کبھی وہ قادیان آتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بیٹھے کا موقعہ پاتے تو حضور کا شملہ مبارک اپنی آنکھوں سے لگا لیتے کچھ عرصہ میں ہی ان کی بیماری نزول الماد جاتی رہی اور جب تک وہ زندہ رہے ان کی آنکھیں درست رہیں کسی علاج وغیرہ کی ضرورت پیش نہ آئی۔

فاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر یہ روایت درست ہے تو اس قسم کی معجزہ اشفا کے نمونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی کثرت سے ملتے ہیں اور حدیث میں ان کا ذکر موجود ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان کرتے تھے کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی۔ تو ایک عرصہ تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو زجاج عشق کے نام سے مشہور ہے۔ بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ حضرت خلیفہ اولؑ بھی فرماتے تھے کہ میں نے یہ نسخہ ایک بلالہ

امیر کو کھلایا۔ تو خدا کے فضل سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ جس پر اس نے میرے کے کوٹے میں نذر دیئے۔

نسخہ زہام عشق یہ ہے۔ جس میں ہر حرف سے دوا کے نام کا پہلا حرف مراد ہے۔
زعفران۔ دارچینی۔ جالغسل۔ افیون۔ مشک۔ عطر قزحہ۔ شکر لؤلؤ۔ قزقل یعنی لونگ۔ ان سب کو ہوزن کوٹ کر گولیاں بناتے ہیں۔ اور روغن سم الفار میں چربا کر کے رکھتے ہیں اور روزانہ ایک گولی استعمال کرتے ہیں۔

الہامی ہونے کے متعلق دو باتیں سنی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ نسخہ ہی الہام ہوا تھا۔ دوسرے یہ کہ کسی نے یہ نسخہ حضور کو بتایا۔ اور پھر الہام نے اسے استعمال کرنے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم۔
خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل نے بیان کیا کہ روغن سم الفار کی مقدار اجزاء کی مقدار سے ڈھائی گنا زیادہ ہوتی ہے۔ یعنی اگر یہ اجزاء ایک ایک تولہ کی صورت میں جمع کئے جائیں تو روغن سم الفار ڈھائی تولہ ہوگا۔ اور اسی طرح مولوی صاحب نے بیان کیا کہ ان اجزاء میں بعض اوقات مردارید بھی اسی نسبت سے یعنی فی تولہ جزو پر ڈھائی تولہ مردارید زیادہ کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؒ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؒ روغن سم الفار اس طرح تیار کروایا کرتے تھے کہ مثلاً ایک تولہ سم الفار کو باریک پسکر اُسے دو سیر دودھ میں حل کر کے دہی کے طور پر جاگ لگا کر حادیتے تھے اور پھر اس دہی کو بلو کر جو کھن نکلتا تھا اسے بصورت گھی صاف کر کے استعمال کرتے تھے۔ اور نسخہ میں جو روغن سم الفار کی مقدار بتائی گئی ہے۔ وہ اسی روغن سم الفار کی مقدار ہے نہ کہ خود سم الفار کی۔ اور تیار شدہ دوائی کی خوراک نصف رتی سے ایک رتی تک ہے جو دن رات میں ایک دفعہ کھائی جاتی ہے اور کسی کسی ناغہ بھی کرنا چاہیئے۔

۵۷۰ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے تھے کہ ہمارے ساتھ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور الہام ہے کہ نزلت الرحمة علی السلاشۃ العین و علی الاخذیین۔ یعنی تمہارے تین اعضاء پر خدائی رحمت کا نزول ہے ایک ان میں سے آنکھ ہے اور دو اور اعضاء ہیں۔ فرماتے تھے۔ دوسرے دو اعضاء کا نام

اور ابھی مدنی رکھتا تھا۔ مگر حضرت مولوی صاحب بکمال بنے نفسی و سکینی مدتوں اسی کھانے کو کھاتے رہے اور کوئی اضافہ نہ کیا۔ اس حرکت کے متعلق نہ کیا۔ پھر اس کے بعد وہ زمانہ آیا کہ لوگ اپنے گھروں میں اختتام کھانے کا کرنے لگے تو ان دنوں میں چند دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت مولوی صاحب اگر کسی بیمار ہوتے اور حضرت صاحب کو معلوم ہوتا کہ مولوی صاحب کے کھانے کا اختتام ٹھیک نہیں ہے تو آپ اپنے ہاں سے ان کے لئے کھانا بھجوانا شروع کر دیتے تھے۔ جو مدت تک باقاعدہ ان کے لئے جاتا رہتا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ سلاہور کی پہلی شادی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گورداسپور میں کرائی تھی۔ جب رشتہ ہونے لگا۔ تو لڑکی کو دیکھنے کے لئے حضور نے ایک عورت کو گورداسپور بھیجا کہ وہ آکر پرکھ کرے کہ لڑکی صحت و شکل وغیرہ میں کیسی ہے اور مولوی صاحب کے لئے مولود بھی ہے یا نہیں۔ چنانچہ وہ عورت گئی۔ جاتے ہوئے اسے ایک یادداشت لکھ کر دی گئی۔ یہ کاغذ میں نے لکھا تھا اور حضرت صاحب نے بشورہ حضرت ام المؤمنین لکھو ایا تھا۔ اس میں مختلف باتیں نوٹ کرائی تھیں۔ مثلاً یہ کہ لڑکی کا رنگ کیسا ہے۔ قد کتنا ہے۔ اس کی آنکھوں میں کوئی نقص تو نہیں۔ ناک۔ ہونٹ۔ گردن۔ دانت۔ چال و عمل وغیرہ کیسے ہیں۔ غرض بہت ساری باتیں ظاہری شکل و صفت کے متعلق لکھوادی تھیں۔ کہ ان کی بابت خیال رکھے۔ اور دیکھ کر واپس آکر بیان کرے۔ جب وہ عورت واپس آئی اور اس نے ان سب باتوں کی بابت اچھا یقین دلایا۔ تو رشتہ ہو گیا۔ اسی طرح جب خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے اپنی بڑی لڑکی حضرت میاں صاحب (یعنی خلیفہ المسیح الثانی) کے لئے پیش کی۔ تو ان دنوں میں یہ خاکسار ڈاکٹر صاحب موصوف کے پاس چکرا پھاڑ پر جہاں وہ متعین تھے۔ بطور تبدیل آب و ہوا لگایا ہوا تھا۔ واپسی پر مجھ سے لڑکی کا تعلیم وغیرہ تفصیل سے پوچھا گیا۔ پھر حضرت میاں صاحب سے بھی کئی سے پہلے کئی لڑکیوں کا نام لے لے کر حضور نے ان کی والدہ کی معرفت دریافت کیا کہ ان کی کہاں مرضی ہے چنانچہ حضرت میاں صاحب نے سہی والدہ نامہ احمد کو انتخاب فرمایا اور اس کے بعد شادی ہو گئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت معلوم بھی تاکید فرمایا کرتے تھے کہ شادی کی

ذکرِ حبیب کم نہیں صل حبیب کے

ذکرِ حبیب و علیہ الصلوٰۃ والسلام

مُصَنَّف

حضرت قبلہ مفتی محمد صادق صاحب

حسب

مینجر بک پو تالیف و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور

شائع کیا

دسمبر ۱۹۳۶ء

تعداد طبع ۱۰۰۰

بار اول

یہی مسئلہ پیش کیا۔ کہ آپ کی بعض تحریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کو ٹھوکر لگتی ہے۔ حضرت صاحب نے اسکی تشریح فرمائی کہ میری مراد اسکی کیا ہے۔ جس پر ان مولوی صاحب نے کہا کہ اچھا آپ تحریر کر دیں۔ کہ آپ کی تحریرات میں جہاں کہیں نبوت کا لفظ ہے، وہ ایسا نہیں۔ کہ جو ختم نبوت کے منافی ہو۔ اور اس سے مراد محدثیت ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ بیشک میں لکھ دیتا ہوں۔ چنانچہ اُسی وقت حضور نے ایک تحریر لکھ کر مولوی صاحب کو دیدی۔ جو کہ انہوں نے اپنے پاس رکھ لی۔ تاکہ ان لوگوں کو دکھائیں۔ جو اس وجہ سے حضرت صاحب پر کفر کا فتویٰ لگاتے تھے۔ انہی دنوں میں ایک دن بعض شریر لوگ مخالف مولویوں کے ہرکانے سے اُس مکان پر حملہ کر کے آگئے۔ جہاں پر ہم ٹھہرے ہوئے تھے۔ اور مکان کے اوپر زنانہ میں گھسنا چاہتے تھے۔ مگر چند آدمیوں نے جو ساتھ تھے۔ بڑی ہمت سے سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر ان لوگوں کو روکا۔ اور بعد میں پولیس کے پہنچ جانے سے وہ لوگ منتشر ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امر سر جانے کی خبر سے بعض اور اصحاب بھی مختلف شہروں سے وہاں آگئے۔ چنانچہ کچھ کچھ تھلے سے محمد خاں صاحب مرحوم اور منشی ظفر احمد صاحب بہت دنوں وہاں ٹھہرے رہے۔ گری کا موسم تھا۔ اور منشی صاحب اور میں ہر دو نچھٹا البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چارپائی پر دونوں لیٹ جاتے تھے۔ ایک شب دن بجے کے قریب میں تھیلٹر میں چلا گیا۔ اور مکان کے قریب ہی تھا۔ اور تماشہ ختم ہونے پر دو نیچے رات کو واپس آیا۔ صبح منشی ظفر احمد صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی۔ کہ مفتی صاحب رات تھیلٹر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں فرمایا۔ منشی ظفر احمد صاحب نے خود ہی مجھ سے ذکر کیا کہ میں تو حضرت صاحب کے پاس آپکی شکایت لیکر گیا تھا۔ اور میرا خیال تھا کہ حضرت صاحب آپکو بلا کر تنبیہ کریں گے۔ مگر حضور نے تو صرف یہی فرمایا۔ کہ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔ اور اسکی معلومات حاصل ہوتے ہیں۔ میں نے کہا کہ

دوستوں کا خیال ہو گیا کہ احمدی سلسلہ میں جمع نماز کا مسئلہ مستقل طور پر جاری رہے گا۔ ایسی جمع کے وقت فرمایا کرتے تھے کہ یہ وہ حدیث پوری ہو رہی ہے جس میں پہلے سے پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود کی خاطر نمازیں جمع کی جائیں گی۔ (تجملہ الصلوٰۃ) میرا (راقم الحروف کا) خیال ہے کہ اس پیشگوئی میں یہ اشارہ ہے کہ مسیح موعود کی جہادی ضروریات ایسی بڑھی ہوئی ہوں گی کہ نمازیں بھی جمع کرنی پڑیں گی۔ جیسا کہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ غزوہ خندق میں چار نمازوں کو جمع کر کے پڑھا۔ کیونکہ خندق کے کھودنے کی مصروفیت اور جلدی کے سبب نمازوں کے پڑھنے کے تمام اوقات گزر گئے۔ اور نمازیں اوقات مقررہ پر پڑھی نہ جاسکیں۔

باہر مزدوں میں نمازیں باجماعت ہونے کے علاوہ آخری سالوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بہت بڑے عرصہ تک اندر خورتوں میں خود پیش امام ہو کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک لمبے عرصہ تک جمع کراتے رہے۔

اپریل ۱۸۹۹ء میں نماز کے بعد واپس گھر کو آتے ہوئے مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک شخص کو والدین کی عزت کرنے کے متعلق نصیحت کر رہے تھے۔ اس میں آپ نے فرمایا کہ میرا تو یہ خیال ہے کہ سوائے دینی معاملات کی مخالفت کے باقی معاملات میں خواہ کتنا بھی نقصان ہوتا ہو انسان برداشت کرے۔ اور والدین کے حکم کی نافرمانی نہ کرے۔ یہاں تک کہ والدین کہیں کہ تم کو نہیں میں گرجاؤ۔ تو بھی ان کی بات مان لیتی چاہیئے۔

حضرت صاحبزادہ مرتضیٰ امین آبادی صاحب مرحوم کی پیدائش سے چند روز قبل میں اتفاقاً قادیان آیا ہوا تھا۔ ایک شب بے خواب میں دیکھا کہ حضرت میرزا ناصر نواب صاحب مرحوم ایک چھوٹے سے نوزائیدہ بچہ کو اٹھائے ہوئے باہر تشریف لائے ہیں۔ حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچے یہ خواب عرض کیا۔ تو حضور نے فرمایا کہ اس میں

لے رہی ہے مراد اللہ تعالیٰ کی یہ فرمانبرداری ہے۔ ورنہ مطلب نہیں کہ سان فو کو کشی کر لے جو شرعاً حرام ہے۔ صادق

رکھا۔ بیمار ہو گیا۔ مگر اس کے بعد ۲۹ روز سے پورے رکھے۔ تکلیف نہیں ہوئی۔ تب میرے لئے خوشی کی حد تھی۔ روزے کے خاص برکات ہوتے ہیں جیسا کہ ہر مہرے میں مُدافائع ہے۔ ایسا ہی ہر عبادت میں مُد الذات ہے۔ ان عبادات میں رُوحانیت ہے۔ جس کو انسان بیان نہیں کر سکتا۔ اگر شوق ہو، تو آلام اور تکلیف کم ہو جاتی ہے۔ چاہیے کہ عبادت میں انسان کی رُوح نہایت درجہ دقیق ہو کر پانی کی طرح بہ کر خدا سے جا ملے۔

جماعت کی ترقی

فرمایا: ہماری جماعت کو چاہیے کہ نیکی میں فرشتوں کی طرح ہو جائے۔ خدا نے اُن کے لئے ترقی کے بہت سے سامان رکھے ہیں۔ اور وعدہ کیا ہے کہ جاہل الذین اتبعوك فوق الذین كفروا الی یوم القیامة۔ سب سے بہتر جماعت ہے جس نے ہم کو دیکھا۔ اور ہماری باتوں کو سنا۔ خدا کی طرف رجوع کر کے کوئی شخص ذلیل نہیں ہوتا۔ بدکاروں کی گالیاں تمہارے لئے کسی ذلت کا موجب نہیں۔ جو شخص سچے دل سے خدا کی طرف آتا ہے۔ وہی حقیقی عزت حاصل کرتا ہے۔

مسیح موعودؑ کا کام کیا تھا

۱۸۔ جنوری ۱۹۰۵ء کو جبکہ میں قادیان کے ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر تھا۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں ایک رقعہ لکھا تھا۔ جس کا اصل بعد جواب درج کرنا مناسب ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کی دلچسپی کا موجب گا۔

رقعہ بسم اللہ الرحمن الرحیم: بخمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت اقدس مُرشدِ نادمہدینا مسیح موعودؑ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

صاحبزادہ میاں محمود احمدؒ کا نام برائے امتحان (ڈپل) آج ارسال کیا جائیگا۔

جس فارم کی خانہ پڑی کرتی ہے۔ اس میں ایک خانہ ہے کہ اس لڑکے کا باپ کیا کام کرتا ہے۔ میں نے وہاں لفظ نبوت لکھا ہے۔

کان میں طنین ہوتا ہے۔ گولیوں کا کھانا اگر مناسب ہو، تو اس سال فرمائیں حضور کو بار بار تکلیف دیتے بھی شرم آتی ہے۔ اگر مناسب ہو، تو اس کا نسخہ تحریر فرمائیں۔ میں خود بنا لوں گا۔ والسلام

حضور کی جوتیوں کا غلام محمد صادق عفا اللہ عنہ ۱۸۔ جنوری ۱۹۰۵ء

جواب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

نبوت کوئی کام نہیں، یہ لکھ دیں کہ فرقہ احمدیہ جو تین لاکھ کے قریب ہے۔ اس کے پیشوا اور امام ہیں۔ اصلاح قوم کام ہے + غلام احمد مہدی عز پس میں نے اس فارم پر حضرت امام کا نام یوں لکھا۔

National Reformation and Leadership of Ahmadis
it (300,000 members.)

یورانی نوٹ بک ۱۹۰۵ء

ساری اُمت عیسیٰ بن جائے

فرمایا: "آج کل کے مسلمان عیسیٰ کو اُمتی بنانا چاہتے ہیں۔ اور ہم ساری اُمت کو عیسیٰ بنانا چاہتے ہیں۔ یہی فرقہ ہم میں اور اُن میں ہے۔"

نوٹ۔ سلہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا تھا۔ سعدہ میں کچھ خرابی تھی۔ بخار ہو جاتا تھا۔ حضرت صاحب (سیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) ایک نسخہ کے تازہ اجزاء پر روز منگو کر ایک گولی اپنے دست مبارک سے بنا کر مجھے بھیجتے تھے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی۔ اسکے بعد اب مجھے اس وقت معلوم نہ تھے۔ بعد میں حضرت صاحب نے مجھے بتلا دیئے تھے + (صادق)

یہاں ایک چمکسا لالینا چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ چمکسا تو لگ سکتا ہے۔ اور چمکسا پانی والے کا بھی انتظام کیا جاسکتا ہے۔ لیکن جب ٹھنڈی ہوا چلے گی تو بے اختیار نیند کئے لگیں اور ہم سو جائیں گے تو یہ مضمون کیسے ختم ہو گا؟
(اس وقت حضرت صاحب ایک رسالے کا مضمون بکھ رہے تھے۔)

گرمی میں بھی کام جاری رکھتے

ایک دفعہ جب سخت گرمی پڑی، تو حضرت مولوی عبد الحکیم صاحب نے ایک مضمون لکھا جس میں گرمی کا اظہار کرتے ہوئے، اور گرمی کے سبب کام نہ کر سکنے کی معذرت کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی لکھ دیئے۔ کہ گرمی ایسی سخت ہے کہ اس کے سبب سے خدا کی نشیں بھی بند ہو گئی ہے۔ اس میں مولوی صاحب مرحوم نے اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی شدت گرمی کے سبب کام چھوڑ دیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مضمون سنا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ تو غلط ہے ہم نے تو کام نہیں چھوڑا؟

پہاڑ پر جانا

ایک دفعہ کسی دوست نے عرض کی۔ کہ گرمی بہت ہے۔ حضور کسی پہاڑ پر تشریف لے چلیں۔ فرمایا۔ ہمارا پہاڑ تو قادیان ہی ہے۔ یہاں چند روز دھوپ تیز ہوتی ہے۔ تو پھر بارش بھی آ جاتی ہے؟

سب کا جنازہ پڑھ دیا

قاضی سید امیر حسین صاحب کا ایک چھوٹا بچہ فوت ہونے پر جنازے کیساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لگئے۔ اور خود ہی جنازہ پڑھایا۔ جو نا جاننے کی نمازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اگر موجود ہوتے، تو خود ہی امامت کرتے۔ اس وقت

نماز جنازہ میں شامل ہونے والے دس پندرہ آدمی ہی تھے۔ بعد سلام کسی نے عرض کی کہ حضور میرے لئے بھی دعا کریں۔ فرمایا میں نے تو سب کا ہی جنازہ پٹھوایا ہے۔ مراد یہ تھی کہ جتنے لوگ نماز جنازہ میں شامل ہوئے تھے، اُن سب کے لئے نماز جنازہ کے اندر حضرت صاحب نے دعائیں کر دی تھیں :

بُنیادی اینٹ

بعض نئی عمارتوں کے بننے کے وقت جب حضرت صاحب سے درخواست کی جاتی کہ حضور تبرکاً بُنیادی اینٹ رکھ دیں۔ تو حضرت صاحب فرمایا کرتے کہ ایک اینٹ لے آؤ۔ میں اُس پر دعا کروں گا۔ چنانچہ ایک اینٹ لائی جاتی۔ اور حضور اس اینٹ کو اپنی گودی میں رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے۔ اور پھر اُس پر دم کر کے۔ دے دیتے کہ جاؤ لگاؤ :

غم دوار کرنے کا ذریعہ

حاجز راقم کا اور اکثر احباب کا یہ تجربہ تھا کہ جب کبھی طبیعت میں کسی وجہ سے کوئی غم پیدا ہو۔ تو ہم حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں جاتے تھے۔ تو غم دُور چو جاتا۔ اور طبیعت میں بشاشت اور فرحت پیدا ہو جاتی :

پیر گئے دار

ایک دفعہ قادیان میں آوارہ گئے بہت ہو گئے۔ اور ان کی وجہ سے شور و غل رہتا تھا۔ پیر میراج الحق صاحب نے بہت سے کتوں کو زہر دیکر مار ڈالا۔ اُس پر بعض لوگوں نے پیر صاحب کو چڑا سنے کے واسطے اُن کا نام پیر گئے مار رکھ دیا۔ پیر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں شاکل ہوئے کہ لوگ مجھے کتے مار کہتے ہیں۔ حضرت صاحب نے تبسم کے ساتھ فرمایا کہ اس میں کیا حرج ہے۔ دیکھئے حدیث شریف میں میرا نام ”سُود مار“ لکھا ہے۔ کہو کہ مسیح کی تعریف میں آیا ہے کہ یقتل الغنزیر۔

شاہ روم دروس میں جنگ ہوئی ہے۔ اور شاہ روم کو فتح ہو گئی ہے۔ ہم نے اس کی تعبیر کی، تمہارے شاہ روم ہم ہی ہیں۔ اور تعبیر اس خواب کی یہ ہے کہ ان مقدس مقامات میں ہماری فتح ہوگی۔ اور ہمارے شرکاء کو شکست ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ فرمایا اگر یہی خواب وزیر سلطنت روم یا رُوس دیکھتا۔ تو اسکی تعبیر اور ہوتی۔ خواب کی تعبیر دیکھنے والے کی حالت اور حیثیت کے مطابق ہوتی ہے :

عاجز کو دودھ پلایا

جب عاجز راقم لاہور سے قادیان آیا کرتا۔ تو حضور مجھے عموماً صبح ہر روز پینے کے واسطے دودھ بھیجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مجھے اندر پلایا۔ ایک لٹا دودھ کا بھرا ہوا حضور کے ہاتھ میں تھا۔ اُس میں سے ایک بڑے گلاس میں حضور نے دودھ ڈالا اور مجھے دیا اور محبت سے فرمایا۔ آپ یہ پی لیں۔ پھر میں اوردیتا ہوں۔ میں تو اُس گلاس کو بھی ختم نہ کر سکا۔ ابھی اُس میں دودھ باقی تھا۔ جو بس کر دی اور واپس کیا۔ تبسم کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ بس۔ آپ تو بہت تھوڑا پیتے ہیں :

بچے کے دل بہلاؤ کے لئے چڑیا

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم کے دل بہلانے کے واسطے ایک دفعہ چھوٹی چھوٹی چڑیاں کہیں سے لائی گئیں۔ صاحبزادہ صاحب اُن چڑیوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھنا پسند کرتے تھے۔ اور بعض دفعہ بچوں کی ناواقفی سے ایسی طرح پکڑتے، اور دباے رکھتے، کہ چڑیا کی جان پر بن جاتی۔ اسپرگر کی کسی خادمہ نے صاحبزادہ صاحب کو چڑیا ہاتھ میں پکڑنے سے روکا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن خادمہ کو منع کیا۔ فرمایا کہ یہ چڑیا اسکے دل بہلانے کے واسطے ہیں جس طرح چاہے پکڑے۔ تم نہ روکو :

— — — — —

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت غصّ بصر کی جو وہ ہر وقت مشاہدہ کرتی تھی۔ اس کا اثر اُس دیوانی عورت پر بھی ایسا تھا۔ کہ وہ خیال کرتی تھی۔ کہ حضورؐ کو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اس واسطے حضورؐ سے کسی پردہ کی ضرورت ہی نہیں +

استعمالِ خطاب ”تُو“

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کبھی نہیں سنا کہ آپؐ نے کبھی کسی کو ”تُو“ کے لفظ سے مخاطب کیا ہو۔ سوائے ایک دفعہ کے جبکہ ایک شخص جو مولوی شام الدین وکیل ہو کر آپؐ کے سامنے آیا۔ اور بہت گستاخی سے اور چالاک سے جلدی باتیں کرتا تھا۔ حضورؐ نے ایک دفعہ اُسے ”تُو“ کے لفظ سے مخاطب کیا تھا +

غرارہ

آخری ایام میں حضورؐ ہمیشہ ایسے پاجامے پہنا کرتے تھے۔ جو نیچے سے تنگ اوپر سے کھلے گاؤ دم طرز کے اور شرعی کہلاتے ہیں۔ لیکن شروع میں ۱۸۹۰-۱۸۹۱ء میں میں نے حضورؐ کو بعض دفعہ غرارہ پہنے ہوئے بھی دیکھا ہے +

ما تم میں چیخنے چلانے سے منع فرمایا

جب صاحبزادہ حضرت مبارک احمدؒ کی وفات ہوئی۔ اور نعش مبارک اوپر کے صحن میں پڑی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت بیوی صاحبہ کو الگ دوسری پھٹ پر لے گئے۔ تاکہ نعش کے پاس بیٹھ کر رونے چلانے کی تحریک نہ ہو۔ اور دوسری عورتوں کو بھی چیخنے چلانے سے منع فرمایا +

حضورؐ کا دایاں ہاتھ

حضورؐ کی دائیں کلائی دایاں ہاتھ اور کہنی کے درمیان کا حصہ کمزور تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ

تھی۔ ایک دن میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عصر کے قریب وقت تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ بالکل صاف ہیں۔ مگر آپ کے آنسو بہہ رہے ہیں۔ . . . میں نے جرات کر کے پوچھا کہ حضور آج غلاف معمول آنسو کیوں بہہ رہے ہیں حضور نے فسر مایا کہ میرے دل میں ایک معصیت کا خیال گذرا کہ اللہ تعالیٰ نے کام تو اتنا بڑا میرے سپرد کیا ہے اور ادھر صحت کا یہ حال ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی شکایت رہتی ہے۔ اس پر مجھے الہام ہوا:-

”ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے؟“

اس سے میرے قلب پر بے حد رقت اور مہبت طاری ہے کہ میں نے ایسا خیال کیوں کیا۔ ادھر تو یہ الہام ہوا۔ مگر جب اٹھا تو ہاتھ بالکل صاف ہو گئے۔ اور عارض کا نام و نشان نہ رہا۔ ایک طرف اس پر شوکت الہام کو دیکھتا ہوں۔ دوسری طرف اُس فضل اور رحم کو۔ تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور اس کے رحم و کرم کو دیکھ کر انتہائی جوش پیدا ہو گیا۔ اور بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔“

(الحکم جلد ۲، نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۲ء ص ۷)

عافظ نور محمد صاحب مکن فیض اللہ چک بیان کرتے ہیں کہ:-

”ایک دفعہ میں نے اجازت چاہی کہ میں جانا چاہتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں آج رہو۔ حضور کو الہام ہوا تھا۔ کہ

”وَلَوْ أَلْقَى مَعَاذِ بَرِّكَ“

یعنی اگر عذر بھی کریں تو آج اجازت نہیں ملتی۔“

(الحکم جلد ۲، نمبر ۳۲ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۲ء ص ۷)

(الف) میاں فضل محمد صاحب ہر سیاں والے حافظ حامد علی صاحب

سے روایت کرتے ہیں کہ:-

مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ ثمانین حولاً او قریباً من دالک او تزید علیہ سنیناً
 و تروی نسلاً بعیداً یعنی تیری عمر اتنی برس کی ہوگی یا وہ چار کم یا چند سال زیادہ
 اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دور کی نسل کو دیکھ لے گا۔ اور یہ الہام قسریاً
 چھتیس برس سے ہو چکا ہے۔ اور لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ ایسا ہی چونکہ
 خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن یہ بھی تمنا کریں گے کہ یہ شخص جھوٹوں کی طرح موجود اور مخدول
 رہے اور زمین پر اس کی قبولیت پیدا نہ ہوتا یہ نتیجہ نکال سکیں کہ وہ قبولیت جو صدائین
 کے لئے شرط ہے اور ان کے لئے آسمان سے نازل ہوتی ہے اس شخص کو نہیں دی گئی
 لہذا اس نے پہلے سے براہین احمدیہ میں فرمادیا۔ ینصرونک مر جال نوحی الیہم من السلام
 یا تون من کل فجہ عمیق۔ والملوک یتبرکون بشیابک۔ اذا جاء نصر اللہ
 والفتح وانتھی امر الزمان الینا الیس هذا بالحق یعنی تیری مدد وہ لوگ
 کریں گے جن کے دلوں پر میں آسمان سے وحی نازل کروں گا۔ وہ دور دور کی راہوں سے
 تیرے پاس آئیں گے اور بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ جب ہماری مدد
 اور فتح آجائگی تب مخالفین کو کہا جائے گا کہ کیا یہ انسان کا افترا تھا یا خدا کا رو بار۔

ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی غیث مرض دامگیر ہو جائے جیسا کہ جذام اور جنون
 اور اندھا ہونا اور مرگی تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الہی ہو گیا اس لئے
 پہلے سے اُس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر ایک غیث عارضہ سے تجھے محفوظ
 رکھوں گا اور اپنی نعمت تجھے پروردی کر دنگا۔ اور بعد اس کے آنکھوں کی نسبت خاص کر
 یہ بھی الہام ہوا تسفل الرحمة علی ثلاث العین و علی الاخرین۔ یعنی رحمت
 تین عضووں پر نازل ہوگی۔ ایک آنکھیں کہ پیرائہ سالہ ان کو مدد نہیں پہنچائیگی۔ اور
 نزل الماد وغیرہ سے جس سے نور بصارت جاتا رہے محفوظ رہیں گی اور وہ عضو اور ہیں

(۳۶۹) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ سینے

کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراقب بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی منت اور شہادہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرنے کے یکنم ضعف ہو جانا، چکر دیا کا آنا، ہاتھ پاؤں کا ٹھنکنا ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ۔ یہ ہسٹیریا کی علامات جس یا کچھ کی علامات ہیں اور ہسٹیریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہی معنوں میں حضرت صاحب کو ہسٹیریا یا مراقب بھی تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دوسری جگہ جو مولوی شیر علی صفا کی روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ یہ بعض انبیاء کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ ان کو ہسٹیریا تھا۔ ان کی غلطی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ جس کی تیزی کی وجہ سے ان کے اندر بعض ایسی علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو ہسٹیریا کی علامات سے ملتی جلتی ہیں یا اس لئے لوگ غلطی سے اسے ہسٹیریا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب جو کبھی کبھی یغیراً دیکھتے تھے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ یہ اسی عام محاورہ کے مطابق تھا ورنہ آپ علی طو پر یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہسٹیریا نہیں بلکہ اس سے ملتی جلتی علامات ہیں جو کدات حس یا شدت کار کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ایک بہت قابل اور لائق ڈاکٹر ہیں چنانچہ ہر زمانہ طالب علمی میں بھی وہ ہمیشہ اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوتے تھے اور ڈاکٹری کے آخری امتحان میں تمام صوبہ پنجاب میں اول نمبر پر رہے تھے اور ایام ملازمت میں بھی ان کی لیاقت و قابلیت مسلم ہی ہے۔ اور چونکہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت قریبی مرشد و رہبر ہونے کے ان کو حضرت صاحب کی صحبت اور آپ کے علاج معالجہ کا بھی بہت کافی موقع ملتا رہتا تھا اس لئے ان کی رائے اس معاملہ میں ایک خاص وزن رکھتی ہے جو دوسری کسی رائے کو کم حاصل ہے۔

(۳۷۰) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح

موعود علیہ السلام کے زمانہ میں گھر کے بچے کبھی شب بیاہ وغیرہ کے موقع پر بونہی کھیل تفریح کے

شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیے۔ ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہیگا۔ سو قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے اپنے وعدہ کے موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بار شادی سے مجھے سبکدوش رکھا اور مجھے بہت آرام پہنچایا۔ کوئی باپ دنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اُس نے میری کی۔ اور کوئی والدہ پوری ہوشیاری سے دلدادہ بات اپنے بچہ کی ایسی خبر نہیں کہتی جیسا کہ اُس نے میری رکھی۔ اور جیسا کہ اُس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ یا احمد اسکن انت و زوجک الجنة۔ ایسا ہی وہ بجالایا۔

معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اُس نے میرے لئے خالی نہ رکھی۔ اور خانہ داری کے ہمتا کے لئے کوئی اضطراب اُس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا۔ ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بپاعتہ اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور دردِ سرِ صبح و راتِ سرِ قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنجِ قلب بھی تھا۔ اس لئے میری حالت مردی کا عدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔ اور ایک خط جس کو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دکھلا دیا ہے جیسے اخویم مولوی نور الدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنۃ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بپاعتہ سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپ کی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں اولیاء اللہ کے خوارق اور روحانی قوتوں کا منکر نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ

باتیں ہوتی ہیں جو قبل از وقت کچھ میں نہیں آتیں، اہلب کے دوبارہ آنے کی اصل حقیقت حضرت مسیح سے پہلے کوئی نبی سمجھا نہ سکا تا یہود حضرت مسیح کے ماننے کے لئے طیار ہو جاتے، ایسا ہی اسرائیلی خاندان میں سے خاتم الانبیاء آنے کا خیال جو یہود کے دل میں مرکوز تھا، اس خیال کو بھی کوئی نبی پہلے نبیوں میں سے صفائی کے ساتھ دُور نہ کر سکا، اسی طرح مسیح موعود کا مسئلہ بھی غفی چلا آیا تا سنت اللہ کے موافق اس میں بھی استلا ہو، بہتر تھا کہ میرے مخالف اگر ان کو ماننے کی توفیق نہیں دی گئی تھی تو بار کچھ مدت زبان بند رکھ کر اور کف لسان اختیار کر کے میرے انجام کو دیکھتے، اب جس قدر عوام نے بھی گالیاں دیں یہ سب گناہ مولویوں کی گردن پر ہے، افسوس یہ لوگ فراست سے بھی کام نہیں لیتے، میں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دُور زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا، وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں، جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کے رو سے دُور بیماریاں ہیں، سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سر درد اور دوران سر اور کئی خواب اور تسخ دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے، وہ بیماری ذیابیطس ہے، کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے، اور بسا اوقات نشتو نشتو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے، اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں، وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں، بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب

۷

ہوا تھا۔

B
A
C
K

(۳۳۵) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاور نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی اور آپ پر نالے کو پہلے فرمایا کرتے تھے اور کلام کے دوران میں کبھی کبھی جوش کی حالت میں اپنی ٹانگ سے ہاتھ بھی مارا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی صاحب کی یہ روایت درست ہے، مگر یہ لکنت صرف کبھی کبھی کسی خاص لفظ کے تلفظ میں ظاہر ہوتی تھی ورنہ ویسے عام طور پر آپ کی زبان بہت صاف چلتی تھی۔ اور ٹانگ پر ہاتھ مارنے کے صرف یہ معنی ہیں کہ کبھی کبھی جوش تقریر میں آپ کا ہاتھ اٹھ کر آپ کی ران پر گرتا تھا۔

(۳۳۶) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاور نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ایک دفعہ میں اور عبد الرحیم خان صاحب پسر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری مسجد بابا کے میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت کے گھر سے آیا تھا۔ ناگاہ میری نظر کھانے میں ایک کھمی پر پڑی۔ چونکہ مجھے کھمی سے بلحاظ نفرت ہے مینے کھانا ترک کر دیا۔ اس پر حضرت کے گھر کی ایک خادمہ کھانا اٹھا کر واپس لے گئی۔ اتفاقاً ایسا ہوا کہ اس وقت حضرت اقدس اندرون خانہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ خادمہ حضرت کے پاس سے گزری تو اسنے حضرت سے یہ ماجرا عرض کر دیا۔ حضرت نے فوراً اپنے سامنے کا کھانا اٹھا کر اس خادمہ کے حوالہ کر دیا کہ یہ لے جاؤ۔ اور اپنے ہاتھ کا دل بھی برتن میں ہی چھوڑ دیا۔ وہ خادمہ خوشی خوشی ہمارے پاس وہ کھانا لائی اور کہا کہ حضرت صاحب نے اپنا تبرک دیدیا ہے۔ اس وقت مسجد میں سید عبد الجبار صاحب بھی جو گذشتہ ایام میں کچھ عرصہ ہادشاہ سوات بھی رہے ہیں، موجود تھے۔ چنانچہ وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو گئے۔

(۳۳۷) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاور نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ سکنہ امیں جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقدس کی بیروی سکے لئے گورہ سپہ میں قیام فرماتے ایک دفعہ رات کو بارش ہونی شروع ہو گئی۔ اس وقت حضرت اقدس مکان کی چھت پر تھے جہاں پر کہ ایک برساتی بھی تھی۔ بارش کے آنے پر حضور اس برساتی میں داخل ہونے لگے۔ مگر اس کے عین دروازے میں مولوی عبد اللہ صاحب متوطن تھرو ضلع کیسیل پور

مگر چو دن ماتھے کی تنگ ہوتی ہے۔ آپ میں یہ تینوں خوبیاں جمع تھیں۔ اور پھر یہ خوبی کہ میں
 جس میں بہت کم پڑتی تھی۔ سر آپکا بڑا تھا۔ خوبصورت بڑا تھا۔ اور علم تھا کہ ذی دوسے ہر سمت سے
 پورا تھا۔ یعنی لمبا بھی تھا۔ چوڑا بھی تھا۔ اونچا بھی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہموار اور پیچھے سے
 بھی گولائی درست تھی۔ آپ کی کینٹی کشادہ تھی اور آپ کی کمال عقل پر دلالت کرتی تھی۔

لب مبارک | آپ کے لب مبارک پستے نہ تھے۔ مگر تاہم ایسے موٹے بھی نہ تھے کہ بڑے
 لگیں۔ وہ نہ آپ کا متوسط تھا۔ اور جب بات نہ کرتے ہوں تو منہ کھلا نہ رہتا تھا۔ بعض اوقات
 مجلس میں جب خاموش بیٹھوں تو آپ عمامہ کے ٹکڑے سے دہان مبارک وٹک دیا کرتے تھے۔
 دندان مبارک آپ کے آخر میں کچھ خراب ہو گئے تھے یعنی کیرال بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا
 جس سے کبھی کبھی تکلف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سراپا لگا کر اس کو ہٹا دیا
 سے زمین میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو گھس کر برابر بھی کر دیا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت
 نکلوا نہیں۔ مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

پیر کی ایڑیاں آپ بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں۔
 مگر چہ گرم کپڑے سردی گرمی برابر پہنتے تھے۔ تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آ جاتا تھا مگر آپ
 پسینہ میں کبھی بو نہیں آتی تھی خواہ کتنے ہی دن بد کر رہیں۔ اور کیسا ہی موسم ہو۔
گردن مبارک | آپ کی گردن متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی۔ آپ اپنے مطاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
 طرح ان کے اتبار میں ایک مد تک تہستانی زینت کا خیال غور رکھتے تھے غسل بعدہ حجامت
 حنا۔ مسواک۔ روغن اور وشبو۔ کنگھی اور آئینہ کا استعمال با بر مسنون طریق پر آپ فرمایا کرتے تھے۔
 مگر ان باتوں میں انہماک آپ کی شان سے بہت دور تھا۔

لباس | سب سے اول یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ آپ کو کبھی کم خاص لباس کا شوق
 نہ تھا۔ آخری ایام کے کچھ سالوں میں آپ کے پاس کپڑے سائے اور سٹے سلائے بطور غنہ کے
 بہت آتے تھے خاص کر کوٹ صدری اور پانجامہ قبض و فہو جو اکثر شیخ رحمت اللہ صاحب لاہوری
 ہر عید بقرعید کے وقت پر اپنے ہمراہ نذر لاتے تھے وہ آپ کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مگر علاوہ
 ان کے کبھی کبھی آپ خود بھی بنوا لیا کرتے تھے۔ عام تو اکثر خود ہی خرید کر باندھتے تھے جس طرح

کمیت کو بہت سی بھرتی ڈلو کر حضرت اُمّ المؤمنین نے تیار کروایا تھا۔ اُس وقت نواب صاحب کی بیگم جو وہ مالیر کوٹہ سے ساتھ لائے تھے، زندہ تھیں) یہ بات حضرت اُمّ المؤمنین کی ناراضگی کا موجب ہوئی۔ اور حضرت اُمّ المؤمنین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس ناراضگی کا اظہار کیا۔ حضورؐ نے نواب صاحب کو لکھا۔ چہر نواب صاحب نے اُس زمین پر مکان بنانے کے ارادہ کو ترک کیا۔ کہ اس میں ابتداء ہی میں تنازع ہوا ہے۔ یہ جگہ مبارک نہیں ہو سکتی۔ اور بعد میں دوسرے اصحاب نے بھرتی ڈلو کر وہاں مکانات بنوائے۔ اور نواب صاحب نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے پاس زمین خرید کر کے کوٹھی بنوائی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تعلقات محبت کے بڑھانے میں انہیں بڑی برکات حاصل ہوئیں +

بال سفید

فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے بال تیس سال کی عمر میں سفید ہونے شروع ہوئے تھے۔ اور پھر جلد بجلد سب سفید ہو گئے +

انہوں کچھ دیکھا ہے

حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اُس نے کیا حرکت کی۔ کہ جس کمرے میں حضرت صاحب بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے۔ وہاں ایک کونے میں کھڑا تھا جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے، اور کچھ خیال نہ کیا۔ کہ وہ کیا کرتی ہے۔ جب وہ نہا چلی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً آجلی۔ اُس نے اُس نیم دیوانی کو ملامت کی۔ کہ حضرت صاحب کے کمرے میں موجودگی کے وقت تو نے یہ کیا حرکت کی۔ تو اُس نے ہنس کر جواب دیا۔ انہوں کچھ دیکھا ہے۔ یعنی اُسے کیا دکھائی دیتا ہے۔ حضور

مک میں نے ابھی بیت نہ کی تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی عبدالکبیر صاحب مرحوم کے حضرت صاحب سے قریم تعلقات تھے جو غالباً حضرت خلیفہ اہل کے واسطے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے بیت کچھ عرصہ بعد کی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکبیر صاحب جماعت کے بہترین مقررین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور خوش آہانی کے علاوہ ان کی زبان میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت تھی جو سامعین کو مسحور کر لیتی تھی۔

۶۷۲ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ احکامات نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے منب یعنی گود کھانے سے انکار کیا۔ صدقہ نہیں کھایا۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف نذرانہ اودہ یہ قبول فرماتا تھے۔ پیروں کی طرح مصلیٰ اور خرقہ نہیں رکھا۔ رائج الوقت درود و وظائف مثلاً پنجسورہ۔ دعا گنج العرش۔ درود تاج۔ حزب البحر۔ دعائے سرلانی وغیرہ نہیں پڑھتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے لئے اہل محافل سے انتظام نہیں تھا۔ کیونکہ ساری جائداد وغیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا۔ اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے۔ کہ ایک تہا پہ جہاد کے کام میں نہمک رہے دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی محدود تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی۔ کہ حج کریں۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ نے آپ کے بعد آپ کی طرف سے حج بدل کر دیا۔ احکامات ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہوئے مگر ماموریت کے بعد بوجہ قلمی جہاد اور دیگر مصروفیت کے نہیں بیٹھے سکے۔ کیونکہ یہ نیکیاں احکامات سے مقدم ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی۔ کہ آپ کسی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں۔ اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔

۶۷۳ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اوپیا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر نزدیک سے آخر عمر تک باریک حروف بھی پڑھ لیتے تھے۔ اور مینک کی حاجت محسوس نہیں کی۔ اور وراثۃ آنکھوں کی یہ حالت

بچوں کو مارنا نہیں چاہیے

مدرسہ تعلیم الاسلام کے اساتذہ کو ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم بھیجا کہ آئندہ جو استاد کسی لڑکے کو مارے گا۔ اُسے فدا موقوف کر دیا جائے گا۔ حضور اُمیر کے بہت مخالف تھے۔ کہ استاد بچوں کو دھڑا دھڑا کر مارے۔

چاند کیواسطے عینک

پہلی شب کے چاند کیلئے کے واسطے عموماً حضرت صاحب میری عینک لیا کرتے تھے۔ اگر میں اس وقت مسجد میں موجود نہ ہوتا۔ تو میرے گھر کو می بھیج کر منگوا لیا کرتے تھے۔ لیکن ایک دفعہ جب عینک سے دیکھ لیتے تھے۔ کہ چاند کہاں ہے۔ تو پھر بغیر عینک کے بھی آپ کو چاند نظر آتا تھا۔

مبارک احمد مرحوم کی خاطر نماز جمعہ میں نہیں گئے

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم کی مرض الموت کے ایام میں ایک جمعہ کے دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول کپڑے بدل کر عشاء ہاتھ میں لیکر جامعہ مسجد کو جانے کے واسطے طیار ہوئے۔ جب صاحبزادہ کی چار پائی کے پاس سے گزرتے ہوئے ذرا کھڑے ہو گئے۔ تو صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑ لیا۔ اور اپنی چار پائی پر بٹھا دیا اور اٹھنے نہ دیا۔ صاحبزادہ صاحب کی خاطر حضور بیٹھے رہے۔ اور جب دیکھا۔ کہ بچے اٹھنے نہیں دیتا اور نماز جمعہ کی وقت میں دیر ہوتی ہے۔ تو حضور نے کہا بھیجا کہ جمعہ پڑھ لیں۔ اور حضور کا انتظار نہ کریں۔

بال بڑھانے کی دوائی

آخری عمر میں حضور کے سر کے بال بہت پتے اور ہلکے ہو گئے تھے۔ چونکہ یہ حاجو

۱۹۰۹
۲۲ فروری
۱۹۱۰
۸ مارچ

شد جهان عشق بروے آشکار
زلزلہ کے متعلق دعائی گئی۔ کہ کب آویگا۔ الہام ہوا:-
عَلَىٰ أَسْوَاحِهِ الْقَبْدِيشِمُ

پھر الہام ہوا:-

رَبِّ لَا تُرِفْنِي زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

نوٹ:- پہلی کاپی کے بعد چند اوراق اور ملے۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قلم مبارک سے مندرجہ ذیل رویا والہامات لکھے ہوئے تھے۔ جو کہ خلافت الانبیاء علیہ السلام میں موجود ہیں۔ (ترجمہ)

مطابق ۲۲ ذی الحجہ روز شنبہ۔ آج میں نے بوقت صبح صادق چار بجے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے۔ اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے۔ تب میں نے ایک مشک سفید رنگ میں پانی بھرا ہے۔ اور اس مشک کو اٹھا کر لایا ہوں۔ اور وہ پانی لا کر ایک گھڑے میں ڈال دیا ہے۔ میں پانی کو ڈال چکا تھا کہ وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی، یکایک سُرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان عورت ہے۔ پیروں سے سر تک سُرخ لباس پہنے ہوئے۔ شاید جالی کا کپڑا ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ وہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دئے تھے۔ لیکن اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ گویا اُس نے کہا۔ یا دل میں کہا کہ میں آگئی ہوں۔ میں نے کہا یا اللہ آجاوے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اس سے دو چار روز پہلے خواب دیکھا تھا۔ کہ روشن بی بی میرے دالان کے دروازہ پر اکھڑی ہوئی ہے۔ اور میں دالان کے اندر بیٹھا ہوں

انہ (ترجمہ از مرتب) عشق کا جہان اس پر کھل گیا۔ اللہ (ترجمہ از مرتب) پُرانے اصول پر۔

اللہ (ترجمہ از مرتب) اُسے میرے رب مجھے قیامت نما زلزلہ نہ دکھا۔

B
A
C
K

اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب جیل اور بے ایمانی اور ضلالت جیسے سبب مدخل میں دھنک کر کھانے کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے دنیا میں پھیل جانے کی اہمیت میں حقیقی ایمان داری ایسی کم ہو جانے کی کہ گویا وہ آسمان پر اٹھ گئی ہوگی اور قرآن کریم ایسا متروک ہو جانے کا کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کی طرف اٹھا گیا ہوگا۔ تب ضرور ہے کہ قاری کی اصل سے ایک شخص پیدا ہو اور ایمان کو شریا سے لے کر پھر زمین پر نازل ہو۔ سو فیصلہ سمجھ کر نازل ہونے والا ابن مریم بھی ہے جس نے عیسیٰ بن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والدروہانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب نظر تار تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی اٹھا۔ اور تربیت کی کتاب میں لیا اور اس اپنے بندے کا نام ابن مریم رکھا۔ کیونکہ اس نے مخلوق میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو منہ کھا جس کے قدیم سے اس نے قلب اسلام پلایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو خیر انسانوں کے ذریعہ کے حاصل ہوئی تب وہ وجود روحانی پا کر خدا تعالیٰ کی طرف اٹھا گیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ماسوا سے اس کو موت دے کر اپنی طرف اٹھا لیا اور پھر ایمان اور عرفان کے ذخیرہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا۔ سو وہ ایسا اور عرفان کا شریا سے دنیا میں محفوظ لایا اور زمین جو سنسنی پڑی تھی لازماً تاریک تھی اس کے روشن طور آلودہ کرنے کے فکر میں لگ گیا۔ یہی مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ بن مریم ہے جو بغیر باب کے پیدا ہوا کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والدروہانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلسلہ اربعہ میں کوئی سلسلہ میں داخل ہو پھر اگر یہ آئین مریم نہیں تو کون ہے؟

لو اگر اب یہی تمہیں شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ مسلمانوں کے ساتھ جتنی اختلافات کی وجہ سے لغت ہادی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لہان نہیں ہوتا۔ لیکن ایک طریق بہت آسان ہے اور وہ حقیقت قائم مقام ماہر ہی ہے جس سے کاؤب اور صاف و آشوب اور مروجہ کی تفریق ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے جو قبل میں مٹی قلم سے لکھتا ہوں۔

ماثل بیج ہر اول

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ

الحمد لله المؤلف انى كتبت هذه الرسالة والصحيحة الجمالة لعلاج مرض
المتنصرين الذى امتد مداه وعرقته مدهاء واكثمت نار انكار الفرقان. والصول
على كتاب الله القرآن. فاردنا ان ننجيهم من مقلب الحماة. وزيههم سوء داءهم ونهديهم
الى دواء السقام. فالتنا هذا الكتاب مع انعام كثير لمن اجاب. وهو خمسة
الايت من الدرر اهم لكل من ان بمثله دارى الجائب. وهو بفضل الله حسن
وطيب والطب وادق. وسميته الحصة الاولى من

نور الحق

”عسى ربكم ان يرحمكم

وان عدم عدنا فاجعلنا جهنم

للكافرين حصيرا ان هذا القرآن

يهدي للتي هي اقوم ويبشر المؤمنين

الذين يعملون الصالحات ان لهم

اجرًا كبيرًا

قد طبع في المطبع المصطفائي بريس في لا هور سنة ١٣١١ هـ

المهله مائة ثلثة أشهر للمعارضين فكن لهم مبارزوا ولن يبارزوا فاعلموا
 تین ہفتہ ٹھہرت ہے اور اگر مقابل پر نہ آویں اور ہرگز نہ آویں گے پس یقیناً باز
 انہم كانوا من الكاذبين۔
 کہ وہ جھوٹے ہیں۔

واعلموا ان هذا الانعام في صورة اذ اتوا برسالة كمثل رسالتنا وجمالة
 اور یاد رکھنا چاہیے کہ یہ انعام اس صورت میں ہے کہ جب بالتقابل رسالہ ہمیں ہمارے اس رسالہ کے
 كمثل جمالتنا واثبتوا انفسهم كمعائلين ومشابهين۔ واما اذا ابوا ودلوا
 مشابہ ہو اور ثابت انہم کو ثابت کریں۔ لیکن اگر بتلنے سے انکار کریں
 المدبر كالشعالب ما استطاعوا على هذه المطالب وما تركوا عادة توهين القرآن
 اور نو بیڑیوں کی طرح پیشیں دکھلا دیں اور ان مطالب پر قدرت نہ پاسکیں اور نہ تو ہیں قرآن شریف کی
 وما امتنعوا من قذح كتاب الله الفرقان وما تابوا من ان يسموا انفسهم مولويين
 مانعہ کو چھوڑیں اور کتاب اشکال جرح و قدر سے باز نہ آویں

وما ازدجروا من سب رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين وما ازدجروا
 اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشنام دہی سے رکیں اور نہ اس یہودی کو اپنے تئیں
 من قولهم ان القرآن ليس بفصيم وما تركوا سبيل التحقير والتوهين فعليهم
 روکیں کہ قرآن فصیح نہیں ہے اور نہ تو ہیں اور تحقیر کے طریق کو چھوڑیں پس ان پر ناسلامی
 من الله الف لعنة فليقل القوم كلهم آمين۔
 کہ ہر طرح سے ہزار لعنت ہے پس چاہیے کہ تمام قوم کے کہ آمین۔

۱ لعنت ۲ لعنت ۳ لعنت ۴ لعنت ۵ لعنت ۶ لعنت
 ۷ لعنت ۸ لعنت ۹ لعنت ۱۰ لعنت ۱۱ لعنت ۱۲ لعنت
 ۱۳ لعنت ۱۴ لعنت ۱۵ لعنت ۱۶ لعنت ۱۷ لعنت ۱۸ لعنت
 ۱۹ لعنت ۲۰ لعنت ۲۱ لعنت ۲۲ لعنت ۲۳ لعنت ۲۴ لعنت

۲۵	لغت	۲۶	لغت	۲۷	لغت	۲۸	لغت	۲۹	لغت	۳۰	لغت	۳۱	لغت
۳۲	لغت	۳۳	لغت	۳۴	لغت	۳۵	لغت	۳۶	لغت	۳۷	لغت	۳۸	لغت
۳۹	لغت	۴۰	لغت	۴۱	لغت	۴۲	لغت	۴۳	لغت	۴۴	لغت	۴۵	لغت
۴۶	لغت	۴۷	لغت	۴۸	لغت	۴۹	لغت	۵۰	لغت	۵۱	لغت	۵۲	لغت
۵۳	لغت	۵۴	لغت	۵۵	لغت	۵۶	لغت	۵۷	لغت	۵۸	لغت	۵۹	لغت
۶۰	لغت	۶۱	لغت	۶۲	لغت	۶۳	لغت	۶۴	لغت	۶۵	لغت	۶۶	لغت
۶۷	لغت	۶۸	لغت	۶۹	لغت	۷۰	لغت	۷۱	لغت	۷۲	لغت	۷۳	لغت
۷۴	لغت	۷۵	لغت	۷۶	لغت	۷۷	لغت	۷۸	لغت	۷۹	لغت	۸۰	لغت
۸۱	لغت	۸۲	لغت	۸۳	لغت	۸۴	لغت	۸۵	لغت	۸۶	لغت	۸۷	لغت
۸۸	لغت	۸۹	لغت	۹۰	لغت	۹۱	لغت	۹۲	لغت	۹۳	لغت	۹۴	لغت
۹۵	لغت	۹۶	لغت	۹۷	لغت	۹۸	لغت	۹۹	لغت	۱۰۰	لغت	۱۰۱	لغت
۱۰۲	لغت	۱۰۳	لغت	۱۰۴	لغت	۱۰۵	لغت	۱۰۶	لغت	۱۰۷	لغت	۱۰۸	لغت
۱۰۹	لغت	۱۱۰	لغت	۱۱۱	لغت	۱۱۲	لغت	۱۱۳	لغت	۱۱۴	لغت	۱۱۵	لغت
۱۱۶	لغت	۱۱۷	لغت	۱۱۸	لغت	۱۱۹	لغت	۱۲۰	لغت	۱۲۱	لغت	۱۲۲	لغت
۱۲۳	لغت	۱۲۴	لغت	۱۲۵	لغت	۱۲۶	لغت	۱۲۷	لغت	۱۲۸	لغت	۱۲۹	لغت
۱۳۰	لغت	۱۳۱	لغت	۱۳۲	لغت	۱۳۳	لغت	۱۳۴	لغت	۱۳۵	لغت	۱۳۶	لغت
۱۳۷	لغت	۱۳۸	لغت	۱۳۹	لغت	۱۴۰	لغت	۱۴۱	لغت	۱۴۲	لغت	۱۴۳	لغت
۱۴۴	لغت	۱۴۵	لغت	۱۴۶	لغت	۱۴۷	لغت	۱۴۸	لغت	۱۴۹	لغت	۱۵۰	لغت
۱۵۱	لغت	۱۵۲	لغت	۱۵۳	لغت	۱۵۴	لغت	۱۵۵	لغت	۱۵۶	لغت	۱۵۷	لغت
۱۵۸	لغت	۱۵۹	لغت	۱۶۰	لغت	۱۶۱	لغت	۱۶۲	لغت	۱۶۳	لغت	۱۶۴	لغت
۱۶۵	لغت	۱۶۶	لغت	۱۶۷	لغت	۱۶۸	لغت	۱۶۹	لغت	۱۷۰	لغت	۱۷۱	لغت
۱۷۲	لغت	۱۷۳	لغت	۱۷۴	لغت	۱۷۵	لغت	۱۷۶	لغت	۱۷۷	لغت	۱۷۸	لغت
۱۷۹	لغت	۱۸۰	لغت	۱۸۱	لغت	۱۸۲	لغت	۱۸۳	لغت	۱۸۴	لغت	۱۸۵	لغت
۱۸۶	لغت	۱۸۷	لغت	۱۸۸	لغت	۱۸۹	لغت	۱۹۰	لغت	۱۹۱	لغت	۱۹۲	لغت
۱۹۳	لغت	۱۹۴	لغت	۱۹۵	لغت	۱۹۶	لغت	۱۹۷	لغت	۱۹۸	لغت	۱۹۹	لغت
۲۰۰	لغت	۲۰۱	لغت	۲۰۲	لغت	۲۰۳	لغت	۲۰۴	لغت	۲۰۵	لغت	۲۰۶	لغت
۲۰۷	لغت	۲۰۸	لغت	۲۰۹	لغت	۲۱۰	لغت	۲۱۱	لغت	۲۱۲	لغت	۲۱۳	لغت
۲۱۴	لغت	۲۱۵	لغت	۲۱۶	لغت	۲۱۷	لغت	۲۱۸	لغت	۲۱۹	لغت	۲۲۰	لغت
۲۲۱	لغت	۲۲۲	لغت	۲۲۳	لغت	۲۲۴	لغت	۲۲۵	لغت	۲۲۶	لغت	۲۲۷	لغت
۲۲۸	لغت	۲۲۹	لغت	۲۳۰	لغت	۲۳۱	لغت	۲۳۲	لغت	۲۳۳	لغت	۲۳۴	لغت
۲۳۵	لغت	۲۳۶	لغت	۲۳۷	لغت	۲۳۸	لغت	۲۳۹	لغت	۲۴۰	لغت	۲۴۱	لغت
۲۴۲	لغت	۲۴۳	لغت	۲۴۴	لغت	۲۴۵	لغت	۲۴۶	لغت	۲۴۷	لغت	۲۴۸	لغت
۲۴۹	لغت	۲۵۰	لغت	۲۵۱	لغت	۲۵۲	لغت	۲۵۳	لغت	۲۵۴	لغت	۲۵۵	لغت
۲۵۶	لغت	۲۵۷	لغت	۲۵۸	لغت	۲۵۹	لغت	۲۶۰	لغت	۲۶۱	لغت	۲۶۲	لغت

۲۹۵

(ناشر بیچ بیچ برائے)

الحمد لله والمنت کہ رسالہ طیبہ مبارکہ
المسماۃ بہ

شہادۃ القرآن

نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان

مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں

باہتمام

منشی غلام قادر صاحب

فصیح کے چھپا

التوائے جلسہ ۲ دسمبر ۱۸۹۳ء

ہم افسوس سو لگتے ہیں کہ چند ایسے وجہ ہم کو پیش آئے جنہوں نے ہماری رائے کو اس طرف مائل کیا کہ ابکی دنوں اس جلسہ کو ملتوی رکھا جائے اور چونکہ بعض لوگ تعجب کریں گے کہ اس التوا کا موجب کیا ہو لہذا بطور اختصار کسی قدر ان وجہ میں سو لکھا جاتا ہے۔

اقل۔ یہ کہ اس جلسہ سودا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آنرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مداخلات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور وہ اپنی جماعت کیلئے سرگرمی اختیار کریں لیکن اس پہلے جلسہ کے بعد ایسا اثر نہیں دیکھا گیا بلکہ خاص جلسہ کے دنوں میں ہی بعض کی شکایت سنائی گئی کہ وہ اپنے بعض بھائیوں کی بدخوئی کو شاکہ ہیں اور بعض اس مجمع کثیر میں اپنا اپنے آرام کیلئے دوسرے لوگوں کو کچ خلقی ظاہر کرتے ہیں گویا وہ مجمع ہی ان کیلئے موجب ابتلا ہو گیا۔ اور پھر میں دیکھتا ہوں کہ جلسہ کے بعد کوئی بہت عمدہ اور نیک اثر اب تک اس جماعت کے بعض لوگوں میں ظاہر نہیں ہوا اور اس تقریر کیلئے یہ تقریب پیش آئی کہ ان دنوں سے آج تک ایک جماعت کثیر مہانوں کی اس عاجز کے پاس بطور تبادلہ رہتی ہے یعنی بعض آتے اور بعض جاتے ہیں اور بعض وقت یہ جماعت تلو تلو مہمان تک بھی پہنچ گئی ہے اور بعض وقت اس کو کم لیکن اس اجتماع میں بعض دفعہ باعث تنگی مکانات اور قلت وسائل مہانداری ایسے مالاقل زحمت اور غرضی کی سخت گفتگو بعض مہانوں میں باہم ہوتی دیکھی ہو کہ جیسے دہل میں بیٹھنے والے تنگی مکان کی وجہ ایک دوسرے لڑتے ہیں اور اگر کوئی بیچارہ عین دہل چلنے کے قریب اپنی گھری کے سمیت ہائے اندیشہ کے دور تا دور ٹانٹاں کے پاس پہنچ جائے تو اسکو دھکے دیتے اور دروازہ بند کر لیتے ہیں کہ ہم میں بگڑ نہ ہو حالانکہ گھریاں نقل سکتی ہو مگر سخت دلی ظاہر کرتے ہیں اور وہ ٹکٹ لئے اور بچہ اٹھائے اور دوسرے بچہ ناجو اور کوئی اسپر دم نہیں کہ تاگر آخر دہل کے ملازم جبرا اسکو جگہ دلاتے ہیں سو ایسا ہی یہ اجتماع بھی بعض اخلاقی حالتوں کے بگاڑنے کا ایک یہ معلوم ہوتا ہے اور جب تک ان کے پورے وسائل میسر نہ ہوں اور جب تک خدا تعالیٰ ہماری جماعت میں اپنے خاص فضل کو کچھ مادہ رفی اور نرمی اور ہمدلی اور

خدمت اور جاکشی کا پیدائز کرے تب تک یہ جلسہ قرین مصلحت معلوم نہیں ہوتا حالانکہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ مبایعین
محض لشکر سفر کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں کہ حکومت کا اعتبار نہیں میرے
دیکھنے میں مبایعین کو فائدہ ہو کر مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے جو صبر کے ساتھ وہیں کو تلاش کرتا ہو اور فقط دین کو چاہتا
سو ایسے پاک نیت لوگوں کا آنا ہمیشہ بہتر ہے کسی جلسہ پر موقوف نہیں بلکہ دوسرے وقتوں میں وہ فرصت اور فراغت سے
باتیں کر سکتے ہیں اور یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ مخواہ التزام اٹھ کر لازم ہو بلکہ اس کا انعقاد صحت
اور جن ثمرات پر موقوف ہے، ورنہ بغیر اسکے هیچ اور جتنک معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نشہ کہ اس جلسہ کو دینی فائدہ
یہ ہو اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اس کا یہ اثر ہو تب تک ایسا جلسہ صرف غصول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع
سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے ایک معصیت اور طریق فسادات اور بدعت شنیعہ ہو نہیں ہو کر ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے ضمن
پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کیلئے اپنے مبایعین کو اکٹھا کر دے بلکہ وہ علت خانی جسکے لوگوں میں جلد کانٹا
ہوں مصلح خلق اللہ ہو پیر اگر کوئی امر یا انتظام موجب اصلاح نہ ہو بلکہ موجب فساد ہو تو مخلوق میں سو میرے جیسا
اٹسا کوئی دشمن نہیں اور اخی کرم حضرت مولوی نور الدین صاحب علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ کو یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ
ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے آج تک کوئی خاص ہستیت اور تہذیب اور پاک ڈی اور پر ہیز گاری اور لدھی محبت باہم پیدا
نہیں کی سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ قول بالکل صحیح ہو مجھے معلوم ہوا کہ بعض حضرات جماعت
میں داخل ہو کر اس عاجز سو بیعت کر کے اور جہد تو یہ تصور کر کے پھر بھی ویسے کچھ دل میں کر دے کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو
بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مانے نکیر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی
پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ اتنی اونٹنی خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے
سے دست بردار ہوتے ہیں اور ناکادہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ ایسا اوقات گالیوں تک ذہبت
بہنجتی ہو اور دلوں میں کیٹنے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بخشش ہوتی ہیں اور اگرچہ نجیب اور سعید
بھی ہماری جماعت میں بہت - بلکہ یقیناً دوسو زیادہ ہی ہیں چہ نزدیکی کا فضیلت ہو جو نصیبوں کو شکر و تقویٰ اور
عافیت کو مقدم رکھتے ہیں اور اُنکے دلوں پر نصیبوں کا عجیب اثر ہوتا ہے لیکن یہ اس وقت کچھ دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور
بہر حال ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہو یہ کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہو نفسانی لالچوں پر کیوں انکے دل گرے جا
ہیں آدمیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اُسے بلندی چاہتا ہے جو میں پہنچ کھتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز
درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتیٰ الوسع مقدم نہ ٹھہرے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے

سائنس باوجود اپنے صنعت اور بیماری کے زمین پر سوتا ہوا آدمی میں باوجود اپنی صحت اور زندگی کے چار پائی پر قبضہ کرتا ہوں
تا وہ اسپر پیٹھ نہ چاہے تو میری حالت پر افسوس ہو کر میں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ اپنی چار پائی اُسکے
نہ وہ دل اپنے کو فرش زمین پسند نہ کرے اگر میرا بھائی بیمار ہو اور کسی دوسرے لاچار ہو تو میری حالت پر صحت ہو اگر
میں اُسکے مقابل پر امن ہو سو وہ ہلے اور اُسکے کو جھانکے میرے بس میں ہو تاہم رسانی کی تدبیر نہ کرے اور اگر کوئی
میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت مجھ کو کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر صحت ہو اگر میں صحت مند و دانستہ اس
سختی سے سہم نہ کرے بلکہ مجھے چاہیے کہ میں اُسکی باتوں پر صبر کروں اور اپنی غافل میں اُسکے لئے درد و دُعا کروں کیونکہ وہ
میرا بھائی ہو اور وہ عانی طور پر بیمار ہو اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی ہو کوئی خطا اس سے نہ ہو تو مجھے نہیں
چاہیے کہ میں اُس کو ششما کروں یا میں جس میں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدینتی ہو اسکی عیب گیری کروں کی سب ہلاکت
کی راہیں ہیں کوئی استقامت میں نہیں ہو سکتا جب تک اُس کا دل نرم نہ ہو جب تک وہ اپنے تئیں پرہیز و نیکو نہ سمجھے اور
ساری مشقتیں دور نہ ہو جائیں خدام القوم ہونا محذوم غصہ کی نشانی ہو اور غریبوں کو نرم ہو کر اور محسوس کر
بات کرنا مقبول الہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیک کے ساتھ جواب دینا سادگی کے آثار ہیں اور غصہ نہ کھالینا اور
تلخ بات کو پی جانا نہایت دور دردی جو انفرادی ہو مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں
بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہو کہ اگر ایک بھائی غصہ سے اسکی چار پائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اُسکو اٹھا چاہتا
ہے حالانکہ میں اُسکا تو چار پائی کو اٹھا دیتا ہوں اور اُسکو نیچے گرا دیتا ہوں پھر دوسرے بھی فرق نہیں کرتا وہ اُسکو گندی گالیوں سے سزا دے
تمام خدمات نکالتا ہو یہ حالات ہیں جو اس مجلس میں مشاہد ہو کر تامل و دل کباب ہوتا اور جلتا ہوا دے اختیار
دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہو کہ اگر میں درد دل میں ہوں تو ان بے تادم کو سچا ہو مجھ میں کس خوشی کی اُسیے لوگوں کو
جلسے کیلئے اکٹھے کرے یہ دنیا کے تافہل میں کوئی تافشا نہیں ابھی تک میں جانتا ہوں کہ میں اکیلا ہوں بجز ایک مختصر
گروہ رفیقوں کے جو دُعا گوئے کسی قدر زیادہ ہیں جز خدا کی خاص رحمت ہے جن میں ہوا دل دور ہو پر میرے خالص دوست و محبوب
مولوی حکیم نور الدین صاحب اور چند اور دوست ہیں جنکو میں جانتا ہوں کہ وہ صرف خدا تعالیٰ کیلئے میرے ساتھ تعلق
محبت رکھتے ہیں اور میری باتوں اور نصیحتوں کو تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں اور انکی آخرت پر نظر ہے سو وہ انشاء اللہ
دو دفع جہانوں میں میرے ساتھ ہوں اور میں اُنکے ساتھ ہوں۔ میں اپنے ساتھ ان لوگوں کو کیا سمجھوں جنکے دل میرے ساتھ نہیں

۱۰۰ یہ باتیں ہماری طرف سے اپنی حویلیہ جماعت کے لئے بطور نصیحت ہیں دوسرے کوئی عجز نہیں کہ کسی کا نام لیکر اٹھا کر کہے در نہ وہ
سب سے ڈھک کر گناہ اور فتنہ کی راہ اختیار کر لگا۔

کیا گیا ہے۔ کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے۔ جس میں ایسے لوگ
 رہتے ہیں۔ جو یزیدی الطبع اور یزید پید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔ ...
 ... منجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام
 مراد ہے۔ جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے۔ اور
 خدا تعالیٰ نے مسیح کے آنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا۔ تو یہ اس بات کی طرف
 اشارہ ہے۔ کہ مسیح سے مراد وہ اصل مسیح نہیں ہے۔ جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔
 بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے۔ جو اپنی روحانی حالت کی دوسرے
 مسیح سے اور نیز امام حسین سے بھی مشابہت رکھتا ہے۔ کیونکہ دمشق پائے تخت
 یزید ہو چکا ہے۔ اور یزیدوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزار ہا طرح کے ظالمانہ احکام
 نافذ ہوئے۔ وہ دمشق ہی ہے۔ ... سو خدا تعالیٰ نے اس دمشق کو جس سے ایسے ظلم
 احکام نکلتے تھے۔ اور جس میں ایسے سنگ دل اور سیاہ دہل لوگ پیدا ہو گئے تھے۔
 اس غرض سے نشانہ بنا کر لکھا۔ کہ اب مثیل و مشق عدل اور ایمان پھیلنے کا
 ہیڈ کوارٹر ہوگا۔ کیونکہ اکثر ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ
 لعنت کی جگہوں کو برکت کے مکانات بناتا رہا ہے (ازالہ ادہام صفحہ ۶۶۶)

”با دیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا۔ کہ

اُخْرِجْ مِنْهُ الْيَزِيدِيَّوْنَ

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔ (ازالہ ادہام صفحہ ۶۶۷، حاشیہ)
 (۱) ”ایک مصنف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص عمارت
 نام یعنی حرّات آنے والا جو ابو داؤد کی کتاب میں لکھا ہے۔ یہ خبر صحیح ہے۔ اور
 یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی درحقیقت یہ دونوں اپنے مصداق کے دوسرے

لے (ترجمہ از مرتب) یزیدی لوگ اس سے نکال دئے گئے۔

لے عمارت کے معنی زمیندار کے ہیں۔ اور حرّات سے مراد بڑا زمیندار ہے۔ اور یہ بات حضرت
 مسیح موعود علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ (مرتب)

یہ چند احکام بطور نمونہ ہم نے لکھے ہیں اس میں ایک تھوڑی سی عقل کا آدمی بھی پہنچ سکتا ہے کہ بظاہر یہ تمام خطاب صحابہ کی طرف ہی لیکن درحقیقت تمام مسلمان ان احکام پر عمل کرنے کے لئے مامور ہیں نہ یہ کہ صرف صحابہ مامور ہیں و بس۔ غرض قرآن کا اصلی اور حقیقی اسلوب جس کے سارا قرآن بھرا پڑا ہے یہ ہے کہ اسکے خطاب کے مورد حقیقی اور واقعی طور پر تمام وہ مسلمان ہیں جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے کہ بظاہر صورت خطاب صحابہ کی طرف واضح معلوم ہوتا ہے پس جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ یہ وعدہ یا وعید صحابہ تک ہی محدود ہے وہ قرآن کے عام محاورہ سے عدول کرتا ہے اور جب تک پورا ثبوت اس دعویٰ کا پیش نہ کرے تب تک وہ ایسے طریق کے اختیار کرنے میں ایک ٹھکڑے ہے۔ کیا قرآن صرف صحابہ کے واسطے ہی نازل ہوا تھا۔ اگر قرآن کے وعدہ اور وعید اور تمام احکام صحابہ تک ہی محدود ہیں تو گویا جو بعد میں پیدا ہوئے وہ قرآن سے بکلی بے تعلق ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْخُرَافَاتِ۔

اور یہ کہنا کہ حدیث میں آیا ہو کہ خلافت تیس سال تک ہوگی عجیب فہم ہے جس حالت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہو کہ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْاَوَّلَيْنَّ وَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْاٰخِرَيْنَّ تو پھر اس کے مقابل پر کوئی حدیث پیش کرنا اور اسکے معنی مخالف قرآن قرار دینا معلوم نہیں کہ کس قسم کی سمجھ ہے اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہو تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کوئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاصکر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہو کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئیگی کہ هٰذَا خَلِيفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيِّ۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہو جو کسی کتاب میں درج ہو جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہو لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی ہو علماء کو اس میں کئی طرح کا جرح ہو اور اس کی صحت میں کلام ہو کیا معترض نے غور نہیں کیا جو آخری زمانہ کی نسبت بعض خلیفوں کے ظہور کی خبریں دی گئی ہیں کہ حادث آئیگا مہدی آئیگا۔ آسمانی خلیفہ آئیگا۔ یہ خبریں حدیثوں میں ہیں یا کسی اور کتاب میں۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے تین ہیں۔

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ۖ وَاسْتَدْرَجْتَهُ لِنَارٍ ۚ لَوْلَا أَنَّهُ مَلَائِكَةٌ حِطَّةٍ رَافِعَةٌ ۚ إِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۖ

یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ مکتبوں میں بیٹھے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی استاد سے تمام تہذیب پڑھی تھی۔ غرض اسی لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی استاد سے نہیں پڑھا خدا آپ ہی استاد ہوا۔ اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اِقْدَرُوْا کہا۔ یعنی پڑھ۔ اور کسی نے نہیں کہا۔ اس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی ہوئے۔ سو آنے والے کا نام جو ہمدی رکھا گیا۔ سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کریگا۔ اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی ہمدیت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہلج پر مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور امرار دین بلا واسطہ میرے پرکھوئے گئے۔ اور جس طرح مذکورہ بالا وجہ سے آنے والا ہمدی کہلائے گا اسی طرح وہ مسیح بھی کہلائیگا کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی۔ لہذا وہ عیسیٰ ابن مریم بھی کہلائیگا اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت اپنے خاصہ ہمدیت کو اس کے اندر چھونکا۔

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۹

۲۶۰

۲۶۱

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴

۲۸۵

۲۸۶

۲۸۷

۲۸۸

۲۸۹

۲۹۰

۲۹۱

۲۹۲

۲۹۳

۲۹۴

۲۹۵

۲۹۶

۲۹۷

۲۹۸

۲۹۹

۳۰۰

۳۰۱

۳۰۲

۳۰۳

۳۰۴

۳۰۵

۳۰۶

۳۰۷

۳۰۸

۳۰۹

۳۱۰

۳۱۱

۳۱۲

۳۱۳

۳۱۴

۳۱۵

۳۱۶

۳۱۷

۳۱۸

۳۱۹

۳۲۰

۳۲۱

۳۲۲

۳۲۳

۳۲۴

۳۲۵

۳۲۶

۳۲۷

۳۲۸

۳۲۹

۳۳۰

۳۳۱

۳۳۲

۳۳۳

۳۳۴

۳۳۵

۳۳۶

۳۳۷

۳۳۸

۳۳۹

۳۴۰

۳۴۱

۳۴۲

۳۴۳

۳۴۴

۳۴۵

۳۴۶

۳۴۷

۳۴۸

۳۴۹

۳۵۰

۳۵۱

۳۵۲

۳۵۳

۳۵۴

۳۵۵

۳۵۶

۳۵۷

۳۵۸

۳۵۹

۳۶۰

۳۶۱

۳۶۲

۳۶۳

۳۶۴

۳۶۵

۳۶۶

۳۶۷

۳۶۸

۳۶۹

۳۷۰

۳۷۱

۳۷۲

۳۷۳

۳۷۴

۳۷۵

۳۷۶

۳۷۷

۳۷۸

۳۷۹

۳۸۰

۳۸۱

۳۸۲

۳۸۳

۳۸۴

۳۸۵

۳۸۶

۳۸۷

۳۸۸

۳۸۹

۳۹۰

۳۹۱

۳۹۲

۳۹۳

۳۹۴

۳۹۵

۳۹۶

۳۹۷

۳۹۸

۳۹۹

۴۰۰

۴۰۱

۴۰۲

۴۰۳

۴۰۴

۴۰۵

۴۰۶

۴۰۷

۴۰۸

۴۰۹

۴۱۰

۴۱۱

۴۱۲

۴۱۳

۴۱۴

۴۱۵

۴۱۶

۴۱۷

۴۱۸

۴۱۹

۴۲۰

۴۲۱

۴۲۲

۴۲۳

۴۲۴

۴۲۵

۴۲۶

۴۲۷

۴۲۸

۴۲۹

۴۳۰

۴۳۱

۴۳۲

۴۳۳

۴۳۴

۴۳۵

۴۳۶

۴۳۷

۴۳۸

۴۳۹

۴۴۰

۴۴۱

۴۴۲

۴۴۳

۴۴۴

۴۴۵

۴۴۶

۴۴۷

۴۴۸

۴۴۹

۴۵۰

۴۵۱

۴۵۲

۴۵۳

۴۵۴

۴۵۵

۴۵۶

۴۵۷

۴۵۸

۴۵۹

۴۶۰

۴۶۱

۴۶۲

۴۶۳

۴۶۴

۴۶۵

۴۶۶

۴۶۷

۴۶۸

۴۶۹

۴۷۰

۴۷۱

۴۷۲

۴۷۳

۴۷۴

۴۷۵

۴۷۶

۴۷۷

۴۷۸

۴۷۹

۴۸۰

۴۸۱

۴۸۲

۴۸۳

۴۸۴

۴۸۵

۴۸۶

۴۸۷

۴۸۸

۴۸۹

۴۹۰

۴۹۱

۴۹۲

۴۹۳

۴۹۴

۴۹۵

۴۹۶

۴۹۷

۴۹۸

۴۹۹

۵۰۰

۵۰۱

۵۰۲

۵۰۳

۵۰۴

۵۰۵

۵۰۶

۵۰۷

۵۰۸

۵۰۹

۵۱۰

۵۱۱

۵۱۲

۵۱۳

۵۱۴

۵۱۵

۵۱۶

۵۱۷

۵۱۸

۵۱۹

۵۲۰

۵۲۱

۵۲۲

۵۲۳

۵۲۴

۵۲۵

۵۲۶

۵۲۷

۵۲۸

۵۲۹

۵۳۰

۵۳۱

۵۳۲

۵۳۳

۵۳۴

۵۳۵

۵۳۶

۵۳۷

۵۳۸

۵۳۹

۵۴۰

۵۴۱

۵۴۲

۵۴۳

۵۴۴

۵۴۵

۵۴۶

۵۴۷

۵۴۸

۵۴۹

۵۵۰

۵۵۱

۵۵۲

۵۵۳

۵۵۴

۵۵۵

۵۵۶

۵۵۷

۵۵۸

۵۵۹

۵۶۰

۵۶۱

۵۶۲

۵۶۳

۵۶۴

۵۶۵

۵۶۶

۵۶۷

۵۶۸

۵۶۹

۵۷۰

۵۷۱

۵۷۲

۵۷۳

۵۷۴

۵۷۵

۵۷۶

۵۷۷

۵۷۸

۵۷۹

۵۸۰

۵۸۱

۵۸۲

۵۸۳

۵۸۴

۵۸۵

۵۸۶

۵۸۷

۵۸۸

۵۸۹

۵۹۰

۵۹۱

۵۹۲

۵۹۳

۵۹۴

۵۹۵

۵۹۶

۵۹۷

۵۹۸

۵۹۹

۶۰۰

۶۰۱

۶۰۲

۶۰۳

۶۰۴

۶۰۵

۶۰۶

۶۰۷

۶۰۸

۶۰۹

۶۱۰

۶۱۱

۶۱۲

۶۱۳

۶۱۴

۶۱۵

۶۱۶

۶۱۷

۶۱۸

۶۱۹

۶۲۰

۶۲۱

۶۲۲

۶۲۳

۶۲۴

۶۲۵

۶۲۶

۶۲۷

۶۲۸

۶۲۹

۶۳۰

۶۳۱

۶۳۲

۶۳۳

۶۳۴

۶۳۵

۶۳۶

۶۳۷

۶۳۸

۶۳۹

۶۴۰

۶۴۱

۶۴۲

۶۴۳

۶۴۴

۶۴۵

۶۴۶

۶۴۷

۶۴۸

۶۴۹

۶۵۰

۶۵۱

۶۵۲

۶۵۳

۶۵۴

۶۵۵

۶۵۶

۶۵۷

۶۵۸

۶۵۹

۶۶۰

۶۶۱

۶۶۲

۶۶۳

۶۶۴

۶۶۵

۶۶۶

۶۶۷

۶۶۸

۶۶۹

۶۷۰

۶۷۱

۶۷۲

۶۷۳

۶۷۴

۶۷۵

۶۷۶

۶۷۷

۶۷۸

۶۷۹

۶۸۰

۶۸۱

۶۸۲

۶۸۳

۶۸۴

۶۸۵

۶۸۶

۶۸۷

۶۸۸

۶۸۹

۶۹۰

۶۹۱

۶۹۲

۶۹۳

۶۹۴

۶۹۵

۶۹۶

۶۹۷

۶۹۸

۶۹۹

۷۰۰

۷۰۱

۷۰۲

۷۰۳

۷۰۴

۷۰۵

۷۰۶

۷۰۷

۷۰۸

۷۰۹

۷۱۰

۷۱۱

۷۱۲

۷۱۳

۷۱۴

۷۱۵

۷۱۶

۷۱۷

۷۱۸

۷۱۹

۷۲۰

۷۲۱

۷۲۲

۷۲۳

۷۲۴

۷۲۵

۷۲۶

۷۲۷

۷۲۸

۷۲۹

۷۳۰

۷۳۱

۷۳۲

۷۳۳

۷۳۴

۷۳۵

۷۳۶

۷۳۷

۷۳۸

۷۳۹

۷۴۰

۷۴۱

۷۴۲

۷۴۳

۷۴۴

۷۴۵

۷۴۶

۷۴۷

۷۴۸

۷۴۹

۷۵۰

۷۵۱

۷۵۲

۷۵۳

۷۵۴

۷۵۵

۷۵۶

۷۵۷

۷۵۸

۷۵۹

۷۶۰

۷۶۱

۷۶۲

۷۶۳

۷۶۴

۷۶۵

۷۶۶

۷۶۷

۷۶۸

۷۶۹

۷۷۰

۷۷۱

۷۷۲

۷۷۳

۷۷۴

۷۷۵

۷۷۶

۷۷۷

۷۷۸

۷۷۹

۷۸۰

۷۸۱

۷۸۲

۷۸۳

۷۸۴

۷۸۵

۷۸۶

۷۸۷

۷۸۸

۷۸۹

۷۹۰

۷۹۱

۷۹۲

۷۹۳

۷۹۴

۷۹۵

۷۹۶

۷۹۷

۷۹۸

۷۹۹

۸۰۰

۸۰۱

۸۰۲

۸۰۳

۸۰۴

۸۰۵

۸۰۶

۸۰۷

۸۰۸

۸۰۹

۸۱۰

۸۱۱

۸۱۲

۸۱۳

۸۱۴

۸۱۵

۸۱۶

۸۱۷

۸۱۸

۸۱۹

۸۲۰

۸۲۱

۸۲۲

۸۲۳

۸۲۴

۸۲۵

۸۲۶

۸۲۷

۸۲۸

۸۲۹

۸۳۰

۸۳۱

۸۳۲

۸۳۳

۸۳۴

۸۳۵

۸۳۶

۸۳۷

۸۳۸

۸۳۹

۸۴۰

۸۴۱

۸۴۲

۸۴۳

۸۴۴

۸۴۵

۸۴۶

۸۴۷

۸۴۸

۸۴۹

۸۵۰

۸۵۱

۸۵۲

۸۵۳

۸۵۴

۸۵۵

۸۵۶

۸۵۷

۸۵۸

۸۵۹

۸۶۰

۸۶۱

۸۶۲

۸۶۳

۸۶۴

۸۶۵

۸۶۶

۸۶۷

۸۶۸

۸۶۹

۸۷۰

۸۷۱

۸۷۲

۸۷۳

۸۷۴

۸۷۵

۸۷۶

۸۷۷

۸۷۸

۸۷۹

۸۸۰

۸۸۱

۸۸۲

۸۸۳

۸۸۴

۸۸۵

۸۸۶

۸۸۷

۸۸۸

۸۸۹

۸۹۰

۸۹۱

۸۹۲

۸۹۳

۸۹۴

۸۹۵

۸۹۶

۸۹۷

۸۹۸

۸۹۹

۹۰۰

۹۰۱

۹۰۲

۹۰۳

۹۰۴

۹۰۵

۹۰۶

۹۰۷

۹۰۸

۹۰۹

۹۱۰

۹۱۱

۹۱۲

۹۱۳

۹۱۴

۹۱۵

۹۱۶

۹۱۷

۹۱۸

۹۱۹

۹۲۰

۹۲۱

۹۲۲

۹۲۳

۹۲۴

۹۲۵

۹۲۶

۹۲۷

۹۲۸

۹۲۹

۹۳۰

۹۳۱

۹۳۲

۹۳۳

۹۳۴

۹۳۵

۹۳۶

۹۳۷

۹۳۸

۹۳۹

۹۴۰

۹۴۱

۹۴۲

۹۴۳

۹۴۴

۹۴۵

۹۴۶

۹۴۷

۹۴۸

۹۴۹

۹۵۰

۹۵۱

۹۵۲

۹۵۳

۹۵۴

۹۵۵

۹۵۶

۹۵۷

۹۵۸

۹۵۹

۹۶۰

۹۶۱

۹۶۲

۹۶۳

۹۶۴

۹۶۵

۹۶۶

۹۶۷

۹۶۸

۹۶۹

۹۷۰

۹۷۱

۹۷۲

۹۷۳

۹۷۴

۹۷۵

۹۷۶

۹۷۷

۹۷۸

۹۷۹

۹۸۰

۹۸۱

۹۸۲

۹۸۳

۹۸۴

۹۸۵

۹۸۶

۹۸۷

۹۸۸

۹۸۹

۹۹۰

۹۹۱

۹۹۲

۹۹۳

۹۹۴

۹۹۵

۹۹۶

۹۹۷

۹۹۸

۹۹۹

۱۰۰۰

پھر ماسوا اس کے اگر اس وجہ سے انکار کیا جاتا ہے کہ یہ امر خارق عادت ہے۔ تو کیا بموجب اصول آدیوں کے وید کے بعد الہام الہی ہو نا یہ خارق عادت امر نہیں ہے پس جبکہ لیکھرام کی موت نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ قادر خدا اس زمانہ میں بھی برخلاف وید کے مقرر کردہ قانون قدرت کے الہام کرتا ہے تو وید کا سارا قانون قدرت دریا برد ہو گیا اس صورت میں وید کی بات کا کوئی بھی اعتبار نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اُس پر اعتبار نہیں رہتا اور لیکھرام والی پیش گوئی سے تسلی نہیں ہوئی تو پھر درخواست کرنے سے اور کوئی ذریعہ تسلی کا پیدا ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی صمد الہامی پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں تسلی دے سکتی ہیں غرض وید کا قانون قدرت ایسا جھوٹا ثابت ہوا کہ ساتھ ہی وید کو بھی لے ڈوبا۔ پھر اسی بنیاد پر اعتراض کرنا حیا سے بعید ہے۔ ظاہر ہے کہ وید نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے بعد خدا کی قوتِ متکم ہمیشہ کے لئے مسلوب رہے گی مگر ہم نے چکے ہوئے نشانیوں کے ساتھ ثابت کر دیا کہ وید نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کے لئے خدا کے الہام کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ محال اور قانون قدرت کے برخلاف ہے وہ سراسر جھوٹ اور خلاف حق ہے بلکہ خدا ہمیشہ اپنے بندوں کو الہام کرتا ہے تو پھر بتلاؤ کہ اس کے بعد بار بار اُسی وید کو پیش کرنا جس کے قانون قدرت کا غور نہ دیکھ چکے ہیں۔ کس قدر خلاف حیا و شرم ہے۔

غرض لیکھرام کی موت نے ثابت کر دیا کہ وید کی تعلیم سراسر غلط ہے کہ اس کے بعد الہام نہیں ہے تو پھر وید کے مقرر کردہ قانون قدرت پر اعتبار کیا رہا۔ خدا تعالیٰ کے کردہ قانون قدرت ابھی غنئی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں مگر افسوس ان لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ بند کر لیتے ہیں لگے یو روپ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کرے کہ میں تجھ میں سے پانی نکال سکتا ہوں یا تمام تجھ کو پانی بنا سکتا ہوں تو اُس کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ ماریں اور فی الفور آمنا و صدقاً کہنے لگیں مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اُس کو نہیں مانتے۔

ہونے کا دعویٰ کہ کے قوم کا صلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے۔ اور محض
ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رموز جملہ کے لئے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خوب آئی۔ اور
یا اللہ! ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ آتا ہے وہ اس نجاست کے کیڑے کی
طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے۔ ایسا بیٹ اس واقع
نہیں کہ خدا اس کو یہ عزت دے کہ تو نے اگر میرے پر اصرار کیا تو میں تجھے ہلاک کر دوں گا بلکہ
وہ بوجہ اپنی ہدایت و درجہ کی ذلت کے قابل التفات نہیں کوئی شخص اس کی پیروی نہیں کرتا کوئی
اس کو نبی یا رسول یا مامور من اللہ نہیں سمجھتا۔ اسو اس کے یہ بھی ثابت کرنا چاہئے کہ اس
مفسر پانہ عادت پر برائیس برس لگد گئے۔ میں حافظ محمد یوسف صاحب کی بہت کچھ واقفیت
نہیں مگر یہ بھی امید نہیں۔ خدا ان کے اندرونی اعمال بہتر جانتا ہے۔ ان کے دو قول تو میں یاد ہیں۔
دوسرا ہے کہ اب وہ ان سے انکار کرتے ہیں (۱) ایک یہ کہ چند سال کا عرصہ لگتا ہے کہ بڑے
بڑے علموں میں انہوں نے بیان کیا تھا کہ مولوی عبداللہ غزنوی نے میرے پاس بیان کیا کہ آسمان سے
ایک نور قلیان پر لگا اور میری اولاد اس سے بے نصیب رہ گئی۔ (۲) دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے
انسانی نسل کے طور پر ظاہر ہو کر حق کو کہا کہ مرزا غلام احمد حق پر ہے کیوں لوگ اس کا انکار
کرتے ہیں۔ اب مجھے خیال آتا ہے کہ اگر حافظ صاحب ان دو واقعات سے اب انکار کرتے
ہیں جن کو بار بار بہت سے لوگوں کے پاس بیان کر چکے ہیں تو غور و اندیشہ شک انہوں نے خدا تعالیٰ
پر افتراء کیا ہے۔ کیونکہ جو شخص سچ کہتا ہے اگر وہ مر بھی جائے تب بھی انکار نہیں کر سکتا
+ میں ہرگز قبول نہیں کرتا کہ حافظ صاحب ان ہر دو واقعات کا انکار کرتے ہیں۔ ان واقعات کا گواہ مقرر
میں ہوں بلکہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت گواہ ہے اور کتاب تذاکرہ اہل ہام میں ان کی زبانی مولوی عبداللہ
صاحب کا کشف صبح ہو چکا ہے۔ میں تو یقیناً جانتا ہوں کہ حافظ صاحب ایسا کذب مرتج ہرگز
نہیں پر نہیں ہائے گو قوم کا طرف ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔ ان کے بھائی محمد یوسف
نے تو انکار نہیں کیا تو وہ کیونکر کیجئے۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے کے نہیں۔ منہ

کہ درمگو کو اس کے گھر تک پہنچا دیں کیونکہ کاروں اور خیانت پیشوں کی منوا دہی یہی ہے کہ ان کے خیانت کے طریقوں کو ہمیشہ نہ دیکھا جائے اور سب سے اہم اس وقت کو کھٹیر اہلے اسی فرض سے ہم نے اس مسئلہ کو کھلا ہے غلط بیانی کے بجائے الزام کا فیصلہ ہو جائے کہ یہ تین بدزبانیں جو میری نسبت کی گئیں ان کو کھلیا کہ یہ شخص غلط بیان اور قدیمی متعصب اور غیبت کا شکار ہے یہ ایسا خیانت سے بھرپور ہوا بہت تن ہے کہ کوئی صادق آدمی اس پر سر جو نہیں کر سکتا اور نیز اس کی مخالفت کرنے سے غلو کو نہ روکنا چاہیے اور ہر بلکہ نہ ہو گا کہ غلط بیانی اور بہتان طرز کی دست ہانوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شر بہاد بد فرائی آدمیوں کا کام ہے کہ جو خدا سے ڈریں اور نہ خلعت کے لعن و لعن کی پروا کھیں اور نہ چنگ نہ حق ان لوگوں نے گلیاں دیں کہ اس پر جو

میرے خیال میں انسانی شرم نے ان کو کہانت نہیں دی اور جب میرے بعض مخلصوں نے ان کو نہ مستام نہ کرنا یا تو پھر وہ راعندہ پیش ہوا کہ طریق اس حالت میں ہے کہ جب متاخر ہو کر حرکت کے پاس ہا دنگے۔
 ۵۔ بہت کم کہ ان کو بتایا گیا کہ سیدہ ہمتہ پاش میں یہ صفت کھلا ہے کہ ایسا مرد بہت قابل اور بہت ہی سہی
 نہ ہو جو محض اس پر جو صحت کہنے پر ہرے قدر میں گرتی تھیں اور نہیں مٹھنی میں کھڑے نہیں یا پکی
 ہے۔ یہ نہیں کھلا کہ ایسا کہ ہرگز صحت نہ کر سکتا ہو بلکہ یہ شک کھلا ہے کہ اگر وہ قابل اور ہو مگر کو کیا
 کیا ہے جتنی بھی تہمتیں ہیں ہرگز تو یہ جواب سکروہ لوگ خوش ہو گئے ہیں میں سے ایک
 ہمتہ ہی نے کہ بے شک ایسی حالتوں میں کیا ہوگا کہ ان کو یہ سفارہ نہیں دیا کہ یہ ہوگا کہ پر ماضی
 میں فرض اس سے نتیجہ نکالو کہ عام بات تو یہ کہ یہی ہے کہ ان لوگ ضرورتوں کے وقت جتنی باتوں
 اور پیشوں سے ہرگز کھلا کریں بلکہ اس پر ہے کہ ان کی نفس میں کوئی چیز نہیں کہ اس صفت ان کی
 غلطی حقیقت و حقیقت ہزار ہا ہی سے اس کام پر نصرت بھیجتی ہے اس صفت ان کو اس ایک مرتبہ بھیجی
 غریبوں کے لئے غیرت لکھتا ہے۔ اب حاصل کام ہے کہ اگر اس بات میں کوئی اور کہ یہ صاحب ہو کہ
 کہنا چاہتے ہیں تو ہم اپنے خرقہ سے ان کو ان کی درخواست پتہ لایاں میں بھیج سکتے ہیں اور ہرگز سے
 ۱۹۵۰ء تک اہلست ہے۔

لائق امین ز اعلا ام احمد

۱۹۵۰ء میں دہلی میں لکھا گیا

شک کر دیا اور شائع بھی ایسا کیا کہ شاید ایک یا دو ہفتہ تک دس ہزار مرد و عورت تک پہلوی درخواست نکاح اور ہمارے مضمون الہام سے بخوبی اطلاع یاب ہو گئے ہونگے اور پھر زانیہ شامت پر اکتفا نہ کر کے اخباروں میں ہمارا خط چھپوایا اور بازاروں میں ان کے دکھلانے سے وہ خط جا بجا پڑھا گیا اور عورتوں اور بچوں تک اس خط کے مضمون کی منادی کی گئی۔ اب جب مرزا نظام الدین کی کوشش سے وہ خط ہمارا نور افشاں میں بھی چھپ گیا۔ اور عیسائیوں نے اپنے مادہ کے موافق بیجا افترا کرنا شروع کیا تو ہم پر فرض ہو گیا کہ اپنے قلم سے اصلیت کو ظاہر کریں۔ بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محاب امتحان نہیں جو سکتا اور نیز یہ پیشگوئی ایسی بھی نہیں کہ جو پہلے پہل اسی وقت میں ہم نے ظاہر کی ہے بلکہ مرزا امام الدین و نظام الدین اور اس جگہ کے تمام آریہ اور نیز لیکھرام پشاوری اور صد ہا دوسرے لوگ خوب جانتے ہیں کہ کئی سال ہوئے کہ ہم نے اسی کے متعلق مجھ ایک پیشگوئی کی تھی یعنی یہ کہ ہماری برادری میں سے ایک شخص احمد بیگ نام فوت ہو نیوالا ہو۔ اب منصف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ اس پیشگوئی کا ایک شعبہ تھی یا یوں کہو کہ یہ تفصیل اور وہ اجمال تھی اور اس میں تاریخ اور مدت ظاہر کی گئی اور اس میں تاریخ اور مدت کا کچھ ذکر نہ تھا اور اس میں شرائط کی تصریح کی گئی اور وہ ابھی اجمالی حالت میں تھی سمجھو آدمی کیلئے یہ کافی ہو کہ پہلی پیشگوئی اُس زمانہ کی ہے کہ جبکہ ہمنوز وہ لڑکی نابالغ تھی اور جبکہ یہ پیشگوئی بھی اسی شخص کی نسبت ہے جس کی نسبت اب سے پانچ برس پہلے کی گئی تھی یعنی اُس زمانہ میں جبکہ اُس کی یہ لڑکی آٹھ یا نو برس کی تھی تو اس پر نفسانی افترا کا گمان کرنا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ والسلام علی من اتبع الهدی۔

(مخمسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب)۔ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء۔

اب دیکھو کہ ایک طرف تو یہ شخص میرے مسیح موعود ہونے کا قرار کرتا ہے اور نہ صرف اقرار بلکہ میری تصدیق کے بارہ میں ایک خواب بھی پیش کرتا ہے جو سچی نکلی۔

پھر اسی کتاب کے آخر میں اور نیز اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام دجال اور شیطان بھی رکھتا ہے اور مجھے خائن اور حراغور اور کذاب ٹھہراتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ عبدالحکیم خان نے اپنے ان دونوں متناقض بیانات میں چند روز کا بھی فرق نہیں رکھا۔ ایک طرف تو مجھے مسیح موعود

کہا اور اپنے خواب کے ساتھ میری تصدیق کی اور پھر ساتھ ہی دجال اور کذاب بھی کہہ دیا۔

مجھے اس بات کی پروا نہیں کہ ایسا کیوں کیا ہو ہر ایک کو سوچنا چاہیے کہ اس شخص کی حالت ایک مضبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلتا ناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔

ایک طرف تو مجھے مسیح قرار دیتا ہے بلکہ میری تصدیق میں ایک سچی خواب پیش کرتا ہے

جو پوری ہو گئی۔ اور دوسری طرف مجھے سب کافروں سے بدتر سمجھتا ہے کیا اس کا بڑا حکم کوئی

اور تناقض ہو گا۔ اور جن مہیوں کو وہ میری طرف فسوس کرتا ہے اس کو خود سوچنا چاہیے تھا کہ جب

خواب کی رو سے میری سچائی کی اس کو تصدیق ہو چکی تھی بلکہ میری تصدیق کیلئے خدا نے حسن بیگ کو

طاعون سے ہلاک بھی کر دیا تھا۔ تو کیا ایک دجال کیلئے خدا نے اس کو مارا اور کیا خدا کو وہ عجیب

معلوم نہ تھے جو بیس سال کے بعد اس کو معلوم ہو گئے۔ اور یہ عذر اس کا قابل قبول نہ ہو گا کہ

مجھ کو شیطانی خوابیں آتی ہوں گی اور یہ بھی ایک شیطانی خواب تھی۔ کیونکہ یہ تو ہم قبول کر سکتے

ہیں کہ اس کو بوجہ فطرتی مناسبت کے شیطانی خوابیں آتی ہوں گی اور شیطانی الہام

ہیں کہ اس کو بوجہ فطرتی مناسبت کے شیطانی خوابیں آتی ہوں گی اور شیطانی الہام

لیکن اب عبدالحکیم کیلئے لازم ہے کہ محمد حسن بیگ کی قبر پر جا کر وہ کہے کہ اے بھائی تو تکذیب میں سچا تھا اور میں غمناک

میرا گناہ معاف کر اور خدا سے معلوم کہ مجھے بتلا کہ ایک کتاب اور دجال کیلئے کیوں مٹے تھے ہلاک کر دیا۔ منہ

ہو یہ بات بھی غور کے لائق ہے کہ جو شخص بیس سال تک تحریر اور تقریر میں میری تائید کرتا اور مخالفوں کے ساتھ جھگڑتا رہا۔

اب بیس سال کے بعد کوئی نئی بات اس کو معلوم ہوئی جو یہ بیس سال کے لیے تھی وہ تو وہی ہے جس کا جواب وہ آپ دیا کرتا تھا۔

کیا گیا ہے یعنی یہ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور مکالمہ الہیہ سے مشرف ہوں۔
 اور مامور من اللہ ہوں اور میری صداقت کا نشان یہ پیشگوئی ہے۔ اب آپ اگر کچھ بھی
 اللہ جل شانہ کا خوف رکھتے ہیں تو سمجھ سکتے کہ ایسی پیشگوئی جو منجانب اللہ ہونے کیلئے
 بطور ثبوت کے پیش کی گئی ہے اُسی حالت میں سچی ہو سکتی تھی کہ جب درحقیقت یہ
 عاجز منجانب اللہ ہو کیونکہ خدا تعالیٰ ایک مُفتری کی پیشگوئی کو جو ایک جھوٹے دعوے
 کے لئے بطور شاہد صدق بیان کی گئی ہو گز سچی نہیں کر سکتا۔ وجہ یہ کہ اس میں خلق اللہ کو
 دھوکا لگتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ خود مدعی صادق کیلئے یہ علامت قرار دیکر فرماتا ہے
 وَاِنْ يَكُ صَادِقًا يَصِيبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ ۚ اور فرماتا ہے فَلَا يَظْهَرُ عَلٰی
 غَيْبِهِ اٰحَدًا ۚ اَلَا مَنْ ارْتَضٰی مِنْ رُسُوْلٍ ۙ يَهْدِ رَسُوْلٌ ۚ كَالْفُطْرَامِ ۚ جس میں رسول اور
 نبی اور محدث داخل ہیں۔ پس اس پیشگوئی کے الہامی ہونے کیلئے ایک مسلمان کیلئے
 یہ دلیل کافی ہے جو منجانب اللہ ہونے کے دعویٰ کے ساتھ یہ پیشگوئی بیان کی گئی
 اور خدا تعالیٰ نے اُس کو سچی کر کے دکھلادیا اور اگر آپ کے نزدیک یہ ممکن ہے کہ ایک شخص
 دراصل مُفتری ہو اور سرسرد و غلوئی سے کہے کہ میں خلیفۃ اللہ اور مامور من اللہ اور
 مجددِ وقت اور مسیح موعود ہوں اور میرے صدق کا نشان یہ ہے کہ اگر فلاں شخص
 مجھے اپنی بیٹی نہیں دیگا اور کسی دوسرے سے نکاح کرنے کا تو نکل کے بعد تین برس تک
 بلکہ اس سے بہت قریب فوت ہو جائے گا اور پھر ایسا ہی واقعہ ہو جائے تو برائے خدا
 اس کی نظیر پیش کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ مرنے کے بعد اس انکار اور تکذیب اور تکفیر سے
 پوچھے جاؤ گے۔ خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ
 كَذَّابٌ ۙ سو چکر دیکھو کہ اس کے یہی معنی ہیں جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو اُسکی

پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔ شیخ صاحب اب وقت ہے سمجھ جاؤ اور اُس دن سے ڈرو جس دن کوئی شیخی پیش نہیں جائے گی۔ اور اگر کوئی نجومی یا رمال یا جھڑی اس عاجز کی طرح دعویٰ کرے کہ کوئی پیشگوئی دکھلا سکتا ہے تو اس کی نظیر پیش کرو اور چند اخباروں میں درج کرادو۔ اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہیں کر سکو گے اور ایسا نجومی ہلاک ہوگا۔ خدا تعالیٰ تو اپنے نبی کو فرماتا ہے کہ اگر وہ ایک قول بھی اپنی طرف سے بتاتا تو اُس کی رگ جان قطع کی جاتی۔ پھر یہ کیونکر ہو کہ بجائے رگ جان قطع کی جانے کے اللہ جل شانہ اس عاجز کو جو آپ کی نظر میں کافر مفتری و جہال کذاب ہے دشمنوں کے مقابل پر یہ عزت دے کہ تائید دعوئے میں پیشگوئی پوری کرے۔ کبھی دنیا میں یہ ہوا ہے کہ کاذب کی خدا تعالیٰ نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ گیارہ برس سے خدا تعالیٰ پر یہ افترا کر رہا ہو کہ اُس کی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اُس کی رگ جان نہ کاٹے بلکہ اُس کی پیشگوئیوں کو پورا کر کے آپ جیسے دشمنوں کو منفعل اور نادام اور لاجواب کرے اور آپ کی کوشش کا نتیجہ یہ ہو کہ آپ کی تکفیر سے پہلے تو کل ۵۷ آدمی سالانہ جلسہ میں شریک ہوں اور بعد آپ کی تکفیر اور جانکا ہی اور لوگوں کے دوکنے کے تین سو ستائیس اصحاب اور مخلص جلسہ اشاعت حق پر دوڑے آویں۔ اب اس سے زیادہ کیا لکھوں میں اس خط کو انشاء اللہ چھاپ کر شائع کر دوں گا اور مجھے اس بات کی ضرورت نہیں کہ اس الہامی پیشگوئی کی آزمائش کے لئے مثالہ میں کوئی مجلس متراکوں مناسب ہے کہ آپ بھی اپنے اشاعت السنہ میں میرے اس خط کو شائع کر دیں اور یہ بات بھی ساتھ لکھ دیں کہ اب آپ کو قبول کرنے میں کیا عذر ہے خود منصف لوگ دیکھ لیں گے کہ وہ عذر صحیح یا غلط ہے۔

یہ الفاظ زبان پر جاری ہوئے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَوْصَلٰنِیْ صَیْحًا

(الحکم جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۶۶ء و بدر جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۶۶ء)

(۱) **کَتَبَ اللّٰہُ لَا غَلْبَ لَنَا وَرُسُلِیْ (۲) سَلَامٌ قَوْلًا**

مِنْ رَبِّ رَحِیْمٍ (۳) ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔

(ترجمہ) خدا نے ابتداء سے مقدر کر چھوڑا ہے۔ کہ وہ اور اس کے رسول غالب

رہیں گے (۲) خدا نے رحیم کتاب ہے کہ سلامتی ہے۔ یعنی خائب و خاسر کی طرح تیری

موت نہیں ہے۔ اور یہ کلمہ کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ

قبل از موت کی فتح نصیب ہوگی۔ جیسا کہ وہاں دشمن کو قہر کیسا تھ مغلوب کیا گیا تھا۔

اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جائیں گے۔ دوسرے یہ معنی

ہیں کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہوگی۔ خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل

ہو جائیں گے۔ فقرہ **کَتَبَ اللّٰہُ لَا غَلْبَ لَنَا وَرُسُلِیْ** مکرر کی طرف اشارہ کرنا ہوا۔

اور فقرہ **سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبِّ رَحِیْمٍ** مدینہ کی طرف۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۶۶ء و الحکم جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۶۶ء)

”تزلزل در ایوان کسری فتاد“

(بدر جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۶۶ء و الحکم جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۶۶ء)

زلفیہ جاشیہ) کا ہے۔ یہ ایک پیشگوئی تھی جن کا مطلب یہ تھا۔ کہ آپ کا مشیل دہلی جائیگا۔ لوگ

اس پر پتھر اڑ کریں گے۔ یہ جو سنگباری کی گئی دراصل مجھ پر تھی۔ جسے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کی مسند پر بٹھایا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ آپ کو یعنی آپ کے مظہر کو صبح و سالم

و لیس تاویان دینگا۔ . . . یہ جو کہا گیا ہے کہ مجھے صبح و سالم پہنچا دیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ

بعض وہ سردوں کو نقصان پہنچے گا۔ (الفضل جلد ۳۲ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۶۶ء)

لہ (ترجمہ) سب حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے صبح و سالم پہنچا دیا۔

لہ (ترجمہ از مرتب) شاہ ایران کے محل میں تزلزل پڑ گیا۔ (نوٹ از مرتب) چنانچہ اس الہاد کے بعد

بالکل خلاف توقع ایران میں جلد ہی شور و بغاوت برپا چھا۔ اور مظفر الدین شاہ ایماں نے مجبوراً بتاریخ

نور احمد نے کہا کہ خدا کی قدرت سے کیا تعجب کہ وہ لڑکا ہے۔ اس سے قریباً تین برس کے بعد جیسا کہ ابھی لکھتا ہوں دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کئے۔ اس بیان کی تمام یہ لوگ تصدیق کریں گے بشرطیکہ قسم نمونہ نمبر ۲ دے کر پوچھا جائے۔ اور حافظ نور احمد سخت محال ہے مگر نمونہ نمبر ۲ کی قسم اس کو بھی سچ بولنے پر مجبور کرے گی۔

۱۰۔ تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی قریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اُس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اسکو یہ الہام سنایا۔ جس کو میں کسی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ بکر و شیب۔ جس کے یہ معنی اُن کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا۔ اور اسوقت بفضلہ تعالیٰ چار ہسپر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے میں نہیں یقین کر سکتا کہ مولوی محمد حسین بوجہ شدت عناد اور تعصب اس پیشگوئی کی نسبت اپنی واقعیت بیان کر سکے۔ لیکن اگر حلف مطابق نمونہ نمبر ۲ دیا جائے تو اس صورت میں اُمید ہے کہ سچ بول دے۔

۱۱۔ تخمیناً سولہ برس کا عرصہ گزرا ہے کہ میں نے شیخ حامد علی اور لالہ شریف کھتری ساکن قادیان اور لالہ ملا و امل کھتری ساکن قادیان اور جان محمد مرحوم ساکن قادیان اور بہت سے اور لوگوں کو یہ خبر دی تھی کہ خدا نے اپنے الہام مجھے اطلاع دی ہے کہ

ماں ہوگی۔ اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تغاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہاں کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی بیشکونی مخفی ہوتی ہے۔“ (ترباق القلوب صفحہ ۶۲ و ۶۵)

۵۹ ”تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقویٰ سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنہ کے مکان پر جلنے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ

بَكَرًا وَتَشَبُّهُ

جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دُعاؤں میں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا۔ پورا ہو گیا۔ اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چارپس اس بیوی سے موجود ہیں۔ اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔“

(ترباق القلوب صفحہ ۳۲)

۶۰ (۱) ”ایک ہندو آریہ۔۔۔ ایک مدت سے بمرض ذی مبتلا تھا۔ اور رفتہ رفتہ

اس کی مرض انتہا کو پہنچ گئی۔ اور آثار مایوسی کے ظاہر ہو گئے۔ ایک دن وہ میرے پاس آکر اور اپنی زندگی سے ناامید ہو کر بہت بیقراری سے رویا۔ میرا دل اس کی عاجزانہ حالت پر پگھل گیا۔ اور میں نے حضرت احدیت میں اس کے حق میں دُعا کی۔ چونکہ حضرت احدیت میں اس کی صحت مقدر تھی۔ اس لئے دُعا کرنے کے ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا

یعنی ہم نے تمپ کی آگ کو کہا کہ تو سرد اور سلامتی ہو جا۔ چنانچہ اسی وقت اس ہندو

سلسلہ خاکسار کی رائے میں یہ الہام الہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المومنین کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے۔ جو بکر یعنی کنواری تھیں۔ اور تَشَبُّہ یعنی بیوہ رہ گئیں۔ (واحد عالم - مرتب)

جنگِ مقدس

یعنے

تحقیق حق کی واسطے اہل اسلام اور عیسائیوں امرتسر میں بمقام امرت سر

مباحثہ

۲۲ مئی ۱۸۹۳ء سے شروع ہو کر ۵ جون ۱۸۹۳ء کو

ختم ہوا

اہل اسلام کی طرف سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بحث کیلئے
قادیان کے امرتسر تشریف لائے اور عیسائی صاحبان کی طرف سے ڈپٹی عبد اللہ اعظم
صاحب پنشنر انتخاب ہو کر جلسہ مباحثہ میں پیش ہوئے۔ راقم کو مصدقہ تحریریں
چھاپکر منتشر کرنے کی جلسہ بحث میں ہر دو جانب سے اجازت دی گئی۔

جو
حرف بحرف مطابق روزانہ مصدقہ بحث ہر دو جانب چھپکر شائع ہوا کی اور وہ سب
کاپیاں فروخت ہو گئیں۔ اب بار دوم اسی حیثیت سے شائعین کیلئے چھاپی گئیں۔

رام
شیخ نور احمد مالک مہتمم ریاض ہند پریس امرتسر (پنجاب)

مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر

کہ اگر یہ پیشینگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ قرین جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہادیہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ رُوسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رستہ ڈال دیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں اور میں اللہ جیشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کریگا۔ ضرور کریگا۔ ضرور کریگا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔

اب ڈپٹی صاحب پوچھتا ہوں کہ اگر یہ نشان پورا ہو گیا تو کیا یہ سب آپ کے مشائخ کے موافق کامل پیشینگوئی اور خدا کی پیشینگوئی ٹھہریگی یا نہیں ٹھہریگی اور رسول اللہ صلعم کے سچے نبی ہونے کے بارہ میں جنکو اندرونہ بائبل میں دجال کے لفظ سے آپ نامزد کرتے ہیں محکم دلیل ہو جائیگی یا نہیں ہو جائے گی۔ اب اس سے زیادہ میں کیا لکھا سکتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے۔ اب ناحق ہنسنے کی جگہ نہیں اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو۔ اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔ لیکن اگر میں سچا ہوں۔ تو انسان کو خدمت بناؤ۔ توریت کو بڑھو کہ اس کی اول اور کھلی تعلیم کیا ہے اور تمام نبی کیا تعلیم دیتے آئے اور تمام دنیا کس طرف جھک گئی۔ اب میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں اس سے زیادہ نہ کہوں گا۔ والسلام علی من اتبع الهدی +

دستخط بحروف انگریزی	{	دستخط بحروف انگریزی
ہنری مارٹن کلارک پریذیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان		غلام قادر فصیح پریذیڈنٹ از جانب اہل اسلام

تمام شد

غلام دستگیر تھا اور مولوی کہلاتا تھا اُس نے مجھے کاذب ٹھہرا کر دُعا کے ذریعے میری ہلاکت چاہی اور جھوٹے پر خدا کا عذاب مانگا اور اس بارہ میں ایک رسالہ بھی لکھا مگر اس رسالہ کو ابھی شائع کرنا نہ پایا تھا کہ وہ اپنی اُسی بد دُعا کے اثر سے ہلاک ہو گیا اور اُس کا تمام کارخانہ بگڑ گیا۔

ایسا ہی مسلمانوں میں سے ایک اور شخص اٹھا جس کا نام چمن سنگ دیو تھا اور جوں کا توں والا تھا اور اُس نے مجھے دُعا لکھوائی اور میری ہلاکت کی خبر دی۔ تب خدا نے اپنی دُعا سے مجھے مطلع کیا کہ وہ طاعون سے ہلاک کیا جائے گا اور ایسا ہوا کہ ابھی اُس نے اپنے مبادلہ کا مضمون لکھنے کے لئے کاتب کو دیا تھا کہ اُسی رات طاعون میں مبتلا ہو کر اس جہان سے گزر گیا۔

ایسا ہی ایک شخص فقیر مرزا نام جو اپنے تئیں اولیاء اللہ میں سے سمجھتا تھا اور اُس کے بہت مرید تھے میرے مقابل پر کھڑا ہوا اور دُعا لے کر کہ خدا نے مجھے عرش سے خبر دی ہے کہ اُسندہ رمضان تک یہ شخص یعنی یہ عاجز طاعون سے ہلاک ہو جائے گا۔ پس جب رمضان کا مہینہ آیا تو خود طاعون سے ہلاک ہو گیا۔

اسی طرح ایک نہایت کینہ ور اور گندہ زبان شخص سعد اللہ نام لدھیانہ کا رہنے والا میری ایذا کے لئے کمر بستہ ہوا اور کئی کتابیں نشر اور نظم میں گالیوں سے بھری ہوئی تالیفات کر کے اور چھپوا کر میری توہین اور تکذیب کی غرض سے شائع کیں اور پھر اسی پر اکتفا نہ کر کے آخر کار مبادلہ کیا اور ہم دونوں فریق کو یعنی مجھے اور اپنے تئیں خدا کے سامنے پیش کر کے جھوٹے کی موت خدا سے چاہی آخر تھوڑے دن بعد ہی طاعون سے ہلاک ہوا۔

ایسا ہی کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہو کر ہلاک ہوئے اور اُن کا نام و نشان نہ رہا۔ ہاں آخری دشمن ابلیک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالجکیم خاں ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں

اُس کی زندگی میں ہی م۔ اگست ۱۹۰۶ء تک ہلاک ہو جاؤں گا۔ اور یہ اُس کی پجائی کے لئے ایک نشان ہو گا۔ یہ شخص اللہ کا دعویٰ کرتا ہے اور مجھے مقابل اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے۔ پہلے اُس نے بیعت کی اور برابر بیعتیں برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا پھر ایک نصیحت کی وجہ سے جو میں نے محض لہ اُس کو کی تھی مرتد ہو گیا۔ نصیحت یہ تھی کہ اُس نے یہ مذہب اختیار کیا تھا کہ بغیر قبول اسلام اور پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نجات ہو سکتی ہے۔ گو کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی خبر بھی دیکھتا ہو۔ چونکہ یہ دعویٰ باطل تھا اور عقیدہ جمہور کے بھی برخلاف اس لئے میں نے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا آخر میں نے اُسے اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔ تب اُس نے یہ پیش گوئی کی کہ میں اُس کی زندگی میں ہی م۔ اگست ۱۹۰۶ء تک اُس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اُس کی پیش گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اُس کو ہلاک کرے گا اور میں اُس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے خدا اُس کی مدد کرے گا۔

یہ تو بطور نمونہ وہ نشان لکھے گئے ہیں جو دشمنوں کے متعلق تھے لیکن میں مناسب دیکھتا ہوں کہ کچھ نمونہ کے طور پر وہ نشان بھی لکھے جائیں کہ جو دوستوں کے متعلق ہیں اور وہ یہ ہیں (۱)

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ میرے ایک مخلص دوست ہیں جن کا نام ہے حافظ مولوی حکیم نور الدین ان کا ایک بیٹا تھا وہ فوت ہو گیا۔ تب ایک شریر دشمن نے اپنے ایک اشتہار کے ذریعے اس لڑکے کی موت پر بڑی خوشی ظاہر کی اور مولوی صاحب ممدوح کا نام ابتر رکھا۔ میرا دل اس ایذا سے سخت بیقرار ہو گیا میں نے بہت تضرع سے جناب الہی میں مولوی صاحب موصوف کے لئے دعا کی تب مجھے اللہ مہمّا کہ ایک لڑکا پیدا ہوا اور

”زلزلہ آنے کو لے ہے“

(بدیع جلد ۲ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۰۶ء و احکم جلد ۱۰ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء ص ۱۹۰۶)
 ”میاں منظور محمد صاحب کے اُس بیٹے کا نام جو بطور نشان ہوگا۔ بذریعہ الہام
 الہی مفسدہ ذیل معلوم ہوئے :-

- (۱) کلمۃ العزیز (۲) کلمۃ اللہ خاں (۳) ورد (۴) بشیر الدولہ
- (۵) شادی خاں (۶) عالم کیاب (۷) ناصر الدین
- (۸) فاتح الدین (۹) هَذَا يَوْمٌ مُّبَارَكٌ

(بدیع جلد ۲ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۰۶ء و احکم جلد ۱۰ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء ص ۱۹۰۶)
 ”(۱) اَدْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ (۲) اِنِّي مَعَ الْاَوْفَاِرِ
 اَتِيكَ بِخَئْتَةٍ“

(بدیع جلد ۲ نمبر ۲۶-۲۸ مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء و احکم جلد ۱۰ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء ص ۱۹۰۶)
 ”دیکھتے ہیں آسمان سے تیرے لئے برساؤ نکلا۔ اور زمین سے نکالوں گا۔
 پر وہ جو تیرے مخالف ہیں پکڑے جائیں گے“

(بدیع جلد ۲ نمبر ۳۲ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۰۶ء و احکم جلد ۱۰ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۰۶ء ص ۱۹۰۶)
 ”يَا اَحْمَدُ يَا رَاقِ اللّٰهُ فَبَيْتِكَ - مَا رَهِيتَ اِذَا رَهِيتَ
 لئے احمد خدائے تجھ میں برکت رکھدی ہے۔ جو کچھ تُو نے چلایا وہ تُو نے نہیں چلایا۔
 وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَاحِي - اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ - لَتَعْلَمَنَّ رَاقِ مَا
 بلکہ خدا نے چلایا۔ خدائے تجھ کو قرآن سکھایا میں اسے سمجھنے تجھ پر ظاہر کرے گا کہ تُو ان لوگوں کو

لے یہ زلزلہ ۲۱ جولائی ۱۹۰۶ء کو رات کے قریب دو بجے آیا۔ (بدیع جلد ۲ جولائی ۱۹۰۶ء)

لے (ترجمہ از مرتب) یہ مبارک دن ہے :-
 لے (ترجمہ) مجھ سے دُعا مانگتے ہیں قبول کروں گا۔ (۲) میں فوج سمیت تیرے پاس اچانک آؤں گا
 لے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الاستغناء ملے میں اس الہام کا عربی میں ترجمہ فرماتے ہوئے
 اس کی تاریخ ۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء تحریر فرمائی ہے۔ اس لئے اسے یہاں درج کیا گیا۔ (مرتب)

عَجِيبًا۔ وَيَجْزُونَ عَلَى الْأَذْقَانِ۔ رَبَّنَا

عجیب مدد دیجئے گا اور تیرے مخالف ٹھوڑیوں کے بل کر بیٹھے یہ کہتے ہوئے کہ اے خدا ہمیں

اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ۔ يَا بَنِي اللَّهِ

بخش دے اور ہمارے گناہ معاف کر ہم غلط پر تھے۔ اور میں کہے گی کہ اے خدا

كُنْتُ لَا أَعْرِفُكَ۔ لَا تَتْرِبْ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ

کہ میں تجھے نہ جانتی تھی۔ اے خدا کا وہ! آج تم پر کوئی طاعت نہیں۔

يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ۔

خدا تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور رحیم الرحیمین ہے۔

تَلَطَّفَ بِالنَّاسِ وَتَرَخَّمْ عَلَيْهِمْ۔ أَنْتَ فِيهِمْ

لوگوں کے ساتھ لطف اور مدارات کے ساتھ پیش آ۔ تو ان میں

يَمْنَزِلَ مُوسَى۔ يَأْتِي عَلَيْكَ زَمَنٌ كَمِثْلِ

بمنزلہ موسیٰ کے ہے۔ تیرے پر موسیٰ کے زمانہ کی طرح ایک

زَمَنٍ مُوسَى۔ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكَ رَسُولًا شَاهِدًا

زمانہ آئے گا۔ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے، اسی رسول

شبہ وحی الہی قریباً چار ماہ سے اخبار بد سا اور الحکم میں چپ کر شائع ہو چکی ہے۔ اور چونکہ
بقیہ زلزلہ نمونہ قیامت آنے میں تاخیر ہو گئی۔ اس لئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی۔
لہذا پیر منظور محو کے گھر میں ۱۷ جولائی ۱۹۷۹ء میں بروز سہ شنبہ لڑکا پیدا ہوئی۔ اور یہ دعا
کی قبولیت کا ایک نشان ہے جو لڑکی پیدا ہونے سے قریباً چار ماہ پہلے شائع ہو چکی تھی۔ مگر یہ
ضرور ہو گا کہ کم و بابر کے زلزلے آتے رہیں گے۔ اور ضرور ہے کہ زمین نمونہ قیامت زلزلہ سے لڑکی ہے
جستک وہ موجود لڑکا پیدا ہو۔ یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت کی نشانی ہے کہ لڑکی پیدا کر کے
آئندہ بلا یعنی زلزلہ نمونہ قیامت کی نسبت تسلی دے دی۔ کہ اس میں بموجب وعدہ آخِذْهُ اللَّهُ

اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ پچیس برس کا الہام ہی جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا۔ اور ان دونوں میں پورا ہو گا جس کے کان سننے کے ہیں وہ سننے۔

یہ تو ہم نے وہ دو تین پیشگوئیاں لکھی ہیں جن پر ہمارے مخالف مولوی اور انہیں کانیا چیلہ عبد الحکیم خان بار بار اعتراض کرتے ہیں۔ اب ہم اُن کے مقابل یہ دکھلانا چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے آسمانی نشان ہماری شہادت کیلئے کس قدر ہیں لیکن افسوس کہ اگر وہ سب لکھے جائیں تو ہزار جزو کی کتاب میں بھی انکی گنجائش نہیں ہو سکتی اس لئے ہم محض بطور نمونہ کے ایک سو چالیس نشان اُن میں سے لکھتے ہیں۔ اُن میں سے بعض وہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں جو میرے حق میں پوری ہوئیں۔ اور بعض اس امت کے اکابر کی پیشگوئیاں ہیں اور بعض وہ نشان خدا تعالیٰ کے ہیں جو میرے ہاتھ پر ظہور میں آئے اور چونکہ میری پیشگوئیوں پر اُن پیشگوئیوں کو تقدیم زمانی ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ تحریری طور پر بھی انھیں کو مقدم رکھا جائے اور یہ تمام پیشگوئیاں ایک ہی سلسلہ میں نمبر وار لکھی جائیں گی۔ اور وہ یہ ہیں :-

(۱) پہلا نشان۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علرا اُس مکی ماۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا۔ رواہ ابو داؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اُس کیلئے دین کو تازہ کرے گا۔ اور اب اس صدی کا چوبیسواں سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں مختلف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلاویں۔ اس کا حجاب یہ ہے کہ یہ حدیث

مجدد خدا تعالیٰ نے مجھے صرف یہی خبر نہیں دی کہ پنجاب میں زلزلے وغیرہ آفات آئیں گی کیونکہ میں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کیلئے مامور ہوں پس میں سچ کہتا ہوں کہ یہ آفتیں اور یہ زلزلے صرف پنجاب کے مخصوص نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا ان آفات سے حد لے گی اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بہت سے تباہ ہو چکے ہیں یہی گھڑی کسی دن یورپ کے لئے درپیش ہو اور پھر یہ ہولناک دن پنجاب اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ ایشیا کے لئے مقدر ہے جو شخص زندہ رہیگا وہ دیکھ لے گا۔ ص ۱۱۸

علماء امت میں مسلم حل آئی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضع بھی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی سچ ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود محمد دہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجددین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر اسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اسکے یہ امت ایک بڑے حصہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں محمد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں۔ پس خدا کے کامل کائنات پورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اس کے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کتنے گزرے ہیں۔ اگر تم یہ بتلا دو گے تو ہم مجدد بھی بتلا دیں گے۔ ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہو اگرچہ وہ تو پوچھ کر دیکھ لو۔ مری پڑ رہی ہے دلائل آ رہے ہیں۔ ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحاء اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بھی ٹینیس سال گزر گئے ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس برس گزر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں۔ اور میں ہی وہ ایک ہوں جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ظہور کیا۔ پس جب تک میرے اس دعوے کے مقابل پر انھیں منافع کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں۔ زمانہ میں خدا نے نوبتیں رکھی ہیں۔

محافظ سے اُس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چار شنبہ۔ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔ اور پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق پیر کے دن اُس کا عقیقہ ہوا۔ اور اس کی پیدائش کے دن یعنی بروز چار شنبہ چوتھے گھنٹہ میں کئی دن کے امساک باراں کے بعد خوب بارش ہوئی۔

یہ چار لڑکے ہیں جن کی پیدائش سے پہلے ان کے پیدا ہونے کے بارے میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک دفعہ پر مجھے خبر دی اور یہ ہر چار پیشگوئی نہ صرف زبانی طور پر لوگوں کو سنائی گئیں بلکہ پیش از وقت اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعہ لاکھوں انسانوں میں مشہور کی گئیں۔ اور پنجاب اور ہندوستان میں بلکہ تمام دنیا میں اس عظیم الشان غیب گوئی کی نظیر نہیں ملے گی۔ اور کسی کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں پاؤ گے کہ اول تو خدا تعالیٰ نے چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی اکٹھی خبر دی اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے الہام سے اطلاع کر دی کہ وہ پیدا ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ تمام پیشگوئیاں لاکھوں انسانوں میں شائع کی گئیں۔ تمام دنیا میں پھرو۔ اگر اس کی کہیں نظیر ہے تو پیش کرو۔ اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب پہلے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی اس وقت ہر چار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خدا تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۔ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء دوسرے کالم کی سطر نمبر ۷۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ تب اس نام رکھنے کے بعد یک دفعہ وہ پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آگئی۔ اب ناظرین کے یاد رکھنے کے لئے ان ہر چار پسر کی نسبت یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کس کس تاریخ میں ان کے تولد کی نسبت پیشگوئی ہوئی اور پھر کس کس تاریخ

(وحي اللہ)

یہ رسالہ
جس کا نام ہے

الوصیۃ

کلام پاک

حضرت حجۃ اللہ بحہ موعود و مہدی مہومیرا غلام احمد علیہ السلام
قادیانی

بانتظام بودھری الہداد میگزین پریس میں حضرت اقدس کی فرمائش
۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو طبع ہوا۔

نزدیک ہیں کیونکہ اس کی شوخی خدا کی نظر میں قابل غضب ہے۔

اس جگہ ایک امر اور قابل تذکرہ ہے کہ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ خدا نے مجھے میری وفات سے اطلاع دی ہے اور مجھے مخاطب کر کے میری زندگی کی نسبت فرمایا

کہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اور فرمایا کہ تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ضرور ہے کہ میری وفات

سے پہلے دنیا پر کچھ حوادث ٹریں اور کچھ عجائبات قدرت ظاہر ہوں تا دنیا ایک انقلاب کے لیے تیار ہو جائے اور اس انقلاب کے بعد میری وفات ہو۔ اور مجھے ایک جگہ

دکھلا دی گئی کہ یتیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یتیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے

ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یتیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام شہی مقبرہ

رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لیے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا

جائے لیکن چونکہ موقعہ کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں اس لیے یہ غرض مدت دراز تک معرض التواء میں رہی۔ اب انخویم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات

کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی آئی ہوئی میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے اس لیے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہالہ سبلاغ

کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لیے تجویز کی اور میں عا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل

ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت

رسالہ الوصیت کے متعلق چند ضروری امر قابل اشاعت ہیں جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔
(۱) اول یہ کہ جب تک انجمن کار پرواز مصالح قبرستان اس امر کو شائع نہ کرے کہ قبرستان باعتبار لوازم ضروری کے من کل الوجوہ طیار ہو گیا ہے اس وقت تک جائز نہ ہوگا کہ اس کی میت جس نے رسالہ الوصیت کی شرائط کی پابندی کی ہے قبرستان میں دفن کرنے کے لیے لائی جائے بلکہ پُل وغیرہ لوازم ضروریہ کا پہلے طیار ہو جانا ضروری ہوگا اور اُس وقت تک میت ایک صندوق میں امانت کے طور پر رکھی اور قبرستان میں رکھی جائے گی۔

(۲) ہر ایک صاحب جو شرائط رسالہ الوصیت کی پابندی کا اقرار کریں ضروری ہوگا کہ وہ ایسا اقرار کم سے کم دو گواہوں کی مثبت شہادت کے ساتھ اپنے زمانہ قائمی ہوش و حواس میں انجمن کے حوالہ کریں اور تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں حصہ اشاعت اغراض سلسلہ احمدیہ کے لیے بطور وصیت یا وقف دیتے ہیں اور ضروری ہوگا کہ وہ کم سے کم دو اخباریں اس کو شائع کرا دیں۔

(۳) انجمن کا یہ فرض ہوگا کہ قانونی اور شرعی طور پر وصیت کردہ مضمون کی نسبت اپنی پوری تسلی کر کے وصیت کنندہ کو ایک سائیفلیٹ اپنے دستخط اور مہر کے ساتھ دیدیں اور جب قواعد مذکورہ بالا کی رو سے کوئی میت اس قبرستان میں لائی جائے تو ضروری ہوگا کہ وہ سائیفلیٹ انجمن کو دکھایا جائے اور انجمن کی ہدایت اور موقع مناسی سے وہ

میت اس موقع میں دفن کی جائے جو انجن نے اُس کے لیے تجویز کیا ہے۔

(۴) اس قبرستان میں بحر کسی خاص صورت کے جو انجن تجویز کرے نابالغ بچے دفن نہیں ہوں گے کیونکہ وہ ہشتی ہیں اور نہ اُس قبرستان میں اُس میت کا کوئی دوسرا عزیز دفن ہوگا جب تک وہ اپنے طور پر کل شرائط رسالہ الوصیت کو پورا نہ کرے۔

(۵) ہر ایک میت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی ان کو بحر صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا اور نیز ضروری ہوگا کہ کم سے کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں تاکہ انجن کو اگر اتفاقی موانع قبرستان کے متعلق پیش آگئے ہوں۔ اُن کو دور کر کے اجازت دے

(۶) اگر کوئی صاحب خدا نخواستہ طاعون کی مرض سے فوت ہوں جنہوں نے رسالہ الوصیت کے تمام شرائط پورے کر دیے ہوں اُن کی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کیے جائیں اور دو برس کے بعد ایسے موسم میں لائے جائیں کہ اس فوت ہونے کے مقام اور قادیان میں طاعون نہ ہو۔

(۷) یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لیے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور سلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اوس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

(۸) اگر کوئی صاحب دسویں حصہ جائیداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً اُن کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دیا میں غرق ہو کر اُن کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پا دیں

جہاں سے میت کو لانا معتذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ امینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جائیں۔

(۹) انجن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اُس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔ اور ان اغراض میں سے سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی اور جائز ہوگا کہ انجن بالاتفاق رائے اس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ ترقی دے۔
(۱۰) انجن کے تمام ممبر ایسے ہوں گے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیاندار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے یا یہ کہ وہ دیانت دار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چال باز ہے اور دنیا کی طوئی اپنے اندر کھتا ہے تو انجن کا فرض ہوگا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنے مجمع سے خارج کرے۔ اور اس کی جگہ کوئی اور مقرر کرے۔

(۱۱) اگر وصیتی مل کے متعلق کوئی جھگڑا اپنی آدے تو اس جھگڑے کی پیروی میں جو اخراجات ہوں وہ تمام وصیتی مالوں میں سے دیئے جائیں گے۔

(۱۲) اگر کوئی شخص وصیت کر کے پھر اپنے کسی ضعف ایمان کی وجہ سے اپنی وصیت سے منکر ہو جائے یا اس سلسلہ سے روگردان ہو جائے تو گویا انجن نے قانونی طور پر اس کے مال پر قبضہ کر لیا ہو۔ پھر بھی جائز نہ ہوگا کہ وہ مال اپنے قبضہ میں رکھے بلکہ وہ تمام مال اُس کو کرنا ہوگا۔ کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہیں۔ اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنے کے لائق ہے۔

(۱۳) چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لیے اس انجمن کو دنیا داری کے رنگوں سے بھلی پاک رہنا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔

(۱۴) جائز ہوگا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لیے دور دراز ملکوں میں ادا نہیں ہوں جو اس کی ہدایت کی تابع ہوں اور جائز ہوگا کہ اگر وہ ایسے ملک میں ہوں کہ وہاں سے میت کو لانا متعذر ہے تو اسی جگہ میت کو دفن کر دیں اور ثواب سے حصہ پانے کی غرض سے ایسا شخص قبل از وفات اپنے مال کے دسویں حصہ کی وصیت کرے۔ اور اس صدیقی مال پر قبضہ کرنا اس انجمن کا کام ہوگا جو اس ملک میں ہی ہے۔ اور بہتر ہوگا کہ وہ پورے اسی ملک کے اغراض دینیہ کے لیے خرچ ہو۔ اور جائز ہوگا کہ کوئی ضرورت محسوس کر کے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے جس کا ہیڈ کوارٹر یعنی مرکز مقامی قادیان ہوگا۔

(۱۵) یہ ضروری ہوگا کہ تمام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے اور جائز ہوگا کہ وہ آئندہ ضرورتیں محسوس کر کے اس کام کے لیے کوئی کافی مکان طیار کریں۔

(۱۶) انجمن میں کم سے کم ہمیشہ ایسے دو ممبر رہنے چاہئیں جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہوں اور تحصیل علم عربی رکھتے ہوں اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں (۱) اگر خدا نخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیت کی رو سے وصیت کرتا ہے۔ مجدد مہربوس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ اس قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے کہ اس قبرستان میں لایا جائے لیکن اگر اپنی وصیت پر قائم ہوگا تو اس کو وہی درجہ ملیگا جیسا کہ دفن ہونے والے کو۔

(۱۸) اگر کوئی کچھ بھی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہ رکھتا ہو اور باپیں بہن ثابت ہو کہ وہ ایک صالح درویش ہے اور متقی اور خالص مومن ہے اور کوئی حصہ نفاق یا دنیا پرستی یا تصور اطاعت کا اس کے اندر نہ ہو تو وہ بھی میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کا اتفاق رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے۔

(۱۹) اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے رد کیا جائے تو گو وصیتی مال بھی پیش کرتے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا۔

(۲۰) میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے باقی ہر ایک مرد و بیامورت ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔ یہ وہ شرائط ضروریہ ہیں جو اوپر لکھی گئیں۔ آئندہ اس مقبرہ ہشتی میں وہ دفن کیا جائیگا جو ان شرائط کو پورا کرے گا ممکن ہے کہ بعض آدمی جن پر بدگمانی کا مادہ غالب ہو۔ وہ ہمیں اس کارروائی میں اعتراضوں کا نشانہ بنادیں اور اس انتظام کو اغراض نفسانیہ پر مبنی سمجھیں یا اس کو بدعت قرار دیں لیکن یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے بلاشبہ اس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر طلاع پا کر بلا توقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر ہر گز دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الَّذِينَ أَحْسَبَ النَّاسُ أَن يَبْتَغُوا الْآمَنَةَ لَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاكِبُونَ

و اعظم کیں عبود پر حجاب منبری کنند
چوں بخلوت می روند آن کار دیگر می کنند

ایک مخموت

چند اہم۔ مگر۔ پوشیدہ اوراق

حصہ اول

مطالعہ کلیتہ

دفتر انصار احمدیہ

ایو سماج ہوٹل ۷۷ سنت نگر لاہور

۱۱۔ کیا حضرت مسیح موعود نے بھی کبھی کسی کا بائیکاٹ و مقاطعہ کیا۔ یا مخالفین آپ کو ڈکھ و تکالیف دیتے رہے۔ آپ کے راستہ میں یوں کینچ کر شرع عام راستوں پر گزرنے سے روکتے رہے۔ آپ کے ماننے والوں کا بائیکاٹ و مقاطعہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بعض احمدیوں کو سرزمینِ کابل میں بڑی بے رحمی سے سخت سے سخت تکالیف کا تحفہ مشق بہت کر سنگسار کیا گیا۔

۱۲۔ چھپکے یا حضرت خلیفہ اول نے بھی کبھی اپنے مہتر میں کا بائیکاٹ کیا یا خلفاء راشدین کے نقش قدم پر چل کر اپنی بریت کرتے رہے۔ بائیکاٹ و مقاطعہ سے اللہ اہل کے رسول کی نافرمانی لازم آتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے ماننے والے کفار اہل باطل پرستوں کے حربہ بائیکاٹ و مقاطعہ کو اختیار نہیں کر سکتے۔

مہابلد جائز ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین حوالمات پیش خدمت ہیں۔ اس میں زنا کے الزام پر مہابلد کرنے کی پوری پوری وضاحت موجود ہے۔ اس سے یہ ثابت ہے کہ زنا کے الزام لگانے والے خواہ چار گواہ پیش نہ بھی کریں۔ تو وہ میدانِ مہابلد میں نکل آئیں۔ تو ان سے مہابلد کرنا چاہیے چنانچہ حنفیہ کا حکم ملاحظہ فرمائیے۔

۱۱۔ مہابلد صرف ایسے شخصوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع

اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفسری اور زانی قرار دیتے ہیں۔

داعلم ۲۲ مارچ ۱۹۵۲ء

۲۔ دوم اس ظالم کے ساتھ جو بے جا تہمت کسی پر لگا کر اور اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً ایک ستورہ عورت کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے چشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شراب پی رہا ہے کیونکہ میں نے چشم خود اسے شراب پیتے دیکھا ہے۔ تو اس حالت میں بھی مہابلد جائز ہے کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں۔ کیونکہ ایک شخص اپنے یقین اور روایت پر بنا رکھ کر ایک مومن عبادی کو زانیہ بتاتا چاہتا ہے۔

داعلم ۲۲ مارچ ۱۹۵۲ء

۳۔ یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے چشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا چشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔ اگر میں اس بے بنیاد و افتراء کے لئے مہابلد نہ کرتا تو اور کیا کرتا؟

و تبلیغ رسالت جلد ۵ ص ۱۷

خلیفہ صاحب کی عیاری

خلیفہ صاحب ربوہ نے جب یہ دیکھا کہ میری بدعقلی کا بھانڈا جو رہے میں بھوٹ رہا ہے اند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فحش کی روشنی میں چار گواہوں کی بھی ضرورت نہیں اور کہیں احمدی جماعت کے افراد

مجھے مباہلہ کے لئے تیاری شروع نہ کر دلیں۔ فوراً کمال جا بکھرتی ہے پتیرا
پوں بلا کہ میں مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ مگر گناہم شخص دعوت مباہلہ سے
رہا ہے۔ اس لئے اس سے مباہلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور ۹۰
کے الفضل میں گواہیوں کو رو کر تھے ہوئے میں زہد کی گواہی کو سراہا اور
یہ فرمایا۔

”کہ مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ میرے لئے میاں
زہد کی گواہی ادا پنا حافظہ کافی ہے“

(الفضل، ۱۰ ستمبر ۱۹۵۷ء)

الفضل، ۱۱ جولائی ۱۹۵۷ء میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ نے
یہ بھی شکوہ فرمایا ہے کہ ہر قتل مست انسان مسجد سکتا ہے کہ گناہم
شخص سے مباہلہ کون کر سکتا ہے“

(الفضل، ۱۱ جولائی ۱۹۵۷ء)

میاں زہد سے میری بیویاں پر وہ نہیں کرتیں۔

چونکہ خلیفہ صاحب کو اپنے حافظہ پر تائید ہے۔ جو دنا بھی ان کے پس
کی بات نہیں۔ حفظہ قائم کے طور پر یاد کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ ہاں ایسی
میاں زہد میں جن کو آپ نے مومنہ الفضل میں فرمایا تھا کہ میری بیویاں میاں زہد
سے پردہ نہیں کرتیں۔ الفضل میں عرض کر دیا تھا۔ یہ دونوں صورتیں میاں زہد پر
کہ وہی جو ان کے میاں سے ظاہر ہے اس لئے تم سے ملاحظہ کیجئے۔

شہادت خیر
ماستفوا لدت انکم صدقین

چیلنج مباہلہ

بنام میاں محمود احمد خلیفہ قادیاں

صدق کذب میں فیصلہ کا آسان طریق

اب میاں زہد صاحب کا بیان مباہلہ بغیر قسم کے شائع کرنے کی عداوت
حاصل کر رہے ہیں۔ ماد میاں محمود احمد صاحب ان کی گواہی از خود تسلیم کر چکے ہیں
اس لئے آپ بغیر کسی تاویل کے حضرت سیح ربوہ کے فتویٰ کی مدد
میں آسن مباہلہ کو قبول فرمائیے۔ ”د مباہلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے
جو اپنے قول کی قطع ادا یقین کی بنا کہ دوسرے کو منفردی ادا زانی قرار
دیتے ہیں۔ (انبارِ محکم)

کیونکہ آپ عجیب و غریب تفرقہ انگیز فتویٰ شائع کیے کہ تمام روئے زمین کے کلمہ گو مسلمان کافر ہیں۔ ان کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے۔ ان کے اوصان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک پڑھنا ناجائز ان سے کشتہ و ناطہ حرام ہے صادر فرمانے کی وجہ سے مسلمانوں میں خصوصاً اور باقی دنیا میں عموماً کافی شہرت رکھتے ہیں۔ آنجناب کا دعویٰ ہے کہ آپ خدا کے مقدر کردہ خلیفہ المسلمین ہیں۔ اور خدا نے ہی آپ کو دنیا کی ہدایت و اصلاح کے لئے مامور فرمایا ہے اور اگر فی زمانہ کوئی روحانیت کا مجسم نمونہ اور اسلام کا سچا حامی و ملحد ہے۔ تو وہ آپ کی ذات و الامتات ہے۔

خلافت مآب کے ان عظیم الشان دعاوی نے ایک دنیا کو حیرت میں ڈال رکھا تھا۔ لیکن یہ کیونکر ممکن تھا کہ اس قادر مطلق و عظیم جس سے کوئی نہاں در نہاں فعل پوشیدہ نہیں۔ اور جس نے ابتدائے عالم سے مخلوق کو مگر ہی سے بچانے کے سامان پیدا کئے اور بالاخر ہمارے مولے و نفعائے سید الکونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ کسی ایسے شخص کو زیادہ مہلت دیتا جو اس کے ادا کئے پاک رسول کے نام کی آڑ میں بدنامان خدا کو گمراہ کر رہا ہو۔ آج اس سبب الامتات کے پیدا کردہ یہ سامان ہیں کہ خود خلیفہ قادیان کے شخص مرید آنجناب کے چشیدہ راز دل کا انکشاف کر رہے ہیں مامور و مہم سے خلافت مآب کو جو پیشتر ان میں ہر مخالفت کو مبادلہ کے لئے بلایا کرتے تھے ان سے مشتبه چال چلن پر مبادلہ کی دعوت دے رہے ہیں

مگر آج تک اس روحانیت پاکیزگی اور تعلق بالہد کے مدعی کو میدان میں آنے کی جرأت نہیں۔

خاکسار اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کے لئے اور دنیا پر حقیقت کو بے نقاب اور جملہ برادران اسلامی کی آگاہی کے لئے بذریعہ اشتہار ہذا اس امر کی اطلاع دیتا ہوں کہ یہ عاجز بھی عرصہ سے خلافت مآب کو یہی چیلنج دے رہا ہے کہ اگر ان کی ذات پر مالک کردہ الزامات غلط ہیں تو وہ میدان مبادلہ میں آکر اپنی روحانیت صداقت کا ثبوت دیں مگر خلافت مآب نے آج تک اس چیلنج کو قبول ہی نہیں کیا۔ آج پھر تمام ملحدت بذریعہ اعلان ہذا میں خلیفہ قادیان کو چیلنج دیتا ہوں کہ ان کے دعاوی میں خورہ بھر بھی صداقت ہے تو اپنے چال چلن پر الزامات کے خلاف دعا مبادلہ کریں تاکہ فریقین میں سے جو جھوٹا اور کاذب ہو وہ پیچھے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے اور دنیا اس مبادلہ کے نتیجے سے حق و باطل میں فیصلہ کر سکے۔

کیا میں امید کروں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کا دعویٰ کر کے اہل اسلام کے دلوں کو مجسود کر کے والا اور تمام انبیاء کی پیش گوئیوں کا مصداق ہونے کا دعویٰ دے گا اس دعوت مبادلہ کو قبول کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دے گا

ذیل میں یہ عاجز اس ہستی کا فتویٰ درج کرتا ہے جس کے قائم مقام ہونے کا خلافت مآب کو دعویٰ ہے اور جس کو آپ بعد آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم طبعی نبی تسلیم کرتے ہیں۔ تاکہ خلیفہ صاحب یہ کہنے کی حرکت نہ کر سکیں کہ ایسا ساجد جائز نہیں۔

مباہلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مغتری اور زانی قسار دیتے ہیں
(و بخاراکم)

خاکسار خلیفہ قادیان کا ایک سابق مرید محمد آٹھدا خیار مباہلہ قادیان

شہادت نمبر ۲

چونکہ شریعت نے عورتوں کو پہننے کی اجازت دی ہے اس لئے اس نام کو بے پرو نہیں کہا گیا۔ اس کی فی الحال ضرورت تو نہ تھی لیکن اس خوف سے کہ خلیفہ صاحب کو مثال مٹولی کا موقع نہ ملے کہ عورتوں کی گواہی کسی کی بھی نہیں اس لئے مباہلہ نامی اخبار قادیان میں بیان شائع ہوا ہے وہ ایک احمدی قادیانی خاتون کا ہے۔ وہ پیش خدمت ہے۔

ایک احمدی خاتون کا بیان

میں میاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور لوگوں میں میں غائب کر دینا چاہتی ہوں۔ کہ وہ کیسی روحانیت رکھتے ہیں۔ میں اکثر اپنی

طاہر مباہلہ قادیان نے ساتھ ہی یہ کہہ دیا کہ ہمارے نزدیک قادیانی خاتون کو محبت قابل داد ہے جو ان نے میں کہہ دیا ہے اگر خلیفہ صاحب مباہلہ پر آمادہ ہوں تو کام کا اظہار تو کوئی اگلے بات ہے

سہیلیوں سے سنا کرتی تھی کہ وہ بڑے زانی شخص ہیں۔ مگر غلبہ نہیں آتا تھا۔ کیونکہ ان کی مومنہ صورت اندھی شرمیلی ہنسیوں سے ہرگز یہ اجازت نہ دیتی تھیں کہ ان پر ایسا الزام لگایا جاسکے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ میرے والد صاحب نے جو ہر کام کے لئے حسد سے اجازت حاصل کیا کرتے تھے اور بہت غفلت احمدی ہیں۔ ایک رقعہ حضرت صاحب کو پہنچانے کے لئے دیا۔ جس میں اپنے ایک کام کے لئے اجازت مانگی تھی خیر میں رقعہ لے کر گئی۔ اس وقت میاں صاحب نے مکان (قصر خانات) میں مقیم تھے۔ میں نے اپنے ہمراہ ایک لڑکی لی جو وہاں تک میرے ساتھ گئی۔ اور ساتھ ہی واپس آگئی۔ چند دن بعد مجھے پھر ایک رقعہ لے کر جانا پڑا۔ اس وقت بھی وہی لڑکی میرے ہمراہ تھی۔ جو پہلی ہم دونوں میاں صاحب کی نشست گاہ میں پہنچیں تو اس لڑکی کو کسی نے پیچھے سے آواز دی۔ میں اکیلی رہ گئی۔ میں نے رقعہ پیش کیا۔ اور جواب کے لئے عرض کیا مگر انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو جواب دے دوں گا۔ گجرات۔ باہر ایک دو آدمی میرا انتظار کر رہے ہیں۔ ان سے مل آؤں۔ مجھے یہ کہہ کر اس کمرے کے باہر کی طرف چلے گئے اور چند منٹ بعد پیچھے کے تمام کمروں کو قفل لگا کر اندر داخل ہو گئے اور اس کا بھی باہر والا مدعا نہ ہند کر دیا اور پچھلکار لگا دی۔ جس کمرے میں میں تھی وہ اندھا چو تھا کرو تھا۔ میں یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرائی اور طرح طرح کے خیال دل میں آنے لگے۔ آخر میاں صاحب نے مجھ سے پھیر چار طرح شروع کی اور مجھ سے برا فعل کر دئے

BACK

کو کہا۔ میں نے انکار کیا۔ آخر زبردستی انہوں نے مجھے پٹنگ پر گرا کر میری عزت برباد کر دی اور ان کے منہ سے اس قدر بوائے تھی کہ مجھ کو چکرا گیا اور وہ گفتگو بھی ایسی کرتے تھے کہ بازاری آدمی بھی ایسی نہیں کرتے مگر ہے۔ جسے لوگ شراب کہتے ہیں۔ انہوں نے پی ہو۔ کیونکہ ان کے ہوش بڑا ہی بھی درست نہیں تھے۔ مجھ کو دھکیلا کہ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بڑائی ہوگی۔ مجھ پر کوئی شک بھی نہ کرے گا۔

اور حضرت مرزا غلام احمد دہلوی کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر

شہادت نمبر ۳

خاکسار پرانا قادیان ہے اور قادیانی کا ہر فرد بشر مجھے خوب جانتا ہے۔ ہجرت کا شوق مجھے بھی دامن گیر ہوا۔ اند میں قادیان ہجرت کر آیا قادیان میں مکونت اختیار کی خلیفہ قادیان کے حکمہ تفسار میں بھی کچھ عرصہ کام کیا۔ مگر دل میں آرزو آزاد روزگار کی تھی اور اخلاص مجھ کو کرتا تھا کہ اپنا کاروبار شروع کر کے خدمت دین بجا آؤں۔ چنانچہ خاکسار نے احمدیہ دھماکے نام ایک دفعہ خانہ کھولا جس کے اشتہارات عموماً اخبار الفضل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو بجا ہوگا کہ قادیان کی رہائش میری حقیقت کو زائل کرنے کا باعث ہوئی دندہ اگر میں اور قادیانی بھائیوں کی طرح دور دور ہی رہتا تو آج مجھے اس تامل کی

MORE

کے ایکڑوں کے سربستہ رازوں کا انکشاف نہ ہوتا۔ یا اگر میں خاص قادیان میں اپنا مکان بنالیتا یا خلیفہ قادیان کا ملازم ہو جاتا۔ تو بھی مجھے آج اس اعلان کی جرأت نہ ہوتی....

خاکسار۔ شیخ مشتاق احمد۔ احمدیہ دوا گھر قادیان

شہادت نمبر ۴

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اسی کی قسم کھا کر میں کی جھوٹی قسم کھانا لعینوں کا کام ہے۔ یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں اس ایمان اور یقین پر ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد۔ دنیا دار، بدچلن اور عیش پرست انسان ہے۔ میں ان کی بدچلنی کے متعلق خانہ خدا خواہ وہ مسجد ہو یا بیت اللہ مشرف یا کوئی اور مقدس مقام ہو۔ میں حلف کر چکا ہوں کہ بے عزت کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ اگر خلیفہ صاحب مبالغہ کے لئے نکلیں۔ تو میں مبالغہ کے لئے حاضر ہوں۔

یہ الفاظ میں نے دلی ارادہ سے کچھ دئے ہیں۔ تاکہ دوسروں کے لئے ان کی حقیقت کا انکشاف ہو سکے۔ والسلام

خاکسار

(ڈاکٹر محمد عبداللہ انکھوں کا ہسپتال قادیان حال لاہور)

شہادت نمبر ۳

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر یہ تحریر کرتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمد احمد دنیا دار، عیش پرست اور بدچلن انسان ہے۔ میں ہر وقت اس سے مبالغہ کے لئے تیار ہوں

مستری البدیش احمدی قادیان

شہادت نمبر ۲

بگم صاحبہ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب مرحوم ہم زلف خلیفہ ربوہ فرماتی ہیں۔ مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ بدچلن، زنا کار انسان ہیں۔ میں نے ان کو خود زنا کرتے دیکھا۔ اور میں اپنے دونوں بیٹوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر عموکد بے عزت حلف اٹھاتی ہوں۔

بے خوف مجاہد

خال عبدالرب خان صاحب برہم صدر انجمن کے دفتر بیت المال میں کام کرتے درمصر محمد ظفر اللہ کی کوٹھی کے ایک حصہ میں رہائش پذیر تھے آپ نے مرزا محمود کی ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا ہے۔ اس سے آپ گہرے مراسم کا اندازہ لگا لیتے۔ باوجود اس قدر گہرے تعلقات کے جب حق کی بات کا قصہ آیا حق کو مقدم کر کے خدا کو خوش کر لیا۔

ہر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے ایک مخلص قادیانی دوست کو مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی آلودہ زندگی کے مخفی و رخنہ حقائق سنائے اس پر اس مخلص احمدی دوست نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھ بھیجا کہ خان صاحب موصوف نے آپ کی بدچلتی کے واقعات سنا کر مجھے محو حیرت کر دیا ہے اور دلائل اس نے ایسے دیئے ہیں جو میرے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس شکایت کے چند گھنٹے بعد مرزا بشیر احمد ایبٹ سے المعروف قمر الانبیاء تھے خان صاحب موصوف کو بلا کر کھجایا کہ اگر حضور کچھ باتیں دریافت کریں تو اس سے لاعلمی کا اظہار کر دینا آپ خاموش ہو گئے۔

مرزا بشیر احمد صاحب کے دل میں خیال آیا اب اس کام پر کیا۔ ان کے ایک آدھ گھنٹہ بعد برہم صاحب کو قصر خلافت میں مرزا محمود احمد صاحب نے بلایا جب آپ وہاں گئے تو وہ مخلص احمدی دوست بھی موجود تھا اور خان صاحب موصوف کے والد محترم بھی وہیں تھے اور دو تین تنخواہ دار ایجنٹ بھی تھے اور سب کو اکٹھے کرنے کا مطلب یہ تھا۔ تاکہ رعب ڈال کر حق کو بدلا جاسکے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ خلیفہ صاحب نے جب خان صاحب موصوف سے دریافت کیا تو اس نے بے خوف جواب دے کہا جو کچھ میں نے آپ کے بدچلتی کے متعلق ان صاحب سے کہا وہ حرف کجوت درست ہے۔ آخر جب کام نہ بنا تو کھڑے ہو کر خلیفہ صاحب نے احسان گھنٹے شروع کر دیئے۔ اور ساتھ ہی یہ کہا کہ تم نے میری آئینہ کا دودھ بھی پیا ہوا۔ خاں صاحب موصوف نے کہا یہ درست ہے

لیکن یہ حق کا معاملہ ہے۔ دنیا داری کے مقابلہ میں حق مقدم ہے اور اس حق کے لئے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانتا ہے اس لئے آپ نے قصر خلافت سے آکر از خود بیت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ آپ نے ایک کتاب بلائے دشن بھی لکھی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ خلیفہ قادیان غیر صالح ہے اس کا اشتہار اس کتاب کے چشمہ پلا خطہ کریں خاں صاحب کا ملفیہ بیان درج ذیل ہے۔

شہادت نمبر

حلفیہ شہادت

میں شرعی طور پر پورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب یعنی مرزا محمود احمد کا چال چلن نہایت خراب ہے اگر وہ مباہلہ کے لئے آمادگی کا اظہار کریں اور میں خدا کے فضل سے ان کے مقابل مباہلہ کے لئے ہرقت تیار ہوں۔

والسلام
عبدالرب خاں برہم

شہادت نمبر ۲ حلفیہ شہادت

میری قادیانی جماعت سے علیحدگی کے وجوہات منجملہ دیگر دلائل و کے برائیں ایک وجہ اعظم کتاب خلیفہ صاحب کی سیاہ کاریاں اور بدگیا

ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ خلیفہ صاحبِ مقدس اور پاکیزہ انسان نہیں بلکہ نہایت ہی سیاہ کار اور بدکار ہے۔

مگر خلیفہ صاحب اس امر کے تقاضے کے لئے مبالغہ کرنا چاہتے ہیں تو میں طبیبِ خاطر میدانِ مبالغہ میں آنے کے لئے تیار ہوں۔ فقط
(دعا: ارحم الراحمین فاروق سابق مبلغِ جماعت احمدیہ دکان دیلان)

شہادتِ نمبر ۷ حلفیہ شہادت

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جوئی قسم کھاؤں انہیں کام ہے۔ مندرجہ ذیل شہادت کھتا ہوں۔ بیان کیا مجھے میری والدہ نے کہ میں حضرت خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب کے سامنے تھی میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب جو ان نامحرم لڑکیوں پر عملِ سمرنم کر کے انہیں سُو دیا کرتے تھے۔ پھر آپ ان کو کئی جگہ سے ہاتھ سے لے لیتے۔ تب بھی انہیں خوش نہ ہوتی تھی۔

۲۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کے گھر میں سبز صباں پر چڑھ رہی تھی کہ اہل سے حضرت صاحب انہیں میٹر جیل پر اترتے آ رہے تھے۔ جس سے میرے مقابل پہنچے۔ تو انہوں نے میری چھاتی کھڑکی۔ میں نے زور سے چوڑکی۔

خاکسنا۔ مل حسین

شہادتِ نمبر ۱۰

جناب ملک عزیز الرحمن صاحب جنرل بیکر ٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور قادیانی جماعت کے مشہور و معروف سرگرم مبلغ ملک عبدالرحمن صاحب خادم گجراتی صنفِ احمدیہ پاکٹ بک کے حقیقی براہر ہیں آپ وقت نہ ملے ہو کہ وہ میں عرصہ تک قیام پزیر ہے اور دخترِ بھائی بیٹریٹ بیکر ٹری میں بطور سرپرست بیٹریٹ کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ فائن ٹن اکانٹس کے انچارج بھی تھے۔ ان کی شہادت پیشِ عدالت ہے۔

حلفیہ شہادت

میں اس قبیلہ خدا کی قسم کھا کر جس کی جوئی قسم کھاتا انہیں کام ہے۔ یہ بیان کرتا ہوں کہ ڈاکٹر خذیر احمد صاحب ریاض دائف زندگی ربوہ دھال راولپنڈی، نے میرے سامنے میرے سامنے واقعہ لاہور پرکشی ایک طبیبہ اخصائے بیان کئے بھی سے خلیفہ صاحب ربوہ کے حامل و دعبہ کار ہونے کا یقین کال ہوجاتا ہے۔ اس نے میرے اوچھند و دستقل کے سامنے بالوضاحت یہ بیان دیا کہ خلیفہ صاحب ربوہ صحرانہ بیویوں کے ساتھ ہر گرم کے تحت بدکاری کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا کہ میں نے اس تمام بدکاری کو مجھ پر خود دیکھا مگر ڈاکٹر خذیر احمد صاحب ریاض میں بیان مذکورہ بالا سے انکسار کرتے ہیں۔ تو میں ان سے حلف کر کے انکسار کا مطالبہ کر رہا ہوں گا۔ مزید بیان

مجھے پرخیز غلیظ صاحب کے دفتر پر ٹیویٹ سیکرٹری میں بطور پرنسٹنٹ کام کرنے اور غلیظ صاحب کو نزدیک سے دیکھنے کا موقع ملا ہے میں بھی غلیظ صاحب سے اس ضمن میں امدان کے مجھ سے دعویٰ مصلح موعود کے بارے میں مباد کرنے کو ہر وقت تیار ہوں۔ فقط

حکمرانہ الرحمٰن بنزل میگزین احمدیہ تحقیق پسند پارٹی لاہور

شہادت نمبر ۱

حلفیہ شہادت

اگرچہ میں نے غلیظ صاحب ... کا مطالبہ پورا کر دیا ہے پر مکتا ہے کہ ان تحریروں میں کسی نفس کا جو اثر نکال لیں۔ میں ممکن ہے کہ یہ کہیں کہ میری زنا کاری کی وضاحت نہیں کی گئی۔ اس لئے مباہلہ نہیں کر سکتا۔ وقت کی بچت کی خاطر محمد یوسف صاحب ناز کا بیان دہرے تاخر ہے۔

محمد یوسف ناز کا حلفیہ بیان

بسم الله الرحمن الرحيم محمد ﷺ وصلى على رسول الله
أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن
محمدًا عبده ورسوله

میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور خاتم النبیین

میں۔ اسلام سچا مذہب ہے۔ میں احمدیت کو برحق سمجھتا ہوں اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دعویٰ پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور سچ موعود مانتا ہوں۔ اور اس کے بعد میں لوگوں کو مذہب مٹا دینا چاہتا ہوں۔

میں اپنے علم مشاہدہ اور روایت عینی اور انکسوں دیکھی بات کی بنا پر مرزا کو حاضر بنانا چاہتا ہوں کہ اس پاک ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد غلیظ رلوہ نے خود اپنے سامنے اپنی نبوی کے ساتھ غیر مرد سے زنا کر دیا۔ اگر میں اس حلف میں مجبور ہوں۔ تو خدا کی لعنت اور عذاب مجھ پر نازل ہو۔ اس بات پر مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ساتھ بالمقابل حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔

وخط محمد یوسف ناز حضرت عبدالقادر گیلانی کے لئے لکھا گیا ہے
ہوئی کراچی، از۔ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصدیق

شہادت نمبر ۱۲

غلیظ صاحب کے رفیق کارجن کو ۱۹۲۶ء میں انگلستان پہنچا دیا گیا تھا
یعنی فاضل اجل حضرت شیخ عبدالرحمن صاحب مدرسہ میلوئی فاضل بی اے کامل
بیان آگے دیا گیا آپ کی حلیہ صاحب بیت کی حلیہ کے اسباب کا بیان دے رہے
موجودہ غلیظ سخت بدعقل ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں خود قتل کا اشارہ

کھیتا ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور محنت رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے۔ جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں رہنا ہوتا ہے۔ "دور حاضر کا مذہبی آئینہ"

جناب عبدالجہید صاحب اکبر محمدی مخلص نوجوان ہیں تقادیل کی منہا سرزمین میں آپ پیدا ہوئے اور مختلف طریق سے جماعت کی خدمت میں منہمک رہے اس خدمت کی وجہ سے آپ اس قدر مقبول ہو گئے۔ آپ کو میکرو می خدمت الاحمدیہ ملحقہ مسجد اقصیٰ منتخب کر لیا گیا۔ آپ ہر کس و ناکس سے شناسات اور خجندیگی سے پیش آتے تھے۔ ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے مزید مقبولیت حاصل ہو گئی اور ممبر مجلس عاملہ خدمت الاحمدیہ لاہور کی رکنیت بھی خدمت کے اصول کے پیش نظر اعزازی طور پر قبول فرمائی۔ ان کا حلیہ بیان پیش خدمت ہے۔

شہادت نمبر ۱

حلفیہ شہادت

قسم ہے مجھ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی قسم ہے مجھ کو قرآن پاک کی سچائی کی قسم ہے مجھ کو حبیب اکبر یا کی مصداقیت کی، کہ میں اپنے قطعی علم کی بنا پر جناب عبدالجہید اکبر محمدی صاحب خلیفہ ربوہ کو ایک

B
A
C
K

نا پاک انسان سمجھنے میں حق یقین پر قائم ہیں۔ نیز مجھے اس بات پر بھی شرح صدر حاصل ہے کہ آپ جیسے شعلہ بیان یعنی (مطابق البیان) مقرر سے قوت بیان کا چمن جانا اور دیگر بہت سی امراض کا شکار رہنا مثلاً کسینا فالج وغیرہ یقیناً خدائی عذاب ہیں۔ جو کہ خدائے عز و جل کی طرف سے اسکی قدیم سنت کے مطابق مقرر بیان کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

علاوہ دیگر واسطوں کے آپ کے مخلص ترین مریدوں کی زبانی دیتا ہوں کہ آپ کے گھناؤنے کردار کے بارہ میں عجیب و غریب افشائات ہیں ماجرہ پر ہوئے۔ مثال کے طور پر آپ کے ایک مخلص مرید جناب محمد صمد صاحب شمس نے بارہا میرے سامنے جناب خلیفہ صاحب کے چال چلن اور غیر شرعی افعال کے مرکب ہونے کے بارہ میں بہت سے دو ٹوک ثبوت اور خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ خط پیش کئے۔

اس مگہ میں حقیقاً یہ کلمہ دیتا ضرور ہی خیال کرتا ہوں کہ اگر مقرر صدیق صاحب کو میرے بیان بالا کی صحت کے بارہ میں کوئی مقررین ہو تو میں ہر دم ان کے ساتھ اپنے اس بیان کی صداقت پر مایہ ناز کے لئے تیار ہوں۔

B
A
C
K

احقر العباد
عبدالجہید اکبر مکان نمبر ۵۔ بلاک می ٹرسٹ روڈ
لاہور

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو تیار و تہیار ہے۔ جس کی جھوٹی قسم کھانا یعنی اوس مرد کو لاکھا ہے

حسب ذیل شہادت دیتا ہوں۔

میں ۱۹۳۶ء سے لے کر ۱۹۳۹ء تک مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کے گھر میں رہا۔ اس دوران میں کئی مرتبہ ایک عورت سماءہ عزیزہ بیگم صاحبہ کے غلوہ خفیہ طریقہ سے ان مہارت پر عمل کرتے ہوئے کہ ان غلوں لاکھی سے بھی ذکر نہ کرنا خلیفہ محمد کے پاس لے جاتا رہا۔ خلیفہ مذکور بھی اس طریقہ سے اور ہدایت بلاء کو دہراتے ہوئے جواب دیتا رہا۔ غلوہ اگر یہی نہیں تھے

اس کے علاوہ اس عورت کو رات کے دس بجے بیرونی راستے سے لے جاتا رہا۔ جبکہ اس کا خاندان کہیں باہر ہوتا۔ عورت غیر معمولی بناؤ سنگھار کر کے خلیفہ کے دفتر میں آتی تھی۔ میں بموجب ہدایت اسے گھنٹہ یاد و گھنٹہ بعد سے آتا تھا۔

ان واقعات کے علاوہ بعض اور واقعات سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خلیفہ صاحب کا یہاں چلین خواہ ہے اور میں ہر وقت ان سے مباہلہ کر لے کے لئے تیار ہوں۔

حافظ عبدالسلام سپر حافظ سلطان حامد خان قادیان تاد میاں ناصر احمد

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھ سے حضرت صاحب دینی مرزا محمود احمد کو مادہ کے ساتھ زنا کرتے دیکھا۔ اگر میں جھوٹ لکھ رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی جھ پڑے لست ہو۔

غلام حسین احمدی

حلفیہ شہادت

مجھے دلی یقین ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان شہادت دینے کو کہیں کوئی انسان ہے۔ بے شمار دینی شہادتیں جو مجھ تک پہنچ چکی ہیں میں کی بنا پر اس سے جاننے کے لئے تیار ہوں کہ واقعی خلیفہ صاحب قادیان زانی اور افلام باز دفاصل و متعلقی ہیں۔

اس دلی یقین کا ثبوت میں یہاں تک دے سکتا ہوں اگر خلیفہ صاحب قادیان اپنے کو کہیں حال چلین کی صفائی کے لئے برابر کرنے کو تیار ہوں تو ہر طرح سے قبول کرنے کو تیار ہوں (مرزا بشیر احمد نصیر)

حلفیہ شہادت

میں خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بچہم خود زنا کرتے دیکھا ہے۔ اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں تو جھ پڑے لست ہو۔

شیخ بشیر احمد مرقی

مرزا محمود کی اپنی گواہی

حکیم عبدالعزیز صاحب سابق پرنسپل نئی انصار احمدیہ تادربان پنجاب نے خلیفہ صاحب کی پیشگی کے پیش نظر مسجد اقصیٰ میں جب خلیفہ صاحب جمع عام کے سامنے تقریر کر رہے تھے۔ اعلیٰ اعلان کھ کر دیا کہ آپ زنا کار اور بد چل ہیں۔ اس لئے میں آپ کی بیعت نہیں کر سکتا۔ آپ پر بھی ۱۹۱۲ء پر عہد کر دیا گیا۔ ہندو میں دن بستر میں رہے اور خلیفہ صاحب کو لٹا کرتے تھے۔ آپ نے مرزا محمود احمد صاحب کو ایک خط لکھا جس میں آپ نے تحریر کیا کہ تمنا ہے کہ آپ نے چار گواہوں کا ذکر لوگوں سے کیا ہے اگرچہ ہم سے تو نہیں کیا مگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ اسی کے لئے تیاری فرمائیں۔ ہم صرف چار ہی نہیں۔ بلکہ بہت سی شہادتیں علاوہ حوروں روکیوں اور روکیوں کی شہادت کے خود جناب لا کی اپنی شہادت بھی پیش کر سکتے۔ اگر ہم ثبوت نہ دے سکے تو آپ کی بریت ہو جائے گی اور ہم ہمیشہ کے لئے ذلیل ہونے کے علاوہ ہر قسم کی سزا جگتھ کے لئے بھی تیار ہیں حکیم صاحب موصوف کا خلیفہ بیان درج ذیل ہے

شہادت غیرہ

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی

قسم کھانا لغتوں کا کام ہے۔ یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت سے اس لئے ملحقہ ہوا تھا کہ میرے پاس ان کے خلاف احمدی روکیوں۔ روکیوں اور عورتوں کے صحیح واقعات پہنچے تھے۔ جن کے ساتھ مرزا محمود احمد نے بدکاری کی تھی، اسی بنا پر میں نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کے خلاف احمدی روکیوں اور عورتیں اپنے واقعات بیان کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں آپ یا جماعتی کیش کے سامنے معاملہ پیش ہونے دیں۔

یامیدان سابلہ کے لئے تیار ہوں یا حلف مؤکد لعذاب اٹھائیں یا ہمیں موقع دیں کہ ہم تمام واقعات پیش کر کے حلیہ سالانہ کے موقع پر تمام احمدیوں کی موجودگی میں آپ کے سامنے حلف مؤکد لعذاب اٹھائیں تاکہ روز بروز کا جھگڑا ختم ہو کر حق کا بدل بالا ہو۔ لیکن مرزا محمود احمد صاحب کو کسی طرحی پر بھی عمل پیرا ہونے کی جرأت نہیں ہوئی۔ سوائے کفار و کافروں حویہ بائیکاٹ مقاطع استفاد کرنے کے

سلسلہ سے لے کر آج تک جس اسی عقیدہ پر مل و بوالبعیر قائم ہوں کہ میان محمود احمد ایک ذاتی اور بد چلن انسان ہے جس کو خدا رسول اور اس کے خادم حضرت مسیح موعود سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں۔ اگر میں اپنے اسی عقیدہ میں باطل پر ہوں تو اللہ تعالیٰ کی جھ پورعت ہو۔

حکیم عید العزیز سابق پرنسپل نئی انصار احمدیہ تادربان

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر حاضر جان کر جس کی جہتی قسم کھانا کسرو گنا ہے یہ
تقریر کرتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا محمد احمد صاحب قادیان کو اپنی
آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہے

اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بھی بد فعلی کی ہے
اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

میں یحییٰ سے دیں رہتا تھا دینار احمد

حلفیہ شہادت

مصری عبدالرحمن صاحب کے بڑے لڑکے حافظ بشیر احمد نے
میرے سامنے ہاتھ میں قرآن شریف لے کر یہ لفظ کہے: خدا تعالیٰ مجھے
پارا پا کر دے اگر میں جھوٹ بولتا ہوں کہ مومن خلیفہ صاحب نے میرے
ساتھ بد فعلی کی ہے

میں خدا کی قسم کھا کر یہ واقعہ کھ رہا ہوں
وہ تقیم خود محمد عبداللہ احمدی سینٹ فریئر باؤں مسلم خانہ لاہور

حلفیہ شہادت

مرزا گل محمد صاحب مرحوم رآپ قادیان کے رئیس اعظم تھے اور
وہاں بڑی جائیداد کے مالک تھے، اور مرزا غلام احمد صاحب کے خاندان
کے رکن تھے، ان کی دوسری بیوہ دجھوٹی بیگم نے مجھے بیان کیا کہ خلیفہ
صاحب کو میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی صاحبزادی اور بعض دوسری عورتوں
کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے خلیفہ صاحب سے ایک
دفعہ عرض کی حضور یہ کیا بھالسا ہے؟
آپ نے فرمایا کہ قرآن وحدیث میں اس کی اجازت ہے البتہ اس
کو عوام میں چیلانے کی ممانعت ہے۔

نہوۃ بالتدین ذلک

میں خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان تحریر کر رہی
ہوں۔ شاید میری مسلمان نہیں اور بھائی اس سے کوئی سبق حاصل کریں
فقط سید ام صاحبہ بنت سید ابوالرحمن
سمن آباد۔ لاہور

حلفیہ شہادت

چوہدری علی محمد صاحب واقعہ زندگی اپنے خاندان میں صرف
ایک ہی احمدی ہیں جنہوں نے سب کچھ قربان کر کے احمدیت عیسوی لغت

کو پالیا۔ آپ ٹٹری میں مولد ارتھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کے بعد آپ نے اجمیت قبول کی۔ اللہ بخش صاحب قیسم کے برادر میر محمد بخش، ایڈوکیٹ امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کے ذریعہ آپ کو جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے، اور کچھ دن بعد اپنے آپ کو خدمتِ دین کے لئے وقف کر دیا۔ مئی ۱۹۳۵ء میں قادیا سے بلا دآیا۔ تو آپ بلا حیل و حجت پورے اخلاص و عقیدتِ مشدی کے ساتھ قادیاں تشریف لے گئے، اور خدمت کی ابتداء دفترِ وکیل العنتِ تحرکِ جدید سے کی اور پھر مختلف شعبہ جات میں متین کئے گئے۔ جلا

مندہ جنگ فیکٹری کنڑی میں بطور اکونٹنٹ مقرر کیا گیا۔ پھر اس دوران میں نمائندہ خصوصی بن کر وی آشیو افریقین لٹریچر کراچی پبلش آرٹ کر نے کی غرض سے بھیجا گیا، اور منڈی گو مبرہ میں بھی تحرکِ جدید کے حصول کی نگرانی کے لئے نمائندہ خاص مقرر کیا گیا تھا۔ میں اندر میں کسٹم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ کینی کے دفتر میں اکونٹنٹ مقرر کیا گیا۔ تجارت اور صنعت کے دفتر میں ہیڈ اکونٹنٹ مقرر کیا گیا اور وی بورڈ آف ڈائریکٹرز کا میکٹری مرزا محمد احمد کی ذاتی منظوری سے کیا گیا۔ جن کا پیئر میں مرزا مبارک احمد ہے۔ بدستور سالہا سال سندھ کی زمینوں۔ سلسلہ کے تجارتی کارخاںوں۔ اور فضل عمر نیٹوٹ کا حساب آرٹ کرتے رہے۔ بسا اوقات قیامِ ربہ

میں اکثر مالی خیاات کے قفل پر آپ کو بطور کیشن مقرر کیا جاتا اور بعض دفعہ دارالحقار بھی قیعدوں کے لئے آپ کو ہی کیشن مقرر کرتے۔ آپ بطور محاسب خدام الامدیہ مرکزہ میں بھی کام کرتے رہے۔ اور غلیف صاحب جو ہدی صاحب موصوف سے خاص ملاقاتیں بھی کیا کرتے تھے۔ ساتھ ہی بطور وکیل اعلا تے جب کسی بات پر جو ہدی صاحب کی شکایت غلیف صاحب سے کی۔ غلیف صاحب نے بالوضاحت جواب میں کہا۔ جو درج ذیل ہے میرے نزدیک تو یہ محنت اور دیانت داری سے کام کرتے ہیں۔

افرض جو ہدی صاحب موصوف نے مختلف شعبہ جات میں اکونٹنٹ اور بطور نائب ایڈیٹر کے کام کئے ان کے علم اور قصص کے پیش نظر ان کو تمام محفی راز از بر بھی یاد ہیں۔ کہ روپیہ کیسے اور کس طریق سے منہم کیا جاتا ہے۔ پھر آپ نے ایک کتاب میں حساب بنائیش کیا ہے۔ اور بیسٹج بھی دیا ہے۔ کہ یہاں مالی بد عزیمیں، خیااتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کے رٹے میں منجیشت ہدہل۔

بہر حال جو ہدی صاحب موصوف کی خدمت جلیلہ قابلِ تقدیر میں منجوشہ پڑنے پر وقت کے تقاضوں کو ضرور پورا کر سینگے۔ قیامِ ربہ میں ان سے جو محلات پیش آئے۔ اس کے ذرائع سے ان کا حلیہ بسیار پیش خدمت ہے۔

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھاتا ہوں

موجودہ شائع کرتے ہیں۔ آپ قادیان کی مقدس سرزمین ۱۹۳۹ء میں پیدا ہوئے اور مولوی فاضل ملک تعلیم حاصل کی بعد ازاں مختلف شعبہ جات میں آپ نہایت خوش اسلوبی سے خدمت سرانجام دیتے رہے۔
انقلابوں میں مسجد خدام الامجدیہ کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز رہے۔

۲۔ زعمیم جس خدام الامجدیہ دارالعلوم ربوہ

۳۔ نائب ختم خلیفہ مسکنیہ خدام الامجدیہ ربوہ

۴۔ سندھ ویجی میبل میڈیٹریڈ کونسل کے ہیڈ آفس میں کام کیا

۵۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنس اور سوسل رائٹرز اخبار کے منبر بھی ہے

۶۔ محقق احمد حامد کا مسجد خاس ربوہ بھی رہے۔ ان شعبہ جات

کے علاوہ بھی جماعتی طور پر میں خدمت پر بھی مامور کیا گیا ہے

دیانت اور تقویٰ کی راہ پر چل کر صحیح معنوں میں خدمت کی۔ آپ قادیان

عبدالرحیم احمد جو خلیفہ صاحب کے داماد ہیں۔ ان کے پرستار

اسٹیشن ڈویل انجینئر محرمک جدید ربوہ بھی تھے۔ آپ میں

بہشتی اخلاص اور محنت سے کام کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے

آپ کے ذمہ مزید کام سپرد کئے جاتے تھے۔ آٹھ دس شعبہ جات

کی کارکردگی آپ کی مقبولیت کی شاہد ہے اور گہرے تعلقات کا اندازہ

بھی اس سے لگایا جاسکتا ہے۔ آپ کا خلیفہ میان ہدیہ ناظر صاحب ہے

B
A
C
K

حلیۃ شہادت

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر سندرجہ ذیل سطحہ سن اس لئے
سپر ڈپلومہ کر رہا ہوں کہ جو لوگ اب بھی مرزا محمد احمد صاحب خلیفہ
ربوہ کے تقدس کے قائل ہیں۔ ان کے لئے راہنمائی کا باعث ہو گئیں
صدقہ ذیل بیان میں۔ جوٹا ہوں۔ تو خدا تعالیٰ کا عذاب محمد پر ہوا ہے
ہاں وہ علیل پر نازل ہو۔

۱۔ میں پیدا گئی احمدی ہوں اور اللہ تعالیٰ تک میں مرزا محمد احمد صاحب

کی خلافت سے وابستہ رہا خلیفہ صاحب نے مجھے ایک خود ساختہ

فکر کے پسند میں جماعت ربوہ سے خارج کر دیا۔ ربوہ کے محول

سے باہر اگر خلیفہ صاحب کے کردار کے متعلق بہت ہی گھٹاؤ لے

حالات سننے میں آئے۔ اس پر میں نے خلیفہ صاحب کی صاحبزادی سے

ارشید میگ، بیگم میاں عبدالرحیم احمد سے ملاقات کی۔ انہوں

نے خلیفہ صاحب کے بد چلنی اور بد کمناش اور بد کردار کی تصدیق

کی۔ باتیں تو بہت پرچیں لیکن خاص بات قابل ذکر یہ تھی کہ جب

میں نے امۃ ارشید میگ سے یہ کہا، کہ آپ کے خاوند

کو ان حالات کا علم ہے۔ تو انہوں نے کہا، کہ صاحب نور صاحب

آپ کو کیا بتاؤں کہ ہمارا باپ ہمارے ساتھ گیا کچھ کرتا رہا ہے

اور اگر وہ تمام واقعات میں اپنے خاوند کو بتلا دین تو وہ مجھے ایک

M
O
R
E

نٹ کے لئے بھی اپنے گھر میں لہانے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ تو پھر
میں کہاں جاؤں گی۔ اس واقعہ پر اصرار۔ اثرش پیر کی آنکھوں میں آنسو
اٹکے اور یہ لہزہ خیریات سکڑیں بھی ضبط نہ کر سکا۔ اور وہاں سے اٹھ
کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت میں ان واقعات کی بنیاد پر
جو میں ڈاکٹر نذیر احمد، ریاض، محمود یوسف، نانہ، ناچر بشیر احمد رانچی
سے سن چکا ہوں۔ حق الیقین کی بنا پر خلیفہ صاحب کو ایک بدکردار لادہ
بدین انسان سمجھتا ہوں، اور اسی کی بنیاد پر وہ آج خدا کے عذاب
میں گرفتار ہیں۔

خاکسار

ممدو صالح تودہ واقف زندگی، سابق کارکن۔ کلات تعلیم
(تحریک جدید بلوچ)

شہادت بڑا حضرت ڈاکٹر نذیر احمد ریاض کی شہادت

خلیفہ صاحب کا منسلک

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض، مولوی فاضل واقعہ زندگی
خلیفہ ربوہ کے خاص محاکمہ تھے۔ اور خلیفہ صاحب نے ان کو سلسلہ
کے فرچہ سے حکمت اور ڈاکٹر کی تعلیم دلوائی۔ ڈاکٹر صاحب مرموف
علاج خصوصاً میں کافی سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں۔ اور عموماً
درائیک خلاف آب کے چرنوں میں رہے۔ آپ نے حضرت

B
A
C
K

مولوی خیر علی صاحب کی سوانح حیات مقبول کر کے شائع کی ہے جو تقریباً ۱۰۰
صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ جامعۃ البشرین میں پروفیسر بھی تھے۔ آپ اپنی خدا
داد باغی سلاطین کی وجہ سے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی بھی نہیں ٹھانڈی
خاتہ کے پر شعبہ سے پوری طرح واقف راز بھی ہیں۔ یعنی بہت سے حکم خود راز
دار خصوصی کے علاوہ آپ خلیفہ صاحب کے اصل کے متعلق فرماتے ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا۔ جب تک ہم ربوہ میں رہے ہماری آپس میں کچھ
ایسی قلبی جوالت رہی کہ باہم فکر طبیعت بے حد خوش ہوئی تھی کبھی شعر و شاعری
کے سلسلہ میں تو کبھی شخص کے معنوی تقدیر پر بحث چینی کرنے میں بڑا اہل
آتا تھا۔ دراصل خلیفہ صاحب کا اصول یہ کہ

سے مت رکھو ذکر فکری صبح گاہی میں انہیں

اور نچترہ ترک کردو مزاج خانقاہی میں انہیں (دوش)

اور خود خوب رنگ رباں مناؤ۔ عیش و عشرت میں بسر کرو۔

ہم نے تو سبائی عموماً دل سے وقف کیا تھا۔ خدا ہیں ضرور اس کا جود کیا
انہیں یہ غلوں پر نہ نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر حکم و عدل سے خود فیصلہ کر دے گا
کہ ٹھکانے ہوئے میرے کتنے قیمتی اور کتنے عزیز تھے۔

شروع شروع میرے دل کی عجیب کیفیت تھی، ہر وقت دل مختلف
انکار کی آماجگنا رہتا تھا، ماں باپ کی یاد، عزیز ملکی جدائی کا احساس
دوستوں کے بکھر جانے کا غم اعداد میں کے تیر وں کی جھین بھی کچھ تھا لیکن
سہ ہر راج تھا اس دل میں بجز رنج و غم

M
O
R
E

سب سے بڑا مسلم مذاہب کی غلط فہمی ہے جس کی تکفیر میں مذاہب اپنے
تذہبوں کو استوار رکھتے ہیں۔ ادھر افتاد پر ڈھنگانے سے بچنا ہے۔ اگر
ہر ایک طوطہ پر سب بوجھ کر کسی بے راہ روی کا احساس دل میں نہیں رہتا
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کے لیے اپکار فرمائیں
اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر

شہادت ۱۵ حلقہ شہادت

جناب غلام حسین صاحب احمدی فرماتے ہیں:-

میں نے اپنی شہادت کے علاوہ حبیب احمد کا بھی ذکر کیا تھا۔ وہ
مجھے قادیان میں مل گئے۔ میں نے ان سے قسم دیکر دریافت کیا تو انہوں
نے قسم کھا کر مجھے بتلایا کہ حضرت صاحب دوم نے فرمایا کہ انہوں
مرتبہ ان سے لوہٹ دینی منڈے بازی کی ہے ایک دفعہ حضرت غلام حسین صاحب
دفعہ ڈھنڈی میں بھی نے ان سے تحریری شہادت مانگی تو پوری تفصیل کے ساتھ بتائی
کہ مکمل لکھ کر دی حبیب احمد صاحب لکھا کہ پوری پوری تصدیق فرمائی ہے جو درج ذیل ہے
برہم پور میں میری دینی دینی علی عبدہ الہیہ بلوچہ احمدہ وفضل علی رسولہ الکریم
جنہد شریعت جناب صاحب غلام حسین صاحب اسلام وعلیہ السلام وعلیہ السلام وعلیہ السلام
کے بعد انہیں ہے کہ جو میں نے آپ کو کو جو بات بتائی تھی میں خدا کو حاضر و ناظر
بانتھ کر کہتا ہوں کہ وہ بات بالکل صحیح ہے اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر
فاکس صاحب احمد اعجاز

میں علی وجہ البصیرت شہاد نامتوں ہوں

شہادت نمبر ۱۶ راجہ بشیر احمد صاحب رازی خلف

کوئی عرصہ راجہ علی محمد صاحب رانی پور میں رہے۔ میرا ذاتی اہم مدیہ حکومت
کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے خدمت دین کے لئے ۱۹۴۷ء میں اپنے آپ
کو وقف کیا اور پورے اخلاص کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا۔
اور غلیظ ربوہ کے بلا سے پر آپ ربوہ کشد لیتے آئے
اللہ نائب اور میر محمد راجہ احمدیہ ربوہ کے کام پر مامور کیا گیا آپ نے اس
کام کو یا جو کام بھی آپ کے سپرد کئے جاتے نہایت ہی استقلال اور
محنت اور دوا تدارکی سے سرانجام دیتے رہے۔ آپ ربوہ کے کچے
کو اٹھل میں رہائش پذیر تھے۔ اور دوستوں کے علاوہ آپ کے ماسم
جناب شیخ محمد الحق صاحب احمدیہ سٹڈیٹ سے ہوئے۔ تو انہوں
نے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی کا دیا جیسا تک نظر میں کیا، آپ ششدر
رہ گئے۔ آپ کا ذہن اس آلودہ زندگی کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ کو دیا استقلال
بدا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اتنے رفتہ رفتہ آپ کے مراسم انفرادی خصوصی فاکسٹڈ خلیفہ صاحب
سیاس سے ہو گئے تو انہوں نے جس میں انہماک انسانی کے مشرت کہہ کی گئیں جو ملک
کا فکر فرمایا۔ اللہ ان کی مزید پختگی کے لئے اس رجحان اور سنگین مجالس
تک لے جانے لادوہہ کر کے اس مجلس میں شہادت اہل کر دیا۔ رازی صاحب

موصوفت جب اس مجالس خاص میں ملنا رسائی حاصل کر لی۔ اور اپنی آنکھوں سے ہر منظر کو دیکھا تو آپ جو حیرت ہو گئے بعد ازیں آپ نے علی الاطلاق پوری دیانتداری سے اس نقشہ خصوصی کو جو علی وجہ البصیرت پر سے اطمینان کے ساتھ دیکھ چکے تھے اپنے دوستوں سے مکمل کھلا اظہار کرتے ہوئے۔ رازی صاحب موصوفت کا جواب خط میں درج ذیل ہے آپ فرماتے ہیں

امضا و گرامی پنچا غلیظہ صاحب سے عدم وابستگی کی اصل وجہ تو یہی ہے جو

بہار سے مکرم بھائی مرزا محمد حسین صاحبی کام

فرمایا کرتے ہیں کہ جو سفر ہم نے ماموریت سے شروع کیا۔ اسے آخرت پر ختم کرنا ہمیں گوارا نہیں۔

مگر یہ اجمال شاید آپ کے لئے وجہ تسلی نہ بن سکے۔ بیٹے فقیر ہمارے رزکداد بھی من لیجئے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہم ربوہ کے کچے کوٹروں میں غلیظہ صاحب ربوہ کے کچے تعمیر خلافت کے سلسلے میں رہائش پذیر تھے قرب ملائی کے سبب

شیخ نورالحق احمد "احمدیہ سندیکیٹ"

سے راہ رسم پر تھے۔ تو انہوں نے غلیظہ صاحب کی زندگی کے ایسے شان فل اندازہ کیا جن کی روشنی میں ہمارا وقت کارسما نظر آنے لگا۔ اتنے بڑے دعویٰ کے لئے شیخ صاحب کی روایت کافی نہ تھی۔ خدا بھلا کرے۔

B
A
C
K

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض

کاجن کی ہم رکابی میں مجھے غلیظہ صاحب کے ایک ذیلی عشرت کدہ

میں چند ایسی ساقیوں گزارنے کا موقعہ ہاتھ آیا۔ جس کے بعد میرے لئے غلیظہ صاحب ربوہ کی پاک دامنی کی کوئی مسی بھی تاویل و تعریف کافی نہ تھی۔ وہیں اب بفضل بریدی علی وجہ البصیرت غلیظہ صاحب ربوہ کی بدھما بھول پرش و راضق ہو گیا ہوں۔ میں صاحب تجرب ہوں کہ یہ سب بد اعمالیاں ایک بھی سوچی ہوئی حکم کے تحت وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ اور ان میں اتفاق یا بھول کا کوئی دخل نہیں بھی دنوں ہم تھے۔

محاسب کا گھر مال

ان رنگین مجالس کے لئے فرسید و ملامت مستحسن کی حیثیت رکھتا تھا۔ اب نہ جانتے کون سا طریقہ رائج ہے۔ میرے اس بیان کو اگر کوئی صاحب مذکورہ پہنچ کرے تو میں مہلت ہو کر بعد اب اٹھائے کو تیار ہوں والسلام

بشیر رازی بی کام سابق نائب ڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ

نوٹ:۔ محاسب کا گھر مال سے مراد اگر ایک شخص کو رات کے نو بجے کا وقت منسوب کر کے لئے دیا گیا ہے تو اس کی گھڑی میں شکاف بھی چکے ہیں جبکہ محاسب کا گھر مال سے مراد وہ شخص اندر نہیں آ سکتا

B
A
C
K

شہادت نبویؐ چودھری صلح الدین صاحب ناصر بنگالی

خلف

غلام بہادر ابوالہاشم خاں مرحوم چودھری صاحب موصوف کے والد محترم نے بنگال میں جماعت احمدیہ کی قیادت کی اور آپ نے پوسٹہ خالص کے راجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو اٹھا لیا۔ اور آپ نے مرزا احمد کی تفسیر لا اھلک زنی میں ترجمہ بطور خدمت کے کیا۔ اور آپ جب ریٹائر ہوئے تو آپ مع اہل و عیال تھلہا تشریف لے آئے۔ اور محلہ دارالانور میں ایک بہترین کوٹھی رہائش کے لئے تعمیر کی۔ اور آپ کے خاندان کو خلیفہ صاحب کے خاندان سے الہام حقیقت تھی اس خوبی تعلقات کی وجہ سے آپ خصوصیت سے واقف تازہ ہو گئے چودھری صاحب مدد انجمن کے فوجہ جات میں بھی کام کرتے تھے اور آپ کی انتھک لسانی محض دین کی خاطر قابلِ عمل رہی۔ آپ بھی ربوہ میں گئے کیونکہ ان میں عرصہ تک رہائش پذیر تھے۔ لیکن جب آپکو مرزا احمد کی ناپاک سیرت کا بخوبی علم ہو گیا۔ اور علی وجہ البصیرت حق الیقین تک پہنچ گئے تو آپ نے ربوہ کو خیر باد کرنے کا تجویز کیا۔ موقع پا کر آپ خفیہ طور سے مسیح بشیر گوان اور والدہ محترمہ کو رات کی تاریکی میں لے کر لاہور روانہ ہو گئے اور پھر علی الاعلان خلیفہ صاحب کی ناپاک سیرت پر اخباروں اور کچھروں میں بلا خوف اظہار فرماتے رہے۔ چودھری صاحب موصوف حقیقت پسند پارٹی کے پہلے جنرل سکریٹری رہے۔ آپ نے اس کام کو بھی اپنی صلاحیتوں کے پیش نظر حسبِ دستہ مستعدی اور جانفشانی سے کام کیا۔ اس

MORE

بدکار اور بد اعمال انسان کے لئے آپ نے اپنے آپ کو وقت کیا اور اس کی ناپاک سیرت پر لازم دینا اپنا فرض اولیں تصور کرتے ہیں چودھری صاحب گہرے رازداروں میں سے واقع ہوئے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

قادیانی جماعت کے اندہ قادیان احمدیت کے نام کی خفیہ نظم کو بے نقاب کیا جائے جو ایک نقاب پوش خطرناک قسم کی نوجوانوں کی تنظیم ہے جو علی طوع و بکرہ کی حامی ہے اور اپنے کسی راز کو افشا کرنے والے کا کام تمام کر دیتی ہے اور ذیل کے احمدی حضرت کو دم آباد تک پہنچا چکی ہے۔

۵۷ - ۲ - ۲۱ - نوائے پاکستان

چودھری صاحب کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا اندازہ بہت سے اخباروں کے علاوہ مذکورہ بالا جماعت سے ظاہر ہے جس میں آپ نے طویل اسٹ حملت لڑی کی وہی ہے جس کو راز افشا کرنے کے جوہر میں ان کا کام تمام کر دیا گیا۔ طاقت کے خوف سے شمال کے طور پر صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں چودھری صاحب نے اپنی بشیر و عابدہ بیگم بنت خاں بہادر ابوالہاشم خاں صاحب آف بنگال کے اہم واقعہ کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ کہ ان کو بھی بذریعہ ہندوئی مار کر اپنا تک موت سے شوب کیا گیا۔ ان کے خیال کے مطابق کہ کہیں راز افشا نہ کرے

بہر حال چودھری صاحب صحیح معنوں میں حقیقت پسند واقع ہوئے ہیں۔ ان کا ہر کام دیانتدہانہ اور اخلاص پر مبنی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو مزید مستقامت بخشے۔ علاوہ ان کے جب مہجرات میں جلسہ ہوا

تو آپ نے اس وقت بھی صداقت کو پورے خود سے مدّشمن کیا۔ کہ ہم نے تقدّس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہی ہماری اس سے علیحدگی کا باعث بننا چنانچہ چودھری صاحب فرماتے ہیں۔

لاہور ازاں چودھری صلاح الدین صاحب جو مشرقی پاکستان کے رہنے والے ہیں۔ بنگالی میں تقریر کی اند بتایا کہ ہم نے تقدّس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ہماری اس جماعت سے علیحدگی اس کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے بتایا۔ میں مشرقی پاکستان کے ایک مغز خاندان کا نوجوان ہوں اور امام جماعت احمدیہ کی دعائلیوں کی وجہ سے علیحدہ ہو گیا ہوں۔ اور دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ ان کے خلف آسرت کا ایک واضح نمونہ ہے۔

نوائے پاکستان ۵۷۔۳۰۔۲۸

B
A
C
K

شہادت نمبر ۲۸

امام جماعت احمدیہ دقاویان، ریلوہ کے متعلق

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب مصلح موعود

کی
شہادت

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب خلیفہ صاحب کے ماسوا اور خسر بھی ہیں۔ آپ کی قطعی رائے ہے کہ خلیفہ عیاش ہو۔ تو میں ڈاکٹر ہوں۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ عیاشی کی وجہ سے نہ دماغ کام کرتا ہے۔ اور نہ عقل اور نہ ہی حرکات صحیح طور پر کر سکتا ہے۔ سب تو بلی برباد ہو جاتے ہیں۔ جس کو انگریزی میں (Wreck) کہتے ہیں۔ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں۔ بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ عیاش ہے اس کے متعلق میں

کہتا ہوں۔ میں ڈاکٹر ہوں۔ اللہ میں جانتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جو چند دن پہلے ہی جیٹھی میں پڑھ جائیں۔ وہ وہ ہو جاتے ہیں جنہیں انگریزی میں دیکھنا ہی کہتے ہیں ایسے انسان کا دماغ کام کرتا ہے۔ نہ عقل درست رہتی ہے نہ حرکات صحیح طور پر کرتا ہے۔ مغز سب قوی اس کے برباد ہو جاتے ہیں۔ اور سر سے لے کر پیر تک اس پر نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حیاشی میں پڑھ کر اپنے آپ کو برباد کر چکا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں۔

اَلْغَفْلَةُ تَخْرُجُ الْبَسْكَو

گناہ انسان کو برباد سے نکال دیتا ہے

الفضل ۱۰ جولائی ۱۹۳۷ء

جادو وہ جو سچ پڑھ کر بولے

خلیفہ ربوہ بھیجئے اسی اسرار میں مبتلا ہیں...
..... ان کا دماغ ماؤف ہو چکا ہے۔ نہ عقل کام کرتی ہے نہ اعضا صحیح طور پر کام کرتے ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔ من و معنی یہی حالت طاری ہے خبیث مرض یعنی فالج کا انتشار میں۔ خصوصاً آپ نے ان کی عقل فہم کا انداز جلد سیلانہ پر بخوبی لگایا ہو گا۔ کہ کس طرح وہ اپنی عقل کو ٹھکانے لگاتے رہے اور حاشیہ بردار درمیان میں لقمہ دیتے رہے اگر یہ لقمہ بے سود ثابت ہوا لاکھ بیوند لگاؤ

حق پسند اصحاب کی توجہ کے لئے

اپنی طرف سے نہایت اختصار کے ساتھ کچھ حواجات حضرت سیح موعود علیہ السلام پیش کر دیجئے ہیں۔ تاکہ فیصلہ میں آسانی رہے اہل دانش اور طالبان حق کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ٹھنڈے دل سے ان تمام واقعات کو جو غلیف کے چال چلن پر سا لہا سال سے بیان کئے جا رہے ہیں اور وہ انہیں مثال رہے ہیں۔ آپ نے دلائل کی روشنی میں موازنہ کر کے غلیف صاحب کا اعتبار کرنا ہے تاکہ حضرت سیح موعود علیہ السلام کا اصول جو بد چلن اور بدکار کے متعلق موجود ہے۔ اسکی بے حرمتی نہ ہو۔ اگر آپ نے اس اصول کو جو اتنا مزائد اقام سے اجاگر کر دیا۔ تو آنے والی نسلیں آپ کی اس جرأت کو جو اصول کے لئے برقی جائے گی قدر منزلت کی نگاہوں سے دیکھیں گی۔

غلاوہ ازبیں انسان فطری کا پتلا ہے۔ موصول جانا کوئی بات نہیں ہوتی چونکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب دیم نے معتقد جو اہل پائے دیگر تنخواہ دار علماء اس امر کے لئے کوشاں رہتے ہیں کہ اس خلافت کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور بعض حوالے ان چپ پان کئے جاتے ہیں۔ لیکن حضرت اقدس نے زانی، بدکار، عیاش کے متعلق ایک قطعی فیصلہ دیا ہے جو درج ذیل ہے۔
۱۔ مبالغہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قوی کی قطع اور عقین پرستار کہہ کر کسی دوسرے کو مغتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔ احکم ۲۴ مارچ ۱۹۳۷ء

M
O
R
E

۲۔ یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے خیم خود زنا کرتے دیکھا یا خیم خود مشرب پیتے دیکھا۔ اگر میں اس بے بنیاد افواہ کو مان لیتا تو ادا کیا کرتا؟ ذیل میں رسالت جلد ۴ صفحہ نمبر ۱۲

تو اس کی طرف آنے میں چھپکا ہٹ کیوں حبیب آپ کا دھوکا ہے کہ خلیفہ صاحب سے خدا خلوت اور خلوت میں باتیں کرتا ہے۔ اس عدالت میں حضرت اقدس کا حوالہ بھی یہی مطالبہ کرتا ہے پھر ڈرتے کیوں ہو۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا۔ حضرت اقدس کا قطعی فیصلہ ہے یا آپ کی نگاہ میں حضرت اقدس کی کتابوں میں ایسا حوالہ موجود ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ بدکار عیاش جس مصلح موعود پر سکتا ہے تو خدا کی قسم اگر یہ حوالہ میرے میرے علم اندھ میں آگیا تو میں سر تسلیم خم کروں گا۔ مدت بصورت دیگر آپ فرض ہو گا۔ کہ حضرت اقدس کے ان حوالوں کی موجودگی میں جو بدکار کے لئے آپ نے لکھا ہے۔ عمل کرنا ہو گا۔ اور جماعت کے ہر فرد کو احتساب کرنا پڑے گا۔

بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا

یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ خلیفہ صاحب بدکار، عیاش بدچلن انسان ہیں۔ بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا اور اپنی اس بدعاشی کو چھپانے کی خاطر مختلف بہانے اور جیل و محبت، قتل و نارت و باغیچہ

B
A
C
K

اور صدرا بنجمن احمدیہ کا رویہ مقدس میں ضائع کیا جاتا ہے۔ پھر افضل میں یوں کہا جاتا ہے کہ زنا کرنا جرم نہیں اسکی تشبیہ جرم ہے۔ زنا تو آپ میں شریعت کے مطابق کرتے ہیں۔ اس لئے اس کا تو جرم نہیں۔ مگر مبارک حضرت اقدس کے فرماں کے مطابق کیا جاتا ہے۔ وہ جرم ہے۔ خلیفہ صاحب نے حضرت اقدس کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر اپنا سکہ جانے کی کوشش کی مقدس اصطلاح سے اپنے آپ کو نونا کبھی صحابہ کرام کے متعلق باترندی کا منظر ہو کیا اور کبھی آنحضرت صلیم سے بھی آگے بڑھنے کا قدم اٹھایا۔

انشاء اللہ ایسے شخص کا انجام اچھا نہیں ہو گا۔ اس کو اس دنیا میں جو سزا مل رہی ہے وہ ایک زندہ نشان ہے۔ چلنے پھرنے سے بھی عاری ہے۔ دماغ کسی تداؤت ہو چکا ہے فالج نے اس کو اپنا نشانہ بنا لیا ہے افضل موعود کے لئے ایسے شخص کو اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے قادیان کی مقدس سرزمین میں بھی جبکہ غیب نہیں ہوئی۔ واصل اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ گندمی پھل سب کو خراب کرتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس ناپاک وجود کو وہاں سے نکال کر مقدس مٹی کو محفوظ کر لیا۔

میں عرض کر رہا تھا کہ اب عاشیہ بردار اس کو سہارا دیے ہوئے ہیں۔ کبھی ٹیک کے زور اس کو ہوش میں لایا جاتا ہے۔ کبھی ٹیپ ریکارڈ سے ذکر جماعت کو تسلی دی جاتی ہے۔ بار بار طرعی سے اس میں پڑدنگ لگے۔ لیکن جب ایک عمارت بوسیدہ ہو جاتی ہے۔ اس کے پوند کھال ٹیک سہارا دے لگتے ہیں۔ بالآخر وہ بوسیدہ عمارت کو طیش نیش

M
O
R
E

کر کے از سر نو بنانی پڑتی ہے۔ یہی حال خلیفہ کا ہے۔ اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے تعزلات میں گر چکا ہے۔ اس وقت سہارا بے سود ہے۔ یہ غلط طمسار سے دیکھنے والوں کے لئے اس شخص کی بد کرداری کا زندہ ثبوت ہے۔ یہ ناپاک وجود ختم ہو کر رہے گا۔ اور حضرت اقدس کا اہل بیسی آیت تاب سے بچنے کا خدا کے گھر میں دیر فر رہے اندھیر نہیں۔

میدرے احمدی بزرگو! بجا بیٹو! ادھینوں! بحشت احمدیہ کا ہر فرد جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصولوں کو اپنانے کے لئے جے تاب ہے۔ ان سے استماع ہے کہ خلیفہ صاحب اس وقت زندہ ہیں۔ ان کی موجودگی میں جس اسلامی شریعت کو آپ پسند فرمادیں فیصلہ کی راہ نکالیں۔ انسان کی سوچ بوجھ کے مطابق تین ہی صورتیں قابل عمل ہیں۔

عدالت کیشن مبادلہ

اظہار واقعہ کو بذریعہ زبانی نہیں کہا جاسکتا

حضرت اقدس ازلسلام میں فرماتے ہیں۔

”دشنام وہی اور چیز ہے اور بیان واقعہ کا گودہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو۔ دوسری شے ہے ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے۔ کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخالف گم گشت کے کانوں تک پہنچا دے

بھر اگر وہ سچ سنکر افرختہ ہو۔ تو ہوا کرے (اندازہ ادا م منگ)
خلیفہ صاحب کی بد اعمالیوں کے متعلق مختلف احوال اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالات اور شہادتیں درج ہیں

میں انصاف پسند اور فہمیدہ اصحاب سے دشمنات کرتا ہوں۔ عینفیل
صنعتیں پیش کر دیں ہیں۔ جو صورت آپ کے لئے آسان ہو۔ اس پر عمل کریں۔ ورنہ بصورت دیگر اگر اس میں لیت و حل کیا گیا۔ تو وہ اپنے متعلق شکوک میں اضافہ کر سینگے۔ لیکن یاد رکھیں۔ خلیفہ صاحب اپنی بد کرداری اور کر تو قتل کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ کبھی بھی مبادلہ کے لئے میدان میں نہیں نکلیں گے۔

وَلَا يَكْتُمُونَكَ اِذَا دُعِيَكَ اِلَيْهِمْ وَادُلُّهُمْ عَلَیْهِم بِالْقُلُوبِ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی مرزا محمود احمد صاحب پر کیشن مقرر کیا گیا اور شنا ہے کہ جرم ثابت تھا۔ مگر بدنامی کے خوف سے اس کو دنگلہ کیا گیا۔ اگر ہائے بزرگان ملت اس وقت اس خوف کو بلا کئے ہٹا رکھ کر اس کو گندے پیٹھڑے کی طرح نکال دیتے تو آج اس بدنام داغ اور لعنت سے محفوظ رہتے۔

بس آپ اپنے فرضوں کو پہچانیں۔ اس بدنام دھبہ کو مبادلہ کی صورت میں خدائی عدالت میں لائیں۔ تاکہ تقدس اور پاکس بازی الم شرع ہو کہ جماعت احمدیہ کے لئے مخصوص مبادیت کا موجب ہو۔
طالب دعا۔ (خادم ملت مظہر ملتانی)

انتباہ!

جس قدر شہادتیں اور حلیۃ بیان کتاب ہذا میں درج ہیں۔ ان کی اصل تحریرات موجود ہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو اصل تحریرات کے عکس شائع کر دیے جائیں گے۔ تاہم اگر کوئی صاحب کسی دباؤ کے ماتحت یا جماعت احمدیہ ربوہ کے سرد براہ یا بالخصوص مرزا بشیر احمد صاحب۔ ایم اے "قرآن و احکام" (ان کے کیریئر کے متعلق بھی شہادتیں موجود ہیں۔ جو کسی وقت منظر عام پر لائی جا سکتی ہیں) اپنے حکیمانہ اور فلسفیانہ لاطائل انداز میں ان بیانات کی تردید کرنا چاہتا کریں۔ تو اس موقع پر بھی انہیں قہار و جبار کی عدالت میں آنا ہوگا۔ اور منگوکہ بعد از حلف اٹھانا ہوگا جو صاحب تردید کریں۔ ان کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ ہاتھ مقابل کم از کم دو مہند انھام کے سامنے مسجد میں کھڑے ہو کر جگہ شہادہ مندرجہ ذیل منگوکہ بعد از حلف اٹھائیں

میں اس خدا کے ذوالجلال جی و قیوم اور قہار و جبار کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اور جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ اور میں اپنے بھائیوں، بیٹیوں، بیوی، بہنوں، ان بابائے گھٹے وقت بھی جو رشتہ دار زندہ یا موجود نہ ہوں۔ ان کا نام کاٹ دیا جائے۔ میرے ہاتھ رکھ کر منگوکہ بعد از حلف اٹھانا ہوں کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ربوہ نے کبھی نہ زانی

لو اہلت نہیں کی۔ اور میری طرف جو یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ میں نے ان کے دامن کو ایسی بدکاری سے داغ دار قرار دیا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ میں نے کبھی نہ انہیں بدکار اور زانی سمجھا اور نہ کہا۔ اور نہ ہی کوئی ایسی بات ان کی طرف منسوب کی۔ اور نہ ہی میں نے کوئی تحریر لکھ کر دی۔

نئے میرے خدا میں تجھے حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں۔ کہ میرا یہ بیان بالکل بیچ اور واقعات کے مطابق ہے اور میں نے کسی تہ غیب یا تہ سبب یا کسی بھی قسم کے دباؤ کے ماتحت یہ بیان نہیں دیا۔ میں جانتا ہوں۔ کہ تیرے ہاتھ کے برابر کوئی ہاتھ نہیں۔ تیری قوت سے بڑھ کر کوئی قوت نہیں۔ تو ہی جسے چاہے عزت دیتا اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔

اے میرے خدا اگر اوپر کے سارے بیان میں جھوٹا ہوں اور فریب دغا، مکاری، چال بازی لفظوں کے میرے پیسہ و فخر و بادی اور خیانت سے کام لے رہا ہوں۔ تو تیرا قہار و جبار کی مانند مجھ پر پڑے۔ تیرا غضب مجھے جہنم کر دے۔ ذلت تباہی۔ غربت، بیماری، غریبوں، ارشہ دانش۔ بیوی بچوں کی موت اور معائب و آلام کی مار۔ مجھ پر مار اور اپنے ہدیت ناک ہاتھ کے ساتھ مجھے تباہ و برباد کر کے رکھ دے۔ میرے دود و دیوار پر آگ برسے۔ میرے دشمنوں کو خوش

فیصلہ عدالت عالیہ پاکستان لاہور

یہ نگرانی شیخ عبدالرحمن مصری قادیان

ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے جو حکم شیخ عبدالرحمن مصری کی اسل کے خلاف دیا ہے اس پر لکھنؤ کی کینے مولانا محمد رضا است ہے شیخ عبدالرحمن مصری سے جسٹس فٹ نکلاس کے حکم کے ماتحت ہر طرح کے ضمانت محفوظ اس طلب کی گئی تھی اور اس حکم کے

ضمانت ڈپٹی کمشنر نے ۲۴ مئی ۱۹۷۲ء کو اسل کو مسترد کر دیا تھا۔ لکھنؤ عدالت ہائیں نظرائی کی درخواست دے رہا ہے۔ چنانچہ اس ضمانت کے ایک قاضی نے نے حکومت کو مصری کا وٹس دیا۔

مولانا کا دعائی کی قریب کا اصل باعث وہ اختلاف ہے جو جماعت احمدیہ بھائیوں کے اندر پیدا ہوا ہے۔ وہ اختلاف کتنہ اس بات کا صدمہ ہے جو طلبہ سے شدید اختلاف کے باعث عالمیہ ہو چکی ہے۔ وہ ضمانت کتنہ کے ضمانت اصل الزام ہے کہ اس نے دو پورسٹ لٹ کئے۔ اولاً ہی۔ اسے اگر بیٹ جو مورخ ۲۹ جون ۱۹۷۲ء کو شائع ہوا تھا ثانیاً اگر بیٹ ہی۔ سچی جو سہروردہ لٹ شکر کو شائع کیا گیا۔ ان دو پورسٹوں کے ذریعے وہ ضمانت کتنہ نے اپنا مالی الغیر بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ پورسٹ کتنے خود قادیان اور اس میں ہیں

کر دے۔ میں ذلیل اور رسوا ہو جاؤں۔ اند میری اند میرے باپ کی نسل منقطع ہو جائے۔ اور ابد الابد کے لئے مجھے پڑھتیں برستی رہیں۔ اور تیرے عفو کی چادر مجھے کبھی نہ ڈالیں

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ

مدی نے انگریزوں کی سی سی سے ایک ہیرا کی بناد پہنا دھولی قائم کیا ہے جو اس طرح شروع ہوتا ہے۔

”میرے چوتھے میرے بڑے آپ نے اپنے ایک بے قصور بیانیہ اس بیان کو جو محض آپ کے ایک خطرناک فلم کے چترے کے سنے ہیں عزت اپنے کل اپنے فیروزہ معاش افسانے انام کو قرار دیا ہے۔“

مدی کا خلاصہ ایک اور پرا بھی ہے۔ جس کا خلاصہ یوں دیا جاسکتا ہے

مورادہ غلیظہ میں ایسے سخت محبوب ہیں کہ اُسے معقول کرنا ضروری ہے

مدی نے اپنے آپ کو جماعت سے اس لئے غلیظہ کیلئے تاکہ میں ایک نئے غلیظہ کے انتخاب کے لئے جہد کر سکوں۔“

میری دلے میں مذکورہ بالا قسم کے بیانات بچے خود ایسے نہیں ہیں کہ ان کی بناد پر کسی شخص کی حفظ اس کی ضمانت طلب کی جائے۔ مگر عدالت میں درخواست کنندہ نے ایک تحریری بیان دیا ہے۔ جس کے مدعا میں اس نے کہا ہے۔

”مورادہ غلیظہ سخت بد چلی ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کیلاتا ہے اس کام کے لئے اس نے بعض موصول اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو تباہ کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے۔ جس میں موادہ عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں تباہ ہوتا ہے۔“

درخواست کنندہ نے آگے چل کر بیان کیا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ

وہ قوم کو اس قسم کے گنہگار شخص سے آزاد کرانے۔

اب اگر پوسٹر کو جس کا خلاصہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ درخواست کنندہ کے اس بیان کی مدد میں جو اس نے عدالت میں دیا ہے پڑھا جائے جیسا کہ بہت سے پڑھنے والے ایسا کریں گے تو ان کا نگاہ اندہ ہی ہو جائے گا۔

مدی میری دلے میں یہ امر قابل اعتراض ہو گیا اور حفظ اس کی ضمانت طلب کی متقاضی ہے۔

ایک اور امر بھی ہے۔ مورادہ ۲۳ جولائی کو غلیظہ نے ایک خطبہ دیا۔ جو بعد میں یکم اگست کے اخبار الفضل میں ہو کر جماعت کا سرکاری پپر ہے

چھپا۔

اس خطبہ میں غلیظہ نے جماعت سے غلیظہ ہونے والوں شخصوں کے لئے کہے ہیں اور اپنے الفاظ ان کی نسبت استعمال کئے ہیں جن کی نسبت میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ وہ مغوس ~~مغوس~~ اور افسوسناک تھے

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غلیظہ نے اس شخص کا سیکرٹری تھا جس کے صدر شیخ عبداللہ مصری ہیں۔ ان کا انتخاب لکھا۔ جس میں اس نے یہ کہا۔

”اسی لئے قوم بار بار جماعت سے آؤ گش کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ تنگیوں کے ذریعہ تمام امور اور شہادتوں اور محض وہ غرضی حقائق پیش ہو کر اس قضیہ کا حلہ فیصلہ ہو چکے۔ کہ کس کا خافانہ ”فرض کا مرکز“ یا الفاظ دیگر وہ ہے جو غلیظہ نے بیان کیا۔“

اب اس بیان میں غلیظہ کے خطبہ کے بیان کی طرف اشارہ ہے جس میں

اس نے اپنے دشمنوں اور عزیزین کے خاندانوں کے حلقے میں کہا تھا کہ میں میرے حیا اللہ پاکیزگی جاتی رہے گی اور وہ قس کا اڈا بن جائیں گے۔ میری رائے میں فخر الدین کے اس پسر کا مطلب صاف اور واضح ہے۔ اور ایسا ہی قانون میں اس کا مطلب سمجھا گیا کیوں کہ صرف عدول اور مساوات کو کچھ تعصب مذہبی جنہوں نے فخر الدین کو جھک رکھا تھا۔

میاں محمد امین خان نے جو مدعا مست کنندہ کا کر لیا ہے اس بارے میں رد دیا ہے کہ شیخ عبدالرحمان مصری اس اٹوری پسر کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ واقعات یہ ہیں کہ انجن ایک فتنہ خیزی حیثیت رکھتی تھی جس کا صدر عبدالرحمان اندر سیکرٹری فخر الدین تھے۔ اصل پسر لڑاکا کا کھانا تھا۔ اس کا یہ سبب نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس کی فتنہ خیزی نے کی تھی جس کا یہ بیان ہے کہ اس کے بچے فخر الدین سیکرٹری مجلس امدیہ کے دستخط تھے۔ مگر اس بارے کے برطانات فخر الدین کے لڑکے نے اصل مسودہ پیش کیا ہے۔ اس کے باپ نے اس کی تصدیق میں لکھا تھا۔ اور جس کے نیچے صرف اس قلم دستخط ہیں فخر الدین ملتان۔ میں کنشیل کے بیان کو قابل قبول سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اسے مجھوت کہنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ جو وجہ صفائی کے گواہ میں پائی جاتی ہے۔ یعنی یہ کہ اس کا مقصد اپنے لڑکے کو چھڑا دینا ہے۔

یہ امر کہ فخر الدین نے اصل مسودہ پر سیکرٹری کے الفاظ نہ لکھے تھے۔ ظاہر نہیں کرتا۔ کہ صاف کدو اور شائع کنندہ کا پانی پر بھی یہ الفاظ نہیں لکھے گئے تھے۔ میری رائے میں شیخ عبدالرحمان پر بھی اس پسر کے ذمہ داری

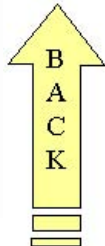
ماتہ بھتی ہے۔ خصوصاً اس بیان کے سامنے جو انہوں نے عدالت میں دیا ہے۔

ان حالات میں مقامی حکام نے شیخ عبدالرحمان کے برطانات جو کہ کاغذاتی حفظ اس کی ضمانت کی کو ذمہ مناسب تھی۔

ایک بار اس پر یہ کی ضمانت کہ ہماری ضمانت نہیں ہے اور یہ ضمانت دی جا چکی ہے۔ اور نصف سے لڑکے مر رہے ہیں چکے ہیں۔ لہذا درخواست معزولی جاتی ہے۔

رد دستخط
ایف ڈبلیو سیکریٹری

عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور، مقدمہ جرنل جرنل



پاپائے ربوہ کے خلاف ایک مرید کا استغاثہ



مرزائیوں کی

رُوحانی شکار گاہ

تحریر

عبد الرزاق مہتہ

ابنہ بہادری عبدالوہاب مہتہ صاحب قادیان

شائع کنندہ

انجمن خادمانِ رسول لاہور

(۲) ایک خاندان کی بیماری دوسرے خاندان میں (یعنی اولاد و فریق) میں آجاتی سنی ہوگی دو دھ کو ایک دفعہ جاگ نکادی جائے تو پھر وہی جاگ کام آتی رہتی ہے۔ بعینہ اسی طرح اب یہ جاگ آخر (یعنی عیاشیوں کی رنگ رلیاں) اپنی مغلیہ خاندان کی نسل ہوتے اس خاندان میں بھی لگتی ضروری تھی سو لگتی اور خوب لگتی اور غالباً انکی طرز عیاشیوں کو بھی مات کر دیا ہوگا۔

جناب سیکرٹری صاحب ہوشیار باش جاگتے رہیںے نظارہ جلوہ قریب آ رہا ہے دل مضبوط کر لیجئے ہوش و حواس قائم رکھئے گا۔ قادیان کے عوام ہماری اس خاندان سے وابستگی چولی دامن کا ساتھ سمجھتے تھے۔ ایک دن ہوتا کیا ہے غور فرمائیے گا حضرت خلیفہ ثانی حکم فرماتے ہیں عشاء کے بعد ام طاہر کے صحن والی میٹھیوں کی طرف سے آنا چنانچہ حاضر ہو کر دستک دی حضور خود دروازہ کھول کر اپنے ساتھ صحن میں سے گئے کیا دیکھتا ہوں کہ دو بڑی چادر پائیاں ہیں جن پر بستری لگے ہیں جنکی پوزیشن یوں تھی

سرانہ شمال قید رخ والی چادر پائی کے پاس لے جا کر اس

پر بیٹھے کا حکم دیا تو دوسری پر حضور لیٹ گئے مقام خلیفہ

کے تقدس کے خیال سے کبھی برابری میں بیٹھے کا وہم و خیال بھی نہ ہوتا

تھا اسی شش و پنج میں حیران پریشان کھڑا بیت تیار رہا الہی کیا شامیں

ہے کیا مصیبت آنے والی ہے کہ اتنے میں حضور شریف لائے پکڑ کر جھلٹے ہوئے فرمایا فکر نہ کرو شواہد نہیں جس کے چند ہی سینکڑے بعد چار پائی پر بھی چادر کے نیچے سے کچھ حرکت معلوم ہوئی۔ سبکڑا۔ سنبھلا کہ ایک چٹکی پیٹھ پر کھڑی ہے۔ مگر ہرایا ہوش و حواس گم ہی تھے کہ اب چادر کے نیچے کوئی ذرا زیادہ ہلتا معلوم ہوا دراصل کروٹ لی گئی تھی کروٹ لیتے پھر دوچار چٹکیاں کھینچی ہیں میں پھر بھی صدمہ کچھ نہ بنا میٹھا تھا۔ کہ پھر حضور آئے شواہد نہیں لیٹ جاؤ فرماتے چادر کے اندر منہ کر کے اس صاحبہ سے کچھ کہا جس نے لعنت اٹھتے ہوئے اپنے بازو میری مکر کے گرد حائل کرتے کھینچ کر اپنے اوپر لٹالیا اس کھینچنے کے نتیجہ میں سر ہاتھ اچانک جو اس جسم نفیس سے لگے تو جراتی ہوئی کہ محترمہ الف تنگی پڑی ہیں اُھر میں بے حس و حرکت پتھر بنا پڑا تھا مجھے علم نہ ہو سکا کس وقت میرے بھی کپڑے اتار پھینکے اور کیسے پوری طرح اپنے اوپر لٹانے لگیں بدستی کی شرارتیں کرنے لگیں آخر جبیت ان کی ہوئی مار میری، گویا ان ٹرینڈ کو ٹرینڈ کر کے مستقل ممبر سرورہانی رہے نام میرا دیا ہوا ہے اہا اعزاز بخش گیا یا یہ صاحبہ آخر کون تھیں آپ جب توجہ و تضرع کر رہے ہونگے لیکن فی الحال بغیر نام نہائے اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ وہ صاحبہ حضور خلیفہ ثانی کی بیٹی صاحبہ تھیں بس پھر کیا تھا پانچوں گھی میں سرکڑا ہی

M
O
R
E

میں والا معاملہ آئے دن ملاوے دن ہو یا رات دفتر یا چوکیدار کی گھو پیلے ہی روک ٹوک نہ تھی مگر اب تو بالکل ہی ختم سیدھے ادھر بیٹھیں سے بڑھتے اب بیگمات کے پیش ہونے یا کئے جانے لگے پیلے پہل تو گھر دل میں پھر قصر خلافت کے ایک کمرہ لمحہ ہاتھ روم میں جو دراصل مستقل داد عیش کی رنگ رلیوں کے لئے مخصوص فرمایا ہوا تھا۔ جہاں بیک وقت ایک ہی بیٹی اور یا بیگم صاحبہ سے خود بھی اکثر شریک رنگ رلیاں ہو جاتے گویا تینوں ایک ہی چار پائی پر پڑے محرماتیاں ہوتے (محترم سیکرٹری صاحب امداد اسلام میں پردہ کا حکم سخت بتایا جاتا ہے لیکن یہاں دیکھتے ہیں آپ کا امور عامہ خلیفہ کے اس پردہ زادہ پر کیا نوٹس لیتا ہے کونسی جماعت سے خارج کرتا ہے) خبر یہ آپ کی درد سوری ہے۔

ناراض تو نہیں ہو گئے ابھی تو ابتدائے حق ہے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے بقول کہاوت ”پانڈا نہ ٹریا متھا سٹریا“ ابھی تو سنسنی خیز جلوؤں کی روشنائی ہونی باقی ہے لہذا دل قابو میں رکھئے جناب ہوشیار رہیں غور فرمائیں ایک عرصہ جبکہ ایک بیٹی سے دونوں ہی رنگ لیاں منسلک محرماتیاں تھے کہ مہزون نے اگر نماز کی اطلاع دی مجھے یوں فرمایا تم مزے کرتے چلو میں نماز پڑھا کر ابھی آیا۔ چنانچہ اسی حالت

میں جبکہ میں شرابور تھے وضو تو درکنار اعضا بھی نہ دھوئے نماز پڑھی اور بیس نوافل پھر بیٹی کے سینہ پر پڑے غرق عیش و عشرت ہو گئے کیا خوب کہا ہےؔ

”تیرا دل تجھے صنم آشنا تجھے کیا لے گا ناز میں“

جس کسی نے بھی یہ کہا خوب باواقعہ اور علناً اپنی ذات مبارک کا نقشہ اللہ نے کچھوایا ہے مختصر کرنے کے لئے اللہ کو حاضر ناظر کرتے جن سے یہ رنگ رلیاں منافی متوائی گئیں فی الحال تعداد لکھ دیتا ہوں بوقت کارروائی اساتے گرامی سے مطلع کروں گا۔ بیگمات تین صاحبزادی بھی تین ان دو صاحبزادیوں سے دودو دفعہ ایک تو قریباً مستقل -

یہاں بیگم ہاتھوں ایک بیگم صاحبہ (بڑی) ام ناصر کی حسرت جو قبر میں ساتھ لے گئے ہوں فرمایا دیکھو ام ناصر ہیں کہ یہ شریک محفل نہیں ہوتیں تبھی تو موٹی بھینس ہوئی جاتی ہیں اس کے مقابل غور فرمایا جائے ام مظفر کو دیکھو کسی خوبصورت نازک سہمی چلتی پھرتی ہیں کیونکہ یہ کرواتا رہتی ہیں گویا بجا و جوں کو بھی نہ بخشا گیا یہ خیال ذہن نشین ہونا ضروری ہے جن سے یا صاحب مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوا۔ وہ پاک و صاف ہیں اور الفاظ ”رنگ یا مطلب“ جس کی نسبت بیان کئے یا کہے گئے وہی سحر ہے نہ کہ رگہ ہوا کسی کا بلاوجہ مبالغہ قطعاً قطعاً اشارہ بھی نہ

M
O
R
E

کروں گا انشاء اللہ،

انسان گنہگار ہے اور ضرور ہے لیکن حد سے تجاوز نہ کران اسلام سے استہزاء شاید کوئی نام کا مسلمان بھی نہ کرے گا چہ جائیکہ جو خود کو مقام خلیفہ پر کھڑا کرے استغفر اللہ ربی جناب عالی یہ تو رہی نماز ادا اس کا احترام اب خدا اچھی طرح سے سنبھل کر اپنی غیرت کے جوش کو دبا کر قرآن پاک کی عظمت پر اس ادا لایزم خلیفہ کے اس چاند سے مکھڑے کی زبان مبارک سے ادا کئے ہوئے بے ہوئے خواہ ایک دفعہ دوسرے کی نسبت کہ وہ یوں کہتا ہے اول تو اگر کسی نے ان کے سامنے کہے بھی تو غیرت کا تقاضا اس کو ڈانٹ تھاجے جائیکہ ان الفاظ کو اپنی زبان مبارک سے نہ صرف ایک دفعہ بلکہ ڈھنڈائی کی حد یوں کہ پھر دوسری دفعہ وہی دہرائے جاتے ہیں۔ جناب عالی یقین جانیں ان کے کھنکھنے کی جھج میں نہ ہمت نہ ہی مسکت ہے سمجھانے کی کوشش کروں گا یوں کہا نعوذ باللہ نعوذ باللہ قرآن پاک کا نام لیتے ہیں میں اس کو اپنے پر مانتا ہوں استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ شرم کے مارے میری آنکھیں زمین میں گر گئیں کاٹو تو جسم میں خون کا قطرہ نہیں کیا یہی مقام خلیفہ ہے اور یہی وہ بلند بانگ پرچا ہے کہ ہم ہی ہیں جو خدمت قرآن فلاں فلاں زبانوں میں کر رہے ہیں اور ادھر

ایسی قرآن پاک کی فضیلت و عظمت کا عمل مجاورہ صورت مومنوں کی قوت کافروں سے دیا جاتا ہے تو یہ توبہ۔

یہ بھی بتائے جان کہ یس مڑ میں کہے گئے ایک بیگم صاحبہ کو حضور کے ہر طرح کے قرب صلاح مشورے وغیرہ کی بنا پر چھٹی کہا جاتا اور مانتا جاتا تھا اور اہل قادیان کی مستورات خصوصاً جانتی تھیں بعد منانے رنگ رلیاں حضور کی خوشنودی کے لئے کھڑے ہو گئیں تھیں کہ ان بیگم صاحبہ نے مجھے اپنے سینہ سے لگاتے کہا "آپ مجھے اپنی جیتی کہتے ہیں یہ میرا چھٹا ہے" باموقع خوب مذاق ہوا جس میں نعوذ باللہ وہ الفاظ دومرتبہ کہے گئے یہ الفاظ پنجابی میں نام لینے کہے گئے جو ان کی خلا کی جیتی جاگتی حقیقت و اصلیت اسلام اور رسول مقبول صلعم سے وابستگی کی نمایاں جھلک دیتی ہے اب ان کی اصلیت ضمیر کی نصیحت و وصیت بھی لگے ہاتھوں ملاحظہ فرما ہی لے جاؤں فرمایا

"میں نے تمام بچوں کو کہہ دیا ہوا ہے کہ جس کے اولاد نہ ہو ایک دوسرے سے کر لی جائے۔ سبحان اللہ کیا یہ نصیحت و وصیت خلیفہ کو زبید دیتی ہے۔ گویا اس صحاف ثابیت ہو گیا کہ یہ رنگ رلیاں صرف حضور کی ذات مبارک تک ہی محدود نہیں بلکہ کلی اولاد کیا لڑکے اور کیا لڑکیاں جن کو

پہلے ہی استعمال کرنا کرنا شروع کر دیا ہوا ہے تو بھلا اس صورت میں لڑکے کہاں حقیقی و پرہیزگار ہو سکتے ہیں تبھی تو یہ رونا حق بجانب ہے کہ ماؤں بہنوں بیٹیوں بچوں کی عزت و ناموس ہر وقت خطرے میں ہے۔ اب ان ملفوظات میں سے ایک اور فرمان ملاحظہ فرما لیا جائے۔

فرمایا لوگ باہر سے تبرک کے لئے اپنی بیویاں۔ بیٹیاں بہنیں بھیجتے رہتے ہیں یہ کیسے پھر بھی جنون عشق بازی سے تسلی نہیں ہوتی مجبوراً پنجابی کہاوت کو جتنے لائی لونی کرے کی کوئی کہے مطابق بے شرموں کے ساتھ بے شرم ہونا ہی پڑے گا۔ مجبوراً حقیقت حال بیان کرنا پڑے گی وہ یہ کہ نوڈے بازی کروانے کا بھی شوق باقی تھا۔ چنانچہ یہ چکر میرے ساتھ بھی ہو چکا ہے کیسے چونکہ مجھے اس قبیح عادت سے نفرت تھی مجبوراً خود ہی کر ڈٹ لیتے اعضاء پکڑ کے اپنے میں ڈالنے کا نام عیاشی تو اس پر ایک دفعہ یوں فرمایا کہ خلیفہ صلاح الدین کا رجسٹرہ میں سالانہ دوہی پنجابی لفظ اعضاء کتنا موٹا اور لمبا ہے اب اس سے خود کریں کہ ان کی عادات رنگ رلیاں اور عشق مزاجی میرے اس لفظ ممبر محفل سیر روحانی سے بالکل صمیم اور سچ ثابت ہو گیا ابھی اور بھی ممبر اور ممبرات محفل ہیں جن کی تعداد جو میرے علم میں ہے پندرہ بیس

M
O
R
E

اور ان سے آگے جاگ لازمی تھے گی جاگ کا کام ہی یہی ہے۔ اب واقعات کرچین اسٹیشن کے ایک کا ذکر لاہور کے اخبارات میں ہوا خبریوں میں لگی کہ مرزا قادیانی ہوٹل سے ایک ٹرکی لے اڑے یہ رینڈل ہوٹل لاہور کا واقعہ ہے ایک دوسرے کو بھیجے پرنا کامی کے بعد مجھے حکم ملا بعد کامیابی شاہاش علی الغرض اسے لے کر سینما جو عک کے بت کے پاس ریڈ کراس آفس کے بالمقابل ہے (پلازا سینما نائل) مع حملہ گئے انٹرول کے قریب یکدم بھگم بھاگ کاروں میں بیٹھ یہ جادہ جا بعد میں علم ہوا کہ کین میں یہ کرچین ٹرکی بغل میں لئے ہوئے پیار وغیرہ کہتے تھے باہر سے کسی کی نظر کا نظارہ ہو گیا گیا نام کو اسٹانی اندر خانہ عیاشی۔ اب یہاں اصل معاملہ یوں پیش ہے کہ قادیانی پنچکر سینما یعنی جن کل دنیا جہان کی خرابیاں گنوائیں خطبہ جمعہ کے شیخ سے اخبارات رسائل تقاریر کے ذریعہ سینما یعنی سے سختی سے منع فرمایا جاتا ہے مگر اس سے پہلے جب بھی لاہور گئے سینما ضرور دیکھا جاتا آیا خیال شریف میں۔

جناب سیکرٹری صاحب امور عام معلوم ہوتا ہے سینما یعنی سختی سے منع ہونے پر آپ کا حلق خشک ہو گیا ہے فکر نہ کریں میرے پاس تری کا بھی سامان موجود ہے۔ سو محترم من وہ یوں قادیان سے کار لاہور جاتی دہلی سے محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ

MORE

بعد نچ کے ذریعہ شراب کار کی پھلی سیٹ کے نیچے چھپا کر لٹی جاتی تاکہ عیاشی میں کوئی کمی نہ رہ سکے (حلق ٹھیک ہو گیا ہوگا، مگر صاحب میں میں معافی چاہوں گا اوپر لکھا تو ذکر مظالم تھا لیکن مظالم کی بجائے عیاشیوں کی داستانوں میں پڑ گئے مگر جناب مجبور ہوا تھا سو چلے میرے ساتھ قصر خلافت کے اس مخصوص کمرہ رنگینوں میں جسے اس ادوار العزم خلیفہ نے مغلوں کی عیاشیوں کا گہوارہ بنا رکھا تھا ملاحظہ ہو بحیثیت فرین ٹولو گرانی ایسے ایسے رنگین نظاروں سے بھلا نظر کیونکر چوک سکتی تھی لہذا ہر ہی پہلو سے اچھی طرح محفوظ ہوئے بس اور بس یہی ۲۷ سالہ وجہ مظالم ہے جن کی تلاش کے لئے چوہاں خاندان تماشیاں تالے ڈیکٹری میں توڑے توڑے گئے۔ سر توڑ ڈیکٹری فرماتے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے نا کام و نامراد ہوتے ذلت کے اٹھاہ مگر طے میں ڈیکھا ہی کھاتے رہے۔ اب جبکہ خاموش بیٹھے بھی صبر نہ آیا مجبور کر دیا "تم صبر کرو وقت آنے دو" سو وقت آ گیا ہے ڈیکٹریوں کی بجائے دوڑے کا بھلا ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے ایسی ایسی رنگینوں کی تصاویر بھلا کوئی گھروں میں رکھتا ہے خصوصاً جبکہ تلاش میں ہر قسم ذلت کے حربے استعمال کئے کر دائے جاتے ہوں اب وقت آیا ہے ان کے منظر عام پر لانے کا ہوش

کئے جائیں گے تا ان کی عیاشیوں کو حقیقی رنگ میں رنگا کرنے کے لئے بوقت کا اور دائمی مدد و معاون ہوں۔ جناب والا شاید جو وجہ مظالم دست کی ہے اس سے غلط مفہوم اخذ کریں کہ اس خاکسار کا سارا وقت انہی مشاغل میں مبتلا رکھا جاتا تھا زیادہ نہیں صرف تین واقعات گوش گزار کروں جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں کہ ہمارا اس خاندان سے عقیدہ گہرا تعلق رہا ہے جس کی وجہ سے حضور کے ذاتی پاؤں مارڈ کے طور پر ہر وقت ہی حاضر خدمت رہتے جس کی وجہ سے نہ صرف قادیان بلکہ حضور کی ہر کمانی میں قادیان سے باہر جانے کا شرف نصیب رہا چنانچہ اور مواقع کے علاوہ تین اہم واقعہ پیش کرتا ہوں۔

۱۔ دہلی کے ایک جلسہ میں تلاوت کے لئے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو حکم ہوا تلاوت میں زیر زیر کی غلطی لیس اوقات سہوا ہو ہی جاتی ہے مگر وہاں تو مقصد دراصل جلسہ کو درجہ برسم کرنے کا تھا ایک منٹ نے کھڑے ہو کے شور مچانا شروع کیا ہی تھا کہ اس کے دوسرے ساتھی بھی اس کے ساتھ مل کوٹ گئے بکو اس کرنے نتیجہ میں ہلا گلا ہوا ایسا میدان صاف کہ ان کو ہمیشہ یاد رہے گا۔

۲۔ دوسرے سیا نکوٹ میں حضور کی تقریر جھولی نہوگی جہاں

پتھروں کی بارش چاروں طرف سے ہوتی میری ڈیوٹی بالکل حضور کے پیچھے تھی سانس کی طرف چوہدری محمد عظیم باجوہ اس وقت غالباً نائب یا تحصیل دار تھے جنہوں نے منہ پر پتھر کھلے خون بہتا رہا مگر حکم نامہوش کھڑے رہے کاتھا کھڑے رہے حکم میں توٹنے کے وقت ملا البتہ حکومت کو خبردار کیا گیا کہ پانچ منٹ میں اگر انتظام کر سکتے ہو تو کر لو ورنہ میں (یعنی حضور) انتظام کرو دکھاؤں گا۔

(۳) تیسرا ہشیار پور اس مکان میں جہاں حضرت مسیح پاک نے چلا کاتھا حضور بھی بغرض دعا و دعاں تشریف لے گئے مکہ کے دروازہ سے باہر گو کہ منتظین نے انتظام پہرہ کیا تھا مگر حضور نے حضرت والد صاحب قبلہ کو دروازہ کے باہر کھڑے ہونے کا حکم فرمایا مجھے مددگار و معاون (حضرت والد صاحب) تا اگر کوئی کام یا بات وغیرہ ہو تو خود دہاں سے نہ ہٹیں بلکہ مجھے بھیجیں بہر حال مطلب اس نکتے کا یہ ہے کہ کام کرنا ہمیں بھی آتا ہے۔ ایام جلسہ حضور کی روانگی برائے جلسہ واپسی شیخ کے پیچھے پاؤں کارڈ وغیرہ انہی خدمات بے لوث نے ان کے دلوں میں حمد ملین دکھو و دکھنم دیا ادھر خاندان کی نظروں میں گراتے جھوٹی غلط من گھڑت رپورٹیں دیتے مدد کی کھاتے ہم پھر بھی حاضر خدمت ہی رہے اور ہر قسم کے مظالم سے برداشت کئے

B
A
C
K

کلام محمود

منقول کلام

حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
اصلاح الموعود

شاید آجائے فکر نہ دے دل آرب نے نقاب
آسمان پر کھل رہے ہیں آج سب مرفاں کے باب
اس شہرِ خواب کی تم کیوں چھوڑ بیٹھے ہر کتاب
چھوڑ کر دیں ماضی دنیا بھٹے ہیں شیخ و شاب
مبالغے جاتے ہیں یہ امن کیوں مبالغے بچا
ان کو دینا چاہتے ہیں ہر طرح کا یہ عذاب
اور ہی ہوتی ہے انکی عز و شان و آب و تاب
ساری دنیا سے بڑا لاؤن کا ہوتا ہے جواب
فک کے کبرے میں ہیں وہ پھینکتے مشک و گلاب
کام ہیں لاکھوں مگر ہے زندگی شل حجاب
سب جہاں بیزار ہو جائے جو بھوں میں عتاب
شاہ ہو کر آپ کیا ہیں گے فقیروں سے حساب
پانی بکھے تھے جسے وہ تھا حقیقت میں ہر آب

دوڑے جاتے ہیں بامید بقتا سنے باب
خافلو کیوں ہو رہے ہو ماضی چنگ و باب
نست ہو کیوں اس قدر اُفید کے اقوال پر
کیا ہوا کیوں عقل پران سب کے پتھر ہڑ گئے
پانے پیچھے چھوڑے جاتے ہیں یہ اک حسن میں
امر و المعروف کا بیڑا اٹھاتے ہیں جو لوگ
پر جو مولیٰ کی رضا کے واسطے کرتے ہیں کام
وہ شجر ہیں سنگباروں کو بھی جو دیتے ہیں پھل
لوگ ان کے لاکھ و کھن ہوں ہم سب کے دوست ہیں
یا الہی آپ ہی اب میری نصرت یہ کہئے
کیا بتاؤں کس قدر کمزوریوں میں جوں چننا
میں ہوں غالی ہاتھ مجھ کو یونسی جانے ویہ کئے
مٹھل بڑھتی گئی جتنا کیا دنیا سے پیار

رسالہ تشہید الازمان - ماہ فروری ۱۹۱۳ء





قادیانیت، انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے اور مرزا قادیانی کا انگریزوں کا ٹاؤٹ ہونا، ملکہ قیسرہ ہند کی خوشامد کرنا اور مسئلہ جہاد کی حرمت کی تبلیغ و تشریح کرنا ایک زندہ جاوید حقیقت ہے۔ قادیانی مذہب میں انگریزوں کی اطاعت جزو ایمان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فتنہ کی پرورش اور حفاظت، انگریز نے خود کی اور انہیں ہر طرح کی مراعات سے نوازا اور انہیں مسلمانوں کے غیظ و غضب سے بچایا۔ آج بھی اس مذہب کے ماننے والوں کی ہمدردیاں یہود و نصاریٰ کے ساتھ ہیں اور ان کی ہمدردیاں قادیانیوں کے ساتھ ہیں اور دونوں کا مقصد اسلامی تعلیم اور یک جہتی کو تار تار کرنا ہے۔ آئیے مرزا قادیانی کی انگریز کی حمایت اور جہاد کی حرمت کے سلسلے میں ”خدمات“ کا جائزہ لیں۔



خاندانی خدمات

(1)

”میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گوزری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گر مین صاحب کی تاریخ ریسمان پنجاب میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر

سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے چشتیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چشتیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں، ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تموں کے گزر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔“

(کتاب البریہ ص 3، 4، 5 اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897ء مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 4، 5، 6 مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(2) ممانعت جہاد کی کتابیں

VIEW
PROOF

”پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں، ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لیے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت موثر تقریریں لکھیں۔ اور پھر میں نے قرن مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لیے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپیہ خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ کیا اس قدر بڑی کارروائی اور اس قدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لیے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز

کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں، کوئی نظیر ہے؟ اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں، میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں، ان کتابوں کے نام معہ ان کے نمبر صفحوں کے یہ ہیں، جن میں سرکار انگریزی کی خیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے۔

نمبر	نام کتاب	تاریخ طبع	نمبر صفحہ
1-	براہین احمدیہ حصہ سوم	1882ء	الف سے ب تک (شروع کتاب)
2-	براہین احمدیہ حصہ چہارم	1884ء	الف سے د تک ایضاً
3-	آریہ دھرم (نولس) دربارہ	22 ستمبر	57 سے 64 تک آخر کتاب
	توسیع دفعہ 298	1895ء	
4-	التماس شامل آریہ دھرم ایضاً	22 ستمبر 1895ء	1 سے 4 تک آخر کتاب
5-	درخواست شامل آریہ دھرم ایضاً	22 ستمبر 1895ء	69 سے 72 تک آخر کتاب
6-	خط دربارہ توسیع دفعہ 298	21 اکتوبر 1895ء	1 سے 8 تک
7-	آئینہ کمالات اسلام	فردری 1893ء	17 سے 20 تک اور
			511 سے 528 تک
8-	نور الحق حصہ اول (اعلان)	1311ھ	23 سے 54 تک
9-	شادۃ القرآن	22 ستمبر 1893ء	الف سے ع تک آخر کتاب
	(گورنمنٹ کی توجہ کے لائق)		
10-	نور الحق حصہ دوم	1311ھ	49 سے 50 تک
11-	سر الخلافہ	1312ھ	71 سے 73 تک
12-	اتمام الحجہ	1311ھ	25 سے 27 تک
13-	حیات البشرے	1311ھ	39 سے 42 تک
14-	تحفہ قیصریہ	25 مئی 1897ء	تمام کتاب
15-	ست پنچ	نومبر 1895ء	153 سے 154 تک اور ٹائٹل پیج

16- انجام آتھم جنوری 1897ء 283 سے 284 تک آخر کتاب

17- سراج منیر مئی 1897ء صفحہ 74

18- تحمیل تبلیغ مع شرائط بیعت جنوری 1889ء صفحہ 4 حاشیہ اور

صفحہ 6 شرط چہارم

19- اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ 27 فروری 1895ء تمام اشتہار یکطرفہ

اور عام اطلاع کیلئے

20- اشتہار دربارہ سفیر سلطان روم مئی 1897ء 1 سے 3 تک

21- اشتہار جلسہ احباب بر جشن جولائی بمقام قادیان 23 جون 1897ء 1 سے 4 تک

22- اشتہار جلسہ شکر یہ جشن جولائی 7 جون 1897ء تمام اشتہار یک ورق

حضرت قیصر و دام ظلما

23- اشتہار حلق بزرگ 25 جون 1897ء صفحہ 10

24- اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ 10 دسمبر 1894ء تمام اشتہار 1 سے 7 تک

مع ترجمہ انگریزی

(کتاب البریہ ص 5 تا 8 اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897ء مندرجہ روحانی خزائن جلد 13

ص 6 تا 9 مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

پچاس الماریاں

VIEW
PROOF

(3)

”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں انھیں کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مددی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“

(تریاق القلوب ص 27، 28، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 155، 156 از مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی نے تقریباً 90 کے قریب کتب تحریر کی ہیں۔ لیکن اس کا دعویٰ ہے کہ اس نے انگریز کی اطاعت اور ممانعت جہاد کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اس سے 50 الماریاں بھر سکتی ہیں۔ ہمارا دنیا کے تمام قادیانیوں کو چیلنج ہے کہ وہ ہمیں مرزا قادیانی کی پچاس الماریوں پر مشتمل کتابوں کی فہرست فراہم کریں، ہم انہیں منہ بولا انعام دیں گے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قیامت تک کوئی قادیانی ہمارا یہ چیلنج قبول کرنے کی جرات نہ کر سکے گا۔ مرزا قادیانی کے اس جھوٹ کو ثابت کرنا کسی قادیانی کے بس میں نہیں۔ قادیانیوں کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے!

(4) سکون، نہ مکہ میں نہ مدینہ میں

VIEW
PROOF

”میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن کہ معظم میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں۔ اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔“

(تریاق القلوب ص 28، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 156 از مرزا قادیانی)

(5) خدا کا شکر

VIEW
PROOF

”ہم دنیا میں فروتنی کے ساتھ زندگی بسر کرنے آئے اور بنی نوع کی ہمدردی اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی جس کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ ہمارا اصول ہے۔ ہم ہرگز کسی مفید اور نقص امن کو پسند نہیں کرتے اور اپنی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت میں مدد کرنے کے لیے طیار ہیں۔“

اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا ہے۔“

(کتاب البریہ ص 17 اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897ء مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 18 مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(6) مرزا کے مریدوں کی خصوصیت

”میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرتا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 19 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(7) خود کاشتہ پودا

”سرکار دو تہمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 21 از مرزا غلام احمد قادیانی)

انگریزی سلطنت ایک رحمت

(8)

”سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لیے ایک رحمت ہے، تمہارے لیے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے سپر کی قدر کرو۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 584 از مرزا غلام احمد قادیانی)

حرامی اور بدکار آدمی

(9)

”بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں۔ کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے، یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔“

(شہادت القرآن ص 84۔ مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 380 از مرزا قادیانی)

اسلام کے دو حصے

(10)

”سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔“

(شہادت القرآن ص 84۔ مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 380 از مرزا قادیانی)

(11) دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ

VIEW
PROOF

”اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتل
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد“

(تحفہ گوٹوویہ ضمیمہ ص 42- مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 77، 78 از مرزا قادیانی)

(12) بندوق کا جہاد

VIEW
PROOF

”جنگ سے مراد تلوار، بندوق کا جنگ نہیں۔ کیونکہ یہ تو سراسر نادانی اور
خلاف ہدایت قرآن ہے جو دین کے پھیلانے کے لیے جنگ کیا جائے، اس جگہ جنگ
سے ہماری مراد زبانی مباحثات ہیں جو نرمی اور انصاف اور معقولیت کی پابندی کے
ساتھ کئے جائیں۔ ورنہ ہم ان تمام مذہبی جنگوں کے سخت مخالف ہیں جو جہاد کے
طور پر تلوار سے کئے جاتے ہیں۔“

(تریاق القلوب ص 2- مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 130 از مرزا قادیانی)

(13) انگریز کا جاسوس

VIEW
PROOF

”چونکہ قرن مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لیے ایسے
نافع مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں
برائش انگیزا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے دلوں میں

رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فریضہ جمعہ سے منکر ہو کر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا یہ نقشہ اسی غرض کے لیے تجویز کیا گیا تاکہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے آدمی بہت ہی تھوڑے ہیں جو ایسے مفسدانہ عقیدہ کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے ہوں۔ لیکن چونکہ اس امتحان کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں۔ جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ اس لیے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹیکل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو، ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ جمعہ کی تعطیل کی تقریب پر ان لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے۔ وہ جمعہ کی فریضہ سے ضرور منکر ہو گا اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ درحقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں بآداب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم ص 227 از مرزا غلام احمد قادیانی)

VIEW
PROOF

مرزا، حرز سلطنت

(14)

”اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے؟ غرض میں گورنمنٹ کے لیے بنزلہ حرز سلطنت ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم ص 371 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(15) گورنمنٹ برطانیہ کے لیے پناہ اور تعویذ

”پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لیے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچاؤے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچاؤے اور تو ان میں ہو۔ پس اس گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثیل نہیں اور عنقریب یہ گورنمنٹ جان لے گی، اگر مردم شناسی کا اس میں مادہ ہے۔“

(نور الحق ص 33- مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 44، 45 از مرزا قادیانی)

(16) فرقہ احمدیہ

”اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لیے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم محمدؐ جلالی نام تھا۔ اور اس میں یہ مخفی دیکھ کوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے، جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدمہ مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جلالی نام تھا۔ جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔“

سو خدا نے ان دونوں ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا۔ اور ہر طرح سے صبر اور ٹھیکبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمدؐ کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ دیکھ کوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا۔ اور ایسا شخص ظاہر ہوگا۔

جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی۔ اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔“

(تربیۃ القلوب ص 399- مندرجہ روحانی خزائن نمبر 15 ص 527 از مرزا قادیانی)

(17) ٹی سی کی انتہا

VIEW
PROOF

”میں اس (اللہ تعالیٰ) کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی۔ جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں۔ کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضور ملکہ معظمہ میں زیادہ صدق اوقات ہونا نہیں چاہتا۔ اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں۔ کہ

اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لیے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔

آمین ثم آمین
المخلص

خاکسار: میرزا غلام احمدؒ از قادیان

(تحفہ قیصریہ ص 31، 32- مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 ص 283، 284 از مرزا

قادیانی)

ستارہ قیصرہ مرزا قادیانی کا ایک خط ہے جو اس نے ملکہ وکٹوریہ (دائی برطانیہ) کو تحریر کیا۔ دنیا میں ذیل سے ذیل تر خوشامدی بھی کسی شخص کی ایسے خوشامد نہیں کرے گا جو مرزا قادیانی نے ایک کافرہ عورت کی شان میں کی۔ اس کا ایک ایک لفظ قادیانیت کی ذلت و رسوائی پر خدائی مہر ہے۔ اس ستارہ قیصرہ کے صفحات کا عکس ہم نے دے دیا ہے۔ اسے پڑھ کر آپ اندازہ فرمائیں گے کہ کیا کوئی شریف آدمی کسی کی اتنی خوشامد کر سکتا ہے چہ جائیکہ نبی۔۔۔ (معاذ اللہ) اس کے تصور سے بھی ہماری روح کانپتی ہے۔ (ملاحظہ فرمائیں حوالہ نمبر 18 تا 31)



ایک ظلم عظیم ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرا غلام مُرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دوبارہ گورنری میں کرکس ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گرگین صاحب کی تاریخ ریسیان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۶ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سو سو اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدار کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیاں خوشنودی حکام اُن کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیاں جو مدت سے چھپ چکی ہیں اُن کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات

نقل مُراسلہ

(ولسن صاحب)

نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت و شگاہ مرزا غلام مرتضیٰ

رئیس قادیان حفظہ

علیہ شامشیر برادری خدمات و حقوق

خود و خاندان خود بلا غلط حضور پنجاب درآمد

مانوب میدانیہ کہ بلا شک شاد و خاندان شہانہ

ابتداءً دخل و حکومت سرکار انگریزی جان نثار

وفائیکش ثابت قدم ماندہ اید۔ و حقوق

شاد و اصل قابل قدر اند۔ بہر نیک تسلی

و تشفی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق و

Translation of Certificate of J.M. Wilson

To

Murza Ghulam Mustaza Khan

Chief of Qadian.

I have perused your application

reminding me of your and your

family's past services and rights

I am well aware that since

the introduction of the British

Govt. you and your family have

certainly remained devoted faith-

full and steady subjects & that

کے بعد میراٹھ بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تمہوں کے گند پر خسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے ٹرائی

خدمات شامخوہ و توجہ کردہ خواہد شد۔
باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جان نثار
سرکار انگریزی برآمد کردہ ایڈمنسٹریٹو
سرکار و بہبودی شامخوہ راستہ فقط
المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء مقام ہمدانہ

your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the British Govt. will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favourable opportunity offers itself.

You must continue to be faithful and devoted objects as in it lies the satisfaction of the Govt; and your welfare.

H-6-1849 Lahore.

نقل مراسلہ
دراپرٹ کث صاحب بہادر کشن لالہ
تہجد و شہادت و سنگاہ مرزا غلام مرتضیٰ
رئیس قادیان بجا فیت باشند۔

Translation of Mr. Robert Cast's
Certificate

To
Mirza Ghulam Murtaza Khan.

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور مہائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی اعداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

اذا تھا کہ بہت کم مفسدہ ہندوستان موقوفہ
۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی
و مدد دی سرکار دولتہ اور انگلشیہ در باب
لگا ہوا اشت سواران و بہر سانی اسپان
بخوبی بنصرہ ظہور ہوئی اور شروع مفسدہ
سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار یہے
اور باعث خوشنودی سرکار ہوا پسند
بجملہ دی اس خیر خواہی اور خیر گالی کے
خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے
آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب نشانہ چھٹی
صاحب چیف کیشنر بہار نمبری ۵۷۶
مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا
بانظہار خوشنودی سرکار و نیک نامی و
وفا داری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔
مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

Chief of Qadian.

As you rendered great help in enlisting sowars & supplying horses to Govt. in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning upto date and thereby gained the favour of Govt. a Khilat worth Rs 200/- is presented to you in recognition of good services, and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner as conveyed in his no. 576 of 10th August 50. This parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fidelity and repute.

برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور
بھروسہ کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں نہایت مؤثر تقریریں
لکھیں۔ اور پھر میں نے قرنِ مصلحت سمجھ کر اسی امرِ مخالفت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے
کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپیہ

نقل مراسلہ فنائن شل کشر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر
رئیس قادیان حفظہ -

آپ کا خط ۲۰ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ
حضور پنجاب میں گذر امرا غلام مرتضیٰ
صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم
کو بہت افسوس ہوا امرا غلام مرتضیٰ
سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور
وفادار رئیس تھا۔ ہم آپ کی خاندانی
ملاحظہ سے اسی طرح پر عورت کریں گے جس
طرح تمہارے باپ وفادار کی کی جاتی
تھی ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے
خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہ گیا۔
المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء الراقم سربراہ
ایکٹر جن صاحب بہادر فنائن شل کشر پنجاب

Translation of sir Robert Egerton
Financial Commr; Murasla

dp 29 June 1876

My dear friend Ghulam Qadir
I have perused your letter of the
2nd instant & deeply regret the
death of your father Mirza Ghulam
Mustiza who was great well wisher
and faithful chief of Govt.

In consideration of your family
services I will esteem you with the
same respect as that bestowed on
your loyal father. I will keep in
mind the restoration & welfare of
your family when a favourable
opportunity occurs.

خرید ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شایع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ کیا اس قدر بڑی کارروائی اور اس قدر دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظر ہے؟ اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شایع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں ان کتابوں کے نام مع ان کے نمبر صفحات کے یہ ہیں جن میں سرکار انگریزی کی خیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے۔

نمبر	نام کتاب	تاریخ طبع	نمبر صفحہ
۱	برابین احمدیہ حصہ سوم	۱۸۸۲ء	الف سے ب تک (شرح کتاب)
۲	برابین احمدیہ حصہ چہارم	۱۸۸۴ء	الف سے د تک ایضاً
۳	آریہ دھرم (نوٹس) دوبارہ ترمیم و ترمیم ۲۹	۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء	۵۷ سے ۶۴ تک آخر کتاب
۴	اتمس شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء	۱ سے ۴ تک آخر کتاب
۵	درخواست شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء	۶۹ سے ۷۲ تک آخر کتاب
۶	خط دربارہ توسیع دفعہ ۲۹۸	۲۱ اکتوبر ۱۸۹۵ء	۱ سے ۸ تک
۷	آئینہ کمالات اسلام	فروری ۱۸۹۳ء	۱۷ سے ۲۰ تک اور ۵۱۱ سے ۵۲۸ تک
۸	نور الحق حصہ اول (اعلان)	۱۳۱۱ھ	۲۳ سے ۵ تک

۹	شہادۃ القرآن (گورنمنٹ کی توہ کے وقت)	۲۷ ستمبر ۱۸۹۳ء	الف سے ج تک آخر کتاب
۱۰	نور الحق حصہ دوم	۱۳۱۱ھ	۴۹ سے ۵۰ تک
۱۱	سراخلافہ	۱۳۱۲ھ	۷۱ سے ۷۲ تک
۱۲	اقسام الحجہ	۱۳۱۱ھ	۲۵ سے ۲۷ تک
۱۳	حکامۃ البشریٰ	۱۳۱۱ھ	۳۹ سے ۴۲ تک
۱۴	تحفہ قصیرۃ	۲۵ مئی ۱۸۹۷ء	تمام کتاب
۱۵	ست بچن	نومبر ۱۸۹۵ء	۱۵۳ سے ۱۵۴ تک اور ٹائٹل پیج
۱۶	انجام آقہم	جنوری ۱۸۹۷ء	۲۸۲ سے ۲۸۳ تک آخر کتاب
۱۷	سراج منیر	۱۸۹۷ء	صفحہ ۷۴
۱۸	مکمل تبلیغ مع شرائط بیعت	۱۲ جنوری ۱۸۹۹ء	صفحہ ۷۴ حاشیہ اور صفحہ ۶ شرط چہارم
۱۹	اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عام الملاء کیلئے	۲۷ فروری ۱۸۹۵ء	تمام اشتہار یک طرفہ
۲۰	اشتہار دوبارہ سفیر سلطان روم	۲۴ مئی ۱۸۹۷ء	۱ سے ۲ تک
۲۱	اشتہار حلیہ احباب پر جشن جو ملی بقیام قادیان	۲۳ جون ۱۸۹۷ء	۱ سے ۲ تک
۲۲	اشتہار جلوس شکر پر جشن جو ملی حضرت قیصر و اہل خانہ	۷ جون ۱۸۹۷ء	تمام اشتہار یک ورق
۲۳	اشتہار متعلق بزرگ	۲۵ جون ۱۸۹۷ء	صفحہ ۱۰
۲۴	اشتہار کائنات کو جو گورنمنٹ موٹر جہاز کی غرض سے	۱۰ دسمبر ۱۸۹۲ء	تمام اشتہار اسے ۷ تک

اور حال میں جب حسین کامی سفیر روم قادیان میں میری ملاقات کے لئے آیا اور اُس نے مجھے اپنی گورنمنٹ کے اغراض سے مخالفت پاکر ایک سخت مخالفت ظاہر کی وہ تمام حال بھی میں نے اپنے اشتہار مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کر دیا ہے وہی اشتہار تھا جس کی وجہ سے بعض مسلمان اڈیٹروں نے بُری مخالفت ظاہر کی اور بڑے جوش میں اگر مجھ کو

ہمارا کوئی الہام پیش کرنا چاہیے۔ اجتہادی غلطی نبیوں اور رسولوں سے بھی ہو جاتی ہے۔
 جسپر وہ قائم نہیں رکھے جاتے۔ ذرہ صحیح بخاری کو کھولو اور حدیث ذہب دہلی کو غور
 سے پڑھو۔ ایسا اعتراض کرتا جو دوسرے پاک نبیوں پر بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی
 وہی اعتراض آئے مسلمانوں اور نیک آدمیوں کا کام نہیں ہے بلکہ لعنتیوں اور شیطانوں
 کا کام ہے۔ اگر دل میں فساد نہیں تو قوم کا تفرقہ دُور کرنے کے لئے ایک جلسہ کرو۔ اور
 مجلس عام میں میرے پر اعتراض کرو کہ فلاں پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ پھر اگر حاضرین نے قسم کھا کر
 کہہ دیا کہ فی الواقع جھوٹی نکلی اور میرے جواب کو سنکر مدلل بیان اور شرعی دلائل سے رتہ
 کر دیا تو اسی وقت میں تو ہکرونگ۔ ورنہ چاہیے کہ سب توبہ کر کے اس جماعت میں داخل
 ہو جائیں اور وردنکی اور بدن بانی چھوڑ دیں۔

۱۵

اتنے مسلمانوں کی ذریت! میں نے آپ لوگوں کا کیا گناہ کیا ہے کہ آپ لوگ انواع
 اقسام کے منصوبوں سے میری ایذا کے درپے ہو گئے تم میں سے جو مولوی ہیں وہ ہر وقت یہی
 وعظ کرتے ہیں کہ شیخ کافر بیدین و قبال ہے اور انگریزوں کی سلطنت کی حد سے زیادہ
 تعریف کرتا ہے اور رومی سلطنت کا مخالف ہے۔ اور تم میں سے جو ملازمیت پیشہ ہیں وہ
 اس کوشش میں ہیں کہ مجھے اس محسن سلطنت کا باغی ٹھہرا دیں۔ میں سُنتا ہوں کہ ہمیشہ خلافت
 واقعہ خیر میری نسبت پہنچانے کے لئے ہر طرف سے کوشش کی جاتی ہے حالانکہ آپ
 لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ میں باغیاز طریق کا آدمی نہیں ہوں۔ میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت
 انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی طاقت کے
 بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں لکھی
 کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابیں لکھی کہ تمام ممالک عرب اور
 مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس
 سلطنت کے بچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی بخنی اور مسیح بخنی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے

بوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے معدوم ہو جائیں پھر کوئی ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بغواء ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مرید دل میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کر دوں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن کہ مغفرت میں مل سکتا ہے نہ مرید میں۔ اور سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بد خیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں انکو سخت نادان اور بد قسمت ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کو گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کہہ دو۔ گالیاں نکالو۔ یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے بخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتر سے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک اُن کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ غنی مہدی اور غنی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اس مقبولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں۔ کیا جبر کرنا اہد زور اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیچودہ الزام دین اسلام پر مت لگادو کہ اس نے جہاد کا سکوا ہے اور دوستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اس کی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

امن پسند اور اول درجہ کے خیر خواہ سرکار انگریزی ہیں۔ اور باایں ہم معززا اور شریف ہیں۔ اور بعض نادانوں کا یہ خیال کہ گویا میں نے اخرا کے طور پر الہام کا دعویٰ کیا ہے غلط ہے بلکہ درحقیقت یہ کام اُس قادر خدا کا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور اس جہان کو بنایا ہے جس زمانہ میں لوگوں کا ایمان خدا پر کم ہو جاتا ہے اُس وقت میرے جیسا ایک انسان پیدا کیا جاتا ہے اور خدا اس کے ہم کلام ہوتا ہے اور اُس کے ذریعے اپنے عجائب کام دکھاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ خدا ہے۔ میں عام اطلاق دیتا ہوں کہ کوئی انسان خواہ ایشیائی ہو خواہ یورپین اگر میری صحبت میں رہے تو وہ ضرور کچھ عرصہ کے بعد میری ان باتوں کی سچائی معلوم کرے گا۔

یاد رہے کہ یہ باتیں حفظ امن کے مخالف نہیں۔ ہم دنیا میں فروتنی کے ساتھ زندگی بسر کرنے آئے ہیں اور اپنی نوع کی ہمد دی اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی جس کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ ہمارا اصول ہے۔ ہم ہرگز کسی مفسدہ اور نقص امن کو پسند نہیں کرتے اور اپنی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت میں مدد کرنے کے لئے طیارہ ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا ہے۔ فقط الموم ۲۰ ستمبر ۱۸۵۴ء

المشہد
میرزا غلام احمد از قادیان

اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح بار بار اُن کو تائیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے شہر خواہ اور طبع، ایمیں اور تمام بنی نوع کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی سے پیش آئیں یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے ہندی ہاشمی قرشی نوئی کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دے گا لیکن ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرو موضوعات جانتا ہوں۔ ہاں میں اپنے نفس کے لئے اس مسیح موعود کا ادعا کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح غربت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بیزار ہوگا اور نرمی اور صلحکاری اور امن کے ساتھ قوموں کو اس پتہ ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھائے گا جو اکثر قوموں سے چھپ گیا ہے۔ میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں۔ اور میں یقین لکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مُرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور ہندی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ میں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بٹے اصول پانچ ہیں اول یہ کہ خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لاعلاجی اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق سعادت سے پاک سمجھنا۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانے والا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا۔ تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات خائیا اور جہاد اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لئے قلعی طور پر حرام اور ممنوع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند کو صریح غلطی پر قرار دینا۔ چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ مجسمہ کی نسبت جس کے ہم زیر سایہ ہیں یعنی گورنمنٹ انگلشیہ کو فی مفسدانہ خیالات دل میں نہ دانا اور خلوص دل سے اس کی ۱۔ اور جہاد کے برخلاف نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزاروں تدبیریں تعلیم کی ہے اور کہہ رہے ہیں جس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔ منہ

صدقہ دل اور اخلاص اور جوش و فدا داری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں
عنایت خاص کا مستحق ہوں۔ لیکن یہ سب اور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر باخصل
ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بداندیش جو
بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں
کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ امور گورنمنٹ کے
معزز حکام تک پہنچاتے ہیں۔ اس لئے اندیشہ ہے کہ ان کی ہر روز کی مغربیہ کارروائیوں سے
گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشانیوں پر چاس سالہ میرے والد
مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری شخصیات
اور سرسپل گورن کی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو غیر
اشادہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں سب کی سب ضایع اور برباد نہ جائیں اور خدا نعمت
سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تذکرہ خاطر اپنے دل
میں پیدا کرے۔ اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا منہ بند کیا جائے کہ جو اس
ذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور کسی ذاتی غرض کے سبب سے کجگوئی منجبری پر کمر بستہ
ہو جاتے ہیں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار و ولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو بچاؤ
پس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار بھاننسا خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت
گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی شخصیات میں یہ گواہی دی ہے
کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پختہ خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کاشتمہ پودہ کی
نسبت نہایت خرم اور امتیاز اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ
فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری
جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار
انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرقی نہیں کیا اور نہ اب

اور ہم یقیناً سمجھ لو کہ خدا قتل نے سلطنت انگریزی تہاری بھلائی کے لئے ہی اس ملک میں قائم کی ہے اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں ہی نالود کرے گی۔ یہ مسلمان لوگ جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں تم ان کے علماء کے فتوے سن چکے ہو یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو اور ان کی آنکھ میں ایک گٹا بھی دم کے وقت ہے مگر تم نہیں ہو۔ تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ملک اسلامیہ کے فتوے تہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل ہو اور تمہیں قتل کرنا اور تمہارا مال لوٹ لینا اور تہاری بیویوں پر جبر کر کے اپنے نکاح میں لے آنا اور تہاری میت کی تدفین کرنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا نہ صرف جائز بلکہ بڑا ثواب کا کام ہے سو یہی انگیز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں تو تمہیں ان غوغوارہ فتنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سو انگریزی سلطنت تہارے لئے ایک رحمت ہے، تہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تہاری وہ بہرہ ہے۔ پس تم دل و جان سے اس بہرہ کی قدر کرو اور تہارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزار بار ورجہ ان سے انگریز بہتر ہیں کیونکہ وہ تمہیں واجب القتل نہیں سمجھتے، وہ تمہیں بے عزت کرنا نہیں چاہتے۔ کچھ بہت دن نہیں گزرے کہ ایک پادری نے پاکستان وٹکس کی عدالت میں میرے پر اقدام قتل کا مقدمہ کیا تھا۔ اس دانشمند اور منصف مزاج ڈپٹی کمشنر نے معلوم کر لیا کہ وہ مقدمہ سراسر جھوٹا اور بناوٹی ہے اس لئے مجھے عزت کے ساتھ بری کیا بلکہ مجھے اجازت دی کہ اگر چاہو تو جھوٹا مقدمہ بنانے والوں پر سزا دلوانے کے لئے ناش کر دو۔ سو اس نمونہ سے ظاہر ہے کہ انگریز کس انصاف اور عدل کے ساتھ ہم سے پیش آتے ہیں۔ اور یاد رکھو کہ (موجودہ) اسلام میں جو تہاد کا مسئلہ ہے میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا اور کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ جس دین کی تعلیم ملودہ ہے، جس دین کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے خدا نے معجزات دکھائے اور کھلا رہا ہے، ایسے دین کو جہاد کی کیا ضرورت ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ظالم لوگ اسلام پر تلوار کے ساتھ حملہ کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ اسلام کو تلوار کے

میں تو دلوں کو اندر ہی اندر رویدی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سو ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات کیے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارا ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہو سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شتر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہو جیسا کہ اُس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شتر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدا نے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سو وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہو بعض احق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال انکا نہایت حماقت کا ہو کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو یہ مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہو کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس ظالموں کے ہاتھ سو اپنے سایہ میں ہیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مُحَمَّدًا وَنَعَلَيْهِ عَلَيَّ رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

دینی جہاد کی ممانعت کا فتوے مسیح موعود کی طرف سے

MORE

دیں کیلئے عوام ہے اب جنگ اور قتل
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے

نوٹ:- (ایک زبردست الہام اور کشف) آج دو جون ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر
دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غموں کے ساتھ ایک درق جو نہایت مفید تھا دکھایا گیا۔ اسکی آخری سطر
یہ لکھا تھا اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام
باقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا کہ قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے۔
اس کے بعد مجھے سمجھنے لگے کہ فقیر کی کچھ ایسے زبردست نشانیں ظاہر ہو جائیں گے جس سے
کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے الزام میں پھنس جائیں گے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ
نہ ملے گی۔ باتیں نہیں رہیں گی۔ یہ پیش گوئی ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔
اس کے بعد ۲ جون ۱۹۰۰ء کو وقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا کہ کافر جو کہتے تھے وہ نکونار
ہو گئے۔ جتنے تھے سب ہی گرفتار ہو گئے۔ یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی رحمت ایسی پوری ہو
گئی کہ ان کیلئے کوئی غم کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ فقیر کی ایسا پورا گا اور کوئی ایسی
چلتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائیگی کہ فیصلہ کر دے گی۔ نہ

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو! نبی کی حدیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یہ ضد الحرب کی خبر
فرا چکا ہے سید کوین مصطفیٰ
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لے گا
پہلیں لے لیک گھاٹ پہ شیرازہ گو سپند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جلے گا
اک مجروحہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
انقصہ یہی سچ کے آنے کا ہے نشان
ظاہر ہیں خود نشان کہ نہاں وہ نہاں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی
وہ دد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی
حق مانگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
دنیا و دین میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
وہ انس و شوق و دہجد وہ طاعت نہیں رہی
ہر وقت جھوٹ۔ سچ کی تو عادت نہیں رہی

منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
یعنی مسیح جگوں کا کر دے گا التوا
جگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر ٹھانے گا
کیسے گئے تھے مانپوں سے بے خوف و بے گزند
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
وہ کافروں سے سنت ہزیمت اٹھائے گا
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
کر دے گا ختم آ کے وہ دیں کی لڑائیاں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و توان نہیں
وہ سلطنت وہ رعبہ وہ شوکت نہیں رہی
وہ عزیمت مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی
وہ نور اللہ وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
خلق خدا پر شفقت و رحمت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی
کسل آگیا ہے دل میں جلاوت نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پر سلطنت نہیں رہی
ظلمت کی کچھ بھی حد نہایت نہیں رہی
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

۱۸
مجموعہ اشہادات
حضرت مسیح موعود علیہ السلام
جلد دوم

از ۱۸۹۳ء تا ۱۸۹۷ء

النسخۃ
الشکر لئلا اسلامیت ربوہ

(۱۴۵)

قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار تجویز میں جمعہ

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لئے ایسے ناظم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جہالت میں درج کئے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے دلوں میں رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فرضیت جمعہ سے منکر ہو کر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا یہ نقشہ اسی غرض کے لئے تجویز کیا گیا کہ اس میں ان ناخوش شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے آدمی بہت ہی قحطی ہیں جو ایسے مفسدانہ عقیدہ کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے ہوں۔ لیکن چونکہ اس امتحان کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں۔ جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پوشیل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہان تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ جمعہ کی تعطیل کی تقریب پر ان لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے، وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہوگا اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ درحقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں بادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پوشیل لازکی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی لاز کی طرح اپنے کسی

نے مجھ پر تکفیر کا فتنہ برپا کیا (۳) تیسری پیشگوئی اس چمکدار نشان کی نسبت جو لیکھرام کی موت سے وقوع میں آیا۔ اور اس کے فتنہ کا ذکر۔ یہ تینوں پیشگوئیاں تین فتنوں کے ساتھ سترہ برس پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ پس اب سوچنا چاہیے کہ کس انسان کو یہ طاقت ہے کہ ان واقعات کی اُس زمانہ میں خبر دے سکتا جبکہ اللہ واقعات کا نام و نشان نہ دیتا۔ مثلاً اسی قتل لیکھرام کی پیشگوئی کو غور سے دیکھنا چاہیے۔ کیا بحر عالم الغیب خدا کے کسی کی قدرت میں ہے کہ ایسی پیشگوئی کرے جس کی ميعاد چھ سال تک محدود کر دی گئی اور ساتھ اس کے حملہ کے دن کی بھی تعیین کر دی گئی اور وہ تاریخ بھی بتلائی گئی جس تاریخ میں یہ واقعہ ظہور میں آیا۔ یعنی دوسری شوال جو ۱۲ مارچ ۱۸۹۶ء ہوتی ہے اور موت کا دن مقرر کر دیا گیا۔ یعنی یہ کہ اس کی وفات کا دن یکشنبہ رات کا وقت ہوگا۔ اور عربی الہام میں بعض جگہ صرف چھ کا لفظ بھی ہے۔ وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی موت سے چھ کے عدد کو خاص تعلق ہے۔ یعنی یہ کہ وہ چھ برس کے اندر فوت ہوگا اور ۱۲ مارچ ۱۸۹۶ء کے دن میں اور ۱۲ بجے میں بعد دوپہر کے حملہ ہوگا۔ غرض تینوں صورتوں میں برابر چھ کا تعلق ہے پس کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں کہ وہ سترہ برس پہلے یعنی اُس وقت کہ جبکہ لیکھرام بارہ تیرہ برس کی عمر کا ہو گا یہ خبر دے دی۔ بلکہ یہ اس خدا کا کام ہے جو زمین و آسمان کو بنانے والا اور عالم الغیب اور تمام مخلوقات پر تصرف کرنے والا تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ اُدھر خدا کا منہ ہے۔

اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فضل ہو سکتا ہے؟

غرض میں گورنمنٹ کے لئے بمنزلہ حوزہ سلطنت ہوں۔ منہ

بعض العلماء و کفر و فی الجہلاء فما بالیتم بعد تفہم الحق و انکشاف
بعض علماء کے غضبناک ہونے کا موجب ہوئیں اور جہالت کے مجھے کافر ٹھہرایا سو میں نے حق کے سمجھنے کے بعد اور ہر حق
طریق الاہتد اور آیت ان هذا هو الحق فبینتما ولو کان قومی کا رہیں
کا رستہ کھینچنے کے پیچھے انکی کچھ بھی پروا نہ کی اور میں نے دیکھا کہ یہی حق ہو سو میں نے بیان کر دیا اگر میری قوم کی
فاذا اثبت خلوصی الی هذا المقدار و برہنت علیہ بقدر کاف اولی الی ایضا
کر لادہی۔ پس جبکہ میرا خلوص اس گزشتہ اس قدر ثابت تھا اور میں اس قدر دلائل کو اس کو ثابت کر دیا مگر دانشور
فمن یظن ظن السوء فی امر بعد الا الذی خبت عنہ کالتجارب و تدب
کئے گئے کانی ہیں پس جو شخص اس کے بعد میرے پر بدگمانی کرے ایسا آدمی بجز ناپاک فطرت اور بجز ایسے شخص کے جسکی عادت میں
بالشر و اللدغ والا بر و سیر الا شر او و ترک سیر الصالحین۔

میش زنی اور شرارت داخل ہو اور کن ہو و حقیقت یہ اسی کا کام ہو جو شرارت کو پسند کرتا اور نیکی یعنی کی راہ کو چھوڑ دیتا۔
وما کان تألیفی فی العربیۃ الا مثل هذه الاغراض العظيمة ولم
اور میرا عربی کتابوں کا تألیف کرنا تو انہیں عظیم الشان غرضوں کیلئے تھا اور میری کتابیں عرب کے لوگوں کو
یحمل تنساب العربیین کتبى حتى رثیت فیہم آثار التآثیر و جاء فی
برابر نہ درجہ پہنچتی رہیں یہاں تک کہ میں نے ان میں تاثیر کے نشان پائے اور بعض
بعض منهم و اسلنی بعض و بعضهم هجتوا و بعضهم صلحوا و
عرب میرے پاس آئے اور بعضوں نے خط و کتابت کی اور بعضوں نے بدگوئی کی اور بعض صلاحیت پر آگئے
و افقوا کالمستور شدین۔

اور موافق ہو گئے جیسا کہ حق کے طالبوں کا کام ہو۔

و انی صرفت زماناً طویلاً فی هذه الامدادات حتی مضت علی
اور میں نے ان امدادوں میں ایک زمانہ طویل صرف کر لیا۔ یہاں تک کہ عیارہ برس
احد عشر سنة فی شغل الاشاعات و ما کنت من القاصرین۔ فی
انہی اشاعتوں میں گزر گئے اور میں نے کچھ کوتاہی نہیں کی۔ پس میں

اَنْ اِدْعِي التَّغَرُّدَ فِي هَذِهِ الْمَحْدَمَاتِ وَلِي اِنْ اَقُولُ اَنْتَ وَحِيدٌ فِي هَذِهِ
یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ہی خدمات میں بیٹھا ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ان

۲۲

التَّائِيدَاتِ وَلِي اِنْ اَقُولُ اَنْتَ حَرَزْلُهَا وَحَصْنٌ حَافِظٌ مِنَ الْاَقَاتِ وَ
تائیدات میں بیٹھا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس کو گزند سے بچاؤں اور ایک تحریک کے ہوں اور بطور ایک پناہ
بشر فی رجبی وَقَالَ مَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ فَلَيْسَ لِلدَّوْلَةِ نَظَرِي
کے ہیں جو آفتوں سے بچائے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کرے گا تو ان میں ہر ایک
وَمَثِيلٌ فِي نَصْرِي وَعَوْنِي وَسَتَعْلَمُ الدَّوْلَةُ اِنْ كَانَتْ مِنَ الْمُتَوَسِّتِينَ۔
گورنٹ کی غیر خواہی اور دوسری کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثل نہیں اور عنقریب یہ گورنٹ جان لیگی اور دوسرا شخص کا میں ہوں۔

وَأَمَّا الَّذِينَ دَخَلُوا فِي الْمِلَّةِ النَّصْرَانِيَّةِ تَارِكِينَ دِينَ الْإِسْلَامِ وَ
مُکرمہ لوگ جو عیسائی دین میں داخل ہوئے اور دین اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیا یا سوہم ان کو

بَاعِدِينَ عَنْ ظِلِّ خَيْرِ الْإِسْلَامِ فَمَا نَجِدُهُمْ قَائِمِينَ لِحُدُودِ الدَّوْلَةِ وَالْمُخْلِصِينَ
ایسے نہیں دیکھتے کہ سرکار انگریزی کی کچھ خدمت کرتے ہوں یا مخلص ہوں بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ وہ
لِهَذِهِ الْحَضْرَةِ بِلْ نَجِدُهُمْ مَدَاهِنِينَ صَافِقِينَ۔ وَمَا دَخَلُوا الْكَثَرُ فِي دِينِهِمْ
دراہنہ اور نفاق سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور اکثر لوگ دین عیسائی میں محض اسی لئے داخل ہوئے ہیں تاہی

أَلَا يَسْتَطِيعُوا الْوَجْعَ الْجَوْعَ وَيَفْعَمُوا كَأْسَ الْوَلُوعِ فَسَيَنْتَشِرُونَ ذَاتَ
درد و گرسنگی کا علاج کریں اور اپنے حوص کے پیالوں کو لبالب بھر دیں سو کس صہم یہ لوگ تشر بستر

بِكُرَّةٍ إِذَا سَرَعُوا أَنْهُمْ أَخْرَجُوا مِنْ رَوْضِ الرِّتُوعِ وَيَعْجَبُونَ النَّاسَ
ہو جائیں گے۔ جب دیکھیں گے چراگاہ سے نکالے گئے اور لوگوں کو اپنے بدلہ پرنے

مِنْ وَشَكِ الرُّجُوعِ وَنَحْنُ نَرَاهُمْ مَذْأَعَامٍ مَنَاجِينَ لِلْإِخْفَارِ كُلَّ شَامٍ وَلَا
تعب میں ڈالیں گے اور ہم تو انکو کئی برسوں سے دیکھ رہے ہیں کہ وہ اپنا مذہب ہی قول و اقرار توڑنے کے تیار

نَجِدُ فِيهِمْ شَيْئًا مِنَ الْأَوْصَافِ الْأَعْتَقِ الضَّعْفِ وَالصَّغَارِ وَالْفِجَافِ
ہم ان میں بجز اسکے کوئی خوبی نہیں پاتے کہ وہ شراب اور خوش مزہ کھانوں کے جو پیالوں میں بھرے ہوئے ہوں

بہت کچھ عام مسلمانوں کی طرف سے یہ فرقہ ایذا بھی پار رہا ہے۔ لیکن چونکہ اہل عقل دیکھتے ہیں کہ خدا سے پوری صفائی اور اس کی مخلوق سے پوری ہمدردی اور حکام کی اطاعت میں پوری تیاری کی تعلیم اسی فرقہ میں دی جاتی ہے۔ اس لئے وہ لوگ طبعاً اس فرقہ کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ بہت کچھ مخالفوں کی طرف سے کوششیں بھی ہوئیں کہ اس فرقہ کو کسی طرح نابود کر دیں مگر وہ سب کوششیں ضائع ہو گئیں۔ کیونکہ جو کام خدا کے ہاتھ سے ہو اور آسمان سے ہو انسان اسکو ضائع نہیں کر سکتا۔ اور اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم محمد جلالی نام تھا۔ اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صد ہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جلالی نام تھا۔ جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔

سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا۔ اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کریگا۔ اور ایسا شخص ظاہر ہوگا۔ جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی۔ اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔

پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے۔ اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں۔ سو اسے دوستو

الہدیۃ المبارکہ

یعنی کتاب

تحفہ قرصیہ

بمقام قادیان

مطبع ضیاء الاسلام میں چھپا

۲۵ مئی ۱۸۹۷ء

۲۱ اور پھر دوسرا شکر یہ ہے کہ وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا۔ وہ جیسا کہ تمام نبیوں پر ظاہر ہوا۔ اور ابتداء سے زمین کو تاریکی میں پاکر روشن کرتا آیا ہر اُس نے اس زمانہ کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ جب دُنیا کو آسمانی روشنی سے دور پایا۔ تب اُس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک نئی معرفت سے منور کرے۔ اور نئے نشان دکھائے۔ اور زمین کو روشن کرے۔

سو اُس نے مجھے بھیجا

اور میں اُس کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جبکہ دی۔ جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اِس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند

۳۲ کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجہام پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجہام پذیر ہو سکتے اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضورِ مکہ معظمہ میں زیادہ مصلح اوقات ہونا نہیں چاہتا۔ اور اس دُعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں۔ کہ

اے قادر و حکیم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسکے ہم اس کے سایہِ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسکے ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لئے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔

امین ثم امین

المملکۃ

نہالکسار۔ میرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپورہ پنجاب

پبلشر مجتہد شہزاد شامت قادیان

رسالہ مبارکہ

ستارہ فیض

از تصنیف منیف

حضرت غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جسے

مینجربک ڈپو تالیف و اشاعت قلاویں پشور

نے شائع کیا

وزیر ہند پریس امرتسر میں با اتمام بحالی مبادرت گنجیہ پرنٹر چھپ

دسمبر ۱۹۲۷ء

بحضور عالی شان قیصر ہند ملکہ معظمہ

شہنشاہ ہندوستان و انگلستان

ادام اللہ اقبالہا

سب سے پہلے یہ دعا ہے کہ خدائے قادر مطلق اس ہماری عالیجاہ قیصر ہند کی عمر میں بہت بہت برکت بخشے۔ اور اقبال اور باد و جلال میں ترقی دے۔ اور عزیزوں اور فرزندوں کی عافیت سے آنکھ ٹھنڈی رکھے۔ اس کے بعد اس عرصہ کے لکھنے والا جس کا نام میرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان نام میں رہتا ہے۔ جو لاہور سے تھینا بغا صمد شتر میل مشرق اور شمال کے گوشہ میں واقع اور گورداسپورہ کے ضلع میں ہے۔ یہ عرض کرتا ہے۔ کہ اگرچہ اس ملک کے عوام تمام بہنے والوں کو بوجہ ان آراموں کے جو حضور قیصرہ ہند کے عدل عام اور رعایا پروری اور اُگستری کی حاصل ہو رہے ہیں۔ اور بوجہ ان تدابیر امن عامہ اور تجاویزِ آسائش جمیع طبقاتِ رعایا کے جو کروڑوں روپیہ کے خرچ اور بے انتہا فیاضی سے ظہور میں آئی ہیں جنابِ ملکہ معظمہ ادم اقبالہا سے بقدر اپنی فہم اور عقل اور شناخت احسانِ درجہ محبت اور دلی اطاعت ہے۔ اور بجز بعض قلیل الوجود افراد کے جو میں گمان کرتا ہوں کہ درپردہ کچھ ایسی جگہ ہیں۔ جو وحشیوں اور درندوں کی طرح بسر کرتے ہیں لیکن اس عاجز کو بوجہ اس معرفت اور علم کے جو اس گورنمنٹ عالیہ کے حقوق و نسبت مجھے حاصل ہے۔ جس میں اپنے رسالہ

تختہ قیصر یہ بین فاصلہ کچھ چکا ہوں وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش طاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے محروانوں کی نسبت حاصل ہے۔ جو ایسے الفاظ نہیں پایا۔ جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کر سکوں ایسی سچی محبت اور اخلاص کی طرح کبھی جشن شہت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک سالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کا نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تختہ قیصر یہ رکھ کر جناب مہرودہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا۔ اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائیگی۔ اور اسید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہو گا۔ اور اس اسید اور یقین کا موجب حضور قیصرہ ہند کے وہ اخلاق فاضلہ تھے۔ جن کی تمام ماکات مشرق میں حوم ہے۔ اور جو جناب ملکہ معظمہ کے وسیع ملک کی طرح وسعت اور کشادگی میں ایسے مشتمل ہیں۔ جو ان کی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا خیال محال ہو۔ مگر مجھے ہنایت تعجب ہے۔ کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میل کا شنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا۔ کہ وہ یہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصر یہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش ہوا۔ اور پھر اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث جس میں جناب ملکہ معظمہ سے ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرتعی اور علم کو کچھ خلل نہ ہو لہذا اس خن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں وہ بار مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصر یہ کی طرف جناب مہرودہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ مستطیری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ سول قیصرہ روانہ کرتا ہوں۔ اور میں حضور عالی حضرت جناب قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں یہ چند الفاظ بیان کرنے کے لئے جرات کرتا ہوں کہ میں پنجاب کے ایک محروان خاندان مغلیہ میں سے ہوں اور سکھوں کے زمانہ سے پہلے میرے بزرگ ایک خود مختار ریاست کے دالی تھے۔ اور میرے پردادا صاحب مرزا گل محمد اسفند دانا

مذہب اور عالی ہمت اور نیک مزاج اور ملک داری کی خوبیوں سے موصوف تھے۔ کہ جب
 دہلی کے چغتائی بادشاہوں کی سلطنت باعث نالیاقتی اور عیاشی اورستی اور کم ہمتی
 کمزور ہو گئے۔ تو بعض وزراء اس کوشش میں لگے تھے کہ مرزا صاحب موصوف کو جو تمام شہ
 بیدار مغزی اور رعایا پروری کے اپنے اندر رکھتے تھے۔ اور خاندان شاہی میں سے تھے
 دہلی کے تخت پر بٹھایا جائے لیکن چونکہ چغتائی سلاطین کی قسمت اور عمر کا پیالہ لبریز
 ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ تجویز عام منظوری میں نہ آئی۔ اور ہم پر سکوتوں کے عہد میں بہت سی
 سختیاں ہوئیں۔ اور ہمارے بزرگ تمام دیہات ریاست سے بے دخل کر دئے گئے اور
 ایک سلطنت بھی امن کی نہیں گذرتی تھی۔ اور انگریزی سلطنت کے قدم مبارک آگے
 آنے سے پہلے ہی ہماری تمام ریاست خاک میں مل چکی تھی اور صد ہا پانچ گاؤں باقی رہے
 اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرغنی مرحوم جنہوں نے سکون کے عہد میں
 بڑے بڑے خدمات دیکھے تھے۔ انگریزی سلطنت کے آنے کے ایسے منتظر تھے
 جیساکہ کوئی سخت پیاسا پانی کا منتظر ہوتا ہے۔ اور میر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس
 ملک پر دخل ہو گیا۔ تو وہ اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کی قائمی سے ایسے خوش ہوئے
 کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا۔ اور وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ بن
 نثار تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ایام غدر ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے مع سواران ہم
 پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دئے تھے۔ اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات
 کے لئے مستعد رہے۔ کہ اگر پھر بھی کسی دقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس
 گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اگر ۱۸۵۷ء کے غدر کا کچھ اور بھی طول ہوتا تو وہ سوارانک اور
 بھی مدد دینے کو تیار تھے۔ غرض اس طرح ان کی زندگی گذری۔ اور پھر ان کے انتقال کے
 بعد یہ عاجز دنیا کے مشغولوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور مجھ سے
 سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی۔ وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب

کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلادِ اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی تحسن جو۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے۔ اور دل سے اس دولت کا شکر گزارا اور دعا گو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو فارسی عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی جنوبی شائع کرویں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاطِ امپراطور مصر اور کابل و افغانستان کے متفرق شہروں میں جہانناک مکن تھا۔ اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے۔ جو نا فہم ملاؤں کی تعلیم سے اُن کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور نہیں آئی۔ کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اسکی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔ اہم میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک تارک ہوں اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرنا کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لڑے کے جلتے ہوئے تنور سے سجات پائی ہے۔ اس لڑے میں سب اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الہی اس مبارک قیصرہ ہند و ام ملک بھادو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما۔ اور اس کے اقبال کے دن بہت جلدی کرے۔

میں نے تحفہ قیصرہ میں جو حضور قیصرہ ہند کی خدمت میں بھیجا گیا۔ یہی حالات اور خدمات اور دعوات گذارش کئے تھے! اور میں اپنی جنابِ ملکہ معظمہ کے اخلاق و وسیعہ پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار ہوتا۔ اور اب بھی ہوں۔ میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ جیسے جیسے دعا گو کا وہ عاجز و ناتختہ جو بوم کمالِ اخلاص و خیرِ دل سے کھینچا گیا تھا اگر وہ حضورِ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و ام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا۔ تو اس کا جواب نہ آتا بلکہ

ضرور آتا ضرور آتا۔ اس لئے مجھے بوجہ اس یقین کے کہ جناب قیصرہ ہند کے پرہیزگار
 اخلاق پر کمال وثوق سے حاصل ہے اس یاد دہانی کے عریضہ کو لکھنا پڑا اور اس عریضہ
 کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا بلکہ میں نے دل سے یقین کا بھرا ہوا زور ڈال کر
 ہاتھوں کو اس پر ارادت خط کے لکھنے کے لئے چلایا ہے میں دعا کرتا ہوں کہ خیر اور عافیت
 اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں
 پہنچا دے۔ اور پھر جناب مددِ حق کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے
 اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے اپنی پاک فراست سے شناخت
 کر لیں۔ اور رعیت پروری کے روئے سے مجھے پر رحمت جواب سے سمجھن فرمادیں اور جس
 اپنی عالی شان جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کیلئے
 بھی مامور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال
 رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور
 دیگر ممالک میں قائم کیا ہے تاکہ زمین کو عدل اور امن سے بھرے۔ ایسا ہی اس نے آسمان
 سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ مبارک قیصرہ ہند کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے
 جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ فلاح اور رفع فساد اور تہذیب اخلاق اور وحشیانہ انالوں
 دور کرنا ہے اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور عیب سے اور آسمان سے کوئی ایسا رونا
 انتظام قائم کرے جو حضور ملکہ معظمہ کے دلی اغراض کو مدد دے۔ اور جس امن اور عافیت
 اور صلح کا دی کے باغ کو آپ لکھنا چاہتی ہیں آسمانی آبپاشی سے اس میں امداد فرمائیے۔
 سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو یسوع موعود کے آنے کی نسبت تھا آسمان
 مجھے بھی بلجہ تائیں اس مردِ خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصروہ میں
 پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں
 اس نے مجھے بے انتہاء برکتوں کے ساتھ چھوڑا اور اپنا مسیح بنایا تا وہ ملکہ معظمہ کے پاک

انراض کو خود آسمان سے مدد دے

اے قیصر و مبارک خدا تجھے سلامت رکھے۔ اور تیری عمر اور اقبال اور کامرانی سے ہمارے دلوں کو خوشی پہنچائے۔ اس وقت تیرے عہد سلطنت میں جو نیک نیتی کے نور سے بھرا ہوا ہے۔ مسیح موعود کا آنا خدا کی طرف سے یہ گواہی ہے کہ تمام سلاطین میں سے تیرا وجود امن پسندی اور حسن انتظام اور ہمدردی رعایا اور عدل اور داد گستری میں بڑھ کر ہے۔ مسلمان اور عیسائی دونوں فریق اس بات کو مانتے ہیں۔ کہ مسیح موعود آنے والا ہے۔ مگر اسی زمانہ اور عہد میں جبکہ بھیڑ با اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پینے اور سانپوں سے بچے کھینچیں گے۔ سوائے ملکہ مبارک معظمہ قیصرہ ہند وہ تیرا ہی عہد اور تیرا ہی زمانہ ہے۔ جس کی آنکھیں ہو دیکھیں اور جو قلعے خالی ہو۔ وہ سمجھ لے۔ اے ملکہ معظمہ یہ تیرا ہی عہد سلطنت ہے۔ جس نے درندوں اور غریب چرندوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ راستہ باز جو بچوں کی طرح ہیں۔ وہ شریر سانپوں کیساتھ کھیلتے ہیں۔ اور تیرے پر امن سایہ کے نیچے کچھ بھی ان کو خوف نہیں۔ اب تیرے عہد سلطنت کے زیادہ پراسن اور کونسا عہد سلطنت ہو گا جس میں مسیح موعود آئے گا۔ اے ملکہ معظمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں۔ جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے۔ جس سے آسمان زمین کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے۔ اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے۔ جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزون ہو سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا۔ اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے اے مبارک اور اقبال ملکہ زمان جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے۔ ان کتابوں میں مزید تیرے پراسن عہد کی طرف اشارہ پائے جاتے ہیں مگر ضرور تھا کہ اسی طرح مسیح موعود دنیا میں آتا۔ جیسا کہ ایلیا بنی یوحنا کے لباس میں آیا تھا یعنی یوحنا ہی اپنی خواہر طبیعت سے خدا کے نزدیک ایلیا بن گیا۔

سواں جگہ بھی ایسا ہی ہوا کہ ایک کو ترے بابرکت زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی خواہ
طبیعت دی گئی۔ اس لئے وہ مسیح کہلایا اور ضرور تھا کہ وہ آئندہ گھنڈا کے پاک دشتوں
کا نسا ممکن نہیں اے ملکہ معظمہ اے تمام رعایا کی فخریہ قدیم سے عادت اللہ ہے کہ جب
شاہ وقت نیک نیت اور رعایا کی بھلائی چاہنے والا ہو تو وہ جب اپنی طاقت کے موافق امن
عامہ اور نیکی پھیلانے کے انتظام کر چکتا ہے۔ اور رعیت کی اندرونی پاک تبدیلیوں کے لئے
اس کا دل درد مند ہوتا ہے۔ تو آسمان پر اس کی مدد کے لئے رحمت الہی جوش لیتی ہو
اس کی ہمت اور خوشائش کے مطابق کوئی رد مافی انسان زمین پر بھیجا جاتا ہے اور
اُس کامل ریفارمر کے وجود کو اس عادل بادشاہ کی نیک نیتی اور ہمت اور ہمدردی عالمہ
خلاق پیدا کرتی ہے۔ یہ تب ہوتا ہے کہ جب ایک عادل بادشاہ ایک نئی مینی منشی کی صورت
میں پیدا ہو کر اپنی کمال ہمت اور ہمدردی بنی نوع کے رُو سے طبعاً ایک آسمانی مینی کو
چاہتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ کیونکہ اُس وقت کا قیصر روم
ایک نیک نیت انسان تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ زمین پر ظلم ہو اور انسانوں کی بھلائی اور نجات
کا طالب تھا۔ تب آسمان کے خدا نے وہ روشنی بخشے والا چاند ناصرہ کی زمین سے چڑھایا
یعنی عیسیٰ مسیح۔ تا جیسا کہ ناصرہ کے لفظ کے معنی عبرانی میں طراوت اور تازگی اور سرسبز

ہے۔ یہی حالت انسانوں کے دلوں میں پیدا کرے سو کہ ہماری پیاری قیصرہ ہند خدا تجھے
دیر گاہ تک سلامت رکھو۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی سچی ہمدردی اس قیصرہ روم سے کم
نہیں ہے۔ بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں۔ کہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ تیری نظر کے نیچے
جس قدر غریب رعایا ہے جس کی تو اے سخطہ قیصرہ ہمدردی کرنا چاہتی ہے۔ اور جس طرح تو ہر
ایک پہلو سے اپنی عاجز رعیت کی خیر خواہ ہے۔ اور جس طرح تو نے اپنی خیر خواہی اور
رعیت پروری کے نونے دکھائے ہیں۔ یہ کلمات اور برکات گذشتہ قیصروں میں سے
کسی میں بھی نہیں پائے جاتے۔ اس لئے تیرے ہاتھ کے کام جو سراسر نیکی اور فیاضی

رنگین ہیں۔ سب سے زیادہ اس بات کو چاہتے ہیں کہ جس طرح تو اسے ملکہ معظمہ اپنی تمام
 رعیت کی نجات اور بھلائی اور آرام کے لئے دردمند ہے۔ اور رعیت پروری کی تربیت
 میں مشغول ہے۔ اسی طرح خدا بھی آسمان سے تیرا ہاتھ بنائے۔ سو یہ مسیح موعود جو دنیا
 میں آیا۔ تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے
 خدا نے تیرے عہد سلطنت میں دنیا کے دردمندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا
 اور وہ تیرے ہی ملک میں ادیر ہی حدود میں پیدا ہوا۔ دنیا کے لئے یہ ایک گواہی ہو
 کہ تیری زمین کے سلسلہ عدل نے آسمان کے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا اور تیری رحم
 کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ بپا کیا اور چونکہ اس مسیح کا پیدا ہونا حق اور بھلا
 کی تفریق کے لئے دنیا پر ایک آخری حکم ہے جس کے دوسرے مسیح موعود کو حکم بھلانا ہی اس
 ناصرہ کی طرح جس میں تازگی اور سرسبزی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا اس مسیح کے گاؤں
 کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا گیا۔ تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اس آخری حکم کی
 طرف اشارہ ہو جس سے برکات دیدوں کو دہائی فضل کی بشارت ملتی ہے۔ اور تا مسیح موعود
 کا نام جو حکم ہے اس کی طرف بھی ایک لطیف ایما ہو۔ اور اسلام پور قاضی ماجھی اس
 وقت اس گاؤں کا نام رکھا گیا تھا۔ جبکہ بابر بادشاہ کے عہد میں اس ملک ماجھی کا
 ایک بڑا علاقہ حکومت کے طور پر میرے بزرگوں کو ملا تھا اور پھر رفتہ رفتہ یہ حکومت خود
 مختار ریاست بن گئی۔ اور پھر کثرت استعمال سے قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا اور پھر
 بھی تغیر پا کر قادیاں ہو گیا۔ غرض ناصرہ اور اسلام پور قاضی کا لفظ ایک نئے
 پر معنی نام ہیں۔ جو ایک ان میں سے روحانی سرسبزی پر دلالت کرتا ہے۔ اور دوسرا
 روحانی فیصلہ پر جو مسیح موعود کا کام ہے۔ اور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند خدا نفعی اقبال اور
 خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے
 خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی گواہی

کو فرشتے صاف کہے ہیں۔ تیرے عدل کے لطیف بہارات بادلوں کی طرح اٹھ رہے ہیں
 تا تمام ملک کو رشک بہار بنا دیں۔ شریر ہے وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر
 نہیں کرتا۔ اور بذاتِ خود۔ وہ نفس جو تیرے احساؤں کا شکر گزار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ
 تحقیق شدہ ہے۔ کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے ضرور کہیں کہ میں اپنی
 زبان کی لغظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ کے دلی محبت رکھتا ہوں۔ اور میرے
 دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لئے
 اب رواں کی طرح جاری ہیں۔ اور ہم نہ سیاست قہری کے نیچے ہو کہ آپ کے مطیع ہیں
 بلکہ آپ کی انواع و اقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے اے
 بابرکت قیصرہ ہند تجھے یہ حیرتِ عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک
 پر ہیں۔ جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس عایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری
 ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تاہر ہیز گاری اور نیکسا خلقی اور
 صلحکاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ اے عالی جناب قیصرہ ہند مجھے
 خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے۔ کہ ایک عیبِ ملاؤں میں اور ایک عیبِ عیائیوں
 میں ایسا ہے جس سے وہ سچی روحانی زندگی سے دور پڑے ہوئے ہیں اور وہ عیبِ انکو
 ایک ہوئے نہیں دیتا۔ بلکہ ان میں باہمی پھوٹ ڈال رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں
 میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دیں کے لئے قوار کے جہاد کو
 اپنے مذہب کا ایک مگن سمجھتے ہیں اور اس جنون سے ایک بے گناہ کو قتل کر کے ایسا
 خیال کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے ایک بڑے بڑے کام کیا ہے۔ اور گو اس ملک میں
 انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا بہت کچھ اصلاح پذیر ہو گیا ہے۔ اور ہزار ہا مسلمانوں
 کے دل میری بائیس تئیس سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں۔ لیکن اس میں
 کچھ شک نہیں۔ کہ بعض غیر ممالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پکڑ جاتے

ہیں۔ گویا ان لوگوں نے اسلام کا مغز اور عطر لڑائی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے۔ لیکن میرا
 ہرگز صیغہ نہیں ہے۔ قرآن میں صاف حکم ہے۔ کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار
 رت اٹھاؤ۔ اور دین کی ذاتی حربیوں کو پیش کرو۔ اور نیکانوں سے اپنی طرف
 کھینچو اور رست خیال کرو کہ ابتدا میں اسلام میں تلوار کا حکم ہوا کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلا کر پھیلانے
 کے لئے تھی۔ بلکہ دشمنوں کے حلوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور یا امن قائم کرنے کے
 لئے کھینچی گئی تھی۔ مگر دین کے لئے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا افسوس کہ یہ عیب غلط کار
 مسلمانوں میں اب تک موجود ہے جس کی اصلاح کے لئے میں نے پچاس ہزار کچھ
 زیادہ اپنے رسالے اور مبسوط کتابیں اور اشتہارات اس ملک اور غیر ملکوں میں
 میں شائع کئے ہیں اور اسید رکھتا ہوں۔ کہ جلد تر ایک زمانہ آئے گا کہ اس عیب
 مسلمانوں کا دامن پاک ہو جائے گا۔

دوسرا عیب ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے۔ کہ وہ ایک ایسے خونی مسیح
 اور خونی مہدی کے منتظر ہیں۔ جو ان کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دیگا۔ حالانکہ یہ
 خیال سراسر غلط ہے۔ ہماری معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کوئی زانی نہیں ہوگا
 اور نہ تلوار اٹھائے گا۔ بلکہ وہ تمام باتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خواہ خلتی پر
 اور ان کے رنگ سے ایسا رنگین ہوگا۔ کہ گویا ہو ہو دی ہوگا۔ یہ دو غلطیاں حال کے
 مسلمانوں میں ہیں۔ جن کی وجہ سے اکثر ان کے دوسری قوموں سے بعض لکھتے ہیں۔ مگر
 ندانے اس لئے بھیجے ہے۔ کہ ان غلطیوں کو دور کر دوں۔ اور قاضی یا حکم کا لفظ جو مجھے عطا
 کیا گیا ہے۔ وہ اسی فیصلہ کے لئے ہے۔

اور ان کے مقابل پر ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ مسیح
 جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جن کو بائبل شریف میں لور کہا گیا ہے خود بالبدعت
 کا لفظ اطلاق کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے کہ لعن اور لعنت ایک لفظ عبرانی اور عربی میں مشترک

جس کے یہ معنی ہیں کہ ملعون انسان کا دل خدا سے کجی برگشتہ اور دور اور مجبور ہو کر ایسا گنہ اور ناپاک ہو جائے جس طرح جذام سے جسم گنہ اور خراب ہو جاتا ہے اور عرب اور عبرانی کے اہل زبان اس بات پر متفق ہیں کہ ملعون یا لعنتی صرف اسی حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے۔ جب کہ اس کا دل درحقیقت خدا سے تمام تعلقات محبت اور معرفت اور اطاعت کے توڑے اور شیطان کا ایسا تابع ہو جائے کہ گویا شیطان کا فرزند ہو جائے اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے۔ اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے پس وہی نام حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے تجویز کرنا امدان کے پاک اور منور دل کو نفوذ باللہ شیطان کے تاریک دل سے شاپرت دینا اور وہ جو بقول ان کے خدا سے نکلا ہے اور وہ جو سراسر نور ہے اور وہ جو آسمان ہے۔ اور وہ جو علم کا دروازہ اور خدا شناسی کی راہ اور خدا کا دارث ہے اسے کی نسبت نفوذ باللہ یہ خیال کرنا کہ وہ لعنتی ہو کر یعنی خدا سے مردود ہو کر اور خدا کا دشمن ہو کر اور دل سیاہ ہو کر اور خدا برگشتہ ہو کر اور معرفت الہی سے نا بینا ہو کر شیطان کا دارث بن گیا۔ اور اس لقب کا مستحق ہو گیا۔ جو شیطان کے لئے خاص ہے یعنی لعنت۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے۔ کہ اس کے سننے سے دل پاش پاش ہوتا ہے۔ اور بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کیا خدا کے مسیح کا دل خدا سے ایسا برگشتہ ہو گیا جیسے شیطان کا دل؟ کیا خدا کے پاک مسیح پر کوئی ایسا زمانہ آیا جس میں وہ خدا سے بیزار اور درحقیقت خدا کا دشمن ہو گیا۔ یہ بڑی غلطی اور بڑی بے ادبی ہے قریباً جو آسمان اس لئے ٹکڑے ہو چکے غرض انسان کے جہاد کا عقیدہ مخلوق کو حق میں ایک اندیشی ہو اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ خود خدا کے حق میں بداندیشی ہے۔ اگر یہ ممکن ہے کہ خدا کے ہوتے ہی اندھیل ہو جائے۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ نفوذ باللہ کسی وقت مسیح کے دل نے لعنت کی زہرناک کیفیت اپنے اندر حاصل کی تھی۔ اگر انسانوں کی نجات اسے بے ادبی پر موقوف ہے۔ تو بہتر ہے کہ کسی کی بھی نجات نہ ہو۔ کیونکہ تمام گنہگاروں کا مرنا بہ نسبت اس بات کچھ اچھا

ہے کہ سب جیسے فوراً اور فوری کو گمراہی کی تاریکی اور لعنت اور خدا کی عداوت کے گڑھے میں ڈوبنے والا قرار دیا جائے۔ سو میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ اصل میں کیا ہے۔ اور میں شکر کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ان دونوں ارادوں میں کامیاب کیا ہے۔ چونکہ میرے ساتھ آسمانی نشان اور خدا کے معجزات تھے۔ اس لئے مسلمانوں کے قائل کرنے کے لئے مجھے بہت جلیقہ بھائی نہیں پڑی۔ اور ہزار مسلمان خدا کے عجیب اور فوق العادۂ نشانوں کو دیکھ کر میرے تابع ہو گئے۔ اور وہ خطرناک عقائد انھوں نے چھوڑ دئے۔ جو وحشیانہ طور پر ان کے دلوں میں تھے۔ اور دوسرا اگر وہ ایک سچا خیر خواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا جو برٹش انڈیا میں سب سے اول درجہ پر جس اطاعت دل میں رکھتے ہیں۔ جس سے مجھے بہت خوشی ہے۔ اور وہ عیسائیوں کا یہ عجیب دور کرنے کے لئے خدا نے میری مدد کی جو میرے پاس الفاظ نہیں۔ کہ میں شکر کر سکوں۔ اور وہ یہ ہے کہ بہت سے قطعی دلائل اور نہایت پختہ وجوہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا نے اس پاک نبی کو صلیب پر بچا لیا۔ اور آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ مر کر بلکہ زندہ ہی قبر میں غشی کی حالت میں داخل کئے گئے۔ اور پھر زندہ ہی قبر سے نکلے جیسا کہ آپ نے انجیل میں خود فرمایا تھا کہ میری حالت یونس نبی کی حالت سے مشابہ ہوئی۔ آپ کی انجیل میں الفاظ یہ ہیں کہ یونس نبی کا معجزہ میں دکھلاؤں گا۔ سو آپ نے یہ معجزہ دکھلایا کہ زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے۔ اور زندہ ہی نکلے۔ یہ وہ باتیں ہیں۔ جو انجیلوں سے ہیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ ایک بڑی خوشخبری جو ہمیں ملی ہو وہ یہ ہے کہ اہل قاطعہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نوح کشمیر میں موجود ہے اور یہ امر ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے۔ اور ایک مدت تک وہ مغان میں رہے۔ اور پھر کشمیر

میں آئے ماورائیک سوہین بس کی عمر پار سری محرمیں آپ کا انتقال ہوا۔ اور سرنگر محلہ خان یار میں آپ کا مزار ہے چنانچہ اس بارے میں میں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے مسیح ہندوستان میں۔ یہ ایک بڑی فتح ہے۔ جو مجھے حاصل ہوئی ہے اور میں جانتا ہوں۔ کہ جلد تریاکچہ دیر سے اس کا یہ نتیجہ ہو گا۔ کہ یہ دو بزرگ قوم عیسائیوں اور مسلمانوں کی جو مدت سے بھڑی ہوئی ہیں۔ باہم مشیر و شکر ہو جائیں گی۔ اور بہت سے نزاعوں کو خیر باد کہہ کر محبت اور دوستی سے ایک دوسرے سے اٹھ ملائیں گی چونکہ آسمان پر یہی ارادہ قرار پایا ہے اس لئے ہماری گورنمنٹ انگریزی کو بھی قوموں کے اتفاق کی طرف بہت توجہ ہو گئی ہے۔ بیسیاکہ قاذب سڈیشن کے بعض دفعت کے ظاہر ہے اصل بھیدیہ ہے۔ کہ جو کچھ آسمان پر خدا تعالیٰ کی طرف ایک طیاری ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ویسے ہی خیالات گورنمنٹ کو دل میں پیدا ہو جاتے ہیں بغرض ہماری ملکہ مظہر کی نیک نیتی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آسمان سے یہ اسباب پیدا کر دیے ہیں۔ کہ دونوں قوموں عیسائیوں اور مسلمانوں میں وہ اتحاد پیدا ہو جائے کہ پھر ان کو دو قوم نہ کہا جائے ۛ

اب اس کے بعد مسیح علیہ السلام کی نسبت کوئی عقل مند یہ عقیدہ ہسرگز نہیں رکھے گا کہ نفوذ باللہ کسی وقت ان کا دل لعنت کی زہرناک کیفیت سے رنگین ہو گیا تھا۔ کیونکہ لعنت مصلوب مہنے کا نتیجہ تھا۔ پس جبکہ مصلوب ہونا ثابت نہ ہوا۔ بلکہ یہ ثابت ہوا کہ آپ کی ان دعاؤں کی برکت سے جو ساری رات تبلیغ میں کی گئی تھیں۔ اور فرشتے کی اُس مشاعرہ کیونکہ جو پلاطوس کی بیوی کے خواب میں حضرت مسیح کے بچاؤ کی سفارش کے لئے ظاہر ہوا تھا۔ اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اس مثال کیونکہ جو اپنے یونس نبی کا تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہنا اپنے انجام کار کا ایک نمونہ ٹھہرایا تھا آپ کو خدا تعالیٰ نے صلیب اور اس کے پھل سے جو لعنت ہو بھات بخشی اور آپ کی

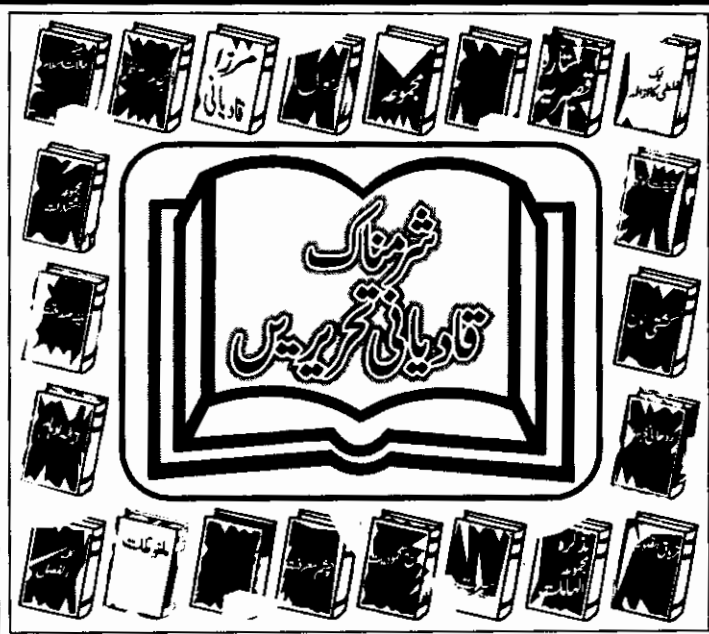
ۛ یہ بات کسی طرح قبول کے لائق نہیں۔ اور اس امر کو کسی دانشمند کا کائنات قبول نہیں کر سکا کہ خدا تعالیٰ کا تو یہ ارادہ مصلوب ہو کر مسیح کو چھائی ہے۔ مگر اس کا ذمہ خود تھا کہ مسیح کے چھوڑنے کے لئے تڑپتا پھیر کر کسی پلاطوس کے دل میں مسیح کی محبت والے اور اس کے منہ سے یہ کہلا کر کہ میں جو عہد کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا۔ اور مجھے پلاطوس کی بیوی کے پاس

یہ دردناک آواز کہ ایللی ایللی سبقتانی۔ جناب الہی میں شنی گئی یہ وہ کھلا کھلا ثبوت ہے جس سے ہر ایک حق کے طالب کا دل بے اختیار خوشی کے ساتھ اچھل پڑے گا سو بلاشبہ تیری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی برکات کا ایک پھل ہے۔ جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دامن کو تھمنا انیس سو برس کی بیجا تمت سے پاک کیا ۔ اب میں مناسب نہیں دیکھتا کہ اس عریفہ نیاز کو طول دوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جس قدر میرے دل میں عیش و خوش تھا کہ میں اپنے اخلاص اور اطاعت اور شکر گزاری کو حضور قیصرہ ہند دام ملکھا میں عرض کر دوں۔ پورے طور پر میں اس خوش کو ادا نہیں کر سکا۔ ناچار دُعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کا مالک اور نیک کاموں کی نیک جزا دیتا ہے۔ وہ آسمان پر سے اس مخسنہ قیصرہ ہند دام ملکھا کو ہماری طرف سے نیک جزائے اور وہ فضل اس کے شامل حال کرے جو نہ صرف دنیا کا محدود ہو۔ بلکہ سچی اور دائمی خوشحالی جو آخرت کو ہوگی وہ بھی عطا فرمائے۔ اور اس کو خوش رکھے۔ اور ابدی خوشی پانے کے اس کے لئے سامان مہیا کرے۔ اور اپنے فرشتوں کو حکم کرے۔ کہ تا اس مبارک قدم ملک معظمہ کو کہ اس قدر مخلوقات پر نظر رحم رکھنے والی ہے اپنے اس الہام سے منور کریں۔ جو بجلی کی چمک کی طرح ایک دم میں دل میں نازل ہوتا اور تمام معن سینہ کو روشن کرتا۔ اور فوق انخیال تبدیلی کر دیتا ہے۔ یا الہی ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو ہمیشہ ہر ایک پہلو سے خوش رکھ۔ اور ایسا کر کہ تیری طرف سے ایک بالائی طاقت اس کو تیرے ہمیشہ کے نوزدوں کی طرف کھینچ کر لیجائے۔ اور دائمی اور ابدی سکون میں داخل کرے کہ تیرے آگے کوئی بات آہوئی نہیں۔ آمین۔ اور سب کہیں کہ

آمین

۲۰ اگست ۱۸۹۹ء

الملئق :- خاکسار مرزا غلام محمد از قادیان ضلع گردسپور پنجاب





بابو تاج محمد مرزا قادیانی کی ”خوش اخلاقی“ کے بارے میں لکھتے ہیں۔
 ”مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف میں دو قسم کی بدزبانی پائی جاتی ہے۔
 پہلی قسم انفرادی حیثیت رکھتی ہے اور دوسری اجتماعی۔ اگر ایک طرف مرزا صاحب
 یہ لکھتے ہیں کہ ”گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے“ (ست بچن ص 29) تو
 دوسری طرف تحریر کرتے ہیں کہ ”اگر تو نرمی کرے گا تو میں بھی نرمی کروں گا۔ اگر
 تو گالی دے گا تو میں بھی گالی دوں گا“ (حجتہ اللہ ص 93) اگر ایک پہلو پر یہ فقرہ نظر
 آئے گا کہ ”کسی کو گالی مت دو اگرچہ وہ گالی دیتا ہو“ (کشتی نوح ص 11) تو دوسرے
 پہلو پر یہ عبارت بھی ملے گی کہ ”کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی مخالف کی
 نسبت اس کی بدگوئی سے پہلے خود بدزبانی میں سبقت کی ہو۔“ (تمتہ حقیقتہ الوحی ص
 21) اگر ایک طرف یہ لکھا ہوا دیکھو گے کہ ”ہر ایک سختی کو برداشت کرو۔ ہر ایک
 گالی کا نرمی سے جواب دو“ تو دوسری جانب یہ تحریر بھی ملے گی کہ ”اے گولڑہ کی
 سرزمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب ملعون ہو گئی“ (اعجاز احمدی ص)

مناظر اسلام مولانا حافظ نور محمد صاحب سارنپوری تحریر فرماتے ہیں کہ
 ایک مصلح اور رہبر قوم جس کا فرض منصبی قوموں و جماعتوں کی اصلاح و تعلیم ہو

اس کے لیے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ وہ تہذیب و اخلاق سے موصوف اور مبر و تحمل، علم و عنو سے آراستہ ہو۔ وہ برگشتہ قوم کو اپنی شیریں بیانی کے ذریعہ راہ راست پر لائے اور ان کو رذائل و خباثت سے پاک کر کے محاسن و مکارم کا حامل بنا دے۔ چنانچہ دیکھئے انبیاء علیہم السلام و دیگر مصلحین امت میں کس قدر اخلاق حسنہ کی فروانی تھی۔ خصوصاً ”سردار انبیاء حضرت رسول خدا ﷺ تو مکارم اخلاق کے ایک بے نظیر پیکر اور مبر و تحمل اور علم و عنو کے ایک بے مثال مجسمہ بن کر رونق افروز عالم ہوئے تھے کہ دوستوں کے علاوہ ان جانی دشمنوں کے لیے بھی جن کا شب و روز آپ کو تکلیف پہنچانا، شیوہ خاص تھا، سراپا رحمت تھے کہ زبان مبارک سے ان کے لیے بھی کوئی برا کلمہ نہیں نکالا۔ اس نرمی و شیریں بیانی سے گفتگو فرماتے تھے کہ دشمن سخت دل بھی پانی پانی ہو جاتا تھا اور دل دکھانے والے سخت الفاظ سے دشمن کو بھی یاد کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔

لیکن پنجاب کی نبوت خیز سرزمین ضلع گورداسپور کے ایک غیر معروف گاؤں قادیان میں غلام احمد نامی ایک شخص پیدا ہوا اور کچھ لکھ پڑھ کر سیالکوٹ کی پکھری میں پندرہ روپے ماہوار پر کلرک لگ گیا۔ اس کے بعد اس کا اپنے متعلق یہ یقین ہو گیا کہ میں ”مصلح اعظم“ ”مسح موعود“ اور ”نبی و رسول“ ہوں بلکہ کامل اتباع و فتائی الرسول کے باعث ”محمد ثانی“ ہوں۔ اس لیے لازم تھا کہ آپ بھی اعلیٰ اخلاق، بہترین تہذیب، علم و عنو، شیریں کلامی، سنجیدگی و دیگر اخلاقی کمالات سے نہ صرف موصوف ہی ہوتے بلکہ اس میں وہ یکتائے روزگار بھی ہوتے۔ لیکن افسوس کہ مصلح اعظم بننے والے اور نبوت و رسالت کے دعوے کرنے والے مرزا کے ”حرف“ میں اخلاق حسنہ کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا۔ بلکہ وہ سراسر اخلاقی کمزوریوں، نکتہ چینوں، بدگوئیوں، بدکلامیوں سے لبریز تھا۔ اور یہاں تک کہ آپ نے اس فن و شام دی میں ترقی کی تھی کہ اس کو دیکھ کر اور سن کر بد اخلاقی و بد تمیزی بھی شرم و ندامت سے سرگوں ہو جاتی ہے۔ اس لیے اگر ان کو، اس فن کا پیغمبر اعظم کہا جائے تو کچھ بے جا نہیں۔

نگاہ عبرت سے دیکھئے کہ خداوند تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں ہے کہ اس کے

مقدس حبیب ﷺ کی نبوت کا روپ بدلنے والے دنیا میں مہذب و خلیق بن کر زندگی بسر کریں۔

کہتے ہیں کہ جو کچھ برتن کے اندر ہوتا ہے، وہی باہر ٹپکتا ہے۔ قادیانی جماعت کے بانی آنجنابی مرزا قادیانی جس طرح ظاہری طور پر بد صورت تھے، اسی طرح باطنی طور بھی بد سیرت تھے۔ قادیانی امت انہیں ”سلطان القلم“ کہتی ہے۔ اس پنجابی نبی کی تحریرات کو ملاحظہ کیا جائے تو جا بجا بد کلامی و بد گوئی کی نجاست و غلاطت نکھری ہوئی نظر آئے گی۔ ذیل میں غلاطت کے ڈھیر میں نمونہ کے طور پر ”سلطان القلم“ کی تحریروں کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں وگرنہ مرزا قادیانی کی ساری کتابیں ایسی ہی تحریروں سے بھری ہوئی ہیں۔ ان فحش، مخرب اخلاق، حیا سوز، گندی اور بازاری تحریروں سے باآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کیا یہ کسی شریف انسان کی تحریریں ہو سکتی ہیں اور ہے کوئی قادیانی جو اپنے ”نبی“ کی ان تحریروں کو اپنی جوان اولاد کے سامنے باآواز بلند پڑھ سکے۔

ملائے عام ہے یار ان نکتہ داں کے لیے

پر میشر کی جگہ

VIEW
PROOF

(1)

”پر میشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے (کھنچنے والے سمجھ لیں۔)“

(چشمہ معرفت ص 106 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 114 از مرزا قادیانی)

پر میشر ہندوؤں کے خدا کو کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے ہندوؤں کے خدا کو اپنی ناف سے دس انگلی نیچے قرار دے کر انہیں بہت بڑی گالی دی۔ اس کے رد عمل میں ہندوؤں نے نہ صرف اپنے جلوسوں میں اسلام اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی توہین کی بلکہ مسلمانوں کی دل آزاری پر مبنی ”ستیا رتھ پرکاش“ نامی کتاب بھی لکھی جس کے پہلے ایڈیشن میں صرف 13 ابواب تھے جبکہ مرزا قادیانی کی طرف سے ہندوؤں کی مذہبی شخصیات کو گالیاں دینے کے بعد چودھویں باب کا اضافہ کیا گیا جس میں انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ناقابل بیان گالیاں دیں پھر ایک عرصہ بعد رسوائے زمانہ کتاب ”رنگیلا رسول“ بھی لکھی گئی جس سے برصغیر کے مسلمانوں میں

کرام برپا ہو گیا۔ اس کی تمام تر ذمہ داری مرزا قادیانی اور ان کی ذریت پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے ہندوؤں کو اشتعال دلایا۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جموٹے خداؤں کو بھی گالی نہ دو مبادا یہ کہ وہ تمہارے سچے خدا کو گالی دیں۔

(2) قادیانی کوک شاستر

VIEW
PROOF

”ایک معزز آریہ کے گھر میں اولاد نہیں ہوتی، دوسری شادی کر نہیں سکتا کہ وید کی رو سے حرام ہے، آخر نیوگ کی ٹھہرتی ہے، یار دوست مشورہ دیتے ہیں کہ لالہ صاحب نیوگ کرائے، اولاد بہت ہو جائے گی، ایک بول اٹھتا ہے کہ مہرنگہ جو اسی محلہ میں رہتا ہے، اس کام کے بہت لائق ہے، لالہ بہاری لال نے اس سے نیوگ کرایا تھا، لڑکا پیدا ہو گیا۔ یہ لالہ لڑکا پیدا ہونے کا نام سن کر باغ باغ ہو گیا۔ بولا مہاراج آپ ہی نے سب کام کرنے ہیں، میں تو مہرنگہ کا واقف بھی نہیں۔ مہاراج شریر النفس بولے کہ ہاں ہم سمجھا دیں گے، رات کو آجائے گا۔ مہرنگہ کو خبر دی گئی، وہ محلہ میں ایک مشہور قمار باز، اول نمبر کا بد معاش اور حرام کار تھا۔ سنتے ہی بہت خوش ہو گیا اور انہیں کاموں کو وہ چاہتا تھا پھر اس سے زیادہ اس کو کیا چاہیے تھا۔ ایک نوجوان عورت اور پھر خوبصورت، شام ہوتے ہی آمو جو ہوا۔ لالہ صاحب نے پہلے ہی دلالہ عورتوں کی طرح ایک کو ٹھہری میں نرم بستر بچھوا رکھا تھا اور کچھ دودھ اور حلوا بھی دو برتنوں میں سرہانے کی طاق میں رکھوا دیا تھا تا اگر بیرج داتا کو ضعف ہو تو کھانی لیں۔ پھر کیا تھا آتے ہی بیرج داتا نے لالہ دیوٹ کے نام و ناموس کا شیشہ توڑ دیا اور وہ بد بخت عورت تمام رات اس سے منہ کالا کراتی رہی اور اس پلید نے جو شہوت کا مارا تھا، نہایت قابل شرم اس عورت سے حرکتیں کیں اور لالہ باہر کے دالان میں سوئے اور تمام رات اپنے کانوں سے بے حیائی کی باتیں سنتے رہے بلکہ تختوں کی دراڑوں سے مشاہدہ بھی کرتے رہے۔ صبح وہ خبیث اچھی طرح لالہ کی ناک کاٹ کر کوٹھری سے باہر نکلا، لالہ تو ٹھہر ہی تھے، دیکھ کر اس کی طرف دوڑے اور بڑے ادب سے اس پلید بد معاش کو کہا، سرور صاحب رات کیا

کیفیت گذری اس نے مسکرا کر مبارک باد دی اور اشاروں میں بتا دیا کہ محل ٹھہر گیا۔ لالہ دیوٹ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ مجھے تو اسی دن سے آپ پر یقین ہو گیا تھا جبکہ میں نے ہماری لال کے گھر کی کیفیت سنی تھی اور پھر کماوید حقیقت میں دیا سے بھرا ہوا ہے کیا عمدہ تدبیر لکھی ہے جو خطانہ گئی۔ مہر سنگھ نے کہا کہ ہاں لالہ صاحب، سب سچ ہے کیا وید کی آگیا کبھی خطا بھی جاتی ہے میں تو انہی باتوں کے خیال سے وید کو ست و دیاؤں کا پسک مانتا ہوں۔ اور دراصل مہر سنگھ ایک شہوت پرست آدمی تھا۔ اس کو کسی وید شاستر اور شرعی شلوک کی پروا نہ تھی اور نہ ان پر کچھ اعتقاد رکھتا تھا۔ اس نے صرف لالہ دیوٹ کی حماقت کی باتیں سن کر اس کے خوش کرنے کے لیے ہاں میں ہاں ملا دی مگر اپنے دل میں بہت ہنسا کہ اس دیوٹ کی پتر لینے کے لیے کہاں تک نوبت پہنچ گئی پھر اس کے بعد مہر سنگھ تو رخصت ہوا اور لالہ گھر کی طرف خوش خوش آیا اور اسے یقین تھا کہ اس کی استری رام دی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہوگی کیونکہ مراد پوری ہوئی۔ لیکن اس نے اپنے گمان کے برخلاف اپنی عورت کو روتے پایا اور اس کو دیکھ کر تو وہ بہت ہی روئی، یہاں تک کہ چہیں نکل گئیں۔ اور ہنکی آنی شروع ہوئی۔ لالہ نے حیران سا ہو کر اپنی عورت کو کہا کہ ”ہے بھاگوان آج تو خوشی کا دن ہے کہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں اور بیچ ٹھہر گیا پھر تو روتی کیوں ہے؟ وہ بولی میں کیوں نہ روؤں، تو نے سارے کنبے میں میری مٹی پلید کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری بھی۔ اس سے بہتر تھا کہ میں پہلے ہی مرجاتی۔ لالہ دیوٹ بولا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر اب بچہ ہونے کی بھی کس قدر خوشی ہوگی، وہ خوشیاں بھی تو تو ہی کرے گی مگر رام دئی شاید کوئی نیک اصل کی تھی۔ اس نے ترت جواب دیا کہ حرام کے بچہ پر کوئی حرام کا ہی ہو تو خوشی منائے۔ لالہ تیز ہو کر بولا کہ ہے ہے کیا کہہ دیا۔ یہ تو وید آگیا ہے۔ عورت کو یہ بات سن کر آگ لگ گئی، بولی میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیسا وید ہے جو بدکاری سکھاتا اور زنا کاری کی تعلیم دیتا ہے۔ یوں تو دنیا کے مذاہب ہزاروں باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں مگر یہ کبھی نہیں سنا کہ کسی مذہب نے وید کے سوا یہ تعلیم بھی دی ہو کہ اپنی پاک و امن عورتوں کو دوسروں سے ہم بستر کراؤ۔ آخر مذہب پاکیزگی

سکھلانے کے لیے ہوتا ہے نہ بدکاری اور حرام کاری میں ترقی دینے کے لیے۔ جب رام دئی سب باتیں کہہ چکی تو لالہ نے کہا کہ چپ رہو، اب جو ہوا سو ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ شریک سنیں اور میرا ناک کاٹیں۔ رام دئی نے کہا کہ اسے بے حیا کیا، ابھی تک تیرا ناک تیرے منہ پر باقی ہے، ساری رات میرے شریک نے جو تیرا ہسیا ہے اور تیرا پکا دشمن ہے، تیری سروں کی بیابا اور عزت کے خاندان والی سے تیرے ہی بستر پر چڑھ کر تیرے ہی گھر میں خرابی کی اور ہریک ناپاک حرکت کے وقت جتا بھی دیا کہ میں نے خوب بدلا لیا۔ سو کیا اس بے غیرتی کے بعد بھی تو جیتا ہے۔ کاش تو اس سے پہلے ہی مرا ہوتا۔ اب وہ شریک اور پھر دشمن باتیں بنانے اور ٹھٹھا کرنے سے کب باز رہے گا بلکہ وہ تو کہہ گیا ہے کہ میں اس فتح عظیم کو چھپا نہیں سکتا کہ جو آج دسواہل کے مقابل پر مجھے حاصل ہوئی۔ میں ضرور رام دئی کا سارا نقشہ محلہ کے لوگوں پر ظاہر کروں گا، سو یاد رکھ کہ وہ ہریک مجلس میں تیرا ناک کاٹے گا اور ہر ایک لڑائی میں یہ قصہ تجھے بتائے گا اور اس سے کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعوے کر دے کہ رام دئی میری ہی عورت ہے کیونکہ وہ اشارہ سے یہ کہہ بھی گیا ہے کہ آئندہ بھی میں تجھے کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ لالہ دیوٹ نے کہا کہ نکاح کا دعویٰ ثابت ہونا تو مشکل ہے البتہ یارا نہ کا اظہار کرے تو کرے تاہماری اور بھی رسوائی ہو، بستر تو یہ ہے کہ ہم دیش ہی چھوڑ دیں۔ بیٹا ہونے کا خیال تھا، وہ تو ایشرنے دے ہی دیا۔ بیٹے کا نام سن کر عورت زہر خندہ ہنسی اور کہا کہ تجھے کس طرح اور کیونکر یقین ہوا کہ ضرور بیٹا ہوگا، اول تو پیٹ ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر ہو بھی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ لڑکا ہی ہوگا، کیا بیٹا ہونا کسی کے اختیار میں رکھا ہے۔ کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا جائے یا لڑکی پیدا ہو، لالہ دیوٹ بولے کہ اگر حمل خطا گیا تو میں کہہ رک سکے کہ جو اسی محلہ میں رہتا ہے، نیوگ کے لیے بلا لاؤں گا، عورت نہایت غصہ سے بولی کہ اگر کہہ رک سکے بھی کچھ نہ کر سکا تو پھر کیا کرے گا۔ لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ زرائن سکھ بھی ان دونوں سے کم نہیں، اس کو بلا لاؤں گا۔ پھر اگر ضرورت پڑی تو جہل سکھ، لہنا سکھ، بوڑ سکھ، جیون سکھ، صوبا سکھ، خزان سکھ، ارجن سکھ، رام سکھ، کشن سکھ، دیال سکھ سب اس محلہ میں رہتے ہیں اور زور

اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں، میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں، عورت بولی کہ میں اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بازار میں ہی بٹھا دے، تب دس بیس کیا ہزاروں لاکھوں آسکتے ہیں، منہ کالا جو ہونا تھا، وہ تو ہو چکا مگر یاد رکھ کہ بیٹا ہونا پھر بھی اپنے بس میں نہیں اور اگر ہوا بھی تو تجھے اس سے کیا جس کا وہ نطفہ ہے آخر وہ اسی کا ہوگا اور اسی کی خوبو، لائے گا کیونکہ درحقیقت وہ اسی کا بیٹا ہے، اس کے بعد رام وئی نے کچھ سوچ کر پھر رونا شروع کیا اور دور دور تک آواز گئی اور آواز سن کر ایک پنڈت نہال چند نام دوڑا آیا اور آتے ہی کہا کہ لالہ سکھ تو ہے، یہ کیسی رونے کی آواز آئی۔ لالہ ناک کٹا چاہتا تو نہیں تھا کہ نہال چند کے آگے قصہ بیان کرے مگر اس خوف سے کہ رام وئی اس وقت غصہ میں ہے، اگر میں بیان نہ کروں تو وہ ضرور بیان کر دے گی۔ کچھ کھانا سا ہو کر زبان دبا کر کہنے لگا کہ مہاراج آپ جانتے ہیں کہ وید میں وقت ضرورت نیوگ کے لیے آگیا ہے۔ سو میں نے بہت دنوں سوچ کر رات کو نیوگ کرایا تھا، مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں نے نیوگ کے لیے مہر سنگھ کو بلالیا، پیچھے معلوم ہوا کہ وہ میرے دشمن کرم سنگھ کا بیٹا اور نہایت شریر آدمی ہے، وہ مجھے اور میری استری کو ضرور خراب کرے گا اور وہ وعدہ کر گیا ہے کہ میں یہ ساری کیفیت خوب شائع کروں گا نہال چند بولا کہ درحقیقت بڑی غلطی ہوئی اور پھر بولا کہ دساؤ امل، تیری سمجھ پر نہایت ہی افسوس ہے۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ نیوگ کے لیے پہلا حق برہمنوں کا ہے اور غالباً یہ بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہوگا کہ اس محلہ کی تمام کھترانی عورتیں مجھ سے ہی نیوگ کراتی ہیں اور میں دن رات اسی سیوا میں لگا ہوا ہوں پھر اگر تجھے نیوگ کی ضرورت تھی تو مجھے بلالیا ہوتا۔ سب کام سدہ ہو جاتا اور کوئی بات نہ نکلتی اس محلہ میں اب تک تین ہزار کے قریب ہندو عورتوں نے نیوگ کرایا ہے مگر کیا کبھی تم نے اس کا ذکر بھی سنا، یہ پردہ کی باتیں ہیں، سب کچھ ہوتا ہے پھر ذکر نہیں کیا جاتا لیکن مہر سنگھ تو ایسا نہیں کرے گا۔ ذرہ دو چار گھنٹوں تک دیکھنا کہ سارے شہر میں رام وئی کے نیوگ کا شور و غوغا ہوگا۔ لالہ دیوٹ بولا کہ درحقیقت مجھ سے سخت غلطی ہوئی۔ اب کیا کروں۔ اس وقت شریر پنڈت نے جو بپا عٹ نہ ہونے رسم پردہ کے رام وئی کو دیکھ چکا تھا کہ

جوان اور خوش شکل ہے، نہایت بے حیائی کا جواب دیا۔ کہ اگر اسی وقت رام دئی مجھ سے نیوگ کرے تو میں ذمہ دار ہوتا ہوں کہ مر سگھ کے فتنہ کو میں سنبھال لوں گا اور پہلا حمل ایک شکی بات ہے۔ اب بہر حال یقینی ہو جائے گا تب وساؤ امل دیوٹ تو اس بات پر بھی راضی ہو گیا مگر رام دئی نے سن کر سخت گالیاں اس کو نکالیں۔ تب وساؤ امل نے پنڈت کو کہا کہ مہاراج اس کا یہی حال ہے ہرگز نیوگ کرنا نہیں چاہتی۔ پہلے بھی مشکل سے کرایا تھا جس کو یاد کر کے اب تک رو رہی ہے کہ میرا منہ کالا کیا۔ اسی سے تو اس نے چیخیں ماری تھی جن کو آپ سن کر دوڑے آئے تب وہ شہوت پرست پنڈت وساؤ امل کی یہ بات سن کر رام دئی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا نہیں بھاگوان نیوگ کو برا نہیں ماننا چاہیے۔ یہ وید آگیا ہے مسلمان بھی تو عورتوں کو طلاق دیتے ہیں اور وہ عورتیں کسی دوسرے سے نکاح کر لیتی ہیں سو جیسے طلاق جیسے نیوگ۔ بات ایک ہی ہے۔“

(آریہ دھرم ص 31 تا 34 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 31 تا 34 از مرزا

قادیانی)

(3) قادیانی خشوع و خضوع

VIEW
PROOF

□ ”یاد رکھنا چاہیے کہ نماز اور یاد الہی میں جو کبھی انسان کو حالت خشوع میسر آتی ہے اور وجد اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے یا لذت محسوس ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی تعلق ہے جیسا کہ اگر نطفہ اندام نہانی کے اندر داخل ہو جائے اور لذت بھی محسوس ہو تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس نطفہ کو رحم سے تعلق ہو گیا ہے بلکہ تعلق کے لیے علیحدہ آثار اور علامات ہیں۔ پس یاد الہی میں ذوق شوق جس کو دوسرے لفظوں میں حالت خشوع کہتے ہیں نطفہ کی اس حالت سے مشابہ ہے جب وہ ایک صورت انزال پکڑ کر اندام نہانی کے اندر گر جاتا ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 192 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 192 از

مرزا غلام احمد قادیانی)

□ ”جیسا کہ نطفہ کبھی حرام کاری کے طور پر کسی رعبڑی کے اندام نہانی میں پڑتا ہے تو اس میں بھی وہی لذت‘ نطفہ ڈالنے والے کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اپنی بیوی کے ساتھ۔ پس ایسا ہی بت پرستوں اور مخلوق پرستوں کا خشوع و خضوع اور حالت ذوق و شوق‘ رعبڑی بازوں سے مشابہ ہے یعنی خشوع اور خضوع مشرکوں اور ان لوگوں کا جو محض اغراض و نیویہ کی بنا پر خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ اس نطفہ سے مشابہت رکھتا ہے جو حرام کار عورتوں کے اندام نہانی میں جا کر باعث لذت ہوتا ہے۔ ہر حال جیسا کہ نطفہ میں تعلق پکڑنے کی استعداد ہے۔ حالت خشوع میں بھی تعلق پکڑنے کی استعداد ہے مگر صرف حالت خشوع اور رقت اور سوز اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ وہ تعلق ہو بھی گیا ہے جیسا کہ نطفہ کی صورت میں جو اس روحانی صورت کے مقابل پر ہی مشابہہ ظاہر کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے اور منی عورت کے اندام نہانی میں داخل ہو جائے اور اس کو اس فعل سے کمال لذت حاصل ہو تو یہ لذت اس بات پر دلالت نہیں کرے گی کہ حل ضرور ہو گیا ہے۔ پس ایسا ہی خشوع اور سوز و گداز کی حالت گو وہ کیسی ہی لذت اور سرور کے ساتھ ہو‘ خدا سے تعلق پکڑنے کے لیے کوئی لازمی علامت نہیں ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 193 از

مرزا غلام احمد قادیانی)

□ ”اور پھر ایک اور مشابہت خشوع اور نطفہ میں ہے اور وہ یہ کہ جب ایک شخص کا نطفہ اس کی بیوی یا کسی اور عورت کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس نطفہ کا اندام نہانی کے اندر داخل ہونا اور انزال کی صورت پکڑ کر رواں ہو جانا بعینہ

رونے کی صورت پر ہوتا ہے جیسا کہ خشوع کی حالت کا نتیجہ بھی رونما ہی ہوتا ہے۔ اور جیسے بے اختیار نطفہ اچھل کر صورت انزال اختیار کرتا ہے۔ یہی صورت کمال خشوع کے وقت رونے کی ہوتی ہے کہ رونا آنکھوں سے اچھلتا ہے اور جیسی انزال کی لذت کبھی حلال طور پر ہوتی ہے جبکہ اپنی بیوی سے انسان صحبت کرتا ہے اور کبھی حرام طور پر جبکہ انسان کسی حرام کار عورت سے صحبت کرتا ہے۔ یہی صورت خشوع اور سوز و گداز اور گریہ و زاری کی ہے یعنی کبھی خشوع اور سوز و گداز محض خدائے واحد لا شریک کے لیے ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی بدعت اور شرک کا رنگ نہیں ہوتا۔ پس وہ لذت سوز و گداز کی ایک لذت حلال ہوتی ہے مگر کبھی خشوع اور سوز و گداز اور اس کی لذت بدعات کی آمیزش سے یا مخلوق کی پرستش اور بتوں اور دیویوں کی پوجا میں بھی حاصل ہوتی ہے مگر وہ لذت حرام کاری کے جماع سے مشابہ ہوتی ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 196 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 196 از مرزا غلام احمد قادیانی)

قادیانی ترانہ

VIEW
PROOF

(6)

”چپکے	چپکے	حرام	کروانا
آریوں کا	اصول	بھاری	ہے
زن بیگانہ	پر	یہ	شیدا ہیں
جس کو دیکھو	وہی	شکاری	ہے
غیر مردوں	سے	مانگنا	نطفہ
سخت خبث	اور	تابکاری	ہے
غیر کے	ساتھ	جو کہ	سوتی ہے
وہ نہ	بیوی	زن	بزاری ہے
نام اولاد	کے	حصول	کا ہے
ساری شہوت	کی	بے	قراری ہے

پٹا پٹا پکارتی ہے غلط
 یار کی اس کو آہ و زاری ہے
 دس سے کروا چکی زنا لیکن
 پاک دامن ابھی بچاری ہے
 گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو
 ایسی جو رو کی پاسداری ہے
 اس کے یاروں کو دیکھنے کے لیے
 سر بازار ان کی باری ہے
 ہے قوی مرد کی تلاش انہیں
 خوب جو رو کی حق گزاری ہے

(آریہ دھرم ص 76، 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 76، 75 از مرزا غلام
 احمد قادیانی)

پیٹ سے چوہا؟

VIEW
PROOF

(7)

”اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہیے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا
 کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ
 بن گیا..... اور اب تک اس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ
 ہوا“

(انجام آقظم ص 317، 311 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 317، 311 از مرزا
 قادیانی)

رحم پر مر

VIEW
PROOF

(8)

”خدا تعالیٰ نے اس (عبدالحق غزنوی) کی بیوی کے رحم پر مر لگا دی“

(تتمہ حقیقتہ الوحی ص 444 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 444 از مرزا

(9) **VIEW PROOF** عضو تناسل کاٹ دیتا.....

”حضرت مسیح موعود کے قریباً ہم عمر مولوی محمد حسین صاحب پٹالوی بھی تھے۔ ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا۔ اگر ان کو حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا محمد رسول اللہ ﷺ کے عل اور بروز کے مقابلہ میں وہی کام کرے گا جو آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں ابو جہل نے کیا تھا تو وہ اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔“

(مرزا بشیر الدین محمود کا خطبہ نکاح - ۱۰۔ دزنامہ الفضل قادیان مورخہ 2 نومبر 1922ء جلد 10 شمارہ 35)

(10) **VIEW PROOF** بے غسل.....؟

”اس شخص نے کہا کہ کیا ہم یہودی ہیں۔ میں نے کہا کہ تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تمہارے قول و فعل کس سے ملتے جلتے ہیں۔ اس بات پر وہ شخص سخت غضبناک ہو کر کہنے لگا۔ دیکھو جی مرزا رات کو لگائی سے بدکاری کرتا ہے اور صبح کو بے غسل لوڑا بھرا ہوا ہوتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا اور وہ الہام ہوا‘ میں مہدی ہوں‘ مسیح ہوں۔“

مجھ جیسا انسان غیرت مند کب روا رکھ سکتا تھا کہ حضرت اقدس مرزا قادیانی (فداہ جانی و روحی و نفسی و امی و ابی) کی نسبت ایسا گندہ جملہ سن سکے۔ بس میں نے اس کے ایک ایسا تھپڑ مارا کہ اس کی ٹوپی پگڑی سر پر سے اتر کر دور جا پڑی اور کہا او مردود و دشمن مقبول الہی‘ تو ایسا جملہ ناپاک ایسے صادق مصدوق‘ ظاہر و مطہر انسان کی نسبت اور میرے سامنے بکتا ہے اور نہیں جانتا کہ میں ان کا خادم اور مرید ہوں اور وہ میرے آقا اور مرشد اور رہنما ہیں۔ خبردار جو آج سے میرے

پاس آیا اور یا مجھ سے ملا۔“

(تذکرہ المہدی ص 157 از پیر سراج الحق نعمانی قادیانی)

VIEW
PROOF

جہاں سے نکلے تھے.....

(11)

”جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے رد برو تو بہت گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔“

(حیات احمد، حضرت مسیح موعود کے سوانح حیات جلد دوم نمبر اول ص 25 از یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان)

VIEW
PROOF

عورت کی کارروائی

(12)

”مرد اور کئی وجوہات اور موجبات سے ایک سے زیادہ بیوی کرنے کے لیے مجبور ہوتا ہے۔ مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تغیر عمر یا کسی بیماری کی وجہ سے بد شکل ہو جائے تو مرد کی قوت فاعلی جس پر سارا مدار عورت کی کارروائی کا ہے، بیکار اور معطل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مرد بد شکل ہو تو عورت کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ کارروائی کی کل مرد کو دے دی گئی ہے اور عورت کی تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں اگر مرد اپنی قوت مردی میں قصور یا عجز رکھتا ہے تو قرآنی حکم کے رد سے عورت اس سے طلاق لے سکتی ہے اور اگر پوری پوری تسلی کرنے پر قادر ہو تو عورت یہ عذر نہیں کر سکتی کہ دوسری بیوی کیوں کی ہے۔ کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی عورت ذمہ دار اور کاربردار نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے مرد کا استحقاق دوسری بیوی کرنے کے لیے قائم رہتا ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص 282 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 ص 282 از مرزا

قادیانی)

نوٹ: (لجنہ اعمال اللہ سے تعلق رکھنے والی تمام قادیانی حوریں کارروائی

کرواتے وقت مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا ہدایات پر عمل کریں، فائدہ ہو گا۔

VIEW
PROOF

(13) مرزا قادیانی کی اپنی جماعت کو نصیحت

”مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔“

(سیرت الممدی جلد دوم ص 78 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)
منتنبی قادیان کی ”سیرت مقدسہ“ اور آپ کے ”اخلاق عالیہ“ کے تصور سے جبین انسانیت عرق آلود اور چشم غیرت انگبار ہے جس کی بدگوئی سے نہ کوئی چھوٹا بچا ہے نہ بڑا۔ غوث وقت، قطب دوراں، حضرت پیر سید مر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت اپنی کتاب ”مواہب الرحمن“ میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”خبیث و خبیث مایخرج من فیہ“ یہ شخص خود بھی پلید ہے اور جو کچھ اس کے منہ سے نکلتا ہے وہ بھی پلید، حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرزا قادیانی کے جواب میں خلق محمدی کا نمونہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بدم گفتی و خورندم عفاک اللہ ککو کر دی

جواب تلخ ہی زبند لب لعل شکر خارا

بندہ خدا مجھے تو جو چاہو کہہ لو۔ لیکن میرے منہ سے تو اسم خدا بھی نکلتا ہے۔ اس کی نسبت ایسا لفظ استعمال کرنا اندیشہ ہے کہ قیامت میں اس کا مواخذہ نہ ہو۔

مولانا محمد کرم الدین جہلمی ”تازیانہ عبرت“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مرزا جی کی بدزبانی سے کسی ملت اور کسی فرقہ کا کوئی تنفس نہ بچا ہو گا جو کہ ان کی گالیوں کا نشانہ نہ بنا ہو۔ بعض نے تو آپ کو ترکی بہ ترکی سناںیں۔ اور اکثر سنجیدہ مزاجوں نے سکوت کیا۔ جوں جوں دوسری طرف سے خاموشی ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کا

حوصلہ بلند ہوتا گیا۔ گالیوں میں مشاق ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ فن گالیوں کے آپ پورے امام بن گئے اور گالیوں کی ایجاد میں آپ نے وہ یدِ طولیٰ حاصل فرمایا کہ اس علم کے آپ استاد و ادیب مانے جانے لگے اور دنیا قائل ہو گئی کہ کوئی شخص امام الزماں کا مقابلہ اس فن میں کرنے کے قابل نہیں رہا ہے۔

رفتہ رفتہ یہ معاملہ حکام وقت کے سامنے پیش آیا۔ اور مختلف مواقع پر آپ کی وہ تصنیفات جو مغالطات کا ایک مجموعہ تھیں، دفترِ عدالت میں پیش ہوئیں۔ چنانچہ بعض بیدار مغز حکام نے مرزا قادیانی کو ڈانٹا کہ مرزا جی منہ سنبھالئے۔ گورنمنٹ انگلشیہ کے اصول امن پسندی کو نظر انداز نہ فرمائیے۔ مرزا قادیانی عدالت کے تیور بدلے ہوئے دیکھ کر آئندہ کے لیے قسم کھانے لگے کہ معاف کیجئے آئندہ کے لیے ایسا نہ ہو گا۔ اس سلسلہ میں مسٹر ڈوکی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداس پور اور مسٹر ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداس پور کے فیصلے ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔



۱۰۶
تو مناسب تھا کہ وہ اس بحث میں اپنے تئیں نہ ڈالتے اور چپ ہی رہتے اور خواہ مخواہ اپنے
موجودہ وید کی پردہ درمی نہ کراتے۔ جو کچھ وید نے اپنا فلسفہ اور علم طبعی ظاہر کیا ہے
وہ یہی ہے کہ ہندوؤں کے پریشد کو ایک انسان کا فرزند قرار دیتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ اندر آریوں کا پریشد کشتیا کا بیٹا ہے۔

اور نیز یہ کہ عناصر اور اجرام سماویہ سب پریشد ہی ہیں اور نیز وہ تعلیم دیتے ہیں کہ ان
تمام چیزوں سے مرادیں مانگی جائیں اور نیز یہ تعلیم جو نہایت گندی اور قابل شرم تعلیم ہے
یعنی یہ کہ پریشد مناف سے دس انگلی نیچے ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں)
ہم یہ نہیں سمجھتے کہ کسی پہلے زمانہ میں یہی وید تھا۔ بلکہ ہماری رائے یہ ہے کہ یہ ایک محرف مبدل
کتاب ہے کچھ تو باعتبار الفاظ کے اور کچھ باعتبار معنوں کے۔ اور ہمارے نزدیک ممکن اور غلب
ہے کہ کوئی اصل کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگی پھر کچھ کم کی گئی ہے اور کچھ زیادہ کی گئی۔ اور
صورت بدلائی گئی ہے اور موجودہ وید بلاشبہ ایک گمراہ کرنیوالی کتاب ہے۔
جس میں پریشد کا بھی پتہ نہیں لگتا اور اس قدر مخلوق چیزوں کی اس میں پرستش کی تعلیم ہے
کہ گویا وہ مخلوق پرستی کی ایک دوکان ہے جس جگہ ہم وید پر کوئی حملہ کرتے ہیں یا اسکی
تکذیب کے دلائل پیش کرتے ہیں اس جگہ ہی موجودہ وید مراد ہے جو سراسر محرف مبدل
ہے نہ وہ اصل وید جو کسی زمانہ میں خدا کی طرف سے آیا تھا اور ہم خدا کی تمام کتابوں پر
ایمان لاتے ہیں اور ایسا ہی اس وید پر جو کسی زمانہ میں ملک ہند کے کسی نبی پر نازل ہوا ہوگا
مگر موجودہ وید کی نسبت ہم اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے کہ جس قدر گندے فوسے
مخلوق پرستوں کے اس ملک میں پھیلے ہوئے ہیں یہ سب وید کی ہی مہربانی ہے اور
انسانی پاکیزگی کی نسبت جو کچھ وید نے سکھایا ہے اس کا عمدہ نمونہ نیوگ ہے۔ یہ نیوگ
کی ہی پاک کارروائیوں میں سے ہے کہ آریہ قوم میں اس بات کا ثبوت ملنا مشکل
ہے کہ کون آریہ صاحب اصل باپ کے نطفہ میں سے ہے۔ اور کون آریہ

ایک محزون لڑکے کے گھر میں والد نہیں ہوتی دوسری شادی کر نہیں سکتا کہ وید کی رو سے حرام ہے آخر نرنگ کی کٹھنتی ہے یا روضت مشونہ دیتے ہیں کہ والد صاحب نرنگ کر لے گا اور بہت ہو جائیگی ایک لالہ لٹھلے کہ مہر سنگ جو سی محلہ میں رہتا ہے اس کام کے بہت اچھے ہیں ہے والد بہاری لالہ نے اُس سے نرنگ کر لیا تھا لالہ پیدلا ہو گیا یہ لالہ لڑکا پیدا ہونے کا نام سُکر مانے مانے ہو گیا۔ لالہ صاحب کپ ہی نے سب کام کرنے میں تو مہر سنگ کا واقف بھی نہیں۔ مہاراج شریہ رنفس لالہ کے ہاں ہم سمجھا دیں گے رات کو آج لے گا۔ مہر سنگ کو خبر دی گئی وہ محلہ میں ایک مشہور قہار اول نرنگ پر معاش اور درباردار تھا سنتے ہی بہت خوش ہو گیا اور انہیں کاسوں کو وہ چاہتا تھا پھر اس سے زیادہ اُس کو کیا چاہیے تھا۔ ایک جوان عورت اور پھر روضت شام ہوتے ہی آسمان پر وہ لالہ صاحب نے پہلے ہی والدہ عورتوں کی طرح ایک کوٹھری میں نرم بست بچے کو رکھا تھا اور کچھ دودھ اور حلو ایسی دیر تھوڑی میں سر لٹانے کی طاقت میں رکھا دیا تھا تاگر بیچا نا کو صنعت ہو تو کھانی بیوے پھر کیا تھا اتنے ہی بیچ مانگنے لالہ دھڑ کے نام نہاوس کا شیشہ توڑ دیا اور وہ بد بخت عورت تمام رات اُس سے منہ کالا کرتی رہی اور اس پلید نے جو خمریت کا مادہ تھا نہایت قابل شرم اس عورت سے جو کہیں کہیں اور لالہ باہر کے والان میں سمئے اور تمام رات اپنے کانوں سے جیالی کی باتیں سنتے رہے بلکہ تختوں کی دراڑوں سے مشاہدہ بھی کرتے رہے۔ صبح وہ خیمت اچھی طرح لالہ کی ناک کاٹ کر کوٹھری سے باہر نکالا اور تو منتظر ہی تھے دیکھ کر اُس کی طرف دو دفعے اور بڑے ادب سے اس پلید پر معاش کو کہا۔ سردار صاحب رات کیا کیفیت گندی اُس نے محسوس کر مہلک باد دی اور اشادوں میں جتا دیا کہ محل ٹھہر گیا لالہ دھڑ سُکر بہت خوش ہوئے والد کہا کہ مجھے تو اسی دن سے آپ پرعتین ہو گیا تھا جبکہ میں نے بہاری لالہ کے گھر کی کیفیت طینی تھی اور پھر کہا وید حقیقت میں دیا سے بھرا ہوا ہے کیا عمدہ نذیر لکھی ہے جو خطانہ گئی۔ مہر سنگ نے کہا کہ ہاں لالہ صاحب سب سچ ہے کیا وید کی انگیا کبھی خطا بھی جاتی ہے میں تو انہی باتوں کے خیال سے وید کو ست دیاؤں کا پستک ماننا ہوں۔ اور دراصل مہر سنگ ایک شہوت پرست آدمی تھا۔ اُس کو کسی وید شاستر اور شرعی شکوک کی پروا نہ تھی اور نہ اُن کو ٹوٹ قبضہ جو ہم نے لکھا جو خری میں مگر ہم نہیں جانتے کسی کی ہمدردی کہیں اس نے ہم نے ناموں کو کسی قدر جاکر کہہ دیا ہے

پر کچھ اعتقاد رکھتا تھا اُس نے صرف لالہ روٹ کی حفاظت کی باتیں نہ کروں گے خوش کرنے کے لئے ہاں
 میں ہاں ملا دیں گے مگر اپنے دل میں بہت ہنساکہ اس دہشت کی پُتر پلنے کے لئے کہاں تک نوبت پہنچ گئی
 پھر اس کے بعد ہر سنگ تہ وضعت ہوا اور لالہ گھر کی طرف خوش خوش آیا اور اُسے یقین تھا کہ اُس کی
 استیقام دہی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہوگی کیونکہ مراد پوری ہوئی۔ لیکن اُس نے اپنے گمان کے
 برخلاف اپنی عورت کو روتے پایا اور اس کو دیکھ کر تو وہ بہت ہی رنج و ہمت تک کہ چینیں نکل گئیں۔
 اور چپکی آئی شروع ہوئی۔ لالہ نے حیران سا ہو کر اپنی عورت کو کہا کہ ”ہے بھگوان آج تو خوشی کا دن
 ہے کہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں اور بیچ ٹھہر گیا پھر تو روتی کیوں ہے؟ وہ بولی میں کیوں نہ روتی تو نے
 سارے کنبے میں میری مٹی پلید کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری بھی اس سے بہتر تھا کہ
 میں پہلے ہی مرجاتی۔ لالہ ریوٹ بولا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر اب بچہ ہونے کی بھی کس قدر خوشی ہوگی وہ
 خوشیاں بھی تو تو ہی کرے گی مگر رام دہی شاید کوئی نیک اصل کی تھی اُس نے تمت جواب دیا کہ حرام
 کے بچہ پر کوئی حرام کا ہی ہو تو خوشی سنا دے لالہ تیز ہو کر بولا کہ ہے ہے کیا کہہ دیا یہ تو دیدہ گیا ہے
 عورت کو یہ بات سن کر آگ لگ گئی بولی میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیا دیدہ ہے جو ہمارا سکھاتا اور زنا
 کاری کی تعلیم دیتا ہے یوں تو دنیا کے مذاہب ہزاروں باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں مگر کبھی نہیں سنا
 کہ کسی مذہب نے دیدہ کے متواقیہ تعلیم بھی دی ہو کہ اپنی پاک نامن عورتوں کو دوسروں سے ہمستر کراؤ۔ آخر
 مذہب پاکیزہ کی سکھانے کے لئے چلتا ہے نہ ہمارا اور حرام کاری میں ترقی دینے کے لئے۔ جب
 رام دہی یہ سب باتیں کہہ چکی تو لالہ نے کہا کہ چپ رہو اب جو ہمارا سوچا۔ ایسا نہ ہو کہ شریک نہیں اور
 میرا نکاح نہیں۔ رام دہی نے کہا کہ اے بیچیا کیا ابھی تک تیرا نکاح تیرے منہ پر باقی ہے ساری رات
 تیرے شریک نے جو تیرا ہمایہ اور تیرا بچا دشمن ہے تیری سہروں کی بیامتا اور عورت کے خاندان والی
 سے تیرے ہی بستر پر چڑھ کر تیرے ہی گھر میں خرابی کی اور ہر یک ٹپاک حرکت کے وقت جتا بھی دیا کہ
 میں نے خوب بد لالیدہ سو کیا اس بے فیر قی کے بعد بھی زوجیت ہے۔ کاش تو اس سے پہلے ہی مرا ہوتا۔
 اب وہ شریک اور بچہ دشمن باتیں بنانے اور ٹھٹھا کرنے سے کب باز رہے گا بلکہ وہ تو کہہ گیا ہے

کہیں اس فتح عظیم کو چھپا نہیں سکتا کہ جو تاج و سادھن کے مقابل پر مجھے حاصل ہوئی۔ میں ضرور رام دئی کا سارا نقشہ محلہ کے لوگوں پر ظاہر کروں گا سو یاد رکھ کہ وہ ہر یک مجلس میں تیرا ناک کاٹے گا اور ہر یک لڑائی میں یہ قصہ تجھے چتے گا اور اُس سے کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعوے کر دے کہ رام دئی میری ہی عورت ہے کیونکہ وہ اشارہ سے یہ کہہ بھی گیا ہے کہ آئندہ بھی میں تجھے کبھی نہیں چھوڑ دوں گا لالہ دیوٹ نے کہا کہ نکاح کا دعویٰ ثابت ہونا تو مشکل ہے البتہ یارانہ کا اظہار کرے تو کسے تاہماری اور بھی رسوائی ہو بہتر تو یہ ہے کہ ہم دیش ہی چھوڑ دیں۔ بیٹا ہونے کا خیال تھا وہ تو ایشونے دے ہی دیا بیٹے کا نام سنکر محنت زہر خندہ منسی اور کہا کہ تجھے کس طرح اور کیونکر یقین ہوا کہ ضرور بیٹا ہوگا اول تو یہ بیٹہ مونس میں ہی شک ہے اور پھر اگر ہو بھی تو اس بات پر کئی دلیل نہیں کہ لڑکا ہی ہوگا کیا بیٹا ہونا کسی کے اختیار میں رکھا ہے کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا جملے یا لڑکی پیدا ہو لالہ دیوٹ بولنے لگا کہ اگر حمل غلط گیا تو میں کہہ کر سنگہ کو جو اسی محلہ میں رہتا ہے نیوگ کے لئے بلا لعل گا عورت نہایت غصہ سے بولی کہ اگر کہہ کر سنگہ بھی کچھ نہ کر سکا تو پھر کیا کریگا لالہ دیوٹ نے کہا کہ تو جانتی ہے کہ ترائن سنگہ جیون دونوں سے کم نہیں اس کو بلا لاؤں گا پھر اگر ضرورت پڑی تو جیل سنگہ۔ لہنا سنگہ۔ بڑا سنگہ۔ جیون سنگہ۔ صوبان سنگہ۔ خزان سنگہ۔ ماترن سنگہ۔ رام سنگہ۔ کشن سنگہ۔ دیال سنگہ سب اس محلہ میں رہتے ہیں اور زہد اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر میں میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں عورت دہلی کر میں اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بالا میں ہی بٹھا دے تب دل میں کیا ہزاروں لاکھوں آ سکتے ہیں منہ کا لاجو ہونا تھا وہ تو ہو چکا مگر یاد رکھ کہ بیٹا ہونا پھر بھی اپنے بس میں نہیں اور اگر ہوا بھی تو تجھے اُس سے کیا جس کا وہ لطف ہے آخر وہ اُسی کا ہوگا اور اُسی کی خوبولے گا کیونکہ وہ حقیقت وہ اُسی کا بیٹا ہے اس کے بعد رام دئی نے کچھ سوچ کر پھر رخصت کر دیا اور وہ دھنگ آواز گئی اور آواز سن کر ایک پنڈت نہال چند نام دہلا آیا اور آتے ہی کہا کہ لالہ سنگہ تو ہے یہ کیسی رونے کی آواز آئی۔ لالہ تاک کٹا چاہتا تو نہیں تھا کہ نہال چند کے آگے قصہ بیان کرے مگر اس خوف سے کہ رام دئی اس وقت غصہ میں ہے اگر میں بیان نہ کروں تو وہ ضرور بیان کر دے گی کچھ کھسیا سا ہو کر زبان دب کر

کہنے لگا کہ مہاراج آپ مہانتے ہیں کہ وید میں وقت ضرورت نیوگ کیلئے آگیا ہے۔ سر
 میں نے بہت دنوں سوچ کر رات کو نیوگ کر لیا تھا مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں نے نیوگ کے لئے
 مہر سنگ کو بٹایا۔ سچے معلوم ہوا کہ وہ میرے دشمن کرکم سنگ کا بیٹا اور نہایت شریر آدمی ہے وہ مجھے
 اور میری ماستری کو مضر و خراب کریگا اور وہ وعدہ کر گیا ہے کہ میں یہ ساری کیفیت خوب شایع کروں گا
 نہال چند لوگ کہ درحقیقت بڑی غلطی ہوئی اور پھر بولا کہ وسوا مل تیری کچھ نہایت ہی افسوس ہے
 کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ نیوگ کے لئے پہلا احتیاج ہمہ تنوں کا ہے اور غالباً یہ بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہوگا
 کہ اس محلہ کی تمام کھترانی عورتیں مجھ سے ہی نیوگ کرتی ہیں اور میں دن رات اسی سیوا میں لگا ہوا
 ہوں پھر اگر تجھے نیوگ کی ضرورت تھی تو مجھے بٹایا ہوتا سب کام سدا ہو جاتا اور کوئی بات نہ بکھتی
 اس محلہ میں اب تک تین ہزار کے قریب ہندو عورتوں نے نیوگ کر لیا ہے مگر کیا کبھی تم نے اس کا ذکر
 بھی سنا یہ پردہ کی باتیں ہیں سب کچھ ہوتا ہے پھر ذکر نہیں کیا جاتا لیکن مہر سنگ تو ایسا نہیں کریگا
 ذرہ دو چار گھنٹوں تک دیکھنا کہ سامے شہر میں رام دئی کے نیوگ کا شور و غوغا ہوگا۔ لالہ دیوٹ
 بولا کہ درحقیقت مجھ سے سخت غلطی ہوئی اب کیا کروں۔ اس وقت شریر پنڈت نے جو جماعت نہ
 ہونے رسم پر وہ کے رام دئی کو دیکھ چکا تھا کہ جوان اور خوش شکل ہے نہایت بیچاری کا جواب دید کہ
 اگر اسی وقت رام دئی مجھ سے نیوگ کرے تو میں دتہ دار ہوتا ہوں کہ مہر سنگ کے فتنہ کو میں نہال
 لوں گا اور پہلا محل ایک ملکی بات ہے اب بہر حال یقینی ہو جائے گا تب وسوا مل دیوٹ تو اس
 بات پر بھی راضی ہو گیا مگر رام دئی نے سنگر سخت گالیاں اُس کو نکالیں تب وسوا مل نے پنڈت
 کو کہا کہ ہمارا راج اس کا یہی حال ہے ہرگز نیوگ کرنا نہیں چاہتی پہلے بھی شکل سے کرایا تھا جس کو
 یاد کر کے اب تک رمدی ہے کہ میرا منہ کالاکا اسی سے تو اس نے جینیں ماری تھیں جن کو آپ سنگر
 دتہ سے لئے تب وہ شہوت پرست پنڈت وسوا مل کی یہ بات سُن کر رام دئی کی طرف متوجہ ہوا اور
 کہا نہیں بھاگوں نیوگ کو نہ نہیں ماننا چاہیئے یہ وید آگیا ہے مسلمان بھی تو عورتوں کو طلاق دیتے
 ہیں اور وہ عورتیں کسی دوسرے سے نکاح کر لیتی ہیں سو جیسے طلاق جیسے نیوگ بات ایک ہی ہے

کر دے ہیں اس لئے وہ باوجود اپنے طور کے وجود اور نقص اور اشعار خوانی اور سرود وغیرہ کے رحیم خدا کے تعلق سے سخت بے نصیب ہوتے ہیں اور اُس نطفہ کی طرح ہوتے ہیں جو آنک کی بیماری یا جذام کے عارضہ سے جل جائے اور اس قابل نہ رہے کہ رحم الہی تعلق پکڑ سکے۔ پس رحم اور رحیم کا تعلق یا عدم تعلق ایک ہی بنا پر ہے صرف روحانی اور جسمانی عوارض کا فرق ہے۔ اور جیسا کہ نطفہ بعض اپنے ذاتی عوارض کی رو سے اس وقت نہیں رہتا کہ رحم اس سے تعلق پکڑ سکے اور اس کو اپنی طرف کھینچ سکے ایسا ہی حالت خشوع جو نطفہ کے درجہ پر ہے بعض اپنے عوارض ذاتیہ کی وجہ سے جیسے تکبر اور عجب اور دیا یا اند کسی قسم کی ضلالت کی وجہ سے یا شرک سے اس وقت نہیں رہتی کہ رحیم خدا اس سے تعلق پکڑ سکے پس نطفہ کی طرح تمام فضیلت روحانی وجود کے تولد مرتبہ کی جو حالت خشوع ہے رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے جیسا کہ تمام فضیلت نطفہ کی رحم کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے۔ پس اگر اس حالت خشوع کو اس رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق نہیں اور نہ حقیقی تعلق پیدا ہو سکتا ہے تو وہ حالت اس گندے نطفہ کی طرح ہے جس کو رحم کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا نہیں ہو سکتا اور زیادہ رکھنا چاہیے کہ نماز اور یلہائی میں جو کبھی انسان کو حالت خشوع میں سر آتی ہے اور درجہ لودنق پیدا ہو جاتا ہے یا لذت محسوس ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی تعلق ہے جیسا کہ اگر نطفہ اندام نہانی کے اندر داخل ہو جائے اور لذت بھی محسوس ہو تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس نطفہ کو رحم سے تعلق ہو گیا ہے بلکہ تعلق کے لئے طہورہ آثار اور مقامات ہیں۔ پس یاد الہی میں ذوق شوق جس کو دوسرے عفتوں میں حالت خشوع کہتے ہیں نطفہ کی اس حالت سے مشابہ ہے جب وہ ایک صورت انزال پکڑ کر اندام نہانی کے اندر گر جاتا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ وہ جسمانی عالم میں ایک کمال لذت کا وقت ہوتا ہے لیکن تاہم فقط اس قطرہ منی کا اندر گرنا اس بات کو مستلزم نہیں

کہ رحم سے اس نطفہ کا تعلق بھی ہو جائے اور وہ رحم کی طرف کھینچا جائے پس ایسا ہی مدخلی ذوق شوق اور حالت خشوع اس بات کو مستلزم نہیں کہ رحیم خدا سے ایسے شخص کا تعلق ہو جائے اور اس کی طرف کھینچا جائے بلکہ جیسا کہ نطفہ کبھی حواسکاری کے طور پر کسی مذہبی کے اندام نہانی میں پڑتا ہے تو اس میں بھی وہی لذت نطفہ ڈالنے والے کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اپنی بیوی کے ساتھ۔ پس ایسا ہی بت پرستوں اور مخلوق پرستوں کا خشوع و خضوع اور حالت فقر و شوق رذیلی باذن سے مشابہ ہے یعنی خشوع اور خضوع مشرکوں اور ان لوگوں کا جو محض اغراض دنیویہ کی بنا پر خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اس نطفہ سے مشابہت رکھتا ہے جو حواسکار عورتوں کے اندام نہانی میں جا کر باعث لذت ہوتا ہے۔ بہر حال جیسا کہ نطفہ میں تعلق پڑنے کی استعداد ہے حالت خشوع میں بھی تعلق پکڑنے کی استعداد ہے مگر وہ حالت خشوع اور لذت اور سوز اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ وہ تعلق ہو بھی گیا ہے جیسا کہ نطفہ کی صورت میں جو اس مدخلی صورت کے مقابل پر ہی مشاہدہ ظاہر کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے محبت کرے اور مدنی عورت کے اندام نہانی میں داخل ہو جائے اور اس کو اس فعل سے کمال لذت حاصل ہو تو یہ لذت اس بات پر دلالت نہیں کریگی کہ محل ضرور ہو گیا ہے۔ پس ایسا ہی خشوع اور سوز و گداز کی حالت گودہ کیسی ہی لذت اور سرور کے ساتھ ہو خدا سے تعلق پکڑنے کیلئے کوئی لازمی ملا نہیں ہے یعنی کسی شخص میں نماز اور یاد الہی کی حالت میں خشوع اور سوز گھٹا نہ لگے غلطی پیدا نہ ہو پس بات کو

ابتدائی حالت میں خشوع اور لذت کے ساتھ ہر طرح کے خواہ مخواہ ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ تجہ میں رونے کی حالت بہت ہوتی ہے اور بات بات میں ڈرجاتا اور خشوع اور انکسار اختیار کرتا ہے گریا میں بہت کمین کے زمانہ میں جھٹکنا بہت سے لغویات میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور سب سے پہلے لغویاتوں اور فو کا مول کی طرف ہی رجعت کرتا ہے اور گھر سے نکلتا ہے اور لڑوہ پر کودتا اور چھٹا ہی اس کو پسند آتا ہے جس میں بسا اوقات اپنے جسم کو بھی کوئی حد پر پہنچا دیتا ہے اس کے ظہر ہے کہ انسان کی زندگی کا راہ میں فطرتاً پہلے لغویات ہی آتے ہیں اور بغیر اس تربیت کے کہ اس کے دوسرے تربیت دہ پہنچ ہی نہیں سکتا۔ پس جھٹکا پہلا زینہ بورخ کا چین کے لغویات کے پرور کرنا ہے جو اس کی ثابت ہے کہ سب سے پہلا تعلق انسانی مرشدت کو لغویات سے ہی ہوتا ہے۔ منہ

شعور کے سنسنے اور سردی کی تاثیر سے قص اور وجد اور گریہ و زاری شروع کر دیتے ہیں اور اپنے رنگ میں لذت اٹھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مل گئے ہیں۔ مگر یہ لذت اُس لذت سے مشابہ ہے جو ایک زانی کو حرامکار عورت سے ہوتی ہے۔

اور پھر ایک اند مشابہت خشوع اور نطفہ میں ہے اور وہ یہ کہ جب ایک شخص کا نطفہ اس کی بیوی یا کسی اور عورت کے اند داخل ہوتا ہے تو اس نطفہ کا اندام نہانی کے اند داخل ہونا اور نزال کی صورت پر کر دیا ہو جانا بعینہ مدونے کی صورت پر ہوتا ہے جیسا کہ خشوع کی حالت کا نتیجہ بھی دونا ہی ہوتا ہے۔ اور جیسے بے اختیار نطفہ پھیل کر صورت نزال اختیار کرتا ہے۔ یہی صورت کمال خشوع کے وقت ملنے کی ہوتی ہے کہ دنیا آنکھوں پر پھیلے اور نزال کی لذت کسی مثل طور پر ہوتی ہے جبکہ اپنی بیوی اس سے محبت کرتا ہے اور کبھی حرام طور پر جبکہ اس کی بیوی حرام کا وعدت سے محبت کرتا ہے۔ یہی صورت خشوع اور سوز گداز اور گریہ و زاری کی ہے یعنی کسی خشوع اور سوز گداز محض خدا کے واحد لا شریک کے لئے ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی بدعت اور شرک کا رنگ نہیں ہوتا۔ پس وہ لذت سوز گداز کی ایک لذت حلال ہوتی ہے مگر کبھی خشوع اور سوز گداز اور اس کی لذت بدعات کی آمیزش سے یا حقوق کی پرستش اور بتوں اور دیویوں کی پوجا میں بھی حاصل ہوتی ہے مگر وہ لذت حرامکاری کے جوار مشابہ ہوتی ہے۔ غرض مجرد خشوع اور سوز گداز اور گریہ و زاری اور اس کی لذتیں تعلق باللہ کو مستلزم نہیں بلکہ جیسا کہ بہت سے ایسے نطفے ہیں جو منافع جاتے ہیں اور رحم ان کو قبول نہیں کرتا۔ ایسا ہی بہت سے خشوع اور تصور اور زاری ہیں جو بعض آنکھوں کو کھونا ہے اور عیم خدا ان کو قبول نہیں کرتا۔ غرض حالت خشوع کو جو روحانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے نطفہ ہونے کی حالت کے جو جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے ایک کھلی کھلی مشابہت ہے جس کو ہم تفصیل سے دکھ چکے ہیں اور یہ مشابہت کوئی معمولی امر نہیں ہے بلکہ صانع قدیم جل شانہ کے خاص ارادہ سے ان دونوں میں اسل اندام مشابہت ہے پہلا تک کہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں بھی لکھا گیا ہے کہ

ایک بکار عورت کو خوف ہوتا تھا کہ اگر وہ فحش پیشہ اختیار کرے گی تو اسے قانون دکھائی کی سخت آزمائش بھی برداشت کرنی پڑے گی۔ بہت سی عورتیں اسی خوف کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے بچ رہتی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریقہ بند ہے۔ مرض آتشک کے ادویات کے اشتہارات اکثر سے شائع ہوتے ہیں۔ جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آتشک بہت پھیلا ہوا ہے اول تو یہیں اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت اختلاف ہے مگر ایسے زمانہ میں جبکہ اخلاقِ ابد مذہب کی سخت کمزوری ہو رہی ہے یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ غیبت و دناہد ہو جائے گا اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اُن کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ اخلاقِ ابد مذہب کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو بھی شہ کے لئے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور وہ قانون صرف قانون دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت شکر گزار ہوں گے اگر دوبارہ ہند میں قانون دکھائی جاری کیا جاوے گا۔ مگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورہ لوگوں کے لئے یورپین منڈیلیں ہم پہنچانی ہوں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اور غرض سمعصران اس معاملہ پر ضرور توجہ اور غور فرمادیں گے۔

جن کو رسم نیوگ پیاری ہے	دین دنیا میں ان کی خواری ہے
جس کے دین میں ہے ایسی بے شری	عقل و تہذیب سے وہ علی ہے
جن کو آتی نہیں نیوگ سے حد	اُن کی شیطان نے قفل ملی ہے
بید کی کھل گئی حقیقت کل	اب تو ماتم کی پردہ داری ہے
جس کے ہاٹ یہ گندگی پھیلی	وہ تو اک نمٹ کی پٹاری ہے
دوسرا بیابا کیوں حرام نہو	جبکہ رسم نیوگ جاری ہے
کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم	اس کے اظہار میں تو عاری ہے
چکے چکے حرام کروانا	آپوں کا اصول بھاری ہے
اُسے یہ خبیث اور بدرسم	بید کے خادموں میں ساری ہے

زن بیگنہ پر یہ شیدا ہیں
 لاجی سوختن ہیں اُن کے مرد
 وہ داکیا دہرم ہے کیا ایمان
 آریو! دل میں غور سے سوچ
 جس کو کہتے ہیں آریوں میں نیوگ
 کچھ نہیں سوچتے یہ دشمن شرم
 مرکب اس کا ہے بٹا دیوٹ
 غیر مردوں سے مانگنا لطفہ
 غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے
 ہے وہ چنڈال دُش اور پانی
 ہیں کٹھن نیوگ کے بچے
 ایسی اولاد پر خدا کی مار
 نام اولاد کے حصول کا ہے
 بیٹا بیٹا پکارتی ہے خط
 دس سے کروا چکی زنا لیکس
 لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں
 گھر میں لاتے ہیں اس کے یاد کو
 اس کے یادوں کو دیکھنے کے لئے
 جھڑکی پر فدا ہیں یہ جی سے
 شرم و غیبت زنا نہیں باقی
 ہے قوی مرد کی تلاش انہیں

جس کو دیکھو وہی شکری ہے
 اُن کی تری ہر ایک تری ہے
 جس میں واجب حرام کھلی ہے
 شرم و غیرت کہاں تھائی ہے
 تاک کے کاٹنے کی آری ہے
 کہ یہ پوشیدہ ایک مانا ہے
 اعتقاد اس پہ بد شعاری ہے
 سخت جھٹ اور ناہکائی ہے
 وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
 جغت اس کی کوئی ہماری ہے
 آریہ دیں میں یہ خواری ہے
 یہ نہ اولاد تہہ باری ہے
 ساری شہوت کی بیقراری ہے
 یار کی اس کو آہ و نزاری ہے
 پاک دامن ابھی بھپاری ہے
 اُن کی لالی نے عقل ماری ہے
 ایسی جھڑکی پاسداری ہے
 سر بازار اُن کی ہاری ہے
 وہ نیوگی پہ اپنے دلی ہے
 گھس قد اُن میں بد باری ہے
 خوب جھڑکی حق گناری ہے

ایک برس تک انتظار کریں۔ اور یا مباہلہ کر لیں۔ ششم۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نکرہیں تو مجھ سے

کیا تم میں ایک بھی سوچنے والا نہیں جو اس بات کو سوچے۔ کیا تم میں ایک بھی دل نہیں جو اس بات کو سمجھے۔ زمین نے عزت دی۔ آسمان نے عزت دی اور قبولیت پھیل گئی۔

پانچواں وہ امر جو مباہلہ کے بعد میرے لئے عزت کا موجب ہوا۔ علم قرآن میں تاہم حجت ہے۔ میں نے یہ علم پا کر تمام مخالفوں کو کیا جہد الحق کا گروہ اور کیا بطلاوی کا گروہ۔ غرض سب کو بندہ آواز سے اس بات کے لئے دے دو کیا کہ مجھے علم حقائق اور معارف قرآن دیا گیا ہے۔ تم لوگوں میں سے کسی کی مجال نہیں کہ میرے مقابل پر قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کر سکے۔ سو اس اعلان کے بعد میرے مقابل ان میں سے کوئی بھی نہ آیا۔ اور اپنی جہالت پر جو تمام ذلتوں کی جڑ ہے انہوں نے ٹھہر لگا دی۔ سو یہ سب کچھ مباہلہ کے بعد ہوا۔ اور اسی زمانہ میں کتاب کرامات الصادقین لکھی گئی۔ اس کرامت کے مقابل پر کوئی شخص ایک حرف بھی نہ لکھ سکا۔ تو کیا اب تک جہد الحق اور اس کی جماعت ذلیل نہ ہوئی۔ اور کیا اب تک یہ ثابت نہ ہوا۔ کہ مباہلہ کے بعد یہ عزت خدا نے مجھے دی۔

چھٹا امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور جہد الحق کی ذلت کا موجب ہوا۔ یہ ہے کہ جہد الحق نے مباہلہ کے بعد اشتہار دیا تھا کہ ایک فرزند اس کے گھر میں پیدا ہوگا۔ اور میں نے بھی خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ اشتہار انوار الہام میں شائع کیا تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے عطا کرے گا۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرے گھر میں تو لڑکا پیدا ہو گیا۔ جس کا نام شریف احمد ہے اور قریباً پونے دو برس کی عمر رکھتا ہے۔ اب جہد الحق کو ضرور پوچھنا چاہیے۔ کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا افندی اندھیٹ میں تحصیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کے نطفہ بن گیا۔ کیا اس کے حوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا۔ اور جو کچھ میں نے خدا کے الہام سے کہا خدا نے اس کو پورا کر دیا۔ چنانچہ ضیاء الحق میں بھی اسی لڑکے کا ذکر لکھا گیا ہے۔

ساتواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور قبولیت کا باعث ہوا خدا کے راستباز بندوں کا وہ مخلصانہ بخشش ہے جو انہوں نے میری خدمت کے لئے دکھ لایا۔ مجھے کبھی یہ طاقت نہ ہوگی کہ میں خدا کے ان احسانات کا شکرا کر سکوں۔ جو روحانی اور جسمانی طور پر مباہلہ کے بعد میرے وارد حال ہو گئے۔ روحانی انعامات کا نمونہ میں لکھ چکا

یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے

کہ عین الحق نے مباہلہ کے بعد کوئی حُرّت دنیا میں پائی۔ کوئی قبولیت اس کی لوگوں میں پھیلی کوئی مالی فتوحات کے دروازے اس پر کھلے۔ کوئی علمی فضیلت کی بگڑی اس کو پہنائی گئی مصون فضول گوئی کے طور سے ایک مڑا ہونے کا دعویٰ کیا تھا کہ تیسری مباہلہ کا اثر سمجھا جائے۔ مگر اس کی بدھتی سے وہ دعوے بھی باطل نکلا۔ اور اب تک اس کی عصمت کے پیر میں سے ایک چھوٹا بھی پیدا نہ ہوا۔ مگر اس کے مقابلہ پر خدا تعالیٰ نے میرے الہام کو پورا کر کے مجھے لڑا نکھلا کیا ۛ

یہ دُشمن برکتیں مباہلہ کی ہیں جو میں نے کسی ہیں۔ پھر کیسے خبیث وہ لوگ ہیں جو اس مباہلہ کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ فعلیہم ان یتدبرن اولیٰ فکر وافیٰ حدیث العشرۃ الکملۃ۔

بالا قریم ہمدرد ہر ایک مخالف مکرر مذکور ہے کہ اس کے وہ مباہلہ کے میدان میں آویں ہوں
یقیناً سمجھیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے عبد الحق کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا ہم پر انعام و اکرام کیا۔ اور اس کو ذلیل کیا۔ اور اس کا بیٹہ کا دعویٰ بھی بھونٹا نکالا۔ اور کوئی حُرّت اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعوای کو رد کیا۔ اس سے جہ کہ اس مباہلہ میں ہوگا۔ میں نے اس روز بددعا نہیں کی۔ کیونکہ وہنا مجھ اور ضعیف تھا۔ اور اس کی بہت اس کو قابل دم ٹھہراتی تھی مگر اب میں بددعا کروں گا۔ سو چاہیے کہ ہر ایک مباہلہ کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے چمپا ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور یہ ضروری ہوگا کہ مباہلہ کرنے والا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کہے کہ کم و بیش ہوں۔ اور چھ کو مباہلہ کے لئے ہر ایک شخص ٹھہرایا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔ یا بلوچ کا یا چاد فارس کا۔ اس لئے یہ مشقت مخالفین پر بجا نہیں رکھی گئی کہ وہ دلدرد و سفر کیسے نہیں بلکہ حسبِ مَنطوق و ما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ یہی وہ اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہارات کے ذریعہ سے مباہلہ کرے۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انجم اتہم میں صفحہ ۱۱ سے صفحہ ۱۲ تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے۔ اور بعض حوالہ نہ دے بلکہ کل الہامات صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی دُعا اس اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

دُعا

اے خدائے عظیم وغیر میں جو فلاں امین فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں اس شخص کو

ۛ عین الحق نے ۱۳ شعبان ۱۳۱۵ء کو اس سخت کی میری کو روک دیا جس کے منہ پر گئی ہے ایک اشتہار دیا ہے اس اشتہار کا جواب میں نہیں لکھ سکتا بلکہ یہ کہ ضرور باتیں لکھ کر یہ جملہ کے وہ عمل میں لکھ کر لکھنے اپنے تئیں تلافی کر کے بہت خوب۔ یہی نشان دیکھ لے

نہ اٹھایا مگر پادریوں کی اطاعت کا جو آٹھالیا۔ پس ان معنوں کے رُوسے بھی وہ ابتر ٹھیرا پھر جیسا کہ بیان کر چکا ہوں ان معنوں کے رُوسے بھی ابتر ہوا کہ اُس وقت سے جو اسکی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن شانِ شک ہوا ابتر گویا اُسی دم سے خدا تعالیٰ نے اُسکی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی اور اُسکو یہ الہام کھلے کھلے لفظوں میں سنایا گیا تھا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر میں اولاد نہ ہوگی اور نہ اُسکے سلسلہ اولاد کا چلنے کا اور یقیناً اُس نے اس الہام کو توڑنے کے لئے اولاد حاصل کرنے کی غرض سے بہت کوشش کی ہوگی مگر وہ کوشش ضائع ہو گئی۔ آخر نامراد مرا۔ اور ابتر کے ہر ایک معنی اُس پر صادق آگئے۔ اور دوسری طرف جو میری نسبت وہ بار بار بد دعائیں کرتا تھا کہ شیخِ مفتری ہے ہلاک ہو جائیگا اور اولاد بھی مرے گی اور جماعت متفرق ہو جائیگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس الہام کے بعد یعنی الہام اُن شانِ شک ہوا کا بناو کے بعد تین لڑکے میرے گھر میں پیدا ہوئے اور تین لاکھ سے زیادہ جماعت ہو گئی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور کئی عیسائی اور ہندو میری دعوت سے مسلمان ہوئے۔ پس کیا یہ نشان نہیں اور کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور یہ کہنا کہ سعد اللہ کے لڑکے کی عبد الرحیم کی دختر سے نسبت ہو گئی ہے اور شادی ہو جائے گی اور اولاد بھی ہوگی یہ ایک خیالی پلاؤ ہے اور محض ایک گپ ہے۔ جو ہنسی کے لائق ہے اور اس کا جواب بھی یہی ہے کہ خدا کے وعدے ٹل نہیں سکتے۔ یہ بات تو اُس وقت پیش کرنی چاہیے کہ جب شادی ہو جائے اور اولاد بھی ہو جائے۔ بالفعل تو ایمان داری کا یہ تقاضا ہے کہ اس بات کو غور سے سوچیں کہ جیسا کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ اُن شانِ شک ہوا کا بناو

حاشیہ۔ یہ اسی طرح کی امید ہے جیسا کہ عبد الحق غزنوی تمام دوسری نے مباہلہ کے بعد اپنی نسبت مباہلہ کا اثر یہ ظاہر کیا تھا کہ میر بھائی مر گیا ہو اور اسی بیوی سے میں نے نکاح کیا ہو اور اسکو محل ہو گیا ہو اور اب اسکو لڑکا پیدا ہو گا اور وہ مباہلہ کا اثر سمجھا جائیگا مگر اُس محل کا انجام یہ ہوا کہ کچھ بھی پیدا نہ ہوا اور اب تک وہ باوجود گذرے چودہ برس کے نامرادی اور ذلت کی زندگی بھگت رہا ہو اور بخلاف اسکے مباہلہ کے بعد میرے گھر میں کئی لڑکے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ انسان نے بیعت کی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دنیا کے کناروں تک عزت کے ساتھ میری شہرت ہو گئی اور اکثر دشمن مباہلہ کے بعد مر گئے اور ہزار ہا نشان آسمانی میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ منہ

بن موم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے
تذکرہ الہدیٰ

لوفہ
انجمن پیرس لاج الحق صاحب نیازی ہلال السوی سراہی انوری

بہ جون ۱۹۱۵ء

صوف نائیل

فیما عداک میلا غریب یوسف قادین میرا لاج الحق صاحب نیازی ہلال السوی سراہی انوری
ایم جاسم علی سانبان ایدر الحق دہلی نے تالیف کیا
شائع کیا

کیا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار مکہ کے قریش نے کیا۔
یہودیوں نے کہا کہ یہ وہ مسیح نہیں ہے جس کی آمد کی خبر ہے کہ وہ کسی نیند
زمانہ میں آویگا۔ بلکہ یہود تو اب تک مسیح کے انتظار میں ہیں۔

اُس شخص نے کہا کہ کیا ہم یہودی ہیں۔ میں نے کہا کہ تم اپنے گریبا
میں منہ ڈالو کہیو کہ تمہارے قول و فعل کس سے ملتے جلتے ہیں۔ اس بات پر
وہ شخص سخت غضبناک ہو کر کہنے لگا۔ دیکھو جی مرزا رات کو لو لگائی
سے بدکاری کرتا ہے اور صبح کو بے غسل لوٹا بھرا ہوا ہوتا
ہے اور کہہ دیتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا اور وہ الہام ہوا میں
عہدی ہوں سچ ہوں۔ مجھ جیسا انسان غیرت مند کبار و اراکہ
سکتا تھا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام دفہا جانی وردی لہجہ
و امی و ابی کی نسبت ایسا گندہ جملہ سن سکے۔ بس میں نے اُسکے ایک
ایسا پتھر مارا کہ اُسکی ٹوپی پگڑی سنہرے اتر کر دور جا پڑی اور
کہا لا مرد و دشمن مقبول الہی تو ایسا جملہ ناپاک ایسے صادق مصدق
ظاہر و مظهر انسان کی نسبت اور میرے سامنے بکتا ہے۔ اور نہیں
جانتا کہ میں اُنکا خادم اور مرید ہوں ماوردہ میرے آقا اور مرشد
اور رہنما ہیں۔ خبردار جو آج سے میرے پاس آیا۔ اور یا مجھ سے ملائے

یہ عین وہی الفاظ ہیں جو اوس مردود کے منہ سے نکلے تھے میں نے
وہی الفاظ نقل کر دیئے ہیں۔ تاکہ اُس کا انجیم سنکر لوگوں کو یہی
عبرت ہو۔ سنئے

(جلد چوتھی، صفحہ نمبر ۸۲۹)

وَلَقَدْ كُنْتُمْ فِي كُفْرٍ مِّنْ قَبْلِ فَلَا تَعْقِلُونَ

الہام حضرت شیخ محمد عارف علیہ السلام

Taj Mahal, New Delhi, India

Tahaffuzi Khudim, Mumbai, India

Raghuwari, Bahawalpur, India

حیات

حضرت شیخ محمد عارف علیہ السلام کے سوانح حیات

جلد دوم، نمبر اول

حضرت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات کے

حالات و زندگی

از زمانہ بچپن تا آخر عمر

جلد دوم

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات کے حالات و زندگی

کتاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات

جلد دوم، نمبر اول

کھے گا۔ درد خود بخود کھنچ کر نکلا رہا ہے۔ کچھ باہیں گئے کہ جھوٹا ہے۔ کون نفع اس عمل کو کس سکتا ہے کہ کوئی کدی کہتا ہے کہ تمہارا دین ناقص ہے۔ تم یہ احکام دیدے کمال و اگر ناقص نہیں تم یہ جواب دیتے ہو ہمیں فرصت نہیں۔ وید کہاں موجود نہیں۔ سیلا بکھا جاتا ہے اس جواب سے تم جو بھوٹے ٹھیرتے ہو جس حالت میں ہم یا سورو پر یہ نقد دینا کرتے ہیں۔ تو نمونہ کچھ دیتے ہیں۔ رجسٹری کرادیتے ہیں۔ تو پھر اگر تمہارا دین بھی کچھ چیز ہے۔ تو کس دن کے واسطے رکھا ہوا ہے۔ دس بیس روز کی ہم سے ٹہلتے لو۔ یہ ٹکرت دیا تم کو اپنا مددگار بنا لو کہ وہ احکام کمال و جو ہم نیچے فرقان مجید سے نکال کر نکھیں گے۔ یا یہ اقرار کر دو کہ یہ احکام ہمارے نزدیک ناجائز ہیں۔ تب پھر انکھنا جائز ہو چکا مگر وید سے حوالہ دو۔ غرض تم ہمارے ہاتھ سے کہاں بھاگ سکتے ہو۔ وید یہ جو تم محض شرارت سے بارادہ تو ہیں حضرت خاتم الانبیاء کی نسبت بدزبانی کرتے ہو۔ یہ محض تمہاری بدامالی ہے۔ اپنے پرہیز میں ہی تم نے اسے ایسی انتساب یہ منہ بول کی نیت نکھی ہے۔

ہم کو خدا نے یہ شرف بخشا ہے کہ ہم سید بنیوروں کی تعظیم کرتے ہیں اور جیسا کہ خدا نے ہم کو فرمایا ہے۔ نجات سب مخلوقات کی اسلام میں سمجھتے ہیں۔ تم کہ اگر حضرت خاتم الانبیاء پر کچھ اعتراض ہے۔ تو زبان انہدیب سے وہ اعتراض جو سب سے بھاری ہو تحریر کر کے پیش کرو۔ ہم تحریر کر دیتے ہیں۔ کہ اگر وہ اعتراض تمہارا صحیح ہوا۔ تو ہزار روپیہ (تنتہ) ہم تم کو دیں گے۔ اور تم ایک ڈونون لکھو کہ اگر وہ اعتراض جھوٹا نکلا۔ تو سورو پر بطور جہانہ تم کو دے گا۔ ادھاب اگر ہماری یہ تحریر نہ سنبھلے گا۔ وادھاب اس شرط پر بحث شروع نہ کرو۔ تو ہر ایک نفع سمجھ جائیگا۔ کہ وہ سب تو زمین تم نے ایمانی سے کی تھی۔ اکثر لوگوں کا اکثر عادہ ہے کہ کتاب پر توکتے ہیں۔ وادھاب ہوا چرخ لائے بیٹھے ہو۔ دنیا کو بڑی چیز سمجھ رہا ہے۔ کہ موت سے ڈرتے نہیں۔ ورنہ ایسے آفتاب کی توہین کرنا جو لوہ دنیا کا ہے زنی حردگی ہے۔ جو ملے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ باہلوں کے دور و آہستہ لاف گزرتا رہے نہیں۔ مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پھے کہ ذرا ثبوت دیکر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔ اب ہم نیچے وہ احکام فرقان مجید کے لکھتے ہیں۔ کہ جن میں ہلاہلہ دولی ہے۔ کہ وید میں یہ تمام احکام ضرور بہرگز موجود ہیں۔ اسلئے وید ناقص تعلیم ہے۔ وادھاب تم کہتے ہو کہ میں وادھاب کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں اور لعنت اس شخص پر کہ جھوٹا ہے۔

اول۔ خدا تعالیٰ کی نسبت جو احکام فرقان مجید کے ہیں۔ غلامہ آیات کا نیچے لکھنا ہیں۔

(۱) تم خدا کو اپنے جہول اور دھول کا رب سمجھو۔ جس نے تمہارے جہول کو بنایا۔ اسی نے تمہاری دھول کو پیدا کیا۔

دہا تم سب کا خالق ہے۔ اس میں کوئی چیز موجود نہیں ہوگی۔

(۲) آسمان اور زمین اور سوج اور پانی اور سبئی نعمتیں زمین آسمان میں نظر آتی ہیں۔ یہ کسی عمل کنندہ کے عمل کی پاداش

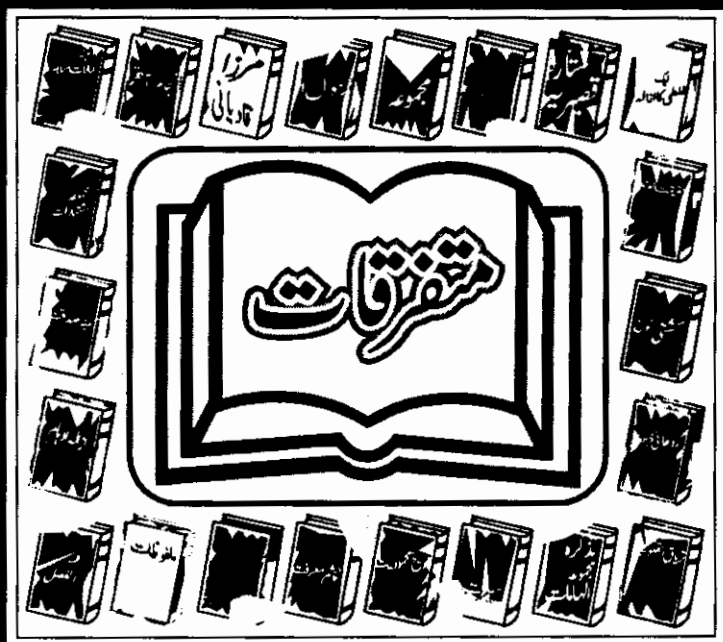
محدود معین ہو۔ خاوندوں کی حاجت براری کے بارے میں جو عورتوں کی فطرت میں ایک تفصیلی پایا جاتا ہے جیسے آیامِ حمل اور حیضِ نفاس میں یہ طریقِ بابرکت اُس تفصیل کا تداریکِ تام کرتا ہے اور جس حق کا مطالبہ مرد اپنی فطرت کی نود سے کر سکتا ہے وہ اُسے بخش تاتا۔ ایسا ہی مرد اور کئی وجوہات اور موجبات سے ایک سے زیادہ بیوی کرنے کیلئے مجبور ہوتا ہے مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تفسیرِ عمر یا کسی بیماری کی وجہ سے بد شکل ہو جائے تو مرد کی قوتِ فاعلیٰ جسپر سارا مدارِ عورت کی کارروائی کا ہی بیکار اور مُعطل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مرد بد شکل ہو تو عورت کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ کارروائی کی کل مزد کو دیکھتی ہے اور عورت کی تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں اگر مرد اپنی قوتِ مردی میں قصور یا عجز رکھتا ہے تو قرآنی حکم کے رُوسے عورت اُسے طلاق لے سکتی ہے اور اگر پوری پوری تسلی کرنے پر قادر ہو تو عورت یہ عذر نہیں کر سکتی کہ دوسری بیوی کیوں کی ہے کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی عورت ذمہ دار اور کارِ بار نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے مرد کا استحقاقِ دوسری بیوی کرنے کے لئے قائم رہتا ہے جو لوگ قوی الطاق اور متقی اور پارساطیع ہیں ان کیلئے یہ طریق نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ بعض اسلام کے مخالف نفسِ آقاہ کی پیروی سے سب کچھ کرتے ہیں مگر اس پاک طریق سے سخت نفرت رکھتے ہیں کیونکہ بوجہ اندرونی بے قیدی کے جو ان میں پھیل رہی ہے ان کو اس پاک طریق کی کچھ پروا اور حاجت نہیں۔ اس مقام میں عیسائیوں پر سب بڑھ کر افسوس ہے کیونکہ وہ اپنے مُسلم القبوت انبیاء کے حالات سے آنکھ بند کر کے مسلمانوں پر ناحق دانت پیسے جاتے ہیں۔ بشرم کی بات ہے کہ جن لوگوں کا اقرار ہے کہ حضرت مسیح کے جسم اور وجود کا خمیر اور اصل جڑ پھر اپنی ماں کی جہت سے وہی کثرتِ اندواج ہے جس کی حضرت داؤد (مسیح کے باپ) نے نہ دو نہ تین بلکہ سو بیوی تک نوبت پہنچائی تھی وہ بھی ایک سے زیادہ بیوی کرنا نہ کر کے انہی سمجھتے ہیں اور اس پر خُجستِ کلہ کا نتیجہ جو حضرت صریح

اگر کو غنڈا کر دینے کی غاصیت اسکے اندر قائم رہے گی۔ غاسکار عرض کرتا ہے کہ یہ ایک بنائت
ہی لطیف نکتہ ہے جسے نہ سمجھ سکی وجہ سے مصلیٰ اور ہندو مذہب تباہ ہو گئے اور لاکھوں مسلمان
کہلانے والے انسان بھی دیو سی کا شکار ہو گئے۔

(۴۰۶) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مولوی شیر علی صاحب نے بیکن کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ
السلام کی زبان مبارک پر بعض فقرے کثرت کے ساتھ رہتے تھے مثلاً آپ اپنی گفتگو میں اکثر فرمایا
کرتے تھے دست در کار دل بایار۔ خدا داری چرخ داری۔ الاعمال بالنیات۔ اتنا خدا ملن جہد
، آپ نپل شیل زونڈ کا آئینہ مساند۔ گر حفظ مراتب نہ کنی زندگی۔ مالاہد رلک کلہ کلاہ لایرلک
کلہ الطریقہ کلہ الادب ادب تا جیت از لطف الہی۔ بندہ سرحد ہر جگہ خواہی۔
(۴۰۷) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا
تھے کہ ہماری جامعہ کے آدمیوں کو چاہئے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں
اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اسکے ایمان کے متعلق شک و شبہ ہے۔

(۴۰۸) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بچہ نے گھوٹیں ایک چھپکلی ماری اور بچہ
اسے مذاقاً مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی جھوٹی اہلیہ پر چھینک دیا جس پر بد سے لڑ کے ان کی
جینٹیں نکل گئیں اور چونکہ مسجد کلاں تھا ان کی آماد مسجد میں بھی سنائی دی۔ مولوی عبدالکریم صاحب
بب گھر آئے تو انہوں نے طہارت کے جوش میں اپنی بیوی کو بہت کچھ غصہ مشت کہا حتیٰ کہ ان کی
یختہ کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نیچے اپنے مکان میں بھی سن لی۔ چنانچہ
اس واقعہ کے متعلق اسی شب حضرت صاحب کو یہ پیام ہوا کہ یہ طریق اچھا نہیں۔ اس سے کب
دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو؟ لطیف یہ ہوا کہ صبح مولوی صاحب مرحوم تو اپنی اس
بات پر شرمندہ تھے۔ اور لوگ انہیں مبارکبادیں دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام
مسلمانوں کا لیڈر رکھا ہے۔

(۴۰۹) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب
حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شہادت کے لئے تھان تشیعین لے گئے تو رہتے میں



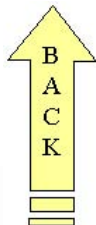


قادیانی کلمہ کی حقیقت

یہ تصویر نا نچریا (افریقہ) میں قادیانیوں کی بڑی عبادت گاہ ”احمدیہ سنٹرل ماسک“ کی ہے۔ جو قادیانی جماعت کے تیسرے بڑے سربراہ مرزا ناصر احمد کے دورہ افریقہ پر تصویری کتاب ”AFRICA SPEAKS“ سے لی گئی ہے۔ قادیانیوں کی اس عبادت گاہ پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بجائے لا الہ الا اللہ احمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ ہے ”اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں“ احمد (مرزا غلام احمد قادیانی) اللہ کے رسول ہیں۔ ”قادیانی کلمہ کی مزید وضاحت مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کے مندرجہ ذیل اقتباس سے ہو جاتی ہے۔

احمد سے مراد مرزا قادیانی

”اور اس آنے والے (مرزا قادیانی) کا نام جو احمد رکھا گیا ہے، وہ بھی اس کے مثل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمدؐ جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ اور احمد



AFRICA SPEAKS

Published by:
Majlis Nusrat Jahan Tahrik-i-Jadid,
Rabwah — West Pakistan



اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے و مبشر ابرسول یاتسی من بعدی اسمہ احمد مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمدؐ بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں لیکن آخری زمانہ میں ہر طبق پیش گوئی مجروح احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے، بھیجا گیا۔“

(ازالہ اوہام ص 673 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 463 از مرزا قادیانی)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ (مرزا قادیانی) اس آیت کا مصداق اپنے آپ کو ہی قرار دیتے ہیں کیونکہ آپ نے اس میں دلیل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ مراد ہوتے تو محمدؐ و احمدؑ کی پیش گوئی ہوتی۔ لیکن یہاں صرف احمدؑ کی پیش گوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اور شخص ہے جو مجرد احمد ہے۔ پس یہ حوالہ صاف طور پر ثابت کر رہا ہے کہ آپ (مرزا قادیانی) احمد تھے بلکہ یہ کہ اس پیش گوئی کے آپ ہی مصداق ہیں۔“

(انوار خلافت ص 37 مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

اس اقتباس کا عکسی فوٹو اس کتاب کے صفحہ نمبر 223 پر ملاحظہ فرمائیں۔

تصویر بولتی ہے

اسرائیل میں نام نماد مذہبی جماعت (قادیانی جماعت) کی موجودگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ قادیانی مذہب ہی نہیں بلکہ ایک خالص سیاسی جماعت ہے۔ یہودی دوسرا بنیا ہے جو کبھی خسارے کا سودا نہیں کرتا۔ اسرائیل نے قادیانیوں کو اپنے نظریاتی ملک میں جو مذہبی آزادی دے رکھی ہے، وہ اس کے اصول اور قواعد و ضوابط کے صریحاً خلاف ہے۔ قادیانی جماعت یہودی کلکٹروں پر چلنے والا استعماری پٹھو ہے۔ قادیانیوں اور اسرائیل کے باہمی تعلقات اور روابط کا اندازہ قوی اخبارات میں 22 فروری 85ء کے ”یروشلیم پوسٹ“ کے حوالے سے چھپنے والی اس تصویر سے لگایا جاسکتا ہے، جس میں دو قادیانی مبلغین کو اسرائیلی صدر کے ساتھ نہایت مودب انداز میں ملاقات کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اس تصویر میں اسرائیل

Friday, November 22, 1985 The Jerusalem Post



Sheikh Sharif Ahmed Amini (centre), the outgoing head of the Ahmediya, an Indian Moslem sect locally based in Haifa, introduces his successor, Sheikh Mohammed Hamid Kawpar, to President Chaim Herzog yesterday at Beit Hanassi. The new leader of the sect, which has 1,200 followers in Israel, brought numerous documents as evidence that the sect is persecuted in Pakistan. The outgoing sheikh, who is returning to India, praised Israel for allowing his sect to enjoy complete religious freedom. (Rahman Israeli)

اسرائیل میں مذکور مذہب کے سربراہ شیخ شریف احمد امینی نے سربراہ شیخ محمد حمید کا
شیخ شریف نے قادیانیوں کو مکمل مذہبی آزادی دینے پر اسرائیلی حکومت کی تعریف کی۔

میں بکدوش ہونے والے قادیانی سربراہ شیخ شریف امینی نے سربراہ شیخ محمد حمید کا
اسرائیل کے صدر سے تعارف کروا رہے ہیں۔ اس موقع پر شیخ شریف نے
قادیانیوں کو اسرائیل میں مکمل مذہبی آزادی دینے پر اسرائیلی حکومت کی تعریف کی
اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ یہ تصویر قادیانیوں کی اسلام دشمنی اور یہودی دوستی کا منہ
بولتا ثبوت ہے۔

”یروشلم پوسٹ“ کے حوالہ سے شائع ہونے والی تصویر میں اصل عبارت
سے قادیانیوں کے اسرائیل کے ساتھ باہمی روابط کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ہندوستان میں ہٹالہ کے نزدیک واقع قادیان اور پاکستان میں ربوہ کے بعد ان کا سب سے منظم مرکز اسرائیل کے شہر ”میٹا“ میں ہے۔ اس وقت بھی جب اسرائیل میں مسلمانوں کا رہنا دو بھر ہے، قادیانوں کو اسرائیل میں کام کرنے کی پوری آزادی ہے۔ فلسطینی عرب مسلمان آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اور قادیانی اسرائیلی وزیر اعظم، صدر اور میز و غیرہ سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ اسرائیل کا مسلمانوں پر ظلم و ستم اور قادیانوں پر اتنی عنایات! آخر کس صیہونی منصوبے کا حصہ ہیں؟

جادوہ جو سرچڑھ کر بولے

صدر ایوب خان مرحوم کے دور میں 1962ء کی قومی اسمبلی میں میاں عبدالحق مرحوم رکن قومی اسمبلی نے سوال اٹھایا کہ آیا اسرائیل میں قادیانی مشن موجود ہے؟ اس پر اس وقت کے وزیر خارجہ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے کہا کہ اگر کوئی صاحب اس سلسلہ میں ٹھوس معلومات فراہم کریں تو حکومت پاکستان ان کی مشکور ہوگی۔ اس موقع پر بھٹو صاحب نے یہ بھی بتایا کہ پاکستانی شہری اسرائیل نہیں جاسکتے اور نہ ہی پاکستان سے اسرائیل رقم بھیجی جاسکتی ہے۔ کیونکہ پاکستان کے اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات نہیں ہیں۔ چنانچہ میرے والد مولانا تاج محمود مرحوم نے ربوہ لائبریری سے چنیوٹ کے ایک طالب علم پرویز کی معرفت قادیانی جماعت کے بیرونی مشنوں کے متعلق کتابیں منگوائیں۔ ایک کتاب (Our Foreign Mission) آور فارن مشن جو قادیانی جماعت کے زیر اہتمام ربوہ میں چھپی تھی اس کے صفحہ 97 پر قادیانی جماعت کے اسرائیل میں حیضہ کے مقام پر قادیانی مشن کی تفصیلات کا ذکر موجود ہے۔ میرے والد گرامی نے وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کو بذریعہ ٹیلی گرام یہ دستاویزی ثبوت بہم پہنچائے۔ بعد ازاں آغا شورش کاشمیری نے اپنے جریدہ ہفت روزہ چٹان لاہور میں اس کتاب کی تحریر کے فوٹو شائع کیے۔ اس طرح پہلی مرتبہ یہ بات منظر عام پر آئی۔ اسرائیل میں قادیانی مشن کی بابت تفصیلات کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔ یہ کتاب مرزا غلام احمد کے پوتے مرزا مبارک احمد کی تصنیف کردہ ہے۔

OUR FOREIGN

MISSIONS

A brief Account of the Ahmadiyya Work
to push Islam in various
parts of the World

A TASHIR BOOK

MIRZA MUBARAK AHMAD



ISRAEL MISSION

The Ahmadiyya Mission in Israel is situated in Haifa at Mount Karmel. We have a mosque there, a Mission House, a library, a book depot, and a school. The mission also brings out a monthly, entitled *Al-Bushra* which is sent out to thirty different countries accessible through the medium of Arabic. Many works of the Promised Messiah have been translated into Arabic through this mission.

In many ways this Ahmadiyya Mission has been deeply affected by the Partition of what formerly was called Palestine. The small number of Muslims left in Israel derive a great deal of strength from the presence of our mission which never misses a chance of being of service to them. Some time ago, our missionary had an interview with the Mayor of Haifa, when during the discussion on many points, he offered to build for us a school at Kababeer, a village near Haifa, where we have a strong and well-established Ahmadiyya community of Palestinian Arabs. He also promised that he would come to see our missionary at Kababeer, which he did later, accompanied by four notables from Haifa. He was duly received by members of the community, and by the students of our school, a meeting having been held to welcome the guests. Before his return he entered his impressions in the Visitors' Book.

Another small incident, which would give readers some idea of the position our mission in Israel occupies, is that in 1956 when our missionary Choudhry Muhammad Sharif, returned to the Headquarters of the movement in Pakistan, the President of Israel's next word that he (our missionary) should see him before embarking on the journey back. Choudhry Muhammad Sharif utilized the opportunity to present a copy of the German translation of the Holy Quran to the President, which he gladly accepted. This interview and what transpired at it was widely reported in the Israeli Press, and a brief account was also broadcast on the radio.

(OUR FOREIGN MISSIONS)
(by Mirza Mubarak Ahmad)

ترجمہ — ”احمدیہ مشن اسرائیل میں حیضہ (ماؤنٹ کرمل) کے مقام پر واقع ہے اور وہاں ہماری ایک مسجد، ایک مشن ہاؤس، ایک لائبریری، ایک بک ڈپو اور ایک سکول موجود ہے۔ ہمارے مشن کی طرف سے ”البشری“ کے نام سے ایک ماہانہ عربی رسالہ جاری ہے جو تیس مختلف ممالک میں بھیجا جاتا ہے۔ مسیح موعود کی بہت سی تحریکیں اس مشن نے عربی میں ترجمہ کی ہیں۔ فلسطین کے تقسیم ہونے سے یہ مشن کافی متاثر ہوا۔ چند مسلمان جو اس وقت اسرائیل میں موجود ہیں ہمارا مشن ان کی ہر ممکن خدمت کر رہا ہے اور مشن کی موجودگی سے ان کے حوصلے بلند ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ہمارے مشنری کے لوگ حیضہ کے میز سے ملے اور ان سے گفت و شنید کی۔ میز نے وعدہ کیا کہ احمدیہ جماعت کے لیے کبابیر میں حیضہ کے قریب وہ ایک سکول بنانے کی اجازت دے دیں گے۔ یہ علاقہ ہماری جماعت کا مرکز اور گڑھ ہے۔ کچھ عرصہ بعد میز صاحب ہماری مشنری دیکھنے کے لیے تشریف لائے۔ حیضہ کے چار معززین بھی ان کے ہمراہ تھے۔ ان کا پروقار استقبال کیا گیا، جس میں جماعت کے سرکردہ ممبر اور سکول کے طالب علم بھی موجود تھے۔ ان کی آمد کے اعزاز میں ایک جلسہ بھی منعقد ہوا، جس میں انہیں سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ واپسی سے پہلے میز صاحب نے اپنے تاثرات مہمانوں کے رجسٹر میں بھی تحریر کیے۔ ہماری جماعت کے موثر ہونے کا ثبوت ایک چھوٹے سے مندرجہ ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ 1956ء میں جب ہمارے مبلغ چودھری محمد شریف صاحب ریوہ پاکستان واپس تشریف لارہے تھے اس وقت اسرائیل کے صدر سے ہماری مشنری کو پیغام بھیجا کہ چودھری صاحب روانگی سے پہلے صدر صاحب سے ملیں۔ موقع سے فائدہ اٹھا کر چودھری صاحب نے ایک قرآن حکیم کا نسخہ جو جرمن زبان میں تھا صدر محترم کو پیش کیا۔ جس کو خلوص دل سے قبول کیا گیا۔ چودھری صاحب کا صدر صاحب سے انٹرویو اسرائیل کے ریڈیو سے نشر

کیا گیا اور ان کی ملاقات کو اخبارات میں جلی سرخیوں سے شائع کیا گیا۔
 ”لندن سے شائع ہونے والی کتاب ”اسرائیل اے پرو فائل“

(ISRAEL

A PROFILE) میں انکشاف کیا گیا ہے کہ حکومت اسرائیل نے اپنی
 فوج میں پاکستانی قادیانیوں کو بھرتی ہونے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ کتاب
 پولیٹیکل سائنس کے ایک یہودی پروفیسر آئی۔ آئی۔ نوبائی نے لکھی ہے اور
 اسے ادارہ پال مال، لندن نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی بتایا گیا
 ہے کہ ”1972ء تک اسرائیلی فوج میں چھ سو پاکستانی قادیانی شامل ہو چکے
 ہیں۔“

(روزنامہ نوائے وقت لاہور صفحہ 29 دسمبر 1975ء)

مندرجہ بالا کرب انگیز انکشاف پر اہل فکر تشویش کا اظہار کر رہے تھے کہ قومی اسمبلی
 کے فاضل رکن ظفر احمد انصاری صاحب نے ایک ہفت روزہ کو انٹرویو دیتے ہوئے
 بتایا کہ وہ آئندہ اجلاس میں اس مسئلے کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔ اس سوال کے
 جواب میں کہ اسرائیلی فوج میں احمدیوں کی موجودگی ایک خوفناک انکشاف ہے،
 یہودیوں اور احمدیوں میں اس تعاون کی کیا تفصیل ہے اور آپ اسے پاکستان کی قومی
 اسمبلی میں کیوں زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔

پاکستان مسلم مملکت ہے اور یہودی ہر مسلم مملکت کو نیست و نابود کرنے کا عہد کر
 چکے ہیں۔ وہ اس کے لیے ہر ذریعے اور ہر واسطے کو استعمال میں لا رہے ہیں۔ ان کے
 آلہ کار بننے والوں میں یہ مرزائی یا قادیانی بھی شامل ہیں جو اپنے آپ کو احمدی کہتے
 ہیں۔ اسرائیل یہودی صیہونیت کا ہتھیار ہے۔ جس کے ذریعے یہودی عالم اسلام کو
 زیر کرنا چاہتے ہیں۔ 1972ء تک اسرائیل میں موجود ”احمدیوں“ کی تعداد چھ سو
 تھی جن پر اسرائیلی فوج میں ”خدمت“ کے دروازے کھول دیے گئے تھے۔ یہ تفصیل
 پولیٹیکل سائنس کے یہودی پروفیسر آئی۔ آئی۔ نوبائی کی کتاب (ISRAEL

(A PROFILE) کے صفحہ 75 پر موجود ہے۔ یہ کتاب پال مال لندن 1972ء میں چھپی ہے۔ دلچسپ چیز یہ ہے کہ اس کتاب کے صفحہ 54 پر صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ عربوں پر یہ پابندی اب بھی قائم ہے کہ وہ کسی سرسبز گاؤں میں نہیں رہ سکتے اور اسرائیلی فوج میں بھرتی بھی نہیں ہو سکتے۔ اس کتاب کے صفحہ 75 پر یہ بھی موجود ہے کہ یہ ”احمدی“ پاکستان سے ہیں اور مسلمان بالخصوص پاکستانی مسلمان کے لیے یہ بات یوں بھی انتہائی افسوس کا موجب ہے کہ ان احمدیوں کو پاکستانی قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے بھی یہ تحریک التوا کے ذریعہ اسے پاکستان کے مقتدر ترین ایوان میں زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔

○ اب اسرائیل سے احمدیوں کے گٹھ جوڑ کی مصدقہ کمانی خود ان کے رسائل و جرائد سے حاضر ہے۔ ان شرمناک سرگرمیوں اور استحصالی ہتھکنڈوں کا سلسلہ تو بہت پرانا اور طویل ہے۔ تاہم چند واقعات ملاحظہ کریں۔ تحریک جدید کے مبلغ فلسطین رشید احمد چغتائی اسرائیل سے پاکستان ارسال کردہ ماہ اگست تا اکتوبر 1948ء اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔

”فلسطین کے شرصور اپنے حیفہ کے احمدی بھائیوں تک پہنچنے کے سلسلہ میں گیا۔ جہاں فلسطینی پناہ گزینوں میں تبلیغ کی۔ احمدی بھائیوں کی خواہش پر دو یوم قیام رہا۔ تبلیغ کے علاوہ ان کی تربیت کے لیے بھی وقت صرف کیا۔ یہاں 29 کس کو تبلیغ کی۔ ایک شخص سے خاص طور پر تبادلہ خیالات دو روز تک چار سے چھ گھنٹے تک ہوتا رہا۔ انہیں بعض کتب بھی مطالعہ کے لیے دی گئیں۔“

(اخبار ”الفضل“ 12 مارچ 1949ء)

تاریخی حقائق

اسرائیل مشن کے بارے میں کادیانیوں کا یہی موقف رہا ہے۔ یہ مشن کادیانی

(بھارت) کے ماتحت ہیں۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ رپوہ (پاکستان) کا دیانوں کا ہیڈ کوارٹر ہے اور کاویانی جماعت کی تمام تنظیمیں اسی مرکز سے وابستہ ہیں اور اسی کے زیر انتظام چلتی ہیں۔ کاویانی اپنے نام نہاد اور جعلی نبی کی طرح جھوٹ بولنے میں ماہر ہیں۔ اسرائیل میں کاویانی مشن کی موجودگی اور کاویانیوں کے اسرائیل کی حکومت کے ساتھ سفارتی تعلقات اور روابط کی قلمی تاریخی دستاویزات اور حقائق سے کھل جاتی ہے۔

● رپوہ کی تحریک جدید کے سالانہ بجٹ 67 - 1966ء سے ثابت ہوتا ہے کہ اسرائیل میں جماعت احمدیہ کا مشن کس کے زیر اہتمام چل رہا ہے؟ اس بجٹ کے صفحہ 25 کا فوٹو سٹیٹ ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ کاویانی اپنے موقف میں سچے ہیں یا جھوٹے۔

تفصیل آمد خراج مشہائے بیرون

حیفا

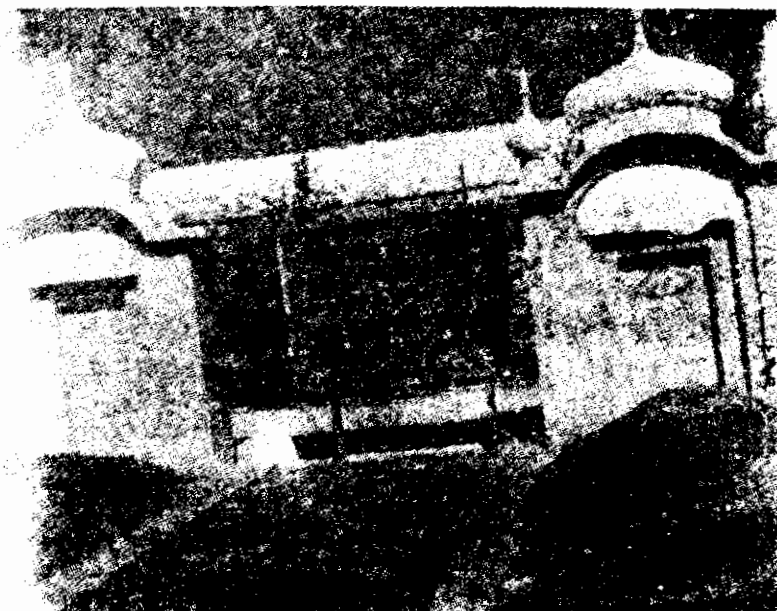
(۱۲)

دراستہ کیلئے
۱۹۶۶-۶۷

آمد				خرچ			
شمار	نام حیات	اصل عدد	بجٹ	شمار	نام حیات	اصل عدد	بجٹ
۱	مرکزی صلیب	۹۶۲	۹۶۲	۱	چندہ تحریک جدید	۱۳۵۰	۱۳۵۰
۲				۲	عام و صحت آمد	۱۶۰۰	۱۶۰۰
۳				۳	زکوٰۃ	۱۰۰	۱۰۰
۴	میزان علم	۹۶۲	۹۶۲	۴	محمد فخر	۱۳۵	۱۳۵
۵				۵	فخران	۱۳۵	۱۳۵
۶				۶	مسترق	۱۳۵	۱۳۵
سائر							
شمار	نام حیات	اصل عدد	بجٹ	شمار	نام حیات	اصل عدد	بجٹ
۱	شانت لڑپیر	۲۰	۲۰	۱	میزان آمد	۳۳۰۰	۳۳۰۰
۲	تہذیبی ماس و میڈی	۲۰	۲۰	خلاصہ			
۳	دورے و سفر طبقہ	۲۰	۲۰				
۴	صحت ندری	۵۰	۵۰				
۵	کرایہ مکان فرنگیہ	-	-				
۶	بلیک بائی گیسٹ ہاؤس	۱۰۵۵	۱۰۵۵				
۷	سکولنگ	۱۵	۱۵				
۸	ڈاک سروس کمیٹی	۵۰	۵۰				
۹	کتاب اہتمامات	۵۰	۵۰				
۱۰	مسترق	۵۰	۵۰				
۱۱	ادارہات و سلاسل	۴۰۰	۴۰۰				
	میزان سائر	۱۰۵۵	۱۰۵۵				
	کل خرچہ محمد سائر	۲۰۴۴	۲۰۴۴				
	دراستہ مرکزی	۱۳۶۳	۱۳۶۳				
	کل میزان	۵۳۰۰	۵۳۰۰				

(احمدیہ تحریک جدید کے سالانہ بجٹ ۱۹۶۶-۶۷ء کے صفحہ ۲۵ کا عکس)

اٹھنڈ بھارت



یہ تصویر پاکستان میں قادیانیوں کے مرکز ربوہ (ضلع جھنگ) کے قادیانی قبرستان میں نصرت جہاں بیگم (مرزا قادیانی کی بیوی) اور مرزا بشیر الدین محمود کی بیوی کی قبروں کی ہیں جن پر مرزا بشیر الدین محمود کے حسب ذیل فرمودات کا بورڈ آویزاں ہے۔

”ارشاد حضرت خلیفہ المسیح ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ“

”جماعت کو نصیحت ہے کہ جب بھی ان کو توفیق ملے، حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) اور دوسرے اہل بیت (مرزا قادیانی کے گھر والے) کی نعشوں کو مقبرہ ہشتی قادیان میں لے جا کر دفن کریں، چونکہ مقبرہ ہشتی کا قیام اللہ تعالیٰ کے اہام سے ہوا ہے۔ اس میں حضرت ام المومنین اور خاندان حضرت مسیح موعود کے دفن کرنے کی ہدایت کی ہے، اس لیے یہ بات فرض کے طور پر ہے“

جماعت کو اسے کبھی نہیں بھولنا چاہیے۔“

ایک اور موقع پر مرزا بشیر الدین محمود نے کہا تھا کہ
”ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری
سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائیں“
(روزنامہ الفضل قادیان 17 مئی 1947ء)

باؤنڈری کمیشن میں قادیانیوں کا موقف

صاحبزادہ طارق محمود اپنی شہرہ آفاق کتاب ”قادیانیت کا سیاسی تجزیہ“ میں
لکھتے ہیں۔

”قادیانی جماعت کی بھرپور مخالفت کے باوجود جب ہندوستان کی تقسیم
ناگزیر ہو گئی اور پاکستان کا قیام ممکن نظر آنے لگا تو قادیانیوں نے پاکستان کی جغرافیائی
صورت کو نقصان پہنچانے کی ہمایاک کوشش کی۔ کشمیر اپنی تاریخی حیثیت اور جغرافیائی
محل وقوع کے اعتبار سے پاکستان کا حصہ ہونا چاہیے تھا۔ چونکہ پاکستان میں بنے
والے سارے دریاؤں کا منبع اور سرچشمہ کشمیر ہے، بھارت ہمارے دریاؤں کا پانی
بند کر کے ہمارے سرسبز کھیتوں اور لہلہاتی فصلوں کو تباہ کر سکتا تھا۔ کشمیر اور پاکستان
مذہبی، سیاسی اور ثقافتی نکتہ نظر سے بھی ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم تھے۔
اس لیے قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ حد
بندی کمیشن جن دنوں بھارت اور پاکستان کی حد بندی کی تفصیلات طے کر رہا تھا،
کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے اپنا اپنا موقف بیان کر رہے تھے۔ مسلم لیگ کی
طرف سے سر ظفر اللہ خان قادیانی وکالت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔
باؤنڈری کمیشن اس وقت درط حیرت میں پڑ گیا، جب جماعت احمدیہ کی طرف سے
الگ میمورنڈم (محررانہ) پیش کیا گیا، جس میں قادیانی جماعت نے اپنے بانی مولد
مرکز قادیان کو وٹیکن شٹی (Vatigen City) قرار دینے کا مطالبہ کیا۔

○ جماعت احمدیہ کے میمورنڈم میں قادیانیوں کے علیحدہ مذہب، سول و

فوجی ملازمین کی مبالغہ آمیز تعداد، کیفیت اور آبادی کی تفصیلات درج ہیں۔ گزشتہ چند برس پہلے حکومت پاکستان کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب (Partition Of The Punjab) جلد 1 ص 428-469 میں قادیانی عرصداشت اور اس کی جملہ تفصیلات موجود ہیں۔

قادیانی جماعت نے ریڈ کلف کمیشن کو اپنا نقشہ بھی پیش کیا، جس میں قادیانیوں کی آبادی کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کیا گیا۔ جماعت احمدیہ نے یہ نقشہ 1940ء میں تیار کیا تھا۔ حد بندی کمیشن کو الگ میمورنڈم پیش کرنے کا افسوسناک پہلو یہ تھا کہ قادیانی جماعت کا مقتدر رہنما ظفر اللہ خان ایک طرف تو کمیشن کے سامنے پاکستان کیس کی وکالت کر رہا تھا، جبکہ دوسری طرف اس کی جماعت کی طرف سے الگ میمورنڈم پیش کیا جا رہا تھا۔۔۔ قادیانیوں کا City Vitigen کا مطالبہ تو تسلیم نہ کیا گیا، البتہ باؤنڈری کمیشن نے احمدیوں کے محضر نامہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے احمدیوں کو مسلمانوں سے خارج کر کے گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس کے اہم علاقے بھارت میں شامل کر دیے۔ اس طرح نہ صرف گورداسپور کا ضلع پاکستان سے گیا بلکہ بھارت کو کشمیر ہڑپ کر لینے کی راہ میسر آگئی۔ نتیجتاً کشمیر پاکستان سے کٹ گیا۔

مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمود برصغیر پاک و ہند کی تقسیم میں قادیانی جماعت کے منافقانہ کردار کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

○ ”چنانچہ سید میر نور احمد سابق ڈائریکٹر تعلقات عامہ اپنی یادداشتوں: ”مارشل لاء مارشل لاء“ میں اس واقعہ کو یوں تحریر کرتے ہیں:

”لیکن اس سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ایوارڈ پر ایک مرتبہ دستخط ہونے کے بعد ضلع فیروزپور کے متعلق، جس میں 17 اور 19 اگست کے درمیان عرصہ میں ردوبدل کیا گیا اور ریڈ کلف سے ترمیم شدہ ایوارڈ حاصل کیا گیا۔

کیا ضلع گورداسپور کی تقسیم اس ایوارڈ میں شامل تھی جس پر ریڈ کلف نے 8 اگست کو دستخط کیے تھے یا ایوارڈ کے اس حصہ میں بھی ماؤنٹ بیٹن نے نئی ترمیم کرائی؟ افواہ یہی ہے اور ضلع فیروزپور والی فائل سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

اگر ایوارڈ کے ایک حصہ میں ناجائز طریق پر ردوبدل ہو سکتی تھی تو دوسرے حصوں کے متعلق بھی یہ شبہ پیدا ہوتا ہے۔ پنجاب حد بندی کمیشن کے مسلمان ممبروں کا تاثر ریڈ کلف کے ساتھ آخری گفتگو کے بعد یہی تھا کہ گورداسپور، جو بہر حال مسلم اکثریت کا ضلع تھا، قطعی طور پر پاکستان کے حصے میں آ رہا ہے، لیکن جب ایوارڈ کا اعلان ہوا تو نہ ضلع فیروز پور کی تحصیلیں پاکستان میں آئیں اور نہ ضلع گورداسپور (ماسوا تحصیل شکر گڑھ) پاکستان کا حصہ بنا۔ کمیشن کے سامنے وکلاء کی بحث کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ کمیشن کے سامنے کشمیر کے نقطہ نگاہ سے ضلع گورداسپور کی تحصیل پٹھان کوٹ کی اہمیت کا کوئی ذکر آیا تھا یا نہیں۔ غالباً نہیں آیا تھا، کیونکہ یہ پہلو کمیشن کے نقطہ نگاہ سے قطعاً "غیر متعلق تھا۔ ممکن ہے ریڈ کلف کو اس نقطے کا کوئی علم ہی نہ ہو، لیکن ماؤنٹ بیٹن کو معلوم تھا کہ تحصیل پٹھانکوٹ کے ادھر ادھر ہونے سے کن احکامات کے راستے کھل سکتے ہیں اور جس طرح وہ کانگریس کے حق میں ہر قسم کی بے ایمانی کرنے پر اتر آیا تھا، اس کے پیش نظر یہ بات ہرگز بعید از قیاس نہیں کہ ریڈ کلف عواقب اور نتائج کو پوری طرح سمجھا ہی نہ ہو اور اس پاکستان دشمنی کی سازش میں کردار اعظم ماؤنٹ بیٹن نے ادا کیا ہو

ضلع گورداسپور کے سلسلے میں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے۔ اس کے متعلق چودھری ظفر اللہ خان، جو مسلم لیگ کی وکالت کر رہے تھے، خود بھی ایک افسوسناک حرکت کر چکے تھے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کا نقطہ نگاہ عام مسلمانوں سے (جن کی نمائندگی مسلم لیگ کر رہی تھی) جداگانہ حیثیت میں پیش کیا۔ جماعت احمدیہ کا نقطہ نگاہ بے شک یہی تھا کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا پسند کریں گی، لیکن جب سوال یہ تھا کہ مسلمان ایک طرف اور باقی سب دوسری طرف تو کسی جماعت کا اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کرنا مسلمانوں کی عددی قوت کو کم ثابت کرنے کے مترادف تھا۔ اگر جماعت احمدیہ یہ حرکت نہ کرتی تب بھی ضلع گورداسپور کے متعلق شاید فیصلہ وہی ہوتا جو ہوا، لیکن یہ حرکت اپنی جگہ بہت عجیب تھی۔"

(روزنامہ "مشرق" 3 فروری 1964ء)

اب اس سلسلہ میں خود حد بندی کمیشن کے ایک ممبر جسٹس منیر کا ایک

حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں :

”اب ضلع گورداسپور کی طرف آئیے۔ کیا یہ مسلم اکثریت کا علاقہ نہیں تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ضلع میں مسلم اکثریت بہت معمولی تھی، لیکن پٹھانکوٹ تحصیل اگر بھارت میں شامل کر دی جاتی تو باقی ضلع میں مسلم اکثریت کا تناسب خود بخود بڑھ جاتا۔

مزید برآں مسلم اکثریت کی تحصیل شکر گڑھ کو تقسیم کرنے کی مجبوری کیوں پیش آئی۔ اگر اس تحصیل کو تقسیم کرنا ضروری تھا تو دریائے راوی کی قدرتی سرحد یا اس کے ایک معاون نالے کو کیوں نہ قبول کیا گیا، بلکہ اس مقام سے اس نالے کے مغربی کنارے کو سرحد قرار دیا گیا، جہاں یہ نالہ ریاست کشمیر سے صوبہ پنجاب میں داخل ہوتا ہے۔ کیا گورداسپور کو اس لیے بھارت میں شامل کیا گیا کہ اس وقت بھی بھارت کو کشمیر سے منسلک رکھنے کا عزم و ارادہ تھا۔

اس ضمن میں، میں ایک بہت ناگوار واقعہ کا ذکر کرنے پر مجبور ہوں۔ میرے لیے یہ بات ہمیشہ ناقابل فہم رہی ہے کہ احمدیوں نے علیحدہ نمائندگی کا کیوں اہتمام کیا۔ اگر احمدیوں کو مسلم لیگ کے موقف سے اتفاق نہ ہوتا تو ان کی طرف سے علیحدہ نمائندگی کی ضرورت ایک افسوسناک امکان کے طور پر سمجھ میں آسکتی تھی۔ شاید وہ علیحدہ ترجمانی سے مسلم لیگ کے موقف کو تقویت پہنچانا چاہتے تھے، لیکن اس سلسلہ میں انہوں نے شکر گڑھ کے مختلف حصوں کے لیے حقائق اور اعداد و شمار پیش کیے۔ اس طرح احمدیوں نے یہ پہلو اہم بنا دیا کہ نالہ بھین اور نالہ بسنتر کے درمیانی علاقہ میں غیر مسلم اکثریت میں ہیں اور اسی دعویٰ کے لیے دلیل میسر کر دی کہ اگر نالہ اچھ اور نالہ بھین کا درمیانی علاقہ از خود بھارت کے حصہ میں آجائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ علاقے ہمارے (پاکستان) کے حصے میں آگیا ہے، لیکن گورداسپور کے متعلق احمدیوں نے اس وقت ہمارے لیے سخت محصلہ پیدا کر دیا۔

(ردزنامہ ”نوائے وقت“ 7 جولائی 1964ء)

(”قادیانیوں کے عقائد اور عزائم“ ص 56 تا 59 از مولانا تاج محمود)

○ 1953ء کی تحریک ختم نبوت کے متعلق حالات و واقعات کی تحقیقات کرنے والی عدالت میں باؤنڈری کمیشن کے سامنے قادیانی جماعت کی دوغلی پالیسی کا کردار سامنے آیا تھا۔ قادیانیوں نے اس الزام کے جواب میں واقعات کا سرے سے انکار کیا تھا۔ حد یہ کہ تحقیقاتی عدالت کے ایک رکن چیف جسٹس منیر نے قادیانیوں کی صفائی میں قادیانیوں سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اور بڑے تند و تیز لہجے میں الزام عاید کرنے والوں کا استخفاف کیا تھا لیکن دس گیارہ برس کے بعد منیر صاحب کو ہوش آیا یا شاید حالات نے ثابت کر دکھایا کہ جماعت احمدیہ پر لگائے گئے الزامات بے بنیاد نہ تھے، بلکہ وہ حقائق پر مبنی تھے۔

۔ ہائے اس زود پشیاں کا پشیاں ہونا

○ ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ سر ظفر اللہ خان نے تقسیم کے عمل میں کس قدر گھٹاؤنا کردار ادا کیا۔ روزنامہ مشرق کے ایک ادارے سے قادیانی جماعت کے راہنما چوہدری ظفر اللہ خان کے منافقانہ کردار اور خبیث باطنی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

”بھارت کے مشہور اخبار ”ہندوستان ٹائمز“ میں بھارت کے سابق کمشنر سری پرکاش کی قسط وار خودنوشت سوانح عمری چھپ رہی ہے۔ جس میں انہوں نے پاکستان کے سابق وزیر خارجہ اور عالمی عدالت کے جج سر ظفر اللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ 1947ء میں انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح کو بیوقوف قرار دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر پاکستان بن گیا تو اس سے ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔“ مسٹر سری پرکاش نے مزید لکھا ہے کہ ”کچھ عرصہ بعد جب کراچی میں سر ظفر اللہ خان سے ملاقات ہوئی اور میں نے ان سے پوچھا کہ اب قائد اعظم اور پاکستان کے بارے میں کیا خیال ہے تو انہوں نے کہا ”میرا جواب اب بھی وہی ہے جو پہلے دیا تھا۔“

(روزنامہ مشرق لاہور 15 فروری 1964ء)

تقسیم ہند کے وقت مسلمان 51 فیصد تھے، ہند 49 فیصد قادیانی 2 فیصد۔ جب یہ مسلمانوں سے علیحدہ ہو گئے تو مسلمان 51 کی بجائے 49 فیصد ہو گئے۔ اس سے

گوروا سپور جاتا رہا اور کشمیر کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کا تاریخ ساز فیصلہ

7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے تقریباً 14 روز کی علمی بحث کے بعد متفقہ طور پر قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنا پر غیر مسلم قرار دے دیا۔ اسمبلی میں قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر احمد کو مکمل صفائی کا موقع فراہم کیا گیا۔ ان دنوں ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے وزیر اعظم تھے۔ ان کے بعد صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے 26 اپریل 1984ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا۔ جس میں قادیانیوں کو شعائر اسلامی استعمال کرنے اور خود کو مسلمان ظاہر کرنے پر پابندی لگا دی گئی۔ قادیانیوں نے اس قانون کی صریحاً خلاف ورزی کی اور آئین شکنی پر اتر آئے جس پر قادیانیوں کے خلاف مقدمات، سول عدالتوں سے ہائی کورٹوں تک پہنچے۔ چاروں صوبوں کی ہائی کورٹس نے بھی قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر مرتعہ دیتی مثبت کی۔ قادیانیوں نے ہائی کورٹوں کے ان فیصلوں کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیلیں دائر کیں۔ جوں جوں ہائی کورٹوں میں ان کے خلاف فیصلے ہوتے گئے، قادیانی سپریم کورٹ سے رجوع کرتے گئے۔ 1992ء تک ان اپیلوں کی تعداد آٹھ ہو گئی۔

جولائی 1993ء میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جناب جسٹس محمد افضل غلہ نے ان اپیلوں کی سماعت کے لیے پانچ رکنی بنچ تشکیل دیا۔ جو جسٹس شفیع الرحمن، جسٹس عبدالقدیر چوہدری، جسٹس محمد افضل لون، جسٹس دلی محمد خاں اور جسٹس سلیم اختر پر مشتمل تھا۔ سپریم کورٹ کے اس بنچ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر تاریخ ساز فیصلہ دیا جو پڑھنے کے لائق ہے۔

اس فیصلہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور آخر میں جج صاحبان اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہر

قادیانی اپنے کفریہ عقائد کی بنا پر ”مسلمان رشدی“ کی طرح ہے۔
 ذیل میں اس فیصلہ کے چند اقتباسات دیئے جا رہے ہیں جو اس فیصلہ کی
 روح ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

”سادہ الفاظ میں جو لوگ دوسروں کو دھوکا دیتے ہیں، ان کی حوصلہ شکنی کی
 جانی چاہیے، خواہ ان کی حرکت سے بچنے والے نقصان کی مالیت چند کوڑیوں کے
 برابر ہو۔ ہمارے ہاں قائد اعظم اور اس کے مماثل لقب کی حفاظت کے لیے قانون
 وضع کیا گیا ہے جسے کسی حلقے نے چیلنج نہیں کیا۔ بہر حال پاکستان جیسی نظریاتی ریاست
 میں اہل کندگان (قادیانی) جو کہ غیر مسلم ہیں، اپنے عقیدہ کو اسلام کے طور پر پیش
 کر کے دھوکہ دینا چاہتے ہیں؟ یہ بات خوش آئند اور لائق تحسین ہے کہ دنیا کے
 اس خطے میں عقیدہ آج بھی مسلمان کے لیے سب سے قیمتی متاع ہے، وہ ایسی
 حکومت کو ہرگز برداشت نہیں کرے گا جو اسے ایسی جعل سازیوں اور دوسرے
 کاریوں سے تحفظ فراہم کرنے کو تیار نہ ہو۔

دوسری طرف اہل کندگان اصرار کر رہے ہیں کہ انہیں نہ صرف اپنے
 مذہب کو اسلام کے طور پر پیش کرنے کا لائسنس دیا جائے بلکہ وہ یہ بھی چاہتے ہیں
 کہ انتہائی محترم و مقدس شخصیات کے ساتھ استعمال ہونے والے القابات اور
 خطابات وغیرہ کو ان بدعتی غیر مسلموں کے ناموں کے ساتھ چسپاں کیا جائے، جو مسلم
 شخصیات کے پاسک بھی نہیں۔ حقیقتاً ”مسلمان اس اقدام کو اپنی عظیم ہستیوں کی
 بے حرمتی اور توہین و تنقیص پر محمول کرتے ہیں۔ پس اہل کندگان اور ان کی
 برادری کی طرف سے ممنوعہ القابات اور شعار اسلام کے استعمال پر اصرار اس
 بارے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہنے دیتا کہ وہ قصداً ”ایسا کرنا چاہتے ہیں“ نہ
 صرف جو ان مقدس ہستیوں کی بے حرمتی کرنے بلکہ دوسروں کو دھوکا دینے کے
 مترادف بھی ہے۔ اگر کوئی مذہبی گروہ دھوکہ دہی و فریب کاری کو اپنا بنیادی حق
 سمجھ کر اس پر اصرار کرے اور اس سلسلے میں عدالتوں سے مدد کا طلب گار ہو تو اس
 کا خدا ہی حافظ ہے۔ امریکہ کی سپریم کورٹ

”Cantwell vs Connecticut (310 US 296 at 306)“ نامی مقدمہ میں قرار

دے چکی ہے کہ

”مذہب یا مذہبی عقیدہ کا لبادہ کسی شخص کو‘ عام لوگوں کو فریب دینے پر تحفظ فراہم نہیں کرتا۔“

علاوہ ازیں اگر اہل کنندگان یا ان کی برادری‘ دوسروں کو دھوکہ دینے کا ارادہ نہیں رکھتے تو وہ اپنے لیے نئے القاب وغیرہ کیوں وضع نہیں کر لیتے؟ کیا انہیں اس بات کا احساس نہیں کہ دوسرے مذاہب کے شعائر‘ مخصوص نشانات‘ علامات اور اعمال پر انحصار کر کے‘ وہ خود اپنے مذہب کی ریاکاری کا پردہ چاک کریں گے۔ اس صورت میں اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کا نیا مذہب‘ اپنی طاقت‘ میرٹ اور صلاحیت کے بل پر ترقی نہیں کر سکتا یا فروغ نہیں پاسکتا بلکہ اسے جعل سازی و فریب پر انحصار کرنا پڑ رہا ہے؟ آخر کار دنیا میں اور بھی بہت سے مذاہب ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں یا دوسرے لوگوں کے القابات وغیرہ پر کبھی غاصبانہ قبضہ نہیں کیا۔ بلکہ وہ اپنے عقائد کی پیروی اور اس کی تبلیغ بڑے فخر سے کرتے ہیں اور اپنے ہیروز کی‘ اپنے طریقہ سے مدح و ستائش کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ پاکستان میں ایسا کوئی قانون نافذ نہیں جو احمدیوں کو ان کے اپنے القابات تخلیق کرنے اور انہیں مخصوص افراد کے ساتھ استعمال کرنے سے روکتا ہو نیز ان کے مذہب پر کسی قسم کی دوسری پابندیاں عائد نہیں ہیں۔

84۔ جہاں تک رسول اکرمؐ کی ذات گرامی کا تعلق ہے‘ مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے:-

”ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو‘ لازم ہے کہ وہ رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے بچوں‘ خاندان‘ والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔“

(صحیح بخاری کتاب الایمان‘ باب حب الرسول من الایمان)

کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے‘ اگر وہ ایسا توہین آمیز مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے‘ بننے‘ پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

85- ہمیں اس پس منظر میں احمدیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے

موقع پر احمدیوں کے اعلانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس رد عمل کے بارے میں سوچنا چاہیے جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً ”شعائر اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ”رشدی“ تحقیق کرنے کے مترادف ہو گا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کسی قیمت پر؟ مزید برآں اگر گلیوں یا جائے عام پر جلوس نکالنے یا جلسہ کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ خانہ جنگی کی اجازت دینے کے برابر ہے۔ یہ محض قیاس آرائی نہیں، حقیقتاً ”ماضی میں بارہا ایسا ہو چکا ہے اور بھاری جانی و مالی نقصان کے بعد اس پر قابو پایا گیا (تفصیلات کے لیے منیر رپورٹ دیکھی جاسکتی ہے) رد عمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی احمدی یا قادیانی سرعام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے، یا دیواریاں نمائش دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیاء کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز امن عامہ کو خراب کرنے کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجے میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت حال میں احتیاطی تدابیر بروئے کار لانا لازمی ہے تاکہ امن و امان برقرار رکھا جاسکے اور جان و مال خصوصاً احمدیوں کے نقصان سے بچا جاسکے۔ اس صورت حال میں مقامی انتظامیہ نے جو فیصلے کیے، یہ عدالت انہیں کالعدم نہیں کر سکتی۔ وہ اس معاملے میں بہترین جج ہیں تاؤ فٹیکہ قانون یا حقیقت کے ذریعے اس کے برعکس ثابت نہ کیا جائے۔

89- ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ احمدیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور

معاملات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے

بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بتا رکھے ہیں اور وہ اپنے تہوار، امن و امان کا کوئی مسئلہ یا الجھن پیدا کیے بغیر پر امن طور پر مناتے ہیں۔ انتظامیہ جو امن و امان قائم رکھنے اور شہریوں کے جان و مال نیز عزت و آبرو کا تحفظ کرنے کی ذمہ دار ہے، بہر حال مذکورہ بالا اقدار میں سے کسی کو خطرہ لاحق ہونے کی صورت میں مداخلت کرے گی۔

مذکورہ بالا بحث کے نتیجہ میں اس سے متعلقہ اپیلیں بھی نامعلوم کی جاتی

ہیں۔

درخط

جسٹس عبدالقدیر چودھری

جسٹس محمد افضل لون

جسٹس ولی محمد خاں

BY PERMISSION OF THE GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF JUSTICE

VOL. XXVI

No. 8

The Supreme Court Monthly Review

COMPRISING OF SUPREME COURT CASES

Editors :

KHAWAJA MUHAMMAD ASAF, B.A., LL.B.

MR. MUHAMMAD ZUBAIR SABED, B.A., LL.B.

— **AUGUST, 1993** —

Citation : 1993 S C M R 1687

[pp. 1557—1792]

SUPREME COURT MONTHLY REVIEW

35-NABHA ROAD, LAHORE

(Phones : 213497/214883)



**Printed and Published by Malik Muhammad Saeed at the Pakistan
Educational Press, Lahore.**

**Monthly for regular subscribers Rs. 40/-
For non-subscribers Rs. 50/-**

**Annual Subscription : Rs. 480/-
(Postage/carriage extra)**

Coca Cola, even though its price may be a few cents. Further, it is a criminal offence carrying sentences of imprisonment and also fine. The principles involved are; do not deceive and do not violate the property rights of others.

Generally speaking, the people who are deceiving others with falsified names are being discouraged, even though the loss may be in terms of pennies. In our case, a law has been made to protect even the title and semblance of Quaid-e-Azam, without any challenge from any quarter. However, in this Ideological State, the appellants, who are non-Muslims want to pass off their faith as Islam? It must be appreciated that in this part of the world, faith is still the most precious thing to a Muslim believer, and he will not tolerate a Government which is not prepared to save him of such deceptions or forgeries.

The appellants, on the other hand, insist not only for a licence to pass off their faith as Islam but they also want to attach the exclusive epithets and descriptions etc., of the very revered Muslim personages to those heretic non-Muslims, who are considered not even a patch on them. In fact the Muslims treat it as defiling and desecration of those personages. Thus the insistence on the part of the appellants and their community, to use the prohibited epithets and the "Shaa'ire Islam (شجائر اسلام) leave no manner of doubt even to a common man, that the appellants want to do so intentionally and it may, in that case amount to not only defiling those pious personages but deceiving others. And, if a religious community insists on deception as its fundamental right and wants assistance of Courts in doing the same, then God help it. It has been held by the United States Supreme Court in *Cantwell v. Connecticut* (310 U.S. 296 at 306) that "the cloak of religion or religious belief does not protect anybody in committing fraud upon the public".

Again, if the appellants or their community have no designs to deceive, why do not they coin their own epithets etc.? Do not they realise that relying on the 'Shaairs' and other exclusive signs, marks and practices of other religions will betray the hollowness of their own religion. It may mean in that event that their new religion cannot progress or expand on its own strength, worth and merit but has to rely on deception. After all there are many other religions in the world and none of them ever usurped the epithets etc., of Muslims or others. Rather, they profess and present their own beliefs proudly and eulogise their heroes their own way. It must, however, be mentioned here that there is no law in Pakistan which forbids Ahmadis to coin their own epithets etc. and use them exclusively and there is no other restriction of any sort, whatever, against their religion.

It was argued that the finding of the Federal Shariat Court that the Ordinance is not contrary to Qur'an and Sunnah, is of no consequence, so far as this Court is concerned.

praise him. Therefore, if anything is said against the Prophet, it will injure the feelings of a Muslim and may even incite him to the breach of peace, depending on the intensity of the attack. The learned Judge in the High Court has quoted extensively from the Ahmadi literature to show how Mirza Ghulam Ahmad belittled also the other Prophets, particularly, Jesus Christ, whose place he wanted to occupy. We may not, however, repeat that material but two examples may suffice. Mirza Ghulam Ahmad wrote:

"The miracles that the other Prophets possessed individually were all granted to Muhammad (p.b.u.h.). They all were then given to me as I am his shadow. It is for this reason that my names are Adam, Abraham, Moses, Noha, David, Joseph, Solomon, John and Jesus Christ...." (Malfoozaat, Vol. 3, page 270, printed Rabwah).

About Jesus Christ he stated:

"The ancestors of Jesus Christ were pious and innocent? His three paternal grandmothers and maternal grandmothers were prostitutes and whores and that is the blood he represents."

(Appendix Anjaame Atham, Note 7).

Qur'an on the other hand, praises Jesus Christ, his mother and his family. (See 3: 33-37, 3:45-47, 19: 16-32). Can any Muslim utter anything against Qur'an and can anyone who does so claim to be a Muslim? How can then Mirza Ghulam Ahmed or his followers claim to be Muslims? It may also be noted here that, for his above writings, Mirza Sahib could have been convicted and punished, by and English Court, for the offence of blasphemy, under the Blasphemy Act, 1679, with a term of imprisonment.

84. Again, as far the Holy Prophet Muhammad (p.b.u.h.) is concerned:

"every Muslim who is firm in his faith, must love him more than his children, family, parents and much more than any one else in the world."

(See Al-Bukhari, Kitabul Eeman, Bab Hubbul Rasool Min-al-Eeman).

Can then anyone blame a Muslim if he loses control of himself on hearing, reading or seeing such blasphemous material as has been produced by Mirza Sahib?

85. It is in this background that one should visualise the public conduct of Ahmadis, at the centenary celebrations and imagine the reaction that it might have attracted from the Muslims. So, if an Ahmadi is allowed by the administration or the law to display or chant in public, the *Shaa'ir-e-Islam*, it is like creating a Rushdi out of him. Can the administration in that case guarantee his life, liberty and property and if so at what cost? Again, if this permission is given to a procession or assembly on the streets or a public place, it is like permitting civil war. It is not a mere guesswork. It has happened, in

fact many a time, in the past, and had been checked at cost of colossal loss of life and property (For details, Munir's report may be seen). The reason is that when an Ahmadi or Ahmadis display in public on a placard, a badge or a poster or write on walls or ceremonial gates or buntings, the 'Kalima', or chant other 'Shaa'e're Islam' it would amount to publicly defiling the name of Holy Prophet (p.b.u.h.) and also other Prophets, and exalting the name of Mirza Sahib, thus infuriating and instigating the Muslims so that there may be a serious cause for disturbance of the public peace, order and tranquillity and it may result in loss of life and property. The preventive actions, in such situations are imperative in order to maintain law and order and save loss or damage to life and property particularly of Ahmadis. In that situation, the decisions of the concerned local authorities cannot be overruled by this Court, in this jurisdiction. They are the best judges unless contrary is proved in law or fact.

86. The action which gave rise to the present proceedings arose out of the order of the District Magistrate, passed under section 144, Cr.P.C. The Ahmadia community who are the predominant residents of Rabwah were informed of the order of the District Magistrate through their office-bearers, by the Resident Magistrate and directed to remove ceremonial gates, banners and illuminations and further ensure that no further writing will be done on the walls. The appellants could not show that the above practices are essential and integral part of their religion. Even the holding of centenary celebrations on the roads and streets was not shown to be the essential and integral part of their religion.

87. The question whether such a requirement is a part of freedom of religion and if they are subject to public safety, law and order etc. has already been discussed in detail, in the light of the judgments from countries like Australia, and the United States, where the fundamental rights are given top priority. We have also quoted judgments even from India. Nowhere the practices which are neither essential nor integral part of the religion are given priority over the public safety and the law and order. Rather, even the essential religious practices have been sacrificed at the altar of public safety and tranquillity.

88. It is stated by the appellants that they wanted to celebrate the 100 years Ahmadia movement in a harmless and innocent manner, inter alia; by offering special thanks-giving prayers, distribution of sweets amongst children, and serving of food to the poor. We do not find any order stopping these activities, in private. The Ahmadis like other minorities are free to profess their religion in this country and no one can take away that right of theirs, either by legislation or by executive orders. They must, however, honour the Constitution and the law and should neither desecrate or defile the pious personage of any other religion including Islam, nor should they use their exclusive epithets, descriptions and titles and also avoid using the exclusive

names like mosque and practice like 'Azan', so that the feelings of the Muslim community are not injured and the people are not misled or deceived as regards the faith.

89. We also do not think that the Ahmadis will face any difficulty in coining new names, epithets, titles and descriptions for their personages, places and practices. After all Hindus, Christians, Sikhs and other communities have their own epithets etc., and are celebrating their festivals peacefully and without any law and order problem and trouble. However, the executive, being always under a duty to preserve law and order and safeguard the life, liberty, property and honour of the citizens, shall intervene if there is a threat to any of the above values. XX

90. It may be mentioned here that the learned single Judge has passed a detailed and well-reasoned order and has sagaciously and candidly taken into consideration judgments from such foreign jurisdictions which would infuse confidence in this hypersensitive, non-Muslim minority, i.e. Ahmadis. Therefore, we instead of further burdening the record, would adopt his reasoning also. The Ordinance is thus held to be not ultra vires of the Constitution. The result is that we find that neither is Article 20 of the Constitution attracted to the facts of the case nor is there any merit in this appeal. The appeal is dismissed. YY

91. As a result of the above discussion, the connected appeals are also dismissed.

(Sd.) Abdul Qadeer, Ch. J

(Sd.) Muhammad Afzal Lone, J

(Sd.) Wali Muhammad Khan, J

SALEEM AKHTAR, J.—The appellants have claimed protection of their right under Articles 19, 20 and 25 on the basis of being a minority as declared by the Constitution. They admit to be a minority in terms of the Constitution as distinguished from the Muslims. Their claim being that they should be treated equally under law like other minorities enjoying freedom of speech and expression and they should be allowed to profess, practise and propagate their religion. The first claim is covered by Articles 19 and 25 while the second one is based on Article 20.

2. Law permits reasonable classification and distinction in the same class of persons, but it should be founded on reasonable distinction and reasonable basis. Reference can be made to Government of Balochistan v. Azizullah Memon PLD 1993 SC 314. The Qadianis/Ahmadis on the basis of their faith and religion as elucidated by my learned brother Abdul Qadeer Chaudhry, J. vis-a-vis Muslims stand at a different pedestal as compared to other minorities. Therefore, considering these facts and in order to maintain public order it was felt necessary to classify them differently and promulgate the impugned law to ZZ

AAA

روضہ رسول ﷺ کی توہین

عزت مآب جناب جسٹس میاں نذیر اختر، قادیانوں کے خلاف توہین رسالت ﷺ کے ایک مقدمہ میں اپنے ایک فیصلہ میں لکھتے ہیں:

”حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کی وجہ سے مسلمان اہل بیتؑ سے بھی محبت رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان تمام مقامات سے بھی محبت رکھتے ہیں جہاں وہ (نبی اکرمؐ) مقیم رہے یا چلتے پھرتے رہے۔ مسلمان مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی ریت، گرد و غبار، کھجوروں، حتیٰ کہ گلیوں سے شدید محبت کرتے ہیں۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی (مقدس) جائے تدفین (روضہ رسول ﷺ) کو حضور نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ کے مطابق جنت الفردوس کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔

ما بین بینی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ

(ترجمہ: میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔)

(سراج المنیر۔ شرح جامع الصغیر صفحہ 246)

تاہم مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ کے ہمسرہ ہونے اور ان سے مشابہت رکھنے کا دعویٰ کر کے انتہائی مذموم جسارت کا مظاہرہ کیا ہے، انہوں نے قادیان کو مکہ اور مدینہ کی طرح قائل احترام (حرم) قرار دے کر مکہ اور مدینہ کے مقدس مقامات کی بے حرمتی کی ہے اور اس حد تک دعویٰ کیا ہے کہ قادیان کی ایک زیارت کرنا، نفلی حج سے برتر اور اعلیٰ ہے۔ وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) اس حد تک آگے چلا گیا کہ اس نے حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کی (مقدس) جائے تدفین (روضہ رسول ﷺ) کا تذکرہ کرتے ہوئے غلیظ زبان کے استعمال کی انتہا کر دی۔ ظاہر اپنے جوش و جذبہ میں نبی کریم ﷺ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر برتری ظاہر کرنے کے لئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نظریہ نزول آسمانی کو مسترد کرتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں:

”ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح کو اتنی بڑی خصوصیت آسمان پر زندہ چڑھنے اور اتنی مدت تک زندہ رہنے

اور پھر دوبارہ اترنے کی جو دی گئی ہے۔ اس کے ہر ایک پہلو سے ہمارے نبی ﷺ کی توہین ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بڑا تعلق جس کا کچھ حد و حساب نہیں، حضرت مسیح سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کی سو برس تک بھی عمر نہ پہنچی مگر حضرت مسیح اب قریباً دو ہزار برس سے زندہ موجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔ مگر حضرت مسیح کو آسمان پر جو ہمشت کی جگہ اور فرشتوں کی ہمسائیگی کا مکان ہے، بلا لیا۔ اب بتاؤ محبت کس سے زیادہ کی۔ عزت کس کی زیادہ کی۔ قرب کا مقام کس کو دیا اور پھر دوبارہ آنے کا شرف کس کو بخشا۔“

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 112 (حاشیہ) مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 205 از مرزا قادیانی)

حضور اکرم حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقابلی مقام مرتبہ کا نتیجہ اور قدر و قیمت خواہ کچھ بھی ہو، مگر ایک بات واضح ہے کہ مرزا صاحب نے نبی کریم ﷺ کے مقدس مقام تدفین کے متعلق انتہائی تحقیر آمیز الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جس کے تصور ہی سے ایک مسلمان لرز جاتا ہے۔

درود شریف کی توہین

مرزا غلام احمد کے مندرجہ بالا عقائد و نظریات، جن سے مسلمانوں کو شدید صدمہ پہنچا ہے اور ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں، کے بعد مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ درود و سلام کے مستحق ہیں۔ بقول مرزا صاحب اللہ تعالیٰ اس پر درود بھیجتا ہے، مرزا غلام احمد کے الہامات اور وحیوں پر مشتمل کتاب ”تذکرہ“ (طبع دوم) کے صفحہ نمبر 794 پر ایک وحی یہ درج ہے۔

”صلی اللہ علیک وعلی محمد“

مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب اربعین نمبر 2 میں مندرجہ ذیل دعویٰ کیا ہے۔
”بعض بے خبریہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ اس شخص

کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اطلاق کرتے ہیں اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور دوسروں کا صلوٰۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف، خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس کو پاوے، میرا سلام اس کو کہے اور احادیث اور تمام شروح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صمد ہا جگہ صلوٰۃ و سلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر جب کہ میری نسبت نبی علیہ السلام نے یہ لفظ کہا، صحابہ نے کہا بلکہ خدا نے کہا، تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہو گیا۔“

(اربعین نمبر 2 صفحہ نمبر 6، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 349 از مرزا قادیانی)
دوبارہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب حقیقت الوحی باب چہارم ص 75 اور ”تذکرہ“ طبع دوم ص 625-626 میں دعویٰ کرتا ہے کہ مندرجہ ذیل وحی اس پر اتری ہے۔

اصحاب الصفتہ وما ادرك ما اصحاب الصفتہ تری اعینہم تفیض
من الدمع بصلون علیک

(ترجمہ: ”صفہ کے رہنے والے اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صفہ کے رہنے والے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے (مرزا قادیانی) پر درود بھیجیں گے۔“)

یہی وحی مرزا صاحب کی کتاب تذکرہ طبع دوم صفحات 245، 246 اور 625، 626 میں درج ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اصحاب صفہ مرزا صاحب پر درود بھیجتے ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قادیانی، مرزا غلام احمد کے لئے درود و سلام پڑھتے ہیں اور ساتھ ہی مرزا غلام احمد کو حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کے برابر گردانتے ہیں۔ قادیانیوں کی اس حرکت اور فعل سے واضح طور پر حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کے مقدس اور مبارک نام کی تحقیر اور بے حرمتی ثابت ہوتی ہے۔

(PLD1992 Lahore)

اور تم میں سے بھی بہتوں میں یہ مادہ موجود ہے۔ پس خبردار رہو اور دُعا میں مشغول رہو تا ٹھوکر نہ کھاؤ۔ اور اس آیت کا دوسرا فقرہ جو الضالین ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ہمیں اسے ہمراہے پروردگار اس بات سے بھی بچا کہ ہم میسائی بن جائیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ

کرتا ہے کہ گویا ان مدعوں میں ایک رُوح ہے اور پھر دنیوی زندگی میں بھی کچھ فائدہ نہیں۔ اس جہان میں بھی ہے اور اُس جہان میں بھی۔ گویا دونوں طرف اپنے دہریہ سیلا رکھے ہیں۔ ایک پیر دنیا میں اللہ دوسرا پیر فوت شدہ مدعوں میں۔ اور دنیوی زندگی بھی عجیب کہ باوجود اس قدر امتداد مدت کے کھانے پینے کی محتاج نہیں اور غنیمت سے بھی فارغ ہے اور پھر آخری زمانہ میں بڑے کروڑ اور جلالی فرشتوں کے ساتھ آسمان پر سے اترے گا۔ اور گو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کی رات میں نہ پڑھنا دیکھا گیا اور نہ اترنا مگر حضرت مسیح کا اترنا دیکھا جائیگا۔ تمام مودیوں کے بعد فرشتوں کے کاغذوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اترے گا۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ مسیح نے وہ کام دکھائے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اصرار مخالفوں کے دکھلا نہ سکے۔ بار بار قرآنی اعجاز کا ہی حوالہ دیا۔ بقول تمہارے مسیح سچا مژدوں کو زندہ کرتا رہا۔ شہر کے لاکھوں انسان ہزاروں برسوں کے مرے ہوئے زندہ کر ڈائے۔ ایک دفعہ شہر کا شہر زندہ کر دیا۔ مگر

ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح کو اتنی بڑی خصوصیت آسمان پر زندہ کر کے اللہ اتنی مدت تک زندہ رہنے اور پھر دوبارہ اترنے کی جودی گئی ہے اس کے ہر ایک پہلو سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بڑا تعلق جن کا کچھ حد و حساب نہیں حضرت مسیح سے ہی ثابت ہوتا ہے مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین تک بھی عزت پہنچی مگر حضرت مسیح اب قریباً دو ہزار برس سے زندہ موجود ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھپانے کیلئے ایک ایسی ذیل جگہ تجویز کی جو نہایت شخص اور تنگ اور تاریک اور فترات الارض کی نجاست کی جگہ تھی مگر حضرت مسیح کو آسمان پر جو بہشت کی طرح اور فرشتوں کی ہمسائیگی کا مکان ہے چھپایا۔ اب بتلاؤ محبت کس سے زیادہ کی؟ عزت کس کی زیادہ کی؟ قریب کا مکان کس کو دیا اور پھر دوبارہ آنے کا مشرف کس کو بخشا؟ خدا

وہ عیب میں داخل ہیں یا چند ایسی پیشگوئیاں پیش کریں جو ان کے نزدیک وہ پوری نہیں ہوئیں۔ مگر وہ امور ایسے ہوں جو انبیاء کے موانع یا انہی پیشگوئیوں میں ان کی نظیر مل نہ سکے۔ مگر یاد رہے کہ اگر وہ ایسی ہدیب اور دانشمند مجلس میں یہ تعصیف کرنا چاہیں تو ضرور ثابت ہو جائیگا کہ وہ صرف بہتان اور افتراء کرنے دے ہیں۔ فامانہ ذکر تو صرف غیبت کہلاتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں اور اس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس میں شخص غیبت کنندہ کو بوجہ اکیلا ہونے کے ہر ایک کذب اور افتراء کی بہت گنجائش ہوتی ہے پس بلاشبہ ایسی غیبت جس مجلس میں سنی جاتی ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک صلحاء کی مجلس نہیں ہے۔ اگر انسان اپنے دل میں سچائی کی طلب رکھتا ہے تو جو بات اس کو سمجھ نہ آوے اس کو پوچھ لینا چاہیے۔ اگر میرے پر یہ الزام لگایا جائے کہ کوئی پیشگوئی میری پوری نہیں ہوئی یا پورا ہونے کی امید جاتی رہی تو اگر میں نے بحوالہ انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں کے یہ ثابت نہ کر دیا کہ درحقیقت وہ تمام پیشگوئیاں پوری ہو گئی ہیں یا بعض انتظار کے لائق ہیں اور وہ اُسی رنگ کی ہیں جیسا کہ نبیوں کی پیشگوئیاں تھیں۔ تو بلاشبہ میں ہر ایک مجلس میں جھوٹا ٹھیکرونگا۔ لیکن اگر میری باتیں نبیوں کی باتوں سے مشابہ ہیں تو جو مجھے جھوٹا کہتا ہے اس کو خدا تعالیٰ کا خوف نہیں ہے۔ بعض بے خبر ایک یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اطلاق کرتے ہیں اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اور دوسروں کا صلوٰۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس کو پاوے۔ میرا سلام اس کو کہے۔ اور احادیث اور تمام مشروح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صد ہا جگہ صلوٰۃ اور سلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر جبکہ میری نسبت نبی علیہ السلام نے یہ لفظ کہا صحابہ نے کہا بلکہ خدا نے کہا تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہو گیا۔ خود عام طور پر تمام مومنوں کی نسبت قرآن شریف میں

يُرضيك. إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا. فَتَحَ الْوَلِيُّ فَتَحَ
ایسا اس لئے تامل رہا جس کو فتح ہو جائے۔ ہم ایک ایک فتح تم کو عطا کریں گے۔ لکن تم کیلئے
وَقَرَّبْنَا نَجِيًّا. أَشْجَعُ النَّاسِ. وَلَوْ كَانَ
فتح ہو۔ اور ہم کو ایک ایسے قرب جتنا کہ ہرگز نہ ملتا دیا۔ وہ تمام لوگوں سے زیادہ ہادہ ہو۔ اور اگر
الْزَيْمَانُ مَعْلَقًا بِالثُّرَيَّا لَكَأَنَّهٗ. أَنَارَ اللَّهُ بُرْهَانَهُ.
ایک ثریا سے ملحق ہوتا تو وہ وہیں جا کر اس کو نہ لیتا۔ خدا اس کی حجت و روشن کرے گا۔
كُنْتُ كَنزًا مَخْفِيًّا فَأَخْبَيْتُ أَنْ أُعْرَفَ. يَا قَوْمَ يَا شُعْصُ
ہم ایک خزانہ پوشیدہ تھا پس میں نے ہمارا کہ ظاہر کیا جاوے۔ اے ہمارے! اے سورۃ!
أَنْتَ مِثْقَى وَأَنَا مِثْكَ. إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَأَنْتَ هَلِي
تو مجھ سے ظاہر ہو اور میں تم سے۔ جب خدا کی مدد آئے گی مدد زند
أَمْرُ الزَّمَانِ إِلَيْنَا. وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ. أَلَيْسَ هَذَا
ہماری طرف رجوع کرے گا۔ تب کہا جائے گا کہ یہ شخص جو بیجا ہی حق
بِالْحَقِّ. وَلَا تُصْعِقْ لِي خَلْقَ اللَّهِ وَلَا تَسْتَمِ مِنَ النَّاسِ.
پرند تھا! اور چاہیے کہ مخلوق اللہ کے خلق کے وقت ہمیں زمین نہ ہو۔ اور چاہئے کہ تو
وَوَيْعٌ مَّكَانِكَ. وَبَشِيرِ الَّذِينَ آمَنُوا
وہی کثرت طاقت و قوت نہ ہو۔ اور قہر دم پر کہ انہماکان کو وسیع کرے تاکہ کثرت کو آئیں گے
أَنْ لَهُمْ قَدَمٌ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ. وَأَتْلُ عَلَيْهِمْ
اور تم کو کوئی گناہ نہ ہو اور یہ لوگوں کو بخبری دے کہ ان کے صدور میں اللہ تم صدقہ ہو اور جو
مَا أَوْحَى إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ. أَصْحَابُ الصُّفَةِ.
کچھ تیرے ہی کیونکہ تیرے ہمتی تامل کو ان کو وہی دے گا کہ ان کو کثرت میں داخل ہوں گے۔ مگر
وَمَا أَدْرَاكَ مَا أَصْحَابُ الصُّفَةِ. تَرَى أَعْيُنُهُمْ
کے بعض جملے اور دیکھ جانتا ہے کہ کیا ہیں صفہ کے پہننے والے۔ تو دیکھ گا کہ ان کی آنکھوں سے

تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ يَصْلُونَ عَلَيْكَ رَبَّنَا إِنَّمَا
آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پروردگار ہمیں گئے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا

سَمِعْنَا مَنَادًا يَّأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا - وَذَاعِبًا إِلَى اللَّهِ
ہم نے ایک منادی کو نیلے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلا رہا ہے۔ اور خدا کی طرف

وَسِرَاجًا مُنِيرًا - يَا أَحْمَدُ فَاصْنِ الرَّحْمَةَ عَلَى
جگہ ہے۔ اور ایک چمک بھرا چراغ ہے۔ اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت

شَفَعَتِكَ - إِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا - سَتَيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ
جاری کی گئی۔ تو میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا۔

يَرْفَعُ اللَّهُ ذِكْرَكَ - وَيُثَبِّتُ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا
خدا تیرا ذکر بلند کرے گا۔ اور اپنی نعمت دنیا اور آخرت میں تیرے پر

وَالْآخِرَةِ - بَوَّكَتَ يَا أَحْمَدُ - وَكَانَ مَا بَارَكَ اللَّهُ
پروری کرے گا۔ اے احمد! تو برکت دیا گی۔ اور جو کچھ مجھے برکت دی گئی

فِيكَ حَقًّا فَيَاكَ - شَأْنُكَ عَجِيبٌ وَ أَجْدَلُ
وہ تیرا ہی حق تھا۔ تیری شان عجیب ہے اور تیرا اجر

قَرِيبٌ - الْأَرْضُ وَالسَّمَاءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِي -
قریب ہے۔ آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔

أَنْتَ وَجِيهٌ فِي حَضْرَتِي - اخْتَرْتُكَ لِنَفْسِي - مُبْتَحَنَ
تو میری درگاہ میں وجہ ہے میں نے تجھے اپنے لئے چنا۔ خدا کے ہاں

اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى زَادَ مَجْدَكَ - يَنْقُطِعُ أَبَاؤُكَ
خدا برکت والا اور بڑا بزرگ ہے وہ تیری زندگی کو زیادہ کرے گا۔ تیرے باپ دادوں کا ذکر منقطع

وَرُسُلُهُ مِنْكَ - وَ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُثَرِّكَ - حَتَّى
ہو جائے اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ پر ختم ہو گا۔ اور خدا ایسا نہیں کرے کہ تجھ کو چھوڑ دے

اے یاد ہے کہ ظاہری بزرگی اور جاہ کے لحاظ سے اس خاکسار کا خاندان بہت شہرت رکھتا تھا۔ بلکہ

عالم اسلام کی تاریخ میں اپنی اوجیت کی منفرد کتاب

ثبوت حاضر ہیں!

قاویا نیوں کے بزرگ کوثریہ قائد و مہم جوئی کی شہادتیں

ترتیب تصدیق

مُہم رہنما خاں

یہ ایک ایسی تاریخی و تحقیقی کتاب ہے

ہمیت انگیز
معلومات

ہوشربا
انکشافات

❖ ہوت اپنی مل کر اسلام کے فطرت ہمزہ سبیل اور تائید
کے مستند دستاویز ثبوت لیے ہوئے ہے۔

❖ پے کس سال کی کٹ ہندوفاستحکامیت کے پورے مل گیا ہند

❖ جس میں تاریخی ثبوت اور انکشافات و مسائل کے ۵۰ ہزار سے زائد صفحات
کھنگالنے کے بعد قاویا نیوں کے مہم جوئیہ دستاویز کے تحریری ثبوت کیا
کر دیے گئے ہیں۔

سارے راز
بے نقاب

سنسفیغیر
واقعات

❖ جس کے مطالعے سے ہندوستانی اپنے مخالف کی تاریخی اور سیاسی تصویر دیکھ کر
راہ و چارہت پاسکتا ہے۔

❖ جو ساحل میں ازل و ازل سے پانے کے لیے ایک منور
ہستیا ثابت ہو سکتی ہے۔

بہت کتابوں کی
کلیات ہاں

ناقابل تردید
مقات

❖ جس کا سارا انداز خطیہ، وکلا، اندازہ اور طیارہ کوثریہ قائدانیت کے فطرت
مضبوط و زائل اور مکتوب سن معلومات کا ذخیرہ و فراہم کرے گا۔

❖ جسے قائدانیت کے خلاف ہر تاریخی متصورہ بحث اور منقولہ میں مسترد والے
کی حیثیت سے پیش کیا جاسکتا ہے۔

فرگراور
الہامیری کی
خبر ورت

قاویانیت
پر سکتل
انسانیکلوپڈیا

❖ جسے تمام مکتوبہ کے سید عالم کلام احسن و اعلیٰ علم و دانش کی خواہش اور
سرپرستی میں پیش کیا گیا۔

❖ ایک ایسی دستاویز جس کا مکتوبوں سے انتظار تھا
پڑھے اور محفوظ عہد نبوت کے لیے آگے بڑھے!